اُردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور اوّلین کاوش

سلیس ترجمہ، تشریح، تحقیق و تخریج

اَلفتحُ الرَّبَّانی

2

فقہی ترتیب

مُسند امام احمد بن حنبل

شیخ الاسلام صاحب المذہب شیخ السُّنۃ امام اہل الحدیث وصاحب المنۃ علی الامۃ

ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ

❖ مولانا عباس انجم گوندلوی ❖ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی ❖ ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

تحقیق وتخریج وشرح
❖ ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

تقریظ
❖ شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

نظرثانی
❖ حافظ عبد اللہ رفیق

دار العلم ممبئی

1/2

سلسلہ مطبوعات دارالعلم نمبر 269

نام کتاب	:	مسند امام احمد حنبل
تالیف	:	ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی
ترجمہ	:	شیخ الحدیث عباس انجم گوندلوی
		سعید مجتبیٰ سعیدی، ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان
جلد	:	2
ناشر	:	دارالعلم، ممبئی
طابع	:	محمد اکرم مختار
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	:	۲۰۱۶ء

DARUL ILM

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel. (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
Fax : (+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

فہرست مضامین

أَبْوَابُ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ

❀ ...... بَابُ الْأَمْرِ بِالْأَذَانِ وَتَاكِيدِ طَلَبِهٖ

❀ ...... بَابُ فَضْلِ الْأَذَانِ وَالْمُؤَذِّنِيْنَ وَالْأَئِمَّةِ

❀ ...... بَابُ الْأَمْرِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بِالْأَذَانِ وَفَضْلِهٖ وَاسْتِجَابَةِ الدُّعَاءِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ وَهُرُوْبِ الشَّيْطَانِ عِنْدَ سِمَاعِهَا

❀ ...... بَابُ بَدْءِ الْأَذَانِ وَرُؤْيَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَسَبَبِ مَشْرُوْعِيَّةِ التَّثْوِيْبِ فِي الْفَجْرِ

❀ ...... بَابُ صِفَةِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ وَعَدَدِ كَلِمَاتِهَا وَقِصَّةِ أَبِي مَحْذُوْرَةَ

❀ ...... بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَخْذِ الْأُجْرَةِ عَلَى الْأَذَانِ

❀ ...... بَابُ مَا يَقُوْلُ الْمُسْتَمِعُ عِنْدَ سِمَاعِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ وَبَعْدَ الْأَذَانِ

❀ ...... بَابُ الْأَذَانِ فِي أَوَّلِ الْوَقْتِ وَتَقْدِيْمِهٖ عَنْهُ فِي الْفَجْرِ خَاصَّةً

❀ ...... بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَذَانِ لِلْجُمُعَةِ وَالْيَوْمِ الْمَطِيْرِ

❀ ...... بَابٌ فِي الْفَصْلِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيْمُ

❀ ...... بَابُ تَغْلِيْظِ التَّخَلُّفِ عَنْ إِجَابَةِ الْمُؤَذِّنِ وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ

أَبْوَابُ الْمَسَاجِدِ

❀ ...... بَابُ أَوَّلِ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ

اذان اور اقامت کے ابواب

اذان کا حکم اور اس حکم کی تاکید کا بیان ---------------- 15

اذان، اذان کہنے والوں اور اماموں کی فضیلت کا بیان ----- 18

بلند آواز سے اذان کہنے کے حکم، اس کی فضیلت اور اذان و اقامت کے درمیان دعا کی قبولیت اور اذان و اقامت سن کر شیطان کے بھاگ جانے کا بیان ------------------ 24

اذان کی ابتدا کا بیان اور عبد اللہ بن زید کا خواب اور فجر میں "اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کی مشروعیت ------------ 27

اذان اور اقامت کا طریقہ اور دونوں کے کلمات کی تعداد اور ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا بیان ------------------ 32

اذان پر اجرت لینے کی ممانعت کا بیان ---------------- 40

آدمی اذان اور اقامت سنتے وقت اور اذان کے بعد کیا کہے 41

اول وقت میں اذان کہنے اور صرف فجر میں وقت سے پہلے اذان کہنے کا بیان ---------------------------------- 48

جمعہ کے لیے، اور بارش والے دن اذان کہنے کا بیان ------ 50

اذان اور اقامت کے درمیان وقفہ کرنے کا بیان اور جو اذان کہے وہی اقامت کہے ------------------------------ 52

مؤذن کا جواب نہ دینے اور اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی وعید 55

مساجد کا بیان

زمین میں بنائی جانے والی سب سے پہلی مسجد اور مساجد بنانے کی

وَفَضْلِ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ
❀ ...... بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُوْرًا وَمَسْجِدًا
❀ ...... بَابُ فَضْلِ الْجُلُوْسِ فِي الْمَسَاجِدِ وَالسَّعْيِ أَلَيْهَا وَفَضْلِ أَهْلِ الدُّوْرِ الْقَرِيْبَةِ مِنْهَا
❀ ...... بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ وَالْخُرُوْجِ مِنْهُ وَآدَابِ الْجُلُوْسِ فِيْهِ وَالْمُرُوْرِ
❀ ...... بَابُ تَنْزِيْهِ الْمَسَاجِدِ عَنِ الْأَقْذَارِ
❀ ...... بَابُ صِيَانَةِ الْمَسَاجِدِ مِنَ الرَّوَائِحِ الْكَرِيْهَةِ
❀ ...... بَابٌ جَامِعٌ فِيْمَا تُصَانُ عَنْهُ الْمَسَاجِدُ
❀ ...... بَابُ مَايُبَاحُ فِعْلُهُ فِي الْمَسَاجِدِ
❀ ...... بَابُ النَّهْيِ عَنْ اتِّخَاذِ قُبُوْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ مَسَاجِدَ لِلتَّبَرُّكِ وَالتَّعْظِيْمِ
❀ ...... بَابُ جَوَازِ نَبْشِ قُبُوْرِ الْكُفَّارِ وَاتِّخَاذِ أَرْضِهَا مَسَاجِدَ
❀ ...... بَابُ جَوَازِ اِتِّخَاذِ الْبِيَعِ مَسَاجِدَ
❀ ...... بَابُ مَاجَاءَ فِي اِتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوْتِ

أَبْوَابُ سَتْرِ الْعَوْرَةِ

❀ ...... بَابُ حَدِّ الْعَوْرَةِ وَبَيَانِهَا وَحُجَّةِ مَنْ قَالَ إِنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ
❀ ...... بَابُ حُجَّةِ مَنْ لَمْ يَرَ أَنَّ الْفَخِذَ وَالسُّرَّةَ مِنَ الْعَوْرَةِ
❀ ...... بَابُ مَاجَاءَ فِيْ وُجُوْبِ سَتْرِ الْعَوْرَةِ
❀ ...... بَابُ مَاجَاءَ فِيْ أَنَّ الْمَرْأَةَ الْحُرَّةَ كُلَّهَا عَوْرَةٌ إِلَّا وَجْهَهَا وَكَفَّيْهَا
❀ ...... بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَجْرِيْدِ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الصَّلَاةِ وَجَوَازِ الصَّلَاةِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ

فضیلت ---------- 58
نبی کریم ﷺ کے فرمان ''میرے لیے زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے'' کا بیان ---------- 63
مساجد میں بیٹھنے اور ان کی طرف جانے کی فضیلت اور ان سے قریب محلے والوں کی فضیلت کا بیان ---------- 64
مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت دعائیں پڑھنے اور مسجد میں بیٹھنے اور وہاں سے گزرنے کے آداب کا بیان ---------- 68
مساجد کو گندگیوں سے محفوظ رکھنے کا بیان ---------- 73
مساجد کو ناپسندیدہ بدبوؤں سے محفوظ رکھنا ---------- 77
تمام ان چیزوں کا بیان جس سے مساجد کو محفوظ رکھا جائے -- 80
مساجد میں جو کام کرنے جائز ہیں ---------- 89
تبرک و تعظیم کے لیے انبیاء وصالحین کی قبروں کو مساجد بنانے کی ممانعت ---------- 91
کفار کی قبریں اکھاڑ کر ان کی جگہ مساجد بنانے کا جواز ----- 93
غیر مسلموں کے عبادت خانوں کو مساجد بنانے کا جواز ----- 94
گھروں میں مساجد بنانے کا بیان ---------- 95

شرمگاہ کو ڈھانپنے کے بارے میں ابواب

عورۃ اور اس کی حد کا اور ران کو پردہ قرار دینے والے کی دلیل کا بیان ---------- 100
جو ران اور ناف کو چھپائے جانے والے حصوں میں شامل نہیں سمجھتا، اس کی دلیل ---------- 102
ستر کو چھپانے کے وجوب کا بیان ---------- 105
آزاد عورت چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ ساری کی ساری چھپانے کی چیز ہے ---------- 107
نماز میں مسلمانوں کے ننگا ہونے کی ممانعت اور ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا جواز ---------- 109

❀ …… بَـابُ اِسْتِـحْـبَابِ الصَّلَاةِ فِـي ثَـوْبَيْنِ وَجَـوَازِهَا فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَمَا يَفْعَلُ مَنْ صَلَّى فِيْ قَمِيْصٍ وَّاحِدٍ تَبْدُوْ مِنْ عَوْرَتِهِ

دو کپڑوں میں نماز کے مستحب ہونے اور ایک کپڑے میں جائز ہونے کا بیان اور صرف قمیص میں نماز پڑھنے والے شخص کا بیان کہ اگر شرمگاہ کھلنے کا اندیشہ ہو تو وہ کیا کرے ---------- 112

❀ …… بَـابُ كَـرَاهِيَةِ اِشْتِـمَالِ الصَّمَّاءِ وَالْاَحْتِبَاءِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ

"اِشْتِمَالُ الصَّمَّاء" اور ایک کپڑے میں گوٹھ مانے کی کراہیت کا بیان---------------------------------- 116

اَبْوَابُ اِجْتِنَابِ النَّجَاسَةِ فِيْ مَكَانِ الْمُصَلِّيْ وَثَوْبِهِ وَ بَدَنِهِ وَالْعَفْوِ عَمَّا لَا يُعْلَمُ مِنْهَا

نمازی کی جائے نماز، کپڑے اور بدن کا نجاست سے پاک ہونے کا بیان اور جو نجاست معلوم نہ ہو اس سے درگزر کا بیان

❀ …… بَابُ الْاَمَاكِنِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا وَالْمَأْذُوْنِ فِيْهَا لِلصَّلَاةِ

ان جگہوں کا بیان جن میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا اور جن میں نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے---------------- 118

❀ …… بَابُ مَاجَاءَ فِيْ الصَّلَاةِ فِي النَّعْلِ

جوتوں میں نماز پڑھنے کا بیان -------------------- 121

❀ …… بَابُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْحَصِيْرِ وَالْبُسُطِ وَالْفِرَاءِ وَالْخُمْرَةِ

چٹائی، ٹاٹوں، پوستینوں اور اوڑھنیوں پر نماز پڑھنے کا بیان 126

❀ …… بَـابٌ فِي الصَّلَاةِ فِيْ ثَـوْبِ النَّوْمِ وَشُعُرِ النِّسَاءِ وَحُكْمِ ثَوْبِ الصَّغِيْرِ

سونے والے کپڑے اور عورتوں کی شمیزوں میں نماز پڑھنے کا بیان اور چھوٹے بچے کے کپڑے کا حکم ---------------- 128

اَبْوَابُ الْقِبْلَةِ

قبلہ کے آداب

❀ …… بَابُ مُدَّةِ اِسْتِقْبَالِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَتَحْوِيْلِ الْقِبْلَةِ مِنْهُ اِلَى الْكَعْبَةِ

بیت المقدس کے قبلہ رہنے کی مدت اور پھر کعبہ کی طرف تحویلِ قبلہ کا بیان---------------------------------- 130

❀ …… بَابُ وُجُوْبِ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ فِي الْفَرِيْضَةِ

فرض نماز میں قبلہ رخ ہونے کا وجوب -------------- 133

❀ …… بَابُ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ فِيْ الْكَعْبَةِ

کعبہ کے اندر نفلی نماز پڑھنے کا بیان --------------- 134

❀ …… بَـابُ جَـوَازِ تَـطَوُّعِ الْمُسَافِرِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ

مسافر کے لیے اپنی سواری پر بیٹھ کر نفلی نماز پڑھنے کا جواز چاہے سواری کا منہ جس طرف مرضی ہو جائے-------------- 136

❀ …… بَـابُ الرُّخْصَةِ فِيْ صَلَاةِ الْفَرْضِ عَلَى الرَّاحِلَةِ لِعُذْرٍ

عذر کی وجہ سے سواری پر فرض نماز پڑھنے کی رخصت کا بیان 139

اَبْوَابُ السُّتْرَةِ اَمَامَ الْمُصَلِّيْ وَ حُكْمِ الْمُرُوْرِ دُوْنَهَا

نمازی کے آگے سترہ رکھنے اور اس کے پیچھے سے گزرنے کا حکم

❀ …… بُـابُ اِسْتِـحْبَابِ السُّتْرَةِ لِلْمُصَلِّيْ وَالدُّنُوِّ مِنْهَـا وَمِـنْ اَيِّ شَـيْءٍ تَـكُوْنُ وَاَيْـنَ تَكُوْنُ مِنَ

نمازی کے لیے سترے کے مستحب ہونے اور اس کے قریب ہونے کا بیان اور اس کی وضاحت کہ وہ کس چیز کا ہو اور نمازی کی

الْمُصَلِّيْ — کس طرف ہونا چاہیے؟ ---------- 141

❀ بَابُ دَفْعِ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مِنْ آدَمِيٍّ وَغَيْرِهٖ — نمازی کے آگے گزرنے والے آدمی وغیرہ کو روکنے کا بیان 145

❀ بَابُ التَّغْلِيْظِ فِي الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ وَبَيْنَ سُتْرَتِهٖ — نمازی اور اُس کے سترہ کے درمیان سے گزرنے کے متعلق سختی کا بیان ---------- 150

❀ بَابُ مَنْ صَلّٰى وَبَيْنَ يَدَيْهِ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيْمَةٌ — جو شخص اس حالت میں نماز پڑھے کہ اس کے آگے کوئی انسان یا چوپایہ ہو ---------- 151

❀ بَابُ سُتْرَةِ الْأَمَامِ سُتْرَةٌ لِمَنْ صَلّٰى خَلْفَه وَأَنَّهٗ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ مُرُوْرُ شَيْءٍ — امام کا سترہ ہی مقتدی کا سترہ ہے اور کسی چیز کے گزر جانے سے نماز منقطع نہیں ہوتی ---------- 152

❀ بَابُ مَنْ صَلّٰى إِلٰى غَيْرِ سُتْرَةٍ — سترے کے بغیر نماز پڑھنے کا بیان ---------- 154

أَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ — نماز کے طریقہ کے ابواب

❀ بَابُ جَامِعِ صِفَةِ الصَّلَاةِ — نماز کے جامع طریقے کا بیان ---------- 156

فَصْلٌ مِنْهُ فِيْ حَدِيْثِ الْمُسِيْءِ فِيْ صَلَاتِهٖ — "مُسِیْءُ الصَّلَاۃ" کی حدیث کے متعلق اسی باب کی ایک فصل ---------- 166

❀ بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَالْخُشُوْعِ فِيْهَا — نماز کے افتتاح اور اس میں خشوع کا بیان ---------- 168

❀ بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ تَكْبِيْرَةِ الْأَحْرَامِ وَغَيْرِهَا — تکبیر تحریمہ وغیرہ کے وقت رفع الیدین کرنے کا بیان (رفع الیدین قبل از رکوع و بعد از رکوع) ---------- 172

فَصْلٌ مِنْهُ حُجَّةُ مَنْ لَمْ يَرَ الرَّفْعَ إِلَّا عِنْدَ تَكْبِيْرَةِ الْأَحْرَامِ — اسی باب کی ایک فصل اس شخص کی دلیل کے متعلق جس کے خیال کے مطابق تکبیرۂ تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین نہیں ہے --- 181

❀ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ وَضْعِ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ — دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنے کا بیان ---------- 186

❀ بَابُ السَّكْتَاتِ بَعْدَ تَكْبِيْرَةِ الْأَحْرَامِ وَقَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَبَعْدَ قَوْلِهٖ وَلَا الضَّالِّيْنَ وَبَعْدَ السُّوْرَةِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ — تکبیر تحریمہ کے بعد، قراءت سے پہلے، ﴿وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ کہنے کے بعد اور سورت (کی تلاوت) کے بعد یعنی رکوع سے پہلے سکتوں کا بیان ---------- 201

❀ بَابٌ فِيْ دُعَاءِ الْأَفْتِتَاحِ وَالتَّعَوُّذِ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ — دعائے استفتاح اور قراءت سے پہلے تعوذ کا بیان ------ 203

❀ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَسْمَلَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ — سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرتے وقت ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ (پڑھنے) کا بیان ---------- 211

❀ بَابُ تَفْسِيْرِ سُوْرَةِ الْفَاتِحَةِ وَحُجَّةِ مَنْ قَالَ إِنَّ الْبَسْمَلَةَ لَيْسَتْ آيَةً مِنْهَا — سورۃ الفاتحہ کی تفسیر اور اس کی دلیل جس کا یہ خیال ہے کہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ فاتحہ کی آیت نہیں ہے ------ 214

❀ …… بَابُ وُجُوْبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ
فاتحہ پڑھنے کے وجوب کا بیان ---------- 218

❀ …… بَابُ مَاجَآءَ فِيْ قِرَاءَةِ الْمَأْمُوْمِ وَانْصَاتِهِ إِذَا سَمِعَ إِمَامَهُ
مقتدی کی قراءت اور جب اپنے امام کو سنے تو اس کے خاموش ہونے کا بیان ---------- 224

❀ …… بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصَّلاَةِ إِذَا هُوَسه عَلٰى مُصَلٍّ آخَرَ
نماز میں بلند آواز سے قراءت کرنے کی ممانعت، جب وہ دوسرے نمازی پر (قراءت) گڈمڈ کر رہا ہو ---------- 228

❀ …… بَابُ مَاجَآءَ فِي التَّأْمِيْنِ وَالْجَهْرِبِهِ فِي الْقِرَاءَةِ وَإِخْفَائِهِ
آمین کہنے اور قراءت میں اسے بلند آواز یا آہستہ کہنے کا بیان ---------- 230

❀ …… بَابُ حُكْمِ مَنْ لَّمْ يُحْسِنْ فَرْضَهُ الْقِرَاءَةَ
اس شخص کے حکم کا بیان جو قراءت کا فریضہ اچھی طرح ادا نہیں کر سکتا ---------- 233

❀ …… بَابُ قِرَاءَةِ السُّوْرَةِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ فِي الْأُوْلَيَيْنِ وَهَلْ تُسَنُّ قِرَاءَتُهَا فِي الْأُخْرَيَيْنِ أَمْ لاَ
پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سورت پڑھنے اور دوسری دو رکعتوں میں اس کا پڑھنا، مسنون ہونے یا نہ ہونے کا بیان 234

❀ …… بَابُ قِرَاءَةِ سُوْرَتَيْنِ اَوْ اَكْثَرَ فِيْ رَكْعَةٍ، وَقِرَاءَةِ بَعْضِ سُوْرَةٍ وَجَوَازِ تَكَرُّرِ السُّوْرَةِ أَوِ الْآيَاتِ فِيْ رَكْعَةٍ
ایک رکعت میں دو یا زائد سورتیں یا ایک سورت کا بعض حصہ تلاوت کرنے اور ایک سورت یا بعض آیات کو تکرار کے ساتھ تلاوت کرنے کا بیان ---------- 236

❀ …… بَابُ جَامِعِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَوَاتِ
نمازوں میں قراءت کے متعلق جامع بیان ---------- 240

❀ …… بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
ظہر وعصر میں قراءت کا بیان ---------- 242

❀ …… بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ
مغرب میں قراءت کا بیان ---------- 247

❀ …… بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَآءِ
عشا میں قراءت کرنے کا بیان ---------- 250

❀ …… بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ وَصُبْحِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ
صبح میں اور جمعہ کی دن کی صبح میں قراءت کا بیان ---------- 252

❀ …… بَابُ جَامِعِ صِفَةِ الْقِرَاءَةِ مِنْ سِرٍّ وَجَهْرٍ وَمِنْ تَرْتِيْلٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ
قراءت کے سری اور جہری ہونے کا اور ترتیل وغیرہ کا بیان 256

❀ …… بَابُ حُكْمِ مَا يَطْرَأُ عَلَى الْإِمَامِ فِي الْقِرَاءَةِ وَحُكْمِ الْفَتْحِ عَلَيْهِ
امام پر طاری ہونے والے (امور) اور اس کو لقمہ دینے کا حکم ---------- 260

❀ …… بَابُ الْحُجَّةِ فِي الصَّلَاةِ بِقِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَأُبَيٍّ مِمَّنْ أُثْنِيَ عَلٰى قِرَاءَتِهِ
سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابی رضی اللہ عنہ کی قراءت کا نماز میں حجت ہونے کا بیان جن کی قراءت پر تعریف کی گئی ہے 262

❀ …… بَابُ تَكْبِيْرَاتِ الْاِنْتِقَالِ
تکبیرات الانتقال کا بیان ---------- 263

أَبْوَابُ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَ مَا جَآءَ فِيْهِمَا

❀ ...... بَـابُ مَشْـرُوْعِيَّةِ التَّـطْبِيْـقِ فِي الرُّكُوْعِ ثُمَّ نَسْخِهِ

❀ ...... بَابُ مِقْدَارِ الرُّكُوْعِ وَصِفَتِهٖ وَالطَّمَأْنِيْنَةِ فِيْهِ وَفِيْ جَمِيْعِ الْأَرْكَانِ عَلٰى سَوَاءٍ

❀ ...... بَـابُ بُـطْلَانِ صَلَاةِ مَـنْ لَـمْ يُتِمَّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ

❀ ...... بَابُ الذِّكْرِ فِي الرُّكُوْعِ

❀ ...... بَـابُ الـنَّهْيِ عَنِ الْـقِـرَاءَةِ فِـي الـرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

❀ ...... بَابُ وُجُوْبِ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَالطَّمَانِيَّةِ بَعْدَهُمَا وَ وَعِيْدِ مَنْ تَرَكَ ذٰلِكَ

❀ ...... بَابُ اَذْكَارِ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوْعِ

❀ ...... بَابُ هَيْئَاتِ السُّجُوْدِ وَكَيْفَ الْهَوِيُّ اِلَيْهِ

❀ ...... بَـابُ اَعْـضَـاءِ الـسُّـجُوْدِ وَالنَّهْيِ عَنْ كَفِّ الشَّعْرِ وَالثَّوْبِ

❀ ...... بَـابُ سُـجُوْدِ الْمُصَلِّيْ عَلٰى ثَوْبِهٖ لِحَاجَةٍ وَكَيْفَ يَسْجُدُ مَنْ زُوْحِمَ

❀ ...... بَـابُ الدُّعَاءِ فِي السُّجُوْدِ وَمَا يُقَالُ فِيْهِ مِنَ الْأَذْكَارِ غَيْرَ مَا مَرَّ فِي الرُّكُوْعِ

❀ ...... بَـابُ الْـجَـلْسَةِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَمَا يُقَالُ فِيْهِمَا

❀ ...... بَابُ جَلْسَةِ الْأَسْتِرَاحَةِ

أَبْوَابُ الْقُنُوْتِ

❀ ...... بَـابُ الْـقُنُوْتِ فِي الصُّبْحِ وَسَبَبِهٖ وَهَلْ هُوَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ أَوْبَعْدَهٗ

❀ ...... بَابُ الْقُنُوْتِ فِي الظُّهْرِ وَصَلَوَاتٍ أُخْرٰى

رکوع وسجود اور ان کے متعلقات کے ابواب

رکوع میں تطبیق کی مشروعیت اور پھر اس کے منسوخ ہو جانے کا بیان ---------- 270

رکوع کی مقدار، اس کے طریقہ اور اس میں اور تمام ارکان میں برابر کا اطمینان رکھنے کا بیان ---------- 272

جس نے رکوع وسجود پورا نہ کیا، اس کی نماز کے باطل ہونے کا بیان ---------- 275

رکوع میں ذکر کا بیان ---------- 276

رکوع وسجود میں قرآن پڑھنے کی ممانعت کا بیان ---------- 279

رکوع وسجدے سے اٹھنے اور ان کے بعد اطمینان اختیار کرنے کے وجوب اور اسے ترک کرنے والے کی وعید کا بیان ------ 280

رکوع سے اٹھ کر اذکار (کرنے) کا بیان ---------- 282

سجدے کی حالتیں اور اس کے لیے جھکنے کی کیفیت کا بیان - 286

سجدے کے اعضاء اور بال اور کپڑا لپیٹنے کی ممانعت کا بیان 291

کسی ضرورت کی وجہ سے نمازی کا اپنے کپڑے پر سجدہ کرنے نیز ہجوم والا شخص سجدہ کیسے کرے، اس کا بیان ---------- 293

سجدے کی دعاؤں اور اذکار کا بیان، ان کے علاوہ جو رکوع میں گزر چکے ہیں ---------- 295

دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے اور اس میں جو پڑھا جاتا ہے، اس کا بیان ---------- 297

جلسہ استراحت کا بیان ---------- 299

دعائے قنوت کے ابواب

صبح میں قنوت اور اس کا سبب اور کیا وہ رکوع سے پہلے ہے یا اس کے بعد؟ ---------- 301

ظہر اور دوسری نمازوں میں قنوت کا بیان ---------- 305

فَصلٌ مِنْهُ فِي الْقُنُوْتِ فِي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ
پانچوں نمازوں میں قنوت کے بارے میں ایک فصل ---- 307

❀ ...... بَابُ مَاجَاءَ فِي الْجَهْرِ بِالْقُنُوْتِ
بلند آواز سے قنوت کرنے کا بیان ---------------- 307

❀ ...... بَابُ حُجَّةِ الْقَائِلِيْنَ بِعَدْمِ الْقُنُوْتِ فِي الصُّبْحِ اِلَّا عِنْدَ النَّوَازِلِ
ان لوگوں کی دلیل کا بیان جو صبح کی نماز میں مصائب کے علاوہ قنوت نہ کرنے کے قائل ہیں ---------------- 308

❀ ...... بَابُ الْقُنُوْتِ فِي الْوِتْرِ وَأَلْفَاظِهِ
وتر میں قنوت اور اس کے الفاظ کا بیان ---------------- 309

أَبْوَابُ التَّشَهُّدِ

تشہد کے ابواب

❀ ...... بَابُ مَاوَرَدَ فِيْ أَلْفَاظِهِ
اس کے الفاظ کے بارے میں ثابت ہونے والے مواد کا بیان 311

فَصلٌ فِيمَا رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ
فصل: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد ------ 311

فَصلٌ فِيمَا رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
فصل: اس تشہد کے بارے میں جو سیدنا عبد اللہ بن عباس اور سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ---------------- 317

❀ ...... بَابُ هَيْئَةِ الْجُلُوْسِ لِلتَّشَهُّدِ وَالْإِشَارَةِ بِالسَّبَابَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ
تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت، انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنے کا اور دوسرے امور کا بیان ---------------- 318

❀ ...... بَابُ مَاجَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ عَقِبَ التَّشَهُّدِ الْآخِيْرِ وَكَذَا آلِهِ
آخری تشہد کے بعد نبی کریم ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر درود بھیجنے کا بیان ---------------- 325

فَصلٌ فِيمَا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى تَفْسِيْرِ آلِ النَّبِيِّ ﷺ الْمُصَلّٰى عَلَيْهِمْ
فصل: نبی کریم ﷺ کی جس آل پر درود بھیجا جاتا ہے، اس کی تفسیر کا بیان ---------------- 331

❀ ...... بَابُ التَّعَوُّذِ وَالدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ
نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کے بعد تعوذ اور دعا کا بیان -- 332

فَصلٌ مِنْهُ فِي رَفْعِ الْأُصْبُعِ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ
فصل: نماز (کے تشہد میں) میں دعا کرتے وقت انگلی اٹھانا 335

بَابُ جَامِعِ أَدْعِيَةٍ مَنْصُوْصٍ عَلَيْهَا فِي الصَّلَاةِ
نماز میں جامع منقول دعاؤں کا بیان ---------------- 336

أَبْوَابُ الْخُرُوْجِ مِنَ الصَّلَاةِ بِالسَّلَامِ وَمَا يَتْبَعُ ذٰلِكَ

سلام کے ساتھ نماز سے خارج ہونے اور اس کے متعلقات کا بیان

❀ ...... بَابُ كَيْفِيَّةِ السَّلَامِ وَلَفْظِهِ وَأَنَّهُ مَرَّتَانِ
سلام کی کیفیت، اس کے الفاظ اور اس کے دو مرتبہ ہونے کا بیان ---------------- 339

❀ ...... بَابُ حَذْفِ السَّلَامِ وَكَرَاهَةِ الْإِشَارَةِ بِالْيَدِ مَعَهُ
سلام کی تخفیف کا اور اس کے ساتھ ہاتھ کے اشارے کی کراہیت کا بیان ---------------- 342

❀ ...... بَابُ مَاجَاءَ فِيْ كَوْنِ السَّلَامِ فَرِيْضَةً وَالْاِجْتِزَاءِ بِتَسْلِيْمَةٍ وَاحِدَةٍ
سلام کے فرض ہونے اور ایک سلام کے کافی ہونے کے متعلق بیان ---------------- 343

❀ ...... بَابُ مِقْدَارِ مَكْثِ الْإِمَامِ عَقْبَ الصَّلَاةِ وَجَوَازِ إِنْحِرَافِهِ عَنِ الْيَمِيْنِ أَوِ الشِّمَالِ
❀ ...... بَابُ إِسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ النَّاسَ بِوَجْهِهِ عَقْبَ السَّلَامِ وَتَبَرُّكِ الصَّحَابَةِ بِالنَّبِيِّ ﷺ
❀ ...... بَابُ مَكْثِ الْإِمَامِ بِالرِّجَالِ قَلِيْلًا لِتَخْرُجَ النِّسَاءُ وَالْفَصْلِ بَيْنَ الْفَرْضِ وَالنَّافِلَةِ بِخُرُوْجٍ أَوْ كَلَامٍ أَوْ إِنْتِقَالٍ
❀ ...... بَابُ فَضْلِ جُلُوْسِ الْمُصَلِّيْ فِيْ مُصَلَّاهُ بَعْدَ الصَّلَاةِ

أَبْوَابُ الْأَذْكَارِ الْوَارِدَةِ عَقْبَ الصَّلَاةِ

❀ ...... بَابُ الْاَدْعِيَةِ الْوَارِدَةِ مِنْ ذٰلِكَ
❀ ...... بَابُ مَاجَاءَ فِيْ التَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالْاِسْتِغْفَارِ عَقْبَ الصَّلَوَاتِ
❀ ...... بَابُ جَامِعِ الْاَذْكَارِ وَتَعَوُّذَاتٍ وَاَدْعِيَةٍ وَقِرَاءَةِ بَعْضِ سُوَرٍ عَقْبَ الصَّلَوَاتِ
❀ ...... بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ عَقْبَ الْاِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ

أَبْوَابُ مَايُبْطِلُ الصَّلَاةَ وَمَا يُكْرَهُ فِيْهَا وَمَا يُبَاحُ

❀ ...... بَابُ النَّهْيِ مِنَ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ
❀ ...... بَابُ مَايَقْطَعُ الصَّلَاةَ
❀ ...... بَابُ مَاجَاءَ فِيْ عَقْصِ الشَّعْرِ وَالْعَبَثِ بِالْحَصٰى وَالنَّفْخِ فِي الصَّلَاةِ
❀ ...... بَابُ مَاجَاءَ فِيْ الضِّحْكِ وَالْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ وَتَفْقِيْعِ الْاَصَابِعِ وَتَشْبِيْكِهَا
❀ ...... بَابُ مَاجَاءَ فِيْ رَفْعِ الْبَصَرِ وَالْاِشَارَةِ بِالْيَدِ وَاتِّخَاذِ مَكَانٍ مَخْصُوْصٍ لِلصَّلَاةِ فِيْهِ
❀ ...... بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ وَهُوَ حَاقِنٌ وَ بِحَضْرَةِ

نماز کے بعد امام کے ٹھہرنے کی مقدار کا اور اس کے دائیں یا بائیں طرف پھرنے کے جواز کا بیان ---------------- 344
سلام کے بعد امام کا لوگوں کی طرف رخ کرنا اور صحابہ کا نبی کریم ﷺ سے برکت حاصل کرنا ---------------- 346
امام کا مردوں کے ساتھ تھوڑی دیر تک ٹھہرنا تاکہ عورتیں نکل جائیں اور فرضی اور نفلی نمازوں کے درمیان باہر جانے یا کلام کرنے یا جگہ بدلنے کے ساتھ فاصلہ کرنا ------------- 348
نمازی کا نماز کے بعد نماز والی جگہ میں ہی بیٹھے رہنا، اس کی فضیلت کا بیان -------------------------------- 350

نماز کے بعد کیے جانے والے اذکار کے ابواب

ان اذکار میں سے کی جانے والی دعاؤں کا بیان -------- 352
نمازوں کے بعد تسبیح، تحمید، تکبیر اور استغفار کا بیان ------- 356
نمازوں کے بعد اذکار، تعوذات، ادعیہ اور بعض سورتوں کے پڑھنے کا جامع بیان -------------------------------- 362
نماز سے فارغ ہونے کے بعد بآواز بلند ذکر کرنے کا بیان 368

نماز کو باطل کرنے والے اور اس میں مکروہ اور جائز امور کا بیان

نماز میں کلام کرنے کی ممانعت کا بیان ---------------- 369
نماز کو توڑ دینے والے امور کا بیان------------------- 372
نماز میں بال باندھنے، کنکریوں سے کھیلنے اور پھونکنے کا بیان 377
نماز میں ہنسنے، اِدھر اُدھر متوجہ ہونے، انگلیوں کے پٹاخے نکالنے اور ان میں تشبیک ڈالنے کا بیان ------------------- 380
(نماز میں) نظر اٹھانے، ہاتھ سے اشارہ کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے مخصوص جگہ کا اہتمام کرنے کا بیان ------------ 383
پیشاب یا پاخانہ کو روک کر، کھانے کی موجودگی میں اور اونگھ کے

الطَّعَامِ وَبِمُدَافَعَةِ النُّعَاسِ
غلبہ کی صورت میں نماز پڑھنے کی کراہت کا بیان ------- 386

❀ ...... بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ بِالْاِشْتِمَالِ وَالسَّدْلِ وَالْاِسْبَالِ وَفِي ثَوْبٍ لَهُ اَعْلَامٌ وَفِي مَلَاحِفِ النِّسَاءِ
نماز میں گونگی بکل، سدل، اسبال، نقش و نگار والے کپڑوں اور عورتوں کی چادروں کی کراہت کا بیان --------------- 388

❀ ...... بَابُ نَهْيِ الْمُصَلِّي عَنِ التَّنَخُّمِ جِهَةَ الْاِمَامِ اَوِ الْيَمِيْنِ اَوْ عَنِ الْاِخْتِصَارِ فِي الصَّلَاةِ
نمازی کا امام کی طرف یا دائیں جانب کھنکارنے اور نماز میں کوکھوں پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت کا بیان -------------- 392

❀ ...... بَابُ جَوَازِ التَّسْبِيْحِ وَالتَّصْفِيْقِ وَالْاِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ لِلْحَاجَةِ
نماز میں سبحان اللہ کہنے، تالی بجانے اور اشارہ کے جواز کا بیان -- (نماز میں سلام کا جواب دینے کی بحث) ------------ 395

❀ ...... بَابُ جَوَازِ الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ
اللہ کے ڈر سے نماز میں رونے کے جائز ہونے کا بیان -- 403

❀ ...... بَابُ جَوَازِ قَتْلِ الْاَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ وَالْمَشْيِ الْيَسِيْرِ وَالْاِلْتِفَاتِ فِيْهَا لِحَاجَةٍ
نماز میں دو سیاہ جانوروں (بچھو اور سانپ) کو قتل کرنے، معمولی مقدار میں چلنے اور اس سلسلے میں کسی ضرورت کی وجہ سے اِدھر اُدھر متوجہ ہونے کے جواز کا بیان ------------------ 405

❀ ...... بَابٌ فِي جَوَازِ حَمْلِ الصَّغِيْرِ فِي الصَّلَاةِ
نماز میں بچہ اٹھانے کے جواز کا بیان ---------------- 409

❀ ...... بَابُ جَوَازِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْمُخَطَّطِ وَفِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَفِي ثَوْبٍ بَعْضُهُ عَلَى الْمُصَلِّي وَبَعْضُهُ عَلَى الْحَائِضَةِ
دھاری دار کپڑے میں، صرف ایک کپڑے میں اور ایسے کپڑے میں جس کا کچھ حصہ نمازی پر اور کچھ حائضہ عورت پر ہو نماز کے جواز کا بیان ------------------------------ 411

❀ ...... بَابُ جَوَازِ نَوْمِ الْمَرْأَةِ اَمَامَ الْمُصَلِّي فِي الظَّلَامِ
تاریکی میں نمازی کے سامنے عورت کے سونے کے جواز کا بیان --------------------------------------- 413

أَبْوَابُ سُجُوْدِ السَّهْوِ

سجدہ سہو کے ابواب

❀ ...... بَابُ مَايَصْنَعُ مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ؟
نماز میں شک کرنے والا کیا کرے؟ ---------------- 415

❀ ...... بَابُ مَاجَاءَ فِي وَسْوَسَةِ الشَّيْطَانِ لِلْمُصَلِّي وَمَا يَدْفَعُ ذٰلِكَ
نمازی کے لیے شیطان کے وسوسے ڈالنے اور اسے دفع کرنے کا بیان -- 422

❀ ...... بَابُ مَنْ سَلَّمَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ وَفِيْهِ ذِكْرُ قِصَّةِ ذِي الْيَدَيْنِ
دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دینے والے کا بیان اور اس میں سیدنا ذوالیدین رضی اللہ عنہ کے قصے کا تذکرہ -------------------- 424

❀ ...... بَابُ مَايَفْعَلُ مَنْ سَلَّمَ وَقَدْ بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةٌ
سلام پھیر دینے والا وہ آدمی کیا کرے، جس کی ابھی تک ایک رکعت باقی ہو ------------------------------ 428

❀ ...... بَابُ مَنْ نَسِيَ الْجُلُوْسَ الْاَوَّلَ حَتّٰى انْتَصَبَ قَائِمًا لَمْ يَرْجِعْ
(۵) جو شخص پہلے تشہد کے لیے بیٹھنا بھول جائے اور سیدھا کھڑا ہو جائے تو بیٹھنے کے لیے واپس نہ لوٹے ------------- 429

❀ بَابُ مَايَفْعَلُ مَنْ صَلَّى الرُّبَاعِيَّةَ خَمْسًا
جو شخص چار رکعت والی نماز کی پانچ رکعتیں ادا کر لے ---- 431

❀ بَابُ مَاجَاءَ فِي السُّجُوْدِ بَعْدَ السَّلَامِ لِكُلِّ سَهْوٍ
بھول، جس قسم کی بھی ہو، اس کے لئے سلام کے بعد سجدے کرنا ---- 432

أَبْوَابُ سُجُوْدِ التِّلَاوَةِ وَالشُّكْرِ
سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر کے ابواب

❀ بَابُ مَاجَاءَ فِيْ فَضْلِهِ وَعَدَدِ مَوَاضِعِهِ
سجدہ تلاوت کی فضیلت اور اس کے مقامات کی تعداد کا بیان 435

❀ بَابُ مَايُقَالُ فِيْ سَجْدَةِ التِّلَاوَةِ
سجدۂ تلاوت میں کیا پڑھا جائے؟ ---- 436

❀ قِرَاءَةُ السَّجْدَةِ فِي الصَّلَاةِ الْجَهْرِيَّةِ وَالسِّرِّيَّةِ
جہری اور سری نماز میں سجدۂ تلاوت والی آیت پڑھنا ---- 437

❀ بَابُ إِذَا سَجَدَ الْقَارِيءُ سَجَدَ الْمُسْتَمِعُ
جب تلاوت کرنے والا سجدہ کرے گا تو سننے والا بھی کرے گا 438

❀ بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ بِعَدَمِ سَجَدَاتِ التِّلَاوَةِ فِيْ سُوَرِ الْمُفَصَّلِ
اس شخص کی دلیل کا بیان جو مفصل سورتوں میں تلاوت کے سجدوں کے نہ ہونے کا قائل ہے ---- 438

❀ بَابُ حُجَّةِ الْقَائِلِيْنَ بِمَشْرُوْعِيَّةِ سُجُوْدِ التِّلَاوَةِ فِيْ سُوَرِ الْمُفَصَّلِ
مفصل سورتوں میں سجدۂ تلاوت کی مشروعیت کے قائلین کی دلیل کا بیان ---- 439

❀ بَابُ مَاجَاءَ فِيْ سَجْدَتَيْ سُوْرَةِ الْحَجِّ وَسَجْدَةِ سُوْرَةِ صٓ
سورۂ حج کے دو سجدوں اور سورۂ ص کے سجدہ کا بیان ---- 440

فَصْلٌ مِنْهُ فِيْ رُؤْيَا أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه
سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے خواب کے متعلق اسی باب کی ایک فصل ---- 442

❀ بَابُ مَاجَاءَ فِيْ سَجْدَةِ الشُّكْرِ
سجدۂ شکر کا بیان ---- 443

أَبْوَابُ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ
نفل نماز کے ابواب

❀ بَابُ مَاجَاءَ فِيْ فَضْلِهَا وَأَنَّهَا تَجْبُرُ نَقْصَ الْفَرِيْضَةِ
نفل نماز کی فضیلت اور اس چیز کا بیان کہ یہ فرض نماز میں ہو جانے والی کمی پوری کرتی ہے ---- 446

❀ بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ
نفل نماز گھر میں پڑھنے کی فضیلت کا بیان ---- 448

❀ بَابُ جَامِعِ تَطَوُّعِ النَّبِيِّ ﷺ بِالنَّهَارِ وَرَوَاتِبِ الْفَرَائِضِ
نبی کریم ﷺ کے دن کے نفل اور فرضوں کی سنتوں کا جامع بیان ---- 450

❀ بَابُ رَاتِبَةِ الظُّهْرِ وَمَاجَاءَ فِيْ فَضْلِهَا
ظہر کی سنن رواتب اور ان کی فضیلت کا بیان ---- 455

❀ بَابُ رَاتِبَةِ الْعَصْرِ وَمَا جَاءَ فِيْ فَضْلِهَا
عصر کی سنن رواتب اور ان کی فضیلت کا بیان ---- 458

❀ بَابُ مَاجَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ
عصر کے بعد دو رکعتوں کا بیان ---- 458

فَصْلٌ مِنْهُ فِيْ ذِكْرِ سَبَبِهِمَا وَمَنْ قَالَ إِنَّهَا قَضَاءٌ عَنْ
عصر کے بعد والی دو رکعتوں کے سبب کا بیان اور اس کا ذکر کہ جس

رَاتِبَةِ الظُّهرِ
فَصلٌ فِيمَنْ قَالَ إِنَّهَا رَاتِبَةُ الْعَصْرِ

نے ان کو ظہر کی سنتوں کی قضائی قرار دیا ---------- 461
اس آدمی کے متعلق بیان جو یہ کہتا ہے کہ عصر سے پہلے والی دو رکعتیں اس کی سننِ رواتب میں سے ہیں ---------- 467

❀ بَابُ مَاجَاءَ فِیْ رَاتِبَةِ الْمَغْرِبِ
مغرب کی سننِ رواتب کا بیان ---------- 469

❀ بَابُ مَاجَاءَ فِی الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ
مغرب سے پہلے دو رکعتوں کا بیان ---------- 470

❀ بَابُ مَاجَاءَ فِیْ رَاتِبَةِ الْعِشَاءَ
عشا کی سننِ رواتب کا بیان ---------- 472

❀ بَابُ مَاجَاءَ فِیْ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ وَفَضْلِهِمَا وَتَأْكِيْدِهِمَا
فجر کی دو رکعتوں، ان کی فضیلت اور تاکید کا بیان ---------- 474

❀ بَابُ تَخْفِيْفِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَمَا يُقْرَأُ فِيْهِمَا
فجر سے پہلے والی دو رکعتوں کی تخفیف اور ان میں قراءت کا بیان ---------- 476

❀ بَابُ تَعْجِيْلِهِمَا أَوَّلَ الْوَقْتِ وَالضَّجْعَةُ بَعْدَهُمَا
ان دو سنتوں کو اول وقت میں جلدی جلدی ادا کرنے اور ان کے بعد لیٹنے کا بیان ---------- 478

❀ بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْفَصْلِ بَيْنَ صَلَاةِ الْفَرْضِ وَرَاتِبَتِهِ
فرض نماز اور اس کی سنتوں کے درمیان فاصلہ کرنے کے مستحب ہونے کا بیان ---------- 480

أَبْوَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالْوِتْرِ
رات کی نماز اور وتر کے ابواب

❀ بَابُ مَاجَاءَ فِیْ فَضْلِ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالْحَثِّ عَلَيْهَا وَأَفْضَلِ أَوْقَاتِهَا
رات کی نماز کی فضیلت، اس کی ترغیب اور اس کے افضل وقت کا بیان ---------- 482

❀ بَابُ مَاجَاءَ فِیْ أَذْكَارِهِ ﷺ وَقِرَاءَتِهٖ وَدَعْوَاتِهٖ فِیْ صَلَاةِ اللَّيْلِ
رات کی نماز میں آپ ﷺ کے اذکار، قراءت اور دعاؤں کا بیان ---------- 490

❀ بَابُ مَارُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فِیْ صِفَةِ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ
سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث، جس میں رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کی کیفیت بیان کی گئی ---------- 496

❀ بَابُ مَارُوِیَ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فِیْ صِفَةِ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ
ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز بیان کی گئی ہے ---------- 502

❀ بَابُ مَارُوِیَ عَنْ غَيْرِهِمَا فِیْ صِفَةِ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ
رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں سیدنا عبد اللہ بن عباس اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ دوسرے صحابہ سے مروی احادیث ---------- 508

أَبْوَابُ الْوِتْرِ
وتر کے ابواب

❀ بَابُ مَاجَاءَ فِیْ فَضْلِ الْوِتْرِ وَتَأْكِيْدِهٖ وَحُكْمِهٖ
وتر کی فضیلت، تاکید اور حکم کا بیان ---------- 514

❀ بَابُ مَاجَاءَ فِیْ وَقْتِہٖ — وتر کے وقت کا بیان ---------- 519

فَصْلٌ مِّنْہُ فِیْ أَنَّ وَقْتَہُ الْمُسْتَحَبَّ آخِرُ اللَّیْلِ — فصل: وتر کا مستحب وقت رات کا آخری حصہ ہے ---------- 523

❀ بَابُ الْوِتْرِ بِرَکْعَۃٍ وَّبِثَلَاثٍ وَخَمْسٍ وَسَبْعٍ وَتِسْعٍ بِسَلَامٍ وَّاحِدٍ وَمَا یَتَقَدَّمُھَا مِنَ الشَّفْعِ — ایک، تین، پانچ، سات اور نو رکعت وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھنے اور اس سے پہلے جفت رکعات ادا کرنے کا بیان ---------- 527

اَلْوِتْرُ بِوَاحِدَۃٍ — ایک رکعت وتر پڑھنے کا بیان ---------- 527

اَلْوِتْرُ بِثَلَاثٍ — تین رکعت نمازِ وتر کا بیان ---------- 529

اَلْوِتْرُ بِخَمْسٍ — پانچ رکعت نمازِ وتر کا بیان ---------- 530

❀ اَلْوِتْرُ بِسَبْعٍ وَتِسْعٍ وَإِحْدٰی عَشْرَۃَ وَثَلَاثَ عَشْرَۃَ — سات، نو، گیارہ اور تیرہ رکعت نمازِ وتر کا بیان ---------- 531

❀ اَلْفَصْلُ بَیْنَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ بِتَسْلِیْمَۃٍ — وتر کی دو اور ایک رکعت کے درمیان سلام سے فاصلہ کرنے کا بیان ---------- 533

❀ مَا یُقْرَأُ بِہٖ فِی الْوِتْرِ — نمازِ وتر میں قراءت کا بیان ---------- 533

❀ بَابُ لَا وِتْرَ إِلَّا بِخَمْسٍ أَوْ سَبْعٍ وَلَا وِتْرَیْنِ فِیْ لَیْلَۃٍ — پانچ یا سات سے کم وتر نہ ہونے اور ایک رات میں دو وتر نہ ہونے کا بیان ---------- 535

❀ خَتْمُ صَلَاۃِ اللَّیْلِ بِالْوِتْرِ وَمَا جَاءَ فِیْ نَقْضِہٖ — رات کی نماز کو وتر کے ساتھ ختم کرنے اور اسے توڑنے کا بیان 536

❀ جَوَازُ صَلَاۃِ الْوِتْرِ عَلَی الرَّاحِلَۃِ وَمَنْ نَزَلَ عَنْ رَّاحِلَۃٍ فَصَلَّاہُ عَلَی الْأَرْضِ — سواری پر نمازِ وتر کو ادا کرنے اور سواری سے اتر کر زمین پر ادا کرنے والے شخص کا بیان ---------- 538

اَبْوَابُ الْأَذَانِ وَالْأُقَامَةِ

اذان اور اقامت کے ابواب

الأذان: ......لغوی معنی: اعلان، اطلاع

اصطلاحی تعریف: ......مخصوص کلمات کے ساتھ لوگوں کو نماز کے وقت کی اطلاع دینا اور نماز کی طرف بلانا ''اذان'' کہلاتا ہے۔ اذان کہنا اسلام کا شعار ہے، اذان کے الفاظ، معانی اور آہنگ مسلمانوں کو تمام ملتوں سے ہر اعتبار سے ممتاز کرتے ہیں۔ اس کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی توحید و کبریائی اور رسول کی رسالت کے اظہار و اعلان کے ساتھ ساتھ ربّ تعالیٰ کی اجتماعی بندگی کی دعوت ہوتی ہے۔ قراءت اذان کہنے کی ابتدا مدینہ منورہ میں پہلی سن ہجری میں ہوئی۔ جن روایات میں اس کے مکہ میں مشروع ہونے کا ذکر ہے، وہ نا قابل حجت ہیں۔

1......بَابُ الْأَمْرِ بِالْأَذَانِ وَتَاكِيْدِ طَلْبِهِ

اذان کا حکم اور اس حکم کی تاکید کا بیان

(۱۲۴۲/ ۱) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ بِالشَّامِ يُقَالُ لَهُ مَعْدَانُ، كَانَ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ يُقْرِئُهُ الْقُرْآنَ فَفَقَدَهُ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ فَلَقِيَهُ يَوْماً وَهُوَ بِدَابِقٍ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ: يَا مَعْدَانُ! مَافَعَلَ الْقُرْآنُ الَّذِيْ كَانَ مَعَكَ؟ كَيْفَ أَنْتَ وَالْقُرْآنُ الْيَوْمَ؟ قَالَ قَدْ عَلَّمَ اللّٰهُ مِنْهُ فَأَحْسَنَ۔ قَالَ: يَامَعْدَانُ! أَفِيْ مَدِيْنَةٍ

''عبادہ بن نسی کہتے ہیں: شام میں ایک معدان نامی آدمی تھا، سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ اسے قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اُسے گم پایا۔ پھر ایک دن جب دابق مقام پر اسے ملے تو کہنے لگے: معدان! وہ قرآن جو تیرے پاس تھا، اس کا کیا بنا؟ آج کل تیرا اور قرآن کا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے وہ سکھایا اور اچھا سکھایا۔ سیّدنا ابو درداء نے پوچھا: معدان! آج کل شہر میں رہتے ہو یا کسی دیہات

(۱۲۴۲/ ۱) تخریج:...... حديث حسن، وهذا اسناد ضعيف لجهالة حاتم بن ابى نصر۔ أخرجه ابوداود: ۵۴۷، والنسائى: ۲/ ۱۰۶، وابن خزيمة: ۱۴۸۶، وابن حبان: ۲۱۰۱، والحاكم: ۱/ ۲۱۱، ۲۴۶ و ۲/ ۴۸۲ (انظر: ۲۱۷۱۰)

تَسْكُنُ الْيَوْمَ أَوْفِي قَرْيَةٍ؟ قَالَ: لَا، بَلْ فِي قَرْيَةٍ قَرِيبَةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ (وَفِي رِوَايَةٍ: فِي قَرْيَةٍ قَرِيبَةٍ دُونَ حِمْصَ) قَالَ: مَهْلًا وَيْحَكَ يَامَعْدَانُ! فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَامِنْ خَمْسَةِ أَهْلِ أَبْيَاتٍ لَا يُؤَذَّنُ فِيهِمْ بِالصَّلَاةِ وَتُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، وَإِنَّ الذِّئْبَ يَأْخُذُ الشَّاذَّةَ .)) فَعَلَيْكَ بِالْمَدَائِنِ وَيْحَكَ يَا مَعْدَانُ۔ (مسند احمد: ٢٨٠٦٣)

ہیں؟ معدان نے جواب دیا: نہیں، میں ایک دیہات میں سکونت پذیر ہوں، وہ شہر کے قریب ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: ایسے دیہات میں ہوں جو حمص شہر کے قریب ہے۔ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: چھوڑ، تجھ پر افسوس ہے معدان! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جہاں پانچ گھر واقع ہوں اور ان میں نہ اذان دی جاتی ہو نہ نماز قائم کی جاتی ہو، ان پر شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے اور (تجھے ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ) بھیڑیا علیحدہ رہنے والی بکری کو ہڑپ کر جاتا ہے۔'' اس لیے تجھ پر شہروں میں رہنا لازم ہے۔ اے معدان! تجھ پر افسوس ہے!''

(٢/١٢٤٢)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَامِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ فَلَا يُؤَذَّنُ وَلَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ. عَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ .)) قَالَ ابْنُ مَهْدِيٍّ: قَالَ السَّائِبُ: يَعْنِي الْجَمَاعَةَ فِي الصَّلَاةِ۔ (مسند احمد: ٢٨٠٦٤)

''یہ روایت دوسری سند کے ساتھ اس طرح مروی ہے: وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس بستی میں تین شخص رہتے ہوں اور ان میں نہ اذان دی جاتی ہو نہ نماز قائم کی جاتی ہو، ان پر شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے، اس لیے تجھ پر جماعت لازم ہے، کیونکہ بھیڑیا صرف دور رہنے والی بکری کو ہی کھاتا ہے۔'' ابن مہدی نے کہا کہ سائب کا خیال ہے کہ ''تجھ پر جماعت لازم ہے'' سے ''نماز باجماعت'' مراد ہے۔''

فوائد: ...... جو بکری جنگل میں ریوڑ اور مالک سے الگ ہو جاتی ہے، بھیڑیا اور دوسرے درندے اس کا کیا حشر کرتے ہیں، ہر ایک پر واضح ہے۔ اسی طرح جو بندہ نماز باجماعت سے دور رہتا ہے، وہ شیطان کے وسوسوں میں پھنس کر خیر و بھلائی کے کاموں سے دور ہو جاتا ہے، لیکن ہمارے ہاں مصیبت یہ ہے کہ روحانی طہارت کے فقدان کی وجہ سے وہ یہ سمجھ نہیں پاتا کہ اس کا کتنا نقصان ہو رہا ہے۔

(١٢٤٣) عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ:

''سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم تقریبا ایک عمر کے

(٢/١٢٤٢) تخريج:...... اسناده حسن، انظر الحديث بالطريق السابق: ٢٢٤

(١٢٤٣) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٠٠٨، ومسلم: ٦٧٤، ٢٩٢، وعند البخاري وغيره زيادة: ((وصلوا كما رايتموني اصلي)) (انظر: ١٥٥٩٨)

أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَأَقَمْنَا مَعَهُ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً۔ قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِيْمًا رَفِيقًا فَظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَقْنَا أَهْلَنَا فَسَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا فِيْ أَهْلِنَا فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ: ((اِرْجِعُوْا إِلٰى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيْمُوْا فِيهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ.)) (مسند احمد: ١٥٦٨٣)

نوجوان رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بیس راتیں قیام کیا۔ رسول اللہ ﷺ بڑے رحیم اور نرم دل تھے، آپ ﷺ نے محسوس کیا ہم اپنے گھر والوں کے مشتاق ہو گئے ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے ہم سے ان (افراد) کے متعلق پوچھا جو ہم اپنے گھروں میں چھوڑ آئے تھے؟ جب ہم نے ساری بات بتلائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھر والوں میں واپس چلے جاؤ اور ان میں رہو، اور ان کو (دین) سکھاؤ، ان کو حکم دو کہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک اذان کہے، پھر تم میں بڑی عمر والا امامت کروائے۔''

فوائد: ......ان احادیث میں نماز کے وقت اذان دینے کا حکم اور ترغیب دلائی جا رہی ہے، مزید درج ذیل روایات پر غور کریں:

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، وہ سفر پر جانا چاہتے تھے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ((اِذَا اَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَاَذِّنَا ثُمَّ اَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا.)) یعنی ''جب تم سفر کرو تو (نماز کے وقت) اذان دو اور اقامت کہو اور تم میں سے بڑا آدمی جماعت کروائے۔'' (صحیح بخاری: ٦٣٠، صحیح مسلم: ٦٧٤)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((يَعْجَبُ رَبُّكَ مِنْ رَاعِيْ غَنَمٍ فِيْ رَأْسِ شَظِيَّةٍ بِجَبَلٍ يُؤَذِّنُ لِلصَّلَاةِ وَيُصَلِّيْ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: اُنْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِيْ هٰذَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيْمُ لِلصَّلَاةِ، يَخَافُ مِنِّيْ، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ وَاَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ.)) (ابوداود: ١٢٠٣، نسائی: ٢١/٢٠)

یعنی: ''تمہارا رب بکریوں کے اس چرواہے پر تعجب کرتا ہے، جو پہاڑ کی چوٹی پر (بکریاں چرا رہا ہوتا ہے، جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو) وہ اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ (اس کے اس عمل کو دیکھ کر) کہتے ہیں: میرے بندے کی طرف دیکھو، اذان دیتا ہے اور نماز کے لیے اقامت کہتا ہے (پھر نماز ادا کرتا ہے) یہ مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔'' امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فقہ الحدیث یہ ہے کہ اکیلے آدمی کو بھی اذان کہنی چاہیے، امام نسائی نے اس حدیث پر یہی باب قائم کیا ہے۔ مسيء الصلاۃ والی حدیث کے بعض طرق کے مطابق نبی کریم ﷺ نے اسے اذان اور اقامت کہنے کا بھی حکم دیا تھا۔ لہٰذا ان دونوں چیزوں میں تساہل نہیں برتنا چاہیے۔ (صحیحہ: ۴۱) ان احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اذان و اقامت کا تعلق نماز سے ہے نہ کہ لوگوں کی تعداد یا مسجد

سے، نبی کریم ﷺ نے کئی احادیث مبارکہ میں ان دونوں کا حکم دیا اور سفر وحضر میں ان پر مداومت و مواظبت اختیار کی، جب آپ ﷺ نے نماز فجر طلوع فجر کے بعد ادا کی تھی، اس میں بھی اذان و اقامت کا اہتمام کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ اذان اور اقامت واجب ہیں، جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک ہے۔ مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حسبِ امکان لوگوں کو مسجد میں جا کر نماز باجماعت کا اہتمام کرنا چاہیے، اگر وہ سفر یا کسی شرعی عذر کی بنا پر مسجد میں نہ پہنچ سکیں تو جہاں نماز ادا کریں، وہاں اذان، اقامت اور جماعت کا اہتمام کریں۔ ہم جہالت یا غفلت یا لاپرواہی یا جھجک کی بنا پر ان امور سے غفلت برت رہے ہیں۔

2..... بَابُ فَضْلِ الْأَذَانِ وَالْمُؤَذِّنِيْنَ وَالْأَئِمَّةِ
اذان، اذان کہنے والوں اور اماموں کی فضیلت کا بیان

(١٢٤٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَافِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ لَاسْتَهَمُوْا عَلَيْهِمَا، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَافِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَافِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا.)) فَقُلْتُ لِمَالِكٍ: أَمَا يَكْرَهُ أَنْ يَقُوْلَ الْعَتَمَةَ؟ قَالَ: هٰكَذَا قَالَ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ۔ (مسند احمد: ٧٧٢٤)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ جان لیں کہ اذان کہنے اور پہلی صف کے اندر شامل ہونے میں کیا فضیلت ہے تو وہ ان پر قرعہ ڈالیں اور اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ نماز کی طرف جلدی پہنچنے میں کیا اجر وثواب ہے تو وہ اس کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور اگر وہ جان لیں کہ نماز عشاء اور نماز فجر میں کیا اجر ہے تو یہ ان دونوں نمازوں میں ضرور شامل ہوں اگرچہ ان کو گھٹنوں کے بل آنا پڑے۔'' عبد الرزاق کہتے ہیں: میں نے مالک سے پوچھا کہ کیا عشاء کی نماز کو ''عَتَمَة'' کہنا مکروہ نہیں ہے؟ انھوں نے کہا: جس نے مجھے حدیث بیان کی اس نے ایسے ہی کہا تھا۔''

فوائد:...... نماز عشاء کو ''عَتَمَة'' کہنا جائز ہے، تفصیلی بحث آگے آ گے گی۔

(١٢٤٥) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ اذان کہنے میں کیا

(١٢٤٤) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٦١٥، ٦٥٣، ٦٥٤، ٧٢٠، ٢٦٨٩، ومسلم: ٤٣٧ (انظر: ٧٢٢٦)

(١٢٤٥) تخريج:...... اسناده ضعيف، لضعف دراج، وهو ابن سمعان ابو السمح، في روايته عن ابي الهيثم۔ و ابن لهيعة سيء الحفظ۔ أخرجه عبد بن حميد في ''المنتخب'': ٩٣٤۔ (انظر: ١١٢٤١)

مَافِي التَّأْذِيْنِ لَتَضَارَبُوْا عَلَيْهِ بِالسُّيُوْفِ .)) (مسند احمد: ١١٢٦١)

(اجروثواب) ہے تو وہ اس (ثواب کے حصول کے لیے) تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے سے لڑ پڑیں۔''

(١٢٤٦) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَعْجَبُ رَبُّكَ عَزَّوَجَلَّ مِنْ رَاعِيْ غَنَمٍ فِيْ رَأْسِ الشَّظِيَّةِ لِلْجَبَلِ يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ وَيُصَلِّيْ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: أُنْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِيْ هٰذَا، يُؤَذِّنُ وَيُقِيْمُ يَخَافُ شَيْئًا، قَدْ غَفَرْتُ لَهُ وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ .)) (مسند احمد: ١٧٥٧٩)

''سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا رب عزوجل پہاڑ کی چوٹی پر اذان کہہ کر نماز ادا کرنے والے بکریوں کے چرواہے پر تعجب کرتا (یعنی خوش ہوتا) ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے اس بندے کی طرف دیکھو کہ اذان کہتا ہے اور اقامت کہتا ہے، یہ کسی ذات سے ڈرتا ہے، یقیناً میں نے اسے بخش دیا اور جنت میں داخل کر دیا ہے۔''

(١٢٤٧) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَعْجَبُ رَبُّكَ......)) فَذَكَرَ مَعْنَاهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((يَخَافُ مِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُ فَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ .)) (مسند احمد: ١٧٥٨٠)

''اور دوسری سند کے ساتھ مروی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''آپ کا رب تعجب کرتا ہے'' پھر سابقہ حدیث کا معنی بیان کیا، البتہ آخری الفاظ یوں بیان کیے: ''یہ مجھ سے ڈرتا ہے، سو میں نے اسے بخش دیا اور جنت میں داخل کر دیا ہے۔''

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ میں اس آدمی کا تذکرہ ہو رہا ہے، جو لوگوں سے دور ہے اور کسی مسجد میں پہنچنا اس کے لیے ناممکن ہے۔ وہ نیکی اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے جو خلوت میں کی جائے، جہاں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دیکھنے والا نہ ہو، جہاں اطاعت و فرمانبرداری کی بنیاد صرف اور صرف خشیتِ الٰہی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہماری خلوتوں اور جلوتوں میں یکسانیت پیدا ہو جائے۔ (آمین) لیکن ذہن نشین رہے کہ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو مقدم سمجھا جائے، مثلاً نمازِ باجماعت ادا کرنا، اس کا تعلق خلوت سے نہیں ہے۔ اب اگر کوئی آدمی یہ کہنا شروع کر دے کہ وہ فرضی نماز بھی خلوت میں ادا کرے گا، تو اس کا یہ کہنا درست نہ ہوگا، کیونکہ شرعی فیصلہ جماعت کے حق میں ہے۔ ہاں اگر کسی کو نماز باجماعت کی وجہ سے ریاکاری اور نمود و نمائش کا خطرہ ہو تو وہ تعوذ پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے خلوص کی توفیق طلب کرے، نہ یہ کہ وہ جماعت ہی ترک کر دے۔ امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فقہ الحدیث یہ ہے کہ اکیلے آدمی کو بھی اذان کہنی چاہیے، امام نسائی نے اس حدیث پر یہی باب قائم کیا ہے۔ مسيء الصلاة والی حدیث کے بعض طرق کے مطابق نبی

(١٢٤٦) تخريج:...... حديث صحيح- أخرجه ابوداود: ١٢٠٣، والنسائي: ٢/ ٢٠، وابن حبان: ١٦٦٠، والبيهقي: ١/ ٤٠٥ (انظر: ١٧٤٤٣)

(١٢٤٧) تخريج:...... حديث صحيح، انظر الحديث بالطريق الاول: ٢٢٨

کریم ﷺ نے اسے اذان اور اقامت کہنے کا بھی حکم دیا تھا۔ لہٰذا ان دونوں چیزوں میں تساہل نہیں برتنا چاہیے۔ (صحیحہ: ٤١)

(١٢٤٨) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ؓ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ۔ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَى الْفِطْرَةِ.)) فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((خَرَجَ مِنَ النَّارِ.)) فَابْتَدَرْنَاهُ فَإِذَا هُوَ صَاحِبُ مَاشِيَةٍ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ، فَنَادٰى بِهَا۔ (مسند احمد: ٣٨٦١)

''سیّدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے، ہم نے ایک اذان کہنے والے کو سنا، وہ اللہ اکبر، اللہ اکبر کہہ رہا تھا، نبی کریم ﷺ نے یہ الفاظ سن کر فرمایا: ''یہ شخص فطرتِ اسلام پر ہے۔'' پھر جب اس نے اشہد أن لا الہ إلا اللہ کہا تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ (جہنم کی) آگ سے نکل گیا ہے۔'' پھر ہم جلدی جلدی اس کی طرف گئے، وہ جانوروں کا ایک چرواہا تھا، جسے نماز نے پالیا تھا، اس لیے اس نے اذان کہی تھی۔

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان سنتے وقت بیچ میں کوئی اور بات بھی کی جا سکتی ہے، بہرحال مؤذن کے کلمات کا صدقِ دل سے جواب دینا متاثر نہیں ہونا چاہیے۔

(١٢٤٩) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ نَحْوُهُ، وَفِيْهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ (يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ): ((شَهِدَ بِشَهَادَةِ الْحَقِّ.)) قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، قَالَ: ((خَرَجَ مِنَ النَّارِ، اُنْظُرُوْا فَسَتَجِدُونَهُ إِمَّا رَاعِيًا مُعْزِبًا وَإِمَّا مُكَلِّبًا.)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((تَجِدُوْنَهُ رَاعِيَ غَنَمٍ أَوْ عَازِبًا عَنْ أَهْلِهِ.)) فَنَظَرُوْا فَوَجَدُوْهُ رَاعِيًا حَضَرَتْهُ الصَّلَاةُ فَنَادٰى بِهَا۔ (مسند احمد: ٢٢٤٨٥)

''سیّدنا معاذ بن جبل ؓ سے سابقہ حدیث جیسی روایت مروی ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ ہیں: جب اس اذان کہنے والے نے اشہد أن لا إلہ إلا اللّٰہ کہا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس نے حق کی گواہی دی ہے۔'' جب اس نے أشہد أن محمدًا رسول اللّٰہ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آگ سے نکل گیا ہے، دیکھو تم اسے یا تو گھاس کی تلاش میں دور نکلنے والا چرواہا یا کتوں سے شکار کرنے والا شکاری پاؤ گے۔'' اور ایک روایت میں ہے ''تم اسے بکریوں کا چرواہا یا اپنے گھر والوں سے دور نکلنے والا پاؤ گے۔'' پھر جب انہوں نے دیکھا تو وہ چرواہا نکلا، چونکہ نماز کا وقت ہوگیا تھا، اس لیے اس نے اذان کہی تھی۔''

(١٢٤٨) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم، وله شواهد۔ أخرجه أبو يعلى: ٥٤٠٠، والبيهقى: ١/ ٤٠٥، والنسائى فى "الكبرى": ١٠٦٦٥ (انظر: ٣٨٦١)

(١٢٤٩) تخريج: ...... صحيح لغيره۔ أخرجه الطبرانى فى "الصغير": ٧٦٨، والخطيب البغدادى فى "تاريخه": ٨/ ٢٢٠ (انظر: ٢٢١٣٤)

(۱۲۵۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَغْفِرُ اللّٰهُ لِلْمُؤَذِّنِ مَدَّ صَوْتِهِ وَیَشْهَدُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ وَیَابِسٍ سَمِعَ صَوْتَهُ.)) (مسند احمد: ۶۲۰۱)

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مؤذن کو اس کی آواز کے پھیلاؤ کے برابر بخشتا ہے اور اس کے لیے اس کی آواز سننے والی ہر تر اور خشک چیز گواہی دیتی ہے۔''

(۱۲۵۱) (وَفِی لَفْظٍ) یَغْفِرُ اللّٰهُ لِلْمُؤَذِّنِ مُنْتَهٰی أَذَانِهِ وَیَسْتَغْفِرُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ وَیَابِسٍ سَمِعَ صَوْتَهُ.)) (مسند احمد: ۶۲۰۲)

اور ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں: ''اللہ تعالیٰ مؤذن کو اس کی اذان کی آواز کی انتہا تک بخش دیتا ہے اور اس کی آواز کو سننے والی ہر چیز اس کے لیے بخشش طلب کرتی ہے۔''

(۱۲۵۲) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمُؤَذِّنُ یُغْفَرُ لَهُ مَدَّ صَوْتِهِ وَیَشْهَدُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ وَیَابِسٍ وَشَاهِدُ الصَّلَاةِ یُكْتَبُ لَهُ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ حَسَنَةً وَیُكَفَّرُ عَنْهُ مَا بَیْنَهُمَا.)) (مسند احمد: ۹۳۱۷)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤذن کو اس کی آواز کے پھیلاؤ کے برابر بخش دیا جاتا ہے اور اس کے لیے ہر خشک اور تر چیز گواہی دیتی ہے اور باجماعت نماز ادا کرنے والے کے لیے پچیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے دو نمازوں کے درمیان والے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔''

فوائد: ...... یہ مؤذن کا شرف ہے کہ وہ اس قدر وسیع مغفرت کا مستحق بنتا ہے، اور اس کا یہ مفہوم بیان کرنا بھی درست ہے کہ یہ ایک تشبیہ و تمثیل ہے، یعنی اگر بالفرض اس کے گناہ اتنی جگہ میں بھی پھیلے ہوئے ہوں تو وہ بھی بخش دیے جائیں گے۔

جمادات، حیوانات، نباتات غرضیکہ کائنات کی ہر چیز میں علم، ادرک اور شعور پایا جاتا ہے، یہ ضروری نہیں کہ انسان کو ان کی کیفیت کا علم ہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ مِّنْ شَیْءٍ إِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ﴾ (سورۂ اسراء: ۴۴) یعنی: ''ہر چیز اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتی ہے۔'' مزید فرمایا: ﴿وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا یَهْبِطُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ﴾ (سورۂ بقرہ: ۷۴) یعنی: ''اور بعض پتھر اللہ کی خشیت سے گر پڑتے تھے۔'' صحیح مسلم کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں، جو مجھ پر سلام کہتا تھا۔'' اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ جہنم کی آگ نے کہا: ''میرا

(۱۲۵۰) تخریج:...... حدیث صحیح، وهذا سند قوی۔ أخرجه البزار: ۳۵۵، والطبرانی فی ''الكبیر'': ۱۳۴۶۹، وأخرجه البیهقی: ۱/ ۴۳۱ موقوفا۔ (انظر: ۶۲۰۱)

(۱۲۵۱) تخریج:......حدیث صحیح، انظر الحدیث بالطریق السابق

(۱۲۵۲) تخریج:......حدیث صحیح بطرقه وشواهده۔ أخرجه الطیالسی: ۲۵۴۲، وابن ماجه: ۷۲۴، وابوداود: ۵۱۵، والنسائی: ۲/ ۱۲، وابن حبان: ۱۶۶۶، والبیهقی: ۱/ ۳۹۷ (انظر: ۹۵۴۲)

بعض میرے بعض کو کھا رہا ہے۔'' قرآن وحدیث میں اس حقیقت کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ اس لیے غیر انسانی مخلوق کا مؤذن کے حق میں شہادت دینا کوئی بعید بات نہیں ہے۔

(۱۲۵۳) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْإِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ، اَللّٰهُمَّ أَرْشِدِ الْأَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِيْنَ۔)) (مسند احمد: ۹۹۴۳)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام ضامن ہے اور مؤذن امین ہے، اے اللہ ائمہ کی راہنمائی فرما اور مؤذنوں کو بخش دے۔''

فوائد: ......کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقتدیوں کی نماز کی مقبولیت امام کی نماز کی مقبولیت کے ساتھ معلق نہیں ہے، بہرحال لوگوں کی نمازوں کا امام کے ساتھ گہرا تعلق ہے، وہ وقت کی کتنی پاسداری کرتا ہے، بہترین نماز کے لیے نمازیوں کے حالات اور کیفیات کو مدنظر رکھ کر ان کا کس قدر خیال رکھتا ہے، اس کا طرزِ حیات کس حد تک پسندیدہ ہے کہ اس کے مقتدی اس کی اقتدا میں نماز پڑھ کر لطف محسوس کرتے ہوں۔ اسی طرح امام مسنون نماز پڑھانے اور دعاؤں میں مقتدیوں کو شامل رکھنے جیسے امور کی بھی پابندی کرے۔ اوقاتِ نماز اور سحر وافطار جیسے معاملات میں لوگوں کا کلی اعتماد مؤذن پر ہوتا ہے، اس لیے اسے بھی اس ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے، تاکہ لوگوں کی عبادات بروقت انجام پا سکیں۔ امامت اور اذان دینا اسلامی معاشرے کے باوقار مناصب ہیں، اس لیے انہیں کامل عزت واحترام دیا جائے اور بلاوجہ ان کی تحقیر نہ کی جائے۔ آپ ﷺ نے امام اور مؤذن دونوں کی ذمہ داریوں اور ان میں ممکنہ کوتاہیوں کو سامنے رکھ کر ان کے لیے مختلف دعائیں کیں۔

(۱۲۵٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْإِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ، فَأَرْشَدَ اللّٰهُ الْإِمَامَ وَعَفَا عَنِ الْمُؤَذِّنِ۔)) (مسند احمد: ۲٤۸٦۷)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام ضامن ہے اور مؤذن امین ہے، اللہ امام کی راہنمائی فرمائے اور مؤذن کو معاف کر دے۔''

(۱۲۵۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُؤَذِّنُوْنَ۔)) (مسند احمد: ۱۲۷۵۹)

''انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگوں میں سب سے لمبی گردنوں والے مؤذن ہوں گے۔''

(۱۲۵۳) تخریج: ......حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۵۱۷، والبیھقی: ۱/ ٤۳۰ (انظر: ۷۱٦۹)

(۱۲۵٤) تخریج: ......حدیث صحیح لغیره۔ أخرجه البخاری فی "التاریخ الکبیر": ۱/ ۷۸، وابو یعلی: ٤۵٦۲، والبیھقی: ۱/ ٤۲۵، وابن خزیمة: ۱۵۳۲، وابن حبان: ۱٦۷۱ (انظر: ۲٤۳٦۳)

(۱۲۵۵) تخریج: ......صحیح لغیره۔ أخرجه البزار: ۳۵٤، والطبرانی فی "الاوسط": ٤۸۰۵ (انظر: ۱۲۷۲۹)

(١٢٥٦) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ (مسند احمد: ١٦٩٨٦)

''معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔''

فوائد: ......سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ((اَلْمُؤَذِّنُوْنَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) (مسلم) ''سب سے لمبی گردنوں والے مؤذن لوگ ہوں گے'' کا مفہوم کیا ہے؟ مختلف اقوال بیان کیے گئے ہیں، اگر اس کو حقیقی معنی پر ہی محمول کر لیا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا، کیونکہ آج بھی مناسب حد تک گردن کا لمبا ہونا حسن کی علامت ہے۔ مزید کچھ مفاہیم درج ذیل ہیں:

کثیر اجر وثواب والے

سب سے زیادہ اعمال والے

یہ الفاظ ان کی سرداری سے کنایہ ہیں، کیونکہ عرب لوگ سیادت کو لمبی گردنوں سے تعبیر کرتے رہتے ہیں۔ ان سے مراد یہ ہے کہ ان کو فرحت ومسرت نصیب ہوگی اور وہ ندامت وپشیمانی سے محفوظ رہیں گے۔ جب لوگوں کے منہوں تک پسینہ پہنچے گا تو مؤذنوں کی گردنیں لمبی ہو جائیں گی، تاکہ وہ اس کرب واذیت سے محفوظ رہیں۔ واللہ اعلم۔

(١٢٥٧) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ وَالْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهُ مَدَّ صَوْتِهِ وَيُصَدِّقُهُ مَنْ سَمِعَهُ مِنْ رَطْبٍ وَيَابِسٍ، وَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ صَلَّى مَعَهُ .)) (مسند احمد: ١٨٧٠٠)

''سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اگلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں اور مؤذن کو اس کی آواز کے پھیلاؤ کے برابر بخش دیا جاتا ہے، اور اس کو سننے والی خشک اور تر چیز اس کی تصدیق کرتی ہے، اور اسے اس کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کا اجر وثواب بھی ملے گا۔''

فوائد: ......اذان کے کئی فضائل کے باوجود اذان دینے کے سلسلے میں عجیب قسم کی بے رغبتی پائی جاتی ہے، شاید بعض لوگ ایسے بھی ہوں کہ نہ انھوں نے زندگی بھر اذان دی ہوگی اور نہ ان میں اس کی تڑپ پیدا ہوئی ہوگی۔ (العیاذ باللہ تعالی) رہا مسئلہ پہلی صف کا، تو جس مسجد میں نمازیوں کی دو تین صفیں بن جاتی ہیں، وہاں اکثر طور پر ابتدائے نماز کے وقت پانچ چھ نمازی ہوتے ہیں اور کئی لوگ پہلے پہنچ جانے کے باوجود پچھلی صفوں میں بیٹھنے کو ترجیح دیتے ہیں، بالخصوص جمعۂ مبارکہ کا خطبہ سنتے وقت۔ یہ سب امور دین میں بے رغبتی کی صورتیں ہیں۔

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: ......اس بات پر بھی بڑا تعجب ہے کہ علمائے اسلام اور مبلغ حضرات نے بھی عملی طور پر اس

(١٢٥٦) تخریج: ......أخرجه مسلم ٣٨٧ (انظر: ١٦٨٦١)

(١٢٥٧) تخریج: ......حديث صحيح دون قوله: ((وله مثل اجر من صلى معه))۔ وهذا اسناد ضعيف۔ قتاده بن دعامة مدلس، وقد عنعن، وفي سماعه من ابي اسحاق السبيعي نظر۔ أخرجه النسائي: ٢/ ١٣ (انظر: ١٨٥٠٦)

عظیم عبادت اور شعارِ اسلام سے بے رخی اختیار کر رکھی ہے، بہت کم دیکھا گیا ہے کہ کوئی عالم کسی مسجد میں اذان دے رہا ہو، بلکہ بسا اوقات وہ اذان دینے سے شرمندگی محسوس کرتے ہیں اور انھیں تعجب ہوتا ہے کہ وہ یہ نیکی کریں، لیکن امامت کی باری آتی ہے تو اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں، بلکہ جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ بس اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا شکوہ دائر کرواتے ہیں کہ اس زمانے میں اتنی اجنبیت کیوں پائی جا رہی ہے۔ (صحیحہ: ۴۲)

3..... بَابُ الْأَمْرِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بِالْأَذَانِ وَفَضْلِهِ وَاسْتِجَابَةِ الدُّعَاءِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ وَهُرُوْبِ الشَّيْطَانِ عِنْدَ سِمَاعِهَا

بلند آواز سے اذان کہنے کے حکم، اس کی فضیلت اور اذان و اقامت کے درمیان دعا کی قبولیت اور اذان و اقامت سن کر شیطان کے بھاگ جانے کا بیان

(۱۲۵۸) عَنِ ابْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ لِيْ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ، وَكَانَ فِيْ حِجْرِهِ فَقَالَ لِيْ: يَابُنَيَّ! إِذَا أَذَّنْتَ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالْأَذَانِ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيْسَ شَيْءٌ يَسْمَعُهُ إِلَّا شَهِدَ لَهُ، جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا حَجَرٌ.)) وَقَالَ مَرَّةً: يَابُنَيَّ! إِذَا كُنْتَ فِي الْبَرَارِيْ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالْأَذَانِ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَسْمَعُهُ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا حَجَرٌ وَلَا شَيْءٌ يَسْمَعُهُ إِلَّا شَهِدَ لَهُ.)) (مسند احمد: ۱۱۰۴۵)

''ابو صعصعہ، جو کہ سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے، کہتے ہیں: سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: میرے پیارے بیٹے! جب تو اذان کہے تو بلند آواز سے اذان کہا کر، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ہر چیز جو اس کو سنتی ہے وہ اس کے لیے گواہی دیتی ہے، وہ جن ہو یا انسان ہو یا پتھر ہو۔'' اور ایک مرتبہ کہا: میرے بیٹے! جب تو خشکی (یعنی بے آباد علاقوں) میں ہو تو اذان کے لیے اپنی آواز کو اونچا کیا کر، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''کوئی جن، کوئی انسان، کوئی پتھر اور کوئی چیز اس کو نہیں سنتی مگر وہ قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دے گی۔''

(۱۲۵۹) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ قَالَ لَهُ إِنِّيْ أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ بِالصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا

''اور انہی ابو صعصعہ سے ایک دوسری سند سے مروی ہے کہ سیّدنا ابو سعید نے کہا: جب تو اپنی بکریوں یا جنگل میں ہو اور نماز کے لیے اذان کہے تو اذان میں اپنی آواز کو بلند کیا کر، کیونکہ مؤذن کی آواز کی انتہا تک جو بھی جن، انسان اور کوئی چیز سنتی ہے، وہ قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دے گی۔ میں نے

(۱۲۵۸) تخريج: .....اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ۷۲۳، وابن خزيمة: ۳۸۹، وابو يعلى: ۹۸۲ (انظر: ۱۱۰۳۱)۔ وأخرجه البخاري: ۶۰۹، ۳۲۹۶ بالفاظ آتية۔ (انظر: ۱۱۳۰۵)

شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١١٣٢٥)

یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ سے سنے تھے۔''

(١٢٦٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِيْنَ فَإِذَا قُضِيَ التَّأْذِيْنُ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ حَتّٰى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ أَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ فَيَقُوْلُ لَهُ: اُذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ مِنْ قَبْلُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِيْ كَمْ يُصَلِّيْ .)) (مسند احمد: ٩٩٣٣)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا اتنی دور بھاگ جاتا ہے کہ اذان نہیں سنتا، جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے، پھر جب نماز کے لیے اقامت کہی جاتی ہے تو بھاگ جاتا ہے، جب اقامت مکمل ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے اور انسان اور اس کے نفس کے درمیان حائل ہو کر وسوسہ ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ وہ (نمازی کو) کہتا ہے: تو فلاں کام یاد کر، فلاں کام یاد کر، وہ کام جو اسے پہلے یاد نہیں ہوتے (وہ یاد کراتا ہے)، نتیجتاً آدمی ایسی حالت میں ہو جاتا ہے کہ اسے پتہ نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھ لی ہے۔''

(١٢٦١) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا سَمِعَ الشَّيْطَانُ الْمُنَادِيَ يُنَادِيْ بِالصَّلَاةِ وَلّٰى وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ الصَّوْتَ، فَإِذَا فَرَغَ رَجَعَ فَوَسْوَسَ فَإِذَا أَخَذَ فِي الْإِقَامَةِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ .)) (مسند احمد: ٩١٥٩)

''اور انہی سے ایک دوسری سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب شیطان مؤذن کو اذان کہتے ہوئے سنتا ہے تو گوز مارتا ہوا اتنا دور چلا جاتا ہے کہ آواز نہ سن سکے، جب مؤذن فارغ ہو جاتا ہے تو وہ واپس آ کر وسوسہ ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ پھر جب مؤذن اقامت کہنا شروع کرتا ہے تو شیطان اسی طرح کرتا ہے، (یعنی بھاگ جاتا ہے)۔''

فوائد: ......شیطان کی اس کیفیت کا سبب شدتِ خوف اور ہیبت ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اذان کے کلمات سنی ان سنی کرنے کے لیے یا اذان کی توہین کرنے کے لیے جان بوجھ کر یہ کیفیت اختیار کرتا ہو۔ شیطان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ نماز کو نمازی پر خلط ملط کر دیا جائے، جب سیّدنا عثمان بن ابی العاص ؓ نے شیطان کے وسوسوں سے متعلقہ یہی شکایت نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس شیطان کو خنزب کہتے ہیں، جب تو اسے محسوس کرے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کر اور اپنی بائیں جانب تین بار تھوک۔'' میں نے ایسے ہی کیا، پس اللہ تعالیٰ نے اسے

(١٢٦٠) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٠٨، ١٢٢٢، ومسلم: ٣٨٩ (انظر: ٩٩٣١)

(١٢٦١) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٣٨٩ (انظر: ٩١٧٠)

مجھ سے دور کر دیا۔ (مسلم: ۲۲۰۳) معلوم ہوا کہ جب شیطان نماز میں وسوسہ ڈالنے کی کوشش کرے تو "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" پڑھ کر بائیں جانب تین دفعہ تھوک دیا جائے۔

(۱۲٦۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ هَرَبَ الشَّيْطَانُ حَتّٰى يَكُونَ بِالرَّوْحَاءِ.)) وَهِيَ مِنَ الْمَدِينَةِ ثَلَاثُونَ مِيلاً۔ (مسند احمد: ١٤٤٥٧)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مؤذن اذان کہتا ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے، یہاں تک کہ روحاء مقام تک پہنچ جاتا ہے، اور یہ مقام مدینہ سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے۔''

فوائد: ...... اذان، اللہ تعالیٰ کی کبریائی و بڑائی، وحدانیت و یکتانیت اور محمد ﷺ کی رسالت و نبوت کی شہادتوں اور لوگوں کے لیے خیر و فلاح کی دعوتوں پر مشتمل ہے، جب یہ اثر انگیز الفاظ شیطان کے کانوں میں پڑتے ہیں تو وہ بے برداشتہ اور دل برداشتہ ہو کر بھاگ پڑتا ہے اور ایسے مقام تک پہنچ کر سکون کی سانس لیتا ہے، جہاں اسلام کے عظیم شعار کے عظیم کلمات سنائی نہ دیتے ہوں۔

(۱۲٦۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ.)) (مسند احمد: ١٢٦١٢)

''سیّدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذان اور اقامت کے درمیان دعا ردّ نہیں کی جاتی۔''

فوائد: ...... مسجد کے خادم، مؤذن اور دوسرے متعلقہ لوگوں سمیت اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اس وقت کو ضائع کر دیتے ہیں۔ انسان کی عجلت پسندی، بے صبری اور عدم برداشت نے اسے نقصان دیا ہے۔ یہ سب امور تعلق باللہ کے کمزور ہونے کا نتیجہ ہیں۔

(۱۲٦٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَاسْتُجِيْبَ الدُّعَاءُ.)) (مسند احمد: ١٤٧٤٥)

''جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے بلایا جاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دعا قبول ہو جاتی ہے۔''

فوائد: ...... ''نماز کے لیے بلانے'' سے مراد اذان ہے، اس حدیث کے درج ذیل شاہد سے اسی معنی کی تائید ہوتی ہے: سیّدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ فُتِحَتْ أَبْوَابُ

(١٢٦٢) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٣٨٨ (انظر: ١٤٤٠٤)

(١٢٦٣) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه الترمذي: ٢١٢، ٣٥٩٤، وابوداود: ٥٢١، وابن خزيمة: ٤٢٥، وابن حبان: ١٦٩٦ (انظر: ١٢٢٠٠، ١٢٥٨٤)

(١٢٦٤) تخريج: ...... حسن لغيره۔ وهذا اسناد ضعيف لسوء حفظ ابن لهيعة (انظر: ١٤٦٨٩)

السَّمَاءِ وَاسْتُجِيْبَ الدُّعَاءُ .)) یعنی: ''جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول کی جاتی ہے۔'' (أخرجه الطيالسي: ٢١٠٦، وابو يعلي: ٤٠٧٢، والطبراني في "الدعا": ٤٨٥، والبغوي: ٤٢٨ باسنادين ضعيفين)

4.....بَابُ بَدْءِ الْاَذَانِ وَرُؤْيَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَسَبَبِ مَشْرُوْعِيَّةِ التَّثْوِيْبِ فِيْ الْفَجْرِ

اذان کی ابتدا کا بیان اور عبداللہ بن زید کا خواب اور فجر میں ''اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' کی مشروعیت

(١٢٦٥) عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ: كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلَاةَ وَلَيْسَ يُنَادِيْ بِهَا أَحَدٌ، فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذَالِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اِتَّخِذُوْا نَاقُوْساً مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ، فَقَالَ عُمَرُ: أَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُنَادِيْ بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا بِلَالُ! قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ .))(مسند احمد: ٦٣٥٧)

''نافع سے روایت ہے کہ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: جب مسلمان مدینہ میں آئے تو نماز کے وقت کا اندازہ لگا کر اکٹھے ہوا کرتے تھے، کوئی نماز کے لیے اذان نہیں کہا کرتا تھا۔ ایک دن لوگوں نے اس کے متعلق بات چیت کی، کسی نے یہ مشورہ دیا کہ عیسائیوں کی ناقوس جیسی ناقوس بنا لو اور بعض نے کہا کہ یہودیوں کے قرن جیسا قرن بنا لیتے ہیں، لیکن سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ تم لوگ (نماز کے وقت) ایک ایسے آدمی کو کیوں نہیں بھیج دیا کرتے جو نماز کے لیے اعلان کر دے گا۔ (یہ رائے پسندیدہ تھی اس لیے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال! کھڑے ہو جاؤ اور نماز کے لیے اعلان کرو۔''

فوائد: ......ناقوس: عیسائی لوگ اپنی نمازوں کے اوقات کا اعلان کرنے کے لیے ایک لمبی لکڑی پر چھوٹی لکڑی مارتے ہیں، اسے ناقوس کہتے ہیں۔

قرن (بوق): اس میں ایک طرف سے پھونک مارنے سے دوسری طرف سے آواز نکلتی ہے، نمازوں کے اوقات کی خبر دینے کا یہ یہودیوں کا انداز تھا۔

(١٢٦٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ (بْنِ عَبْدِ رَبِّهٖ) قَالَ: لَمَّا أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاقُوْسِ لِيُضْرَبَ بِهٖ لِلنَّاسِ فِي الْجَمْعِ

''سیّدنا عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز کے وقت لوگوں کو جمع کرنے کے لیے ناقوس بجانے کا حکم دے دیا اور عیسائیوں کی موافقت کی

(١٢٦٥) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦٠٤، و مسلم: ٣٧٧ (انظر: ٦٣٥٧)

(١٢٦٦) تخريج: ......أسناده حسن۔أخرجه ابوداود: ٤٩٩، والترمذي: ١٨٩، وابن خزيمة: ٣٧١، وابن حبان: ١٦٧٩ (انظر:)

لِلصَّلَاةِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ وَهُوَ كَارِهٌ لِمُوَافَقَتِهِ النَّصَارٰى) طَافَ بِيْ وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فِيْ يَدِهِ فَقُلْتُ لَهُ: يَاعَبْدَ اللّٰهِ! أَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ؟ قَالَ: مَاتَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: نَدْعُوْا بِهِ إِلَى الصَّلَاةَ، قَالَ: أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَالِكَ؟ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: بَلٰى، قَالَ: تَقُوْلُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ غَيْرَ بَعِيْدٍ، ثُمَّ قَالَ: تَقُوْلُ إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا رَأَيْتُ فَقَالَ: ((إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَأَلْقِ عَلَيْهِ مَارَأَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهِ فَإِنَّهُ أَنْدٰى صَوْتًا مِنْكَ.)) قَالَ: فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ أُلْقِيهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهِ، قَالَ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ يَجُرُّ

وجہ سے یہ چیز آپ ﷺ کو ناپسند بھی تھی، تو میں سویا ہوا تھا، ایک آدمی اپنے ہاتھ میں ناقوس اٹھائے ہوئے میرے پاس سے گذرا، میں نے اسے کہا: اللہ کے بندے! کیا تو ناقوس فروخت کرنا چاہتا ہے؟ تو اس نے جواباً پوچھا: تو اس سے کیا کرے گا؟ سیّدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اسے بتایا کہ ہم اس کے ذریعے نماز کی طرف بلائیں گے۔ اس نے کہا: کیا میں اس سے بہتر چیز کی طرف تیری راہنمائی نہ کر دوں؟ عبد اللہ بن زید نے کہا: میں نے اسے کہا کہ کیوں نہیں! تو وہ کہنے لگا کہ تم یہ الفاظ کہا کرو: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. پھر وہ تھوڑا سا پیچھے ہٹا اور کہنے لگا کہ جس وقت نماز کھڑی ہونے لگے تو یہ کلمات کہا کرو: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. سیّدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اپنا خواب بیان کیا، آپ ﷺ فرمانے لگے: ”ان شاء اللہ بلاشک وشبہ یہ سچا خواب ہے، عبد اللہ! بلال کے ساتھ کھڑا ہو جا اور خواب والے کلمات اس کو کہلوا تا کہ وہ ان کے ساتھ اذان کہتا جائے کیونکہ وہ تجھ سے اچھی اور بلند آواز والا ہے۔“ عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بلال کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور

رِدَاءَهُ يَقُولُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي أُرِيَ. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.)) (مسند احمد: ١٦٥٩٢)

اس پر کلمات ڈالتا گیا اور وہ ان کے ساتھ اذان کہتے گئے۔ سیّدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ کلمات سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں سنے تو اپنی چادر کھینچتے ہوئے جلدی سے باہر آئے اور کہنے لگے: (اے اللہ کے رسول!) اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! اسی طرح کا خواب میں نے بھی دیکھا ہے۔ سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ" (اللہ کا شکر ہے)۔"

(١٢٦٧)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ) وَزَادَ ثُمَّ أَمَرَ بِالتَّأْذِينِ فَكَانَ بِلَالٌ مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ يُؤَذِّنُ بِذَالِكَ وَيَدْعُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ، فَجَاءَهُ فَدَعَاهُ ذَاتَ غَدَاةٍ إِلَى الْفَجْرِ، فَقِيلَ لَهُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَائِمٌ، قَالَ فَصَرَخَ بِلَالٌ بِأَعْلٰى صَوْتِهِ: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَأُدْخِلَتْ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ فِي التَّأْذِينِ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ (مسند احمد: ١٦٥٩١)

''سیّدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ہی دوسری سند کے ساتھ اسی طرح کی حدیث مروی ہے اور اس میں مزید اس چیز کا ذکر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اذان کہنے کا حکم دے دیا۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ انہی کلمات کے ساتھ اذان کہا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کو نماز کے لیے بلایا کرتے تھے۔'' سیّدنا عبد اللہ بن زید کہتے ہیں: بلال رضی اللہ عنہ ایک دن صبح کے وقت فجر کی نماز کے لیے آپ کو بلانے گئے تو انہیں بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ سوئے ہوئے ہیں تو بلال رضی اللہ عنہ نے بآوازِ بلند کہا: الصلاۃ خیر من النوم (نماز نیند سے بہتر ہے)۔ سعید بن مسیّب کہتے ہیں: تو یہ کلمات فجر کی اذان میں داخل کر دیے گئے۔

فوائد: ...... یہ خواب سیّدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فطری سعادت ہے، یہ سچے خواب ہیں، ایسے خوابوں کو مختلف احادیث میں نبوت کا پچیسواں، چھیالیسواں اور سترھواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔ ان الفاظ میں کوئی تضاد نہیں ہے، اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس اختلاف کا تعلق خواب دیکھنے والے سے ہے، جو جتنا نیک ہوگا، اتنا ہی اس کا خواب سچا ہوگا۔

(١٢٦٧) تخريج: ......حديث حسن دون قوله: ويدعو رسول الله ﷺ الى الصلاة، قال: فجائه فدعاه ...... الى آخر الخبر۔ فهي زيادة منكرة انفرد بها ابن اسحاق في هذه الرواية، وهو مدلس، ولم يسمع هذا الحديث من الزهري۔ أخرجه البيهقي: ١/ ٤١٥، وابن خزيمة: ٣٧٣ (انظر: ١٦٤٧٧)

ابوداود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((قَالَ: لَمَّا أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاقُوْسِ لِيُضْرَبَ بِهِ لِلنَّاسِ فِي الْجَمْعِ لِلصَّلَاةِ طَافَ بِيْ وَأَنَا نَائِمٌ .)) یعنی: سیّدنا عبداللہ بن زید کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ناقوس بنایا جائے، تاکہ لوگوں کو نماز کے لیے جمع کیا جا سکے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ......'' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے ابھی تک ناقوس بنانے کا حکم دیا تھا، ابھی اسے بجایا نہیں گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اذان کی مشروعیت کے اسباب پیدا کر دیئے تھے۔ قابل تعجب بات ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سچے خواب کا شرف حاصل ہوا اور اذان دینے کے لیے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے خود وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ((إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَأَلْقِ عَلَيْهِ مَارَأَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهِ فَإِنَّهُ أَنْدٰى صَوْتاً مِنْكَ .)) یعنی: ''ان شاء اللہ یہ سچا خواب ہے، تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور اس خواب (کے کلمات) اس پر ڈالو، تاکہ وہ اذان دے، کیونکہ وہ تیری بہ نسبت زیادہ بلند آواز والا ہے، ....'' (ابو داود، ابن ماجه) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مؤذن خوبصورت اور بلند آواز والا ہونا چاہیے، صحیح ابن خزیمہ کی ایک روایت میں ہے کہ سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی آواز آپ ﷺ کو بہت پسند آئی، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو اذان کی تعلیم دی۔ لیکن اس وقت اکثر مساجد میں اس چیز کا بالکل خیال نہیں رکھا جاتا۔ اذان فجر میں ''اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ'' کی ابتدا نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں ہی ہوئی، اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

(۱۲۶۸) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَأَنِّي مُسْتَيْقِظٌ أَرٰى رَجُلاً نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ عَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ نَزَلَ عَلٰى جِذْمِ حَائِطٍ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَأَذَّنَ مَثْنٰى مَثْنٰى ثُمَّ جَلَسَ، ثُمَ أَقَامَ فَقَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى، قَالَ: ((نِعْمَ مَا رَأَيْتَ، عَلِّمْهَا بِلَالًا .)) قَالَ عُمَرُ: قَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ ذَالِكَ وَلٰكِنَّهُ سَبَقَنِيْ۔ (مسند احمد: ۲۲۳۷۷)

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک انصاری آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: میں نے ایک خواب دیکھا ہے، مجھے یوں لگا کہ میں جاگ رہا ہوں، ایک آدمی اپنے اوپر دو سبز چادریں لیے ہوئے مدینہ کے کسی باغ کی ایک طرف آسمان سے نازل ہوا، اس نے دو دو کلموں والی اذان کہی، پھر بیٹھ گیا ہے، پھر اس نے دو دو کلموں والی اقامت کہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے بہترین چیز دیکھی ہے، یہ کلمات بلال کو سکھا'' سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً میں نے بھی اس طرح کا خواب دیکھا تھا، لیکن وہ مجھ سے سبقت لے گیا ہے۔

(۱۲۶۸) تخریج: ...... منقطع، ابن ابی لیلی لم یسمع من معاذ، وقد اختلف علی ابن ابی لیلی۔ أخرجه ابن خزیمة: ۳۸۱، والدارقطنی: ۱/ ۲۴۲۔ وأخرجه ابوداود مطولا: ۵۰۶، ۵۰۷ (انظر: ۲۲۰۲۷، ۲۲۱۲۴)

(۱۲۶۹) عَنْ بِلَالٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ لَا أُثَوِّبَ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ۔ وَقَالَ أَبُوْ أَحْمَدَ (أَحَدُ الرُّوَاةِ) فِيْ حَدِيْثِهِ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَذَّنْتَ فَلَا تُثَوِّبْ.)) (مسند احمد: ۲۴۴۰۹)

''سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں فجر کی نماز کے علاوہ کسی دوسری نماز میں ''اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' نہ کہوں اور ایک راوی حدیث اُبو احمد کہتے ہیں سیّدنا کہ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اذان کہے تو ''اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' نہ کہا کر۔''

فوائد: ......اس حدیث کے آخری ٹکڑے سے مراد یہ ہے کہ اذان فجر کے علاوہ ''اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' نہ کہا جائے، جیسا کہ اس حدیث کے شروع والے حصے اور دوسری سند والی روایت سے معلوم ہو رہا ہے۔

(۱۲۷۰) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا أَبُوْ قَطَنٍ قَالَ ذَكَرَ رَجُلٌ لِشُعْبَةَ الْحَكَمَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ بِلَالٍ قَالَ: فَأَمَرَنِيْ أَنْ أُثَوِّبَ فِي الْفَجْرِ، وَنَهَانِيْ عَنِ الْعِشَاءِ، فَقَالَ شُعْبَةُ: وَاللّٰهِ مَاذَكَرَ ابْنُ أَبِيْ لَيْلٰى، وَلَا ذَكَرَ إِلَّا إِسْنَادًا ضَعِيْفًا، قَالَ أَظُنُّ شُعْبَةَ قَالَ: كُنْتُ أُرَاهُ رَوَاهُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ۔ (مسند احمد: ۲۴۴۱۱)

ایک اور سند کے ساتھ مروی حدیث یہ ہے: سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ فجر میں ''اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' کہوں اور عشا سے منع فرما دیا۔

فوائد: ......کوئی شک نہیں کہ اذان فجر میں ''اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' کہنے کا آغاز عہد نبوی میں ہی نبی کریم ﷺ کے حکم سے ہو گیا تھا، بعض دلائل کا ذکر اس باب میں موجود ہے اور بعض کا ذکر آئندہ آئے گا، کچھ مرویات درج ذیل ہیں: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((مِنَ السُّنَّةِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْفَجْرِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ: ''اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ.)) یعنی: سنت یہ ہے کہ مؤذن اذانِ فجر میں ''حی علی الفلاح'' کے بعد ''اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' کہے۔ (صحیح ابن خزیمہ، دارقطنی، بیہقی) جب نبی کریم ﷺ نے سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو اذان

(۱۲۶۹) تخریج: ......حسن بمجموع طرقه وشواهده، وهذا اسناد ضعيف، أبو اسرائيل اسماعيل بن خليفة الملائي فيه ضعف لكن يعتبر في المتابعات والشواهد، وقد اضطرب في هذا الحديث......۔ أخرجه الترمذي: ۱۹۸، وابن ماجه: ۷۱۵ (انظر: ۲۳۹۱۲)

(۱۲۷۰) تخریج: ......أخرجه ابن ابي شيبة: ۱/ ۲۰۸، والبيهقي: ۱/ ۴۲۴، وانظر ما قبله (انظر: ۲۳۹۱۴)

سکھلائی تو اسے فرمایا: ((فَإِنْ كَانَ صَلَاةُ الصُّبْحِ قُلْتَ: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ.)) یعنی: ''جب نمازِ فجر (کی اذان ہو تو) "اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کہنا ہے۔ (ابوداود. ٥٠٠)

مطلب یہ ہے کہ یہ الفاظ "الصلوة خير من النوم" فجر کی اذان میں کہنے کا حکم دیا اور عشاء کی اذان میں یہ کہنے سے روک دیا جیسا کہ دیگر احادیث میں آ رہا ہے کہ آپ نے یہ الفاظ فجر کی اذان میں کہنے کا حکم دیا۔ (عبداللہ رفیق)

5 ..... بَابُ صِفَةِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ وَعَدَدِ كَلِمَاتِهَا وَقِصَّةِ أَبِي مَحْذُورَةَ

اذان اور اقامت کا طریقہ اور دونوں کے کلمات کی تعداد اور ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا بیان

(١٢٧١) عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَيْرِيزٍ أَخْبَرَ وَكَانَ يَتِيمًا فِي حِجْرِ أَبِي مَحْذُورَةَ حِينَ جَهَّزَهُ إِلَى الشَّامِ قَالَ: فَقُلْتُ لِأَبِي مَحْذُورَةَ: يَا عَمِّ! إِنِّي خَارِجٌ إِلَى الشَّامِ وَأَخْشَى أَنْ أُسْأَلَ عَنْ تَأْذِينِكَ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ قَالَ لَهُ: نَعَمْ، خَرَجْتُ فِي نَفَرٍ (وَفِي رِوَايَةٍ فِي عَشَرَةِ فِتْيَانٍ) فَكُنَّا بِبَعْضِ طَرِيقِ حُنَيْنٍ، فَقَفَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ حُنَيْنٍ، فَلَقِيَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، فَأَذَّنَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَمِعْنَا صَوْتَ الْمُؤَذِّنِ وَنَحْنُ مُتَنَكِّبُونَ فَصَرَخْنَا نَحْكِيهِ وَنَسْتَهْزِئُ بِهِ فَسَمِعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الصَّوْتَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا إِلَى أَنْ وَقَفْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّكُمُ الَّذِي

''جس وقت عبد العزیز بن عبد الملک بن اَبی محذورہ نے عبد اللہ بن محیریز، جو سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں ایک یتیم تھے، کو شام کی طرف بھیجنے کے لیے تیار کیا تو عبد اللہ بن محیریز نے کہا: میں نے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی اے چچا جان! میں شام کی طرف جا رہا ہوں اور مجھے لگتا ہے کہ آپ کی اذان کے متعلق مجھ سے سوال ہوگا۔ عبد العزیز کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن محیریز نے اس کو بتایا کہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا: ٹھیک ہے، میں تجھے اپنی اذان کے بارے میں بتا دیتا ہوں، میں کچھ لوگوں، اور ایک روایت کے مطابق دس نوجوانوں کے ساتھ نکلا، ہم حنین کے کسی راستہ میں تھے اور رسول اللہ ﷺ حنین سے واپس آ رہے تھے، آپ ﷺ ہمیں ایک راستہ میں ملے، پھر رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے نماز کے لیے اذان کہی، ہم نے مؤذن کی آواز سنی اور راستہ سے پیچھے ہٹ کر اس کی نقل اتارتے ہوئے اور مذاق کرتے ہوئے شور کرنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بلانے کے لیے کچھ لوگوں کو بھیجا اور ہم آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر آپ ﷺ کے سامنے

(١٢٧١) تخريج: حديث صحيح بطرقه، وهذا اسناد حسن۔ أخرجه ابوداود: ٥٠٣، ٥٠٥، والنسائي: ٢/ ٥، وابن ماجه: ٧٠٨، وابن خزيمة: ٣٧٩ بتربيع التكبير، وأخرجه ابن حبان: ١٦٨٠ (انظر: ١٥٣٨٠)

سَمِعْتُ صَوْتَهُ قَدِ ارْتَفَعَ؟)) فَأَشَارَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ إِلَيَّ وَصَدَقُوْا ، فَأَرْسَلَ كُلَّهُمْ وَحَبَسَنِيْ فَقَالَ: ((قُمْ فَأَذِّنْ بِالصَّلَاةِ .)) فَقُمْتُ وَلَا شَيْءَ أَكْرَهُ إِلَيَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا مِمَّا يَأْمُرُنِيْ بِهِ ، فَقُمْتُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَلْقَى إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّأْذِيْنَ هُوَ نَفْسُهُ فَقَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ)) ثُمَّ قَالَ لِيْ: ((ارْجِعْ فَامْدُدْ مِنْ صَوْتِكَ)) ثُمَّ قَالَ: ((أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .)) ثُمَّ دَعَانِيْ حِيْنَ قَضَيْتُ التَّأْذِيْنَ فَأَعْطَانِيْ صُرَّةً فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ فِضَّةٍ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى نَاصِيَةِ أَبِيْ مَحْذُوْرَةَ ثُمَّ أَمَرَّهَا عَلَى وَجْهِهِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ مَرَّتَيْنِ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ عَلَى كَبِدِهِ ثُمَّ بَلَغَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سُرَّةَ أَبِيْ مَحْذُوْرَةَ ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ .)) فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مُرْنِيْ بِالتَّأْذِيْنِ بِمَكَّةَ. فَقَالَ: ((قَدْ أَمَرْتُكَ بِهِ .)) وَذَهَبَ كُلُّ شَيْءٍ كَانَ

کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم میں سے کون ہے، جس کی بلند آواز میں نے سنی ہے؟'' سارے لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا اور وہ سچے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے سب کو چھوڑ دیا اور مجھے روک لیا اور فرمانے لگے: ''کھڑا ہو جا اور نماز کے لیے اذان کہہ۔'' میں کھڑا ہو گیا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کا حکم مجھے سب سے بڑھ کر ناپسند تھا۔ بہرحال میں آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بذاتِ خود مجھے اذان کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: ''کہہ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر فرمایا: ''اپنی آواز بڑھا کر دوبارہ کہہ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ جس وقت میں نے اذان پوری کر لی تو آپ نے مجھے بلا کر ایک تھیلی دی جس میں کچھ چاندی تھی۔ پھر آپ نے ابو محذورہ کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے اس کے چہرے پر دو مرتبہ پھیرا، پھر اس کے ہاتھوں پر دو دفعہ پھیرا، پھر اس کے جگر پر ہاتھ مارا حتی کہ آپ ﷺ کا ہاتھ ابو محذورہ کی ناف تک پہنچ گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ'' (اللہ تجھ میں برکت فرمائے)'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے مکہ میں اذان دینے کا حکم دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تجھے یہ حکم دے دیا ہے۔'' سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے جتنی کراہت تھی، وہ

لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ كَرَاهِيَةٍ وَعَادَ ذَالِكَ مَحَبَّةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَدِمْتُ عَلَى عَتَّابِ بْنِ أَسِيْدٍ عَامِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ فَأَذَّنْتُ مَعَهُ بِالصَّلَاةِ عَنْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَخْبَرَنِيْ ذَالِكَ مَنْ أَدْرَكْتُ مِنْ أَهْلِي مِمَّنْ أَدْرَكَ أَبَا مَحْذُوْرَةَ عَلَى نَحْوِ مَا أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بِنْ مُحَيْرِيْزٍ۔ (مسند احمد: ١٥٤٥٤)

ساری کی ساری ختم ہوگئی اور اس کی بجائے آپ ﷺ سے محبت پیدا ہوگئی۔ پھر میں (آپ ﷺ کے حکم کے مطابق) مکہ میں آپ ﷺ کے عامل عتاب بن اسید کے پاس گیا اور آپ ﷺ کے حکم سے نماز کے لیے اذان کہنا شروع کر دی۔ عبدالعزیز بن عبدالملک کہتے ہیں: میرے گھر والوں میں سے جس جس نے مجھے یہ واقعہ بیان کیا، وہ عبد اللہ بن محیریز کے بیان کردہ واقعہ کے مطابق تھا۔

فوائد:……اس واقعہ کی صحیح ترین روایات میں ابتدائے اذان میں چار دفعہ ''اللہ اکبر'' کا ذکر ہے۔

(١٢٧٢) عَنِ السَّائِبِ مَوْلٰى أَبِى مَحْذُوْرَةَ وَأُمِّ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِيْ مَحْذُوْرَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا مِنْ أَبِيْ مَحْذُوْرَةَ فَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيثِ الْمُتَقَدِّمِ مُخْتَصَراً وَفِيهِ ذِكْرُ التَّكْبِيرِ الْأَوَّلِ أَرْبَعًا وَزَادَ فِيهِ قَوْلَهُ ﷺ: ((وَإِذَا أَذَّنْتَ بِالْأَوَّلِ مِنَ الصُّبْحِ فَقُلْ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، وَإِذَا أَقَمْتَ فَقُلْهَا مَرَّتَيْنِ قَدْقَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، أَسَمِعْتَ؟)) قَالَ وَكَانَ أَبُوْمَحْذُورَةَ لَا يَجُزُّ نَاصِيَتَهُ وَلَا يَفْرِقُهَا لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَسَحَ عَلَيْهَا۔ (مسند احمد: ١٥٤٥٠)

''سائب مولی ابی محذورہ اور ام عبدالملک بن ابی محذورہ دونوں نے سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے سنا، راوی نے ذرا اختصار کے ساتھ سابقہ حدیث کی طرح روایت بیان کی، البتہ اس میں پہلی تکبیر کے چار مرتبہ کہنے کا ذکر ہے اور اس میں مزید نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے: ''جس وقت تو صبح کی پہلی اذان کہے تو اَلصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ، اَلصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہنا اور جب تو اقامت کہے تو دو مرتبہ قَدْقَامَتِ الصَّلَاۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاۃُ کہنا، کیا تو نے سن لیا ہے؟'' سائب کہتے ہیں: سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اپنی پیشانی کے بال کاٹتے تھے نہ ان میں مانگ نکالتے تھے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان پر ہاتھ پھیرا تھا۔

فوائد:…… یہ سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے محبت کا ایک انداز تھا کہ اس کے جن بالوں پر آپ ﷺ کا مبارک ہاتھ لگا تھا، اس نے ان کو کاٹنا یا ان کو ان کی ہیئت سے ہٹانا بھی گوارہ نہ کیا۔

(١٢٧٢) تخريج:…… حديث صحيح بطرقه۔ أخرجه ابوداود: ٥٠١، وابن خزيمة: ٣٨٥ (انظر: ١٥٣٧٦)

3/2

(۱۲۷۳) عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ أُأَذِّنُ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ فَإِذَا قُلْتُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قُلْتُ اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ الْأَذَانَ الْأَوَّلَ۔ (مسند احمد: ۱۵٤٥۲)

سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے زمانے میں صبح کی نماز کے لیے اذان کہا کرتا تھا، جب میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہتا تو اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہتا، یہ پہلی اذان کی بات ہے۔

(۱۲۷٤) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً الأَذَانُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَالإِقَامَةُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ

''سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اذان کے انیس کلمات اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے، اذان کے کلمات یہ ہیں: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أشْهَدُأَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. اور اقامت کے الفاظ یہ ھیں: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْقَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْقَامَتِ الصَّلَاةُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

(۱۲۷۳) تخريج:...... حديث صحيح بطرقه۔ أخرجه النسائی: ۲/ ۱٤ وانظر الحديث السابق: ۲٤۸ (انظر: ۱۵۳۷۸)

(۱۲۷٤) تخريج:...... صحيح بطرقه۔أخرجه ابو داود: ۵۰۲، والترمذی: ۱۹۲، وابن ماجه: ۷۰۹ وأخرجه مسلم: ۳۷۹، الطيالسی: ۱۳۵٤، والنسائی: ۲/ ٤ دون ذكر الاقامة۔ (انظر: ۱۵۳۸۱)

عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ (مسند احمد: ١٥٤٥٦)

(١٢٧٥) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِيْ سُنَّةَ الْأَذَانِ فَمَسَحَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِي وَقَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ، ثُمَّ تَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، مَرَّتَيْنِ تَخْفِضُ بِهَا صَوْتَكَ، ثُمَّ تَرْفَعُ صَوْتَكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مَرَّتَيْنِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، مَرَّتَيْنِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ كَانَ صَلَاةُ الصُّبْحِ قُلْتَ: اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، (زَادَفِي رِوَايَةٍ) قَالَ وَالْإِقَامَةُ مَثْنٰى مَثْنٰى لَا يُرَجِّعُ۔ (مسند احمد: ١٥٤٥٣)

''سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اذان کا طریقہ سکھائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر کے اگلے حصہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ''بلند آواز سے اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہہ، پھر أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دو دو مرتبہ آہستہ آواز کے ساتھ کہہ، پھر اپنی آواز بلند کر کے دو دفعہ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اور دو دفعہ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، پھر دو دو مرتبہ ہی کہہ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. اگر صبح کی نماز ہو تو اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہہ۔'' ایک روایت میں مزید فرمایا: ''اقامت بغیر ترجیع کے دو دو کلمے کہے گا۔''

(١٢٧٥) تخريج:...... حديث صحيح بطرقه۔ أخرجه ابوداود: ٥٠٠، ٥٠٤، والترمذي: ١٩١، وابن خزيمة: ١٩١، وابن حبان: ١٦٨٢ وانظر: ٢٤٨ (انظر: ١٥٣٧٩)

(۱۲۷۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ يَعْنِي اَلْمُؤَذِّنَ يُحَدِّثُ عَنْ مُسْلِمٍ أَبِي الْمُثَنّٰى يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّمَا كَانَ الْأَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتَيْنِ، وَقَالَ حَجَّاجٌ يَعْنِيْ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً غَيْرَ أَنَّهُ يَقُوْلُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، وَكُنَّا إِذَا سَمِعْنَا الْإِقَامَةَ تَوَضَّأْنَا ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ شُعْبَةُ لَا أَحْفَظُ غَيْرَ هٰذَا۔ (مسند احمد: ۵۵۶۹)

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اذان (کے کلمات) دو دو مرتبہ اور اقامت کے ایک ایک مرتبہ تھے، البتہ مؤذن اقامت میں قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ (دو دفعہ) کہتا تھا، اور ہم جس وقت اقامت سنتے تو وضو کر کے نماز کے لیے نکلتے تھے۔ امام شعبہ کہتے ہیں: مجھے تو صرف یہی کچھ یاد ہے۔

(۱۲۷۷) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوْتِرَ الْإِقَامَةَ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۲۴)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے دو دو کلمے کہنے کا اور اقامت کا ایک ایک کلمہ کہنے کا حکم کیا گیا تھا۔''

(۱۲۷۸) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ أَنَسٌ: أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ۔ فَحَدَّثْتُ بِهِ أَيُّوْبَ فَقَالَ: إِلَّا الْإِقَامَةَ۔

''(دوسری سند) سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے دو دو کلمے کہنے کا اور اقامت کا ایک ایک کلمہ کہنے کا حکم دیا گیا تھا، ''قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ'' کے الفاظ کے علاوہ۔''

فوائد:...... درج بالا روایات پر غور کریں، اذان و اقامت کی دو دو صورتیں بیان کی گئی ہیں:

(۱) ترجیع والی اذان اور اس کے ساتھ اقامت کے دو دو کلمات: ترجیع والی اذان کہنا بھی سنت ہے، جس میں ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' اور ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' چار چار دفعہ کہا جاتا ہے۔ (مسلم)

جب رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو ترجیع والی اذان سکھائی تو اس کے ساتھ اقامت کے دو دو کلمات کی تعلیم دی۔ (ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

(۱۲۷۶) تخريج:...... حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۵۱۰، ۵۱۱، والنسائي: ۲/ ۳، وابن خزيمة: ۳۷۴، وابن حبان: ۱۶۷۷ (انظر: ۵۵۶۹)

(۱۲۷۷) تخريج:...... أخرجه البخاري: ۶۰۵، ۶۰۷، ومسلم: ۳۷۸ (انظر: ۱۲۰۲۴، ۱۲۹۷۱)

(۱۲۷۸) تخريج:...... انظر الحديث بالطريق الأول

مذکورہ بالا روایات میں سے ایک روایت میں ہے: سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! عَلِّمْنِیْ سُنَّۃَ الْاَذَانِ . یعنی: اے اللہ کے رسول! مجھے مسنون اذان کی تعلیم دو۔ جواباً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترجیع والی اذان کی تعلیم دی۔ (ابوداود)

اور ایک روایت میں ہے: سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اذان کے انیس اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے۔ (ابوداود، ابن ماجہ، نسائی) اور کلمات کی یہ تعداد ترجیع والی اذان میں ہوتی ہے۔

یاد رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا ابومحذورہ کی درخواست پر ان کو مکہ مکرمہ کا مؤذن مقرر کیا تھا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی ۵۹ ھ تک حرم مکی میں مؤذن مقرر رہے اور یہی اذان دیتے رہے، (ملاحظہ ہو: اسد الغابۃ: ٦/ ٢٧٣) ان کے بعد ان کی اولاد بھی اسی منصب پر فائز رہی اور یہی اذان کہتی رہی۔ یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان کا واقعہ غزوۂ حنین کے بعد ٨ ھ میں اور سیّدنا عبد اللہ بن زید کی خواب کا واقعہ پہلی سن ہجری میں پیش آیا، اس لیے ترجیع والی اذان کے حکم کو باقی سمجھا جائے اور اسے منسوخ نہ قرار دیا جائے۔

امام شافعی، امام احمد، امام مالک اور جمہور کے نزدیک یہ اذان مستحب ہے۔

احناف ترجیع والی اذان کے قائل نہیں ہیں، ان کا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا ابومحذورہ کو تعلیم دینے کی خاطر شہادتین کا دوبارہ تذکرہ کیا تھا، نہ کہ اذان کے کلمات کی حیثیت سے اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ سیّدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی خواب والی اذان میں شہادتین کی یہ زیادتی نہیں ہے۔ لیکن درج بالا دلائل وحقائق سے احناف کے اس خیال کا ردّ ہو رہا ہے۔

احناف کو اپنے قوانین کا لحاظ کرتے ہوئے یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے تھی کہ راویٔ حدیث نے خود بھی ترجیع والی اذان کو سنت سمجھا اور تقریباً پچاس سال تک یہی اذان دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ احناف کا ایک قانون یہ ہے: "العبرۃ بما رأی لا بما روی" (راوی کے اپنے خیال اور فتوے پر اعتبار کیا جائے گا، نہ کہ اس کی روایت پر)۔ اور اس مسئلہ میں تو روایت اور رائے دونوں کا ایک مفہوم ہے۔

(۲) دوہری اذان اور اکیری اقامت:

بعض دلائل اوپر گزر چکے ہیں، ایک حدیث میں واضح طور پر سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اکیری اقامت کہنے کا حکم دیا گیا ہے، مزید دلیلیں یہ ہیں:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((اِشْفَعِ الْأَذَانَ، وَأَوْتِرِ الْإِقَامَۃَ .)) یعنی: ''اذان دوہری اور اقامت اکیری کہا کر۔'' (الدارقطني في "الأفراد" رقم ٥٠ ج ٢، الصحيحة: ١٢٧٦)

سیّدنا عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ کو کسی آدمی نے خواب میں دوہری اذان اور اکیری اقامت کی تعلیم دی،

جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ خواب بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ .)) یعنی: ''بے شک ان شاء اللہ یہ خواب حق ہے۔'' یہی خواب سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا، آپ ﷺ نے ان کی بھی تصدیق کی۔ (ابوداود: ٤٩٩، ابن ماجه: ٧٠٦)

سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اذان کے دو دو کلمات اور اقامت کا ایک ایک کلمہ ہوتا تھا، لیکن ''قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ'' کے الفاظ دو دفعہ کہے جاتے تھے۔ (ابوداود، نسائی)

اقامت میں ''قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ'' والے الفاظ دو دفعہ کہے جائیں گے، جیسا کہ مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

خطابی نے کہا: حرمین، حجاز، شام، یمن، مصر، مغرب اور دیگر بعید اسلامی ممالک میں اقامت کے الفاظ ایک ایک مرتبہ کہنے پر عمل ہے۔ سیّدنا عمر، سیّدنا عبد اللہ بن عمر، سیّدنا انس رضی اللہ عنہما اور امام حسن بصری، امام زہری، عمر بن عبد العزیز، امام احمد وغیرہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

معلوم نہیں کہ ان حقائق کے باوجود لوگ اکیری اقامت کہنے سے کیوں کتراتے ہیں؟

تنبیه: ...... ''اشهد انّ اميرا لمؤمنين علی ولی اللّٰه'' کے الفاظ شیعہ لوگوں کی طرف سے اذان میں زیادہ کیے گئے ہیں، یہ الفاظ کسی صحیح، بلکہ ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہیں ہیں۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ فقہ جعفریہ میں بھی اذان میں ان کلمات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

اسی طرح اذان کی ابتدا میں ''الصلوة والسلام......'' کے الفاظ سنت سے ثابت نہیں، عہد نبوی کے مؤذن سیّدنا بلال، سیّدنا ابن ام مکتوم اور سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہم وغیرہ یہ الفاظ نہیں کہتے تھے۔ البتہ اذان کے بعد مسنون درود اور مخصوص دعائیں پڑھنا باعث فضیلت ہے۔

(١٢٧٩) عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ (أَبِي جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ) قَالَ رَأَيْتُ بِلَالًا يُؤَذِّنُ وَيَدُوْرُ وَأَتَتَبَّعُ فَاهُ هَاهُنَا وَهَاهُنَا (زَادَفِي رِوَايَةٍ يَعْنِي يَمِينًا وَشِمَالًا وَإِصْبَعَاهُ فِي أُذُنَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٨٩٦٦)

''سیّدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کہتے ہوئے دیکھا کہ وہ (حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت) گھوم رہے تھے اور میں ان کے منہ کو اِدھر اُدھر ہوتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ ایک روایت میں مزید فرمایا: کہ دائیں بائیں گھوم رہے تھے اور اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں رکھے ہوئے تھے۔''

فوائد: ...... سنن ابوداود کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''لَوّٰى عُنُقَهٗ يَمِيْنًا وَ شِمَالًا وَلَمْ يَسْتَدِرْ'' (اپنی گردن کو دائیں بائیں پھیرا اور خود پورے نہیں گھومے)۔ لیکن امام البانی رحمہ اللہ نے کہا کہ ''ولم یستدر'' کے الفاظ شاذ بلکہ

(١٢٧٩) تخريج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه البخاري: ٦٣٣، ٦٣٤، ومسلم: ٥٠٣، ٢٥١، وابوداود: ٥٢٠، والترمذي: ١٩٧، وابن ماجه: ٧١١ (انظر: ١٨٧٥٩)

منکر ہیں، کیونکہ اس کی سند میں قیس بن ربیع ضعیف ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں صرف چہرے اور گردن کے پھیرنے کا ذکر ہے۔ ہاں اگر مؤذن کی گردن گھومنے کے ساتھ جسم بھی گھوم جائے تو اس میں ان شاءاللہ شرعاً کوئی قباحت نہ ہوگی۔ واللہ اعلم۔

(۱۲۸۰) عَنِ ابْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ عَنْ أَبِيهِ أَوْعَنْ جَدِّهِ قَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْأَذَانَ لَنَا وَلِمَوَالِيْنَا، وَالسِّقَايَةَ لِبَنِيْ هَاشِمٍ، وَالْحِجَامَةَ لِبَنِي عَبْدِالدَّارِ۔ (مسند احمد: ۲۷۷۹۵)

''ابن ابی محذورہ اپنے باپ یا دادا سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے اور ہمارے موالیوں کے لیے اذان، اور بنوہاشم کے لیے حاجیوں کو پانی پلانا، اور بنوعبد الدار کے لیے سنگی لگانا خاص فرمایا۔''

فوائد: ......اذان کو سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے ساتھ مخصوص کرنے کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ لوگ خصوصیت کے ساتھ اس کا علم رکھتے تھے اور وہ خوبصورت اور بلند آواز والے تھے۔

6 ..... بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَخْذِ الْأُجْرَةِ عَلَى الْأَذَانِ

اذان پر اجرت لینے کی ممانعت کا بیان

(۱۲۸۱) عَنْ عُثْمَانَ بِنِ أَبِي الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِجْعَلْنِي إِمَامَ قَوْمِيْ۔ فَقَالَ: ((أَنْتَ إِمَامُهُمْ، وَاقْتَدِ بِأَضْعَفِهِمْ، وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لا يَأْخُذُ عَلٰى أَذَانِهِ أَجْرًا.)) (مسند احمد: ۱۶۳۸۰)

''سیّدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے میری قوم کا امام بنا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(ٹھیک ہے)، تو اُن کا امام ہے، ان میں سے زیادہ کمزور کا خیال رکھنا او رایسا مؤذن مقرر کرنا جو اپنی اذان پر اجرت نہ لیتا ہو۔''

فوائد: ......امامت انتہائی پاکیزہ اور افضل منصب ہے اور بہت بڑی ذمہ داری بھی ہے، اس کا مزید اندازہ اس حقیقت سے لگا لینا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ خود اس قسم کی ذمہ داریاں مختلف لوگوں کو سونپتے تھے اور بوجوہ مختلف لوگوں کو امامت سے معزول بھی کر دیتے تھے۔ بہرحال جو شخص شریعت کی روشنی میں اپنے آپ کو اس کا اہل سمجھتا ہو، تو اس کے لیے امامت کا مطالبہ کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

اس حدیث کے آخری جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان جیسے منصب کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ادا کیا جائے اور اس کے عوض کچھ نہ لیا جائے، یہی افضل و اعلی ہے۔ یہ بات ضرور ہے کہ اس حدیث سے اجرت لینے کی حرمت ثابت

(۱۲۸۰) تخریج: ......اسناده ضعیف لضعف هذيل بن بلال وهو ابو البهلول الفزاری المدائنی۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٦٧٣٧ وفی "الاوسط": ٧٦١، والحاكم: ٣/ ٥١٤ (انظر: ٢٧٢٥٣)

(۱۲۸۱) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه الحاكم: ١/ ١٩٩، والبيهقی: ١/ ٤٢٩، وابن خزيمة: ٤٢٣، وأخرجه مسلم: ٤٦٨، ١٨٧، وابن ماجه: ٩٨٨ بلفظ: ((اذا اممت قوما، فاخف بهم الصلاة.)) (انظر: ١٦٢٧٠ الى ١٦٢٧٧)

نہیں ہوتی۔ اگر مقصود اجر وثواب کا حصول ہو تو اجرت لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، جیسا کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینے کا مسئلہ ہے۔ چونکہ عبادت کے لحاظ سے اذان اور تعلیم قرآن دونوں ایک ہی چیز ہیں، اس لیے ہم قارئین کے استفادہ کے لیے مؤخر الذکر کی اجرت کے جواز پر دلالت کرنے والی دو دلیلیں ذکر کر دیتے ہیں:

(۱) سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے ایک بستی کے سردار کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور اس کے عوض بکریوں کا ایک ریوڑ لیا۔ دوسرے صحابہ کرام نے ناپسند کیا اور اسے ڈانٹتے ہوئے کہا: ((اَخَذْتَ عَلٰی کِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا۔)) یعنی: تو نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر اجرت لی۔ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے تو انھوں نے اس کی شکایت کی۔ جواباً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا کِتَابُ اللّٰهِ۔)) (بخاری) یعنی: ''سب سے زیادہ جس چیز پر تم اجرت لینے کا حق رکھتے ہو وہ اللہ کی کتاب ہے۔'' (صحیح بخاری: ۲۲۷۶) حافظ ابن حجر نے کہا: ((واستدل منه للجمهور فی جواز الاجرة علی تعلیم القرآن۔)) (فتح الباری) یعنی: ''اس حدیث سے جمہور کے لیے استدلال کیا گیا ہے جو تعلم القرآن پر اجرت کے جواز کے قائل ہیں۔''

(۲) بیوی کا حق مہر خاوند پر فرض ہے، اس کی تفصیل یوں ہے کہ سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا نکاح قرآن مجید کی تعلیم کو حق مہر ٹھہرا کر کر دیا، آپ ﷺ کے الفاظ یہ تھے: ((اِذْهَبْ فَقَدْ اَنْکَحْتُهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ۔)) (بخاری، مسلم) یعنی: ''جا، میں نے اس قرآن کے بدلے جو تیرے پاس ہے، تیرا اس عورت کے ساتھ نکاح کر دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خود قرآن مجید کی تعلیم کی اجرت دلوائی ہے۔ امام مالک نے کہا: یہ تعلیم قرآن پر اجرت ہی تھی، اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے۔ (فتح الباری) بہرحال تعلیم قرآن کا مقصود اجر وثواب کا حصول قرآن مجید کی اشاعت ہونا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب.

7 .....بَابُ مَايَقُوْلُ الْمُسْتَمِعُ عِنْدَ سِمَاعِ الْأَذَانِ وَالْأُقَامَةِ وَ بَعْدَ الْأَذَانِ
آدمی اذان اور اقامت سنتے وقت اور اذان کے بعد کیا کہے

(۱۲۸۲) عَنْ أَبِیْ رَافِعٍ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ، قَالَ مِثْلَ مَا يَقُولُ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ: ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ۲۷۷۳۱)

''رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سیّدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ جس وقت مؤذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنتے تو جو وہ کہتا وہی آپ کہتے، حتی کہ جب وہ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچتا تو آپ ﷺ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہتے تھے۔

(۱۲۸۲) تخریج: ......حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجه البزار فی "مسنده": ۳۸۶۸، والنسائی فی "عمل الیوم واللیلة": ۴۱، والطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ۱/ ۱۴۴، والطبرانی فی "الکبیر": ۹۲۴ (انظر: ۲۳۸۶۶)

(١٢٨٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رُبَيِّعَةَ السُّلَمِيِّ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَسَمِعَ مُؤَذِّنًا يَقُوْلُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَشْهَدُ أَنِّيْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ)) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَجِدُوْنَهُ رَاعِيَ غَنَمٍ أَوْعَازِبًا عَنْ أَهْلِهِ.)) فَلَمَّا هَبَطَ الْوَادِيَ قَالَ مَرَّ عَلَى سَخْلَةٍ مَنْبُوْذَةٍ فَقَالَ: ((أَتَرَوْنَ هٰذِهِ هَيِّنَةً عَلَى أَهْلِهَا؟ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ عَلَى أَهْلِهَا.)) (مسند احمد: ١٩١٧٢)

''سیّدنا عبد اللہ بن ربیعہ سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے، آپ ﷺ نے ایک مؤذن کو ''أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کہتے ہوئے سن کر ''أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کہا، پھر اس نے ''أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کہا تو آپ ﷺ نے ''أَشْهَدُ أَنِّيْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کہا، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم اسے بکریوں کا چرواہا یا اپنے گھر والوں سے دور نکلنے والا پاؤ گے۔'' عبداللہ بن ربیعہ کہتے ہیں: جب آپ ﷺ وادی میں اُترے تو بکری کے ایک (مردار) بچے کے پاس سے گزرے جسے پھینک دیا گیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس کو اس کے مالکوں کے ہاں حقیر خیال کرتے ہو؟ (تبھی تو انھوں نے اسے پھینک دیا)۔ یقیناً یہ دُنیا اللہ کے ہاں مالکوں پر اس بچے سے بھی زیادہ حقیر ہے۔''

(١٢٨٤) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَمِعَ الْمُنَادِيَ قَالَ: ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.))(مسند احمد: ٢٥٤٤٦)

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اذان کہنے والے کو سنا کرتے تھے تو فرماتے: ''أشهد أن لا إله إلا الله اور أشهد أن محمدا رسول الله.''

(١٢٨٥) عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ رضي الله عنها عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يُؤَذِّنُ قَالَ كَمَا يَقُوْلُ حَتّٰى يَسْكُتَ۔ (مسند احمد: ٢٧٣٠٣)

''سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جس وقت مؤذن کو اذان کہتے ہوئے سنتے تو اس کے خاموش ہونے تک وہی کہتے جو وہ کہتا۔''

(١٢٨٣) تخريج: ......هذا اسناد فيه عبد الله بن ربيعة السلمي، اختلف في صحبته، والظاهر انه تابعي۔ وفي باب القول مثل ما يقول المؤذن احاديث ثابتة والجملة الاخيرة: ((أترون هذه هينة ......)) صحيح لغيره۔ أخرجه والنسائي: ٢/ ١٩، وابن ابي شيبة: ١٣/ ٢٤٥ (انظر: ١٨٩٦٤)

(١٢٨٤) تخريج: ......حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، لم يذكروا لميمون بن مهران سماعا من عائشة رضي الله عنها۔ وأخرج أبوداود: ٥٢٦، وابن حبان: ١٦٨٣، والحاكم: ١/ ٢٠٤ عن عائشة قالت: كان رسول الله ﷺ اذا سمع المؤذن قال: ((وأنا وأنا.)) واسناده صحيح (انظر: ٢٤٩٣٣)

(١٢٨٥) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه النسائي في "الكبرى": ٩٨٦٥، وابن خزيمة: ٤١٣، والحاكم: ١/ ٢٠٤، وابن ابي شيبة: ١/ ٢٢٧ (انظر: ٢٦٧٦٧)

(١٢٨٦) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ﷺ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ قَالَ كَمَا يَقُولُ، فَإِذَا قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَأَنَّ الَّذِينَ جَحَدُوا مُحَمَّدًا هُمُ الْكَاذِبُونَ۔ (مسند احمد: ٩٦٥)

''عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب مؤذن کواذان کہتے ہوئے سنتے تو جیسے وہ کہتا ویسے ہی کہتے، اور جب وہ أشهد أن لا إله إلا الله اور أشهد أن محمدا رسول الله کہتا تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بھی أشهد أن لا إله إلا اللّٰه اور أشهد أن محمدا رسول اللّٰه ہی کہتے، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ ((وَأَنَّ الَّذِينَ جَحَدُوا مُحَمَّدًا هُمُ الْكَاذِبُونَ)) ''یقیناً جن لوگوں نے محمد ﷺ کا انکار کیا ہے وہی جھوٹے ہیں۔''

(١٢٨٧) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ.))

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مؤذن کو سن کر یہ دعا پڑھی: ((وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا.)) ''اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، ہم اللہ کے رب ہونے پر، محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر خوش ہیں۔''......تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔''

فوائد: ...... یہ دعا کب پڑھی جائے؟ حدیث مبارکہ کے الفاظ میں یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ پہلا "اشهد ان لا اله الا الله" مراد ہے یا آخری "لا اله الا الله" ۔ "مؤخر الذکر بات زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے، کیونکہ اذان کے بیچ میں تو اذان کے کلمات کا جواب دیا جائے گا۔ قارئین غور سے متن پڑھ کر مناسب صورت پر عمل کر لیں، ان شاء اللہ اجر مل جائے گا۔ واللہ اعلم۔

(١٢٨٨) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

(١٢٨٦) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف ابی شيبة عبد الرحمن بن اسحاق الواسطی (انظر: ٩٦٥)

(١٢٨٨) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٣٨٤، وابوداود: ٥٢٣، والترمذی: ٣٦١٤، والنسائی: ٢/ ٢٥

الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ، ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوْا لِيَ الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَاتَنْبَغِيْ إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ.)) (مسند احمد: ٦٥٦٨)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مؤذن کو سنو تو جیسے وہ کہتا ہے ویسے تم بھی کہتے رہو، پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے، بعدازاں میرے لیے وسیلہ کا سوال کرو، کیونکہ یہ جنت کے اندر ایک ایسا مرتبہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لیے ہی مناسب ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں، جس شخص نے میرے لیے وسیلہ کا سوال کیا اس کے لیے میری سفارش حلال ہو جائے گی۔''

(١٢٨٩) عَنْ أَبِيْ سَعِيدِ الْخُدَّرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: الْوَسِيلَةُ دَرَجَةٌ عِنْدَ اللّٰهِ لَيْسَ فَوْقَهَا دَرَجَةٌ، فَسَلُوا اللّٰهَ أَنْ يُؤْتِيَنِي الْوَسِيلَةَ.)) (مسند احمد: ١١٨٠٥)

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وسیلہ جنت میں ایک مرتبہ ہے اور فضیلت میں اس سے بڑھ کر اور کوئی درجہ نہیں ہے، تم اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ وہ یہ وسیلہ مجھے عطا کر دے۔''

(١٢٩٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (ابْنِ الْعَاصِ) رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ الْمُؤَذِّنِيْنَ يَفْضُلُوْنَا بِأَذَانِهِمْ۔ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُلْ كَمَا يَقُوْلُوْنَ فَإِذَا انْتَهَيْتَ فَسَلْ تُعْطَ.)) (مسند احمد: ٦٦٠١)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مؤذن لوگ اپنی اذانوں کی وجہ سے ہم سے فضیلت لے جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''وہ اذان کہتے وقت جو (کلمات) کہتے ہیں تو بھی وہ دوہراتا رہا کر، پھر جب تو فارغ ہو تو (اللہ سے) سوال کیا کر، (جو کچھ تو مانگے گا) تجھے دے دیا جائے گا۔''

(١٢٩١) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِتَلَعَاتِ الْيَمَنِ فَقَامَ بِلَالٌ يُنَادِيْ فَلَمَّا سَكَتَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

''سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ یمن کے بلند ٹیلوں پر تھے، سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر اذان کہنے لگے، جب وہ اذان سے فارغ ہوئے تو

(١٢٨٩) تخريج: ......اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، وموسى بن وردان مختلف فيه، لكن يشهد بعض الاحاديث الثابتة لمعنى هذا الحديث۔أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٢٦٥ (انظر: ١١٧٨٣)

(١٢٩٠) تخريج: ......حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٥٢٤، وابن حبان: ١٦٩٥ (انظر: ٦٦٠١)

(١٢٩١) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه النسائي: ٢/ ٢٤، وابن حبان: ١٦٦٧، والحاكم: ١/ ٢٠٤ (انظر: ٨٦٢٤)

((مَنْ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ هٰذَا يَقِيْنًا دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) (مسند احمد: ٨٦٠٩)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے یقین کے ساتھ اسی طرح (یہ کلمات) کہے، جو اس (بلال) نے کہے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

فوائد:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مؤذن کے کلمات کا جواب صدقِ دل اور توجہ کے ساتھ دینا چاہیے۔

(١٢٩٢) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَايَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ .)) (مسند احمد: ١١٠٣٣)

''سیّدنا ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اذان سنو تو جیسے مؤذن کہتا ہے ویسے تم بھی کہا کرو۔''

(١٢٩٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا نِ الَّذِي أَنْتَ وَعَدْتَّهُ إِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) (مسند احمد: ١٤٨٧٧)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اذان سن کر یہ دعا پڑھی: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا نِ الَّذِي أَنْتَ وَعَدْتَّهُ إِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ''اے اللہ! اس مکمل دعوت اور قائم رہنے والی نماز کے رب! محمد (ﷺ) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور اس کو اس مقامِ محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔''..... تو اس کے لیے قیامت کے دن میری سفارش واجب ہو گئی۔''

فوائد:...... اذان کو ''دعوتِ تامّہ'' کہا گیا، جو توحید و رسالت پر مشتمل ہے اور جس میں خیر و فلاح کی طرف آنے کی دعوت دی گئی ہے۔ ''قائم رہنے والی نماز'' سے مراد یہ ہے کہ عبادت کا یہ انداز ہر امت میں باقی رہا۔ جنت میں سب سے اعلیٰ منزل کا نام ''وسیلہ'' ہے اور ''فضیلت'' سے مراد سب سے بڑھ کر عالی مرتبہ ہونا ہے۔ صحیح بخاری (۴۴۴۰) سے ثابت ہوتا ہے کہ مقامِ محمود سے مراد میدانِ حشر کا وہ مقام ہے، جہاں نبی کریم ﷺ خلق اللہ کے لیے شفاعت کی خاطر سجدہ کریں گے اور یہ سجدہ سات دن رات تک طویل ہوگا، آپ ﷺ اس سجدے میں وہ حمد و ثنا بیان کریں گے، جو اس

(١٢٩٢) تخريج:..... اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه البخاری: ٦١١، ومسلم: ٣٨٣، وابوداود: ٥٢٢، والترمذی: ٢٠٨، والنسائی: ٢/ ٢٣، وابن ماجه: ٧٢٠ (انظر: ١١٠٢٠/ ١)

(١٢٩٣) تخريج:..... أخرجه البخاری: ٦١٤، ٤٧١٩، وابوداود: ٥٢٩، وابن ماجه: ٧٢٢، والترمذی: ٢١١، والنسائی: ٢/ ٢٦ (انظر: ١٤٨١٧)

وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملے گا کہ آپ اپنا سر اٹھائیں اور سفارش کریں، آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔

(١٢٩٤) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يُنَادِي الْمُنَادِي: اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَارْضَ عَنِّي رِضاً لَا تَسْخَطُ بَعْدَهُ اِسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ دَعْوَتَهُ.)) (مسند احمد: ١٤٦٧٤)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مؤذن کی اذان سن کر یہ دعا پڑھے: ((اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَارْضَ عَنِّي رِضاً لَا تَسْخَطُ بَعْدَهُ اِسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ دَعْوَتَهُ.)) ''اے اللہ! اس مکمل دعوت اور فائدہ دینے والی نماز کے رب! محمد ﷺ پر درود بھیج، اور مجھ سے ایسا راضی ہو جا کہ جس کے بعد تو ناراض نہ ہو۔''......تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کی دعا قبول کر لیتا ہے۔''

(١٢٩٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ: إِنِّيْ لَعِنْدَ مُعَاوِيَةَ إِذْ أَذَّنَ مُؤَذِّنُهُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمَا قَالَ الْمُؤَذِّنَ، حَتّٰى إِذَا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، فَلَمَّا قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، وَقَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنَ، ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ١٦٩٥٦)

''عبد اللہ بن علقمہ بن وقاص کہتے ہیں: میں سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، جب ان مؤذن نے اذان کہی تو انھوں نے وہی (کلمات) کہے جو مؤذن کہتا تھا، حتی کہ جب اس نے حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہا تو سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہا اور اس کے بعد وہی کہا جو مؤذن نے کہا، پھر یہ بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہی کہتے ہوئے سنا تھا۔''

(١٢٩٦) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَشَهَّدُ مَعَ الْمُؤَذِّنِيْنَ۔ (مسند احمد: ١٦٩٦٦)

''سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مؤذنوں کے ساتھ شہادت والے کلمے کہا کرتے تھے۔''

(١٢٩٤) تخريج: ......اسناده ضعيف لسوء حفظ ابن لهيعة۔ أخرجه الطبراني في "الاوسط": ١٩٦، وابن السني في "عمل اليوم والليلة": ٩٦ (انظر: ١٤٦١٩)

(١٢٩٥) تخريج: ...... صحيح لغيره۔ أخرجه النسائي: ٢/ ٢٥ (انظر: ١٦٨٣١)

(١٢٩٦) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٦١٤، والنسائي: ٢/ ٢٤ (انظر: ١٦٨٤١)

(۱۲۹۷) عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ يَحْيَى الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كُنْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمُؤَذِّنِ وَكَبَّرَ الْمُؤَذِّنُ اثْنَتَيْنِ، فَكَبَّرَ أَبُو أُمَامَةَ اثْنَتَيْنِ، وَشَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اِثْنَتَيْنِ، فَشَهِدَ أَبُو أُمَامَةَ اثْنَتَيْنِ، وَشَهِدَ الْمُؤَذِّنُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اِثْنَتَيْنِ، وَشَهِدَ أَبُوْ أُمَامَةَ اثْنَتَيْنِ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: هٰكَذَا حَدَّثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۶۹۸۷)

''مجمع بن یحی انصاری کہتے ہیں: میں سیّدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور وہ مؤذن کی طرف رخ کیے ہوئے تھے، مؤذن نے دو دفعہ اللہ اکبر کہا، جواب میں سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بھی دو دفعہ اللہ اکبر کہا، مؤذن نے دو مرتبہ أشھد أن لا إلہ إلا اللہ کہا، سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بھی دو مرتبہ أشھد أن لا إلہ إلا اللہ کہا، پھر مؤذن نے دو دفعہ أشھد أن محمدا رسول اللہ کہا تو سیّدنا ابو امامہ نے بھی دو دفعہ أشھد أن محمدا رسول اللّٰہ کہا، پھر میری طرف رُخ کر کے فرمایا: مجھے سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایسے ہی بیان کیا تھا۔''

فوائد: ......اذان کے موقع پر کیے جانے والے اذکار کا خلاصہ یہ ہے، مذکورہ بالا احادیث میں ان کے اجرو ثواب کا ذکر ہو چکا ہے:

۱۔صدقِ دل سے مؤذن کے ساتھ اذان کے کلمات دوہرانا اور ''حی علی الصلاۃ'' اور ''حی علی الفلاح'' کے جواب میں ''لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ'' کہنا۔ ''اشھد انْ لا الہ الا اللہ'' اور ''اشھد ان محمد رسول اللہ'' کے جواب میں ''اَنَا'' (اور میں بھی) کہنا بھی درست ہے۔ (مسلم)

۲۔اذان کے بعد آپ ﷺ پر درود بھیجنا

۳۔پھر یہ دعا پڑھنا: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِي أَنْتَ وَعَدْتَه .)) اس دعا کے آخر میں ''اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادِ'' کا اضافہ کرنا بھی درست ہے۔

۴۔((وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا .)) یہ دعا کب پڑھی جائے؟ اسی باب میں اس پر بحث ہو چکی ہے۔

تنبیہ: ......کیا اقامت کے کلمات کا بھی جواب دینا چاہیے؟ بعض اہل علم نے درج ذیل روایت اور اس مفہوم کی روایات سے یہ استدلال کیا ہے کہ اقامت کا بھی جواب دے جائے: سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

(۱۲۹۷) تخریج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابن حبان: ۱٦۸۸ ، وأخرجه البخاری: ٦۱۲ ، ٦۱۳ ، والنسائی: ۲/ ۲٤ بالفاظ مختلفة۔ (انظر: ۱٦۸۲۸ ، ۱٦۸٤۱ ، ۱٦۸٦۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ .)) یعنی: ''جب تم ''ندا'' سنو تو اس طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔'' (صحيح بخاری: ٦١١، صحيح مسلم: ٣٨٣)

استدلال: ...... چونکہ ''ندا'' کا لفظ عام ہے، اس کا اطلاق اذان اور اقامت دونوں پر ہوتا ہے، اس لیے اقامت کے کلمات کا جواب بھی دینا چاہیے۔ لیکن یہ استدلال محل نظر ہے، کیونکہ اس موضوع کی کئی روایات میں صرف اذان کو موضوع بحث بنا کر اس کے کلمات کا جواب دینے کا حکم دیا گیا ہے، اس لیے یہاں بھی ''ندا'' کے لفظ کو ''اذان'' پر محمول کرنا چاہیے۔ اس حدیث کے لفظ ''مؤذن'' سے بھی یہ اشارہ ملتا ہے کہ اس حدیث میں ''ندا'' سے مراد اذان ہے۔ وگرنہ جہاں بھی لفظ ''ندا'' اور ''مؤذن'' استعمال ہوگا، ان سے اذان اور اقامت دونوں کو مراد لیا جائے گا، مثلا: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ .... حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) (صحيح بخاری: ٦١٤)

ہماری رائے یہ ہے کہ کسی واضح دلیل سے اقامت کے کلمات کا جواب دینا ثابت نہیں ہوتا، اس لیے یہ اہتمام نہیں ہونا چاہیے۔ اس موضوع کی درج ذیل حدیث واضح ہے، لیکن اس کی سند کمزور ہے:

سیّدنا ابو امامہ یا کسی دوسری صحابی سے مروی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنا شروع کی، جب انھوں نے ''قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ'' کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَقَامَهَا اللّٰهُ وَ اَدَامَهَا'' (اللہ اس کو قائم دائم رکھے) اور دیگر کلمات کے جواب میں اسی طرح کہا جیسے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی (اذان والی) حدیث میں گزرا ہے۔ (ابو داود: ٥٢٨)

یہ حدیث تین وجوہات کی بنا پر ضعیف ہے:

۱۔ محمد بن ثابت عبدی ضعیف ہے۔

۲۔ ''رجل من اہل الشام'' مبہم یعنی مجہول ہے۔

۳۔ شہر بن حوشب متکلم فیہ ہے۔

8 ..... بَابُ الْأَذَانِ فِيْ أَوَّلِ الْوَقْتِ وَتَقْدِيْمِهِ عَلَيْهِ فِي الْفَجْرِ خَاصَّةً

اول وقت میں اذان کہنے اور صرف فجر میں وقت سے پہلے اذان کہنے کا بیان

(١٢٩٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ لَا يَخْرُمُ ثُمَّ لَا يُقِيْمُ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ فَإِذَا خَرَجَ أَقَامَ حِيْنَ يَرَاهُ . (مسند احمد: ٢١١٣٩)

''سیّدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سورج ڈھلتے وقت اذان کہا کرتے تھے اور اس کا کوئی لفظ نہیں چھوڑتے تھے، پھر نبی کریم ﷺ کے نکلنے تک اقامت نہ کہتے، البتہ جس وقت آپ ﷺ نکلتے تو آپ کو دیکھ کر اقامت کہتے۔''

(١٢٩٨) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٠٦، وابن ماجه: ٧١٣ (انظر: ٢٠٨٤٩)

(۱۲۹۹) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُوْرِهِ فَإِنَّهُ إِنَّمَا يُنَادِيْ أَوْ قَالَ يُؤَذِّنُ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ لَيْسَ أَنْ يَقُوْلَ هٰكَذَا وَلٰكِنْ حَتّٰى يَقُوْلَ هٰكَذَا.)) وَضَمَّ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ أَبُوْ عَمْرٍو أَصَابِعَهُ وَصَوَّبَهَا وَفَتَحَ مَابَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ يَعْنِي الْفَجْرَ۔ (مسند احمد: ۳۷۱۷)

''سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال کی اذان تم سے کسی کو اس کی سحری نہ روکے، کیونکہ وہ تو صرف اس لیے اذان کہتا ہے کہ قیام کرنے والے کو واپس لوٹا دے اور سوئے ہوئے کو بیدار کر دے اور (فجر صادق میں روشنی) اس طرح (اوپر کو) ظاہر نہیں ہوتی، بلکہ اس طرح (افق میں) پھیل جاتی ہے۔'' اور ابن ابی عدی ابو عمر نے (اس تمثیل کی وضاحت کرتے ہوئے) اپنی انگلیوں کو ملا کر جھکایا اور شہادت والی انگلیوں کے درمیان کشادگی کی۔''

فوائد: ......اس حدیث میں سحری والی اذان کی حکمت بیان کی جا رہی ہے کہ قیام کرنے والا نماز فجر کے لیے کچھ راحت کر لے یا روزہ کا ارادہ رکھنے کی صورت میں سحری کر لے اور سونے والا جاگ کر غسل یا وضو کرے اور نماز فجر کے لیے تیار ہو جائے۔ حدیثِ مبارکہ کے آخری جملے میں اختصار کے ساتھ فجر کاذب اور فجر صادق کے فرق کو بیان کیا جا رہا ہے۔

(۱۳۰۰) عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ (عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنه) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ.)) (مسند احمد: ۴۵۵۱)

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بلال رات کے وقت اذان کہتا ہے اس لیے تم کھاتے پیتے رہا کرو، یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان کہہ دے۔''

(۱۳۰۱) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ بِلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ، فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى تَسْمَعُوْا تَأْذِيْنَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ.)) قَالَ: وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ رَجُلًا أَعْمٰى لَا يُبْصِرُ، لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يَقُوْلَ النَّاسُ قَدْ أَصْبَحْتَ۔ (مسند احمد: ۶۰۵۱)

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال رات کے وقت اذان کہتا ہے، اس لیے تم کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم کی اذان سن لو۔'' عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ابن ام مکتوم ایک نابینا آدمی تھے، اس لیے وہ اس وقت تک اذان نہیں کہتے تھے جب تک لوگ اسے یہ نہ کہہ دیتے کہ تو نے صبح کر دی ہے۔''

(۱۲۹۹) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۶۲۱، ۵۲۴۸، ۷۲۴۷، ومسلم: ۱۰۹۳، وابوداود: ۲۳۴۷، ۲۳۴۷، والنسائی: ۴/ ۱۴۸، وابن ماجه: ۱۶۹۶ (انظر: ۳۶۵۴)

(۱۳۰۰) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۶۱۷، ومسلم: ۱۰۹۲، والترمذی: ۲۰۳، والنسائی: ۲/ ۱۰ (انظر: ۴۵۵۱)

(۱۳۰۱) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۶۱۷، ۲۶۵۶، ومسلم: ۱۰۹۲، والترمذی: ۲۰۳، والنسائی: ۲/ ۱۰ (انظر: ۴۵۵۱، ۶۰۵۱)

(۱۳۰۲) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ مُؤَذِّنَانِ۔ (مسند احمد: ۵۶۸۶)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے دو مؤذن تھے۔''

فوائد: ......ان روایات سے معلوم ہوا کہ طلوع فجر سے پہلے یعنی رات والی اذان سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اور طلوع فجر کے بعد والی اذان سیّدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ دیا کرتے تھے، لیکن ان کی یہ باریاں تبدیل بھی ہوتی رہتی تھیں اور بسا اوقات سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ طلوع فجر کے بعد والی اذان دیا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں نمازِ فجر کی اذان سے پہلے بھی ایک اذان دی جاتی تھی، آپ ﷺ نے خود اس اذان کا مقصد بیان کر دیا ہے کہ قیام کرنے والے بس کر دیں اور سونے والے بیدار ہو جائیں، بہرحال ان دو اذانوں میں اتنا وقفہ ہونا چاہیے کہ سحری کا آسانی سے بند و بست کیا جا سکے، جیسا کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان ہو چکنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَا أَنَسُ! إِنِّيْ أُرِيْدُ الصِّيَامَ، أَطْعِمْنِيْ شَيْئًا.)) یعنی: ''انس! میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں، کوئی چیز کھلاؤ۔'' میں کھجور اور ایک برتن میں پانی لے کر آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انس! کسی آدمی کو تلاش کرو، جو میرے ساتھ کھانا کھائے۔'' میں سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو تلاش کر کے لایا۔ انھوں نے آ کر کہا: میں نے ستو پیا ہے اور میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں بھی روزہ رکھنا چاہتا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے سحری کی، پھر کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں پڑھیں اور پھر نماز کے لیے چلے گئے۔ (نسائی: ۲۱۶۷) یہ نفلی روزے کا واقعہ ہے، اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کے علاوہ بھی سحری کے وقت اذان دی جاتی تھی، یہ رمضان کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

9 ..... بَابُ مَاجَاءَ فِي الْأَذَانِ لِلْجُمُعَةِ وَالْيَوْمِ الْمَطِيْرِ

جمعہ کے لیے، اور بارش والے دن اذان کہنے کا بیان

(۱۳۰۳) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، فِي الْجُمُعَةِ وَغَيْرِهَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيْمُ، قَالَ كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ إِذَا جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيُقِيْمُ إِذَا نَزَلَ، وَلِأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما حَتّٰى كَانَ عُثْمَانُ (مسند احمد: ۱۵۸۰۷)

''سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما کا جمعہ وغیرہ تمام نمازوں کے لیے ایک ہی مؤذن ہوا کرتا تھا، یہاں تک کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے۔ سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جمعہ کے روز جب رسول ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوتے تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے اور جب آپ ﷺ نیچے اترتے تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اقامت کہتے تھے۔''

(۱۳۰۲) تخریج: ......اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ۱/ ۲۲۲ (انظر: ۵۶۸۶)

(۱۳۰۳) تخریج: ...... حديث صحيح۔ أخرجه أبوداود: ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، وابن ماجه: ۱۱۳۵، وابن خزيمة: ۱۸۳۷۔ وأخرج البخاری: ۹۱۳، ۹۱۵ و ابوداود: ۱۰۸۷ بنحوه (انظر: ۱۵۷۱۶)

(١٣٠٤) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ الْأَذَانُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما أَذَانَيْنِ حَتّٰى كَانَ زَمَنُ عُثْمَانَ فَكَثُرَ النَّاسُ فَأَمَرَ بِالْأَذَانِ الْأَوَّلِ بِالزَّوْرَاءِ۔ (مسند احمد: ١٥٨١٩)

''سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیّدنا ابو بکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما کے ادوار میں (جمعہ کے لیے اذان اور اقامت) دو اذانیں ہوا کرتی تھیں، یہاں تک سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آ گیا اور لوگوں کی کثرت ہوگئی تو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے زوراء مقام پر ایک اور اذان کہنے کا حکم دے دیا۔''

(١٣٠٥) عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَجُلاً مِنْ ثَقِيْفٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ مُؤَذِّنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمٍ مَطِيْرٍ يَقُوْلُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ صَلُّوْا فِي رِحَالِكُمْ۔ (مسند احمد: ٢٣٥٥٤)

''سیّدنا عمرو بن اوس رضی اللہ عنہ کو بنو ثقیف کے ایک آدمی نے بتایا کہ اس نے بارش والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن کو حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد صَلُّوْا فِي رِحَالِكُمْ (اپنے گھروں میں پڑھ لو) کہتے ہوئے سنا تھا۔''

فوائد: ......''ان الدین یسر'' یعنی: ''دین آسان ہے۔'' کا ایک مفہوم اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جہاں شریعت نے عام حالات میں مسجد میں نماز باجماعت کو ضروری قرار دیا، وہاں کسی عذر کی وجہ سے رخصت کی گنجائش بھی رکھ دی۔ بارش یا سخت سردی کے موسم میں اذان میں مندرجہ طریقوں سے تبدیلی یا اضافہ کیا جائے گا۔

١۔ ''حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' کے بعد ''صَلُّوْا فِي بُيُوْتِكُمْ'' (گھروں میں نماز پڑھ لو) کہنا، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔

٢۔ ''حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ'' کے بجائے ''صَلُّوْا فِي بُيُوْتِكُمْ'' ''گھروں میں نماز پڑھ لو'' کہنا۔ (بخاری، مسلم)

٣۔ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ سفر سردی والی یا بارش والی رات کو مؤذن کو حکم دیا کہ وہ اذان دے اور آخر میں یہ کلمات کہہ دے: ''اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ'' (خبردار! اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھ لو۔) (بخاری، مسلم، بعض روایات میں سفر کا ذکر نہیں ہے)

٣۔ اذان کے بعد ''وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ'' (اگر کوئی نہ آئے تو کوئی حرج نہیں) کہنا بھی درست ہیں۔ (مسند ابن ابی شیبہ: ٢/٥/٢، بیهقی: ١/ ٣٩٨، صحیحه: ٢٦٠٥)

(١٣٠٤) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٩١٢، والترمذي: ٥١٦ (انظر: ١٥٧٢٨)

(١٣٠٥) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه النسائي: ٢/ ١٤ بلفظ متقارب، وأخرجه عبد الرزاق في "المصنف": ١٩٢٥ (انظر: ١٥٤٣٣، ٢٣١٦٧)

جمعہ کی اذانیں کتنی ہیں؟

مسنون طریقہ یہی ہے کہ عام نمازوں کی طرح جمعہ کے لیے بھی ایک اذان دی جائے اور ایک اقامت کہی جائے، دو اذانوں کا یہی مفہوم ہے۔ عہد نبوی، عہد صدیقی اور عہد فاروقی میں اور عہد عثمانی کی ابتدا میں اذان و اقامت کا یہی طریقہ رائج رہا، اب بھی اسی کو ترجیح دینی چاہیے۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بعض وجوہات کی بنا پر مسجد نبوی سے ایک میل دور ''زوراء'' مقام پر اذان کے کلمات کہلوانے کا اہتمام کیا تھا۔ آج کل مسجد کے اندر ہی پہلی اذان دینے کا استدلال سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عمل سے کرنا محل نظر ہے، کیونکہ وہ تو مقام زوراء پر اذان دلواتے تھے۔

10 ..... بَابٌ فِي الْفَصْلِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَ الْأُقَامَةِ وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ

اذان اور اقامت کے درمیان وقفہ کرنے کا بیان اور جو اذان کہے وہی اقامت کہے

(١٣٠٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ مُؤَذِّنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُؤَذِّنُ ثُمَّ يُمْهِلُ فَلَا يُقِيْمُ حَتّٰى إِذَا رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ خَرَجَ أَقَامَ الصَّلَاةَ حِيْنَ يَرَاهُ۔ (مسند احمد: ٢١٠٨٥)

''سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا مؤذن اذان کہہ کر ٹھہر جاتا اور اقامت نہ کہتا، جب وہ دیکھ لیتا کہ رسول اللہ ﷺ (گھر سے) نکل آئے ہیں تو اقامت کہنا شروع کر دیتا۔''

(١٣٠٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ (وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ) فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ.)) (مسند احمد: ٢٢٩٠١)

''سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے بلایا جائے'' اور ایک روایت کے مطابق جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو تم نہ اٹھا کرو حتی کہ مجھے دیکھ لو۔''

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقتدیوں کے کھڑے ہونے کا تعلق امام سے ہے، نہ کہ اقامت سے۔ لیکن درج ذیل حدیث قابل غور ہے: سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب تک نبی کریم ﷺ نکلتے نہیں تھے، اس وقت تک سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اقامت نہیں کہتے تھے۔ جب آپ ﷺ تشریف لاتے تو وہ آپ کو دیکھ کر اقامت کہتے۔ (صحیح مسلم) ان دو احادیث میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی آمد کے انتظار میں ہوتے، جونہی آپ ﷺ کو دیکھتے تو اقامت کہنا شروع کر دیتے، پھر لوگ آپ ﷺ کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے،

(١٣٠٦) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٥٣٧، والترمذی: ٢٠٢، وابن خزيمة: ١٥٢٥، وابو عوانة: ٢/ ٣٠ (انظر: ٢٠٨٠٤)

(١٣٠٧) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٦٠٤، والترمذی: ٥٩٢، والنسائی: ٢/ ٨١ (انظر: ٢٣٥٣٣)

لیکن بسا اوقات آپ ﷺ لیٹ ہو جاتے، اس لیے صحابہ کرام کو اپنی آمد سے پہلے کھڑے ہونے سے ہی منع کر دیا۔ جن روایات میں صحابہ کرام کا آپ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے کھڑے ہونے کا بیان ہے، ان کو درج بالا حدیث میں مذکورہ نہی سے پہلے پر یا پھر جواز پر محمول کیا جائے، اول الذکر بات زیادہ مناسب ہے۔

(۱۳۰۸) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا بِلَالُ! اِجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ نَفَسًا يَفْرُغُ الْآكِلُ مِنْ طَعَامِهِ فِي مَهَلٍ وَيَقْضِي الْمُتَوَضِّيءُ حَاجَتَهُ فِي مَهَلٍ.)) (مسند احمد: ۲۱۶۰۹)

''سیّدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال! اپنی اذان اور اقامت کے درمیان اتنا وقفہ کر کہ کھانے والا اپنے کھانے سے باآسانی فارغ ہو سکے اور وضو کرنے والا آرام سے اپنی حاجت پوری کر لے۔''

فوائد: ...... یاد رہے کہ سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث سیّدنا جابر، سیّدنا ابو ہریرہ اور سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے، اس لیے ان مختلف اسانید کی بنا پر یہ قابل حجت ہے۔ امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے تمام طرق ذکر کر کے کہا: یہی میرا خیال ہے کہ یہ حدیث حسن ہے، کیونکہ اس کے طرق شدید ضعف سے خالی ہیں، ما سوائے تیسرے طریق کے۔ (صحیحہ: ۸۸۷) نماز با جماعت ادا کرنے والے نمازی کو اذان کے بعد کون سی ضرورت پڑ سکتی ہے اور اس کو پورا کرنے کے لیے کتنا وقت درکار ہو سکتا ہے، شریعت نے اُس کا تعین بھی کر دیا اور اس کا حل بھی پیش کر دیا۔ لوگوں کی فطرتی ضروریات اور حاجات کو مدنظر رکھا، تا کہ تمام لوگ نماز با جماعت کا شرف حاصل کر لیں۔ اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اذان اور جماعت کے درمیان تقریبا ۱۵، ۱۶ منٹ کا وقفہ ہونا چاہئے۔ ہمارے ہاں اکثر مساجد میں نماز مغرب کی اذان کے بعد فوراً جماعت کھڑی کر دی جاتی ہے، جبکہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں دو رکعت نفل ادا کرنے کا اہتمام کیا جاتا تھا، اس سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے لوگ دو رکعت نفلی نماز بھی ادا کر سکتے ہیں اور اذان سن کر نماز کی تیاری کرنے والے آسانی کے ساتھ جماعت میں شریک بھی ہو سکتے ہیں۔ روحِ اذان بھی یہی ہے کہ اذان کے بعد کچھ مہلت دی جائے، کیونکہ اذان کا ایک مقصد نمازیوں کو بلانا بھی ہے، اس لیے ان کے پہنچنے کا انتظار کرنا چاہیے۔

(۱۳۰۹) عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ أَنَّهُ أَذَّنَ فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيْمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَخَا صُدَاءٍ! إِنَّ الَّذِيْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيْمُ.))

''زیاد بن نُعیم حضرمی بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ نے اذان کہی، پھر سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنا چاہی، لیکن نبی کریم ﷺ فرمانے لگے: ''صدا کے بھائی! جس نے اذان کہی ہو وہی اقامت کہتا ہے۔''

(۱۳۰۸) تخریج: ......اسناده ضعيف لجهالة ابى الفضل وفى الباب عند الترمذى: ۱۹۵، ۱۹۶ واسناده ضعيف (انظر: ۲۱۲۸۵)

(۱۳۰۹) تخریج: ......اسناده ضعيف لضعف عبد الرحمن بن زياد الافريقى۔ أخرجه الترمذى: ۱۹۹، وابن ماجه: ۷۱۷ (انظر: ۱۷۵۳۷)

(۱۳۱۰)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَذِّنْ يَا أَخَا صُدَاءٍ!)) قَالَ: فَأَذَّنْتُ وَذَلِكَ حِينَ أَضَاءَ الْفَجْرُ، قَالَ: فَلَمَّا تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُقِيمُ أَخُو صُدَاءٍ، فَإِنَّ مَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ.)) (مسند احمد: ۱۷۶۷۹)

''سیّدنا زیاد بن حارث رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا: ''صدا کے بھائی! اذان کہو۔'' زیاد کہتے ہیں: پس میں نے اذان کہی، اور یہ اس وقت کی بات ہے جب فجر روشن ہوئی تھی، جب رسول اللہ ﷺ وضو کر کے نماز کے لیے اٹھے تو سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنا چاہی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدائی اقامت کہے کیونکہ جو اذان کہتا ہے، وہی اقامت کہتا ہے۔''

(۱۳۱۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ ﷺ أَنَّهُ أُرِيَ الْأَذَانَ قَالَ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ((أَلْقِهِ عَلَى بِلَالٍ.)) فَأَلْقَيْتُهُ فَأَذَّنَ، قَالَ: فَأَرَادَ أَنْ يُقِيمَ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَنَا رَأَيْتُ، أُرِيدُ أَنْ أُقِيمَ، قَالَ: ((فَأَقِمْ أَنْتَ.)) فَأَقَامَ هُوَ وَأَذَّنَ بِلَالٌ۔ (مسند احمد: ۱٦٥۹۰)

''سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے اذان کا خواب دیکھا، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو آکر بتایا، لیکن آپ نے فرمایا: ''یہ کلمات بلال کو سکھا۔'' پس میں نے وہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو سکھائے، پھر انہوں نے اذان کہی، جب سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا: اللہ کے رسول! خواب میں نے دیکھا ہے، اس لیے میرا ارادہ ہے کہ اقامت تو میں کہوں۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: ''(ٹھیک ہے) تو ہی اقامت کہہ لے۔'' پس سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی، جبکہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی تھی۔''

فوائد: ......مؤذن کو ہی چاہیے کہ وہی اقامت کہے، نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں یہی عمل رائج تھا اور اسی سے نظم وضبط برقرار رہتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کوئی دوسرا آدمی بھی اقامت کہہ سکتا ہے۔ جن قولی احادیث میں اقامت کو مؤذن کے ساتھ خاص کیا گیا ہے یا دوسرے کو کہنے کی اجازت دی گئی ہے، وہ ضعیف ہیں۔

(۱۳۱۰) تخریج: ......انظر الحدیث بالطریق الأول و أخرجه عبد الرزاق: ۱۸۱۷ مختصرا (انظر: ۱۷۵۳۸)

(۱۳۱۱) تخریج: ......اسناده ضعیف لضعف ابی سهل محمد بن عمرو الانصاری الواقفی، وقد اختلف فی اسناده۔ أخرجه ابوداود: ۵۱۲، ۵۱۳ (انظر: ۱٦٤۷٦)

11 .....بَابُ تَغْلِيظِ التَّخَلُّفِ عَنْ إِجَابَةِ الْمُؤَذِّنِ وَالْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ

مؤذن کا جواب نہ دینے اور اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی وعید

(۱۳۱۲) عَنْ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ (مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ) عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْجَفَاءُ كُلُّ الْجَفَاءِ وَالْكُفْرُ وَالنِّفَاقُ مَنْ سَمِعَ مُنَادِيَ اللّٰهِ يُنَادِيْ يَدْعُوْ إِلَى الْفَلَاحِ وَلَا يُجِيبُهُ.)) (مسند احمد: ۱۵۷۱۲)

''سیّدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ظلم ہی ظلم ہے، بلکہ کفر ونفاق ہے کہ ایک شخص مُنَادِی (مؤذن) کو سنتا ہے کہ وہ فلاح کی طرف دعوت دے رہا ہوتا ہے، لیکن وہ اس کا جواب نہیں دیتا۔''

(۱۳۱۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا هَاشِمٌ ثَنَا الْمَسْعُوْدِيُّ وَشَرِيكٌ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، فَقَالَ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ۔ قَالَ: وَفِيْ حَدِيثِ شَرِيكٍ: ثُمَّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَنُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ فَلَا يَخْرُجْ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُصَلِّيَ.)) (مسند احمد: ۱۰۹۴۶)

''ابو شعثاء کہتے ہیں کہ ایک آدمی مؤذن کے اذان کہہ دینے کے بعد مسجد سے نکل گیا، اسے دیکھ کر سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اِس شخص نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔ شریک کی بیان کردہ حدیث میں ہے: پھر سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ: ''جب تم مسجد میں ہو اور نماز کے لیے اذان ہو جائے تو تم میں سے کوئی (مسجد سے باہر) نہ نکلے یہاں تک کہ نماز پڑھ لے۔''

(۱۳۱۴) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ الْأَذَانَ وَالْإِنَاءُ عَلٰى يَدِهِ فَلَا يَدَعْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ۔ (مسند احمد: ۹۴۶۸)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اس حالت میں اذان سنے کہ برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اسے رکھ نہ دے، یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کر لے۔''

(۱۳۱۲) تخریج: ......اسناده ضعيف لضعف زبان بن فائد، وسهل بن معاذ فى رواية زبان عنه۔ أخرجه الطبرانى فى ''الكبير'': ۲۰/ ۳۹۴ (انظر: ۱۵٦۲۷)

(۱۳۱۳) تخریج: ...... اسناده صحيح۔ أخرجه الطيالسى: ۲۵۸۸، وأخرجه ابن ماجه: ۷۳۳، والنسائى: ۲/ ۲۹، وابو عوانة: ۲/ ۸، وابن خزيمة: ۱۵۰٦ والدارمى: ۱۲۰۵ الى قوله: فقد عصى ابا القاسم۔ (انظر: ۹۳۱۵، ۱۰۹۳۳)

(۱۳۱۴) تخریج: ......اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ۲۳۵۰ (انظر: ۹٤۷٤)

(١٣١٥) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا رَوْحٌ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيهِ وَكَانَ الْمُؤَذِّنُ يُؤَذِّنُ إِذَا بَزَغَ الْفَجْرُ۔ (مسند احمد: ١٠٦٣٨)

''اور دوسری سند کے ساتھ مروی حدیث میں یہ زائد بات ہے: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اور مؤذن اُس وقت اذان کہتا جب فجر طلوع ہو جاتی۔''

فوائد:...... (۱) اذان کے بعد کسی شرعی عذر کے بغیر ادائیگی نماز سے پہلے نہیں نکلنا چاہیے، آج کل اکثر لوگوں کا رویہ یہ ہے کہ اگر وہ اذان کے وقت مسجد میں موجود ہوں تو کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر جماعت کے شروع ہونے تک مسجد سے باہر چلے جاتے ہیں اور کوئی پروا نہیں کرتے۔ درج ذیل احادیث پر غور کریں: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَسْمَعُ النِّدَاءَ أَحَدٌ فِي مَسْجِدِيْ هٰذَا ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا لِحَاجَةٍ ثُمَّ لَا يَرْجِعُ إِلَّا مُنَافِقٌ .)) یعنی: ''وہ آدمی منافق ہے، جو میری اس مسجد میں موجود ہو، اذان سنے اور ضرورت کے بغیر نکل جائے اور پھر واپس نہ لوٹے۔'' (مسند احمد، مسند طیالسی، صحیحہ: ٢٥١٨)

(۲)...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں مسجد نبوی کا بطورِ خاص ذکر کیا گیا ہے، لیکن اس حدیث کا مفہوم تمام مساجد کو شامل ہے، کیونکہ کثیر احادیث جماعت کے وجوب پر دلالت کرتی ہے اور مسجد سے نکلنے کی وجہ سے یہ واجب فوت ہو جاتا ہے۔ (صحیحہ: ۲۵۱۸) جو لوگ مسجد کے انتہائی قریب اور فارغ ہونے کے باوجود نماز باجماعت کا یا سرے سے نماز کا اہتمام نہیں کرتے، ان کو درج ذیل احادیث پر غور کرنا چاہیے۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: ((يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَسْمَعُ النِّدَاءَ وَلَعَلِّيْ لَا أَجِدُ قَائِدًا؟ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ، فَأَجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .)) ''اے اللہ کے رسول! میں اذان تو سنتا ہوں لیکن میرے پاس کوئی قائد نہیں (جو مجھے مسجد میں لے آئے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اذان سنے تو اللہ تعالیٰ کے داعی کی پکار پر لبیک کہہ (اور مسجد میں پہنچ)۔'' (دارقطنی: ١٩٧، سنن بیھقی: ٣/ ٥٧، صحیحہ: ٣٥٤)

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِ فَلَا صَلَاةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ .)) (ابوداود، ابن ماجہ) یعنی: ''جو آدمی اذان سننے کے باوجود نماز باجماعت کے ساتھ ادا نہ کرے تو اس کی کوئی نماز نہیں، الا یہ کہ کوئی عذر ہو۔''

(۳)...... اگر اس باب کی تمام روایات پر غور کیا جائے تو ثابت ہوگا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں، بلکہ آپ ﷺ کی موجودگی میں اذان کی ابتدا ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' کے الفاظ سے ہوتی تھی اور یہی آپ ﷺ کی تعلیم تھی،

(١٣١٥) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه البيهقي: ٤/ ٢١٨، والحاكم: ١/ ٢٠٣ (انظر: ١٠٦٣٠)

لیکن بعد میں بدعتی لوگوں اور روافض نے "اعوذ باللہ ......" یا "بسم اللہ ......" یا "الصلاۃ والسلام......" وغیرہ کا اضافہ کر لیا۔

(۴)......سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے شروع میں سحری کرنے والے کے لیے ایک رخصت کا بیان ہے کہ وہ بامر مجبوری طلوع فجر کے باوجود سحری کا کھانا کھا سکتا ہے۔ کلیہ تو یہی ہے کہ طلوع فجر صادق سے ہی سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے لیے اذان فجر کو معیار قرار دیا تھا، کیونکہ طلوع فجر اور اذان فجر کا ایک وقت ہوتا ہے، اس حدیث میں ایک رخصت کا بیان ہے کہ اگر کسی آدمی سے تاخیر ہو جاتی ہے اور وہ اذان سے پہلے سحری سے فارغ نہیں ہو پاتا تو اسے چند لقمے کھا لینے کی اجازت ہے۔ حدیث کے الفاظ پر غور کیا جائے کہ کس شخص کو ضرورت پورا کرنے کی اجازت ہے۔ اس رخصت کا یہ مفہوم نہیں کہ اذان سننے کے بعد تفصیل کے ساتھ چائے وائے اور مختلف ڈشوں کا اہتمام شروع ہو جائے۔ (انتهت ابواب الاذان والاقامة)

❀❀❀❀

أَبْوَابُ الْمَسَاجِدِ
مساجد کا بیان

1 ..... بَابُ أَوَّلِ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ وَفَضْلِ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ
زمین میں بنائی جانے والی سب سے پہلی مسجد اور مساجد بنانے کی فضیلت

(١٣١٦) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ ثَنَا عَفَّانُ ثَـنَا أَبُوْ عَوَانَةَ وَسُلَیْمَانُ الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِيِّ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ: كُنْتُ أَعْرِضُ عَلَیْهِ وَیَعْرِضُ عَلَيَّ وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ: كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَیْهِ وَیَقْرَأُ عَلَيَّ فِي السِّكَّةِ فَیَمُرُّ بِالسَّجْدَةِ فَیَسْجُدُ قَالَ: قُلْتُ: أَتَسْجُدُ فِي السِّكَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ أَبَاذَرٍّ یَقُوْلُ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلاً؟ قَالَ: ((الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ.)) قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْأَقْصٰی.)) قَالَ: قُلْتُ: كَمْ بَیْنَهُمَا؟ قَالَ: ((أَرْبَعُوْنَ سَنَةً.)) ثُمَّ قَالَ: ((أَیْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ فَهُوَ مَسْجِدٌ، وَفِيْ رِوَایَةٍ فَكُلُّهَا مَسْجِدٌ.)) (مسند احمد: ٢١٧١١)

''ابوعوانہ کہتے ہیں: گلی میں (چلتے چلتے) میں ابراہیم تیمی پر اور وہ مجھ پر قرآن پڑھتے، جب ابراہیم سجدے والی آیت کی تلاوت کرتے تو سجدہ کرتے۔ میں نے کہا: آپ راستے میں سجدہ کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں! میں نے سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا تھا، انھوں نے کہا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! زمین میں سب سے پہلے کون سی مسجد تعمیر کی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد حرام۔'' میں نے کہا: پھر کون سی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر مسجد اقصی۔'' میں نے کہا: دونوں کے درمیان کتنی مدت تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چالیس سال۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں بھی نماز تجھے پالے، وہاں نماز پڑھ لیا کر، وہی مسجد ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''زمین ساری کی ساری مسجد ہے۔''

(١٣١٦) تخریج: ......اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابو عوانة الاسفرائنی: ١١٦١، وأخرجه البخاری: ٣٣٦٦، ٣٥٢٥، ومسلم: ٥٢٠ من قوله: سالت رسول الله ﷺ ...... الی آخره (انظر: ٢١٣٣٣، ٢١٣٨٣)

فوائد: ......مسجد حرام اور مسجد اقصی کے پہلے بانی کون تھے؟ جواب ملاحظہ فرمائیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ﴾ (سورهٔ آل عمران : ٩٦) یعنی: ''اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے۔''

عام نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام مسجد حرام کے اور سلیمان علیہ السلام مسجد اقصی کے بانی ہیں۔علم تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ ان دو ہستیوں میں ایک ہزار سے زائد برسوں کا فاصلہ ہے،لیکن اس حدیث میں ان دو مسجدوں کی درمیانی مدت چالیس سال بتلائی گئی ہے۔ یہ ایک اہم اشکال ہے، جس کا جواب درج ذیل ہے: ابراہیم علیہ السلام مسجد حرام کے اور سلیمان علیہ السلام مسجد اقصی کے بانیٔ اول نہیں ہیں، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں ان مساجد کی پہلی بنا کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ایک روایت کے مطابق آدم علیہ السلام نے کعبہ کی پہلی بار تعمیر کی، پھر ان کی اولاد زمین میں پھیل گئی، ممکن ہے کہ ان میں سے کسی نے مسجد اقصیٰ تعمیر کی ہو، پھر بعد میں ابراہیم علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام نے ان کی تجدید کی ہو اور اس تجدید کی وجہ سے ان کی تعمیر کو ان کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے ہی یا فرشتوں نے یا سام بن نوح نے یا یعقوب علیہ السلام نے مسجد اقصی تعمیر کی۔ ابن ہشام نے ''کتاب التیجان'' میں یہ واقعہ ذکر کیا ہے: جب آدم علیہ السلام نے کعبہ تعمیر کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ وہ بیت المقدس کی طرف جائیں اور اس کی تعمیر کر کے اس میں قربانی کریں۔ ابن ابی حاتم کی روایت کے مطابق سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: طوفان کے زمانے میں بیت اللہ کو اٹھا لیا گیا تھا، پھر انبیا حج تو کرتے رہے لیکن ان کو اس کی جگہ کا علم نہیں تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو ابراہیم علیہ السلام کے لیے تیار کیا اور ان کو اس کے مقام کی خبر دی۔ امام بیہقی نے ''الدلائل'' میں سیّدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع روایت بیان کی ہے: ''اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو آدم علیہ السلام کی طرف بھیجا اور ان کو بیت اللہ بنانے کا حکم دیا، پس آدم علیہ السلام نے اس گھر کی تعمیر کی، پھر ان کو طواف کا حکم دیا گیا اور یہ کہا گیا: تم پہلے انسان ہو اور یہ پہلا گھر ہے، جسے لوگوں کے لیے تعمیر کیا گیا۔'' (ملخص از فتح الباری: ٦/ ٥٠٤، ٤٩٦)

یہ روایات جیسی بھی ہیں، بہر حال معلوم یہی ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام سے قبل کعبہ کی تعمیر کی گئی تھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو پہلا گھر قرار دیا ہے، جبکہ یہ قطعی بات ہے کہ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے آنے والے انبیا و رسل اور ان کی امتوں کے عبادت خانے ہوتے تھے، اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ مسجد حرام کی تعمیر پہلے ہوئی ہو گی۔ واللہ اعلم بالصواب.مزید درج ذیل اثر اور اس سے کیے جانے والا استدلال قابل غور ہے: سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر ابراہیم علیہ السلام، سیدہ ہاجر اور ان کے بیٹے اسماعیل کو لے کر آئے اور ان کو بیت اللہ کے پاس ٹھہرایا اور ان کے پاس ایک تھیلا کھجوروں کا اور ایک مشکیزہ پانی رکھا اور واپس چل دیئے۔ ام اسماعیل ان کے پیچھے چلیں اور بار بار ان سے کہا: ابراہیم! کہاں جا رہے ہو، کیا ہمیں اس وادی میں چھوڑ چلے ہو، جہاں کوئی انسان اور کوئی چیز نہیں ہے؟ لیکن ابراہیم علیہ السلام نے کوئی توجہ نہ کی۔ پھر ام اسماعیل نے کہا: کیا اللہ نے آپ کو اس طرح کرنے کا حکم دیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے کہا: جی ہاں۔ پھر انھوں نے کہا: تو پھر

اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا...... جب ابراہیم علیہ السلام ایک ٹیلے کے پاس پہنچے اور ام اسماعیل اور اسماعیل سے اوجھل ہوئے تو بیت اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا مانگی: ﴿رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ﴾ یعنی: ''اے ہمارے ربّ! میں اپنی اولاد کو تیرے حرمت والے گھر کے پاس ایسی وادی میں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جہاں کوئی کھیتی نہیں ہے۔'' (صحیح بخاری: ٣٣٦٤) غور فرمائیں کہ اس واقعہ کے بعد ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی تھی، لیکن اس آیت اور واقعہ میں واضح الفاظ میں ''بیت اللہ'' کا ذکر کیا جا رہا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہاں پہلے سے اللہ تعالیٰ کا یہ گھر موجود تھا، بعد میں ابراہیم علیہ السلام اس کی تجدید کی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(١٣١٧) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ بَنٰی لِلّٰهِ مَسْجِداً يُذْكَرُ فِيْهِ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰی بَنَی اللّٰهُ لَهُ بِهِ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ.)) (مسند احمد: ١٢٦)

''سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اللہ کے لیے ایسی مسجد بنائی جس میں اللہ کا ذکر کیا جائے تو اللہ اس کے لیے اس کے بدلے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔''

(١٣١٨) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ بَنٰی لِلّٰهِ مَسْجِداً بَنَی اللّٰهُ لَهُ مِثْلَهُ فِی الْجَنَّةِ.)) (مسند احمد: ٤٣٤)

''سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اللہ اس کے لیے اس کی مثل جنت میں (گھر) بنائے گا۔''

فوائد: ...... مسجد بنانے والے کا جنت میں گھر اس کی بنائی ہوئی مسجد کی مثل ہوگا۔ اس حدیث میں ''مثل'' سے کیا مراد ہے؟ مختلف جوابات دیے گئے ہیں:

١۔ شرف، فضل اور توقیر میں مماثلت مراد ہے، یعنی مسجد شرف والا گھر ہے، اسی طرح اس کا بدلہ بھی شرف والا ہوگا۔

٢۔ گھر کے مسمّی میں مماثلت مراد ہے، یعنی جیسے اس نے اللہ کا گھر بنایا، اسی طرح اللہ بھی اسے ایک گھر عطا کرے گا، رہا مسئلہ نوعیت و کیفیت و کمیّت کا تو جنت اور دنیا کی چیزوں میں کوئی مماثلت نہیں پائی جاتی، ماسوائے ناموں کے۔

٣۔ مماثلت سے مراد مسجد کی دنیوی گھروں پر فضیلت مراد ہے، یعنی جیسے دنیا میں مسجد تمام دوسرے گھروں سے افضل ہوتی ہے، اسی طرح ایسے شخص کا گھر جنت میں اعلی و افضل ہوگا۔

حافظ ابن حجر نے کہا: لفظ ''مثل'' کے دو استعمالات ہیں: (١) مطلق افراد کے لیے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

(١٣١٧) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٧٣٥، ٢٧٥٨، وابن حبان: ١٦٠٨، ٤٦٢٨ (انظر: ١٢٦)

(١٣١٨) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه البخاري: ٤٥٠، ومسلم: ٥٣٣، والترمذي: ٣١٨، وابن ماجه: ٧٣٦ (انظر: ٤٣٤)

﴿فَقَالُوْا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا﴾ اور(۲) مطابقت کے لیے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ﴾ اگر پہلے معنی کو سامنے رکھا جائے تو زیادہ عمارتیں بھی ہو سکتی ہیں، اس سے "مِثْلَه" پر وارد ہونے والے دس گناہ نیکی والے اشکال کا جواب بھی مل جاتا ہے ...... بہترین جواب یہ ہے کہ ''مثلیت'' سے مراد کمیّت ہی ہے، لیکن ظاہر بات ہے کہ کیفیت میں جنت والا گھر بہت بہتر ہوگا، کیونکہ کتنے ہی ایسے گھر موجود ہیں، جو بیسیوں بلکہ سینکڑوں گھروں سے بہتر ہوتے ہیں یا پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ''مماثلت'' سے مراد جنسِ عمارت ہے، یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کیا، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بدلے میں گھر ہی عطا کرے گا۔ (فتح الباری: ۱/ ۷۱۸)

(۱۳۱۹) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ (عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ أَوْسَعُ مِنْهُ فِي الْجَنَّةِ.)) (مسند احمد: ۷۰۵۶)

''عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اللہ کے لیے مسجد بنائی، جنت میں اس کے لیے اس سے وسیع گھر بنایا جائے گا۔''

فوائد: ...... اس حدیث میں ''اوسع'' کا لفظ ثابت نہیں ہو رہا، اس لیے اس لفظ کے علاوہ حدیث کو صحیح سمجھا جائے۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ''مثلیت'' یا ''مماثلت'' سے مراد یہ نہیں کہ ہر اعتبار سے مسجد اور جنت والے گھر میں برابری ہوگی، تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

(۱۳۲۰) وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ۲۸۱۳۶)

''سیدہ اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔''

(۱۳۲۱) وَعَنْ بِشْرِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ: جَاءَ وَاثِلَةُ بْنُ الْأَسْقَعِ رضی اللہ عنہ وَنَحْنُ نَبْنِي مَسْجِدَنَا، قَالَ فَوَقَفَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ بَنَى

''بشر بن حیان نے کہتے ہیں: ہم اپنی مسجد بنا رہے تھے، سیّدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آ کر کھڑے ہوئے، سلام کیا اور کہنے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس شخص نے اللہ کے لیے ایسی مسجد بنائی جس میں

(۱۳۱۹) تخریج: ...... صحیح دون لفظ "اوسع"، وهذا اسناد ضعیف۔ الحجاج بن أرطاة کثیر الخطأ والتدلیس (انظر: ۷۰۵۶) لکن ورد لفظة "اوسع" فی الحدیث الآتی ایضا، وفی سنده محمود بن عمرو وفیه جهالة، فهو یشهد له ان شاء الله تعالی۔

(۱۳۲۰) تخریج: ...... صحیح لغیره۔ أخرجه الطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ۱۵۵۴، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۴/ ۴۶۸، وفی "الاوسط": ۸۴۵۴ (انظر: ۲۷۶۱۲)

(۱۳۲۱) تخریج: ...... حدیث صحیح بالشواهد، وهذا اسناد ضعیف ـ أخرجه البخاری فی "التاریخ الکبیر": ۲/ ۷۱، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۲۱۳، وابن عدی فی "الکامل": ۲/ ۷۳۶ (انظر: ۱۶۰۰۵)

لِلّٰهِ مَسْجِداً يُصَلّٰى فِيهِ بَنَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ فِي الْجَنَّةِ أَفْضَلَ مِنْهُ.)) قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ هَيْثَمِ بْنِ خَارِجَةَ۔ (مسند احمد: ١٦١٠١)

نماز پڑھی جاتی ہو، اللہ تعالیٰ جنت میں اُس کے لیے اِس سے بہتر گھر بناتا ہے۔‘‘

(١٣٢٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا وَلَوْ كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ لِبَيْضِهَا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.)) (مسند احمد: ٢١٥٧)

’’سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((جس شخص نے اللہ کے لیے مسجد بنائی، خواہ وہ فاختہ پرندے کے انڈا دینے کے لیے بیٹھنے والے گھونسلے جتنی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔‘‘

فوائد: ...... سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِلّٰهِ كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ أَوْ أَصْغَرَ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.)) یعنی: ’’جو شخص فاختہ کے انڈے دینے کی جگہ کے برابر یا اس سے بھی چھوٹی مسجد بنائے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔‘‘ (ابن ماجه: ٧٣٨) یقیناً اتنی جگہ نماز کے لیے ناکافی ہے، اس لیے ان الفاظ کو مبالغہ پر محمول کیا جائے گا، سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ایک ضرب المثل ہو اور اس سے مراد چھوٹی سی مسجد ہو، اس سے بڑی مسجد کے اجر و ثواب کا اندازہ سامعین خود کر لیں گے۔ ایک معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ مختلف لوگ ایک مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتے ہیں اور بعض افراد کا چندہ واقعی اس پرندے کے گھونسلے کی جگہ کی قیمت کے برابر ہوتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اتنی مقدار کی بھی قدر کرتا ہے۔

(١٣٢٣) عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا لِيُذْكَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْ أَعْتَقَ نَفْسًا مُسْلِمَةً كَانَتْ فِدْيَتَهُ مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) (مسند احمد: ١٧١٤٩)

’’سیّدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس شخص نے اللہ کے لیے اس لیے مسجد بنائی کہ اللہ تعالیٰ کا اس میں ذکر کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا اور جس شخص نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو وہ اس کے لیے جہنم کا فدیہ ہو جائے گی اور جو شخص اللہ کی راہ میں بوڑھا ہوا تو وہ بڑھاپا اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔‘‘

(١٣٢٢) تخريج: ...... صحيح لغيره۔ أخرجه البزار: ٤٠٢، والطيالسي: ٢٦١٧، وابن ابي شيبة: ١/ ٣١٠ (انظر: ٢١٥٧)

(١٣٢٣) تخريج: ...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لابهام الراوي عن الصنابحي۔ أخرجه ابوداود: ٣٩٦٦ مختصرا والنسائي: ٦/ ٢٧ دون ذكر بناء المسجد (انظر: ١٧٠٢٠، ١٧٠٢٤)

فوائد: ...... آخری جملے کی وضاحت: بوڑھا ہونے سے مراد بالوں کا سفید ہو جانا ہے، فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ((مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: فِي الْإِسْلَامِ) كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ ذٰلِكَ: فَإِنَّ رِجَالًا يَنْتِفُوْنَ الشَّيْبَ۔ فَقَالَ: ((مَنْ شَاءَ فَلْيَنْتِفْ نُوْرَهُ .)) یعنی: ''جو اللہ کی راہ میں یا اسلام میں بوڑھا ہو گیا، تو یہ چیز اُس کے لیے روزِ قیامت نور ہوگا۔'' اس موقع پر ایک آدمی نے کہا: کئی لوگ تو اپنے سفید بالوں کو اکھاڑ دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو چاہتا ہے اپنا نور اکھاڑتا رہے۔'' (مسند احمد: ٦/ ٢٠، صحیحہ: ٣٣٧١) شیو کرنا ویسے بھی ملعون فعل اور سنگین جرم ہے، بہر حال جب بال سفید ہو جائیں اور عمر بڑی ہو جائے تو اس جرم کی نوعیت میں مزید شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے بڑی سعادت کیا ہو سکتی ہے کہ بالوں کے سفید ہونے میں مسلمان کا اپنا کوئی دخل یا ارادہ نہیں ہوتا، لیکن جو آدمی ان کو اپنا حسن سمجھتا ہے اور ان پر صبر کرتا ہے تو یہ اس کے لیے روزِ قیامت نور ہوں گے۔ (سبحان اللہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے اس شرف کو قبول نہیں کرتا اور ان کو اکھاڑنا شروع کر دیتا ہے یا ان پر کالا رنگ ملنا شروع کر دیتا ہے، تو وہ اس فضل اور نور کا انکار کر رہا ہے جو اللہ تعالیٰ اسے بغیر کسی مطالبے کے عطا کرنا چاہتے ہیں۔ یاد رہے کہ آپ ﷺ نے سفید بالوں کو مہندی وغیرہ سے رنگنے اور کالے رنگ سے اجتناب کرنے کی تعلیم دی ہے، لہٰذا مہندی وغیرہ لگانے سے اس فضیلت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

2 ..... بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُوْرًا وَمَسْجِدًا

نبی کریم ﷺ کے فرمان ''میرے لیے زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے'' کا بیان

(١٣٢٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُوْرًا وَمَسْجِداً، فَأَيُّمَا رَجُلٍ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ .)) (مسند احمد: ١٤٣١٤)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے زمین کو پاک کرنے والا اور مسجد بنا دیا گیا ہے، لہٰذا جس آدمی کو جہاں بھی نماز پالے، وہ وہیں نماز ادا کر لے۔''

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ نے ممکنہ صورت میں فرضی نماز مساجد میں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، بصورت دیگر چند مخصوص مقامات کے علاوہ ساری زمین کو جائے نماز قرار دیا ہے، جبکہ سابقہ امتوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنے عبادت خانوں میں ہی پہنچ کر نماز ادا کریں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ((اعطیت خمسا لم یعطهن احد قبلی: ...... وجعلت لی الارض مسجدا و طهورا......)) پر بحث کرتے ہوئے کہا: زیادہ راجح قول خطابی کا ہے کہ آپ ﷺ سے قبل لوگوں کے لیے صرف مخصوص عبادت خانوں میں نماز ادا کرنا جائز تھا، جیسے کلیسا اور گرجا گھر وغیرہ،

(١٣٢٤) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٣٣٥، ٤٣٨، ٣١٢٢، ومسلم: ٥٢١ (انظر: ١٤٢٦٤)

اس کی تائید عمرو بن شعیب والی روایت سے ہوتی ہے، جس میں یہ الفاظ بھی ہیں: ((وَكَانَ مَنْ قَبْلِيْ إِنَّمَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِيْ كَنَائِسِهِمْ)) ''اور مجھ سے پہلے والے لوگ اپنے اپنے گرجا گھروں میں نماز پڑھتے تھے'' اور بزار کی روایت کردہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ((وَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ اَحَدٌ يُصَلِّيْ حَتّٰى يَبْلُغَ مِحْرَابَهُ .)) ''اور (مجھ سے قبل) کوئی نبی ایسا نہیں تھا جو اپنے محراب میں پہنچنے سے پہلے نماز پڑھتا ہو۔'' (فتح الباری: ١/ ٥٧٦) اسی طرح تیمم کی رخصت بھی صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو دی گئی ہے، اس کی تفصیل کے لیے تیمم والے ابواب دیکھیں۔

3 ..... بَابُ فَضْلِ الْجُلُوْسِ فِي الْمَسَاجِدِ وَالسَّعْيِ أَلَيْهَا وَفَضْلِ أَهْلِ الدُّوْرِ الْقَرِيْبَةِ مِنْهَا
مساجد میں بیٹھنے اور ان کی طرف جانے کی فضیلت اور ان سے قریب محلے والوں کی فضیلت کا بیان

(١٣٢٥) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَضْلُ الدَّارِ الْقَرِيْبَةِ مِنَ الْمَسْجِدِ عَلَى الدَّارِ الشَّاسِعَةِ كَفَضْلِ الْغَازِيْ عَلَى الْقَاعِدِ .)) (مسند احمد: ٢٣٦٧٦)

''سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسجد کے قریبی کی دور والے گھر پر ایسے ہی فضیلت ہے جیسے غزوہ کرنے والے کی بیٹھ رہنے والے پر فضیلت ہے۔''

فوائد: ......کئی احادیث میں مسجد کی طرف چلنے اور مسجد سے دور گھر والے نمازی کی مختلف انداز میں فضیلت بیان کی گئی ہے، بہرحال قریبی گھر والے لوگ مساجد سے زیادہ فیض یاب ہوتے ہیں، وہ بیماری، بارش اور کسی معقول عذر کے باوجود مسجد میں پہنچ سکتے ہیں اور ان کا زیادہ وقت اللہ کے گھروں میں گزر سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

(١٣٢٦) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ لِلْمَسَاجِدِ أَوْتَادًا، اَلْمَلٰئِكَةُ جُلَسَاءُ هُمْ إِنْ غَابُوْا يَفْتَقِدُوْنَهُمْ، وَإِنْ مَرِضُوْا عَادُوْهُمْ، وَإِنْ كَانُوْا فِيْ حَاجَةٍ اَعَانُوْهُمْ .)) وَقَالَ ﷺ: ((جَلِيْسُ الْمَسْجِدِ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ، أَخٌ مُسْتَفَادٌ أَوْ كَلِمَةٌ

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کچھ لوگ میخوں کی طرح مسجدوں میں بیٹھے رہتے ہیں، ان کے ہم مجلس فرشتے ہوتے ہیں، اگر وہ غائب ہو جائیں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں، اگر وہ بیمار ہوں تو وہ ان کی بیمار پرسی کرتے ہیں اگر وہ کسی کام میں مصروف ہوں تو وہ ان کی اعانت کرتے ہیں۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسجد میں

(١٣٢٥) تخريج: ......اسناده ضعيف جدا، ابو عبد الملك على بن يزيد الالهانى واهى الحديث، ثم هو لم يسمع من حذيفة۔ (انظر: ٢٣٢٨٧)

(١٣٢٦) تخريج: ...... اسنادهما ضعيف، ابن لهيعة سيء الحفظ، امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو (صحیحہ: ٣٤٠١) میں ذکر کیا اور کہا: جن لوگوں نے اس حدیث کو عبداللہ بن لہیعہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا، ان کے ذہن میں یہ نکتہ نہ آسکا کہ اس مقام پر اس سے روایت کرنے والے قتیبہ بن سعید مصری ہیں اور ان کی روایت عبادلہ کی طرح صحیح ہوتی ہے، اور اس حدیث کا ایک شاہد بھی سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے موقوفا مروی ہے، جو کہ مرفوع کے حکم میں ہے اور اس میں ((جَلِيْسُ الْمَسْجِدِ ......)) کے الفاظ نہیں ہیں۔

مُحْكَمَةٌ أَوْ رَحْمَةٌ مُنْتَظَرَةٌ .)) (مسند احمد: ٩٤١٤) بیٹھنے والا تین خصلتوں پر ہوتا ہے: ایسا بھائی جس سے فائدہ حاصل ہو، یا کوئی محکم بات یا ایسی رحمت جس کا انتظار ہو۔‘‘

فوائد: ......آخری جملے کی وجہ یہ ہے کہ مسجد اسلامی بھائیوں کی گزرگاہ ہوتی ہے اور شرعی علوم کے ذکر اور رحمت کے نزول کا محل ہوتا ہے۔ اس لیے جو شخص مسجد میں بیٹھنے کا التزام کرتا ہے، تو وہاں سے گزرنے والے اس سے مستفید ہوتے ہیں، پھر تعلیم و تعلم اور افتاء و استفتاء کے بہانے حکمت بھری باتیں ہوتی ہیں۔ نوری مخلوق بھی خاکی مخلوق کی خادم بن سکتی ہے، بشرطیکہ اللہ تعالیٰ سے لو لگا لی جائے۔ اس سے بڑھ کر کیا کہا جائے کہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، مومنوں کی سجدہ گاہ ہے، وہ کتنی مبارک و مقدس جگہ ہو گی، جہاں برس ہا برس سے اللہ تعالیٰ کی تہلیلات، تسبیحات، تحمیدات اور تکبیرات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے، جہاں سالہا سال سے اس کے کلام پاک کی کثرت سے تلاوتیں کی جا رہی ہیں، شیطانوں سے بچنے کے لیے مضبوط قلعہ مسجد ہے۔ جو مسجد سے محبت کرے گا، جو مسجد کو آباد کرنے میں حصہ ڈالے گا، جس کو وہاں سکون نصیب ہو گا، وہ کتنا سعادت مند اور خوش نصیب ہو گا۔

لیکن صد افسوس! امتِ مسلمہ کی کثرت اس منصب سے کوسوں دور ہے اور نمازیوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ دو چار چار روپے جمع کر کے روایتی ڈیوٹی سرانجام دینے والے بطورِ ملازم ایک امام اور ایک خادم کا اہتمام کر لیا جائے، مسجد کے تقاضے پورے ہو جائیں۔ ایسا کرنے کے بعد کسی نمازی میں یہ رغبت نہیں رہتی کہ وہ مسجد میں جھاڑو پھیر دے، پہلے پہنچ کر اذان دے دے، نمازیوں کے لیے صفیں بچھا دے، وضو کے لیے پانی بھر دے......

اس کے خام دماغ نے فیصلہ کیا اور یہ سمجھ بیٹھا کہ ماہوار پچاس روپے مسجد فنڈ دینے سے وہ بری ء الذمہ ہو گیا ہے۔

قارئین کرام! اپنی روز مرہ مصروفیات کا جائزہ لیں اور منصبِ انسانیت اور منصبِ مومنیت کی روشنی میں اپنی حرکات و سکنات کو پرکھیں۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ ...... وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُوْدَ إِلَيْهِ ....)) (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

یعنی: ’’اللہ تعالیٰ سات قسم کے افراد کو اپنے سائے میں جگہ دے گا، جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا: (ان میں سے ایک قسم یہ ہے:) وہ آدمی جو مسجد سے نکلتا ہے تو اس کا دل مسجد کے ساتھ ہی معلق رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ واپس مسجد میں آ جائے۔‘‘

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گھروں میں نفلی نماز پڑھنے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا اہتمام کریں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھروں کے بھی کچھ تقاضے ہیں، جب ہم کسی قریبی رشتہ دار کے گھر جانے میں تاخیر کرتے ہیں تو وہ مخصوص انداز میں شکوہ کرتا ہے، شاید اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی ہم سے شکوہ کناں ہوں۔

(۱۳۲۷) وَعَنْهُ أَيْضاً عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا يُوْطِنُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ الْمَسَاجِدَ لِلصَّلَاةِ وَالذِّكْرِ إِلَّا تَبَشْبَشَ اللّٰهُ بِهِ يَعْنِي حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ كَمَا يَتَبَشْبَشُ أَهْلُ الْغَائِبِ بِغَائِبِهِمْ إِذَا قَدِمَ عَلَيْهِمْ .)) (مسند احمد: ۹۸٤٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مسلمان آدمی نماز اور ذکر کے لیے مساجد کو اپنا ٹھکانہ نہیں بناتا مگر جب وہ اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایسے خوش ہوتے ہیں کہ غائب آدمی کے گھر والے اس کی آمد پر خوش ہوتے ہیں۔''

فوائد:...... یہ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے کہ بندہ اپنے فائدے کے لیے مسجد کا رخ کرتا ہے، لیکن اس کی آمد پر اللہ تعالیٰ کو خوشی ہوتی ہے۔

(۱۳۲۸) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ وَ رَاحَ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا وَرَاحَ .)) (مسند احمد: ۱۰٦۱٦)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے بیان فرمایا: ''جو شخص مسجد کی طرف آتا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے میزبانی (کا سامان) تیار کرتے ہیں، جب بھی وہ آتا جاتا ہے۔''

فوائد:...... اصل میں صبح کے وقت جانے کے ''غَدَا'' اور زوال کے بعد جانے کو ''رَاحَ'' کہتے ہیں، لیکن بعد میں ان کے معانی میں وسعت پیدا کر دی گئی اور ان کا اطلاق ہر جانے اور آنے پر ہونے لگا۔ اور اس حدیث کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد مسجد کی طرف جانا اور پھر واپس آنا ہے۔ لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ گھر میں آنے والے کی ضیافت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا گھر مسجد ہے، جو اس میں رات اور دن کی کسی گھڑی میں داخل ہوگا، اللہ تعالیٰ جنت کی صورت میں اس کی میزبانی کرے گا، وہ اکرم الاکرمین ہے اور نیکوکاروں کا اجر ضائع کرنے والا نہیں ہے۔ جو آدمی ہر نماز پر حاضر ہوتا ہے، اس کی میزبانی کتنی اعلیٰ ہوگی۔

(۱۳۲۹) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوْا عَلَيْهِ بِالْإِيْمَانِ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی ایسے آدمی کو دیکھو جو مسجد میں آنے جانے کا عادی ہے تو اس پر ایمان کے شاہد بن جاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ کی مساجد کو صرف وہ لوگ

(۱۳۲۷) تخریج:......رجاله ثقات رجال الشيخين ـ أخرجه ابن ماجه: ۸۰۰، والطيالسی: ۲۳۳٤، وابن خزيمة: ۱۵۰۳، وابن حبان: ۱٦۰۷، والحاكم: ۱/ ۲۱۳ (انظر: ۸۳۵۰، ۹۸٤۱)

(۱۳۲۸) تخريج:......أخرجه البخاری: ٦٦۲، ومسلم: ٦٦۹ (انظر: ۱۰٦۰۸)

(۱۳۲۹) تخريج:......اسناده ضعيف لضعف دراج بن سمعان فی روايته عن ابی الهيثم ـ أخرجه الترمذی: ۲٦۱۷، ۳۰۹۳، وابن ماجه: ۸۰۲، وابن خزيمة: ۱۵۰۲، وابن حبان: ۱۷۲۱

مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾.)) (مسند احمد: ۱۱۶۷٤)

آباد کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔''

فوائد: ...... پوری آیت یوں ہے: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى أُولٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ﴾ (سورۂ توبہ: ۱۸) یعنی: ''اللہ کی مسجدوں کی رونق کو آبادی تو ان کے حصے میں ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں، نمازوں کے پابند ہوں، زکوۃ دیتے ہوں، اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں، توقع ہے کہ یہی لوگ یقیناً ہدایت یافتہ ہیں۔'' مساجد کی انتظامیہ، ائمہ، خطباء اور خُدام کو اپنے منصب پر غور کرنا چاہیے اور مسجد کی آبادی کو اپنی سعادت سمجھ کر عجز و انکساری کے ساتھ اس تسلسل کو برقرار رکھنا چاہیے۔

(۱۳۳۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ الْأَلْهَانِيِّ قَالَ: دَخَلَ الْمَسْجِدَ حَابِسُ بْنُ سَعْدٍ الطَّائِيُّ رضی اللہ عنہ مِنَ السَّحَرِ وَقَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ فَرَأَى النَّاسَ يُصَلُّونَ فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مُرَاؤُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! أَرْعِبُوهُمْ فَمَنْ أَرْعَبَهُمْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ۔ فَأَتَاهُمُ النَّاسُ فَأَخْرَجُوهُمْ، فَقَالَ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُصَلُّونَ مِنَ السَّحَرِ فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ۔ (مسند احمد: ۱۷۱۲۷)

''عبداللہ بن عامر اَلھانی کہتے ہیں: سیّدنا حابس بن سعید طائی رضی اللہ عنہ، جنھوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا، سحری کے وقت مسجد میں داخل ہوئے اور دیکھا کہ لوگ مسجد کے اگلے حصہ میں نماز پڑھ رہے ہیں، یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے: رب کعبہ کی قسم! یہ لوگ ریاکار ہیں، انہیں ڈراؤ، جس نے انہیں ڈرایا، اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی۔ یہ سن کر لوگ ان کے پاس گئے اور انہیں باہر نکال دیا، پھر سیّدنا حابس رضی اللہ عنہ نے کہا: سحری کے وقت مسجد کے اگلے حصہ میں فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔''

فوائد: ...... شرعی نصوص سے اس قسم کی پابندی ثابت نہیں ہوتی کہ سحری کے وقت اگلی صفوں میں نماز نہ پڑھی جائے، ممکن ہے کہ سیّدنا حابس رضی اللہ عنہ کو کچھ قرائن کی بنا پر یہ ظنِ غالب ہوگیا ہو کہ واقعی یہ لوگ ریاکاری کر رہے ہیں، اس لیے ان کو وہاں سے بھگا دینا مناسب سمجھا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

(۱۳۳۰) تخریج:...... اثر صحیح الی حابس بن سعد۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۳۵٦٤ (انظر: ۱٦۹۷۲، ۱۷۰۰۲)

4 ..... بَابُ مَایُقَالُ عِنْدَ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ وَالْخُرُوْجِ مِنْهُ وَآدَابِ الْجُلُوْسِ فِیْهِ وَالْمُرُوْرِ

مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت دعائیں پڑھنے اور مسجد میں بیٹھنے اور وہاں سے گزرنے کے آداب کا بیان

(۱۳۳۱) عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِیْدِ بْنِ سُوَیْدِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاحُمَیْدٍ وَأَبَا أُسَیْدٍ یَقُوْلَانِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَقُلْ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَ إِذَا خَرَجَ فَلْیَقُلْ اللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (مسند احمد: ۱۶۱۵۴)

''عبدالملک بن سعید بن سوید انصاری کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا ابوحمید اور سیّدنا ابو اسید رضی اللہ عنہما دونوں سے سنا، وہ یہ بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، اے اللہ! تو اپنی رحمت اور جب مسجد سے نکلے تو یہ پڑھے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ'' (اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں)۔''

فوائد: ...... چونکہ مسجد آخرت کی تجارت کا محل ہے، اس لیے اس میں داخل ہوتے وقت خصوصیت کے ساتھ رحمت کا سوال کیا جاتا ہے اور عام طور پر مومن رزق کی تلاش کے لیے مسجد سے نکلتا ہے، اس لیے اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل کا سوال کیا جاتا ہے۔

(۱۳۳۲) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَأَرْضَاهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ (وَفِی رِوَایَةٍ: قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ))) وَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوبِیْ وَافْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ .)) وَإِذَا خَرَجَ صَلّٰی عَلَی مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ (وَفِی رِوَایَةٍ قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ)) ثُمَّ قَالَ:

سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ رضی اللہ عنہا وارضاھا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو محمد ﷺ پر درود وسلام بھیجتے، اور ایک روایت میں ہے: یہ دعا پڑھتے: ''بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ'' (اللہ کے نام کے ساتھ، اور رسول اللہ پر سلامتی ہو) اور پھر یہ پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔'' (اے اللہ! میرے لیے میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے) اور جب آپ ﷺ نکلتے تو محمد ﷺ پر درود وسلام بھیجتے، اور ایک روایت میں ہے

(۱۳۳۱) تخریج: ......أخرجه مسلم: ۷۱۳، والنسائی: ۲/ ۵۳، وأخرجه ابوداود: ٤٦٥ و زاد: ((فلیسلم او لیصل علی النبی ﷺ)) (انظر: ۱٦۰۵۷)

(۱۳۳۲) تخریج: ......صحیح لغیره، دون قوله: ((اللهم اغفر لی ذنوبی)) فحسن۔ أخرجه الترمذی: ۳۱٤، وابن ماجه: ۷۷۱ (انظر: ۲٦٤۱٦، ۲٦٤۱۹)

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ.)) (مسند احمد: ۲۶۹۵۱)

کہ "بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ" کہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ" (اے اللہ! میرے لیے میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے)۔"

فوائد: ......مسجد میں داخل ہوتے وقت یا خارج ہوتے وقت کی دعاؤں پر دلالت کرنے والی مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ مزید روایات درج ذیل ہیں، آخر میں خلاصہ پیش کیا جائے گا۔ سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ (میں عظمت والے اللہ، اس کے کرم والے چہرے اور اس کی قدیم بادشاہت کی پناہ میں آتا ہوں، شیطان مردود سے) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی یہ دعا پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ یہ شخص سارا دن یا دن کے باقی حصے میں مجھ سے محفوظ ہو گیا۔ (ابو داود: ٤٦٦)

سیّدنا ابو حمید یا ابو اسید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو وہ یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ (اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے) اور جب نکلے تو کہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ. (اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں) (صحیح مسلم: ۷۱۳) لیکن ابوداود (۴۶۵) کی روایت میں شروع میں یہ اضافہ ہے: ''جب آدمی مسجد میں داخل ہو تو نبی کے لیے سلامتی کی دعا کرے اور پھر "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ...... کہے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو وہ نبی کے لیے سلامتی کی دعا کرے اور پھر یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب نکلے تو پھر نبی پر سلامتی بھیجے اور یہ پڑھے: اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔'' (ابن ماجہ: ۷۷۳)

خلاصۂ کلام: ......ان احادیث سے مسجد میں داخل ہوتے وقت کی مندرجہ ذیل مختلف دعائیں ثابت ہوئیں:

* اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔
* بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔
* اَلسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

مسجد سے نکلتے وقت کی مختلف دعائیں:

* بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔
* اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔

* اَلسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔

(۱۳۳۳) عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَوْهِبٍ عَنْ مَوْلًی لِأَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: بَیْنَمَا أَنَا مَعَ أَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ دَخَلْنَا الْمَسْجِدَ فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ فِیْ وَسْطِ الْمَسْجِدِ مُحْتَبِیًا مُشَبِّكاً أَصَابِعَهُ بَعْضَهَا فِی بَعْضٍ، فَأَشَارَ إِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمْ یَفْطِنِ الرَّجُلُ لِإِشَارَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰی أَبِیْ سَعِیْدٍ فَقَالَ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِی الْمَسْجِدِ فَلَا یُشَبِّكَنَّ فَإِنَّ التَّشْبِیْكَ مِنَ الشَّیْطَانِ، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا یَزَالُ فِیْ صَلَاةٍ مَادَامَ فِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنْهُ.)) (مسند احمد: ۱۱۴۰۵)

''عبید اللہ بن عبدالرحمٰن بن موہب، سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے ایک غلام سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، ہم مسجد میں داخل ہوئے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد کے درمیان میں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈال کر گوٹھ مارے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اشارہ فرمایا، مگر وہ آدمی نہ سمجھ پایا، پھرآپ ﷺ نے سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرف مڑ کر فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں ہو تو وہ انگلیوں میں تشبیک نہ ڈالے، کیونکہ تشبیک شیطان کی طرف سے ہے اور یقیناً جب تک کوئی آدمی مسجد میں رہتا ہے تو وہ نماز میں ہی رہتا ہے حتی کہ وہ مسجد سے نکل جائے۔''

(۱۳۳۴) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَقَدْ شَبَّكْتُ بَیْنَ أَصَابِعِیْ، فَقَالَ لِیْ: ((یَاكَعْبُ! إِذَا كُنْتَ فِی الْمَسْجِدِ فَلَا تُشَبِّكْ بَیْنَ أَصَابِعِكَ، فَأَنْتَ فِیْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتَ الصَّلَاةَ.)) (مسند احمد: ۱۸۳۱۰)

''سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں میرے پاس اس حالت میں آئے کہ میں نے انگلیوں کے درمیان تشبیک ڈالی ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے کعب! جب تم مسجد میں ہو تو اپنی انگلیوں کے درمیان تشبیک نہ ڈالا کرو، کیونکہ جب تک تم نماز کے انتظار میں رہتے ہو تب تک نماز میں ہی ہوتے ہو۔''

(۱۳۳۳) تخریج: ......اسناده ضعیف علی خطأ فیه، عبید الله بن عبد الله بن موهب، قال احمد والشافعی: لایعرف، وقال ابن القطان الفاسی: مجهول الحال، وعبید الله بن عبد الرحمن بن موهب لیس بالقوی، ومولی ابی سعید لم نعرفه۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ۲/ ۷۵ (انظر: ۱۱۳۸۵، ۱۱۵۱۲)

(۱۳۳۴) تخریج:...... حدیث حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۹۶۷، وابن خزیمة: ۴۴۴، وأخرجه ابوداود بلفظ: ((اذا توضأ أحدکم فأحسن وضوءه ثم خرج عامدا ......)): ۵۶۲ (انظر: ۱۸۱۰۳، ۱۸۱۱۵، ۱۸۱۳۰)

فوائد: ...... تشبیک: ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں مضبوطی کے ساتھ داخل کرنا۔ لیکن ذہن نشین رکھیں کہ تشبیک مطلق طور پر منع نہیں ہے، بلکہ صرف اس وقت منع ہے، جب آدمی نماز کے قصد سے مسجد کی طرف جا رہا ہو، یا نماز کا انتظار کر رہا ہو یا نماز ادا کر رہا ہو، کیونکہ ایک حدیث میں تشبیک سے منع کرنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جب آدمی نماز کے لیے مسجد کی طرف جا رہا ہوتو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔ ان صورتوں کے علاوہ کئی مقامات پر آپ ﷺ سے تشبیک کرنا ثابت ہے، جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ اور سیّدنا ذوالیدین رضی اللہ عنہما والی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز میں دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا اور مسجد میں پڑی ہوئی ایک لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے، جب کہ آپ ﷺ نے تشبیک کی ہوئی تھی۔ (بخاری، مسلم) اسی طرح سیّدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مومن دوسرے مومن کے لیے ایک عمارت کی طرح ہے، کہ اس کا بعض اس کے بعض کو مضبوط کرتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے بات سمجھانے کے لیے تشبیک کی۔ (صحیح بخاری)

(۱۳۳۵) عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا مَرَرْتُمْ بِالسِّهَامِ فِي أَسْوَاقِ الْمُسْلِمِيْنَ أَوْ مَسَاجِدِهِمْ فَأَمْسِكُوْا بِالْأَنْصَالِ لَا تَجْرَحُوْا بِهَا أَحَداً.)) (مسند احمد: ۱۹۷۲۹)

''سیّدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مسلمانوں کے بازاروں یا ان کی مسجدوں سے تیروں سمیت گزرو تو ان کے پھلوں (تیز دھار حصے) سے پکڑا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان سے کسی کو زخمی کر بیٹھو۔''

(۱۳۳٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ بِسُوقٍ أَوْ مَجْلِسٍ أَوْ مَسْجِدٍ وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيَقْبِضْ عَلَى نِصَالِهَا فَلْيَقْبِضْ عَلَى نِصَالِهَا.)) ثَلَاثًا قَالَ أَبُو مُوسَى: فَمَا زَالَ بِنَا الْبَلَاءُ حَتَّى سَدَّدَ بِهَا بَعْضُنَا فِي وُجُوهِ بَعْضٍ۔ (مسند احمد: ۱۹۹۹۲)

''سیّدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری سند کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص بازار یا کسی مجلس یا کسی مسجد سے اس حالت میں گزرے کہ اس کے پاس تیر ہوں تو وہ ان کے پھلوں سے پکڑ لیا کرے۔'' ابو موسی فرماتے ہیں: ہم پر ہمیشہ آزمائش آتی رہی یہاں تک کہ ہم میں سے بعض نے یہ تیر بعض کے چہروں میں سیدھے کر دیے۔

(۱۳۳۵) تخریج: ...... حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعيف لضعف ليث بن ابى سليم۔ أخرجه عبد الرزاق: ۱۷۳۵، أخرج نحوه الطيالسى: ۵۲۰، وأخرجه البخارى: ۴۵۲، ۷۰۷۵، ومسلم: ۲۶۱۵، وابوداود: ۲۵۸۷، وابن ماجه: ۳۷۷۸ بلفظ: ((اذا مر احدكم بالنبل فى مساجدنا او اسواقنا، فليمسك بيده على مشاقصها لايعقر احدا.)) (انظر: ۱۹۴۸۸، ۱۹۵۰۰، ۱۹۵۴۵)

(۱۳۳٦) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۲۶۱۵، وانظر الحديث بالطرق الاول (انظر: ۱۹۵۷۷، ۱۹۷۵۴)

(١٣٣٧) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: قُلْتُ لِعَمْرٍو أَسَمِعْتَ جَابِرًا يَقُولُ: مَرَّ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ مَعَهُ سِهَامٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا.))؟ فَقَالَ نَعَمْ۔ (مسند احمد: ١٤٣٦١)

''سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا کہ کیا آپ نے سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ایک آدمی مسجد سے تیر سمیت گزرا تو نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: ''ان کے پھلوں سے پکڑ۔''؟ تو عمرو کہنے لگے: جی ہاں! میں نے سنا ہے۔''

(١٣٣٨) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُوسَى ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ بَنَّةَ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَى قَوْمٍ فِي الْمَسْجِدِ أَوْ فِي الْمَجْلِسِ يَسُلُّونَ سَيْفًا بَيْنَهُمْ يَتَعَاطَوْنَهُ بَيْنَهُمْ غَيْرَ مَغْمُودٍ، فَقَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ، أَوَ لَمْ أَزْجُرْكُمْ عَنْ هٰذَا؟ فَإِذَا سَلَلْتُمُ السَّيْفَ فَلْيَغْمِدْهُ الرَّجُلُ ثُمَّ لِيُعْطِهِ كَذٰلِكَ.)) (مسند احمد: ١٤٨٠١)

''دوسری سند سے مروی ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کو سیّدنا بنہ جہنی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں یا کسی مجلس میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو بغیر نیام کے تلوار سونت کر ایک دوسرے کو پکڑا رہے تھے، یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایسا کرتا ہے اللہ اس پر لعنت کرے، کیا میں نے تمہیں اس طرح کرنے سے منع نہیں کیا؟ جب تم تلوار نکالو تو آدمی اسے نیام میں رکھے، پھر وہ اسی طرح آگے دے دے۔''

فوائد: ...... ان احادیث سے یہ اندازہ لگانا آسان ہو جاتا ہے کہ کسی مسلمان کو تکلیف دینا اللہ تعالیٰ کو کتنا ناپسند ہے۔ عصر حاضر میں اس نقطے پر غور وفکر کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔

(١٣٣٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الْمَسْجِدِ جَاءَ الشَّيْطَانُ فَأَبَسَّ بِهِ كَمَا يُبِسُّ الرَّجُلُ بِدَابَّتِهِ فَإِذَا سَكَنَ لَهُ زَنَقَهُ أَوْ أَلْجَمَهُ.)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَنْتُمْ تَرَوْنَ ذٰلِكَ، أَمَّا الْمَزْنُوقُ فَتَرَاهُ مَائِلًا كَذَا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ،

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سے کوئی مسجد میں ہوتا ہے تو شیطان اس سے کوئی بہانہ بناتا ہے، جیسے آدمی اپنے جانور سے کوئی بہانہ بناتا ہے، جب وہ اس کے لیے ٹھہر جاتا ہے تو وہ اسے جھکا لیتا ہے یا لگام ڈال لیتا ہے۔'' سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تم یہ سب کچھ دیکھ رہے ہو، جسے جھکا لیا جاتا ہے تو تم اسے ایسے جھکا

(١٣٣٧) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ٤٥١، ٧٠٧٣، ومسلم: ٢٦١٤ (انظر: ١٤٣١٠)

(١٣٣٨) تخریج: ...... اسناده حسن، روی عن ابن لهيعة عبد الله بن وهب۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ١١٩٠، وفی "الاوسط": ٢٥٩١، والبزار: ٣٣٣٥ (انظر: ١٤٧٤٢، ١٤٩٨٠)

(١٣٣٩) تخریج: ...... اسناده قوی (انظر: ٨٣٧٠)

وَأَمَّا الْمَلْجُومُ فَفَاتِحٌ فَاهُ لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔ (مسند احمد: ۸۳۵۲)

ہوا ہی دیکھتے ہو کہ وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتا، اور جسے لگام ڈال لی جاتی ہے، تو وہ اپنا منہ کھول لیتا ہے اور اس طرح اللہ کا ذکر نہیں کرتا۔''

فوائد: ......سبحان اللہ! کیا سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے! موجودہ زمانے کے لوگ اس حدیث کا سب سے بڑھ کر مصداق بنے ہوئے ہیں۔ فرضی نمازوں کے علاوہ تو مسجد میں آنا ہی در کنار، ان فرائض کی ادائیگی کے لیے مسجد میں آنے والوں کی کثیر تعداد مفقود ہو چکی ہے اور جو آتے ہیں وہ آنے میں تاخیر اور جانے میں تعجیل کرتے ہیں۔ اب پتہ چلا کہ ان بیچاروں کے سینوں میں شیطان گھس جاتا ہے اور ان کے سینوں سے تسکین غضب کر کے ان کو مسجد سے بھگا دیتا ہے۔ مانا کہ بعض لوگ مجبور ہوتے ہوں گے، لیکن یہ کلیہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مسجد میں نماز عشاء کی ادائیگی کے لیے نمازیوں کی کل تین صفیں بن گئیں، ابتدائے نماز کے وقت آدھی صف موجود تھی اور ڈیڑھ صف کے پاس تو نماز کے بعد مختصر سا درس سننے کا وقت بھی نہیں تھا کہ سلام کے بعد فوراً انھوں نے مسجد سے نکلنا شروع کر دیا۔

5 ..... بَابُ تَنْزِيهِ الْمَسَاجِدِ عَنِ الْأَقْذَارِ
مساجد کو گندگیوں سے محفوظ رکھنے کا بیان

(۱۳٤۰) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيُغَيِّبْ نُخَامَتَهُ أَنْ تُصِيبَ جِلْدَ مُؤْمِنٍ أَوْ ثَوْبَهُ فَتُؤْذِيَهُ.)) (مسند احمد: ۱۵٤۳)

''سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں کھنکار پھینکے تو وہ اسے چھپا دیا کرے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کسی مومن کے جسم یا کپڑے پر لگ جائے اور اس طرح اسے تکلیف ہو۔''

(۱۳٤۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَرَأَى فِي الْقِبْلَةِ نُخَامَةً، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُ يُنَاجِيْ رَبَّهُ وَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَسْتَقْبِلُهُ بِوَجْهِهِ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْقِبْلَةِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ.)) ثُمَّ دَعَا بِعُودٍ فَحَكَّهُ ثُمَّ دَعَا

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ کو قبلہ کی سمت میں ایک کھنکار نظر آیا، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے، اس لیے تم میں سے کوئی شخص قبلہ کی طرف اور نہ ہی اپنی دائیں طرف کھنکار پھینکا کرے۔'' پھر آپ ﷺ

(۱۳٤۰) تخریج: ......اسنادہ حسن۔ أخرجه البزار: ۱۱۲۷، وابو یعلی: ۸۰۸، وابن ابی شیبة: ۲/ ۳٦۷، وابن خزیمة: ۱۳۱۱، والبیھقی فی "شعب الایمان": ۱۱۱۷۹ (انظر: ۱۵٤۳)

(۱۳٤۱) تخریج: ......أخرجه البخاری: ۱۲۱۳، ٦۱۱۱، ومسلم: ۵٤۷، وابوداود: ٤۷۹ (انظر: ٤۵۰۹، ٤۹۰۸)

بِخَلُوقٍ فَحَضَبَهُ۔ (مسند احمد: ٤٩٠٨)

نے ایک لکڑی منگوا کر اسے کھرچ دیا اور خوشبو منگوا کر وہاں لگا دی۔''

(١٣٤٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا بَزَقَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَدْفِنْهُ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيَبْزُقْ فِيْ ثَوْبِهِ .)) (مسند احمد: ٧٥٢٢)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں تھوکے تو اسے دفن کر دیا کرے، اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو اپنے کپڑے میں تھوکا کرے۔''

(١٣٤٣) عَنْ أَبِيْ سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ ثُمَّ نَهٰى أَنْ يَبْصُقَ الرَّجُلُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِيْنِهِ، وَقَالَ: ((لِيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْتَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى .)) (مسند احمد: ١١٠٣٩)

''ابو سعید خدری ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد کے قبلہ میں ایک کھنکار دیکھا اور اسے کنکری سے کھرچ دیا، پھر آدمی کو اپنے سامنے اور دائیں طرف تھوکنے سے منع کر دیا اور فرمایا: ''آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی بائیں طرف یا بائیں قدم کے نیچے تھوکا کرے۔''

(١٣٤٤) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُعْجِبُهُ الْعَرَاجِيْنُ أَنْ يُمْسِكَهَا بِيَدِهِ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ ذَاتَ يَوْمٍ وَفِيْ يَدِهِ وَاحِدٌ مِنْهَا فَرَأَى نُخَامَاتٍ فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَتَّهُنَّ بِهِ حَتّٰى أَنْقَاهُنَّ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ مُغْضِبًا فَقَالَ: ((أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَسْتَقْبِلَهُ رَجُلٌ فَيَبْصُقَ فِيْ وَجْهِهِ؟ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ

''سیّدنا ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنیاں رکھنا پسند تھا، ایک دن آپ کے ہاتھ میں یہی ایک ٹہنی تھی کہ آپ مسجد میں داخل ہوئے، آپ ﷺ نے مسجد کے قبلہ میں کچھ کھنکار دیکھ کر انہیں کھرچا حتیٰ کہ انہیں صاف کر دیا، پھر غصہ کی حالت میں لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: ''کیا تم سے کوئی شخص پسند کرتا ہے کہ اس کے سامنے کوئی آدمی آئے اور اس کے چہرے میں تھوک دے؟ (غور کرو کہ) جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کا ربّ اس کے سامنے ہوتا ہے اور فرشتہ اس کی دائیں جانب، (اس لیے) وہ اپنے سامنے اور دائیں

(١٣٤٢) تخريج: ......اسناده حسن- أخرج بنحوه ابوداود: ٤٧٧، وأخرج مسلم: ٥٥٠ مطوّلا منه (انظر: ٧٤٠٥، ٧٥٣١)

(١٣٤٣) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٤١٤، ومسلم: ٥٤٨ (انظر: ١١٠٢٥)

(١٣٤٤) تخريج: ......اسناده قوي- أخرجه ابوداود: ٤٨٠، وابن حبان: ٢٢٧١، وابن خزيمة: ٩٢٦ (انظر: ١١١٨٥) وقد سلف مختصرا برقم: ٣٢٤

فَإِنَّمَا يَسْتَقْبِلُ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالْمَلَكُ عَنْ يَمِينِهِ، فَلَا يَبْصُقْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَبْصُقْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى أَوْعَنْ يَسَارِهِ، فَإِنْ عَجَّلَتْ بِهِ بَادِرَةٌ فَلْيَقُلْ هٰكَذَا.)) وَرَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ وَتَفَلَ يَحيٰي فِيْ ثَوْبِهِ وَدَلَكَهُ۔ (مسند احمد: ١١٢٠٣)

طرف نہ تھوکے، بلکہ وہ اپنے بائیں قدم کے نیچے یا اپنی بائیں طرف تھوکے، اگر اس کو کوئی جلدی پڑ جائے تو وہ اس طرح کرلے۔'' پھر آپ ﷺ نے کپڑے کے بعض حصے کو بعض پر مل دیا۔ اور راوئ حدیث یحییٰ نے (اس تمثیل کی وضاحت کرتے ہوئے) اپنے کپڑے میں تھوک کر اسے مل دیا۔''

(١٣٤٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلنُّخَامَةُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا.)) (مسند احمد: ١٣٤٨٤)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کرنا ہے۔''

(١٣٤٦) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ مُنَاجٍ رَبَّهُ، فَلَا يَتْفُلَنَّ أَحَدٌ مِّنْكُمْ عَنْ يَمِينِهِ، قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ: فَلَا يَتْفُلْ أَمَامَهُ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ، وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْتَحْتَ قَدَمَيْهِ.)) (مسند احمد: ١٢٠٨٦)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے، اس لیے کوئی آدمی اپنی دائیں طرف نہ تھوکا کرے۔'' ابن جعفر کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''اپنے سامنے اور دائیں جانب نہ تھوکے اور اپنی بائیں طرف یا اپنے قدموں کے نیچے تھوک لے۔''

(١٣٤٧) عَنْ أَبِي غَالِبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أُمَامَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((التَّفْلُ فِي الْمَسْجِدِ سَيِّئَةٌ وَدَفْنُهُ حَسَنَةٌ.)) (مسند احمد: ٢٢٥٩٨)

''سیّدنا ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا برائی ہے اور اسے دفن کرنا نیکی ہے۔''

(١٣٤٨) عَنْ أَبِي سَعْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ يُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَبَزَقَ

''ابو سعد کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کو مسجد دمشق میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، انھوں نے اپنے بائیں قدم

(١٣٤٥) تخريج: ......حديث صحيح۔ أخرجه البخاري: ٤١٥، مسلم: ٥٥٢، وابوداود: ٤٧٥ (انظر: ١٢٠٦٢، ١٢٧٧٥، ١٣٤٥٠)

(١٣٤٦) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٥٣١، ومسلم: ٥٥١ (انظر: ١٢٠٦٣، ١٢٨٠٩)

(١٣٤٧) تخريج: ......صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ٢/ ٣٦٥، والطبراني في "الكبير": ٨٠٩١ (انظر: ٢٢٢٤٣)

(١٣٤٨) تخريج: ......حديث صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٤٨٤، والطيالسي: ١٠١٣ (انظر: ١٦٠٠٩)

تَحْتَ رِجْلِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ عَرَكَهَا بِرِجْلِهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ أَنْتَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَبْزُقُ فِي الْمَسْجِدِ؟ قَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُ۔ (مسند احمد: ١٦١٠٥)

کے نیچے تھوک کر اسے قدم کیساتھ رگڑ دیا، جب فارغ ہوئے تو میں نے کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ہو کر مسجد میں تھوک رہے ہیں؟ تو سیّدنا واثلہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا تھا۔‘‘

(١٣٤٩) عَنْ أَبِي سَهْلَةَ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلاً أَمَّ قَوْمًا فَبَسَقَ فِي الْقِبْلَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ فَرَغَ: ((لَا يُصَلِّ لَكُمْ.)) فَأَرَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ فَمَنَعُوْهُ وَأَخْبَرُوْهُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((نَعَمْ)) وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: ((آذَيْتَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ.)) (مسند احمد: ١٦٦٧٧)

’’سیّدنا ابو سہلہ سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی لوگوں کو نماز پڑھا رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ اسے دیکھ رہے تھے، اس نے دوران نماز قبلہ کی طرف تھوکا۔ جس وقت وہ فارغ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’یہ شخص آئندہ تمہیں نماز نہ پڑھائے۔‘‘ بعد میں جب اس نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اسے منع کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان اسے سنا دیا، اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے اُسے فرمایا: ’’ہاں، (میں نے منع کیا ہے) کیونکہ تو نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی ہے۔‘‘

فوائد: ......ابوداود کی روایت میں ہے: ((اِنَّكَ قَدْ آذَيْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ)) ’’تو نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دی ہے۔‘‘ یہ بہت بڑی ڈانٹ ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس آدمی نے ایسا کام کیا جس کو اللہ اور اس کا رسول پسند نہیں کرتا ہے۔ امامت و خطابت جیسی ذمہ داریاں سنبھالنے والوں کو متنبہ ہو جانا چاہیے اور اپنے منصب کی قدر کرتے ہوئے تمام آلائشوں سے باز رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(١٣٥٠) عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ أُمَّتِي بِأَعْمَالِهَا حَسَنَةٍ وَسَيِّئَةٍ، فَرَأَيْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا إِمَاطَةَ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ، وَرَأَيْتُ فِي سَيِّئِ أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ.)) (مسند احمد: ٢١٨٨٣)

’’سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’میری امت مجھ پر اپنے اچھے اور برے اعمال کے ساتھ پیش کی گئی، میں نے ان کے اچھے اعمال میں راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا اور برے اعمال میں مسجد میں غیر مدفون کھنکار دیکھا ہے۔‘‘

(١٣٤٩) تخريج: ......حديث حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٤٨١، وابن حبان: ١٦٣٦ (انظر: ١٦٥٦١)

(١٣٥٠) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٥٥٣ (انظر: ٢١٥٤٩، ٢١٥٥٠)

(۱۳۵۱) عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا صَلَّيْتَ فَلَا تَبْصُقْ بَيْنَ يَدَيْكَ وَلَا عَنْ يَمِينِكَ، وَلٰكِنِ ابْصُقْ تِلْقَاءَ شِمَالِكَ إِنْ كَانَ فَارِغًا، وَإِلَّا فَتَحْتَ قَدَمَيْكَ وَادْلُكْهُ.)) (مسند احمد: ۲۷۷٦٤)

''سیّدنا طارق بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز پڑھے تو اپنے آگے اور دائیں طرف نہ تھوک، البتہ اپنی بائیں جانب تھوک لیا کر، بشرطیکہ وہ خالی ہو (یعنی اس طرف کوئی نمازی نماز نہ پڑھ رہا ہو)، وگرنہ اپنا قدم اٹھا اور (اس کے نیچے تھوک کر) اسے مل دے۔''

فوائد: ...... مذکورہ بالا احادیث میں یہ صراحت کردی گئی ہے کہ مسجد میں تھوکنا غلطی ہے، اگر تھوکنا پڑ جائے تو درج ذیل آداب کو مدنظر رکھا جائے:

- ☆ قبلہ سمت میں نہیں تھوکنا
- ☆ دائیں جانب نہیں تھوکنا
- ☆ اگر بائیں جانب کوئی نمازی ہو تو اس طرف بھی نہیں تھوکنا، بصورت دیگر کوئی حرج نہیں
- ☆ بائیں جانب نمازی ہونے کی صورت میں بائیں پاؤں کے نیچے تھوک کر اسے رگڑ دینا
- ☆ یا پھر کپڑے پر تھوک کر اسے مل دینا

یہ آداب اس وقت مرتب کیے گئے، جس وقت مسجد نبوی کی زمین کچی تھی۔ موجود دور میں قالین، پکا فرش اور پتھر وغیرہ کا لحاظ کرتے ہوئے صرف آخری طریقہ استعمال کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب

6 ..... بَابُ صِيَانَةِ الْمَسَاجِدِ مِنَ الرَّوَائِحِ الْكَرِيهَةِ
مساجد کو ناپسندیدہ بدبوؤں سے محفوظ رکھنا

(۱۳۵۲) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ أَنَّهُ قَالَ فِي خُطْبَةٍ لَهُ: ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ تَأْكُلُونَ مِنْ شَجَرَتَيْنِ لَا أُرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ، هٰذَا الثُّومُ وَالْبَصَلُ، وَايْمُ اللّٰهِ! لَقَدْ كُنْتُ أَرَى النَّبِيَّ ﷺ يَجِدُ رِيحَهَا مِنَ الرَّجُلِ فَيَأْمُرُ بِهِ فَيُؤْخَذُ بِيَدِهِ فَيُخْرَجُ بِهِ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يُؤْتٰى بِهِ الْبَقِيعَ، فَمَنْ أَكَلَهَا لَا بُدَّ، فَلْيُمِتْهَا طَبْخًا۔ (مسند احمد: ۱۸٦)

''سیّدنا عمر بن خطاب ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا: لوگو! تم دو درخت تھوم اور پیاز کھاتے ہو، میں تو انہیں خبیث (مکروہ) ہی سمجھتا ہوں، اللہ کی قسم! میں نبی کریم ﷺ کو دیکھتا تھا، جب آپ کسی آدمی سے ان کی بو محسوس کرتے تو اس کے متعلق ایسا حکم دیتے کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے مسجد سے باہر نکال دیا جاتا تھا، یہاں تک کہ اسے بقیع مقام پر لایا جاتا۔ اگر کسی شخص نے ان کو کھانا ہی ہے تو پکا کر (ان کی بو کو) ختم کر لیا کرے۔''

(۱۳۵۱) تخريج: ......اسناده صحيح۔ أخرجه الترمذي: ۵۷۱، والنسائي: ۲/ ۵۲، وابن ماجه: ۱۰۲۱، وابن خزيمة: ۸۷٦، الطيالسي: ۱۲۷۵ (انظر: ۲۷۲۲۱، ۲۷۲۲۲)
(۱۳۵۲) تخريج: ......أخرجه مسلم: ۵٦۷، ۱٦۱۷ (انظر: ۱۸٦)

(١٣٥٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَأْتِيَنَّ الْمَسَاجِدَ.)) (مسند احمد: ٤٧١٥)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ درخت (پیاز یا لہسن) کھالے وہ اللہ تعالیٰ کے گھروں (یعنی مسجدوں) میں نہ آئے۔''

(١٣٥٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّومَ فَلَا يُؤْذِيَنَّا فِي مَسْجِدِنَا.)) وَقَالَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: ((فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَلَا يُؤْذِيَنَّا بِرِيحِ الثُّومِ.)) (مسند احمد: ٧٥٩٩)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اس درخت یعنی تھوم سے کچھ کھالیا تو وہ ہماری مسجد میں آکر ہرگز ہمیں تکلیف نہ دے۔'' ایک دوسرے مقام میں فرمایا: ''ایسا شخص نہ ہماری مسجد کے قریب آئے اور نہ تھوم کی بو سے ہمیں اذیت پہنچائے۔''

(١٣٥٥) عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه لَمْ نَعْدُ أَنْ فُتِحَتْ خَيْبَرُ وَقَعْنَا فِي تِلْكَ الْبَقْلَةِ فَأَكَلْنَا مِنْهَا أَكْلًا شَدِيدًا وَنَاسٌ جِيَاعٌ، ثُمَّ رُحْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرِّيحَ، فَقَالَ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْخَبِيثَةِ شَيْئًا فَلَا يَقْرَبَنَّا فِي الْمَسْجِدِ.)) فَقَالَ النَّاسُ: حُرِّمَتْ حُرِّمَتْ! فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَيْسَ لِي تَحْرِيمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ وَلٰكِنَّهَا شَجَرَةٌ أَكْرَهُ رِيحَهَا.)) (مسند احمد: ١١٦٠٤)

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم خیبر کی فتح سے آگے نہیں بڑھے تھے کہ سبزی (کھیت) میں گھس گئے، لوگوں کو بھوک لگی ہوئی تھی، اس لیے ہم نے اسے خوب کھایا، پھر ہم مسجد میں چلے گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے بو محسوس کی تو فرمایا: ''جو شخص اس خبیث (مکروہ) درخت سے کچھ کھالے تو وہ مسجد میں ہمارے قریب نہ آئے۔'' لوگ کہنے لگے: یہ حرام ہو گیا یہ حرام ہو گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر موصول ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''لوگو! مجھے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے، دراصل یہ ایسا درخت ہے کہ جس کی بو مجھے ناپسند لگتی ہے۔''

(١٣٥٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه أَنَّ

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(١٣٥٣) تخريج: ......أخرجه البخاري: ٨٥٣، مسلم: ٥٦١ (انظر: ٤٦١٩)
(١٣٥٤) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٥٦٣ (انظر: ٧٦١٠)
(١٣٥٥) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٥٦٥ (انظر: ١١٠٨٤، ١١٥٨٣)
(١٣٥٦) تخريج: ......أخرجه أخرجه البخاري: ٨٥٥، ٥٤٥٢، ومسلم: ٥٦٤ (انظر: ١٥٢٩٩)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ ثُوْمًا أَوْبَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا، أَوْقَالَ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ.)) (مسند احمد: ۱۵۳۷۳)

نے فرمایا: ''جو شخص تھوم یا پیاز کھا لے تو وہ ہم سے یا ہماری مسجد سے علیحدہ رہے اور اپنے گھر میں ہی بیٹھا رہے۔''

(۱۳۵۷) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَكَلْتُ ثُومًا ثُمَّ أَتَيْتُ مُصَلَّى النَّبِيِّ ﷺ فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِي بِرَكْعَةٍ فَلَمَّا صَلّٰى قُمْتُ أَقْضِي فَوَجَدَ رِيحَ الثُّوْمِ، فَقَالَ: ((مَنْ أَكَلَ هٰذِهِ الْبَقْلَةَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا حَتّٰى يَذْهَبَ رِيحُهَا.)) قَالَ: فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلَاةَ أَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِيْ عُذْرًا، نَاوِلْنِيْ يَدَكَ، قَالَ فَوَجَدْتُهُ وَاللّٰهِ سَهْلًا، فَنَاوَلَنِيْ يَدَهُ فَأَدْخَلَهَا فِي كُمِّيْ إِلٰى صَدْرِيْ فَوَجَدَهُ مَعْصُوْبًا فَقَالَ: ((إِنَّ لَكَ عُذْرًا.)) (مسند احمد: ۱۸۳۹۲)

''سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں تھوم کھا کر نبی کریم ﷺ کی مسجد میں آیا، آپ ﷺ ایک رکعت پڑھ چکے تھے، اس لیے جب آپ ﷺ سے نماز فارغ ہوئے تو میں ایک رکعت ادا کرنیکے لیے کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے تھوم کی بو محسوس کی اور فرمایا: ''جو شخص یہ سبزی کھائے تو وہ اس کی بو ختم ہونے تک ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آیا کرے۔'' مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نماز پوری کر کے آپ رضی اللہ عنہم کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرا عذر ہے، اپنا ہاتھ مجھے دیجئے۔ وہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم میں نے آپ کو نرم پایا۔ آپ رضی اللہ عنہم نے مجھے اپنا ہاتھ دے دیا، پھر اسے میری آستین میں سے داخل کر کے سینے تک پہنچایا اور میرے سینے پر بندھی ہوئی پٹی محسوس کر کے فرمایا: ''واقعی تیرا عذر ہے۔''

فوائد: ......تمام روایات اپنے مفہوم میں انتہائی واضح ہیں اور ان سے کیا جانے والا استدلال بھی انتہائی بیّن ہے، لیکن صورتحال یہ ہے کہ موجودہ دور میں انسان کی خواہشات، چاہتیں اور زبان کے ''چسقے'' اس کے مذہب پر غالب آ گئے ہیں، ہمارے ہاں کھانے کے ساتھ پیاز اور مولی وغیرہ بطور سلاد استعمال کئے جاتے ہیں۔ روکنے ٹوکنے کے باوجود کھانے والوں کی توجہ نبی کریم ﷺ کے فرمودات کی طرف جھکاؤ ہی اختیار نہیں کرتی اور بعض احباب وقت کو ٹالنے کے لیے اتنا تو کہہ دیتے ہیں کہ پیاز وغیرہ کے بعد چینی یا گڑ وغیرہ کا استعمال کیا جائے تو بدبو ختم ہو جاتی ہے، لیکن وہ خود یہ نسخہ استعمال کئے بغیر مساجد کی طرف چل دیتے ہیں۔

فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی ۔۔۔ اذاں رہ گئی مگر روحِ بلالی نہ رہی

(۱۳۵۷) تخریج: ......رجاله ثقات رجال الشیخین، غیر ان الدارقطنی قد رجح ارساله، وقال الألبانی: صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۸۲۶، وابن ابی شیبة: ۲/ ۵۱۰، وابن حبان: ۲۰۹۵، وابن خزیمة: ۱۶۷۲ (انظر: ۱۸۱۷۶، ۱۸۲۰۵)

اس بے توجہی کا مطلب یہ ہوا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرنا چاہتے ہیں یا فرشتوں کی قربت سے دور رہنا چاہتے یا ان کو تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ الْإِنْسُ.)) (صحیح بخاری، صحیح مسلم) یعنی: ''جو آدمی اس بدبودار درخت کا پھل (پیاز) کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، کیونکہ فرشتے اس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں، جس سے انسان کرتے ہیں۔'' سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب وہ کسی آدمی سے پیاز اور لہسن کی بو محسوس کرتے تو اسے بقیع کی طرف نکل جانے کا حکم دے دیتے۔ (مسلم: ٥٦٧) آخر کیا وجہ ہے کہ اس قسم کی وعیدوں کے باوجود ہم ان احادیث کے مفاہیم پر غور نہیں کرتے اور اپنی طبیعت اور زبان کے چسکے کے غلام بن کر رہ جاتے ہیں۔ کیا کچا پیاز وغیرہ کھانے والے آدمی کے لیے یہ وعید کافی نہیں ہے کہ اگر مسجد نبوی ہوتی اور رسول اللہ ﷺ موجود ہوتے تو اسے مسجد نبوی سے باہر نکال دیا جاتا؟ سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ((نَهٰى ﷺ عَنِ الثُّوْمِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ.)) یعنی: رسول اللہ ﷺ نے لہسن، پیاز اور گندنا کھانے سے منع فرمایا۔ (مسند طيالسى: ٢١٧١، صحيحه: ٢٣٨٩)

گندنا: ......ایک بدبودار قسم کی ترکاری جو پیاز کے مشابہ ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ اگر ان بدبودار چیزوں کو پکا کر ان کی بدبو ختم کر دی جائے تو ان کا کھانا جائز ہوگا۔ ممکن ہے کہ اس ضمن میں ہم درج ذیل حدیث سے سبق حاصل کر لیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مسواک کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي أَتَاهُ الْمَلَكُ فَقَامَ خَلْفَهُ يَسْتَمِعُ الْقُرْآنَ وَيَدْنُوْ فَلَا يَزَالُ يَسْتَمِعُ وَيَدْنُوْ حَتّٰى يَضَعَ فَاهُ عَلٰى فِيْهِ فَلَا يَقْرَأُ آيَةً إِلَّا كَانَتْ فِي جَوْفِ الْمَلَكِ.)) یعنی: ''جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور اس کے پیچھے کھڑے ہو کر قرآن مجید سنتا اور قریب ہوتا رہتا ہے، وہ قرآن مجید سنتے سنتے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے اور نمازی جو آیت بھی پڑھتا ہے فرشتہ اسے اپنے اندر سمالیتا ہے۔'' (سنن بيهقى: ١/ ٣٨، مسند بزار: ص ٦٠، صحيحه: ١٢١٣)

7 ..... بَابٌ جَامِعٌ فِيْمَا تُصَانُ عَنْهُ الْمَسَاجِدُ

تمام ان چیزوں کا بیان جس سے مساجد کو محفوظ رکھا جائے

(١٣٥٨) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا (سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ

(١٣٥٨) تخريج: ......اسناده حسن۔ أخرجه بتمامه ابوداود: ١٠٧٩، وابن خزيمة: ١٣٠٤ ورواه الترمذى: ٣٢٢ دون انشاد الضالة، وأخرج النهى عن البيع والتحلق فى المسجد النسائى: ٢/ ٤٧، وأخرج النهى عن البيع وتناشد الاشعار ابن ماجه: ٧٤٩ (انظر: ٦٦٧٦)

عَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ الْأَشْعَارُ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ الضَّالَّةُ وَعَنِ الْحِلَقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ۔ (مسند احمد: ٦٦٧٦)

رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید و فروخت کرنے، اشعار پڑھنے اور گم شدہ چیز کا اعلان کرنے اور جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقے بنا کر بیٹھنے سے منع کیا ہے۔''

فوائد: ...... سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا رَاَيْتُمْ مَنْ يَبِيْعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقُوْلُوْا: لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ .)) یعنی: ''جب تم کسی کو مسجد میں خرید وفروخت کرتے ہوئے دیکھو تو کہو: اللہ تعالیٰ تیری تجارت کو نفع بخش نہ بنائے۔'' (ترمذی: ١٣٢١) ''ضَالَّة'' کا اطلاق اس گم شدہ چیز پر ہوتا ہے جو جاندار ہو، ایسی غیر جاندار چیز کو ''ضَائِع'' اور ''لَقِيْط'' کہتے ہیں۔ چونکہ علت اور وجہ ایک ہے، اس لیے مسجد میں ہر قسم کی گم شدہ چیز کا اعلان نہیں کرنا چاہیے۔ شعر بحیثیتِ شعر قابل مذمت نہیں ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ کوئی کلام نثر یا شعر ہونے کی وجہ سے قابل تعریف یا قابل مذمت نہیں ہوتی، بلکہ اس کے اچھا یا برا ہونے کا دارومدار اس میں بیان کئے گئے مفہوم پر ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلشِّعْرُ بِمَنْزِلَةِ الْكَلَامِ، حَسَنُهُ كَحَسَنِ الْكَلَامِ، وَقَبِيْحُهُ كَقَبِيْحِ الْكَلَامِ .)) یعنی: ''اشعار، عام (نثر) کلام کی طرح ہیں، یعنی اچھے اشعار، اچھے کلام کی طرح ہیں اور برے اشعار، برے کلام کی طرح۔'' (دارقطنی: ٤٩٠، الادب المفرد للبخاری: ١٢٠، الصحیحه: ٤٤٧) سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً .)) یعنی: ''بعض اشعار، حکمت و دانائی پر مشتمل ہوتے ہیں۔'' (بخاری، صحیحه: ٢٨٥١)

نبی کریم ﷺ سے اشعار پڑھنا، سننا اور آپ ﷺ کے سامنے صحابہ کا اشعار پڑھنا بھی ثابت ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیّدنا حسان رضی اللہ عنہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے، وہاں سے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ گزرے اور ان کی طرف گھورنا شروع کر دیا، لیکن آگے سے سیّدنا حسان نے کہا: ((قَدْ كُنْتُ أُنْشِدُ، وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ .)) یعنی: (اے عمر!) میں تو اس وقت بھی اس میں اشعار پڑھتا تھا، جب اس میں تجھ سے بہتر ہستی (محمد ﷺ) موجود ہوتی تھی۔ (صحیح مسلم: ٢٤٨٥)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اچھے مضمون پر مشتمل اشعار کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بہرحال شعروں کی کثرت کا اہتمام نہیں کرنا چاہیے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا اصول تھا۔ نماز جمعہ سے قبل ہر قسم کا حلقہ ممنوع ہے، وہ عام دنیوی گفتگو پر مشتمل ہو یا علمی درس و تدریس پر، اس سے صفیں بھی غیر مرتب ہو جائیں گے اور نماز اور ذکر میں مصروف رہنے والے لوگوں کو بھی تشویش ہوگی۔ اس کی بجائے خطبۂ جمعہ سے پہلے والی عبادات یعنی نماز اور اذکار مسنونہ وغیرہ میں مشغول رہنا چاہیے، مسنون خطبے سے پہلے لوگوں کو کسی حلقے کا پابند نہ کیا جائے اور جب خطبہ شروع ہو تو خاموشی کے ساتھ اسی پر توجہ دھری جائے۔

(١٣٥٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبَيْعِ وَالْاشْتِرَاءِ فِي الْمَسْجِدِ۔ (مسند احمد: ٦٩٩١)

''سیّدنا عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید وفروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

(١٣٦٠) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ فِي الْمَسْجِدِ ضَالَّةً فَلْيَقُلْ لَهُ: لَا أَدَّاهَا اللّٰهُ إِلَيْكَ، فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا.)) (مسند احمد: ٩٤٣٨)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایسے آدمی کو سنے جو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کر رہا ہو تو وہ اسے کہے: اللہ یہ چیز تجھ تک نہ پہنچائے، کیونکہ مساجد اس لیے تو نہیں بنائی گئیں۔''

(١٣٦١) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَالَ فِي الْمَسْجِدِ مَنْ دَعَا لِلْجَمَلِ الْأَحْمَرِ بَعْدَ الْفَجْرِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا وَجَدْتَهُ لَا وَجَدْتَهُ، إِنَّمَا بُنِيَتْ هٰذِهِ الْبُيُوتُ قَالَ مُؤَمَّلٌ هٰذِهِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ.)) (مسند احمد: ٢٣٤٣٢)

''سیّدنا بریدہ اسلمی ؓ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے مسجد میں فجر کے بعد اعلان کیا کہ کس نے سرخ اونٹ کو بلایا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اسے نہ پائے، تو اسے نہ پائے، یہ مساجد صرف ان مقاصد کے لیے ہیں جن کے لیے ان کو تعمیر کیا گیا۔''

فوائد:......اور مساجد کی تعمیر کا مقصد اللہ تعالیٰ کا ذکر، نماز، تلاوتِ قرآن، علم شرعی اور مذاکرۂ خیر وغیرہ کا قیام ہے۔

(١٣٦٢) عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُقَامُ الْحُدُوْدُ فِي الْمَسَاجِدِ وَلَا يُسْتَقَادُ فِيهَا.)) (زَادَفِي رِوَايَةٍ غَيْرِ مَرْفُوْعَةٍ) وَلَا يُنْشَدُ فِيهَا الْأَشْعَارُ۔ (مسند احمد: ١٥٦٦٥)

''سیّدنا حکیم بن حزام ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مساجد میں نہ حدود کا نفاذ کیا جائے اور نہ قصاص لیا جائے۔'' اور ایک غیر مرفوع روایت میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں: اور نہ ان میں اشعار پڑھے جائیں۔''

(١٣٥٩) تخريج: ......اسناده حسن۔ انظر الحديث السابق: ٣٣٩ (انظر: ٦٩٩١)

(١٣٦٠) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٥٦٨، وابوداود: ٤٧٣ (انظر: ٨٥٨٨، ٩٤٥٧)

(١٣٦١) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٥٦٩ (انظر: ٢٣٠٤٤)

(١٣٦٢) تخريج: ......الرواية الاولى اسنادها ضعيف لجهالة العباس بن عبد الرحمن المدنى، لكن لها شواهد۔ أخرجها ابن ابى شيبة: ١٠/ ٤٢، والطبراني فى "الكبير": ٣١٣١، والدارقطني: ٣/ ٠٨٦۔ والرواية الثانية ضعيف لانقطاعه، رواها ابوداود: ٤٤٩٠، والنهى على تناشد الاشعار ثابت بالاحاديث الاخرى (انظر: ١٥٥٧٩، ١٥٥٨٠)

فوائد: ...... حدیثِ مبارکہ کا پہلا حصہ شواہد کی بنا پر اور دوسرا حصہ کئی احادیث میں ثابت ہے۔ حدّ اور قصاص دونوں شرعی نصوص کا تقاضا ہیں، لیکن نتیجتاً مسجد کے گندا ہونے، اس میں آوازوں کے بلند ہونے اور اس کی بے ادبی کے کئی امور لازم آ سکتے ہیں۔ اس لیے سرے سے ایسے مقام میں ان کے نفوذ سے منع کر دیا گیا ہے۔

(١٣٦٣) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عِلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ عُثْمَانَ ابْنَةِ سُفْيَانَ وَهِيَ أُمُّ بَنِي شَيْبَةَ الْأَكَابِرِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَقَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا شَيْبَةَ فَفَتَحَ فَلَمَّا دَخَلَ الْبَيْتَ وَرَجَعَ وَفَرَغَ، وَرَجَعَ شَيْبَةُ، إِذَ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَنْ أَجِبْ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: ((إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْبَيْتِ قَرْنًا فَغَيِّبْهُ.)) قَالَ مَنْصُوْرٌ فَحَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُسَافِعٍ عَنْ أُمِّي عَنْ أُمِّ عُثْمَانَ بِنْتِ سُفْيَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ فِي الْحَدِيْثِ: ((فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ فِي الْبَيْتِ شَيْءٌ يُلْهِي الْمُصَلِّيْنَ.)) (مسند احمد: ١٦٧٥٣)

''اکابر بنو شیبہ کی ماں ام عثمان بنت سفیان نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کی تھی، یہ بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے شیبہ کو بلایا، اس نے دروازہ کھولا، آپ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہو کر واپس آ گئے، اس طرح آپ ﷺ فارغ ہو گئے اور شیبہ واپس چلا گیا۔ لیکن جلد ہی رسول اللہ ﷺ کا قاصد پھر سے پہنچا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ کی بات سن۔ سو وہ آپ کے پاس پہنچ گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے بیت اللہ میں ایک سینگ دیکھا ہے اسے چھپا دے۔'' اسی حدیث کا ایک دوسرا راوی کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے یہ بھی فرمایا کہ ''بیت اللہ میں نمازیوں کو غافل کرنے والی کسی چیز کا ہونا نامناسب ہے۔''

(١٣٦٤) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ خَالِهِ مُسَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ أُمِّ مَنْصُوْرٍ قَالَتْ أَخْبَرَتْنِي امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ وَلَدَتْ عَامَّةَ أَهْلِ دَارِنَا، أَرْسَلَ

''ایک دوسری سند سے مروی ہے: صفیہ بنت شیبہ کہتی ہے: بنو سلیم کی ایک عورت، جو ہمارے گھر والوں میں سے اکثر کی والدہ ہے، نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن طلحہ کو پیغام بھیجا۔ ایک مرتبہ راوی نے یہ کہا کہ اس عورت نے عثمان بن طلحہ سے پوچھا: نبی کریم ﷺ نے تجھے کیوں بلایا

(١٣٦٣) تخریج: ...... حدیث صحیح، وھذا اسناد ضعیف لضعف محمد بن عبد الرحمن۔ والصواب ما جاء فیھا ان الذی دعاہ النبی ﷺ وھو عثمان بن طلحۃ، لا شیبۃ۔ (انظر: ١٦٦٣٦)
(١٣٦٤) تخریج: ...... انظر الحدیث بالطریق الأوّل: ٣٤٤ (انظر: ٢٣٢٢١)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰی عُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ، وَقَالَ مَرَّةً: إِنَّهَا سَأَلْتُ عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ لِمَ دَعَاكَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: قَالَ لِيْ: ((إِنِّيْ كُنْتُ رَأَيْتُ قَرْنَيِ الْكَبْشِ حِيْنَ دَخَلْتُ الْبَيْتَ فَنَسِيْتُ أَنْ آمُرَكَ أَنْ تُخَمِّرَهُمَا فَخَمِّرْهُمَا، فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ أَنْ يَكُوْنَ فِي الْبَيْتِ شَيْءٌ يُشْغِلُ الْمُصَلِّيَ.)) قَالَ سُفْيَانُ لَمْ تَزَلْ قَرْنَا الْكَبْشِ فِي الْبَيْتِ حَتّٰی احْتَرَقَ الْبَيْتُ فَاحْتَرَقَا۔ (مسند احمد: ۲۳۶۰۹)

تھا؟ عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جب میں بیت اللہ میں داخل ہوا تو میں نے مینڈھے کے دو سینگ دیکھے تھے، پھر میں بھول گیا کہ تجھے ان کو ڈھانپ دینے کا حکم دوں، اس لیے اب انہیں ڈھانپ دے، کیونکہ بیت اللہ میں کسی ایسی چیز کا ہونا مناسب نہیں ہے جو نمازی کو مشغول کرے۔'' سفیان فرماتے ہیں: مینڈھے کے دونوں سینگ بیت اللہ میں ہی رہے، جب بیت اللہ کو آگ لگی تو وہ بھی جل گئے تھے۔''

فوائد: ......اس حدیث میں ہے: ''نبی کریم ﷺ نے شیبہ کو بلایا'' جبکہ کتب ستہ اور دوسری کتبِ احادیث اور خود مسند احمد کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے کعبہ کا دروازہ کھولنے کے لیے عثمان بن طلحہ کو بلایا اور یہ روایت زیادہ معتبر ہے۔ اسماعیل علیہ السلام کے فدیے میں جو مینڈھا لایا گیا تھا، اس کے سینگ کعبہ کی عمارت کے اندر رکھے ہوئے تھے۔ جب یزید بن معاویہ کے دور میں واقعہ حرہ کے بعد بنو امیہ کا لشکر مکہ مکرمہ پہنچا اور عبد اللہ بن زبیر کا محاصرہ کیا اور منجنیق نصب کر کے کعبہ پر پتھر برسائے اور آگ لگ جانے کی وجہ سے بیت اللہ کے پردے، چھت اور یہ دو سینگ جل گئے، یہ صفر ۶۴ھ کا واقعہ ہے۔ (بلوغ المعانی من اسرار الفتح الربانی: ۱/ ۳۶۰)

کتنی قابل غور بات ہے کہ آپ ﷺ نے کعبہ جیسی مقدم عمارت کے اندر بھی نمازی کے خشوع و خضوع کی خاطر سینگوں پر کپڑا ڈالنے کو پسند کیا، مسجد کی زیب و زینت، بیل بوٹوں، انتہائی جاذب نظر منبروں اور محرابوں، رنگا رنگ کی الماریوں اور منقش پتھروں کا اہتمام کرنے والوں کو غور کرنا چاہیے۔

(۱۳۶۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی يَتَبَاهَی النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ.)) (مسند احمد: ۱۴۰۶۵)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، حتیٰ کہ لوگ مساجد (کے بنانے) میں ایک دوسرے سے فخر کرنے لگ جائیں گے۔''

فوائد: ......فخر کرنے کی دو صورتیں ہیں: (۱) زبان سے اظہار کرنا، جیسا کہ آج کل لوگ یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ان کی مسجد بہت خوبصورت اور وسیع ہے، اس میں لگا ہوا پتھر بڑا قیمتی ہے، اس کے مینارا تنے بلند ہیں، اس میں بچھا

(۱۳۶۵) تخريج: ......اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابوداود: ٤٤٩، والنسائي: ٢/ ٣٢، وابن ماجه: ٧٣٩، وابن خزيمة: ١٣٢٢، وابن حبان: ١٦١٤ (انظر: ١٢٣٧٩، ١٤٠٢٠)

ہوا قالین اس قسم کا ہے، اس میں لکڑی کا کام بڑے ہنر کے ساتھ کیا گیا ہے، جبکہ سننے والے منتظم حضرات کو اس سے خوشی ہوتی ہو۔ (۲) فعل سے اظہار کرنا، مثلاً مسجد کی تزیین و آرائش میں مبالغے سے کام لینا اور دل ہی دل میں یہ سمجھنا کہ ہماری مسجد باقی سب مسجدوں سے ممتاز ہے، بلکہ بعض دفعہ زبان سے اس کا اظہار بھی کر دینا۔ کوئی مانے یا نہ مانے، کسی نہ کسی صورت میں اکثر و بیشتر لوگوں میں یہ فخر اپنے دونوں قسموں کے ساتھ پایا جا رہا ہے، الا ما شاء اللہ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ عالیشان مسجدیں تعمیر کرنے والی حکومتیں اور لوگ ان حقائق کو تسلیم ہی نہیں کرتے، حالانکہ ان کے اقوال و افعال میں واضح طور پر یہ اشارات مل رہے ہوتے ہیں کہ ان کا مقصد دوسری مساجد سے مقابلہ ہے۔ ایسے لوگوں سے گزارش ہے کہ وہ درج ذیل بحث کا بغور مطالعہ کریں:

۱۔ سیّدنا ابو درداء اور سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِبْنُوْهُ عَرِيْشاً كَعَرِيْشِ مُوْسٰى .)) يَعْنِي: مَسْجِدَ الْمَدِيْنَةِ .)) یعنی: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ کے چھپر کی طرح اس کو تعمیر کر دو۔ (الفوائد المنتقاة للمخلص: ۹/ ۱۹۳/ ۱، دلائل النبوة للبیهقی: ۲/ ۵٤۲، مسند الشامیین للطبرانی: صـ ٤۲٥، الصحیحة: ٦١٦)

مساجد کی تعمیر میں بلا شک و شبہ بہت بڑا اجر و ثواب ہے، یہ عمل حصول جنت کا بہت بڑا سبب ہے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ تعاون کرنے والوں کو اجرِ عظیم سے نوازے (آمین)۔ بہر حال عصر حاضر میں اکثر مساجد کی انتظامیہ کی سوچوں کا مرز و محور یہ بن چکا ہے کہ ان کی مسجد خوبصورت ترین ہونی چاہیے، آج کل ایک ایک مسجد پر کروڑوں روپے خرچ کیے جا رہے ہیں، جبکہ ہدایت اور ان کی آبادی کا معاملہ تعمیر نو سے پہلے والا ہی نظر آتا ہے یا اس سے بھی کم۔

۲۔ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا أُمِرْتُ بِتَشْيِيْدِ الْمَسْجِدِ .)) یعنی: ''میں (محمد ﷺ) کو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ مساجد کی تزئین و آرائش کروں۔'' پھر سیّدنا ابن عباس نے خود کہا: ((لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتْهَا الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى .)) یعنی: تم مساجد کو اس طرح مزین کرو گے، جیسے یہود و نصاری نے (اپنی عبادت گاہوں کو) کیا تھا۔'' (ابو داود: ٤٤٨)

۳۔ سعید بن ابی سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا زَوَّقْتُمْ مَسَاجِدَكُمْ وَحَلَّيْتُمْ مَصَاحِفَكُمْ، فَالدِّمَارُ عَلَيْكُمْ .)) یعنی: ''جب تم لوگ مساجد کو مزین کرو گے اور مصاحف کو خوبصورت بناؤ گے تو تم پر ہلاکت و بربادی آپڑے گی۔'' (مصنف ابن ابی شیبة: ۱/ ۱۰۰/ ۲، الصحیحة: ۱۳٥۱) نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں جہاد کے موقع پر کروڑہا روپوں کی مالیتوں کا فنڈ جمع کیا جاتا تھا اور آپ ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں جتنا مالِ غنیمت حاصل کر کے اس کو لوگوں میں تقسیم کیا، اس کا تو اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا ہے، لیکن جب مسجد نبوی کی تعمیر کا وقت آتا ہے تو اس کو موسیٰ علیہ السلام کے چھپر کا ڈیزائن دے دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خلفائے راشدین، بالخصوص سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سنہری عہدِ خلافت میں کثیر آمدنی کے انوکھے ذرائع عطا کیے، جن میں قیصر و کسری کے خزانوں کو بھی

مسلمانوں پر لٹا دیا، لیکن مسجد نبوی کا عماراتی ڈیزائن نہیں بدلایا گیا۔ آخر ایسا کرنے میں کیا راز ہے؟ خیر و بھلائی اور تقوی و طہارت کا مرکز مسجد نبوی ہے، اس کے معمار محمد رسول اللہ ﷺ خود ہیں، مسجد حرام کے بعد اس کی فضیلت مسلّم ہے، اس میں ایک نماز کا ایک ہزار گنا سے زائد ثواب ملتا ہے، لیکن اس کو چھپر کی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی اپنے کیے پر غور و خوض کر کے مساجد کو آباد کرنے کی فکر کرنی چاہیے، نہ کہ اس کو خوبصورت سے خوبصورت بنانے کی اور نبی کریم ﷺ کی طرح شخصیتوں اور اقوام کے معماروں پر روپیہ پیسہ خرچ کر کے خدمتِ اسلام میں اپنا حصہ ڈالنا چاہیے۔ یہ بات ذہن نشین کرنا پڑے گی کہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور اس کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ جگہ ہے، کیا یہ کہنا مناسب نہ ہوگا کہ اس کے ڈیزائن اور بناوٹ کی ترتیب کی اجازت بھی گھر کے مالک یعنی اللہ تعالیٰ سے لی جائے گی؟ ہم اپنے معاشرے کے گھروں کی پرشکوہ اور پر جلال عمارتوں سے مرعوب ہو گئے اور ان سے مساجد کا تقابل اور موازنہ کرنا شروع کر دیا۔ اس معاملے میں یہ حقیقت انتہائی حیران کن ہے کہ جو لوگ مساجد پر بے حساب رقم خرچ کرتے ہیں، غور فرمائیں کہ دیواروں پر پردے لٹکائے جا رہے ہیں، منبر و محراب پر لاکھوں خرچ کیا جا رہا ہے، قسما قسم کی ٹائلیں لگائی جا رہی ہیں، قیمتی اور نقش و نگار والے قالین بچھائے جا رہے ہیں، وضو گاہوں اور طہارت خانوں کو مزین بنایا جا رہا ہے، مرکزی دروازوں کو دیدہ زیب بنایا جا رہا ہے، لیکن اسی مسجد میں جب خطیب، امام، خادم اور تعلیم قرآن کے سلسلہ میں بچوں کے مدرس کی تنخواہ کا مسئلہ زیر بحث آتا ہے تو انتہائی کنجوسی کا معاملہ کیا جاتا ہے اور بلا رو رعایت لکھنا پڑے گا کہ انتظامیہ کے اکثر افراد کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ یہ لوگ فارغ البال نہ ہوں اور ان کے پنجوں میں جکڑے رہیں۔ اگر خدمتِ اسلام ہی مقصود ہے تو یہ تضاد کیوں ہے؟ قارئین کرام! کیا آپ حیران ہوں گے کہ آج اپریل ۲۰۱۰ء کی بات ہے، ایک شخص مسجد میں امامت، خطابت، ساٹھ بچوں کو قرآن کی تعلیم دینے اور مسجد کی صفائی کرنے کا ذمہ دار ہے، مسجد اس کے گھر سے پانچ گھنٹوں کے سفر پر ہے، دو تین ماہ کے بعد اس کو دو تین دن چھٹی ملتی ہے، لیکن اس کی تنخواہ چھ ہزار روپے ہے، پانچ ہزار کا بندوبست ایک تنظیم کرتی ہے اور مسجد کے ''چودھری لوگ'' ایک ہزار روپیہ ماہانہ دے کر احسانِ عظیم کرتے ہیں اور اپنے امام کا احترام کرنا تو درکنار، اس کو اپنے ملازم کی حیثیت دینے کے لیے بھی تیار نہیں۔ اب یہی لوگ جب مسجد کو مزین کرنے پر خرچ کریں گے تو کیا ان کے اقدام کو خدمتِ اسلام سمجھا جائے گا؟ (فالی اللہ المشتکی) نہ میں اس نقطے کو سمجھ پا رہا ہوں اور نہ سمجھنے کی کوشش کروں گا۔ بہر حال دعا گو ضرور ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی خرچ کی ہوئی دولت قبول فرمائے اور ان کو مزید خلوص سے نواز دے۔

(١٣٦٦) عَنِ الْحَضْرَمِيِّ بْنِ لَاحِقٍ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ''حضرمی بن لاحق ایک انصاری آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص اپنے

(١٣٦٦) تخريج: ......رجاله ثقات، الا ان الحضرمی لا يروی الا عن التابعين، ولم يثبت له لقاء أحد من الصحابة، فان كان الرجل الانصاری صحابيا، فهو منقطع، والا فهو مرسل ـ أخرجه ابن ابی شيبة: ٢/ ٣٦٨، والبيهقی: ٢/ ٢٩٤

((إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمُ الْقَمْلَةَ فِي ثَوْبِهِ فَلْيَصُرَّهَا وَلَا يُلْقِهَا فِي الْمَسْجِدِ.)) (مسند احمد: ٢٣٨٨١)

کپڑے میں جوں محسوس کرے تو وہ اسے دبا لے اور مسجد میں نہ پھینکے۔‘‘

(١٣٦٧) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَعْنِي بْنَ كُرْزٍ عَنْ شَيْخٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ وَجَدَ رَجُلٌ فِي ثَوْبِهِ قَمْلَةً فَأَخَذَهَا لِيَطْرَحَهَا فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَفْعَلْ، ارْدُدْهَا فِي ثَوْبِكَ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ.)) (مسند احمد: ٢٣٩٥٤)

’’طلحہ بن عبید اللہ بن کرز، مکہ مکرمہ کے ایک قریشی شیخ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنے کپڑے میں ایک جوں محسوس کی اور وہ اسے مسجد میں پھینکنے لگا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ’’ایسا نہ کر، مسجد سے نکلنے تک اسے اپنے کپڑے میں ہی رکھ۔‘‘

فوائد: ......احادیث مبارکہ کا متن ہی مسئلہ سمجھانے کے لیے کافی ہے، لوگوں کو مساجد کے ساتھ اپنے رویے پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔

(١٣٦٨) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَأَصْحَابُهُ مَعَهُ إِذْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَصْحَابُهُ: مَهْ مَهْ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُزْرِمُوهُ دَعُوهُ۔ ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: ((إِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنَ الْقَذَرِ وَالْبَوْلِ وَالْخَلَاءِ

’’سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے، اس وقت ایک بدو آیا اور مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ آپ کے صحابہ کہنے لگے: ٹھہر جا ٹھہر جا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اس کا پیشاب نہ روکو، اسے چھوڑ دو۔‘‘ پھر آپ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا: ’’یہ مساجد گندگی، پیشاب اور پاخانہ میں سے کسی چیز کے لیے درست نہیں، یہ تو صرف نماز، اللہ کے ذکر اور

(١٣٦٧) تخريج: ......اسناده ضعيف، ابن اسحاق مدلس وقد عنعن (انظر: ٢٣٥٥٨) ۔ لكن في الباب عن الحضرمي بن لاحق عن رجل من الانصار، ان رسول الله ﷺ قال: ((اذا وجد احدكم القَمْلة في ثوبه، فليَصُرَّها ولا يلقِها في المسجد.)) أخرجه احمد: ٢٣٤٨٥، وابن ابي شيبة: ٢/ ٣٦٨، والبيهقي: ٢/ ٢٩٤ ورجاله ثقات، الا ان الحضرمي بن لاحق لا يروي الا عن التابعين، ولم يثبت له لقاء احد من الصحابة، فان كان الرجل الانصاري صحابيا، فهو منقطع، والا فهو مرسل۔ (انظر المسند: ٢٣٤٨٥)۔ وهذا الحديث يشهد للحديث الاول ان شاء الله تعالى۔

(١٣٦٨) تخريج: ......أخرجه مسلم: ٢٨٥، وأخرجه البخاري: ٢١٩ ومسلم: ٢٨٤ مختصرا (انظر: ١٢٩٨٤)

أَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، إِنَّمَاهِيَ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَ ذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ .)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِنَ الْقَوْمِ: ((قُمْ فَأْتِنَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَشُنَّهُ عَلَيْهِ .)) فَأَتَاهُ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَشَنَّهُ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۳۰۱۵)

تلاوتِ قرآن کے لیے ہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو فرمایا: ''اٹھ اور پانی کا ایک ڈول لا کر اس پر بہا دے۔'' پس اس نے پانی کا ڈول لا کر اس پر ڈال دیا۔''

فوائد: ......حدیثِ مبارکہ میں آپ ﷺ نے منفی اور مثبت انداز میں مساجد کے آداب و مقاصد کی وضاحت کر دی ہے۔ یہ حدیث کئی اسباق و احکام پر مشتمل ہے: جاہل لوگوں کے ساتھ معاملہ بالعموم اور بالخصوص دین کی تعلیم میں ہمدردی کا ہونا چاہیے۔ مبلغ اور خطیب لوگوں کے لیے اس حدیث میں بہت بڑا سبق بیان کیا گیا ہے، انھیں سمجھنا چاہیے کہ شریعت کا مقصود یہ ہے کہ مجرم کی اصلاح ہو جائے، موقع پر یہ فیصلہ ہو جانا چاہیے کہ فلاں شخص کے لیے نرم رویہ مفید رہے گا یا سخت رویہ۔ نبی کریم ﷺ حکمت و دانائی اور رأفت و شفقت سے متصف تھے، یہ آپ ﷺ کی دانائی تھی کہ مسجد میں پیشاب کرنے والے بدّو کو دورانِ پیشاب اٹھایا جائے نہ اسے جھڑکا جائے، بصورتِ دیگر بڑی خرابی کا امکان پیدا ہو سکتا تھا۔ آپ ﷺ کے اس کردار سے معلوم ہوا کہ ضروری نہیں کہ برائی کو روکنے کے لیے غیظ و غضب اور ڈانٹ ڈپٹ کا ماحول ہی پیدا کر دیا جائے، بلکہ حالات و واقعات کو دیکھ کر مصلح کوئی نرم یا سخت رویہ اختیار کر سکتا ہے، بہر حال اقدام جو بھی ہو، نتیجہ خیز ہونا چاہیے۔ اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ بڑے فساد سے بچنے کے لیے چھوٹے فساد کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مسجد میں پیشاب کرنا واضح طور پر فساد ہے، لیکن ایسا کرنے والے کو فوراً اس کے کیے سے روکنا بڑی خرابی ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ پیشاب روکنے کی وجہ سے اسے تکلیف ہو یا وہ اس چیز کو محسوس کر کے ایمان سے دور ہو جائے یا اس کا پیشاب نکلتا رہنے کی وجہ سے مسجد کا مزید حصہ متاثر ہو جائے۔ نتیجتاً آپ ﷺ نے چھوٹے فساد کی پروا نہ کی۔ ایک فقہی اصطلاح ''اَخَفُّ الْمَفْسَدَتَيْن'' (دو فسادوں میں سے ہلکا فساد) کا یہی معنی و مفہوم ہے۔

مسجد کو پاک کرنے کے دو طریقے ہیں:

۱۔ نجاست پر پانی بہا دینا: اس طریقے سے اول تو نجاست کے اثرات زمین میں جذب ہو جائیں گے، اگر بچ گئے تو ہوا، سورج کی روشنی، لوگوں کے چلنے پھرنے اور مٹی کی ذاتی صَلاحیت کی وجہ سے ختم ہو جائیں گے۔ بہر حال یہ ایک شرعی رخصت ہے، جسے بلا چون و چرا قبول کیا جانا چاہیے۔

۲۔ زمین کا خشک ہو جانا اور نجاست کے اثرات ختم ہو جانا: سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے زمانے میں مسجد میں سویا کرتا تھا، میں نوجوان آدمی تھا، لیکن ابھی تک میری شادی نہیں ہوئی تھی، میں دیکھتا تھا کہ کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب بھی کر دیتے تھے، مگر وہ (صحابہ) اس پر کوئی پانی نہ چھڑکتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۱۷۴، ابو داود: ۳۸۲، واللفظ لہ، امام ابوداود نے اس حدیث پر ((فی طهور الارض اذا يبست .)) ''جب زمین خشک ہو

جائے تو اس کے پاک ہونے کا بیان'' کا باب ثبت کیا ہے۔)

شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی نے کہا: اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اگر زمین پر پڑنے والی نجاست سورج کی روشنی یا ہوا کی وجہ سے خشک ہو جائے اور اس کے اثرات ختم ہو جائیں تو اسے پاک سمجھا جائے گا، پانی نہ چھڑکنے کا یہی مفہوم ہوسکتا ہے۔(عون المعبود: ۱ / ۲۱۷) جس حدیث میں زمین کے متاثرہ حصے کی مٹی کو اٹھا لینے کا ذکر ہے، وہ انقطاع وارسال کی وجہ سے متکلم فیہ ہے، جیسا کہ "نصب الراية": ۱/ ۲۱۲ میں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر مٹی کو اٹھا لینا ہی کافی ہوتا تو اس پر پانی بہانا بے سود ہوتا۔ واللہ اعلم بالصواب

8 ..... بَابُ مَایُبَاحُ فِعْلُهُ فِي الْمَسَاجِدِ

مساجد میں جو کام کرنے جائز ہیں

(۱۳۶۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كُنَّا فِي زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ نَقِيْلُ فِيْهِ وَنَحْنُ شَبَابٌ۔ (مسند احمد: ۴۶۰۷)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم مسجد میں سوتے تھے، قیلولہ کر لیا کرتے تھے، حالانکہ ہم نوجوان تھے۔

(۱۳۷۰)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: مَا كَانَ لِيْ مَبِيْتٌ وَلَا مَأْوَى عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ۔ (مسند احمد: ۵۸۳۹)

''دوسری سند کے ساتھ مروی حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میرے لیے مسجد کے علاوہ نہ کوئی رات گزارنے کی جگہ ہوتی تھی اور نہ کوئی اور پناہ گاہ۔''

فوائد: ...... پہلے بھی فوائد ومتون میں اس قسم کی احادیث گزر چکی ہے، ثابت ہوا کہ مسجد میں سونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اعتکاف کرنے والوں کا معاملہ بھی اس حوالے سے واضح ہے۔

(۱۳۷۱) عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ أَبْصَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى ظَهْرِهِ وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى۔ (مسند احمد: ۱۶۵۵۸)

''عباد بن تمیم اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھ کر مسجد میں پیٹھ کے بل چت لیٹے ہوئے تھے۔''

فوائد: ...... مسجد میں لیٹنا تو واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے۔ نیز درج ذیل حدیث پر غور فرمائیں:

(۱۳۶۹) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ۴۴۰، ومسلم: ۲۴۷۹ (انظر: ۴۶۰۷)

(۱۳۷۰) تخریج: ...... حدیث صحیح و ھذا اسناد ضعیف۔ (انظر: ۵۸۳۹)

(۱۳۷۱) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ۴۷۵، ومسلم: ۲۱۰۰ (انظر: ۱۶۴۳۰)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا اسْتَلْقَى أَحَدُكُمْ عَلَى ظَهْرِهِ فَلَا يَضَعْ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى .)) یعنی: ''جب آدمی پیٹھ کے بل چت لیٹا ہوا ہو تو ایک ٹانگ کو دوسری پر نہ رکھے۔'' (ترمذي: ۲/ ۱۲۷، صحيحه: ۱۲۵۵ واخرجه مسلم: ٦/ ١٥٤ بلفظ: لايستلقين احدكم، ثم يضع احدى رجليه على الاخرى)

بظاہر ان دو احادیث میں تعارض نظر آ رہا ہے، لیکن حقیقت میں کوئی تضاد نہیں ہے، کیونکہ نہی والی حدیث کو اس شخص پر محمول کیا جائے گا جس کو ستر کھلنے اور بے پردہ ہونے کا خطرہ ہو، اگر پردے کا مکمل اہتمام کیا ہوا ہو تو پھر اس طرح لیٹنے اور ٹانگ پر ٹانگ رکھنے میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ سیّدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ مسجد میں چت لیٹے ہوئے تھے اور ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی۔ (بخاری، مسلم)

(۱۳۷۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسٰى ثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ يُخْبِرُنِي عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ احْتَجَمَ فِي الْمَسْجِدِ، قُلْتُ لِابْنِ لَهِيعَةَ فِي مَسْجِدِ بَيْتِهِ؟ قَالَ لَا، فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ. (مسند احمد: ٢١٩٤٤)

''سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں سینگی لگوائی۔ روای کہتے ہیں: میں نے ابن لہیعہ سے پوچھا: اپنے گھر کی مسجد میں؟ انہوں نے کہا: نہیں، بلکہ مسجد نبوی میں۔''

فوائد: ...... صحیح روایت کے مطابق اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد میں حجرہ لگایا تھا، مسجد میں سینگی لگوانے والی یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

(۱۳۷۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْهُمْ يَا عُمَرُ، فَإِنَّهُمْ بَنُو أَرْفِدَةَ .)) (مسند احمد: ١٠٩٨٠)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور حبشی لوگ کھیل رہے تھے، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کیا، لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عمر! ان کو چھوڑ دو، کیونکہ یہ بنو ارفدہ ہیں۔''

فوائد: ...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی (صحیح بخاری: ۹۵۰) کی روایت کے مطابق یہ عید کا دن تھا اور عید کے دن کھیلنا

(١٣٧٢) تخريج: ...... حديث صحيح، لكن بلفظ: "اِحتجر" دون "احتجم" وهذا اسناد ضعيف لسوء حفظ ابن لهيعة. أخرجه البخاري: ٧٣١، ٧٢٩٠، ومسلم: ٧٨١ مطولا (انظر: ٢١٥٨٢، ٢١٦٠٨)

(١٣٧٣) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٢٩٠١، ومسلم: ٨٩٣ (انظر: ٨٠٨٠، ١٠٩٦٧).

ویسے بھی جائز ہے، جب تک کوئی کھیل کسی حرام کام پر مشتمل نہ ہو۔ رہا مسئلہ حبشی لوگوں کا تو ان کا کھیلنا محض کھیل نہیں تھا، بلکہ وہ جنگی آلات کے ذریعے جنگی مہارت کا اظہار کر رہے تھے، جو کہ مطلوبِ شریعت ہے۔ بنوارفدہ، حبشی لوگوں کا لقب تھا یا ان کے نسب میں کسی باپ کا نام ''ارفدہ'' تھا، جس کی طرف ان کو منسوب کیا جاتا تھا، یہ لوگ عید کے روز دوسرے صحابہ کی بہ نسبت کھیل کود کا زیادہ شوق رکھتے تھے۔ مسجد کے تقدس کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی زجروتوبیخ کی، لیکن بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضاحت کر دی کہ مسجد میں اس قسم کے امور جائز ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: مہلب کہتے ہیں: جماعۃ المسلمین کے معاملات مسجد کے ساتھ متعلق ہیں، اس لیے جن امور کا تعلق دین اور اہل دین کی منفعت سے ہو، نہ کہ فردِ واحد کی ذات سے، ان کا مسجد میں سرانجام دینا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۱/ ۷۲۱)

(۱۳۷٤) عَنْ سَعِيْدٍ (بْنِ الْمُسَيَّبِ) قَالَ: مَرَّ عُمَرُ رضی اللہ عنہ بِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَهُوَ يَنْشُدُ (وَفِي رِوَايَةٍ وَهُوَ يَنْشُدُ الشِّعْرَ) فِي الْمَسْجِدِ فَلَحَظَ إِلَيْهِ، وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَالَ: فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَنْشُدُ الشِّعْرَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَنْشُدُ وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ۔ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ: سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَجِبْ عَنِّي اَللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ؟)) قَالَ: نَعَمْ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ قَالَ فَانْصَرَفَ عُمَرُ وَهُوَ يَعْرِفُ أَنَّهُ يُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ)۔ (مسند احمد: ۲۲۲۸٤)

''سعید بن مسیّب کہتے ہیں: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر ہوا اور وہ مسجد میں اشعار پڑھ رہے تھے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف غصے کی نظر سے دیکھا اور کہا: کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں شعر پڑھ رہے ہو؟ آگے سے سیّدنا حسان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: آپ سے بہتر ہستی کی موجودگی میں میں شعر پڑھا کرتا تھا، پھر وہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''(حسان!) میری طرف سے جواب دے۔ اے اللہ! روح القدس کے ذریعے اس کی تائید فرما۔'' سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں۔'' (یہ سن کر) سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے اور سمجھ گئے کہ حسان کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

فوائد: ...... ''بَابٌ جَامِعٌ فِيْمَا تُصَانُ عَنْهُ الْمَسَاجِدُ'' میں یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ مسجد میں اچھے اشعار پڑھنا درست ہے۔

9 ..... بَابُ النَّهْيِ عَنْ اتِّخَاذِ قُبُوْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ مَسَاجِدَ لِلتَّبَرُّكِ وَالتَّعْظِيْمِ

تبرک و تعظیم کے لیے انبیاء وصالحین کی قبروں کو مساجد بنانے کی ممانعت

(۱۳۷۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ

''سیّدنا عبداللہ بن عباس اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما دونوں بیان کرتے

(۱۳۷٤) تخريج:...... أخرجه البخاري: ۳۲۱۲، ومسلم: ۲٤۸٥ (انظر: ۲۱۹۳٦)

(۱۳۷۵) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٤۳٥، ۳٤٥۳، ومسلم: ٥۳۱ (انظر: ۱۸۸٤).

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهُمَا قَالَا: لَمَّا نُزِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَفِقَ يُلْقِيْ خَمِيصَتَهُ عَلٰى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ رَفَعْنَاهَا عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى، اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ.)) تَقُوْلُ عَائِشَةُ: يُحَذِّرُهُمْ مِثْلَ الَّذِيْ صَنَعُوْا۔ (مسند احمد: ١٨٨٤)

ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ وفات کے قریب ہوئے تو آپ اپنے چہرے پر چادر ڈالتے، جس وقت آپ کو گھٹن محسوس ہوتی تو ہم چادر اٹھا دیتے تھے، اس حالت میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا تھا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: (دراصل) آپ ﷺ لوگوں کو ان جیسا کام کرنے سے ڈرا رہے تھے۔''

(١٣٧٦) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيْسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ تَذَاكَرُوْا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ فَذَكَرَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِيْبَةَ كَنِيْسَةً رَأَيْنَهَا فِيْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ) فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أُولٰئِكَ إِذَا كَانَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ، أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) (مسند احمد: ٢٤٧٥٦)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ ام حبیبہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک گرجے کا ذکر کیا، جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا، اور ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں: لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس آپ کی بیماری میں ایک دوسرے سے باتیں کیں تو سیدہ ام سلمہ اور سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ایک گرجے کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا، اسمیں تصویریں تھیں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان لوگوں کا حال یہ رہا ہے کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہوتا تو اس کی قبر پر مسجد تعمیر کر کے اس میں یہ تصویریں بنا لیتے تھے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ لوگ بدترین مخلوق ہوں گے۔''

(١٣٧٧) وَعَنْهَا رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَمِيْصَةٌ سَوْدَاءُ حِيْنَ اشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ، قَالَتْ: فَهُوَ يَضَعُهَا مَرَّةً عَلٰى وَجْهِهِ وَمَرَّةً يَكْشِفُهَا عَنْهُ وَيَقُوْلُ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ قَوْمًا اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ.)) يُحَرِّمُ ذٰلِكَ عَلٰى أُمَّتِهِ۔ (مسند احمد: ٢٦٨٨٢)

''سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر سیاہ چادر تھی، جس وقت آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو آپ ﷺ کبھی اسے چہرے پر لے لیتے اور کبھی چہرے سے ہٹا دیتے اور فرماتے: ''اللہ ان لوگوں کو ہلاک کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔'' آپ ﷺ اس فعل کو اپنی امت پر حرام فرما رہے تھے۔''

(١٣٧٦) تخريج:...... أخرجه البخارى: ٤٢٧، ٣٨٧٣، ومسلم: ٥٢٨ (انظر: ٢٤٢٥٢)

(١٣٧٧) تخريج:...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف، ابن اسحاق مدلس وقد عنعن أخرجه النسائى فى "الكبرى": ٧٠٩١ وأخرجه البخارى ومسلم عن ابن عباس و عائشة كما تقدم فى ٣٥٥ (انظر: ٢٦٣٥٠).

فوائد: ......تینوں احادیث میں نبی کریم ﷺ کی مرض الموت کا ذکر ہے، گویا کہ آپ ﷺ کو علم ہو گیا تھا کہ اب آپ ﷺ دنیائے فانی سے رخصت ہونے والے ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے یہودیوں اور عیسائیوں کے اس بدکردار کا ذکر کر کے اپنی قبر کو بھی اس قسم کی تعظیم سے محفوظ کرنا چاہا۔ لعنت کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جرم انتہائی سنگین اور کبیرہ گناہ ہے۔ آپ ﷺ نے دو وجوہات کی بنا پر ایسا کرنے سے منع کیا: (۱) اہل کتاب کی مشابہت سے بچنا اور (۲) اس کا شرک خفی پر مشتمل ہونا، اس کی صورت یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے آتا ہے، لیکن نتیجہ مخلوق کی ممنوعہ تعظیم کی صورت میں نکلتا ہے، پھر معاملہ شرکِ جلی تک جا پہنچتا ہے۔ جیسا کہ اب مزاروں اور قبوں پر ہو رہا ہے۔ نیکوکار لوگوں کے مقبروں اور ان کے پاس نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے۔

10 ..... بَابُ جَوَازِ نَبْشِ قُبُوْرِ الْكُفَّارِ وَاِتِّخَاذِ أَرْضِهَا مَسَاجِدَ

کفار کی قبریں اکھاڑ کر ان کی جگہ مساجد بنانے کا جواز

(۱۳۷۸) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: كَانَ مَوْضِعُ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ لِبَنِي النَّجَّارِ وَكَانَ فِيْهِ نَخْلٌ وَخَرِبٌ وَقُبُوْرٌ مِنْ قُبُوْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَامِنُوْنِيْ.)) فَقَالُوْا: لَا نَبْغِيْ بِهِ ثَمَنًا إِلَّا عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّخْلِ فَقُطِعَ وَبِالْحَرْثِ فَأُفْسِدَ وَبِالْقُبُوْرِ فَنُبِشَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ ذٰلِكَ يُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ۔ (مسند احمد: ۱۲۲۶۷)

''سیّدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی کی جگہ بنو نجار کی ملکیت تھی اور اسمیں کھجوروں کے درخت اور زمانہ جاہلیت کی قبریں تھیں اور کچھ جگہ ویران پڑی تھی، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''مجھ سے قیمتاً سودا کر لو۔'' لیکن انھوں نے کہا کہ ہم اس کی قیمت صرف اللہ تعالیٰ سے لیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے کھجور کے درختوں کے بارے حکم دیا تو انہیں کاٹ دیا گیا اور کھیتی کے متعلق حکم دیا تو اسے اجاڑ دیا گیا اور قبروں کے بارے حکم دیا تو انہیں اکھاڑ دیا گیا۔ اس سے پہلے جہاں آپ کو نماز پالیتی، آپ وہیں ادا کر لیتے، حتی کہ بکریوں کے باڑوں میں بھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔''

فوائد: ......صحیح بخاری کی روایت میں یہ وضاحت ہے کہ یہ مشرک لوگوں کی قبریں تھیں، چونکہ ایسی قبروں کو کوئی حرمت حاصل نہیں ہے، اس لیے ان کو اکھاڑ کر اس جگہ پر مسجد کی تعمیر کی گئی۔ ایک طرف تو آپ ﷺ نے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں پر مسجدیں بنانے والوں پر لعنت فرمائی اور دوسری طرح مسجد نبوی کی تعمیر ہی قبروں کی جگہ پر کی گئی؟ حافظ ابن حجر جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں (مفہوم): لعنت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایسا کرنے سے قبروں کی تعظیم لازم آتی تھی،

(۱۳۷۸) تخریج:...... أخرجه مطولا ومختصرا البخاری: ۴۲۸، ۱۸۶۸، ۲۱۰۶، ۲۷۷۱، ومسلم: ۵۲۴، ۱۸۰۵، وابوداود: ۴۵۳ (انظر: ۱۳۲۰۸) وأخرج البخاری: ۲۳۴، ۴۲۹، ومسلم: ۵۲۴ قصة الصلاة فی مرابض الغنم (انظر: ۱۲۳۳۵)

پھر قبر والوں کی شان میں غلوّ شروع ہو جاتا ہے اور اس کا نتیجہ ان کی عبادت کی صورت میں نکلتا ہے۔ اسی طرح انبیاء اور ان کے پیر کاروں کی قبریں اکھاڑ کر از راہ تبرّک وہاں مسجد تعمیر کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔ رہا مسئلہ مشرکوں کا تو ان کی قبریں اکھاڑ دینے اور ان کی اہانت کرنے میں کوئی حرج نہیں اور ایسے مقامات پر مسجدیں تعمیر کرنے سے ان کی تعظیم لازم نہیں آتی اور یہی تعظیم ہے جس کی بنا پر ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۱/ ۶۹۰)

11 ..... بَابُ جَوَازِ اِتِّخَاذِ الْبِیَعِ مَسَاجِدَ

غیر مسلموں کے عبادت خانوں کو مساجد بنانے کا جواز

(۱۳۷۹) عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: وَفَدْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا وَدَّعْنَا أَمَرَنِيْ فَأَتَيْتُهُ بِإِدَاوَةٍ مِنْ مَاءٍ فَحَثَا مِنْهَا ثُمَّ مَجَّ فِيْهَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَوْكَأَهَا ثُمَّ قَالَ: ((اذْهَبْ بِهَا وَانْضَحْ مَسْجِدَ قَوْمِكَ وَأْمُرْهُمْ أَنْ يَرْفَعُوْا بِرُؤُوْسِهِمْ أَنْ رَفَعَهَا اللّٰهُ۔)) قُلْتُ: إِنَّ الْأَرْضَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ بَعِيْدَةٌ وَإِنَّهَا تَيْبَسُ۔ قَالَ: ((فَإِذَا يَبِسَتْ فَمُدَّهَا۔)) (مسند احمد: ۱۶۴۰۲)

''سیّدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم وفد کی صورت میں نبیٔ کریم ﷺ کے پاس آئے، جب آپ ﷺ نے ہمیں الوداع کیا تو مجھے حکم دیا، پس میں پانی کا ایک لوٹا لے کر آپ کے پاس آیا، آپ نے اس سے چلو بھر کر تین دفعہ اس میں کلی کی، پھر اس کو تسمہ سے باندھ کر فرمایا: ''یہ پانی لے جاؤ، اسے اپنی قوم کی مسجد پر چھڑک دینا اور لوگوں کو حکم دینا کہ اب وہ اپنے سر اٹھالیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھا دیا ہے۔'' سیّدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارا اور آپ کا زمینی فاصلہ تو بہت زیادہ ہے، اس لیے یہ پانی تو خشک ہو جائے گا۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب یہ خشک ہونے لگے تو (اس میں اور پانی ڈال کر) اسے بڑھا لینا۔''

فوائد: ...... یہ روایت مذکورہ بالا سیاق کے ساتھ ضعیف ہے، سنن نسائی کی روایت صحیح ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے:
سیّدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم وفد کی صورت میں نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے، آپ کی بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ کو یہ بتلایا کہ ہمارے علاقے میں ایک گرجا گھر ہے، (چونکہ ہم اس کو مسجد میں تبدیل کرنا چاہتے تھے)، اس لیے آپ ﷺ سے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی طلب کیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوایا، وضو کیا اور کلی کی اور ایک چھوٹے مشکیزے میں پانی ڈال کر ہمیں دے دیا اور فرمایا: ''اب چلے جاؤ، جب اپنے علاقے میں پہنچو تو گرجا گھر کو گرا دینا اور وہاں یہ پانی چھڑک کر مسجد تعمیر کر لینا۔'' ہم نے کہا: ہمارا ملک بہت دور ہے اور گرمی بڑی سخت ہے،

(۱۳۷۹) تخریج: ...... اسناده ضعیف بهذه السیاقة۔ محمد بن جابر بن سیار الحنفی ضعیف، وعبد الله بن بدر الحنفی لم یسمع من طلق بن علی۔ وأخرجه النسائی: ۲/ ۳۸، وابن حبان: ۱۱۲۳ ...... عن عبد الله بن بدر عن قیس بن طلق عن ابیه بلفظ: قال: خرجنا وفدا ...... (انظر: ۱۶۲۹۳)

اس لیے پانی تو خشک ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس میں دوسرے پانی کا اضافہ کرتے جانا، اس سے اس کی پاکیزگی میں اضافہ ہی ہوگا۔“ پس ہم وہاں سے نکل پڑے اور اپنے علاقے میں پہنچ گئے۔ پھر ہم نے گرجا گھر مسمار کیا، وہاں پانی چھڑکا اور مسجد تعمیر کر کے اذان دی۔ طیٔ قبیلے کے ایک پادری نے اذان سن کر کہا: یہ دعوتِ حق ہے۔ پھر وہ ایک ٹیلے کی طرف چلا گیا اور بعد میں ہمیں نظر نہیں آیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گرجا گھر کو مسجد میں تبدیل کیا جا سکتا ہے، یہی حکم تمام غیر مسلم اقوام کے عبادت خانوں اور بت گھروں کا ہوگا اور کئی صحابہ کرام نے بھی ایسے ہی کیا، جب انھوں نے مختلف علاقے فتح کیے تو دشمنوں کے عبادت خانوں کو مسلمانوں کے لیے مساجد میں تبدیل کر دیا۔

12 ..... بَابُ مَا جَاءَ فِي اِتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوْتِ

گھروں میں مساجد بنانے کا بیان

(۱۳۸۰) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَتَّخِذَ الْمَسَاجِدَ فِي دِيَارِنَا وَ أَمَرَنَا أَنْ نُنَظِّفَهَا۔ (مسند احمد: ٢٠٤٤٦)

”سیدنا سمرہ بن جندب ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے محلوں میں مساجد بنانے کا اور انہیں صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا ہے۔“

(۱۳۸۱) عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِبُنْيَانِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ۔ (مسند احمد: ٢٦٩١٨)

”سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مساجد بنانے کا، انہیں صاف ستھرا رکھنے کا اور ان میں خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے۔“

فوائد: ......ان دو احادیث سے گھروں میں مساجد بنانے کا استدلال محل نظر ہے، اگرچہ ”دار“ کا معنی ”گھر“ بھی کیا گیا ہے، لیکن ان احادیث میں ”دار“ سے مراد محلّہ یا قبیلہ ہے۔ شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی ؒ کہتے ہیں: بغوی نے ”شرح السنۃ“ میں کہا: (”دُوْر“ یا ”دِیَار“ سے) آپ ﷺ کی مراد وہ محلے ہیں، جن میں گھر ہوتے ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿سَأُرِيْكُمْ دَارَ الْفَاسِقِيْنَ﴾ قبیلہ کے لوگ جس محلے میں جمع ہوتے تھے، عرب لوگ اسے ”دار“ کہتے تھے۔ امام سفیان نے کہا: ”دُور“ سے مراد قبائل ہیں، یعنی قبائل میں مسجدیں تعمیر کی جائیں، .... آپ ﷺ کے اس حکم کی حکمت یہ ہے کہ ہر محلے میں اہل محلّہ کے لیے ایک مسجد ہو، جس میں وہ آسانی سے نماز ادا کر سکیں، کیونکہ بسا اوقات دوسرے محلّہ کی مسجد میں پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے، اور اس طرح سے لوگ مسجد اور جماعت کے اجر سے محروم ہو جاتے ہیں۔ (عون المعبود: ١/ ٢٤٩)

(۱۳۸۰) تخریج:...... صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ٤٥٦ (انظر: ٢٠١٨٤)

(۱۳۸۱) تخریج:...... حدیث صحیح وھذا اسناد ضعیف۔ أخرجه الترمذی: ٥٩٤، وابوداود: ٤٥٥، وابن ماجه: ٧٥٩، وابن حبان: ١٦٣٤، وابن خزیمة: ١٢٩٤ (انظر: ٢٦٣٨٦)

(۱۳۸۲) عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ أَبِيْ مِنَ الشَّامِ وَافِدًا وَأَنَا مَعَهُ فَلَقِيَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَ أَبِيْ حَدِيثًا عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَبِيْ: أَيْ بُنَيَّ إِحْفَظْ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَإِنَّهُ مِنْ كُنُوزِ الْحَدِيْثِ، فَلَمَّا قَفَلْنَا انْصَرَفْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَسَأَلْنَا عَنْهُ فَإِذَا هُوَ حَيٌّ وَإِذَا شَيْخٌ أَعْمٰى مَعَهُ، قَالَ فَسَأَلْنَاهُ عَنِ الْحَدِيْثِ فَقَالَ نَعَمْ، ذَهَبَ بَصَرِيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَهَبَ بَصَرِيْ وَلَا أَسْتَطِيعُ الصَّلَاةَ خَلْفَكَ، فَلَوْ بَوَّأْتَ فِيْ دَارِيْ مَسْجِدًا فَصَلَّيْتَ فِيْهِ فَأَتَّخِذُهُ مُصَلًّى قَالَ: ((نَعَمْ، فَإِنِّيْ غَادٍ عَلَيْكَ غَدًا.)) قَالَ: فَلَمَّا صَلّٰى مِنَ الْغَدِ الْتَفَتَ إِلَيْهِ فَقَامَ حَتّٰى أَتَاهُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ فَجَاءَ هُوَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ) فَقَالَ ((يَا عِتْبَانُ! أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُبَوِّيءَ لَكَ؟)) فَوَصَفَ لَهُ مَكَانًا فَبَوَّأَ لَهُ وَصَلّٰى فِيْهِ، ثُمَّ حُبِسَ أَوْ جَلَسَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاحْتَبَسُوْا عَلٰى طَعَامٍ) وَبَلَغَ مَنْ حَوْلَنَا مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءُوْا حَتّٰى مُلِئَتْ عَلَيْنَا الدَّارُ فَذَكَرُوا الْمُنَافِقِيْنَ وَمَا يَلْقَوْنَ مِنْ أَذَاهُمْ وَشَرِّهِمْ حَتّٰى صَيَّرُوْا أَمْرَهُمْ إِلٰى رَجُلٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُمِ (وَفِيْ

''ابو بکر بن انس بن مالک کہتے ہیں کہ میرے والد وفد کی صورت میں شام سے آئے، میں بھی ان کے ساتھ تھا، ہمیں محمود بن ربیع ملے، انہوں نے میرے والد کو سیّدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بیان کی، میرے والد کہنے لگے: میرے پیارے بیٹے! یہ حدیث یاد کر لو کیونکہ یہ حدیث خزائنِ حدیث میں سے ہے۔ پھر جب ہم واپس گئے تو مدینہ جا کر ان کے بارے پوچھا، وہ زندہ تھے اور ان کے پاس ایک نابینا بزرگ بھی تھے۔ ہم نے ان سے حدیث کے بارے میں پوچھا، وہ کہنے لگے: جی ہاں، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں میری نظر ختم ہو گئی، اس لیے میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میری نظر ختم ہو گئی ہے، میں آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا، اگر آپ میرے گھر میں مسجد کے لیے کوئی جگہ پسند فرما کر اس میں نماز پڑھتے تو میں اسے جائے نماز بنا لیتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، کل صبح میں تیرے پاس آؤں گا۔'' اگلے دن آپ نے (فجر کی) نماز پڑھی تو اس کی طرف چل پڑے حتی کہ اس کے پاس پہنچ گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ، سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عتبان! تو کہاں پسند کرتا ہے کہ میں تیرے لیے (نماز کی) جگہ متعین کروں؟'' اس نے ایک جگہ کا تعین کیا، پس آپ ﷺ نے اس میں نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ وہاں بیٹھ گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ کھانے کے لیے رک گئے۔ جب ارد گرد کے انصار کو (آپ ﷺ کی آمد کا) پتہ چلا تو وہ بھی جمع ہونے لگ گئے حتی کہ ہمارا گھر بھر گیا۔ لوگ وہاں منافقوں اور ان کی

(۱۳۸۲) تخریج:...... اسناده ضعيف بهذه السياقة لضعف على بن زيد بن جدعان۔ أخرج بنحوه النسائى فى "الكبرى": ۱۰۹٤۲، والطبرانى فى "الكبير": ۱۸/ (٤٦) (انظر: ١٦٤٨٤)

رِوَايَةِ الدُّخْشُنِ أَوِ الدُّخَيْشِنِ) وَقَالُوْا مِنْ حَابِهِ وَمِنْ حَالِهِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاكِتٌ، فَلَمَّا اَكْثَرُوْا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟)) فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ، قَالُوْا: إِنَّهُ لَيَقُولُهُ، قَالَ: ((وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ! لَئِنْ قَالَهَا صَادِقًا مِنْ قَلْبِهِ لَا تَأْكُلُهُ النَّارُ أَبَدًا.)) قَالُوْا: فَمَافَرِحُوْا بِشَيْءٍ قَطُّ كَفَرَحِهِمْ بِمَا قَالَ۔ (مسند احمد: ١٦٥٩٨)

طرف سے آنے والی تکلیف اور شرّ کا ذکر کرنے لگے، حتی کہ مالک بن دخشم (یا دخشن یا دخیشن) نامی آدمی کا تذکرہ چل نکلا، لوگوں نے اس کے بارے میں کافی باتیں کیں کہ وہ ایسا ہے، وہ ویسا ہے، جبکہ رسول ﷺ خاموشی کے ساتھ تشریف فرما تھے، جب بہت زیادہ باتیں ہونے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ شخص لا إلہ إلا اللہ کی گواہی نہیں دیتا؟'' آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ سوال کیا، جس کا جواب دیتے ہوئے لوگ کہنے لگے: یہ کلمہ تو وہ پڑھتا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق دے کر مبعوث کیا ہے! اگر وہ صدقِ دل سے یہ کلمہ پڑھتا ہے آگ کبھی بھی اس کو نہیں کھائے گی۔'' لوگ کبھی بھی کسی چیز سے اتنے خوش نہیں ہوئے جتنا کہ ان کو آپ ﷺ کے اس فرمان سے خوشی ہوئی۔''

فوائد: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے، البتہ صحیح روایت کا سیاق یہ ہے: سیّدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بسا اوقات سیلاب اور پانی کی رو میرے اور میری قوم کی مسجد کے مابین حائل ہو جاتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں ایک جگہ میں نماز پڑھیں تو میں اس کو مسجد بنا سکوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب ہم ایسا ہی کریں گے۔'' اگلے دن بوقتِ صبح رسول اللہ ﷺ ابوبکر کے پاس گئے اور ان کو اپنے ساتھ لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ عتبان کے گھر پہنچے تو فرمایا: ''تو کہاں چاہتا ہے کہ ہم نماز پڑھیں؟'' انھوں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں، آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔ ہم نے قیمے اور آٹے سے ایک کھانا تیار کیا ہوا تھا، اس لیے ہم نے آپ ﷺ کو روک لیا۔ جب اس بستی والوں کو پتہ چلا تو وہ بھی گھر میں جمع ہونے شروع ہو گئے، حتی کہ گھر بھر گیا۔ باتیں ہونے لگیں، ایک آدمی نے کہا: مالک بن دخشم کہاں ہے؟ دوسرے نے یوں کہہ دیا: وہ منافق ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالیٰ کا چہرہ تلاش کرنے کے لیے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے، اس کے بارے میں یہ دعوی مت کیا کرو۔'' اس نے کہا: بات یہ ہے کہ ہمیں تو اس کی توجہ اور خیر خواہی منافقوں کی طرف ہی نظر آتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالیٰ کا چہرہ تلاش کرنے کے لیے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے، اس کے بارے میں یہ دعوی مت کیا کرو۔'' ایک آدمی نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی آدمی قیامت والے دن آئے اور وہ اللہ

تعالیٰ کا چہرہ تلاش کرنے کے لیے لا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہوتو اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کر دے گا۔'' (مسند احمد: ١٦٤٨٢، وأخرجه البخاري: ٦٨٦، ٨٣٨، ٨٣٩، ٦٤٢٢ مطولا ومختصرا، مسلم: ٢٦٣)

(١٣٨٣) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ (بْنِ مَالِكٍ) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ ذَهَبَ بَصَرُهُ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ جِئْتَ صَلَّيْتَ فِي دَارِيْ أَوْقَالَ: فِي بَيْتِي لَأَتَّخَذْتُ مُصَلَّاكَ مَسْجِدًا، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى فِي دَارِهِ أَوْ قَالَ فِيْ بَيْتِهِ، وَاجْتَمَعَ قَوْمُ عِتْبَانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ فَذَكَرُوْا مَالِكَ بْنَ الدُّخْشُمِ، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُ وَإِنَّهُ يُعَرِّضُوْنَ بِالنِّفَاقِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ؟)) قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يَقُوْلُهَا عَبْدٌ صَادِقٌ بِهَا إِلَّا حُرِّمَتْ عَلَيْهِ النَّارُ.)) (مسند احمد: ١٢٨١٩)

''یہی روایت ایک دوسری سند کے ساتھ یوں ہے: سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی بینائی ختم ہوگئی، اس لیے انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ! اگر آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز پڑھیں، تاکہ میں آپ کی جائے نماز کو مسجد بنالوں۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور اس کے گھر میں نماز پڑھی۔ سیّدنا عتبان رضی اللہ عنہ کی قوم کے لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر مالک بن دخشم کا ذکر کرنے لگے اور اس کے نفاق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول! وہ ایسا ہے، وہ ویسا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ یہ گواہی نہیں دیتا کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں؟'' لوگ کہنے لگے: کیوں نہیں (یہ شہادت تو وہ دیتا ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو بندہ بھی صدق واخلاص کے ساتھ یہ کلمہ کہتا ہے، اس پر آگ حرام کر دی جاتی ہے۔''

فوائد: ......حدیثِ مبارکہ کے آخری حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کی الوہیت وربوبیت اور آپ ﷺ کی رسالت کی شہادت دیتا ہو، اس پر کفر یا نفاق کا فتوی لگانے کے معاملے میں محتاط رہنا چاہیے، جب تک کوئی واضح دلیل نہ ہو۔

(١٣٨٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ ضَخْمًا لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يُصَلِّيَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ لَا

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی موٹا تھا، وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا، اس لیے اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! مجھ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کی سکت نہیں ہے۔ پھر اس

(١٣٨٣) تخريج: ...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف (انظر: ١٢٧٨٨).
(١٣٨٤) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٦٧٠، ١١٧٩، وابوداود: ٦٥٧ (انظر: ١٢٣٢٩).

أَسْتَطِيْعُ أَنْ أُصَلِّيَ مَعَكَ ، فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا وَدَعَا النَّبِيَّ ﷺ إِلَيْهِ وَبَسَطُوْا لَهُ حَصِيْراً وَنَضَحُوْهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ آلِ الْجَارُوْدِ، أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ الضُّحٰى؟ قَالَ مَارَأَيْتُهُ صَلَّاهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ۔ (مسند احمد: ١٤١٤٧)

نے آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا، نبی کریم ﷺ کو دعوت دی اور آپ کے لیے ایک چٹائی بچھائی اور اس پر پانی چھڑکا۔ آپ نے اس پر دو رکعت نماز پڑھی۔ آل جارود کے ایک آدمی نے اس سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے تھے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے تو اس دن کے علاوہ آپ کو نمازِ چاشت پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ گھر میں نماز کی جگہ مخصوص ہونی چاہیے، لیکن یہ جگہ مالک کی ملکیت میں ہی رہے گی۔ لیکن ہمارے ہاں اس چیز کا سرے سے کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا، اگر ہو سکے تو گھر میں ایک کمرہ کو خاص کر دیا جائے تو گھر کے افراد وہاں نماز پڑھ سکیں۔ اِن واقعات میں ایسی جگہ کا افتتاح نبی کریم ﷺ کے ذریعے کیا گیا۔ کیا آج کسی نیک آدمی کو اس مقصد کے لیے بلایا جا سکتا ہے؟ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

❀❀❀❀

اَبْوَابُ سَتْرِ الْعَوْرَةِ
شرمگاہ کو ڈھانپنے کے بارے میں ابواب

1 ..... بَابُ حَدِّ الْعَوْرَةِ وَبَيَانِهَا وَحُجَّةِ مَنْ قَالَ إِنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ
عورۃ اور اس کی حد کا اور ران کو پردہ قرار دینے والے کی دلیل کا بیان

تنبیہ:...... درج ذیل ابواب میں ''ستر'' اور ''عورہ'' سے مراد پردے والے مقامات ہیں۔

(۱۳۸۵) عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ.)) (مسند احمد: ١٢٤٩)

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی ران ننگی نہ کر اور نہ ہی کسی زندہ اور مردہ کی ران کی طرف دیکھ۔''

(۱۳۸۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى رَجُلٍ وَفَخِذُهُ خَارِجَةٌ، فَقَالَ: ((غَطِّ فَخِذَكَ فَإِنَّ فَخِذَ الرَّجُلِ مِنْ عَوْرَتِهِ.)) (مسند احمد: ٢٤٩٣)

''سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، اس کی ران (کپڑے سے) باہر نکلی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی ران ڈھانپ لے، کیونکہ آدمی کی ران اس کے چھپائے جانے والے حصوں میں شامل ہے۔''

(۱۳۸۷) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُرُوْا

''سیّدنا عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا (سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص) رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں

(۱۳۸۵) تخریج:...... صحیح لغیرہ، وھذا اسناد ضعیف لانقطاعه۔ أخرجه ابوداود: ٣١٤٠، ٤٠١٥، وابن ماجه: ١٤٦٠ (انظر: ١٢٤٩)

(۱۳۸۶) تخریج:...... حسن بشواھدہ، وھذا اسناد ضعیف۔ أخرجه الترمذی: ٢٧٩٦، والحاکم: ٤/ ١٨١ (انظر: ٢٤٩٣).

(۱۳۸۷) تخریج:...... اسنادہ حسن۔ أخرجه بطوله ابوداود: ٤٩٦ (انظر: ٦٧٥٦).

أَبْنَاءَ كُمْ بِالصَّلَاةِ لِسَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرِ سِنِيْنَ، وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ، وَإِذَا أَنْكَحَ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ عَبْدَهُ أَوْ أَجِيْرَهُ فَلَا يَنْظُرَنَّ إِلَى شَيْءٍ مِنْ عَوْرَتِهِ، فَإِنَّ مَا أَسْفَلَ مِنْ سُرَّتِهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ مِنْ عَوْرَتِهِ۔ (مسند احمد: ٦٧٥٦)

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارے بیٹے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم دینا شروع کر دیا کرو، جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو (نماز میں سستی کی وجہ سے) ان کی پٹائی کیا کرو اور بستروں میں انہیں علیحدہ علیحدہ کر دیا کرو اور جب کوئی آدمی اپنی لونڈی کا اپنے غلام یا اپنے مزدور کے ساتھ نکاح کر دے تو وہ اس کے (ستر) عورۃ (یعنی ستر) کی طرف نہ دیکھا کرے، (یاد رہے کہ) عورہ کی حد ناف سے گھٹنے تک ہے۔''

(١٣٨٨) عَنْ زُرْعَةَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ جَرْهَدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى جَرْهَدًا فِي الْمَسْجِدِ وَعَلَيْهِ بُرْدَةٌ قَدِ انْكَشَفَ فَخِذُهُ، فَقَالَ: ((الْفَخِذُ عَوْرَةٌ.)) (مسند احمد: ١٦٠٢٣)

''زرعہ بن مسلم، سیّدنا جرہد رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیّدنا جرہد رضی اللہ عنہ کو مسجد میں دیکھا کہ ان پر ایک چادر تو تھی لیکن ان کی ران ننگی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ران چھپائی جانے والی چیز ہے۔''

(١٣٨٩) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَرْهَدٍ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ جَرْهَدًا يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((فَخِذُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ عَوْرَةٌ.)) (مسند احمد: ١٦٠٢٦)

''ایک دوسری سند کے ساتھ عبد اللہ بن جرہد اسلمی سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سیّدنا جرہد رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے کہا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''مسلمان آدمی کی ران عورہ (چھپایا جانے والا حصہ) ہے۔''

(١٣٩٠)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) عَنْ أَبِيْهِ قَالَ مَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا كَاشِفٌ فَخِذِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((غَطِّهَا فَإِنَّهَا مِنَ الْعَوْرَةِ.)) (مسند احمد: ١٦٠٢٥)

''اور انہی سے ایک تیسری سند کے ساتھ مروی ہے: وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے، جبکہ ان کی ران سے کپڑا ہٹا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے ڈھانپ کر رکھ کیونکہ یہ عورہ میں شامل ہے۔''

(١٣٨٨) تخریج:...... حسن بشواهده، وهذا اسناد ضعيف لاضطرابه۔ أخرجه الترمذی: ٢٧٩٥، والحمیدی: ٨٥٧، والطبرانی فی "الکبیر": ٢١٤٦، وابن ابی شیبة: ٩/ ١١٨ (انظر: ١٥٩٢٧)

(١٣٨٩) تخریج:...... حسن بشواهده دون لفظ "مسلم"، ولعله من اغالیط زهیر بن محمد التمیمی۔ أخرجه الترمذی: ٢٧٩٧ (انظر: ١٥٩٣٠).

(١٣٩٠) تخریج:...... حسن بشواهده، وهذا اسناد مضطرب۔ أخرجه الترمذی: ٢٧٩٨ (انظر: ١٥٩٢٩).

(١٣٩١) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ خَتَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلٰى مَعْمَرٍ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ مُحْتَبِيًا كَاشِفًا عَنْ طَرَفِ فَخِذِهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَمِّرْ فَخِذَكَ يَامَعْمَرُ! فَإِنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ.)) (مسند احمد: ٢٢٨٦١)

''سیّدنا محمد بن جحش رضی اللہ عنہ، جو کہ نبی کریم ﷺ کا سالہ ہے، سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مسجد کے صحن میں سیّدنا معمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، وہ گوٹھ مار کر ایک طرف سے اپنی ران ننگی کر کے بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''اے معمر! اپنی ران ڈھانپ کے رکھو کیونکہ ران عورۃ میں شامل ہے۔''

(١٣٩٢) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ عَلٰى مَعْمَرٍ وَفَخِذَاهُ مَكْشُوفَتَانِ فَقَالَ: ((يَامَعْمَرُ! غَطِّ فَخِذَيْكَ فَإِنَّ الْفَخِذَيْنِ عَوْرَةٌ.)) (مسند احمد: ٢٢٨٦٢)

''اوران ہی سے ایک دوسری سند کے ساتھ مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا، ہم معمر کے پاس سے گزرے اوران کی رانیں ننگی تھیں، آپ ﷺ نے ان کو فرمایا: ''معمر! اپنی رانیں ڈھانک لو کیونکہ رانیں بھی عورہ ہیں۔''

فوائد: ......ان تمام احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد کی ران بھی پردہ والی جگہ ہے، اس کو ڈھانپا جائے۔ اگلے باب میں مسئلہ کی تحقیق پیش کی جائے گی۔ قارئین سے التماس ہے کہ وہ تمام نصوص کا بغور جائزہ لیں۔

2 ..... بَابُ حُجَّةِ مَنْ لَمْ يَرَ أَنَّ الْفَخِذَ والسُّرَّةَ مِنَ الْعَوْرَةِ

جو ران اور ناف کو چھپائے جانے والے حصوں میں شامل نہیں سمجھتا، اس کی دلیل

(١٣٩٣) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَزَا خَيْبَرَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلَاةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَكِبَ أَبُوْ طَلْحَةَ وَأَنَا رَدِيْفُ أَبِيْ طَلْحَةَ فَأَجْرَى النَّبِيُّ ﷺ فِيْ زُقَاقِ خَيْبَرَ وَإِنَّ رُكْبَتِيْ لَتَمَسُّ فَخِذَيْ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَانْحَسَرَ الْإِزَارُ عَنْ فَخِذَيْ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَإِنِّيْ لَأَرَى بَيَاضَ فَخِذَيْ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ۔ ((الحديث)) (مسند احمد: ١٢٠١٥)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی جنگ لڑی، ہم نے خیبر کے پاس اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھی، پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور سیّدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بھی سوار ہوئے، جبکہ میں ابوطلحہ کا ردیف تھا، نبی کریم ﷺ نے خیبر کے بازاروں میں اپنا گھوڑا دوڑایا اور میرے گھٹنے نبی کریم ﷺ کی رانوں کو لگ رہے تھے اور آپ ﷺ کا تہبند رانوں سے ہٹا ہوا تھا اور میں اللہ کے نبی کی رانوں کی سفیدی دیکھ رہا تھا۔''

(١٣٩١) تخريـج:...... حديث حسن۔ أخرجه الطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ١/ ٤٧٤، والحاكم: ٣/ ٦٣٧، والبيهقی: ٢/ ٢٢٨، والطبرانی: ١٩/ (٥٥٠) و (٥٥٢)، وعلقه البخاری: ١/ ٤٧٨(انظر: ٢٢٤٩٤).

(١٣٩٢) تخريـج:...... حديث حسن۔ أخرجه الحاكم: ٤/ ١٨٠، والبخاری فی "تاريخه": ١/ ١٣، وانظر ما قبله (انظر: ٢٢٤٩٥).

(١٣٩٣) تخريـج:...... أخرجه البخاری: ٣٧١، ومسلم: ص ١٠٤٣ (انظر: ١١٩٩٢).

(١٣٩٤) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ جَالِسًا كَاشِفًا عَنْ فَخِذِهِ فَاسْتَأْذَنَ أَبُوْبَكْرٍ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلٰى حَالِهِ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلٰى حَالِهِ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَأَرْخٰى عَلَيْهِ ثِيَابَهُ، فَلَمَّا قَامُوْا قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِسْتَأْذَنَ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَذِنْتَ لَهُمَا وَأَنْتَ عَلٰى حَالِكَ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ أَرْخَيْتَ عَلَيْكَ ثِيَابَكَ؟ فَقَالَ: ((يَاعَائِشَةُ! أَلَا أَسْتَحْيِيْ مِنْ رَجُلٍ وَاللّٰهِ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَسْتَحِيِيْ مِنْهُ.)) (مسند احمد: ٢٤٨٣٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ران سے کپڑا ہٹا کر بیٹھے ہوئے تھے،اسی اثنا میں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی، آپ نے انہیں اجازت دے دی، جبکہ آپ اسی طرح رہے، پھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے انہیں بھی اجازت دے دی اور آپ اسی طرح ہی رہے۔ پھر سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو آپ نے اپنی ران پر کپڑا ڈال لیا۔ جب یہ سارے لوگ چلے گئے تو میں نے آپ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! جب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی اور آپ (اپنی ران ننگی رکھے ہوئے) اسی حالت پر بیٹھے رہے،لیکن جب عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو آپ نے (ران پر) کپڑا ڈال لیا؟ آپ ﷺ نے جواب دیا:''عائشہ: میں اس آدمی سے حیا کیوں نہ کروں کہ اللہ کی قسم فرشتے بھی جس سے حیا کرتے ہیں۔''

(١٣٩٥) عَنْ عُمَيْرِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ كُنْتُ مَعَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَقِيَنَا أَبُوْهُرَيْرَةَ فَقَالَ أَرِنِيْ أُقَبِّلُ مِنْكَ حَيْثُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ فَقَالَ بِقَمِيْصِهِ قَالَ فَقَبَّلَ سُرَّتَهُ۔ (مسند احمد: ٧٤٥٥)

''عمیر بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں ملے اور کہنے لگے: ادھر آؤ میں تمہیں اس مقام پر بوسہ دوں جہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا تھا، پھر انھوں نے قمیص اٹھا کر ان کی ناف پر بوسہ دیا۔''

فــوائــد: ......اس بحث سے متعلقہ مزید دلائل یہ ہیں: سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میری ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''اس وقت تیرا کیا بنے گا، جب تو ایسی قوم میں ہوگا، جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیں گے،............(صحیح مسلم: ٦٤٨) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(١٣٩٤) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٢٤٠١ (انظر: ٢٤٣٣٠).

(١٣٩٥) تخريج:...... اسناده ضعيف، تفرد به عمير بن اسحاق، والقول الفصل فيه انه حديثه يقبل في المتابعات والشواهد، وما انفرد به فضعيف۔ أخرجه ابن حبان: ٥٥٩٣، والحاكم: ٣/ ١٦٨، والبيهقي: ٢/ ٢٣٢ (انظر: ٧٤٦٢).

((مَا بَيْنَ السُّرَّةِ وَالرُّكْبَةِ عَوْرَةٌ .)) یعنی: ”ناف سے گھٹنے تک ستر اور پردہ ہے۔“ (ابوداود، مسند احمد، ارواء الغليل: ٢٤٧، ٢٧١)

قارئین کرام! مذکورہ بالا دو ابواب میں مندرج احادیث سے دو مختلف مفہوم پیدا ہو رہے ہیں، ایک طرف تو آپ ﷺ ران کو پردہ قرار دے رہے ہیں اور دوسری طرف آپ ﷺ لوگوں کے سامنے اپنے ران مبارک کو بے پردہ بھی کر رہے ہیں۔ ہم بحث میں پردہ کے لیے لفظ ”عَوْرَہ“ استعمال کریں گے۔ جمہور علماء وفقہاء کا مسلک یہ ہے کہ ران پردہ ہے، جبکہ امام احمد، ایک روایت کے مطابق امام امالک اور اہل ظاہر کا یہ خیال ہے کہ مرد کی صرف قُبُل (اگلی شرم گاہ) اور دُبُر (پچھلی شرم گاہ) پردہ ہیں۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے جمہور کی تائید کرتے ہوئے کہا: حق بات یہ ہے کہ ران عورہ ہے، اس باب کی مختلف احادیث حجت بن جاتی ہیں، جبکہ ان کے بارے میں کلی حکم اور عام شریعت کا اظہار بھی پایا جاتا ہے۔ جن واقعات میں آپ ﷺ سے ران کو ننگا کرنے کا ثبوت ملتا ہے، وہ مخصوص اور معین واقعات ہیں، ان میں آپ ﷺ کی خصوصیت کا احتمال بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو اصل اباحت پر محمول کیا جائے، نیز یہ بھی ایک عام بات ہے کہ امت کے حق میں آپ ﷺ کے قول کو فعل پر ترجیح دی جاتی ہے۔ (نيل الاوطار: ٢/ ٧٤) لیکن امام شوکانی کا یہ کلام اس مسئلہ میں اطمینان کے لیے کافی نہیں ہے، کیونکہ کسی واضح دلیل کے بغیر کسی چیز کو آپ ﷺ کا خاصہ نہیں قرار دیا جا سکتا اور اسی طرح آپ ﷺ کا قول ہو یا فعل، دونوں امت مسلمہ کے حق میں حجت ہیں، کیونکہ آپ ﷺ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ اپنے ارشاد پر عمل کریں، اس سلسلے میں درج ذیل حدیث بھی قابل غور ہے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((نُهِيتُ عَنِ التَّعَرِّيْ .)) وَذَاكَ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَيْهِ النُّبُوَّةُ۔ یعنی: ”مجھے ننگا ہونے سے منع کیا گیا ہے۔“ یہ نبوت کے نزول سے پہلے کا عمل ہے۔ (مسند طيالسي: ٢٦٥٩، صحيحه: ٢٣٧٨)

معلوم ہوا کہ اگر ران پردہ ہوتی تو آپ ﷺ اسے ننگا نہ ہونے دیتے۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا: ران عورہ نہیں ہے، اگر یہ عورہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ جیسی معصوم اور مطہّر شخصیت کو رسالت و نبوت کے دور میں ان کو ننگا نہ کرنے دیتا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے تو نبوت سے پہلے اور بچپنے کے زمانے میں بھی آپ ﷺ کے عورہ کو ننگا ہونے سے بچائے رکھا، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت کے مطابق سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ازار باندھ کر تعمیر کعبہ کے وقت پتھر منتقل کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کے چچا سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: بھتیجے! اگر تم ازار کھول کر اس کو اپنے کندھے پر پتھروں کے نیچے رکھ لو (تو بہتر ہوگا)۔ لیکن جونہی آپ ﷺ نے ازار کھول کر اپنے کندھے پر رکھا، بے ہوش ہو کر گر پڑے، اس واقعہ کے بعد آپ ﷺ کو ننگا نہیں دیکھا گیا۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث، جس کے مطابق آپ ﷺ نے انؓ کی ران پر ہاتھ مارا، کو مدنظر رکھ کر کہتے ہیں: اگر ران عورہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اپنے مقدس ہاتھ سے ابو ذر کی ران کو نہ چھوتے، .... اور کسی مسلمان کے لیے یہ حلال

نہیں ہے کہ وہ کسی انسان کی اگلی اور پچھلی شرم گاہ پر یا غیر محرم عورت کے وجود پر کپڑے کے اوپر سے ہاتھ مارے، (پس اگر ران پردہ ہوتی تو کسی کی ران پر ہاتھ نہ مارا جاتا)۔ خلاصۂ کلام: عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے اور اس کی کئی مثالیں بھی موجود ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ اپنے قول کے ذریعے کسی چیز سے منع کرتے ہیں، لیکن آپ ﷺ کے فعل میں اس کی مخالفت پائی جاتی ہو تو قول کے تقاضے کو مستحب ومندوب پر محمول کرتے ہیں اور فعل کو جواز پر۔ اس طرح سے دونوں دلائل پر عمل ہو جاتا ہے، یعنی بہتر یہ ہے کہ ران کا پردہ کیا جائے، جیسا کہ آپ ﷺ کے حکم سے پتہ چلتا ہے، لیکن اگر یہ عضو ننگا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ آپ ﷺ سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ اس تطبیق سے ثابت ہوا کہ ران ''عورۂ مخففہ'' ہے اور شرمگاہ ''عورۂ مغلظہ'' ہے۔ مذکورہ بالا مختلف دلائل کا یہی نتیجہ ثابت ہوتا ہے، بالخصوص فوائد میں ذکر کی گئی سیّدنا ابوذر اور سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی احادیث کا۔ واللہ اعلم۔ یہ اجتہاد بھی بہتر اور مناسب ہے کہ فقہاء ومحدثین کے درج ذیل دو قوانین کو سامنے رکھ کر اس سلسلے میں احتیاط برتی جائے:

(۱)...... اگر حظر اور اباحت میں بظاہر تناقض پیدا ہو جائے تو از راہِ احتیاط حظر کو مقدم کیا جاتا ہے، تا کہ آپ ﷺ کی حکم عدولی کا شبہ ہی ختم ہو جائے۔ اس باب میں حظر یہ ہے کہ ران کو ننگا نہ کیا جائے۔

(۲)...... اگر دو احادیث کے مفہوم میں بظاہر تضاد پیدا ہو جائے اور ایک کا تعلق براءتِ اصلیہ سے ہو تو احتیاطاً دوسری کو متاخر سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے گا۔ اس باب میں ران کے پردے کا لحاظ نہ کرنا براءتِ اصلیہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ران، پردے والے مقامات میں سے ہے، لیکن اس کو ننگا کر لینے میں حرج نہیں ہے، بہر حال احتیاط یہ ہے کہ اس کو پردے میں ہی رکھا جائے، تا کہ آپ ﷺ کی نافرمانی کا اندیشہ ٹل جائے۔ ہمارے ہاں بعض کھیلیں کھیلتے وقت کھلاڑیوں کی رانیں ننگی ہوتی ہیں، اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

3 ..... بَابُ مَاجَاءَ فِيْ وُجُوْبِ سَتْرِ الْعَوْرَةِ

ستر کو چھپانے کے وجوب کا بیان

تنبیہ: ......اس باب میں ''ستر'' اور ''عورہ'' سے مراد پردے والے مقامات ہیں۔

(۱۳۹۶) عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ جَدِّيْ (مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رضي الله عنه) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! عَوْرَاتُنَا مَانَأْتِيْ مِنْهَا وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ: ((احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا

''سیّدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنی عورات (یعنی ستر والے مقامات) میں سے کسے دیکھ سکتے ہیں اور کسے نہیں دیکھ سکتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیوی اور لونڈی کے علاوہ (باقی سب لوگوں سے) اپنے

(۱۳۹۶) تخریج:...... اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٤٠١٧، والترمذی: ٢٧٦٩، ١٩٢٠، وابن ماجه: ١٩٢٠، والجملة الاخيرة اى "فوضعها على فرجه" اسنادها حسن ايضا و أخرجها عبد الرزاق: ١١٠٦، والطبرانى فى "الكبير": ١٩/ ٩٨٩ (انظر: ٢٠٠٣٤، ٢٠٠٣٥).

مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَامَلَكَتْ يَمِينُكَ .)) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ: ((إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَّايَرَاهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا .)) قُلْتُ: فَإِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ: ((فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ .)) وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ: وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ فَوَضَعَهَا عَلَى فَرْجِهِ۔ (مسند احمد: ٢٠٢٩٦)

عورہ کی حفاظت کر۔'' معاویہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تجھ میں یہ استطاعت ہے کہ کوئی بھی (تیرے عورہ) کو نہ دیکھنے پائے تو وہ ہرگز نہ دیکھے۔'' معاویہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا: جب کوئی آدمی اکیلا ہو تو؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''اللہ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے حیا کیا جائے۔'' ایک روایت کے مطابق (بات سمجھانے کے لیے) نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اپنی شرمگاہ پر رکھا۔''

فوائد: ......معلوم ہوا کہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کی شرم گاہوں کی طرف دیکھنا جائز ہے، یہی معاملہ آقا اور اس کی لونڈی کا ہے۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ سے شرم کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے اور اس کی پسند کو ترجیح دیتے ہوئے علیحدگی میں بھی پردے کا اہتمام کرنا چاہیے، وگرنہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے پردہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ عام طور پر خواتین آپس میں ان مقامات کا پردہ بھی نہیں کرتیں، جن کا شریعت نے سختی سے پردہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ گناہ کا کام ہے، صرف میاں بیوی اور آقا و لونڈی کو مستثنی کیا گیا ہے۔

(١٣٩٧) عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا تَنْظُرُ الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي الثَّوْبِ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ .)) (مسند احمد: ١١٦٢٣)

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مرد، مرد کے ستر کی طرف اور عورت، عورت کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے اور مرد ایک ہی کپڑے میں دوسرے مرد کے ساتھ نہ لیٹے اور نہ ہی کوئی عورت ایک ہی کپڑے میں دوسری عورت کی طرف پہنچے۔''

فوائد: ......حدیث کے آخری جملے کا معنی یہ ہے کہ مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں داخل نہ ہوں، کیونکہ اس صورت میں ایک کا ننگا جسم دوسرے کے ننگے جسم کو ٹچ کرے گا، بے پردگی ہو گی اور اگر وہ خود محرم بھی ہوں تو خیالات ضرور بگڑیں گے اور غیر محرم کو اس حالت میں دیکھنے کا شیطانی وسوسہ پیدا ہو گا اور مزید فساد......رہا مسئلہ ایک دوسرے ساتھ سونے کا تو نبی کریم ﷺ نے دس سال کی عمر کے بعد بچوں کو علیحدہ علیحدہ سلانے کا حکم دیا ہے۔

(١٣٩٨) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(١٣٩٧) تخريج...... أخرجه مسلم: ٣٣٨، وابوداود: ٤٠١٨ (انظر: ١١٦٠١).

(١٣٩٨) تخريج...... اسناده ضعيف لضعف على بن زيد بن جدعان (انظر: ١٣٧٦٤).

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ الْمَاءَ لَمْ يُلْقِ ثَوْبَهُ حَتّٰى يُوَارِيَ عَوْرَتَهُ فِي الْمَاءِ.)) (مسند احمد: ١٣٨٠٠)

نے فرمایا: ''موسیٰ بن عمران علیہ السلام جب پانی میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا کپڑا نہ اتارتے حتی کہ اپنی شرمگاہ پانی میں چھپا لیتے۔''

فوائد: ...... یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن غور کیا جائے کہ کیا درج ذیل روایت اس کا شاہد بن سکتی ہے: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو اسرائیل ننگے نہاتے تھے، جبکہ اللہ کے نبی موسی علیہ السلام حیادار اور پردہ دار ہونے کی وجہ سے پردہ کر کے نہاتے تھے۔ ان کی قوم نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ان کی شرمگاہ میں کوئی عیب ہے، اس لیے یہ پردہ کرتے ہیں۔ ایک دن موسیٰ علیہ السلام اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ کر نہا رہے تھے، اچانک وہ پتھر کپڑوں سمیت چل پڑا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کو مارتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے اس کے تعاقب میں چل پڑے: پتھر! میرے کپڑے، پتھر! میرے کپڑے۔ یہاں تک بنو اسرائیل کے ایک گروہ کے پاس پہنچ گئے، ....(مسند احمد: ٩٠٥١، صحیح بخاری: ٣٤٠٤، ٤٧٩٩) بہر حال یہ ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام غسل کے وقت پردے کا انتظام کرتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(١٣٩٩) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَانَظَرْتُ إِلٰى فَرْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَطُّ، أَوْ مَا رَأَيْتُ فَرْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَطُّ۔ (مسند احمد: ٢٤٨٤٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کبھی بھی نبی کریم ﷺ کی شرمگاہ نہیں دیکھی۔

فوائد: ...... یہ حدیث ضعیف ہے، کئی شرعی نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے جسم کا کوئی عضو دوسرے کے لیے پردہ نہیں ہے، یہی معاملہ آقا و لونڈی کا ہے۔

4 ..... بَابُ مَاجَاءَ فِيْ أَنَّ الْمَرْأَةَ الْحُرَّةَ كُلَّهَا عَوْرَةٌ اِلَّا وَجْهَهَا وَكَفَّيْهَا
آزاد عورت چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ ساری کی ساری چھپانے کی چیز ہے

(١٤٠٠) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ.)) (مسند احمد: ٢٥٦٨٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بالغہ عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں ہوتی۔''

(١٣٩٩) تخريج:...... اسناده ضعيف لابهام الراوي عن عائشة رضی اللہ عنہا ـ أخرجه ابن ماجه: ٦٦٢، ١٩٢٢، الترمذي في "الشمائل": ٣٥٢ (انظر: ٢٤٣٤٤)

(١٤٠٠) تخريج:...... حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٦٤١، والترمذي: ٣٧٧، وابن ماجه: ٦٥٥، وابن حبان: ١٧١١، وابن خزيمة: ٧٧٥ (انظر: ٢٥١٦٧).

فوائد:...... "خِمَار" ایسے کپڑے کو کہتے ہیں جس سے سر اور گردن کو ڈھانپا جاتا ہے۔

آپ ﷺ کی احادیث میں صرف اس روایت میں مرد اور عورت کے نماز والے لباس میں فرق کیا گیا ہے۔ قارئین کو یہ نقطہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ عورت کے لیے پردے کا عمومی حکم اور ہے اور نماز کے لباس کا حکم اور ہے، پردے کے عام دلائل سے نماز کے لباس کا استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ ہم اس بحث میں صرف نماز کے لباس کی تفصیل پیش کریں گے۔ امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام عبد الرزاق نے صحیح سند کے ساتھ اپنی مصنف میں بیان کیا: ام الحسن کہتی ہیں: میں نے ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا، وہ قمیص اور اوڑھنی میں نماز پڑھتی تھیں۔

اسی طرح عبید اللہ خولانی کہتے ہیں کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بھی قمیص اور اوڑھنی میں نماز پڑھتی تھیں، جب کہ انھوں نے ازار پہنا ہوا نہ ہوتا تھا۔ (مؤطا امام مالك: ١/ ١٦٠، وعنه ابن ابی شيبة: ٢/ ٢٢٤، والبيهقى: ٢/ ٢٣٣) (جس قمیص کے ساتھ ازار استعمال نہیں کیا جاتا تھا، وہ اتنی لمبی ہوتی تھی کہ اس کے ساتھ شلوار وغیرہ کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی)۔ اس باب میں موجود دوسرے آثار سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا قمیص اور اوڑھنی میں نماز پڑھنا ان کے ہاں معروف تھا، اور یہ کم از کم لباس ہے، جو عورت پر نماز میں فرض ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا درج ذیل اثر افضل و اکمل صورت پر محمول کیا جائے گا۔ "تصلى المرأة فى ثلاثة اثواب: درع وخمار وازار." یعنی: "عورت تین کپڑوں میں نماز پڑھے گی: قمیص، اوڑھنی اور ازار۔" (ابن ابی شیبہ، بیھقی) اسی طرح سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب عورت نماز پڑھے تو وہ سارے کپڑے پہن لیا کرے، یعنی قمیص، اوڑھنی اور چادر۔ (ابن ابی شیبہ)۔ (تمام المنة: ١٦١، ١٦٢) عام طور پر درج ذیل حدیث پیش کی جاتی ہے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا: کیا عورت تہ بند کے بغیر قمیص اور اوڑھنی میں نماز پڑھ سکتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا يُغَطِّي ظُهُوْرَ قَدَمَيْهَا.)) یعنی: "جب قمیص اتنی لمبی ہو کہ قدموں کی پشت کو چھپا لے (تو پڑھ سکتی ہے)۔" (ابوداود: ٦٤٠) لیکن کئی ائمہ نے اس حدیث کو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اپنا قول قرار دیا ہے، اگرچہ امام صنعانی وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ موقوف مرفوع کے معنی میں ہے، لیکن موقوف کی سند میں بھی ام محمد راویہ مجہولۃ الحال ہے، اس لیے یہ روایت مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح ناقابل حجت ہے۔

(١٤٠١) عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَائِشَةَ نَزَلَتْ عَلٰى صَفِيَّةَ أُمِّ طَلْحَةَ الطَّلَحَاتِ فَرَأَتْ بَنَاتٍ لَهَا يُصَلِّيْنَ بِغَيْرِ خِمْرَةٍ قَدْ حِضْنَ، قَالَ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَا تُصَلِّيَنَّ جَارِيَةٌ مِنْهُنَّ إِلَّا فِي خِمَارٍ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيَّ

"محمد بن سیرین روایت کرتے ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا صفیہ امِّ طلحۂ طلحات کے پاس آئیں اور اس کی کچھ لڑکیوں کو دیکھا، جو بالغ ہو چکی تھیں، لیکن بغیر اوڑھنیوں کے نماز پڑھ رہی تھیں۔ محمد کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ان میں سے کوئی لڑکی بغیر اوڑھنی کے نماز نہ پڑھے کیونکہ میری تربیت میں ایک لڑکی تھی

(١٤٠١) تخريج:...... حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٦٤٢ (انظر: ٢٤٦٤٦)

وَكَانَتْ فِيْ حِجْرِيْ جَارِيَةٌ فَأَلْقَى عَلَيَّ حَقْوَهُ فَقَالَ: ((شُقِّيْهِ بَيْنَ هَذِهِ وَبَيْنَ الْفَتَاتِ الَّتِي فِي حِجْرِ أُمِّ سَلَمَةَ فَإِنِّي لَا أُرَاهَا إِلَّا قَدْ حَاضَتْ أَوْلَا أُرَاهُمَا إِلَّا قَدْ حَاضَتَا.)) (مسند احمد: ٢٥١٥٣)

اور جب رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے تو آپ نے میری طرف اپنی چادر ڈالی اور فرمایا: ''یہ چادر اس لڑکی اور ام سلمہ کی گود میں جو لڑکیاں ہیں ان کے درمیان تقسیم کر دے کیونکہ میرا خیال ہے کہ یہ بالغ ہو چکی ہیں۔''

5 ..... بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَجْرِيْدِ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الصَّلَاةِ وَجَوَازِ الصَّلَاةِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ

نماز میں مسلمانوں کے ننگا ہونے کی ممانعت اور ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا جواز

درج ذیل روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز میں مرد کے لیے ضروری ہے کہ اس کا ستر بھی ڈھانپا ہوا ہو اور کندھوں پر بھی کپڑا ہو، اس کے لیے دو چادریں یا قمیص شلوار یا قمیص اور ازار بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں اور ایک کھلی چادر بھی کفایت کر سکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی مجبوری ہو اور نمازی کے پاس صرف ایک کپڑا ہو اور وہ بھی تنگ ہو تو وہ اس سے ازار باندھ لے اور کندھے ننگے چھوڑ دے، اب یہ تفصیلات روایات میں ملاحظہ فرمائیں۔

(١٤٠٢) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُصَلِّ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ.)) وَقَالَ مَرَّةً: ((عَاتِقِهِ.)) (مسند احمد: ٧٣٠٥)

''سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھوں پر اس کپڑے کا کوئی حصہ نہ ہو۔''

فوائد: ......اس حدیث سے پتہ چلا کہ دورانِ نماز ستر کے علاوہ کندھوں پر بھی کپڑا ہونا ضروری ہے، مزید وضاحت اگلی روایات میں آئے گی۔

(١٤٠٣) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فِي ثَوْبٍ فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ.)) (مسند احمد: ١٠٧٥٨)

''اور سیّدنا ابو ہریرہ ؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سے کوئی شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو وہ اس کے دونوں کنارے کندھے کے اوپر سے مخالف سمت میں ڈال دے۔''

(١٤٠٤) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ كَيْسَانَ

''سیّدنا کیسان ؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے

(١٤٠٢) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٣٥٩، ومسلم: ٥١٦، وابوداود: ٦٢٦ (انظر: ٧٣٠٧).
(١٤٠٣) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٣٦٠، وابوداود: ٦٢٧ (انظر: ٧٤٦٦)
(١٤٠٤) تخريج:...... اسناده محتمل للتحسين، أخرجه بنحوه ابن ماجه: ١٠٥٠، و الطبراني في "الكبير": ١٩/ ٤٣٦ (انظر: ١٥٤٤٥)

مَوْلٰی خَالِدِ بْنِ أَسِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ أَنَّهُ رَأٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْمَطَابِخِ حَتّٰی أَتَی الْبِئْرَ وَهُوَ مُتَّزِرٌ بِإِزَارٍ لَیْسَ عَلَیْهِ رِدَاءٌ فَرٰی عِنْدَ الْبِئْرِ عَبِیْدًا یُصَلُّوْنَ، فَحَلَّ الْإِزَارَ وَتَوَشَّحَ بِهِ وَصَلّٰی رَكْعَتَیْنِ، لَا أَدْرِیْ الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ۔ (مسند احمد: ١٥٥٢٤)

رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مطابخ مقام سے نکل کر ''بئر'' مقام پر آئے، آپ نے صرف ازار باندھا ہوا تھا اور آپ ﷺ پر اوپر والی چادر نہیں تھی، آپ ﷺ نے بئر مقام کے پاس کچھ غلاموں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے بھی اپنا ازار کھول کر اس سے توشیح کر لی اور پھر دو رکعتیں پڑھیں، مجھے معلوم نہیں کہ وہ ظہر تھی یا عصر۔

(١٤٠٥) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ) قَالَ سَأَلْتُ أَبِیْ كَیْسَانَ مَا أَدْرَكْتَ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ؟ قَالَ رَأَیْتُهُ یُصَلِّیْ عِنْدَ الْبِئْرِ الْعُلْیَا بِئْرِ بَنِیْ مُطِیْعٍ مُتَلَبِّبًا فِیْ ثَوْبٍ الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ فَصَلَّاهَا رَكْعَتَیْنِ۔ (مسند احمد: ١٥٥٢٥)

''(دوسری سند) عبدالرحمٰن بن کیسان کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ سیّدنا کیسان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کیا چیز پائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے آپ کو بنو مطیع کے کنویں ''بئر علیا'' کے پاس ایک کپڑے میں لپٹ کر ظہر یا عصر کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے وہ نماز دو رکعت پڑھی۔''

فوائد: ......توشیح: توشیح یہ ہے کہ کپڑے کا ایک کنارہ بائیں ہاتھ کے نیچے سے لے جا کر دائیں کندھے پر ڈالنا اور دوسرا کنارہ دائیں کے تلے سے بائیں کندھے پر ڈالنا، پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینہ پر گرہ دے دینا۔

مُتَلَبِّبًا: سینے پر کپڑے کو جمع کیا ہوا تھا، یعنی توشیح والی صورت اختیار کی ہوئی تھی۔ اس انداز سے آپ ﷺ نے ایک ہی چادر سے ستر بھی ڈھانپ لیا اور کندھوں پر بھی کپڑا کر لیا۔ لیکن یہ عمل اس وقت ہوگا جب چادر کھلی ہوگی۔

(١٤٠٦) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَهُوَ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا بِهِ وَرِدَاؤُهُ قَرِیْبٌ لَوْ تَنَاوَلَهُ بَلَغَهُ، فَلَمَّا سَلَّمَ سَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: إِنَّمَا أَفْعَلُ هٰذَا لِیَرَانِیَ الْحَمْقٰی أَمْثَالُكُمْ فَیُفْشُوْا عَلٰی جَابِرٍ

''سعید بن حارث کہتے ہیں: ہم سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس اس حالت میں داخل ہوئے کہ وہ ایک کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھ رہے تھے، حالانکہ ان کی اوپر والی چادر ان کے اتنی قریب تھی کہ اگر وہ اسے پکڑنا چاہتے تو پکڑ لیتے۔ بہرحال جب انھوں نے سلام پھیرا تو ہم نے ان سے اس لباس کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے کہا: میں نے یہ کام صرف اس لیے

(١٤٠٥) تخریج:...... اسناده محتمل للتحسین، أخرجه ابن ماجه: ١٠٥١، وانظر الحدیث بالطریق الاول (انظر: ١٥٤٤٦).

(١٤٠٦) تخریج:...... أخرجه البخاری: ٣٦١، وأخرج نحوه مسلم: ٣٠٠٨، ٣٠١٠ (انظر: ١٤٥١٨).

رُخْصَةٌ رَخَّصَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ جَابِرٌ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَجِئْتُهُ لَيْلَةً وَهُوَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَعَلَيَّ ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَاشْتَمَلْتُ بِهِ، ثُمَّ قُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، قَالَ: ((يَا جَابِرُ مَا هٰذَا الْإِشْتِمَالُ؟ إِذَا صَلَّيْتَ وَعَلَيْكَ ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهِ، وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهِ.)) (مسند احمد: ۱٤٥٧۲)

کیا ہے تا کہ تمہارے جیسے بیوقوف مجھے دیکھ کر جابر پر ایسی رخصت کا چرچا کریں جس کی اجازت رسول اللہ ﷺ نے دی تھی۔ پھر سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلا، جب میں (دورانِ سفر) رات کے وقت آپ کے پاس آیا تو آپ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے، جبکہ مجھ پر بھی ایک ہی کپڑا تھا، اس لیے میں نے اس کے ساتھ اشتمال کیا اور آپ کی ایک جانب کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جابر! یہ اشتمال کیسا ہے؟ جب تو اس حالت میں نماز پڑھے کہ تجھ پر ایک ہی کپڑا ہو، اگر وہ وسیع ہو تو اس سے التحاف کر لیا کر اور کپڑا تنگ ہونے کی صورت میں صرف ازار باندھ لیا کر۔

فوائد: ......اس حدیث سے پتہ چلا ہے کہ مجبوری کی صورت میں صرف ستر کو ڈھانپنا کافی ہے، کندھے ننگے ہی رہیں گے۔ اگرچہ دو کپڑوں میں نماز افضل ہے، سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کا مقصد لوگوں پر اس رخصت کو واضح کرنا ہے، تا کہ ضرورت کے وقت ان کو کوئی پریشانی نہ ہو۔

اشتمال: اس حدیث میں ''اشتمال'' پر انکار کیا گیا، اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱)......کپڑے کو جسم پر اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ بھی باہر نہ رہے۔

(۲)......توشیح اور التحاف کی طرح ایک ہی چادر کو ازار کے لیے استعمال کر کے کندھوں پر ڈالنا، لیکن اس موقع پر کپڑا تنگ ہونے کی وجہ سے ستر سے سکڑا ہوا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے انکار کیا اور صرف ازار باندھ لینے کا حکم دیا۔

التحاف: لفظی معنی تو کپڑا لپیٹنا ہے، لیکن مرادی معنی یہ ہے کہ اگر ایک کپڑا ہو تو نماز میں اس کو جسم کے وسط میں اس طرح نہ باندھا جائے کہ کندھے ننگے رہ جائیں، بلکہ اس کے کناروں کو کندھوں پر ڈال دیا جائے۔ ہاں اگر کپڑا تنگ ہو تو ازار باندھ لینا ہی کافی ہوگا۔

(۱٤۰۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: صَلِّ بِنَا كَمَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي، فَصَلّٰى بِنَا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَشَدَّهُ تَحْتَ

''عبد اللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمیں اس طرح نماز پڑھائیں جس طرح آپ ﷺ کو نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا تھا، پس انہوں نے ہمیں ایک کپڑے میں نماز پڑھائی، جبکہ ان کا کپڑا

(۱٤۰۷) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٥١٨ (انظر: ١٤١٢٠).

الثَّنْدُوَتَيْنِ۔(مسند احمد: ۱٤٧٥۱)

پستانوں والی جگہ کے نیچے باندھا ہوا تھا۔''

(۱٤۰۸) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ الرِّجَالَ عَاقِدِيْ أُزُرِهِمْ فِيْ أَعْنَاقِهِمْ أَمْثَالَ الصِّبْيَانِ مِنْ ضِيْقِ الْإِزَارِ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ الصَّلَاةِ، فَقَالَ قَائِلٌ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! لَاتَرْفَعْنَ رُؤُوْسَكُنَّ حَتّٰى يَرْفَعَ الرِّجَالُ۔ (مسند احمد: ۱٥٦٤٧)

''سیّدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے مردوں کو نماز میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں ازار تنگ ہونے کی وجہ سے بچوں کی طرح اپنے ازار اپنی گردنوں میں باندھے ہوئے دیکھا، کسی کہنے والا نے کہا: اے عورتوں کی جماعت! اس وقت تک اپنے سر نہ اٹھانا جب تک مرد نہ اٹھا لیں۔''

فوائد: ......مجبوری کے وقت آپ ﷺ نے صرف ازار میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے اس حدیث کا معنی یہ نہیں کہ آپ ﷺ کے مقتدیوں کا ستر ننگا ہو رہا تھا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب لباس تنگ ہو تو نقل و حرکت کے وقت یا کسی اور وجہ سے بے پردگی ہو سکتی ہے، اس لیے عورتوں کو محتاط رہنے کی تلقین کی گئی۔

(۱٤۰۹) عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ (بِنْتِ أَبِيْ طَالِبٍ) رضی اللہ عنہا أَنَّهَا رَأَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُخَالِفًا بَيْنَ طَرَفَيْهِ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ بِمَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ) فَصَلَّى الضُّحٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ۔ (مسند احمد: ۲۷٤٤۲)

''سیدۃ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں فتح کے دن ایک کپڑے کے دو کنارے مخالف سمت سے کندھوں سے گزار کر آٹھ رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا اور ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے چاشت کی نماز کی آٹھ رکعتیں پڑھیں۔''

6 ..... بَابُ اِسْتِحْبَابِ الصَّلَاةِ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَجَوَازِهَا فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَمَا يَفْعَلُ مَنْ صَلّٰى فِيْ قَمِيْصٍ وَّاحِدٍ تَبْدُوْ مِنْ عَوْرَتِهِ

دو کپڑوں میں نماز کے مستحب ہونے اور ایک کپڑے میں جائز ہونے کا بیان اور صرف قمیص میں نماز پڑھنے والے شخص کا بیان کہ اگر شرمگاہ کھلنے کا اندیشہ ہو تو وہ کیا کرے

(۱٤۱۰) عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ بْنِ بَقِيَّةَ قَالَ:

''ابونضرہ بن بقیہ کہتے ہیں کہ سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا:

(۱٤۰۸) أخرجه البخاري: ۳٦۲، ۸۱٤، ۱۲۱٥، ومسلم: ٤٤۱ وابوداود!: ٦۳۰ (انظر: ۱٥٥٦۲).

(۱٤۰۹) تخريج:..... أخرجه البخاري: ۱۱۰۳، ۱۱۷٦، ٤۲۹۲، و مسلم: ۳۳٦ (انظر: ۲٦۹۰۰).

(۱٤۱۰) صحيح، أخرجه عبد الرزاق: ۱۳۸٤، وأخرجه البيهقي مطولا: ۲/ ۲۳۸ (انظر: ۲۱۲۷٦).

قَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: اَلصَّلَاةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ سُنَّةٌ كُنَّا نَفْعَلُهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا يُعَابُ عَلَيْنَا، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ إِذَا كَانَ فِي الثِّيَابِ قِلَّةٌ، فَأَمَّا إِذْ وَسَّعَ اللّٰهُ فَالصَّلَاةُ فِي الثَّوْبَيْنِ أَزْكٰى۔ (مسند احمد: ۲۱۵۹۸)

ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسا کرتے تھے اور ہم پر کوئی عیب نہیں لگایا جاتا تھا۔ یہ سن کر سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: لیکن یہ لباس اس وقت تھا جب کپڑوں میں قلت تھی، اب اگر اللہ نے وسعت کر دی ہے تو دو کپڑوں میں نماز ادا کرنا زیادہ پاکیزگی والا ہے۔''

(۱٤۱۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فِيْ بُرْدٍ لَهُ حَضْرَمِيٍّ مُتَوَشِّحَهُ مَا عَلَيْهِ غَيْرُهُ۔ (مسند احمد: ۲۳۸٤)

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو رات کے وقت حضرمی چادر لپیٹ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، اس کے علاوہ آپ پر اور (کوئی کپڑا) نہیں تھا۔''

(۱٤۱۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَادٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَيُصَلِّيْ أَحَدُنَا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ: ((أَوَكُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ.)) (مسند احمد: ۷۱٤۹)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو آواز دی اور پوچھا: کیا کوئی آدمی ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''کیا بھلا ہر ایک کے پاس دو دو کپڑے ہیں؟''

(۱٤۱۳)(زَادَ فِي رِوَايَةٍ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: أَتَعْرِفُ أَبَاهُرَيْرَةَ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَثِيَابُهُ عَلَى الْمِشْجَبِ۔ (مسند احمد: ۷۲۵۰)

''(دوسری سند) سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تو ابو ہریرہ کو پہچانتا ہے کہ وہ ایک کپڑے میں نماز پڑھتا ہے حالانکہ اس کے مزید کپڑے کھونٹی (ہینگر) پر لٹکے ہوتے ہیں۔''

فوائد: ......سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہے کہ دوسرے کپڑے کی موجودگی میں بھی ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۱٤۱٤) عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ

''نافع کہتے ہیں کہ سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے:

(۱٤۱۱) تخریج:...... حسن، أخرجه ابن حبان: ۲۵۷۰، وابویعلی: ۲٤٤٦، والطبرانی: ۱۱۵۲۰، وعبد الرزاق: ۱۳۶۹ (انظر: ۲۳۲۰، ۲۳۸٤).

(۱٤۱۲) تخریج:...... أخرجه البخاری: ۳۶۵، ومسلم: ۵۱۵ (انظر: ۷۱٤۹).

(۱٤۱۳) تخریج:...... أخرجه البخاری: ۳۵۸، ومسلم: ۵۱۵، وانظر الحدیث بالطریق الاول (انظر: ۷۲۵۱).

(۱٤۱٤) تخریج:...... اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ۶۳۵ (انظر: ۹۶، ۶۳۵۶).

يَقُوْلُ: إِذَا لَمْ يَكُنْ لِلرَّجُلِ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَلْيَأْتَزِرْ بِهِ ثُمَّ لِيُصَلِّ، فَإِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ ذٰلِكَ، وَيَقُولُ: لَا تَلْتَحِفُوا بِالثَّوْبِ إِذَا كَانَ وَحْدَهُ كَمَا تَفْعَلُ الْيَهُوْدُ. قَالَ نَافِعٌ: وَلَوْ قُلْتُ لَكَ إِنَّهُ أَسْنَدَ ذٰلِكَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَرَجَوْتُ أَنْ لَا أَكُوْنَ كَذَبْتُ. (مسند احمد: ٩٦)

جب آدمی کے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہو تو وہ اسے ازار بنا کر نماز پڑھ لیا کرے، کیونکہ میں نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اسی طرح کہتے ہوئے سنا تھا۔ اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے: جب ایک ہی کپڑا ہو تو اس سے اس طرح التحاف نہ کیا کرو، جس طرح کہ یہودی کرتے ہیں۔ نافع کہتے ہیں: اگر میں یہ کہہ دوں کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ قول رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا تھا تو مجھے امید ہے کہ جھوٹا نہیں قرار پاؤں گا۔''

فوائد: ...... مسند احمد کی دوسری روایت (٦٣٥٦) کے الفاظ یہ ہیں: انھوں نے کہا: لَا يَشْتَمِلْ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ اِشْتِمَالَ الْيَهُوْدِ، لِيَتَوَشَّحْ، مَنْ كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ فَلْيَأْتَزِرْ وَلْيَرْتَدْ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ ثَوْبَانِ فَلْيَأْتَزِرْ، ثُمَّ لِيُصَلِّ۔ یعنی: کوئی آدمی نماز میں یہودیوں کی طرح چادر نہ لپیٹا کرے، البتہ توشیح کر لیا کرے، جس کے پاس دو کپڑے ہوں تو وہ ایک سے ازار بنا لے اور ایک سے اوپر والی چادر، اور جس کے پاس دو کپڑے نہ ہوں تو وہ صرف ازار باندھ کر نماز پڑھ لیا کرے۔ (یہودیوں کی طرح لپیٹنے سے مراد یہ ہے کہ ایک کپڑے کو یوں لپیٹ لیا جائے کہ ہاتھ بھی باہر نہ رہے۔)

توشیح: توشیح یہ ہے کہ کپڑے کا ایک کنارہ بائیں ہاتھ کے نیچے سے لے جا کر دائیں کندھے پر ڈالنا اور دوسرا کنارہ دائیں کے تلے سے بائیں کندھے پر ڈالنا، پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینہ پر گرہ دے دینا۔

(١٤١٥) عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ: ثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ. فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لِأَبِي الزُّبَيْرِ: الْمَكْتُوْبَةَ؟ قَالَ: الْمَكْتُوْبَةَ وَغَيْرَ الْمَكْتُوْبَةِ. (مسند احمد: ١٤٣٩٦)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک کپڑے میں توشیح کر کے نماز پڑھتے تھے۔ بعض لوگوں نے ابو زبیر سے پوچھا کہ کیا فرض نماز پڑھی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: فرض اور غیر فرض دونوں نمازیں پڑھتے تھے۔''

فوائد: ...... توشیح: توشیح یہ ہے کہ کپڑے کا ایک کنارہ بائیں ہاتھ کے نیچے سے لے جا کر دائیں کندھے پر ڈالنا اور دوسرا کنارہ دائیں کندھے کے تلے سے بائیں کندھے پر ڈالنا، پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینہ پر گرہ دے دینا۔

(١٤١٦) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: ''سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا کہ اے اللہ

(١٤١٥) تخريج: ...... أخرجه مسلم: ٥١٨، (انظر: ١٤١٢٠).

(١٤١٦) تخريج: ...... اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٦٣٢، و، النسائي: ٢/ ٧٠، وابن خزيمة: ٧٧٧ (انظر: ١٦٥٢٠، ١٦٥٢٢).

قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أَكُوْنُ فِي الصَّيْدِ فَأُصَلِّيْ وَلَيْسَ عَلَيَّ إِلَّا قَمِيصٌ وَّاحِدٌ؟ قَالَ: ((فَزُرَّهُ وَإِنْ لَمْ تَجِدْ إِلَّا شَوْكَةً .)) کے رسول! چونکہ میں شکار میں ہوتا ہوں، تو کیا میں صرف قمیص میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(پڑھ سکتے ہو لیکن) اس کو بٹن لگا لو، اگر چہ کانٹے کے علاوہ اور کچھ نہ ملے۔''

(مسند احمد: ١٦٦٣٧)

فوائد: ......اگر نمازی نے صرف قمیص پہنی ہوئی تو اسے چاہیے کہ بٹن وغیرہ کے ذریعے اس کو اوپر سے بند کر لے، وگرنہ اوپر سے ستر ننگے ہونے کا خطرہ ہوگا۔

ننگے سر نماز پڑھنا

ہمارے ہاں نماز میں سر ننگا رکھنے کو بہت معیوب سمجھا جاتا ہے اور بسا اوقات تو ایسے نمازی کی مخالفت کرنے کے لیے جس کے منہ میں جو آتا ہے وہ کہہ دیتا ہے۔ بہرحال شریعت کا اپنا مزاج اور پابندیاں ہیں۔ اس ضمن میں درج ذیل بحث پر غور کریں۔

مرد وزن کے نماز کے لباس کے بارے میں درج بالا ابواب میں کئی روایات گزر چکی ہیں، کسی ایک حدیث میں بھی مرد کے لیے سر ڈھانپنے کو نماز کا لباس نہیں قرار دیا گیا، بلکہ آپ ﷺ سے اور کئی صحابہ سے ننگے سر نماز پڑھنا ثابت ہو گیا۔ آپ ﷺ کی درج ذیل حدیث پر غور فرمائیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ .)) یعنی: ''بالغہ عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں ہوتی۔'' (ابوداود: ٦٤١، وتقدم فی هذا المسند) اس حدیث سے واضح طور پر یہ پتہ چلتا ہے کہ سر کو ڈھانپنے کی قید عورت کے لیے ہے، مرد کی سر ننگے نماز ہو جاتی ہے۔

بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس وقت کپڑوں میں تنگی تھی، اب وسعت کے زمانے میں سر ڈھانپنا ضروری ہے۔ یہ محض ان کی خام خیالی ہے۔ خود نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں بعض مواقع پر بے شمار مال و دولت جمع ہوا اور آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں بعض صحابہ کرام امیر تھے، تیسری بات جو اہم ہے کہ اگر سر کو ڈھانپنا ضروری ہوتا تو شریعت میں اس کی وضاحت کر دی جاتی۔ صحابہ کرام کے ادوار میں یقیناً بہت مال و دولت جمع ہو گیا تھا۔ لیکن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بھلا کیا ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں۔'' پھر ایک آدمی نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کا سوال کیا، آپ نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے وسعت پیدا کر دی ہے تو تم بھی وسعت سے کام لو، یعنی آدمی ازار اور چادر میں یا ازار اور قمیص میں یا ازار اور چوغے میں، یا شلوار اور چادر میں، یا شلوار اور قمیص میں، یا شلوار اور چوغے میں یا نیکر اور چوغے میں یا نیکر اور قمیص میں نماز پڑھے۔ (صحیح بخاری: ٣٦٥) معلوم ہوا کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وسعت کے زمانے میں بھی سر کو ڈھانپنا نماز کا لباس نہیں سمجھا۔ یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ پگڑی باندھنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور شریف

ومعزز لوگوں نے اسی لباس کو اختیار کیا ہے، لیکن نماز میں اس کا اہتمام کرنے یا نہ کرنے سے نماز کے اجر وثواب میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی۔ قارئین کو یہ فرق سمجھنا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ سے مختلف ملبوسات پہننا ثابت ہیں، لیکن ان سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کو نماز کے لیے ضروری سمجھ لیا جائے، مثلا موزے پہننا اور ان میں نماز پڑھنا۔

سید سابق نے کہا: احناف کے نزدیک ننگے سر آدمی کی نماز میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ وہ خشوع کی خاطر ننگے سر نماز پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں، بہرحال کوئی ایسی دلیل موجود نہیں ہے، جو نماز میں سر ڈھانپنے کی افضلیت پر دلالت کرے۔ (فقه السنه: ١/ ٤٣) خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سر ڈھانپنا نماز کے لباس میں سے نہیں ہے، اس لیے لوگوں کو خواہ مخواہ کی تنگیوں میں نہیں ڈالنا چاہیے، اور مسجدوں کو میل کچیل سے بھری ہوئی پلاسٹک وغیرہ کی بنی ہوئی ٹوپیوں سے پاک رکھنا چاہیے۔

7 ..... بَابُ كَرَاهِيَةِ اِشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالْاُحْتِبَاءِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ
"اِشْتِمَالُ الصَّمَّاء" اور ایک کپڑے میں گوٹھ مارنے کی کراہیت کا بیان

(١٤١٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لِبْسَتَيْنِ: الصَّمَّاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ بِثَوْبِهِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ۔ (مسند احمد: ٩٤٢٥)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لباس کی دو حالتوں سے منع فرمایا: بولی بکل مارنے سے اور آدمی کے کپڑے کے ساتھ اس طرح گوٹھ مارنے سے کہ اس کی شرمگاہ پر اس میں سے کچھ نہ ہو۔''

فوائد: ..... "اِشْتِمَالُ الصَّمَّاء" سے کیا مراد ہے؟ حافظ ابن حجر نے کہا: اہل لغت کہتے ہیں: کسی شخص کا ایک کپڑے کو اپنے جسم پر اس لپیٹنا کہ نہ تو وہ اس سے کسی جانب کو بلند کرتا ہو اور نہ ہی اتنی جگہ باقی ہو کہ اس کا ہاتھ نکل سکے۔ ابن قتیبہ نے کہا: ''صمّاء'' کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی صورت تمام سوراخوں کو بند کر دیتی ہے، اس طرح وہ سخت چٹان کی طرح ہو جاتی ہے، جس میں کوئی سوراخ نہیں ہوتا۔ جبکہ فقہاء نے کہا: آدمی اپنے جسم پر کپڑا لپیٹے اور پھر اس کا ایک کنارہ اٹھا کر کندھے پر رکھ دے اور اس طرح اس کی شرم گاہ ننگی ہونے لگے۔ (فتح الباری: ١/ ٦٢٩) سنن ابی داود (۴۰۸۰) کی روایت سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے، اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے لباس کی دو قسموں سے منع کیا ہے: آدمی کا اس طرح گوٹھ مارنا کہ اوپر سے اس کی شرمگاہ ننگی ہو رہی ہو اور اس طرح کپڑا پہننا کہ ایک جانب ننگی رہ جائے اور کپڑا کندھے پر ڈال دے۔'' اگرچہ اس حدیث کے ایک راوی سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی تعریف، فقہاء کی تعریف سے ملتی جلتی ہے، لیکن علامہ عظیم آبادی کہتے ہیں: لفظ "صَمَّاء" کو سامنے رکھا جائے تو اس معنی کی گنجائش نہیں ملتی، اصمعی کا بیان کردہ معنی اس لفظ کے زیادہ قریب ہے، وہ کہتے ہیں: آدمی کا ایک کپڑے سے اپنا سارا جسم اس طرح

(١٤١٧) تخريج: ..... اسناده صحيح، أخرجه ابوداود: ٤٠٨٠ (انظر: ٨٩٤٩) وأخرج مثله البخاري: ٣٦٨، ٥٨٤.

ڈھانپ لینا کہ ہاتھ نکالنے کے لیے بھی کوئی سوراخ نہ بچے اور اس طرح وہ اپنے ہاتھوں سے موذی چیزوں سے دفاع نہ کر سکے۔(عون المعبود: ١/ ١١٢٢)

حبوہ (گوٹھ مارنا): سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کر کے ان کے گرد سہارا لینے کے لیے دونوں ہاتھ باندھ لینا یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھنا۔ آپ ﷺ خود اس انداز میں بیٹھ جایا کرتے تھے، اس لیے ایسے انداز میں بیٹھنا جائز ہے، بشرطیکہ بیٹھنے والا ننگا نہ ہو رہا ہو، جیسا کہ اس حدیث سے بھی معلوم ہو رہا ہے۔

(١٤١٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَرْتَدُوْا الصَّمَّاءَ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا يَأْكُلْ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ، وَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، وَلَا يَحْتَبِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ.)) (مسند احمد: ١٤٩١٧)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک کپڑے میں بولی بکّل نہ مارو اور تم میں سے کوئی نہ بائیں ہاتھ کے ساتھ کھائے، نہ ایک جوتے میں چلے اور نہ ایک کپڑے میں گوٹھ مار کر بیٹھے۔''

فوائد: ......''اشتمال الصماء'' اور گوٹھ مارنے کی وضاحت اوپر ہو چکی ہے۔ بائیں ہاتھ سے کھانے اور ایک جوتے میں چلنے سے منع کیا گیا، کیونکہ یہ دونوں شیطان کی عادتیں ہیں: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لِيَأْكُلْ أَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهِ، وَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهِ، وَلْيَأْخُذْ بِيَمِيْنِهِ، وَلْيُعْطِ بِيَمِيْنِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ، وَيُعْطِي بِشِمَالِهِ، وَيَأْخُذُ بِشِمَالِهِ.)) یعنی: ''ہر کوئی دائیں ہاتھ سے کھائے، دائیں سے پیے، دائیں ہاتھ سے لے اور دائیں ہاتھ سے ہی دے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے، بائیں ہاتھ سے پیتا ہے، بائیں ہاتھ سے دیتا ہے اور بائیں ہاتھ سے لیتا ہے۔'' (ابن ماجہ: ٢/ ٣٠٣، احمد: ٢/ ٣٢٥/ ٣٤٩، صحیحہ: ١٢٣٦)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَمْشِيْ فِيْ النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ.)) یعنی: ''بیشک شیطان ایک جوتا پہن کر چلتا ہے۔'' (''مشکل الآثار'' للطحاوی: ٢/ ١٤٢، الصحیحۃ: ٣٤٨)

❁❁❁❁

(١٤١٨) تخریج:...... أخرجه مسلم: ٢٠٩٩ (انظر: ١٤١١٨).

اَبْوَابُ اِجْتِنَابِ النَّجَاسَةِ فِیْ مَکَانِ الْمُصَلِّیْ وَثَوْبِهِ وَ بَدَنِهِ وَالْعَفْوِ عَمَّا لَا یُعْلَمُ مِنْهَا

نمازی کی جائے نماز، کپڑے اور بدن کا نجاست سے پاک ہونے کا بیان اور جو نجاست معلوم نہ ہو اس سے درگزر کا بیان

1 ..... بَابُ الْأَمَاکِنِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا وَالْمَأْذُوْنِ فِیْهَا لِلصَّلَاةِ

ان جگہوں کا بیان جن میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا اور جن میں نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے

(۱٤۱۹) عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((کُلُّ الْأَرْضِ مَسْجِدٌ وَطَهُوْرٌ إِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ.))

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبرستان اور حمام کے علاوہ ساری زمین مسجد ہے اور پاک کرنے والی ہے۔''

(مسند احمد: ۱۱۸۰٦)

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ نے ممکنہ صورت میں فرضی نماز مساجد میں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، بصورت دیگر چند مخصوص مقامات کے علاوہ ساری زمین کو جائے نماز قرار دیا ہے، جبکہ سابقہ امتوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنے عبادت خانوں میں ہی پہنچ کر نماز ادا کریں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ((أُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِیْ: ...... وَجُعِلَتْ لِیَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَ طَهُوْرًا......)) پر بحث کرتے ہوئے کہا: زیادہ راجح قول خطابی کا ہے کہ آپ ﷺ سے قبل لوگوں کے لیے صرف مخصوص عبادت خانوں میں نماز ادا کرنا جائز تھا، جیسے کلیسا اور گرجا گھر وغیرہ، اس کی تائید عمرو بن شعیب والی روایت سے ہوتی ہے، جس میں یہ الفاظ بھی ہیں: ((وَکَانَ مَنْ قَبْلِیْ إِنَّمَا کَانُوْا یُصَلُّوْنَ فِیْ کَنَائِسِهِمْ)) (اور مجھ سے پہلے والے لوگ اپنے اپنے گرجا گھروں میں نماز پڑھتے تھے) اور بزار کی

(۱٤۱۹) تخریج: ...... حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ٤۹۲، و الترمذی: ۳۱۷، وابن ماجه: ۷٤٥ (انظر: ۱۱۷۸٤، ۱۱۷۸۸).

روایت کردہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ((وَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ اَحَدٌ يُصَلِّي حَتّٰى يَبْلُغَ مِحْرَابَهٗ .)) (اور (مجھ سے قبل) کوئی نبی ایسا نہیں تھا جو اپنے محراب میں پہنچنے سے پہلے نماز پڑھتا ہو)۔ (فتح الباری: ۱/ ۵۷۶)

حمام کے معانی گرم پانی کے ہیں، لیکن بعد میں اس لفظ کو جائے غسل کے لیے استعمال کیا جانے لگا، اگرچہ غسل گرم پانی سے کیا جائے یا ٹھنڈے پانی سے۔ اس ضمن میں درج ذیل روایت ذہن نشین رہنی چاہیے: سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سات مقامات میں نماز پڑھنے سے منع کیا: کوڑا خانہ، ذبح خانہ، مقبرہ، گزرگاہ، حمام، اونٹ کا باڑہ، بیت اللہ کی چھت۔ (ترمذی، ابن ماجہ) لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، اس کی تفصیل اور وجہ آگے آ رہی ہے۔ "اَبْوَابُ الْمَسَاجِدِ" میں "بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَتِّخَاذِ قُبُوْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ مَسَاجِدَ لِلتَّبَرُّكِ وَالتَّعْظِيْم"، میں قبر کو جائے نماز بنانے سے متعلقہ بعض احادیث گزر چکی ہیں۔

(۱۴۲۰) عَنْ أَبِيْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تُصَلُّوْا إِلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَيْهَا (وَفِيْ لَفْظٍ) لَاتَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهَا .)) (مسند احمد: ۱۷۳۴۸)

"سیّدنا ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "قبروں کی طرف نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔" اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: "قبروں پر بیٹھو نہ ان پر نماز پڑھو۔"

فوائد: ...... ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ قبر پر بیٹھا جائے، نہ اس پر یا اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے۔

(۱۴۲۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِدِ الْغَنَمِ وَلَا يُصَلِّي فِي مَرَابِدِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ۔ (مسند احمد: ۶۶۵۸)

"سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیتے تھے اور اونٹوں اور گائیوں کے باڑوں میں نماز نہ پڑھتے۔"

(۱۴۲۲) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا لَمْ تَجِدُوْا إِلَّا مَرَابِضَ الْغَنَمِ

"سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب تم بکریوں اور اونٹوں کے باڑوں کے علاوہ کوئی

(۱۴۲۰) تخریج: ...... أخرجه مسلم: ۹۷۲ (انظر: ۱۷۲۱۶).

(۱۴۲۱) تخریج: ...... اسناده ضعیف، لضعف ابن لهيعة وحيي بن عبد الله المعافري (انظر: ۶۶۵۸).

(۱۴۲۲) تخریج: ...... اسناده صحيح على شرط الشيخين ـ أخرجه الترمذي: ۳۴۸، وابن ماجه: ۷۶۸، ۷۹۵، وابن حبان: ۱۳۸۴ (انظر: ۹۸۲۵، ۱۰۳۶۵).

وَمَعَاطِنَ الْإِبِلِ فَصَلُّوْا فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوْا فِيْ مَعَاطِنِ الْإِبِلِ .)) (مسند احمد: ۱۰۳۷۰)

جگہ نہ پاؤ تو بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیا کرو اور اونٹوں کے باڑوں میں نماز نہ پڑھا کرو۔"

(۱۴۲۳) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا يَعْقُوْبُ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الرَّبِيْعِ بْنِ سَبُرَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ (سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رضی اللہ عنہ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. (مسند احمد: ۱۵۴۱۶)

"سیّدنا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔"

(۱۴۲۴) عَنِ ابْنِ مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَأَنْتُمْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ فَصَلُّوْا ، وَإِذَا حَضَرَتْ وَأَنْتُمْ فِيْ أَعْطَانِ الْإِبِلِ فَلَا تُصَلُّوْا، فَإِنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الشَّيَاطِيْنِ .))(مسند احمد: ۲۰۸۱۵)

"سیّدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کا وقت آ جائے اور تم بکریوں کے باڑوں میں ہو تو نماز پڑھ لیا کرو، لیکن جب نماز حاضر ہو جائے اور تم اونٹوں کے باڑوں میں ہو تو وہاں نماز نہ پڑھا کرو، کیونکہ یہ شیطانوں سے پیدا کیے گئے ہیں۔"

فوائد: ...... "اونٹوں کو شیطانوں سے پیدا کیا گیا ہے" اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کے مزاج میں نفرت اور سرکشی پائی جاتی ہے، جس کی وجہ سے نماز خراب ہو سکتی ہے یا نمازی کا نقصان ہو سکتا ہے، عرب لوگ ہر سرکش کو شیطان کہہ دیتے ہیں۔

(۱۴۲۵) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تُصَلُّوْا فِيْ عُطْنِ الْإِبِلِ فَإِنَّهَا مِنَ الْجِنِّ خُلِقَتْ ، أَلَا تَرَوْنَ عُيُوْنَهَا وَهِبَابَهَا إِذَا نَفَرَتْ وَصَلُّوْا فِيْ مُرَاحِ الْغَنَمِ فَإِنَّهَا هِيَ أَقْرَبُ مِنَ الرَّحْمَةِ .)) (مسند احمد: ۲۰۸۳۱)

"سیّدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اونٹوں کے باڑوں میں نماز نہ پڑھا کرو، کیونکہ یہ جنوں سے پیدا کیے گئے ہیں، جب یہ بدکتے ہیں تو کیا تم ان کی آنکھیں اور ہوشیاری نہیں دیکھتے۔ البتہ بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیا کرو کیونکہ یہ رحمت کے زیادہ قریب ہیں۔"

فوائد: ...... اِن احادیث میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے اور اونٹوں کے باڑے میں نہ پڑھنے کا حکم دیا

(۱۴۲۳) تخريج: ...... حديث صحيح ، أخرجه ابن ماجه: ۷۷۰ (انظر: ۱۵۳٤۱).

(۱۴۲۴) تخريج: ...... حديث صحيح ، أخرجه ابن ماجه: ۷٦۹ ، والنسائي: ۲/ ۵٦ (انظر: ۱٦۷۸۸)

(۱۴۲۵) تخريج: ...... اسناده حسن ، أخرجه الشافعي: ۱/ ٦۷ ، والبيهقي: ۲/ ٤٤۹ (انظر: ۲۰۵۵۷).

گیا ہے اور اس فرق کی وجہ بھی بیان کر دی گئی ہے۔ یہ بات درست نہیں کہ اونٹوں کے باڑوں میں ان کے پیشاب اور لید کے نجس ہونے کی وجہ سے نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، اگر یہ وجہ درست ہوتی تو بکریوں کے باڑوں میں بھی نماز پڑھنے سے روک دیا جاتا، کیونکہ دونوں کے پیشاب وغیرہ کا ایک حکم ہونا چاہیے۔ آپ ﷺ نے خود اس علت کی وضاحت فرما دی ہے کہ اونٹوں کے مزاج میں شیطنت اور شرارت پائی جاتی ہے، اس لیے نمازی کو یہ حکم دیا گیا، تاکہ وہ متوقع نقصان سے بچ سکے۔ ''یہ رحمت کے زیادہ قریب ہیں'' کا مفہوم یہ ہے کہ اونٹوں کے برعکس اس جانور کے مزاج میں کمزوری اور نرمی پائی جاتی ہے، نمازی کو اس سے کوئی تشویش نہیں ہوتی۔ مزید درج ذیل احادیث مبارکہ پر غور کریں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((صَلُّوْا فِیْ مُرَاحِ الْغَنَمِ، وَامْسَحُوْا رُغَامَهَا، فَإِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ.)) یعنی: ''بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھا کرو اور ان کی رینٹ صاف کیا کرو، کیونکہ یہ جنت کے جانوروں میں سے ہیں۔'' (بیهقی: ۲/ ۴۴۹، بزار: ۴۹، صحیحه: ۱۱۲۸)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((صَلُّوْا فِیْهَا فَإِنَّهَا بَرَكَةٌ.)) یعنی: ''ان میں نماز پڑھ لیا کرو، کیونکہ ان میں برکت ہے۔'' (ابوداود: ۱۸۴، ترمذی: ۸۱، ابن ماجه: ۴۹۴)

علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ بکریوں میں بغاوت اور سرکشی کا مادہ نہیں پایا جاتا، بلکہ ان کے مزاج میں ضعف اور سکینت ہوتی ہے، وہ نمازی کو تکلیف دیتی ہیں نہ اس کی نماز منقطع کرتی ہیں، بلکہ یہ برکت والی ہوتی ہیں، اس لیے ان کے باڑوں میں نماز پڑھنی چاہیے۔ (عون المعبود: ۱/ ۱۲۰)

2 ..... بَابُ مَاجَاءَ فِیْ الصَّلَاةِ فِی النَّعْلِ

جوتوں میں نماز پڑھنے کا بیان

(۱۴۲۶) عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَیْبٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ یَنْفَتِلُ عَنْ یَمِیْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، وَرَأَیْتُهُ یُصَلِّیْ حَافِیًا وَمُنْتَعِلًا، وَرَأَیْتُهُ یَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا۔ (مسند احمد: ۷۰۲۱)

''سیدنا عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا (سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا، آپ (سلام پھیرنے کے بعد کبھی) دائیں طرف سے پھرتے تھے اور کبھی بائیں طرف سے، آپ ننگے

(۱۴۲۶) تخریج:...... صحیح لغیره، هذا الحدیث هو ثلاثة احادیث: أما الحدیث الاول وهو: رایت رسول اللّٰه ﷺ یصلی ینفتل عن یمینه وعن شماله۔ فأخرجه ابن ماجه: ۹۳۱۔ والحدیث الثانی وهو قوله: رایته یصلی حافیا ومنتعلا۔ فأخرجه ابوداود: ۶۵۳، وابن ماجه: ۱۰۳۸۔ والحدیث الثالث وهو: رایته یشرب قائما وقاعدا۔ فأخرجه الترمذی: ۱۸۸۳ (انظر: ۶۶۲۷، ۷۰۲۱)

پاؤں بھی نماز پڑھ لیتے تھے اور جوتا پہن کر بھی، نیز میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کھڑے ہو کر بھی پی لیا کرتے تھے اور بیٹھ کر بھی۔''

(١٤٢٧) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَخَلَعَ النَّاسُ نِعَالَهُمْ ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((لِمَ خَلَعْتُمْ نِعَالَكُمْ؟)) فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَأَيْنَاكَ خَلَعْتَ فَخَلَعْنَا ، قَالَ: ((إِنَّ جِبْرِيْلَ أَتَانِيْ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ بِهِمَا خَبَثًا ، فَإِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقْلِبْ نَعْلَهُ فَلْيَنْظُرْ فِيْهِمَا ، فَإِنْ رَاٰى بِهِمَا خَبَثًا فَلْيَمْسَحْهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ لِيُصَلِّ فِيْهِمَا .)) (مسند احمد: ١١١٧٠)

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، اچانک آپ نے جوتے اتار دیے، یہ دیکھ کر مقتدی لوگوں نے بھی جوتے اتار دیے۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے پوچھا: ''تم نے جوتے کیوں اتارے؟'' لوگوں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! جب ہم نے آپ کو جوتے اتارتے ہوئے دیکھا تو ہم نے بھی اتار دیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس تو جبریل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کے ساتھ نجاست لگی ہوئی ہے (اس لیے میں نے جوتے اتار دیئے تھے)۔ (اب اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ) جب کوئی آدمی مسجد میں آئے تو وہ اپنے جوتے الٹا کر ان کو دیکھ لے، اگر ان میں کوئی گندگی دیکھے تو اسے زمین کے ساتھ (رگڑ کر) صاف کر لے، اور پھر ان میں نماز پڑھ لے۔''

(١٤٢٨) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ أَبِيْ مَسْلَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ: أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ١١٩٩٩)

''ابو مسلمہ سعید بن یزید کہتے ہیں: میں نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ اپنے جوتوں میں نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں۔''

(١٤٢٩) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَحَافِيًا وَمُنْتَعِلًا (مسند احمد: ٧٣٧٨)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور ننگے پاؤں اور جوتا پہن کر نماز پڑھتے تھے۔''

(١٤٢٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ٦٥٠، وابن خزيمة: ١٠١٧، وابن حبان: ٢١٨٥ (انظر: ١١١٥٣).

(١٤٢٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٨٦، ٥٨٥٠، ومسلم: ٥٥٥ (انظر: ١١٩٧٦).

(١٤٢٩) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الحميدي: ٩٩٧، والبيهقي: ٨٨٩٩ (انظر: ٧٣٨٤).

فوائد: ...... کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نماز پڑھنا، اس کو آپ ﷺ کی نفلی نماز پر محمول کرنا چاہیے، کیونکہ دونوں حالتوں میں آپ ﷺ کو برابر اجر ملتا تھا۔ اگر فرضی نماز کو بھی اس حدیث کا مصداق بنایا جائے تو بیٹھ کر نماز ادا کرنا عذر کی بنا پر ہوتا ہوگا، جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے۔

(١٤٣٠) عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ۔ قَالَ: فَتَنَخَّعَ فَتَفَلَهُ تَحْتَ نَعْلِهِ الْيُسْرٰى، قَالَ: ثُمَّ رَأَيْتُهُ حَكَّهَا بِنَعْلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٦٤٢٨) وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَدَلَكَهَا بِنَعْلِهِ الْيُسْرٰى۔ (مسند احمد: ١٦٤٢٢)

''ابو العلا بن شخیر اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو جوتوں میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، جب آپ کو کھنکار آیا تو آپ نے اسے اپنے بائیں جوتے کے نیچے تھوک دیا، پھر اس کو اپنے جوتوں کے ساتھ رگڑ دیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے بائیں جوتے سے اس کو رگڑ دیا۔''

(١٤٣١) عَنْ أَبِي الْأَوْبَرِ قَالَ: أَتٰى رَجُلٌ أَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَالَ: أَنْتَ الَّذِي تَنْهَى النَّاسَ أَنْ يُصَلُّوا وَعَلَيْهِمْ نِعَالُهُمْ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ وَرَبِّ هٰذِهِ الْحُرْمَةِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ إِلٰى هٰذَا الْمَقَامِ وَعَلَيْهِ نَعْلَاهُ وَانْصَرَفَ وَهُمَا عَلَيْهِ، وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ فِيْ أَيَّامٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ): رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى فِيْ نَعْلَيْهِ۔ (مسند احمد: ٨٧٥٧)

''ابو الاوبر کہتے ہیں کہ ایک آدمی سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: آپ ہیں جو لوگوں کو جوتوں میں نماز پڑھنے سے منع کرتے ہیں؟ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نہیں، بلکہ اس حرم کے رب کی قسم ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جوتے پہن کر اس مقام کی طرف نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تھے تو جوتے پہنے ہوئے تھے۔ (مزید غور کرو کہ) نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرما دیا اِلّا یہ کہ دوسرے دنوں میں آ جائے۔ اور ایک روایت میں ہے: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے جوتوں میں نماز پڑھی۔''

فوائد: ...... ''الا یہ کہ وہ دوسرے دنوں میں آ جائے'' کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی قسم کے روزے رکھ رہا ہو اور بیچ میں جمعہ کا دن آ جائے تو اس کا روزہ رکھ لینے میں کوئی حرج نہیں، مقصودِ احادیث یہ ہے کہ صرف جمعہ کے دن کو روزے کے ساتھ خاص نہ کیا جائے۔

(١٤٣٠) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٥٥٤ (انظر: ١٦٣١٣).

(١٤٣١) تخريج:...... صحيح لغيره، أخرجه ابن راهويه: ٢٣٧، والطحاوي: ١/ ٥١١ (انظر: ٨٧٧٢، ٩٤٦٧).

(١٤٣٢) عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ غُلَامٍ مِنْ أَهْلِ قُبَاءٍ أَنَّهُ أَدْرَكَهُ شَيْخًا أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقُبَاءٍ فَجَلَسَ فِيْ فَيْءِ الْأَحْمَرِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ فِيْ فِنَاءِ الْأَجْمِ) وَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ فَاسْتَسْقٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسُقِيَ فَشَرِبَ وَأَنَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَأَنَا أَحْدَثُ الْقَوْمِ، فَنَاوَلَنِيْ فَشَرِبْتُ وَحَفِظْتُ أَنَّهُ صَلّٰى بِنَا يَوْمَئِذٍ الصَّلَاةَ وَعَلَيْهِ نَعْلَاهُ لَمْ يَنْزِعْهُمَا۔ (مسند احمد: ١٦١٧٩)

''مجمع بن یعقوب اہل قبا کے ایک ایسے لڑکے سے بیان کرتے ہیں، جس کو انہوں نے بڑھاپے کی حالت میں پایا تھا، اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس قبا میں آئے تو گھنے درختوں کے سائے میں بیٹھ گئے اور لوگ بھی آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی طلب کیا، پس آپ کو پانی دے دیا گیا اور آپ نے پی لیا۔ میں آپ کی دائیں طرف تھا اور میں لوگوں میں نوعمر لڑکا تھا، پھر آپ نے (پیالہ) مجھے پکڑا دیا اور میں نے بھی اس سے پانی پیا۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ اس دن آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تھی، جبکہ آپ نے جوتے پہنے ہوئے تھے اور انہیں اتارا نہیں تھا۔''

فوائد: ...... حدیث میں موجود بریکٹ والی عبارت کو سامنے رکھ کر ترجمہ کیا گیا ہے جیسے کہ فوائد کے ضمن میں وضاحت موجود ہے۔

(١٤٣٣) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَمِّعٍ قَالَ قِيْلَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبَةَ: مَا أَدْرَكْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ وَهُوَ غُلَامٌ حَدِيْثٌ، قَالَ جَاءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا إِلٰى مَسْجِدِنَا يَعْنِيْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ، قَالَ فَجِئْنَا فَجَلَسْنَا إِلَيْهِ وَجَلَسَ إِلَيْهِ النَّاسُ، قَالَ: فَجَلَسَ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَجْلِسَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٩١٥٩)

''(دوسری سند) محمد بن اسمعیل سے مروی ہیکہ سیّدنا عبد اللہ بن ابی حبیبہ سے پوچھا گیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا (علمی چیز) حاصل کی؟ جب رسول ﷺ آئے تھے تو اس وقت یہ نوعمر لڑکے تھے، بہرحال انہوں نے جواب دیا: ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس ہماری مسجد یعنی مسجد قبا میں تشریف لائے، ہم بھی آ کر آپ کے پاس بیٹھ گئے اور دوسرے لوگ بھی پہنچ گئے۔ پھر جب تک اللہ نے چاہا آپ بیٹھے رہے، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ جوتوں میں نماز پڑھ رہے تھے۔''

(١٤٣٢) تخريج:...... اسناده ضعيف، الراوى عن الصحابى مبهم ، أخرجه مختصرا البزار: ٥٩٨، وأخرجه ابن سعد: ١/ ٤٨٠ (انظر: ١٦٠٨١، ١٧٩٤٤) لكن صلاته ﷺ فى النعلين ثابتة .

(١٤٣٣) تخريج:...... اسناده ضعيف لابهام الراوى عن عبد الله بن ابى حبيبة۔ وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ١٨٩٥١).

فوائد: ......پہلی روایت کے مطابق آپ ﷺ درختوں کے سائے میں بیٹھے تھے، جبکہ دوسری روایت کے مطابق آپ مسجد میں جلوہ افروز ہوئے؟ ممکن ہے کہ آپ ﷺ پہلے سائے میں ہی بیٹھے ہوں، پھر پانی پی کر مسجد میں جا کر بیٹھ گئے ہوں۔ پہلی روایت میں "فِـيْ فَيْءِ الْاَحْمَر" کی بجائے "فِـيْ فِنَاءِ الْأَجْم" کے الفاظ زیادہ واضح اور ظاہر ہیں، اول الذکر الفاظ کا کوئی معنی سمجھ نہیں آ رہا۔ اور لفظ ''الأجم'' کو تین طرح سے پڑھا جا سکتا ہے:

(۱)......''الأَجْـــــم'' ،اس کے معانی چھت والے گھر کے ہیں، اور ''فِنَاء'' کے معانی صحن اور ''فَيْء'' کے معانی سائے کے ہیں۔

(۲)...... "الأُجُم" ،اس کے معانی محل یا قلعہ کے ہیں۔

(۳)...... "الأَجَم"، یہ "الأَجَمَة" کی جمع ہے، اس کے معانی گھنے اور گنجان درختوں کے ہیں۔

(۱٤۳٤) عَـنْ ابْـنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَـالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِي الْخُفَّيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ۔ (مسند احمد: ٤٣٩٧)

''سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں اور جوتوں میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔''

(۱٤۳٥) عَـنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ رَجُلٍ جَـدُّهُ أَوْسُ بْـنُ أَبِـيْ أَوْسٍ كَـانَ يُصَلِّـيْ وَيُـوْمِـيءُ إِلَـى نَـعْـلَيْـهِ وَهُـوَفِي الصَّلَاةِ فَيَـأْخُـذُهُـمَـا فَـيَـنْتَعِلُهُمَا وَيُصَلِّيْ فِيهِمَا، وَيَـقُـوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُـصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٦٢٦٩)

''نعمان بن سالم ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے دادا اوس بن ابی اوس نماز پڑھتے اور نماز میں ہی اپنے جوتوں کی طرف اشارہ کرتے پھر انہیں پکڑ لیتے اور پہن کر نماز پڑھتے اور کہتے: رسول اللہ ﷺ اپنے جوتوں میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔''

(۱٤۳٦) عَـنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَـلّـى يَوْمَ الْفَتْحِ فَوَضَعَ نَـعْـلَيْـهِ عَنْ يَسَارِهِ۔ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: سَمِعْتُ

سیّدنا عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن نماز پڑھی اور اپنے جوتے اتار کر اپنی بائیں طرف رکھ دیئے۔ عبداللہ کہتے ہیں: میں نے

(۱٤۳٤) تـخـريـج:...... صحيح، علقمة وان لم يسمع منه ابو اسحاق، لكن تابعه ابو الاحوص و زهير۔ أخـرجـه مـطـولا و مـخـتصرا ابن ماجه: ١٠٣٩، وصلاةُ النبی ﷺ فـی الـخـفين والنعلين رواها عدد من الصحابة (انظر: ٤٣٩٧)

(۱٤۳٥) تـخـريـــج:...... اسـناده ضعيف، لجهالة رجل، وهو ابن ابی اوس، وقد ثبتت صلاته ﷺ فی النعلين عن غير واحد من الصحابة، أخرجه ابن ماجه: ١٠٣٧ (انظر: ١٦١٥٧، ١٦١٦٩، ١٦١٧٧).

(۱٤۳٦) تخريـج:...... اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ٦٤٨، والنسائی: ٢/ ٧٤، وابن ماجه: ١٤٣١ (انظر: ١٥٣٩٢).

هَـذَا الْحَدِيْثَ مِنْ أَبِيْ ثَـلَاثَ مِرَارٍ۔ (مسند احمد: ١٥٤٦٧)

اپنے باپ سے یہ حدیث تین مرتبہ سنی تھی۔

3 ..... بَابُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْحَصِيْرِ وَالْبُسُطِ وَالْفَرَاءِ وَالْخُمْرَةِ

چٹائی، ٹاٹوں، پوستینوں اور اوڑھنیوں پر نماز پڑھنے کا بیان

(١٤٣٧) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى حَصِيْرٍ۔ (مسند احمد: ١١٠٨٧)

''سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھی۔''

(١٤٣٨) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَنَعَ بَعْضُ عُمُوْمَتِيْ لِلنَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ تَأْكُلَ فِيْ بَيْتِيْ، قَالَ فَأَتَاهُ وَفِي الْبَيْتِ فَحَلٌ مِنْ تِلْكَ الْفُحُوْلِ، فَأَمَرَ بِجَانِبٍ مِنْهُ فَكُنِسَ وَرُشَّ فَصَلّٰى وَصَلَّيْنَا مَعَهُ۔ (مسند احمد: ١٢١٢٧)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے ایک چچے نے نبی کریم ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا اور آپ ﷺ کے پاس آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے گھر میں کھانا کھائیں، پس آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے، گھر میں کھجور کی بنی ہوئی چٹائیوں میں سے ایک چٹائی پڑی تھی، آپ ﷺ نے اس کی ایک طرف کے بارے میں حکم فرمایا تو اسے صاف کر کے اس پر پانی چھڑکا گیا، پھر آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔''

(١٤٣٩) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رُبَّمَا تَحْضُرُهُ الصَّلَاةُ وَهُوَ فِيْ بَيْتِنَا فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِيْ تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ ثُمَّ يُنْضَحُ بِالْمَاءِ ثُمَّ يَقُوْمُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَقُوْمُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّيْ بِنَا قَالَ وَكَانَ بِسَاطُهُمْ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ۔ (مسند احمد: ١٣٢٤١)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول ﷺ بسا اوقات ہمارے گھر میں تشریف لاتے تھے، اگر نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ اس چٹائی کے بارے میں حکم دیتے جو آپ کے نیچے ہوتی تھی، پس اسے صاف کر کے اس پر پانی چھڑک دیا جاتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہوتے اور ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے اور آپ ہمیں نماز پڑھاتے۔ ان کی یہ چٹائی کھجور کے پتوں سے بنی ہوتی تھی۔''

(١٤٣٧) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٥١٩، ٦٦١ (انظر: ١١٠٧١).

(١٤٣٨) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٦٧٠ وفيه قصة (انظر: ١٢٣٢٩).

(١٤٣٩) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٦٢٠٣، ومسلم: ٦٥٩، ٢١٥٠ مطولا ومختصرا (انظر: ١٣٢٠٩).

(١٤٤٠) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى بِسَاطٍ۔ (مسند احمد: ٢٠٦١)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چٹائی پر نماز پڑھی۔''

(١٤٤١) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِيْ بَيْتِ أُمِّ حَرَامٍ عَلٰى بِسَاطٍ۔ (مسند احمد: ١٢٩٤٤)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام حرام کے گھر ٹاٹ پر نماز پڑھی تھی۔''

(١٤٤٢) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ أَوْيَسْتَحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ عَلٰى فَرْوَةٍ مَدْبُوْغَةٍ۔ (مسند احمد: ١٨٤١٤)

''سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رنگے ہوئے چمڑے پر نماز پڑھتے تھے یا نماز پڑھنا پسند فرماتے تھے۔''

(١٤٤٣) عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عَلَى الْخُمْرَةِ فَيَسْجُدُ فَيُصِيْبُنِيْ ثَوْبُهُ وَأَنَا إِلٰى جَنْبِهِ وَأَنَا حَائِضٌ۔ (مسند احمد: ٢٧٣٤٤)

''زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اوڑھنی پر نماز پڑھ رہے ہوتے تھے، جبکہ میں حیض کی حالت میں آپ کے پہلو میں ہوتی تھی، جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھے لگتا رہتا تھا۔''

(١٤٤٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عَلَى الْخُمْرَةِ۔ (مسند احمد: ٢٤٢٦)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اوڑھنی پر نماز پڑھا کرتے تھے۔''

(١٤٤٠) تخريج:...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، أخرجه ابن ماجه: ١٠٣٠، والترمذي: ٣٣١، وابن خزيمة: ١٠٠٥، وابن حبان: ٢٣١٠ (انظر: ٢٠٦١، ٢٤٢٦).

(١٤٤١) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود بنحوه مطولا: ٦٠٨ (انظر: ١٢٩١٤، ١٣٥٩٤) وأخرجه احمد في عدة اماكن مختصرا و مطولا.

(١٤٤٢) تخريج:...... اسناده ضعيف لضعف يونس بن الحارث، ولجهالة والد ابي عون، ولاحتمال انقطاعه، أخرجه ابوداود: ٦٥٩، وابن خزيمة: ١٠٠٦ (انظر: ١٨٢٢٧)

(١٤٤٣) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٣٣٣، ٣٧٩، ٥١٧ (انظر: ٢٦٨٠٦).

(١٤٤٤) تخريج:...... صحيح لغيره، أخرجه الترمذي: ٣٣١، وابن ماجه: ١٠٣٠، وابن حبان: ٢٣١٠(انظر: ٢٠٦١، ٢٤٢٦).

4 ..... بَابٌ فِي الصَّلَاةِ فِيْ ثَوْبِ النَّوْمِ وَشُعُرِ النِّسَاءِ وَحُكْمِ ثَوْبِ الصَّغِيْرِ

سونے والے کپڑے اور عورتوں کی شمیزوں میں نماز پڑھنے کا بیان اور چھوٹے بچے کے کپڑے کا حکم

(١٤٤٥) عَنْ مُعَاوِيَةَ ؓ قَالَ قُلْتُ لِأُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا: أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِي الثَّوْبِ الَّذِيْ يَنَامُ مَعَكِ فِيْهِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، مَالَمْ يَرَفِيْهِ أَذًى۔ (مسند احمد: ٢٧٢٩٦)

''سیّدنا معاویہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے زوجۂ رسول سیدہ ام حبیبہ ؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ اس کپڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے، جس میں آپ کے ساتھ سوتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، لیکن جب تک اس میں کوئی گندگی نہ دیکھتے تھے۔''

(١٤٤٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبِيَ الَّذِيْ آتِي فِيْهِ أَهْلِيْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِلَّا أَنْ تَرٰى فِيْهِ شَيْئًا تَغْسِلُهُ.)) (مسند احمد: ٢١١١٠)

''سیّدنا جابر بن سمرہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: کیا میں اس کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہوں جس میں اپنی بیوی کے پاس آتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، لیکن اگر تو اس میں کوئی (گندگی والی) چیز دیکھے تو اسے دھولیا کر۔''

(١٤٤٧) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا عَفَّانُ قَالَ: ثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ قَالَ: ثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: نُبِّئْتُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُصَلِّيْ فِيْ شُعُرِنَا۔ قَالَ بِشْرٌ: هُوَ الثَّوْبُ الَّذِيْ يُلْبَسُ تَحْتَ الدِّثَارِ۔ (مسند احمد: ٢٥٢٠٥)

''محمد بن سرین کہتے ہیں: مجھے یہ بتایا گیا کہ سیدہ عائشہ ؓ نے کہا تھا: رسول اللہ ﷺ ہماری شمیزوں میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ایک راوی بشر کہتے ہیں کہ یہ وہ کپڑا ہے جسے قمیص کے نیچے پہنا جاتا ہے۔''

فوائد: ...... ''یہ وہ کپڑا ہے جسے قمیص کے نیچے پہنا جاتا ہے'' سے مراد وہ لباس ہے جو بدن کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے، اس کو تحتانی لباس کہتے ہیں، ہمارے ہاں عام طور پر عورتوں کے ایسے کپڑے کو شمیز کہا جاتا ہے۔

(١٤٤٥) تخریج:...... حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ٣٦٦، والنسائی: ١/ ١٥٥، وابن ماجه: ٥٤٠ (انظر: ٢٧٤٠٤، ٢٦٧٦٠).

(١٤٤٦) تخریج:...... صحیح، الا انه اختلف فی رفع هذا الحدیث ووقفه، ومال الامام احمد وابو حاتم الی وقفه، وصححه مرفوعا ابن حبان والبوصیری۔ أخرجه ابن ماجه: ٥٤٢ (انظر: ٢٠٨٢٥).

(١٤٤٧) تخریج:...... حدیث صحیح، وهذا اسناد فیه انقطاع، أخرجه ابوداود: ٣٦٨، والترمذی: ٦٠٠، والنسائی: ٨/ ٢١٧ (انظر: ٢٤٦٩٨).

(١٤٤٨) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَحْمِلُ أُمَامَةَ أَوْ أُمَيْمَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ وَهِيَ بِنْتُ زَيْنَبَ يَحْمِلُهَا إِذَا قَامَ وَيَضَعُهَا إِذَا رَكَعَ حَتّٰى فَرَغَ۔ (مسند احمد: ٢٢٨٨٦)

''سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو امامۃ یا امیمہ بنت ابی العاص اٹھائے ہوئے دیکھا، یہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھی، جب آپ کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے تھے اور جب رکوع کرتے تو اسے نیچے رکھ دیتے حتی کہ آپ نماز سے فارغ ہو جاتے۔''

فوائد: ......آخری حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے دوران نماز اپنی نواسی کو اٹھائے رکھا، یہ فرضی نماز کا واقعہ ہے اور آپ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ اس عمل کا تعلق جواز سے ہے۔ یہ تمام دعوے اور تاویلیں باطل ہیں کہ یہ رخصت نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص تھی، یا منسوخ ہو چکی ہے، یا اس کا تعلق نفلی نماز سے ہے۔ مزید اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بچے کے جسم اور کپڑے کو پاک ہی سمجھا جائے گا، جب تک نجاست کے اثرات واضح نہ ہو جائیں یا یقینی طور پر علم نہ ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ کا امہات المؤمنین کے تحتانی لباس میں نماز نہ پڑھنا، علامہ عظیم آبادی نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا: یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ عورتوں کے ان کپڑوں سے اجتناب کرنا چاہیے، جن کے بارے میں پلید ہو جانے کا خطرہ ہو اور یہی حکم باقی کپڑوں کا ہے۔ (عون المعبود: ١/ ٣٣٦) امام ابوداود نے یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد یہ باب قائم کیا ہے: ''باب الرخصۃ فی ذلک'' اور اس میں یہ حدیث ذکر کی ہے: سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ ایک چادر پہن کر نماز پڑھتے، جبکہ اس کا کچھ حصہ آپ کی کسی حائضہ بیوی پر ہوتا تھا۔ (ابوداود: ٣٦٩، ابن ماجہ: ٦٥٣) لیکن اس حدیث سے رخصت کی گنجائش نکالنا محل نظر ہے، کیونکہ عورت کا لباس زیب تن کرنا اور بات ہے اور خاوند کے لباس کے بعض حصے کا اس کی بیوی سے لگ جانا اور اس پر پڑ جانا اور بات ہے۔ شرعی نصوص کی روشنی میں اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ نجس کپڑا زیب تن کرنا منع ہے، اسی طرح مرد حضرات اس لباس سے بھی گریز کریں گے، جو عورتوں کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ طبعی طور پر امہات المؤمنین کا تحتانی لباس نہ پہنتے ہوں۔

❀❀❀❀

(١٤٤٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥١٦، ومسلم: ٥٤٣ (انظر: ٢٢٥١٩، ٢٢٥٢٤).

أَبْوَابُ الْقِبْلَةِ

قبلہ کے آداب

1 ..... بَابُ مُدَّةِ إِسْتِقْبَالِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَتَحْوِيْلِ الْقِبْلَةِ مِنْهُ إِلَى الْكَعْبَةِ

بیت المقدس کے قبلہ رہنے کی مدت اور پھر کعبہ کی طرف تحویلِ قبلہ کا بیان

(١٤٤٩) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ أَوَّلَ مَاقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ عَلَى أَجْدَادِهِ أَوْ أَخْوَالِهِ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَأَنَّهُ صَلَّى قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْسَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُوْنَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ وَأَنَّهُ صَلَّى أَوَّلَ صَلَاةٍ صَلَّاهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ وَصَلّٰى مَعَهُ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ صَلّٰى مَعَهُ فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ مَسْجِدٍ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ فَقَالَ: أَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ مَكَّةَ۔ قَالَ: فَدَارُوْا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يُحَوَّلَ قِبَلَ الْبَيْتِ، وَكَانَ الْيَهُوْدُ قَدْ أَعْجَبَهُمْ إِذْ كَانَ يُصَلِّيْ قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَأَهْلُ الْكِتَابِ فَلَمَّا وَلّٰى وَجْهَهُ قِبَلَ الْبَيْتِ أَنْكَرُوْا ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ١٨٦٩٠)

''سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ پہنچے تو سب سے پہلے اپنے اجداد یا ماموؤں کے پاس ٹھہرے، جن کا تعلق انصار سے تھا، آپ ﷺ سولہ یا سترہ مہینوں تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے، جبکہ آپ کو پسند یہ تھا کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ کی طرف ہو۔ (بالآخر ایسے ہی ہوا اور) آپ ﷺ نے سب سے پہلی نماز جو اس کی طرف پڑھی، وہ عصر تھی، کچھ لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔ ان میں سے ایک آدمی ایک مسجد والوں کے پاس سے گزرا، جبکہ وہ رکوع کی حالت میں تھے، اس نے ان سے کہا: میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ (قبلہ تبدیل ہو چکا ہے اور) میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف نماز پڑھی ہے۔ وہ (یہ اعلان سن کر رکوع کی) حالت میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ آپ کو بیت اللہ کی طرف پھیر دیا جائے، لیکن جب آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تو یہودیوں اور

(١٤٤٩) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٤٠، ٤٤٨٦، ومسلم: ٥٢٥ (انظر: ١٨٤٩٦).

اہل کتاب کو یہ اچھا لگتا تھا (کیونکہ اس کو وہ اپنی اقتدا سمجھتے تھے)، اس لیے جب آپ ﷺ نے اپنا رخ بیت اللہ کی طرف پھیر لیا تو انہوں نے اسے برا جانا۔''

(۱٤٥۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: بَيْنَمَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ أَتَاهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُنْزِلَ عَلَيْهِ قُرْآنٌ اللَّيْلَةَ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ۔ (مسند احمد: ٥٩٣٤)

''سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قباء میں کچھ لوگ نمازِ فجر ادا کر رہے تھے، ان کے پاس ایک آنے والے نے آ کر کہا: رات رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے، جس کے مطابق آپ کو کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس لیے تم بھی اس کی طرف منہ کرلو۔ ان لوگوں کے چہرے شام (یعنی بیت المقدس) کی طرف تھے، وہ (یہ اعلان سن کر) کعبہ کی طرف پھر گئے۔''

فوائد: ......ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی آدمی ناسمجھی اور لاعلمی کی بنا پر غیر قبلہ کی طرف شروع کر دیتا ہے تو اس کی نماز درست ہوگی اور دورانِ نماز علم ہو جانے کی صورت میں وہ نماز کو جاری رکھتے ہوئے قبلہ کی طرف گھوم جائے گا۔ شرعی احکام میں خبر واحد قطعی حجت ہے، صحابہ کرام کی جماعت نے ایک آدمی کی خبر کی بنا پر اپنا قبلہ تبدیل کر لیا تھا۔ حدیثِ مبارکہ بھی قرآن مجید کی طرح حجت ہے، کیونکہ بیت المقدس کا قبلہ ہونا، قرآن مجید میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہیں، جبکہ صحابہ کرام سولہ سترہ مہینوں تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، یہ عمل احادیث کی روشنی میں تھا۔

(۱٤٥۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ صُرِفَتِ الْقِبْلَةُ۔ (مسند احمد: ۳۲۷۰)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے سولہ مہینے تک نماز پڑھتے رہے، پھر قبلہ تبدیل ہو گیا تھا۔''

(۱٤٥۲) عَنْ عُبَيْدِ بْنِ آدَمَ وَأَبِيْ مَرْيَمَ وَأَبِيْ شُعَيْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ

''عبید بن آدم، ابو مریم، اور ابو شعیب سے مروی ہے کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جابیہ میں تھے ۔ پھر راوی نے بیت المقدس

(١٤٥٠) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٤٠٣، ٤٤٩١، ومسلم: ٥٢٦ (انظر: ٥٩٣٤).

(١٤٥١) تخريج:...... حديث صحيح، أخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ٣٣٤، والبزار: ٤١٨، والطبراني: ١١٠٦٦ (انظر: ٢٢٥٢، ٣٢٧٠، ٢٩٩١).

(١٤٥٢) تخريج:...... اسناده ضعيف لضعف ابى سنان عيسى بن سنان الحنفى، أخرجه ابو عبيد فى "الاموال": ٤٣٠ (انظر: ٢٦١).

كَانَ بِالْجَابِيَةِ فَذَكَرَ فَتْحَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ: فَقَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ فَحَدَّثَنِي أَبُوْ سِنَانٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ آدَمَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: لِكَعْبٍ أَيْنَ تَرٰى أَنْ أُصَلِّيَ؟ فَقَالَ: إِنْ أَخَذْتَ عَنِّي صَلَّيْتَ خَلْفَ الصَّخْرَةِ، فَكَانَتِ الْقُدْسُ كُلُّهَا بَيْنَ يَدَيْكَ۔ فَقَالَ عُمَرُ: ضَاهَيْتُ الْيَهُودِيَّةَ، لَا، وَلٰكِنْ أُصَلِّي حَيْثُ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَقَدَّمَ، إِلَى الْقِبْلَةِ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَبَسَطَ رِدَاءَهُ فَكَنَسَ الْكُنَاسَةَ فِي رِدَائِهِ وَكَنَسَ النَّاسُ۔ (مسند احمد: ٢٦١)

کی فتح کا ذکر کیا۔ ابوسلمہ کہتے ہیں: مجھے ابوسفیان نے عبید بن آدم سے بیان کیا، انہوں نے کہا: میں نے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے تھے: میں نماز کہاں پڑھوں، آپ کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا: اگر میری رائے لینا چاہتے ہو تو صخرہ کے پیچھے نماز پڑھ لو، سارے کا سارا قدس آپ کے سامنے آجائے گا، لیکن سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس طرح تو یہودیت کی مشابہت اختیار کرلوں گا، نہیں، لیکن میں وہاں نماز پڑھوں گا، جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ پھر وہ آگے بڑھے اور قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور نماز ادا کی، پھر آکر صفائی کی اور کوڑا اپنی چادر میں اکٹھا کرلیا اور پھر لوگوں نے بھی صفائی کی۔''

فوائد: …… یہ امیر المؤمنین سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں، جنھوں نے ممکنہ حد تک اہل کتاب کی مشابہت اختیار کرنے سے گریز کیا اور وہ اسی قسم کے اسلام کو اپنی عزت وغیرت کا نشان سمجھتے تھے۔ کاش! آج کل کے مسلم حکمرانوں کو بھی یہ نقطہ سمجھ آجاتا۔ یہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تواضع ہے کہ اپنی جگہ کی خود صفائی کر رہے ہیں، جبکہ وہ لاثانی خلیفۃ المسلمین ہیں۔ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ)

(١٤٥٣) عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ أَبِيْ عَبْلَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ أُمِّ حَرَامٍ الْأَنْصَارِيَّ وَقَدْ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْقِبْلَتَيْنِ وَعَلَيْهِ ثَوْبُ خَزٍّ أَغْبَرُ وَأَشَارَ إِبْرَاهِيْمُ بِيَدِهِ إِلٰى مَنْكِبَيْهِ فَظَنَّ كَثِيْرٌ أَنَّهُ رِدَائُهُ۔ (مسند احمد: ١٨٢١٣)

ابراہیم بن ابی عبلہ کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عبداللہ بن ام حرام انصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے اپنے اوپر گندمی رنگ کا اونی ریشمی کپڑا لیے ہوئے نبی کریم ﷺ کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ ابراہیم نے اپنے ہاتھ سے کندھوں کی طرف اشارہ کیا، جس سے کثیر بن مروان نے سمجھا کہ وہ چادر مراد لے رہے ہیں۔

(١٤٥٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ رَأَيْتُ

''(دوسری سند) میں نے ابو اُبی انصاری کو دیکھا، انھوں نے

(١٤٥٣) تخريج:…… حديث حسن، وهذا اسناد ضعيف جدا من اجل كثير بن مروان، أخرجه ابن الأثير في "اسد الغابة": ٣/ ٣٥٢۔ وانظر الحديث الآتي بالطريق الثاني۔ (انظر: ١٨٠٤٩)

(١٤٥٤) تخريج:…… اسناده حسن، أخرجه البخاري في "التاريخ": ٣/ ٣٣٥، والطبراني في "مسند الشاميين": ١٣ (انظر: ١٨٠٤٨)

أَبَـا أُبَـيِّ الْأَنْـصَـارِيَّ وَهُـوَ ابْـنُ أَبِي حَرَامٍ الْأَنْـصَـارِيِّ أَخْبَـرَنِي أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْـقِبْـلَتَيْنِ جَمِيْعًا وَعَلَيْهِ كِسَاءُ خَزٍّ أَغْبَرُ (مسند احمد: ١٨٢١٣)

مجھے بیان کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی، جبکہ اس نے اپنے اوپر گندمی رنگ کی اونی ریشمی چادر لی ہوئی تھی۔''

2 ..... بَابُ وُجُوْبِ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ فِي الْفَرِيْضَةِ
فرض نماز میں قبلہ رخ ہونے کا وجوب

(١٤٥٥) عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ: ((أُمِـرْتُ أَنْ أُقَـاتِلَ الـنَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُـحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَإِذَا شَهِدُوْا وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْـلَتَنَا وَأَكَلُوْا ذَبِيْحَتَنَا وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا فَقَدْ حَـرُمَـتْ عَـلَيْـنَـا دِمَـاؤُهُـمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِـحَـقِّهَـا، لَهُـمْ مَـالِـلْـمُسْلِمِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَاعَلَيْهِمْ .)) (مسند احمد: ١٣٠٨٧)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں، جب تک وہ یہ گواہی نہ دے دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ جب وہ گواہی دے دیں گے، ہمارے قبلہ کی طرف رخ کریں گے، ہمارا ذبیحہ کھائیں گے اور ہماری نماز پڑھیں گے تو ان کے خون و مال ہم پر حرام ہو جائیں گے، مگر حق کے ساتھ اوران کے لیے وہی ہوگا جو دوسرے عام مسلمانوں کے لیے ہے اوران پر بھی وہی ہوگا جو دوسرے مسلمانوں پر ہوتا ہے۔''

فوائد: ...... ''کتاب الایمان'' کے باب نمبر (۹) میں اس حدیث کی شرح گزر چکی ہے۔ خون اور مال کی حفاظت کے لیے ادائیگی نماز کے وقت کعبہ کی طرف رخ کرنے کو شرط قرار دینے سے اس فریضہ کی اہمیت کا پتہ چل رہا ہے، مذاہب عالم میں کعبہ کو قبلہ قرار دینا صرف اسلام کی خاصیت ہے۔

(١٤٥٦) عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُـوْلَ الـلّٰـهِ ﷺ قَـالَ لِـلْـمُسِيْءِ فِيْ صَلَاتِـهِ: ((إِذَا أَرَدْتَّ أَنْ تُـصَـلِّيَ فَتَوَضَّـأْ فَـأَحْسِـنْ وُضُـوْءَ كَ ثُـمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ ثُمَّ كَبِّرْ .)) الحديث۔ (مسند احمد: ١٩٢٠٦)

''سیدنا رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسیء الصلاۃ کو فرمایا تھا: ''جب تو نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو وضو کر اور وضو اچھا کر، پھر قبلہ رخ ہو جا، پھر اللہ اکبر کہہ۔'' الحدیث۔

(١٤٥٥) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٣٩٢ (انظر: ١٣٠٥٦).

(١٤٥٦) تخريج:...... حديث صحيح وهذا اسناد حسن، أخرجه البخاري في "القراءة خلف الامام": ١١٢، وابن حبان: ١٧٨٧، وأخرجه اصحاب السنن و(انظر للتفصيل: ١٨٩٩٥).

فوائد: ...... یہ ایک طویل حدیث ہے، جو کئی احکام و مسائل پر مشتمل ہے، اس میں آپ ﷺ نے نماز میں قبلہ رخ ہونے کا حکم دیا ہے۔ متعلقہ آدمی نے اچھے انداز میں نماز ادا نہیں کی تھی، اس لیے اس کو "مُسِیْءُ الصَّلَاۃ" کہتے ہیں، جن کا لفظی معنی یہ ہے: نماز کو خراب کرنے والا۔

(١٤٥٧) عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ ؓ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُسَبِّحُ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ وَيُوْمِيءُ بِرَأْسِهِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ۔ (مسند احمد: ١٥٧٨٣)

''سیّدنا عامر بن ربیعہ ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سواری پر نفلی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ اپنے سر سے اشارہ کرتے تھے (اور اس چیز کی کوئی پروا نہ کرتے کہ) جس طرف بھی آپ کا رخ ہو جاتا، البتہ آپ ﷺ فرض نماز میں ایسا نہ کرتے تھے۔''

فوائد: ......نفلی اور فرضی نمازوں میں قبلہ رخ نہ ہونے کی کن صورتوں میں گنجائش ہے؟ اس موضوع پر باب نمبر (۴) اور (۵) میں بحث کی جائے گی۔

3 ..... بَابُ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ فِي الْكَعْبَةِ
کعبہ کے اندر نفلی نماز پڑھنے کا بیان

(١٤٥٨) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ؓ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْبَيْتَ فَجَلَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ وَهَلَّلَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى مَابَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْبَيْتِ فَوَضَعَ صَدْرَهُ عَلَيْهِ وَخَدَّهُ وَيَدَيْهِ۔ قَالَ: ثُمَّ كَبَّرَ وَهَلَّلَ وَ دَعَا ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ بِالْأَرْكَانِ كُلِّهَا، ثُمَّ خَرَجَ فَأَقْبَلَ عَلَى الْقِبْلَةِ وَهُوَ عَلَى الْبَابِ، فَقَالَ: ((هٰذِهِ الْقِبْلَةُ، هٰذِهِ الْقِبْلَةُ.)) مَرَّتَيْنِ أَوْثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ٢٢١٦٦)

''سیّدنا اسامہ بن زید ؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ میں داخل ہوا، آپ ﷺ وہاں بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تکبیر و تہلیل بیان کی، پھر اپنے سامنے والے بیت اللہ کے حصے کی طرف کھڑے ہوئے اور اپنا سینہ، رخسار اور ہاتھ اس پر رکھ دیئے، پھر اللہ تعالیٰ کی تکبیر و تہلیل بیان کی اور دعا بھی کی، پھر آپ ﷺ نے تمام کونوں میں یہی عمل کیا۔ پھر آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور دروازے پر کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دو یا تین مرتبہ فرمایا: ''یہی قبلہ ہے، یہی قبلہ ہے۔''

(١٤٥٧) تخريج:...... أخرجه البخارى: ١٠٩٧، ومسلم: ٧٠١ (انظر: ١٥٦٧٢، ١٥٦٩٥).

(١٤٥٨) تخريج:...... حديث صحيح، أخرجه النسائى: ٥/ ٢٢٠، وابن خزيمة: ٣٠٠٥، وأخرجه البخارى: ٣٩٨، ومسلم: ١٣٣٠ بلفظ: ان النبى ﷺ لما دخل البيت دعا فى نواحيه كلها ولم يصل فيه حتى خرج، فلما خرج ركع ركعتين فى قُبل الكعبة، وقال: ((هذه القبلة.))۔ (انظر: ٢١٧٥٤، ٢١٨٢٣).

(١٤٥٩) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَسَمِعْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّمَا أُمِرْتُمْ بِالطَّوَافِ وَلَمْ تُؤْمَرُوْا بِالدُّخُوْلِ۔ قَالَ: لَمْ يَكُنْ يَنْهٰى عَنْ دُخُولِهِ، وَلٰكِنِّىْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: أَخْبَرَنِى أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا دَخَلَ الْبَيْتَ دَعَا فِيْ نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ حَتّٰى خَرَجَ، فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِى قُبُلِ الْقِبْلَةِ۔ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَقَالَ: ((هٰذِهِ الْقِبْلَةُ .)) (مسند احمد: ٢٢١٥٠)

''ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ کیا آپ نے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ تمہیں صرف بیت اللہ کا طواف کرنے کا حکم دیا گیا ہے، نہ کہ اس میں داخل ہونے کا؟ انہوں نے جواب دیا: وہ اس میں داخل ہونے سے منع تو نہیں کرتے تھے، البتہ میں نے ان کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا تھا: سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ جب نبی کریم ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اس کے سارے کونوں میں دعا کی اور نماز نہیں پڑھی، یہاں تک کہ باہر تشریف لے آئے، باہر نکل کر قبلہ کے سامنے دو رکعتیں ادا کیں اور فرمایا: ''یہ قبلہ ہے۔''

(١٤٦٠) عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَ عَنْ بِلَالٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِى الْبَيْتِ۔ قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: لَمْ يُصَلِّ فِيْهِ وَلٰكِنَّهُ كَبَّرَ فِى نَوَاحِيْهِ۔ (مسند احمد: ٢٤٤١٦)

''عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ میں نماز پڑھی تھی۔ انھوں نے کہا: سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تو یہ بیان کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے اس میں نماز نہیں پڑھی تھی، البتہ اس کے مختلف کونوں میں تکبیر کہی (اللہ کی بڑھائی بیان کی) تھی۔''

(١٤٦١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ سَأَلَ بِلَالًا هَلْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِى الْكَعْبَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٤٣٨٢)

''سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہ انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے کعبہ میں نماز پڑھی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں، دو ستونوں کے درمیان دو رکعتیں پڑھی تھیں۔''

(١٤٥٩) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط الشيخين و أخرج المرفوع منه البخارى: ٣٩٨، ومسلم: ١٣٣٠ (انظر: ٢١٧٥٤، ٢١٨٠٩).

(١٤٦٠) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه ابن خزيمة: ٣٠٠٨، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ١/ ٣٩٠، والطبرانى: ١٠٣٣ (انظر: ٢٣٩١٩)

(١٤٦١) تخريج:...... أخرجه البخارى: ٣٩٧، ١١٦٧ وفيه: نعم ركع ركعتين بين هاتين الساريتين ......۔ قال: ثم خرج فصلى فى وجه الكعبة ركعتين۔ وأخرجه مسلم: ١٣٢٩ (انظر: ٢٣٨٨٥، ٢٣٩٠٧، ٢٣٩٢٢).

فوائد:...... صحیح بخاری میں یہ تفصیل موجود ہے کہ آپ ﷺ دو رکعت نماز کعبہ کے اندر اور دو رکعت کعبہ کے باہر ادا کی تھی، جیسا کہ تخریج میں دی گئی تفصیل سے معلوم ہو رہا ہے۔

(١٤٦٢) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْبَيْتَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وِجَاهَكَ حِيْنَ تَدْخُلُ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ١٥٤٦٢)

''سیّدنا عثمان بن طلحہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور ان دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی، جو تیرے داخل ہوتے وقت تیرے سامنے پڑتے ہیں۔''

فوائد:...... عام قارئین کے لیے درج بالا احادیث میں تناقض پایا جا رہا ہے، کیونکہ سیّدنا اسامہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کے بیان کے مطابق آپ ﷺ نے کعبہ میں نماز نہیں پڑھی، لیکن سیّدنا بلال اور سیّدنا عثمان ‌رضی ‌اللہ ‌عنہما کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے کعبہ میں نماز پڑھی ہے۔ اس میں حقیقت میں تضاد کی کوئی صورت نہیں پائی جا رہی، محدثین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس باب میں سیّدنا بلال ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کی حدیث کو ہی لیا جائے گا، کیونکہ ان کے پاس زیادہ علم ہے اور ان کی حدیث مثبت ہے، جس کو نفی والی حدیث پر مقدم کیا جاتا ہے۔ پورے واقعہ کے مطابق آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے بیت اللہ میں داخل ہو کر دراوزہ بند کر دیا تھا اور ہر کوئی دعا میں مصروف ہو گیا تھا، اس لیے ممکن ہے کہ سیّدنا اسامہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے آپ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھا ہو اور سیّدنا بلال ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے دیکھ لیا ہو۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ دو علیحدہ علیحدہ واقعات ہیں، جیسا امام ابن حبان نے کہا: میرے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ ان دو احادیث کا تعلق دو مختلف واقعات سے ہے، فتح مکہ کے موقع پر جب آپ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے تو نماز پڑھی، لیکن حجۃ الوداع کے موقع پر داخل تو ہوئے، لیکن نماز نہیں پڑھی۔ (تلخیص از صحیح ابن حبان: ٧/ ٤٨٣) تطبیق کے بعد معلوم ہوا کہ کعبہ کی عمارت کے اندر فرضی اور نفلی دونوں نمازیں پڑھنا جائز ہیں، امام احمد اور امام ابوحنیفہ سمیت جمہور اہل علم کا یہی خیال ہے، کیونکہ ایسی غیر اضطراری صورت میں نفل اور فرض دونوں نمازوں کے لیے قبلہ کا ایک حکم ہے۔

4 ..... بَابُ جَوَازِ تَطَوُّعِ الْمُسَافِرِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ

مسافر کے لیے اپنی سواری پر بیٹھ کر نفلی نماز پڑھنے کا جواز چاہے سواری کا منہ جس طرف مرضی ہو جائے

(١٤٦٣) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ عَلٰى نَاقَتِهِ تَطَوُّعاً فِي السَّفَرِ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ۔ (مسند احمد: ١٢٣٠٢)

''سیّدنا انس بن مالک ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر قبلے کے علاوہ دوسری طرف رخ کر کے نفلی نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔''

(١٤٦٢) تخريج:...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، أخرجه الطيالسي: ١٣٦٥، والطبراني في "الكبير": ٨٣٩٨، والبيهقي في "السنن": ٢/ ٣٢٨ (انظر: ١٥٣٨٧)

(١٤٦٣) تخريج:...... أخرجه البخاري: ١١٠٠، ومسلم: ٧٠٢ (انظر: ١٢٢٧٧، ١٣١١٣).

(۱۴۶۴) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ تَطَوُّعًا اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ خَلّٰى عَنْ رَاحِلَتِهِ فَصَلّٰى حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ۔ (مسند احمد: ۱۳۱۴۰)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی سواری پر نفل نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو ایک دفعہ قبلہ رخ ہو کر نماز کے لیے ''اللہ اکبر'' کہتے، پھر اپنی سواری کو چھوڑ دیتے اور آپ ﷺ نماز جاری رکھتے، سواری جس طرف مرضی رخ کر لیتی۔''

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی کو تکبیر تحریمہ کہتے وقت ایک دفعہ قبلہ رخ ہو جانا چاہیے، اس کے بعد سفر کی نوعیت کے مطابق قبلہ سے رخ پھیر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۴۶۵) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهِ فِي التَّطَوُّعِ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ، يُوْمِئُ إِيْمَاءً، وَيَجْعَلُ السُّجُوْدَ أَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوْعِ۔ (مسند احمد: ۱۱۷۲۴)

''سیّدنا ابوسعید خدری اور سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر نفلی نماز پڑھ لیتے تھے۔ وہ جس طرف مرضی رخ کر لیتی تھی، آپ ﷺ رکوع وسجود کے لیے اشارہ کرتے تھے اور رکوع کی بہ نسبت سجدہ کے لیے زیادہ جھک جاتے تھے۔''

(۱۴۶۶) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ (مسند احمد: ۱۴۶۰۹)

''سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔''

فوائد: ......اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں: سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے کسی ضرورت کے لیے بھیجا، جب میں واپس آیا تو آپ ﷺ اپنی سواری پر نماز پڑھ رہے تھے، جبکہ سواری کا منہ مشرق کی طرف تھا، آپ اشارے کے ساتھ سجدہ اور رکوع کرتے اور رکوع کی بہ نسبت سجدے کے لیے زیادہ جھکتے تھے، میں نے آ کر سلام کہا تھا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''فلاں فلاں کام کا کیا بنا؟ میں نماز پڑھ رہا تھا۔'' اگر مدینہ منورہ میں مشرق کی طرف منہ کیا جائے تو نمازی کی دائیں جانب کعبہ کی طرف ہو جاتی ہے۔

(۱۴۶۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ

(۱۴۶۴) تخريج:...... حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ۱۲۲۵، وانظر الحديث السابق: ۴۳۴، هو نفس هذا الحديث (انظر: ۱۳۱۰۹).

(۱۴۶۵) تخريج:...... حديث صحيح لغيره، أخرجه ابن ابی شيبة: ۲/ ۴۹۳، والبزار: ۶۹۱(انظر: ۱۱۷۰۱).

(۱۴۶۶) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه مطولا و مختصرا ابوداود: ۱۲۲۷، والترمذى: ۳۵۱(انظر: ۱۴۵۵۵).

(۱۴۶۷) تخريج:...... أخرجه البخارى: ۱۰۰۰، ومسلم: ۷۰۰ (انظر: ۴۴۷۰، ۴۷۱۴).

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهِ مُقْبِلًا مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ، وَفِيْهِ نَزَلَتْ: ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾۔ (مسند احمد: ٤٧١٤)

سے مدینہ کی طرف آتے ہوئے اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے، سواری جدھر مرضی رخ کر لیتی تھی، یہ آیت اسی مسئلے کے بارے نازل ہوئی: ﴿أَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ (تم جس طرف بھی منہ کرو اللہ کا چہرہ وہاں ہی ہے)۔''

فوائد: ......اس حدیث میں بیان کردہ صورت میں غالب اوقات یا پوری نماز میں کعبہ کی طرف نمازی کی پشت رہے گی۔

(١٤٦٨) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عَلٰى حِمَارٍ وَهُوَ مُوَجِّهٌ (وَفِيْ رِوَايَةٍ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ) إِلٰى خَيْبَرَ (مسند احمد: ٤٥٢٠)

''سیّدنا عبداللہ بن عمر سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو گدھے پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، اس حال میں کہ آپ ﷺ کا رخ خیبر کی طرف تھا۔''

فوائد: ......خیبر مشرق کی سمت میں پڑتا تھا، جیسا کہ اس حدیث کے ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے: سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ گدھے پر سوار ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ کا رخ خیبر یعنی مشرق کی طرف تھا۔ (مسند احمد: ۵۲۰۶)

(١٤٦٩) عَنْ نَافِعٍ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّيْ عَلٰى دَابَّتِهِ التَّطَوُّعَ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ، فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ رَأَيْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَفْعَلُهُ۔ (مسند احمد: ٤٤٧٠)

''نافع کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو سواری پر نفلی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، جس طرف بھی اس کا رخ ہو جاتا۔ جب میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: میں نے ابو القاسم ﷺ کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا تھا۔''

(١٤٧٠) عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ تَلَقَّيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ فَلَقِيْنَاهُ بِعَيْنِ التَّمْرِ وَهُوَ يُصَلِّيْ عَلٰى دَابَّتِهِ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ، فَقُلْنَا لَهُ: إِنَّكَ تُصَلِّيْ إِلٰى غَيْرِ الْقِبْلَةِ؟ فَقَالَ: لَوْ لَا أَنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مَافَعَلْتُ۔ (مسند احمد: ١٣١٤٤)

''انس بن سیرین کہتے ہیں: جب سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ شام سے آئے، تو ہم انہیں عین التمر مقام پر ملے، ہم نے دیکھا کہ وہ اپنی سواری پر غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہے تھے، پس ہم نے ان سے کہا: آپ غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی ایسے نہ کرتا۔''

(١٤٦٨) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط الشيخين، أخرجه مسلم: ٧٠٠، وقد تقدم: انظر: ٤٣٨ .

(١٤٦٩) تخريج:...... تقدم، انظر: ٤٣٨ .

(١٤٧٠) تخريج:...... أخرجه البخارى: ١١٠٠، ومسلم: ٧٠٢ (انظر: ١٣١١٣) .

(١٤٧١) عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ ﷺ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ النَّوَافِلَ فِيْ كُلِّ جِهَةٍ۔ (مسند احمد: ١٥٧٧٢)

''سیّدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سواری کی پیٹھ پر ہر جہت کی طرف نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔''

فوائد: ...... ''عین التمر'' مقام، شام کے ساتھ ملا ہوا عراق کے راستے پر پڑتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے فرضی اور نفلی نماز میں قبلہ رخ ہونے کا اہتمام کیا جائے گا، مذکورہ بالا احادیث میں سواری جیسے عذر کی بنا پر نفلی نماز کے لیے قبلہ رخ ہونے کے معاملے میں ایک رخصت دی گئی ہے۔ البتہ حدیث نمبر (۴۳۵) سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازی کو تکبیر تحریمہ کہتے وقت ایک دفعہ قبلہ رخ ہو جانا چاہیے، اس کے بعد سفر کی نوعیت کے مطابق قبلہ سے رخ پھیر لینے میں کوئی حرج نہیں، ذہن نشین رہنا چاہیے کہ یہ رخصت سفر و حضر کے لیے عام ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ آرام دہ سفر اور گاڑیاں ہونے کے باوجود نبی کریم ﷺ کی اس سنت پر عمل نہیں کیا جاتا، بلکہ اکثریت کو دوران سفر موسیقی اور فحش گانے سننے یا گندی اور حیا باختہ فلمیں دیکھنے یا گپ شپ لگانے کا نشہ کی حد تک شوق ہوتا ہے۔ ہمیں اپنے مہربان نبی کی اطاعت و فرمانبرداری کا اہتمام کرنا چاہیے۔

5 ..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ صَلَاةِ الْفَرْضِ عَلَى الرَّاحِلَةِ لِعُذْرٍ
عذر کی وجہ سے سواری پر فرض نماز پڑھنے کی رخصت کا بیان

(١٤٧٢) عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ انْتَهٰى إِلٰى مَضِيْقٍ هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ وَالسَّمَاءُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَالْبِلَّةُ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَأَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَذَّنَ وَأَقَامَ، ثُمَّ تَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى رَاحِلَتِهِ فَصَلّٰى بِهِمْ يُوْمِيءُ إِيْمَاءً يَجْعَلُ السُّجُوْدَ أَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوْعِ أَوْ يَجْعَلُ سُجُوْدَهُ أَخْفَضَ مِنْ رُكُوْعِهِ۔ (مسند احمد: ١٧٧١٦)

''سیّدنا یعلی بن مرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ ایک تنگ جگہ کی طرف گئے، آپ اپنی سواری پر تھے، صورتحال یہ تھی کہ اوپر سے بارش برس رہی تھی اور نیچے کیچڑ تھا، ادھر نماز کا وقت ہو گیا، آپ ﷺ نے مؤذن کو حکم دیا، اس نے اذان اور اس کے بعد اقامت کہی، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری پر ہی آگے بڑھے اور ان کو نماز پڑھائی، آپ ﷺ نے رکوع و سجود کے لیے اشارے کیے اور رکوع کی بہ نسبت سجدے کے لیے ذرا پست ہو کر اشارہ کیا۔''

فوائد: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن عذر اور مجبوری کی صورت میں سواری پر فرضی نماز پڑھنا جائز ہے، دلائل درج ذیل ہیں، دوسری دلیل زیادہ واضح ہے:

(١٤٧١) تخريج:...... أخرجه البخاري: ١٠٩٣، ومسلم: ٧٠١ (انظر: ١٥٦٧٢، ١٥٦٨٦).

(١٤٧٢) تخريج:...... اسناده ضعيف، عمرو بن عثمان لايعرف كوالده- أخرجه الترمذي: ٤١١ (انظر: ١٧٥٧٣)

(۱)......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (سورۂ بقرہ:) یعنی: ''اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا، مگر اس کی طاقت کے مطابق۔'' یہ ایک عام قانون ہے، ہر شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اپنی طاقت کا اندازہ کر کے اس پر عمل کر سکتا ہے، مثلا بیٹھ کر یا لیٹ کر یا وضو اور غسل کی بجائے تیمم کر کے یا زمین پر یا سواری پر نماز ادا کرنا۔ نیز درج ذیل دو امور پر غور کریں:

(الف):......آپ ﷺ نے استحاضہ والی اس خاتون کو نماز پڑھنے کا حکم دیا، جس کی شرمگاہ سے دوران نماز خون جاری رہتا تھا، البتہ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہر نماز سے پہلے وضو کر لے۔

(ب):......آپ ﷺ نے اس صحابی کی نماز کو درست قرار دیا تھا، جس نے پانی نہ ہونے کی وجہ سے وضو کے بغیر نماز پڑھ لی تھی، ابھی تک تیمم کرنے کی رخصت نہیں دی گئی تھی۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہ استدلال کشید کیا ہے اور حق کہا کہ جس آدمی کے پاس پانی اور مٹی دونوں نہیں ہوں گے، وہ وضو اور تیمم کے بغیر نماز پڑھے گا، کیونکہ وجہ اور سبب ایک ہے۔ اگر خون بہنے کے باوجود اور وضو کے بغیر نماز پڑھنے کی رخصت دی جا سکتی ہے، تو یقیناً کسی عذر کی صورت میں سواری پر نماز پڑھنا بھی درست ہو گا۔ قارئین ذہن نشین کر لیں کہ آج کل ایسی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ پانی اور مٹی دونوں نمازی کی دسترس میں نہیں ہوتے۔ ان دنوں میں سواری کو عذر قرار دینے کی صورت یہ ہے کہ آدمی کسی گاڑی پر سفر کر رہا ہے، سفر جاری رکھنا بھی اس کی مجبوری ہو اور گاڑی کی انتظامیہ لوگوں کے اصرار کے باوجود گاڑی روکنے کے لیے تیار بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں سواری پر نماز ادا کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہو گا۔ اگر ذاتی گاڑی ہو یا تاخیر ہو جانے کی صورت میں مسافر کے لیے کوئی مسئلہ کھڑا نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں سواری پر نماز ادا کرنے سے گریز کیا جائے۔

(۲):......اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۔ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَا اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَo﴾ (البقرہ: ۲۳۸، ۲۳۹) ''یعنی: ''نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو۔ اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل ہی سہی یا سوار ہی سہی، ہاں جب امن ہو جائے تو اللہ کا ذکر کرو جس طرح کہ اس نے تمہیں اس بات کی تعلیم دی جسے تم نہیں جانتے تھے۔'' اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ دشمن کے خوف کی بنا پر پیدل چلتے ہوئے یا سواری پر فرض نماز پڑھ لینے کا حکم دیا ہے، اس عذر کا اتفاقی طور پر ذکر کیا گیا ہے، وگرنہ کسی اور مجبوری کی صورت میں بھی اس آیت پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

(۳)...... جب نبی کریم ﷺ سے کشتی میں نماز ادا کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے جواب دیا: ((صَلِّ فِيْهَا قَائِمًا اِلَّا اَنْ تَخَافَ الْغَرْقَ .)) یعنی: ''کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو، ہاں اگر پانی میں غرق ہونے کا ڈر ہو (تو بیٹھ کر پڑھ لو)۔'' (البزار: ٦٨، دارقطنی:)

تیسری دلیل کے بارے قارئین خود بھی سوچ لیں کہ کیا کشتی کو سواری کہا جا سکتا ہے۔

اَبْوَابُ السُّتْرَةِ اَمَامَ الْمُصَلِّيْ وَ حُكْمِ الْمُرُوْرِ دُوْنَهَا
نمازی کے آگے سترہ رکھنے اور اس کے پیچھے سے گزرنے کا حکم

1 ..... بُابُ اِسْتِحْبَابِ السُّتْرَةِ لِلْمُصَلِّيْ وَالدُّنُوِّ مِنْهَا وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ تَكُوْنُ وَأَيْنَ تَكُوْنُ مِنَ الْمُصَلِّيْ
نمازی کے لیے سترے کے مستحب ہونے اور اس کے قریب ہونے کا بیان اور اس کی وضاحت کہ وہ کس چیز کا ہو اور نمازی کی کس طرف ہونا چاہیے؟

وضاحت: ...... ہمارے ہاں عام طور پر نماز میں سترہ کا اہتمام نہیں کیا جاتا، بلکہ اس پر مستزاد یہ کہ اس سنت پر عمل کرنے والوں کے بارے میں عجیب عجیب باتیں کی جاتی ہیں اور کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ مسجد میں سترہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس لیے آپ خالی الذہن ہو کر اور کوئی سابقہ تصور قائم کیے بغیر درج ذیل احادیث کا مطالعہ کریں۔

(١٤٧٣) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئاً فَإِنْ لَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَلْيَنْصِبْ عَصًا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصًا فَلْيَخُطَّ خَطًّا وَلَا يَضُرُّهُ مَامَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ.)) (مسند احمد: ٧٣٨٦)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھے تو اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لیا کرے، اگر کوئی چیز نہ پائے تو لاٹھی گاڑھ لیا کرے اور لاٹھی اس کے پاس نہ ہو تو اپنے سامنے ایک لکیر کھینچ لیا کرے، کیونکہ ایسا کرنے کے بعد اس کے سامنے سے گزرنے والی کوئی چیز اسے نقصان نہیں دے سکی گی۔''

فوائد: ...... یہ حدیث ضعیف ہے، اس لیے نمازی کو اپنے سامنے کوئی چیز رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، لکیر کھینچنا کفایت نہیں کرے گا۔

(١٤٧٣) تخريج: ...... اسناده ضعيف لاضطرابه وجهالة راويه ابي محمد بن عمرو بن حريث، أخرجه ابوداود: ٦٩٠، وابن ماجه: ٩٤٣ (انظر: ٧٣٩٢).

(١٤٧٤) عَنْ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ لِصَلَاتِهِ وَلَوْ بِسَهْمٍ.)) (مسند احمد: ١٥٤١٥)

''سیّدنا سبرۃ بن معبد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سے کوئی نماز پڑھے تو وہ اپنی نماز کے لیے سترہ رکھ لیا کرے، اگرچہ وہ تیر ہو۔''

(١٤٧٥) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فَيَعْرِضُ الْبَعِيْرَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ سَأَلْتُ نَافِعًا فَقُلْتُ إِذَا ذَهَبَتِ الْإِبِلُ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ ابْنُ عُمَرَ؟ قَالَ كَانَ يَعْرِضُ مُؤْخِرَةَ الرَّحْلِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ (وَفِيْ لَفْظٍ) قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْرِضُ عَلٰى رَاحِلَتِهِ وَيُصَلِّيْ إِلَيْهَا۔ (مسند احمد: ٦١٢٨)

''عبید اللہ بن نافع، سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اور قبلہ کے درمیان (یعنی اپنے سامنے) اونٹ بٹھا کر نماز پڑھتے تھے۔ عبید اللہ کہتے ہیں: میں نے نافع سے سوال کیا: جب اونٹ چلا جاتا تو سیّدنا ابن عمر کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: تو وہ اپنے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی رکھ لیتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری کے سامنے ہوتے اور اس کی طرف نماز پڑھتے۔''

فوائد: ...... یہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کا نماز میں اپنے سامنے سترہ رکھنے کا اہتمام تھا، کیا آج اس قسم کا تصور پایا جاتا ہے۔ یہ نقطہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ کسی سنت کو زیادہ اہم یا کم اہم قرار دینے کا دارومدار ہمارے مزاج یا ذہن پر نہیں ہے، بلکہ آیات واحادیث پر ہے۔

(١٤٧٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ تُرْكَزُ لَهُ الْحَرْبَةُ فِي الْعِيْدَيْنِ فَيُصَلِّيْ إِلَيْهَا۔ (مسند احمد: ٥٨٤٠)

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دونوں عیدوں کی نمازوں میں نبی کریم ﷺ کے لیے نیزہ گاڑ دیا جاتا تھا، پھر آپ ﷺ اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔''

فوائد: ......اس حدیث مبارکہ کا تعلق اگرچہ میدان یا کھلی جگہ سے ہے، لیکن اس کا یہ مطلب کیسے کشید کر لیا جائے کہ مساجد اور گھروں میں سترے کی ضرورت نہیں ہے، ایک مقام پر ایک سنت کا اہتمام کرنے سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ دوسرے مقام پر اس کی اہمیت کم ہو جائے، جبکہ عام حکم بھی موجود ہو اور مساجد کے اندر سترے کا اہتمام کرنے کی احادیث بھی موجود ہوں۔

(١٤٧٤) تخريج:...... اسناده حسن، أخرجه ابن ابی شيبة: ١/ ٢٧٨، والطبرانی فی "الكبير": ٦٥٤٢، وابن خزيمة: ٨١٠، والحاكم: ١/ ٢٥٢، والبيهقی: ٢/ ٢٧٠ (انظر: ١٥٣٤٠).

(١٤٧٥) تخريج:...... أخرجه البخاری: ٥٠٧، ومسلم: ٥٠٢ (انظر: ٤٤٦٨، ٦١٢٨).

(١٤٧٦) تخريج:...... أخرجه البخاری: ٤٩٨، ٩٧٢، ومسلم: ٥٠١ (انظر: ٤٦١٤، ٥٨٤٠).

(۱٤۷۷) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيْ وَالدَّوَابُّ تَمُرُّ بَيْنَ أَيْدِيْنَا فَذَكَرْنَا ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ تَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ مَامَرَّ عَلَيْهِ .)) وَقَالَ عُمَرُ مَرَّةً: ((بَيْنَ يَدَيْهِ .)) (مسند احمد: ۱۳۸۸)

''سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ ؓ نے کہا: ہم نماز پڑھ رہے ہوتے اور ہمارے سامنے سے چوپائے گزر جاتے تھے، جب ہم نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اس چیز کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی جیسی کوئی چیز ہو تو پھر آگے سے گزر جانے والی چیز نقصان نہیں دیتی۔''

(۱٤۷۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: رُكِزَتِ لْعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ بِعَرَفَاتٍ فَصَلّٰى لَيْهَا وَالْحِمَارُ يَمُرُّ مِنْ وَرَاءِ الْعَنَزَةِ۔ (مسند حمد: ۲۱۷۵)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ عرفات میں نبی کریم ﷺ کے سامنے برچھی گاڑ دی گئی، آپ ﷺ نے اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور گدھا برچھی کے پیچھے سے گزرتا رہا۔''

(۱٤۷۹) عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ ؓ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْأَبْطَحِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ بِالْبَطْحَاءِ) الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ قَدْ أَقَامَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَمُرُّ مِنْ وَرَائِهَا النَّاسُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ) قَالَ: قِيْلَ لَهُ: مِثْلُ مَنْ أَنْتَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ أَبْرِي النَّبْلَ وَأَرِيْشُهَا۔ (مسند احمد: ۱۸۹۵۳)

''سیّدنا ابوجحیفہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ابطح یا بطحاء میں ظہر اور عصر کی نمازیں دو دو رکعتیں پڑھائی تھیں۔ آپ کے سامنے وہ برچھی تھی جسے آپ ﷺ نے اپنے سامنے کھڑا کیا تھا، اس کے پیچھے سے لوگ، گدھے اور عورتیں گزرتے رہے۔ ایک روایت میں ہے: ان سے پوچھا گیا کہ تم اس وقت کس جیسے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: میں تیر درست کرتا تھا اور اس کے پر بناتا تھا۔''

(۱٤۸۰) عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لَا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ .)) (مسند احمد: ۱٦۱۸۸)

''سیّدنا سہل بن ابی حثمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سُترے کی طرف نماز پڑھے تو وہ اس کے قریب ہو جائے تا کہ شیطان اس پر اس کی نماز قطع نہ کرے۔''

(۱٤۷۷) تخریج: …… أخرجه مسلم: ٤٩٩ (انظر: ۱۳۸۸)

(۱٤۷۸) تخریج: …… اسناده قوی ، أخرجه ابن خزیمة: ۸٤۰، وأخرج بنحوه الطبرانی: ۱۱٦۲۰ (انظر: ۲۱۷۵) وأخرجه البخاری: ٤٤۱۲، ومسلم: ٥۰٤ بلفظ آخر (انظر: ۱۸۹۱).

(۱٤۷۹) تخریج: …… أخرجه البخاری: ٤۹٥، ٤۹۹، ۳٥٦٦، ومسلم: ٥۰۳ (انظر: ۱۸۷٤۳، ۱۸۷٤٦).

(۱٤۸۰) تخریج: …… اسناده صحیح، أخرجه ابوداود: ٦۹٥، والنسائی: ۲/ ٦۲ (انظر: ۱٦۰۹۰).

فوائد: ...... اس حدیث میں دیا گیا حکم عام ہے اور اس کی وجہ بھی بیان کر دی گئی ہے کہ سترہ نہ ہونے کی صورت میں نماز شیطان کی وجہ سے متأثر ہوگی۔ اس لیے ہر مقام پر سترے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(۱۴۸۱) عَنْ ضُبَاعَةَ بِنْتِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهَا أَنَّهُ قَالَ: مَارَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى إِلٰى عَمُوْدٍ وَلَا عُوْدٍ وَلَا شَجَرَةٍ إِلَّا جَعَلَهُ عَلٰى حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ أَوِ الْأَيْسَرِ وَلَا يَصْمُدُ لَهُ صَمْدًا.)) (مسند احمد: ۲۴۳۲۱)

''سیّدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی ستون یا لکڑی یا درخت کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی ہو، مگر آپ اسے اپنی دائیں یا بائیں سمت کی طرف کر لیتے اور بالکل اس کے سامنے کھڑے نہ ہوتے تھے۔''

فوائد: ...... یہ حدیث ضعیف ہے، اس باب کی دوسری احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ نمازی کے سامنے کم از کم اونٹ کی پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز ہونی چاہیے۔

(۱۴۸۲) عَنْ بِلَالٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَقَدْ سَأَلَهُ ابْنُ عُمَرَ عَنْ مَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ دُخُوْلِهِ الْكَعْبَةِ؟ قَالَ: تَرَكَ عَمُوْدَيْنِ عَنْ يَمِيْنِهِ وَ عَمُوداً عَنْ يَسَارِهِ وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ خَلْفَهُ ثُمَّ صَلّٰى وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ ثَلَاثَةُ أَذْرُعٍ۔ (مسند احمد: ۲۴۳۹۱)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے خانہ کعبہ میں داخل ہو کر کیا کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: آپ ﷺ نے دو ستون اپنی دائیں طرف، ایک بائیں طرف اور تین اپنے پیچھے کر کے نماز پڑھی تھی، جبکہ قبلہ اور آپ کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ تھا۔''

فوائد: ...... یہ سترہ کے قریب ہونے کی مقدار ہے، تین ہاتھ کا فاصلہ ساڑھے چار فٹ کے برابر ہوتا ہے، عام طور پر نماز کے لیے بچھائی جانے والی صفوں کی مقدار بھی یہی ہوتی ہے۔ اونٹ کے پالان کی پچھلی لکڑی کی مقدار کے بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) ایک ہاتھ (ڈیڑھ فٹ) اور (۲) دو تہائی ہاتھ (ایک فٹ)، دوسرا قول زیادہ مشہور ہے۔ سترے کی مقدار کا خلاصہ یہ ہوا کہ وہ اس کی اونچائی کم از کم ایک فٹ ہونی چاہیے، ڈیڑھ فٹ کا اہتمام کرنا زیادہ محتاط عمل ہے، چوڑائی کے بارے میں کوئی قید نہیں، وہ دیوار اور ستون بھی ہوسکتا ہے اور کوئی برچھی اور تیر وغیرہ بھی۔

مذکورہ بالا احادیث سے سترہ کی اہمیت واضح ہو رہی ہے، مزید احادیث و اقوال یہ ہیں: سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تُصَلِّ إِلَّا إِلٰى سُتْرَةٍ، وَلَا تَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْكَ، فَإِنْ أَبٰى فَلْتُقَاتِلْهُ فَإِنَّ مَعَهُ الْقَرِيْنَ.)) یعنی: ''تو نماز ادا نہ کر مگر سترہ کی طرف اور کسی کو سامنے سے نہ گزرنے

(۱۴۸۱) تخریج:...... اسناده ضعیف جدا، الوليد بن كامل لين الحديث، والمهلب بن حجر وضباعة مجهولان، أخرجه ابوداود: ٦٩٣ (انظر: ٢٣٨٢٠)

(۱۴۸۲) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٥٠٥، ومسلم: ١٣٢٩ (انظر: ٤٨٩١، ٥٩٢٧) .

دے، اگر کوئی رکنے سے انکار کرتا ہے تو اس سے لڑائی کر، کیونکہ اس کے ساتھ شیطان ہے۔'' (صحیح مسلم، مستدرك حاكم، صحيح ابن خزيمه واللفظ له) سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا صَلّٰی أَحَدُكُمْ فَلْیُصَلِّ اِلٰی سُتْرَةٍ وَلْیَدْنُ مِنْهَا ، ....)) یعنی: ''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھے تو وہ سترہ کی طرف نماز پڑھے اور اس کے قریب ہو جائے۔'' (ابو داود، ابن ماجه) سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((لَقَدْ رَأَیْتُ أَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ یَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِیَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ ، حَتّٰی یَخْرُجَ النَّبِیُّ ﷺ ، وَفِیْ رِوَایَةٍ: وَهُمْ كَذٰلِكَ یُصَلُّوْنَ الرَّكْعَتَیْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ .)) یعنی: میں صحابہ کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت (اذانِ مغرب کے بعد نماز مغرب سے پہلے والی دو رکعتیں پڑھنے کے لیے) ستونوں کی طرف لپکتے، حتی کہ آپ ﷺ تشریف لے آتے۔ اور ایک روایت میں ہے: (جب آپ ﷺ تشریف لاتے تو) وہ مغرب سے پہلے نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ (صحیح بخاری) قرہ بن ایاس تابعی کہتے ہیں: میں دو ستونوں کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا تو انھوں نے میری گدی سے پکڑا اور مجھے سترے کے قریب کر کے کہا: اس کی طرف نماز پڑھا کرو۔ (صحیح بخاری معلقا، مصنف ابن ابی شیبہ) سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب کوئی آدمی نماز پڑھے تو وہ سترے کی طرف نماز پڑھے اور اس کے قریب ہو جائے، تاکہ اس کے سامنے سے شیطان نہ گزرتا رہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ) سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: چار چیزیں اکھڑ مزاجی اور بدخلقی سے ہیں: (۱) آدمی کا سترے کے بغیر نماز پڑھنا، ......۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، بیہقی) جنابِ نافع تابعی کہتے ہیں: جب سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مسجد کے ستونوں تک نہ پہنچ پاتے تو مجھے کہتے: اپنی پیٹھ میری طرف پھیر کر (میرے سامنے ہو جاؤ)۔ (مصنف ابن ابی شیبہ) ان دلائل اور آثار کے باوجود اس وقت مسلمانوں کی اکثریت اس سنت سے غافل ہے، قارئین کو ان دلائل کی روشنی میں اپنے کیے کا جائزہ لے لینا چاہیے۔

2 ..... بَابُ دَفْعِ الْمَارِّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مِنْ آدَمِیٍّ وَغَیْرِهٖ
نمازی کے آگے گزرنے والے آدمی وغیرہ کو روکنے کا بیان

(۱۴۸۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ یُصَلِّیْ فَلَا یَدَعْ أَحَدًا یَمُرُّ بَیْنَ یَدَیْهِ ، فَإِنْ أَبٰی فَلْیُقَاتِلْهُ فَإِنَّ مَعَهُ الْقَرِیْنَ .)) (مسند احمد: ۵۵۸۵)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو کسی کو اپنے سامنے سے نہ گزرنے دے، اگر کوئی (رکنے سے) انکار کرتا ہے تو اس سے لڑے کیونکہ اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔''

(۱۴۸۳) تخریج: ..... أخرجه مسلم: ۵۰۶ (انظر: ۵۵۸۵).

(١٤٨٤) عَنْ أَبِي سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَلْيَدْرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ أَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ.)) (مسند احمد: ١١٣١٩)

''سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو کسی کو اپنے آگے سے نہ گزرنے دے اور اپنی طاقت کے مطابق اسے ہٹائے، اگر وہ (رکنے سے) انکار کرے تو اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔''

فوائد:...... گزرنے والے پر شیطان کا اطلاق کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ شیطانی فعل کر رہا ہے۔

(١٤٨٥) عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ صَاحِبِ سُلَيْمَانَ قَالَ رَأَيْتُ عَطَاءَ بْنَ يَزِيْدَ اللَّيْثِيَّ قَائِمًا يُصَلِّيْ مُعْتَمًّا بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ مُرْخٍ طَرَفَهَا مِنْ خَلْفِهِ مُصْفَرَّ اللِّحْيَةِ، فَذَهَبْتُ أَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَرَدَّنِيْ ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيُّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فَصَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ وَهُوَ خَلْفَهُ فَقَرَأَ فَالْتَبَسَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: ((لَوْ رَأَيْتُمُوْنِيْ وَإِبْلِيسَ فَأَهْوَيْتُ بِيَدِيْ فَمَا زِلْتُ أَخْنُقُهُ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ لُعَابِهِ بَيْنَ إِصْبَعَيَّ هَاتَيْنِ، الْإِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا وَلَوْلَا دَعْوَةُ أَخِيْ سُلَيْمَانَ لَأَصْبَحَ مَرْبُوْطًا بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ يَتَلَاعَبُ بِهِ صِبْيَانُ الْمَدِيْنَةِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَحُوْلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ أَحَدٌ فَلْيَفْعَلْ۔ (مسند احمد: ١١٨٠٢)

سلیمان کے ساتھی ابوعبید کہتے ہیں: میں نے عطا بن یزید لیثی کو دیکھا، وہ نماز پڑھ رہے تھے، انھوں نے سیاہ رنگ کی پگڑی باندھ کر اس کا کنارہ پیچھے لٹکایا ہوا تھا اور داڑھی کو زرد کر رکھا تھا، میں ان کے آگے سے گزرنے لگا لیکن انہوں نے مجھے روک دیا، پھر کہا: مجھے سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے، وہ بھی آپ ﷺ کی اقتدا میں تھے، آپ نے قراءت کی لیکن قراءت آپ پر خلط ملط ہونے لگی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''کاش تم مجھے اور ابلیس کو دیکھتے، میں نے اپنا ہاتھ جھکایا (اور اسے پکڑ لیا پھر) اس کا گلا گھونٹتا رہا حتی کہ مجھے اس کے لعاب کی ٹھنڈک ان دونوں انگلیوں یعنی انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی کے درمیان محسوس ہوئی، اور اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ اس حال میں صبح کرتا کہ مسجد کے ستون کے باندھا ہوا ہوتا اور مدینہ کے بچے اس کے ساتھ کھیل رہے ہوتے۔ اس لیے تم سے جو شخص یہ طاقت رکھتا ہے کہ (اس کی نماز کے دوران) کوئی اس کے اور قبلہ کے درمیان حائل نہ ہو تو ایسا ہی کرے۔''

(١٤٨٤) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٥٠٥ (انظر: ١١٢٩٩).

(١٤٨٥) تخريج:...... اسناده حسن، أخرجه مختصرا ابوداود: ٦٩٩ (انظر: ١١٧٨٠).

فوائد: ……حضرت سلیمان کی یہ دعا مراد ہے: ﴿رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْبَغِیْ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ﴾ (ص: ۳۵) یعنی: ''انھوں نے کہا: اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما جو میرے بعد کسی شخص کے لائق نہ ہو۔'' لیکن سوال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ابلیس پر قابو تو پالیا تھا، صرف اس کو باندھنا باقی تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ یا تو آپ ﷺ نے از راہ تواضع ایسا نہ کیا یا آپ ﷺ کو اس سے زیادہ طاقت نہیں تھی۔ پہلی بات ہی زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے، کیونکہ ایک جنّ کو اس طرح باندھ دینے سے حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کی بادشاہت سے تشبیہ لازم نہیں آتی تھی، آپ ﷺ نے ان کی دعا کا ادب کرتے ہوئے یہ کام بھی نہ کیا۔ حدیثِ مبارکہ کا آخری حصہ قابل توجہ ہے کہ نمازی اپنے سامنے سترہ رکھے اور پھر کسی چیز کو اپنے سامنے سے نہ گزرنے دے۔

(۱۴۸۶) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَأَبِي بَشِيْرٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِهِمْ ذَاتَ يَوْمٍ فَمَرَّتِ امْرَأَةٌ بِالْبَطْحَاءِ فَأَشَارَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَأَخَّرِيْ، فَرَجَعَتْ حَتّٰى صَلّٰى ثُمَّ مَرَّتْ۔ (مسند احمد: ۲۲۲۳۳)

سیّدنا عبد اللہ بن زید اور ابو بشر انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ان کو بطحاء مقام پر نماز پڑھا رہے تھے، ایک عورت نے گزرنا چاہا، لیکن آپ ﷺ نے اسے اشارہ کیا کہ وہ پیچھے ہو جائے، پس وہ واپس لوٹ گئی، جب آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی تو پھر وہ گزری۔

فوائد: ……اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بوقتِ ضرورت دورانِ نماز ایسا اشارہ کیا جا سکتا ہے، جس سے کوئی بات سمجھانا مقصود ہو، اس کو ''إِشَارَةٌ مُّفْهِمَةٌ'' کہتے ہیں۔ کئی دوسری احادیث سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔

(۱۴۸۷) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ حُجْرَةِ أُمِّ سَلَمَةَ فَمَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ عَبْدُاللّٰهِ أَوْ عُمَرُ فَقَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا قَالَ: فَرَجَعَ، قَالَ: فَمَرَّتْ اِبْنَةُ أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا، قَالَ: فَمَضَتْ، فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((هُنَّ أَغْلَبُ.)) (مسند احمد: ۲۷۰۵۸)

''محمد بن قیس اپنی ماں سے اور وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں نماز پڑھ رہے تھے، آپ کے آگے سے عبد اللہ یا عمر رضی اللہ عنہما گزرنے لگے، آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے (ان کو واپس ہو جانے کا) اشارہ کیا، پس وہ واپس چلے گئے، پھر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی گزرنے لگی، آپ ﷺ نے اس کو روکنے کے لیے اپنے ہاتھ سے اسی طرح اشارہ کیا، لیکن وہ گزر گئی' جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھ لی تو فرمایا: ''یہ عورتیں (مخالفت کرنے میں) زیادہ غالب ہیں۔''

(۱۴۸۶) تخریج:…… اسناده حسن، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/ ۷۵۱ (انظر: ۲۱۸۸۸).

(۱۴۸۷) تخریج:…… اسناده ضعیف لجهالة والدة محمد بن قیس، أخرجه ابن ماجه: ۹۴۸ (انظر: ۲٦٥۲۳).

فوائد: …… یہ حدیث ضعیف ہے۔

(١٤٨٨) عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي فَمَرَّ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيَّ فَمَنَعْتُهُ فَأَبَى، فَسَأَلْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: لَا يَضُرُّكَ يَا ابْنَ أَخِي۔ (مسند احمد: ٥٢٣)

''ابراہیم بن سعد اپنے باپ سے اور وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نماز پڑھ رہا تھا، میرے سامنے سے ایک آدمی گزرا، میں نے اسے روکا، لیکن اس نے رکنے سے انکار کردیا۔ پھر میں نے سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا: میرے بھتیجے! وہ تجھے نقصان نہیں دے گا۔''

فوائد: …… ممکن ہے کہ اس نمازی کو اس سے زیادہ روکنے کی طاقت نہ ہو، اس لیے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے یہ بات کہی ہو، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طاقت کے مطابق گزرنے والے کو روکنے کی تلقین کی ہے۔ بہرحال یہ موقوف روایت ہے، اس باب میں مرفوع احادیث واضح ہیں۔

(١٤٨٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّي فَجَاءَتْ جَارِيَتَانِ حَتَّى قَامَتَا بَيْنَ يَدَيْهِ عِنْدَ رَأْسِهِ فَنَحَّاهُمَا وَأَوْمَأَ بِيَدَيْهِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ۔ (مسند احمد: ٢٨٩٩)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ دو بچیاں آئیں اور آپ کے سامنے کھڑی ہوگئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہٹایا اور اپنے دائیں بائیں اشارہ کیا۔''

(١٤٩٠) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِبَعْضِ أَعْلَى الْوَادِي نُرِيدُ أَنْ نُصَلِّيَ، قَدْ قَامَ وَ قُمْنَا إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا حِمَارٌ مِنْ شَعْبِ أَبِي دُبّ شَعْبِ أَبِي مُوسَى فَأَمْسَكَ النَّبِيُّ فَلَمْ يُكَبِّرْ وَ أَجْرَى إِلَيْهِ يَعْقُوبَ بْنَ زَمْعَةَ حَتَّى رَدَّهُ۔ (مسند احمد: ٦٨٩٨)

''سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی وادی کے بالائی حصے میں تھے، ہم چاہتے تھے کہ نماز پڑھیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور ہم بھی کھڑے ہوگئے، لیکن اچانک شعبِ ابی دبّ یعنی شعبِ ابی موسیٰ سے ایک گدھا ہماری طرف نکل آیا، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے اور تکبیر نہ کہی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یعقوب بن زمعہ کو اس کی طرف دوڑایا حتی کہ اس نے اسے واپس لوٹا دیا۔''

(١٤٨٨) تخريج: …… صحيح، فيه سويد بن سعيد، لكنه قد توبع، أخرجه الطحاوي في "شرح معاني الآثار": ١/ ٤٦٤ (انظر: ٥٢٣).

(١٤٨٩) تخريج: …… اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٧١٦، ٧١٧، والنسائي: ٢/ ٦٥ (انظر: ٢٨٩٩، ٣١٦٧)

(١٤٩٠) تخريج: …… اسناده ضعيف لانقطاعه، عمرو بن شعيب لم يدرك عبد الله بن عمرو، أخرجه عبد الرزاق: ٢٣٣٣ (انظر: ٦٨٩٨).

فوائد: ......مکہ میں ایک وادی کا نام ''شعب ابی دبّ'' ہے، آج کل اس کو ''دَحْلَة الجن'' کہتے ہیں، کسی راوی نے اس گھاٹی کے مقام کی وضاحت کرنے کے لیے ''شعبِ ابی موسیٰ'' کہا ہے، نہ کہ اس لیے کہ عہد نبوی میں یہ اس کا دوسرا نام تھا۔

(١٤٩١) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِهِمْ إِلٰى جِدْرٍ اِتَّخَذَهُ قِبْلَةً فَأَقْبَلَتْ بَهْمَةٌ تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ فَمَا زَالَ يُدَارِئُهَا وَيَدْنُوْ مِنَ الْجَدَرِ حَتّٰى نَظَرْتُ إِلٰى بَطْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَدْ لَصِقَ بِالْجِدَارِ وَمَرَّتْ مِنْ خَلْفِهِ۔ (مسند احمد: ٦٨٥٢)

''سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دیوار کو قبلہ بنا کر انہیں نماز پڑھا رہے تھے، ایک بکری کا بچہ آپ ﷺ کے آگے سے گزرنے لگا، آپ ﷺ اسے روکتے رہے اور دیوار کے قریب ہوتے گئے حتی کہ آپ ﷺ کا پیٹ دیوار کے ساتھ لگ گیا اور وہ بچہ آپ ﷺ کے پیچھے سے گزر گیا۔''

فوائد: ......عام دوسری احادیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ دوران جماعت امام کا سترہ مقتدیوں کا بھی سترہ ہوتا ہے، اس حدیثِ مبارکہ سے اس مسئلہ کی وضاحت کے ساتھ ساتھ یہ بھی پتہ چلا کہ دوران جماعت مقتدی کے سامنے سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ آپ ﷺ کے پیچھے سے بکری کے بچے کے گزرنے کا یہ مطلب ہوا کہ وہ پہلی صف کے نمازیوں کے سامنے سے گزر رہا تھا۔

لغت میں ''بَهْمَةٌ'' کا اطلاق بھیڑ کے نر اور مادہ بچے پر ہوتا ہے، لیکن تغلیباً بکری کے بچے کو بھی کہہ دیتے ہیں۔

(١٤٩٢) عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ وَثَمَّ بَهْمَةٌ أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ تَجَافٰى۔ (مسند احمد: ٢٧٣٤٥)

''زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول للہ ﷺ جب سجدہ کرتے اور وہاں بکری کا کوئی بچہ ہوتا جو آپ ﷺ کے سامنے سے گزرنا چاہتا تو (وہ گزر جاتا)۔ آپ (سجدہ میں اپنے ہاتھ اپنے پہلوؤں سے) دور کر لیتے۔''

فوائد: ......سنن ابوداود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافٰى بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى لَوْ اَنَّ بَهْمَةً اَرَادَتْ اَنْ تَمُرَّ تَحْتَ يَدَيْهِ مَرَّتْ .)) بیشک نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں کے درمیان فاصلہ کرتے، (یعنی ان کو پہلوؤں سے جدا کرتے) حتی کہ اگر کوئی میمنا آپ کے سامنے والے حصے کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو وہ گزر جاتا۔

(١٤٩١) تخريج:...... صحيح، أخرجه ابوداود: ٧٠٨ (انظر: ٦٨٥٢م).

(١٤٩٢) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٤٩٦ (انظر: ٢٦٨٠٩).

(۱۴۹۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ وَحَجَّاجٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ یَحْیَی بْنِ الْجَزَّارِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ یُصَلِّیْ فَجَعَلَ جَدْیٌ یُرِیْدُ أَنْ یَمُرَّ بَیْنَ یَدَیِ النَّبِیِّ ﷺ فَجَعَلَ یَتَقَدَّمُ وَیَتَأَخَّرُ، قَالَ حَجَّاجٌ: یَتَّقِیْهِ وَیَتَأَخَّرُ حَتّٰی یُرٰی وَرَاءَ الْجَدْیِ۔ (مسند احمد: ۳۱۷۴)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، بکری کا ایک بچہ آپ ﷺ کے آگے سے گزرنے لگا، آپ ﷺ نے اس سے بچنے کے لیے آگے پیچھے ہونا شروع کر دیا۔ حجاج نے کہا: اس سے بچ رہے تھے اور بچتے بچتے پیچھے ہو گئے، حتی کہ بکری کے بچے کے پیچھے نظر آنے لگے۔''

فوائد: ...... اس باب کی روایات سے معلوم ہوا کہ نمازی اپنے سامنے سے گزرنے والی ہر چیز کو دفع کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کرے، اس مقصد کے لیے اسے لڑنے، اشارہ کرنے اور نقل و حرکت کی بھی اجازت ہے۔
دیگر نسخوں کو سامنے رکھیں تو مفہوم یہ ہے کہ بکری کا بچہ آپ کے پیچھے سے گزر گیا جیسے کہ حدیث نمبر ۱۴۹۱ میں گزرا ہے۔ (مزید تفصیل دیکھیں: محقق مسند احمد: ۵/ ۲۵۷) (عبداللہ رفیق)

3 ..... بَابُ التَّغْلِیْظِ فِی الْمُرُوْرِ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ وَبَیْنَ سُتْرَتِهٖ
نمازی اور اُس کے سترہ کے درمیان سے گزرنے کے متعلق سختی کا بیان

(۱۴۹۴) عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ أَرْسَلَنِی أَبُوْ جُهَیْمِ بْنُ أُخْتِ أُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ إِلٰی زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَسَأَلُهُ مَا سَمِعَ فِی الْمَارِّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ؟ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((لَأَنْ یَقُوْمَ أَرْبَعِیْنَ)) لَا أَدْرِی مِنْ یَوْمٍ أَوْشَهْرٍ أَوْسَنَةٍ ((خَیْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ یَمُرَّ بَیْنَ یَدَیْهِ .)) (مسند احمد: ۱۷۱۷۷)

''بسر بن سعد کہتے ہیں کہ سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بھانجے ابو جہیم نے مجھے زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کی طرف یہ پوچھنے کے لیے بھیجا کہ انہوں نے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے متعلق کیا سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''اگر (گزرنے والا) چالیس کھڑا رہے تو یہ اس کے لیے گزر جانے سے بہتر ہے۔'' اب میں یہ نہیں جانتا کہ چالیس دن مراد ہیں یا مہینے یا سال۔''

(۱۴۹۳) تخریج: ...... حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ۷۰۹ (انظر: ۲۶۵۳، ۳۱۷۴).
(۱۴۹۴) تخریج: ...... أخرجه البخاری: ۵۱۰، ومسلم: ۵۰۷ (انظر: ۱۷۰۵۱، ۱۷۵۴۰).

(١٤٩٥) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ یَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَا لَهُ فِی أَنْ یَمْشِیَ بَیْنَ یَدَیْ أَخِیهِ مُعْتَرِضًا وَهُوَ یُنَاجِی رَبَّهُ كَانَ أَنْ یَقِفَ فِی ذَلِكَ الْمَكَانِ مَائَةَ عَامٍ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ أَنْ یَخْطُوَ .)) (مسند احمد: ٨٨٢)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کسی آدمی کو اس گناہ کا پتہ چل جائے جو اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کرنے والے کے آگے سے گزر جانے کی وجہ سے ہوتا ہے تو اسے ایسا قدم اٹھانے کی بہ نسبت یہ بات زیادہ پسند ہوگی کہ وہ اس مکان پر سو سال کھڑا رہے۔''

(١٤٩٦) عَنْ یَزِیْدَ بْنِ نِمْرَانَ قَالَ: لَقِیْتُ رَجُلًا مُقْعَدًا بِتَبُوْكَ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: مَرَرْتُ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَی أَتَانٍ أَوْ حِمَارٍ فَقَالَ: ((قَطَعَ عَلَیْنَا صَلَاتَنَا قَطَعَ اللّٰهُ أَثَرَهُ .)) فَأُقْعِدَ۔ (مسند احمد: ١٦٧٢٥)

''یزید بن نمران رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں تبوک میں چلنے سے قاصر ایک معذور آدمی کو ملا اور اس سے (اس معذوری کے متعلق) دریافت کیا۔ اس نے کہا: میں گدھی یا گدھے پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے گزرا، یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے ہماری نماز قطع کر دی ہے، اللہ تعالیٰ اس کے چلنے کو قطع کر دے۔'' پس میں معذور ہو گیا۔''

فوائد: ......شام کے ایک دیہاتی علاقے کا نام ''تبوک'' ہے، یہ علاقہ مدین کے قریب پڑتا ہے۔ اس معاملے میں تاکید اور مبالغہ پیدا کرنے کے لیے ''چالیس'' کا مطلق طور پر ذکر کیا گیا اور گھڑی یا دن یا مہینے یا سال کے ساتھ اس کی تخصیص نہیں کی گئی۔ جن روایات میں سال کا ذکر ملتا ہے، وہ ضعیف ہیں۔

3 ..... بَابُ مَنْ صَلّٰی وَبَیْنَ یَدَیْهِ اِنْسَانٌ اَوْ بَهِیْمَةٌ

جو شخص اس حالت میں نماز پڑھے کہ اس کے آگے کوئی انسان یا چوپایہ ہو

(١٤٩٧) عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُسَبِّحُ مِنَ اللَّیْلِ وَعَائِشَةُ مُعْتَرِضَةٌ بَیْنَهُ وَبَیْنَ الْقِبْلَةِ۔ (مسند احمد: ٧٧٢)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ رات کو نفل پڑھتے تھے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی ہوئی ہوتی تھیں۔''

(١٤٩٥) تخریج:...... اسناده ضعیف، وفی الاسناد قلب، فالعم: هو عبید الله بن عبد الله بن موهب، وابن اخیه: هو عبید الله بن عبد الرحمن بن موهب، لا العكس، وعبید الله بن عبد الله بن موهب مجهول الحال، وابن اخیه عبید الله بن عبد الرحمن لیس بذاك القوی۔ أخرجه ابن ماجه: ٩٤٦، ورواه عبد بن حمید: ١٤٥٢ بلفظ: ((اربعین عاما)) مكان قوله: ((مائة عام)) (انظر: ٨٨٣٧).

(١٤٩٦) تخریج:...... اسناده ضعیف لجهالة مولی یزید بن نمران: وهو سعید، أخرجه ابوداود: ٧٠٥، ٧٠٦، ٧٠٧ (انظر: ١٦٦٠٨).

(١٤٩٧) تخریج:...... اسناده حسن فی الشواهد، أخرجه ابن خزیمة: ٨٢١، والطحاوی: ١/ ٤٦٢ (انظر: ٧٧٢).

(١٤٩٨) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ حَدَّثَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ أَمِيرٌ عَلَى الْمَدِينَةِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ إِلَيْهَا وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ وَكَانَ عِنْدَ عُمَرَ: فَلَعَلَّهَا يَا أَبَا عَبْدِاللّٰهِ! قَالَتْ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ؟ قَالَ: فَقَالَ عُرْوَةُ: أُخْبِرُكَ بِالْيَقِيْنِ وَتَرُدُّ عَلَيَّ بِالظَّنِّ، بَلْ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ اعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ۔ (مسند احمد: ٢٦٨٨٩)

''محمد بن جعفر بن زبیر کہتے ہیں کہ عروہ بن زبیر نے زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے امیر مدینہ عمر بن عبد العزیز کو یہ حدیث بیان کی: رسول اللہ ﷺ عائشہ کی طرف نماز پڑھتے تھے اور وہ آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھیں۔ ابو امامہ بن سہل کہنے لگے: ابوعبداللہ! شاید انھوں نے یہ کہا ہو کہ وہ آپ ﷺ کے پہلو میں لیٹی ہوتی تھیں؟ یہ سن کر عروہ نے کہا: میں تجھے یقین کے ساتھ خبر دے رہا ہوں اور تو مجھ سے گمان والی بات کر رہا ہے، (حقیقت یہ ہے کہ) وہ جنازے کی طرح واقعی آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھیں۔''

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نمازی کے سامنے سے گزرنا اور چیز ہے اور اس کے سامنے بیٹھے رہنا یا سوئے رہنا اور چیز ہے۔ اسی طرح جن روایات کے مطابق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے سجدہ کرتے وقت اپنی ٹانگوں کو پیچھے کر لیتی تھیں، پھر آگے کر دیتی تھیں، ان سے بھی گزرنا ثابت نہیں ہوتا۔

(١٤٩٩) عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: زَارَ النَّبِيُّ ﷺ عَبَّاسًا فِي بَادِيَةٍ لَنَا وَلَنَا كُلَيْبَةٌ وَحِمَارَةٌ تَرْعَى فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الْعَصْرَ وَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمْ تُؤَخَّرَا وَلَمْ تُزْجَرَا۔ (مسند احمد: ١٧٩٧)

''سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے کے لیے ہماری بستی میں آئے، آپ ﷺ نے وہاں نماز عصر ادا کی، جبکہ ہماری کتوری اور گدھی، جو چر رہی تھی، آپ کے سامنے تھیں، لیکن نہ ان کو پیچھے ہٹایا گیا اور نہ ڈانٹا گیا۔''

فوائد: ......کون سے امور نماز کو قطع کر دیتے ہیں؟ اس تفصیل کا بیان ''باب مبطلات الصلاۃ'' میں ہوگا۔

4 ..... بَابُ سُتْرَةِ الْأَمَامِ سُتْرَةٌ لِمَنْ صَلّٰى خَلْفَهُ وَأَنَّهُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ مُرُوْرُ شَيْءٍ

امام کا سترہ ہی مقتدی کا سترہ ہے اور کسی چیز کے گزر جانے سے نماز منقطع نہیں ہوتی

(١٥٠٠) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: جِئْتُ

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں اور فضل گدھی پر

(١٤٩٨) تخريج:...... حديث صحيح، أخرجه البخاري: ٣٨٣، ٥١٥، ومسلم: ٥١٢ (انظر: ٢٤٠٨٨، ٢٦٣٥٧)

(١٤٩٩) تخريج:...... اسناده ضعيف، عباس بن عبيد الله بن عباس لايعرف حاله، وهو لم يدرك عمه الفضل، أخرجه ابوداود: ٧١٨، والنسائي: ٢/ ٦٥ (انظر: ١٧٩٧)

(١٥٠٠) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٤٤١٢، ومسلم: ٥٠٤ (انظر: ١٨٩١).

أَنَـا وَالْـفَـضْـلُ وَنَـحْنُ عَلٰى أَتَانٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِعَرَفَةَ فَمَرَرْنَا عَلٰى بَعْضِ الصَّفِّ فَـنَـزَلْـنَـا عَنْهَا وَتَرَكْنَاهَا تَرْتَعُ وَدَخَـلْـنَـا فِـي الـصَّفِّ فَـلَمْ يَقُلْ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا۔ (مسند احمد: ۱۸۹۱)

سوار ہو کر آئے، جبکہ رسول اللہ ﷺ عرفہ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، ہم صف کے کچھ حصے کے سامنے سے گزر کر اس سے اترے، اسے چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور ہم صف میں داخل ہو گئے۔ اس پر آپ ﷺ نے ہمیں کچھ نہ کہا۔''

(۱۵۰۱) (وَعَـنْـهُ مِـنْ طَرِيقٍ ثَـانٍ) قَـالَ: أَقْبَـلْتُ وَقَدْ نَاهَزْتُ الْحُلُمَ أَسِيْرُ عَلٰى أَتَانٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَـائِمٌ يُصَلِّيْ لِلنَّاسِ يَعْنِيْ حَتّٰى صِرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُـمَّ نَـزَلْتُ عَنْهَا فَرَتَعَتْ فَصَفَفْتُ مَعَ النَّاسِ وَرَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . " (مسند احمد: ۲۳۷۶)

''(دوسری سند) سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں گدھی پر سوار ہو کر آیا، اس وقت میں بلوغت کے قریب تھا، رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، میں اسی حالت میں پہلی صف کے بعض حصے کے سامنے آ پہنچا، وہاں اس سے اترا، وہ چرنے لگی اور میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں لوگوں کے ساتھ صف میں کھڑا ہو گیا۔''

فوائد: ...... یہ شریعت کی کمال رخصت ہے کہ مقتدی لوگوں کو سترہ نہ رکھنے کی رخصت دی گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ دورانِ جماعت مقتدی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے، حدیث نمبر (۴۲۶) میں یہ بات گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ نے دوران جماعت بکری کے بچے کو اپنے سامنے سے نہ گزرنے دیا، پھر وہ آپ ﷺ کے پیچھے سے یعنی پہلی صف کے لوگوں کے سامنے سے گزر گیا۔

(۱۵۰۳) وَعَـنْـهُ أَيْضًا أَنَّهُ كَانَ عَلٰى حِمَارٍ هُـوَ وَغُلَامٌ مِـنْ بَـنِي هَاشِمٍ فَمَرَّ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلَمْ يَنْصَرِفْ، وَجَاءَ تْ جَـارِيَتَانِ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَأَخَذَتَا بِرُكْبَتَيِ النَّبِيِّ ﷺ فَـفَرَّعَ بَيْنَهُمَا أَوْفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَنْصَرِفْ۔ (مسند احمد: ۳۱۶۷)

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: وہ اور بنو ہاشم کا ایک لڑکا گدھے پر تھے، وہ گدھا نبی کریم ﷺ کے سامنے سے گزر گیا، جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے، لیکن آپ ﷺ نماز سے نہ نکلے، اتنے میں بنو عبد المطلب کی دو لڑکیوں نے آ کر نبی کریم ﷺ کے گھٹنوں کو پکڑ لیا، آپ ﷺ نے ان کو علیحدہ علیحدہ کر دیا اور نماز سے نہ نکلے۔''

(۱۵۰۵) عَـنِ الْـحَسَـنِ الْـعُرَنِيِّ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ

''حسن عرنی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس یہ بات ذکر کی گئی کہ کتا، گدھا اور عورت نماز کو قطع کر دیتی

(۱۵۰۱) تخریج:...... أخرجه البخاري: ۱۸۵۷ وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۲۳۷۶).
(۱۵۰۳) تخریج:...... اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ۷۱۶، ۷۱۷، والنسائي: ۲/ ۶۵ (انظر: ۳۱۶۷).
(۱۵۰۵) تخريج:...... حديث حسن، وهذا اسناد ضعيف لضعف على بن عاصم، لكنه متابع، ثم هو منقطع۔ أخرجه الطبراني: ۱۲۷۰۳ (انظر: ۲۲۲۲، ۲۸۰۴).

وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ، قَالَ: بِئْسَمَا عَدَلْتُمْ بِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ كَلْبًا وَحِمَارًا، لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَقْبَلْتُ عَلَى حِمَارٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ قَرِيبًا مِنْهُ مُسْتَقْبِلَهُ نَزَلْتُ عَنْهُ وَخَلَّيْتُ عَنْهُ وَدَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي صَلَاتِهِ فَمَا أَعَادَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاتَهُ وَلَا نَهَانِي عَمَّا صَنَعْتُ، وَلَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَجَاءَتْ وَلِيدَةٌ تَخَلَّلُ الصُّفُوفَ حَتّٰى عَاذَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا أَعَادَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاتَهُ وَلَا نَهَاهَا عَمَّا صَنَعَتْ، وَلَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي مَسْجِدٍ فَخَرَجَ جَدْيٌ مِنْ بَعْضِ حُجُرَاتِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَهَبَ يَجْتَازُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَنَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَفَلَا تَقُولُونَ: الْجَدْيُ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ؟ (مسند احمد: ۲۲۲۲)

ہیں، وہ کہنے لگے: بری بات ہے کہ تم نے مسلمان عورت کو کتے اور گدھے کے برابر کر دیا ہے، میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں گدھے پر آیا، رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، جب میں آپ کے سامنے قریب ہو گیا تو میں اس سے اترا اور اسے چھوڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں داخل ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے نہ اپنی نماز دہرائی اور نہ مجھے ایسا کرنے سے منع کیا اور ایک دفعہ یوں ہوا کہ آپ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک بچی صفوں کے بیچ سے گزرتے ہوئے آئی اور رسول اللہ ﷺ کی پناہ لی، اس سے بھی نہ آپ ﷺ نماز دہرائی اور نہ اسے ایسا کرنے سے منع کیا۔ ایک اور واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ کے کسی حجرے سے ایک بکری کا بچہ نکل آیا اور آپ کے سامنے سے گزرنے لگا، لیکن آپ ﷺ نے اسے روک دیا۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اب تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ بکری کا بچہ نماز توڑ دیتا ہے؟''

فوائد: ......سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بکری کے بچے کو بھی دورانِ نماز سامنے سے گزرنے سے روکا ہے، اس لیے لوگوں کو یہ بھی کہنا چاہیے کہ اس سے بھی نماز منقطع ہو جاتی ہے۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ حدیث تو ثابت ہے کہ کتا، گدھا اور عورت نماز کو قطع کر دیتے ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہیں تھا، جس کی وجہ سے وہ مختلف الزامی امور کا تذکرہ کر رہے ہیں، گدھے کا آپ ﷺ کے سامنے قریب ہو جانا، اس سے گزرنا لازم نہیں آتا، بچی کا معاملہ تو اسے شعور نہ ہونے کی وجہ سے واضح ہے۔ کون سے امور نماز کو قطع کر دیتے ہیں؟ اس تفصیل کا بیان ''باب مبطلات الصلاۃ'' میں ہوگا۔

5 ..... بَابُ مَنْ صَلّٰى إِلٰى غَيْرِ سُتْرَةٍ
سترے کے بغیر نماز پڑھنے کا بیان

(۱۵۰۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي فَضَاءٍ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ

''سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فضا میں نماز پڑھی اور آپ ﷺ کے سامنے

شَيْءٌ۔ (مسند احمد: ۱۹٦٥)

کوئی چیز نہیں تھی۔"

(۱۵۰۷) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ كَثِيْرُ بْنُ كَثِيْرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِیْ وَدَاعَةَ سَمِعَ بَعْضَ أَهْلِهِ يُحَدِّثُ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّیْ مِمَّا يَلِیْ بَابَ بَنِیْ سَهْمٍ وَالنَّاسُ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ سُتْرَةٌ۔ (مسند احمد: ۲۷۷۸۳)

"سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: مجھے کثیر بن کثیر بن مطلب نے نے بیان کیا اور اس نے اپنے کسی گھر والے کو اپنے دادا سے بیان کرتے ہوئے سنا: کہ نبی کریم ﷺ نے بنوسہم والے دروازے کے پاس نماز پڑھی، جبکہ لوگ آپ ﷺ کے سامنے سے گزر رہے تھے اور آپ اور کعبہ کے درمیان کوئی سترہ نہیں تھا۔"

(۱۵۰۸) وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً أُخْرٰى حَدَّثَنِیْ كَثِيْرُ بْنُ كَثِيْرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِیْ وَدَاعَةَ عَمَّنْ سَمِعَ جَدَّهُ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّیْ مِمَّا يَلِیْ بَابَ بَنِیْ سَهْمٍ وَالنَّاسُ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ سُتْرَةٌ. (مسند احمد: ۲۷۷۸٤)

"ایک مرتبہ امام سفیان نے کہا: مجھے کثیر بن کثیر نے اپنے دادے سے سننے والے کے واسطے سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بنوسہم کے دروازے کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، لوگ آپ کے آگے سے گزر رہے اور آپ ﷺ اور کعبہ کے درمیان کوئی سترہ نہیں تھا۔"

(۱۵۰۹) قَالَ: سُفْيَانُ وَكَانَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَنْبَأَ عَنْهُ قَالَ ثَنَا كَثِيْرٌ عَنْ أَبِيْهِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَيْسَ مِنْ أَبِیْ سَمِعْتُهُ، وَلٰكِنْ مِنْ بَعْضِ أَهْلِیْ عَنْ جَدِّیْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى مِمَّا يَلِیْ بَابَ بَنِیْ سَهْمٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّوَافِ سُتْرَةٌ. (مسند احمد: ۲۷۷۸٥)

"ابن جریج یہ خبر دیتے ہیں کہ سفیان کہتے ہیں کہ ان کو کثیر نے اپنے باپ سے بیان کیا، لیکن جب سفیان نے کثیر سے سوال کیا تو انھوں نے کہا: میں نے اپنے باپ سے نہیں سنا، بلکہ کسی رشتہ دار سے سنا اور وہ میرے دادا سے روایت کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنوسہم کے دروازے کے قریب نماز پڑھی اور آپ اور طواف کرنے والوں کے درمیان کوئی سترہ نہیں تھا۔"

فوائد:...... یہ روایت ضعیف ہے، اس لیے اس مسئلہ میں خانہ کعبہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

(۱۵۰٦) تخريج:...... حسن لغيره، حجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن، أخرجه ابن ابی شيبة: ۱/ ۲۷۸، والبيهقی: ۲/ ۲۷۳ (انظر: ۱۹٦٥).

(۱۵۰۷) تخريج:...... اسناده ضعيف لابهام الواسطة بين كثير بن كثير وجدّه، وقد اختلف فيه على سفيان بن عيينة، وانظر التفصيل فی هذا المكا، أخرجه ابوداود: ۲۰۱٦ (انظر: ۲۷۲٤۱).

(۱۵۰۸) تخريج:...... اسناده ضعيف، انظر الحديث: ٤۷۱ .

(۱۵۰۹) تخريج:...... اسناده ضعيف، انظر الحديث: ٤۷۱ .

أَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ
نماز کے طریقہ کے ابواب

6 ..... بَابُ جَامِعِ صِفَةِ الصَّلَاةِ
نماز کے جامع طریقے کا بیان

(۱۵۱۰) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيْرِ، وَالْقِرَائَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، فَإِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ، وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ، وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا وَكَانَ يَقُوْلُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَفْتَرِشَ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عَقِبِ الشَّيْطَانِ، وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيْمِ۔ (مسند احمد: ۲۶۱۳۵)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز، تکبیر سے اورقراءت ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ سے شروع کرتے تھے، جب رکوع کرتے تو اپنا سر نہ زیادہ اٹھاتے اور نہ زیادہ جھکاتے، بلکہ اس کے درمیان رکھتے، جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو کھڑے ہوکر سیدھا ہو جانے تک سجدہ نہ کرتے، جب سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے تو بیٹھ کر برابر ہونے تک (دوسرا) سجدہ نہ کرتے، ہر دو رکعتوں کے بعد ''اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰه ......'' پڑھتے، آپ ﷺ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی (دوران سجدہ) درندے کی طرح بازو بچھائے، جب آپ بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھا دیتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے۔ آپ ﷺ شیطان کی بیٹھک سے منع فرماتے تھے اور نماز کو سلام کے ساتھ ختم کرتے۔

فوائد: ...... شیطان کی بیٹھک سے مراد ''اِقْعَاء'' ہے۔ ذہن نشین رہے کہ نماز میں ''اِقْعَاء'' کی دو صورتیں ہیں، ایک صورت ناجائز ہے اور ایک جائز۔ ''اِقْعَاء'' کی ناجائز صورت: پنڈلیوں اور رانوں کو کھڑا کر کے سرینوں پر بیٹھنا اور

(۱۵۱۰) تخریج: ...... أخرجه مطولا و مختصرا مسلم: ۴۹۸ (انظر: ۲۴۰۳۰، ۲۵۶۱۷).

ہاتھ زمین پر رکھنا۔ اس حدیث میں اسی صورت کا بیان ہے۔ "اِقْعاء" کی جائز صورت: نماز میں دو سجدوں کے درمیان نمازی کا اپنے پاؤں کھڑے کر کے سرینوں کو اپنی ایڑیوں پر رکھنا۔ یہ صورت مسنون ہے۔ اس صورت سے معلوم ہوا کہ دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے دو طریقے ہیں:

(۱) دائیاں پاؤں کھڑا رکھنا اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا اور (۲) دونوں پاؤں کو کھڑا رکھنا اور ان کی ایڑھیوں پر بیٹھ جانا، اسی صورت کو اقعاء کہتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ آپ ﷺ کی سیرت کو اپناتے ہوئے مختلف اوقات میں دونوں طریقوں پر عمل کیا کریں، تا کہ آپ ﷺ کی کوئی سنت رہ نہ جائے۔

(۱۵۱۱) عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ جلَسْنَا إِلَى عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى ‌رضی اللہ عنہ فَقَالَ: أَلَا أُرِيكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: فَقُلْنَا: بَلَى، قَالَ: فَقَامَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ حَتَّى أَخَذَ كُلُّ عُضْوٍ مَأْخَذَهُ، ثُمَّ رَفَعَ حَتَّى أَخَذَ كُلُّ عُضْوٍ مَأْخَذَهُ، ثُمَّ سَجَدَ حَتَّى أَخَذَ كُلُّ عُضْوٍ مَأْخَذَهُ، ثُمَّ رَفَعَ فَصَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ كَمَا صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٥٤٤٥)

"قاسم کہتے ہیں: ہم عبد الرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہ کہنے لگے کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ دکھاؤں؟ ہم نے جواب دیا: کیوں نہیں، قاسم کہتے ہیں: پس انہوں نے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہا، پھر قراءت کر کے جب رکوع کیا تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے (اور اتنی دیر ٹھہرے کہ) ہر عضو اپنی جگہ پر مطمئن ہو گیا، پھر (رکوع سے) اٹھے (اور اتنی دیر قومہ کیا کہ) ہر عضو نے اپنی جگہ پر قرار پکڑ لیا، پھر سجدہ کیا حتی کہ ہر عضو اپنی جگہ پر پرسکون ہو گیا، پھر (سجدہ سے) اٹھے، پھر دوسری رکعت میں ویسے ہی کیا جیسے پہلی رکعت میں کیا، پھر کہا: رسول اللہ ﷺ کی نماز ایسے ہی تھی۔"

فوائد: ...... مطمئن ہونے، قرار پکڑنے اور پرسکون ہونے سے مراد یہ ہے کہ اطمینان کے ساتھ رکوع و سجود اور قومہ و جلسہ کو ادا کیا جائے اور جلدی نہ کی جائے۔ آجکل اکثر نمازیوں کی صورتحال اس کے برعکس نظر آتی ہے۔

(١٥١٢) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ثَنَا زَائِدَةُ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيَّ

"سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا کہ میں ضرور ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں۔ پس میں نے دیکھا کہ آپ کھڑے ہو کر قبلہ رخ

(١٥١١) تخريج: ...... اسناده صحيح، أخرجه البخارى فى "التاريخ الكبير": ٥/ ١٧٤، وفى الباب احاديث اخرى ثابتة۔ (انظر: ١٥٣٧١).

(١٥١٢) تخريج: ...... حديث صحيح دون قوله: "فرأيته يحركها يدعو بها" فهو شاذ انفرد به زائدة بن قدامة من بين اصحاب عاصم بن كليب، أخرجه مسلم مختصرا: ٤٠١، وأخرجه ابوداود: ٧٢٧، والنسائى: ٢/ ١٢٦ (انظر: ١٨٨٦٦، ١٨٨٧٠).

أَخْبَرَهُ قَالَ: قُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي، قَالَ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ قَامَ (وَفِي رِوَايَةٍ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ) فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ (وَفِي رِوَايَةٍ حَتّٰى كَانَتَا حَذْوَ مَنْكَبَيْهِ) ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ، ثُمَّ قَالَ: لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا، ثُمَّ سَجَدَ فَجَعَلَ كَفَّيْهِ بِحِذَاءِ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ قَعَدَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى، وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْأَيْمَنِ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، ثُمَّ قَبَضَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَحَلَّقَ حَلْقَةً (وَفِي رِوَايَةٍ: حَلَّقَ بِالْوُسْطٰى وَالْإِبْهَامِ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ) ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُوْبِهَا، ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي زَمَانٍ فِيْهِ بَرْدٌ فَرَأَيْتُ النَّاسَ عَلَيْهِمُ الثِّيَابُ تَحَرَّكُ أَيْدِيْهِمْ مِنْ تَحْتِ الثِّيَابِ مِنَ الْبَرْدِ۔

(مسند احمد: ١٩٠٧٦)

ہوئے، اللہ اکبر کہا اور اپنے ہاتھ کانوں تک یا کندھوں تک اٹھائے۔ پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت، گٹ اور بازو پر رکھا، جب آپ نے رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو اسی طرح رفع الیدین کیا، رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے، (رکوع سے) سر اٹھاتے وقت اسی طرح رفع الیدین کیا، پھر سجدہ کیا اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنے کانوں کے برابر رکھا، جب آپ بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھالیا اور اپنی بائیں ہتھیلی بائیں ران اور گھٹنے پر رکھی اور دائیں کہنی کے کنارے کو دائیں ران پر کیا، پھر (دائیں ہاتھ کی) انگلیاں اس طرح بند کیں کہ انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنا لیا اور شہادت کی انگلی کو اٹھا کر اس سے اشارہ کیا، میں نے دیکھا کہ آپ اس انگلی کو حرکت دے رہے تھے اور اس سے دعا کر رہے تھے۔ اس کے بعد میں ایسے زمانے میں آیا جس میں سردی تھی، میں نے دیکھا کہ لوگوں پر کپڑے تھے اور سردی کی وجہ سے ان کے ہاتھ کپڑوں کے نیچے سے حرکت کرتے تھے۔''

فوائد: ......سنن نسائی (٨٨٩) کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((وَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُوْبِهَا .)) یعنی: اور آپ ﷺ نے حلقہ بنا کر انگلی کو اٹھایا، پھر میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اسے حرکت دے رہے تھے اور دعا کر رہے تھے۔ امام البانی رحمہ اللہ نے اس جملے سمیت مکمل حدیث کو صحیح کہا اور یہی بات راجح ہے۔ بہر حال تشہد کے دروان انگشتِ شہادت کو حرکت نہ دینا اور صرف اٹھا کر رکھنا بھی درست ہے۔
اس کی دلیل بیان نہیں کی گئی۔ اصل یہ ہے کہ نماز کا جو کام وعمل قابلِ حجت حدیث سے ثابت ہو جائے اس پر عمل ہونا چاہیے اور اس پر ترغیب کا اہتمام بھی۔ (عبداللہ رفیق)

(١٥١٣) "(وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيهِ قَالَ: أَتَيْتُهُ مَرَّةً أُخْرٰى وَعَلَى النَّاسِ ثِيَابٌ فِيهَا الْبَرَانِسُ وَالْأَكْسِيَةُ فَرَأَيْتُهُمْ يَقُولُونَ هٰكَذَا تَحْتَ الثِّيَابِ." (مسند احمد: ١٩٠٨٢)

"(دوسری سند) اس میں ہے: سیّدنا وائل بن حجر کہتے ہیں: میں آپ کے پاس دوسری مرتبہ آیا اور دیکھا کہ لوگوں پر کپڑے تھے، ان میں ٹوپیوں والے ملبوسات اور چادریں بھی تھیں، میں نے دیکھا کہ وہ کپڑوں کے نیچے ایسے کرتے۔"

(١٥١٤) "(وَمِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيهِ قَالَ: ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ ذِرَاعَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ أَشَارَ بِسَبَّابَتِهِ وَوَضَعَ الْإِبْهَامَ عَلَى الْوُسْطٰى وَقَبَضَ سَائِرَ أَصَابِعِهِ." (مسند احمد: ١٩٠٦٤)

"(تیسری سند) اس میں ہے: سیّدنا وائل بن حجر کہتے ہیں: پھر آپ نے اپنا بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھا، اور اپنے دائیں بازو کو اپنی دائیں ران پر رکھا، پھر انگشتِ شہادت سے اشارہ کیا، انگوٹھا درمیانی انگلی پر رکھا اور باقی ساری انگلیاں بند کر لیں۔"

فوائد: ...... قارئین ذہن نشین کر لیں کہ سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ۹ ھ میں مسلمان ہوئے، یہ اگلے سال سردی کے موسم میں دوبارہ تشریف لائے، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کا آخری موسم سرما تھا۔ (دیکھئے: عمدة القاری: ٥/ ٢٧٤، صحیح ابن حبان: ٣/ ١٦٩) انھوں نے دونوں موقعوں پر رفع الیدین کی حدیث بیان کی۔ رفع الیدین کے "منسوخ" ہونے کا بے بنیاد دعوی کرنے والے متنبہ رہیں۔ اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۱۰ھ میں رفع الیدین کرنے کی دلیل موجود ہے اور گیارہویں سن ہجری کے تیسرے مہینے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقال فرما گئے۔

(١٥١٥) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُالْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ وَمَوْلٰى لَهُمْ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِيهِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى

"سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے دیکھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں داخل ہوئے تو کانوں کے برابر تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کپڑا لپیٹ لیا اور اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا، جب رکوع کرنے لگے تو اپنے ہاتھ کپڑے سے نکالے، رفع الیدین کیا اور اللہ اکبر کہہ کر رکوع کیا، پھر جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو رفع الیدین کیا، جب سجدہ کیا تو اپنی ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔"

(١٥١٣) تخريج:...... اسناده صحيح، أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٨٤، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ١٨٨٧٦)

(١٥١٤) تخريج:...... اسناده صحيح، أخرجه عبد الرزاق: ٢٥٢٢، والطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٨١، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ١٨٨٥٨)

(١٥١٥) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٤٠١ (انظر: ١٨٨٦٦).

عَلَى الْيُسْرٰى فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا فَكَبَّرَ فَرَكَعَ، فَلَمَّا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ۔ (مسند احمد: ١٩٠٧٢)

فوائد: ......پچھلی حدیث کے مطابق اگرچہ صحابہ کرام کپڑوں کے نیچے ہی رفع الیدین کرلیا کرتے تھے،لیکن اس حدیثِ مبارکہ سے آپ ﷺ کے اہتمام کا علم ہوا کہ آپ ﷺ نے رفع الیدین کرتے وقت اپنے ہاتھ کپڑے سے باہر نکالے۔

(١٥١٦) عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ الْبَرَّادُ قَالَ وَكَانَ عِنْدِيْ أَوْثَقَ مِنْ نَفْسِيْ قَالَ: قَالَ لَنَا أَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيُّ ؓ: أَلَا أُصَلِّيْ لَكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: فَكَبَّرَ فَرَكَعَ فَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَفُصِّلَتْ أَصَابِعُهُ عَلٰى سَاقَيْهِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ مِنْ وَرَاءِ رُكْبَتَيْهِ) وَجَافٰى عَنْ إِبْطَيْهِ حَتّٰى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَاسْتَوٰى قَائِمًا حَتّٰى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ وَجَافٰى عَنْ إِبْطَيْهِ حَتّٰى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ وَجَافٰى عَنْ إِبْطَيْهِ حَتّٰى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَاسْتَوٰى جَالِسًا حَتّٰى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ سَجَدَ الثَّانِيَةَ فَصَلّٰى بِنَا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ هٰكَذَا، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٧٢٠٤)

''سالم براد کہتے ہیں کہ سیّدنا ابومسعود بدری ؓ نے ہمیں کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ والی نماز نہ پڑھاؤں ؟ پھر انہوں نے اللہ اکبر کہہ کر رکوع کیا، اپنی ہتھلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھیں اور ان کی انگلیاں ان کی پنڈلیوں پر بکھری ہوئی تھیں (ایک روایت کے مطابق) گھٹنوں سے آگے انگلیوں کے درمیان کشادگی کی ہوئی تھی اور اپنے بازوؤں کو بغلوں سے علیحدہ رکھا ہوا تھا، (رکوع میں اتنی دیر لگائی کہ ہر عضو اپنی جگہ پر ٹھہر گیا، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سیدھے کھڑے ہوگئے حتی کہ ہر عضو اپنی جگہ پر قرار پکڑ گیا، پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا، سجدہ میں بازوؤں کو بغلوں علیحدہ رکھا اور اتنی دیر لگائی کہ ہر عضو اپنی جگہ پر ٹھہر گیا، پھر سجدے سے سر اٹھایا اور بیٹھ کر برابر ہوگئے حتی کہ ہر عضو اپنے ٹھکانے پر پہنچ گیا، پھر دوسرا سجدہ کیا، اس طریقے سے انھوں نے ہمیں چار رکعتیں پڑھا کر کہا: رسول اللہ ﷺ کی نماز ایسے ہی تھی، نیز کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔''

(١٥١٦) تخريج: ...... اسناده حسن، أخرجه مطولا ومختصرا ابوداود: ٨٦٣، والنسائي: ٢/ ١٨٦ (انظر: ١٧٠٧٦)

(١٥١٧) عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِأَصْحَابِهِ يَوْمًا أَلَا أُرِيكُمْ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: وَ ذٰلِكَ فِي غَيْرِ حِينِ صَلَاةٍ، فَقَامَ فَأَمْكَنَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَمْكَنَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَانْتَصَبَ قَائِمًا هُنَيَّةً ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَيُكَبِّرُ فِي الْجُلُوسِ، ثُمَّ انْتَظَرَ هُنَيَّةً ثُمَّ سَجَدَ، قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: فَصَلّٰى صَلَاةً كَصَلَاةِ شَيْخِنَا هٰذَا يَعْنِي عَمْرَو بْنَ سَلَمَةَ الْجَرْمِيَّ وَكَانَ يَؤُمُّ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ أَيُّوبُ: فَرَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ سَلَمَةَ يَصْنَعُ شَيْئًا لَا أَرَاكُمْ تَصْنَعُونَهُ، كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ اسْتَوٰى قَاعِدًا ثُمَّ قَامَ مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُولٰى وَالثَّالِثَةِ (مسند احمد: ٢٠٨١٣)

''سیّدنا مالک بن حویرث لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے ایک دن اپنے ساتھیوں سے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ دکھاؤں کہ وہ کیسی تھی؟ جبکہ یہ نماز کا وقت نہیں تھا۔ پھر (انھوں نے نماز شروع کر دی) قیام کیا اور اچھا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور اچھا رکوع کیا، پھر (رکوع سے) اپنا سر اٹھایا اور کچھ دیر سیدھے کھڑے رہے پھر سجدہ کیا، پھر (سجدے سے) اپنا سر اٹھایا، وہ بیٹھتے وقت تکبیر کہتے تھے، پھر کچھ انتظار کر کے (دوسرا) سجدہ کیا۔ ابو قلابہ کہتے ہیں: انہوں نے ہمارے شیخ سیّدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی نماز جیسی نماز پڑھائی اور یہ (عمرو بن سلمہ) نبی کریم ﷺ کے زمانے میں امامت کرواتے تھے۔ ایوب کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کو ایک کام کرتے ہوئے دیکھا تھا، تم وہ کام نہیں کرتے اور وہ یہ ہے کہ وہ پہلی اور تیسری رکعت میں جب دو سجدوں سے اپنا سر اٹھاتے تو سیدھے بیٹھ جاتے پھر اگلی رکعت کے لیے اٹھتے۔''

فوائد: ......اس حدیث کے آخری جملے میں جلسۂ استراحت کا ذکر ہے، یعنی پہلی اور تیسری رکعت کے دو سجدوں کے بعد کچھ دیر کے لیے بیٹھا جائے اور پھر دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہوا جائے، اس وقت اکثر نمازی اس چیز کو چھوڑ چکے ہیں۔ نیز ان احادیث میں اعتدال اور اطمینان کی تعلیم دی جا رہی ہے۔

(١٥١٨) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ أَنَّ أَبَا مَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ ﷺ جَمَعَ قَوْمَهُ فَقَالَ: يَامَعْشَرَ الْأَشْعَرِيِّينَ! اجْتَمِعُوْا وَاجْمَعُوْا نِسَاءَكُمْ وَأَبْنَاءَكُمْ أُعَلِّمْكُمْ صَلَاةَ النَّبِيِّ ﷺ الَّتِي كَانَ يُصَلِّي لَنَا بِالْمَدِينَةِ،

''عبد الرحمن بن غنم کہتے ہیں کہ سیّدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو جمع کیا اور کہا: اشعریوں کی جماعت! خود بھی جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور بیٹوں کو بھی جمع کر لو، میں تمہیں نبی کریم ﷺ کی وہ نماز سکھاتا ہوں جو آپ ہمیں مدینہ میں پڑھایا کرتے تھے۔ پس وہ جمع ہو گئے اور اپنی عورتوں اور بیٹوں کو بھی

(١٥١٧) تخريج:...... أخرجه البخاري: ٨٠٢، ٨١٨ (انظر: ٢٠٥٣٩).

(١٥١٨) تخريج:...... اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب، أخرجه مختصرا ابن ماجه: ٤١٧، وابوداود: ٦٧٧ (انظر: ٢٢٨٩٣، ٢٢٩٠٦، ٢٢٩١٨).

فَاجْتَمَعُوْا وَجَمَعُوْا نِسَاءَ هُمْ وَأَبْنَاءَ هُمْ فَتَوَضَّأَ وَأَرَاهُمْ كَيْفَ يَتَوَضَّأُ فَأَحْصَى الْوَضُوءَ إِلَى أَمَاكِنِهِ حَتّٰى لَمَّا أَنْ فَاءَ الْفَيْءُ وَانْكَسَرَ الظِّلُّ قَامَ فَأَذَّنَ فَصَفَّ الرِّجَالَ فِي أَدْنَى الصَّفِّ، وَصَفَّ الْوِلْدَانَ خَلْفَهُمْ، وَصَفَّ النِّسَاءَ خَلْفَ الْوِلْدَانِ، ثُمَّ أَقَامَ الصَّلَاةَ، فَتَقَدَّمَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَكَبَّرَ، فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ يُسِرُّهَا، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَاسْتَوٰى قَائِمًا، ثُمَّ كَبَّرَ وَخَرَّ سَاجِدًا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَانْتَهَضَ قَائِمًا، فَكَانَ تَكْبِيْرُهُ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ سِتَّ تَكْبِيْرَاتٍ وَكَبَّرَ حِيْنَ قَامَ إِلَى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ أَقْبَلَ إِلٰى قَوْمِهِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ اِحْفَظُوْا تَكْبِيْرِيْ، وَتَعَلَّمُوا رُكُوْعِيْ وَسُجُوْدِيْ، فَإِنَّهَا صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّتِيْ كَانَ يُصَلِّيْ لَنَا كَذَا السَّاعَةَ مِنَ النَّهَارِ ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ أَقْبَلَ إِلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِسْمَعُوْا وَاعْقِلُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عِبَادًا لَيْسُوْا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ، يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ عَلٰى مَجَالِسِهِمْ وَقُرْبِهِمْ مِنَ اللّٰهِ.)) فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَعْرَابِ مِنْ قَاصِيَةِ النَّاسِ وَأَلْوٰى بِيَدِهِ إِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ

جمع کر لیا۔ سیّدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور انہیں دکھایا آپ کیسے وضو کرتے تھے، انھوں نے اعضائے وضو تک وضو کا پانی اچھی طرح پہنچایا۔ پھر جب سایہ (مغرب سے مشرق کی طرف) لوٹ آیا اور سایہ مائل ہو گیا تو انھوں نے کھڑے ہو کر (ظہر کی) اذان دی، پھر سب سے آگے مردوں کی صف بنائی، ان کے پیچھے بچوں کی اور بچوں کے پیچھے عورتوں کی صف بنائی، پھر اقامت کہہ کر آگے کھڑے ہو گئے، رفع الیدین کیا اور تکبیر کہی پھر سورۂ فاتحہ اور مزید ایک سورت کی سرّاً تلاوت کی، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا، تین مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھا، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور کھڑے ہو کر سیدھے ہو گئے، پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا، پھر تکبیر کہی اور (سجدے سے) سر اٹھایا، پھر تکبیر کہہ کر سجدہ کیا، پھر تکبیر کہی اور اٹھ کھڑے ہوئے، پہلی رکعت میں ان کی کل چھ تکبیریں ہو گئیں، جب وہ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تھے تو تکبیر کہی تھی، جب انھوں نے اپنی نماز پوری کر لی تو اپنی قوم کی طرف منہ کر کے کہا: میری تکبیریں یاد کر لو، اور یہ رکوع وسجود بھی سمجھ لو، کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی وہ نماز ہے جو آپ ہمیں دن کے اسی وقت پڑھایا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی نماز پوری کی تھی تو اپنا چہرہ لوگوں کی طرف کر کے فرمایا تھا: ''لوگو! سنو، سمجھو اور جان لو کہ اللہ کے بندے، جو نہ نبی ہیں نہ شہید، لیکن ان کے مقام اور اللہ کے قریب ہونے کہ وجہ سے انبیاء اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔'' دور والے لوگوں سے ایک بدو آیا اور اپنے ہاتھ سے اللہ کے نبی کی طرف اشارہ کیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! لوگوں سے کچھ لوگ، جو نبی ہیں نہ شہید، لیکن ان کے مقام اور اللہ کے قرب کی وجہ سے انبیاء اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے، ہمیں ان کے اوصاف تو بتائیں۔ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ

فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! نَاسٌ مِنَ النَّاسِ لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ عَلٰى مَجَالِسِهِمْ وَقُرْبِهِمْ مِنَ اللّٰهِ، اِنْعَتْهُمْ لَنَا يَعْنِيْ صِفْهُمْ لَنَا، فَسُرَّ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِسُؤَالِ الْأَعْرَابِيِّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُمْ نَاسٌ مِنْ أَفْنَاءِ النَّاسِ وَنَوَازِعِ الْقَبَائِلِ لَمْ تَصِلْ بَيْنَهُمْ أَرْحَامٌ مُتَقَارِبَةٌ، تَحَابُّوْا فِي اللّٰهِ وَتَصَافَوْا، يَضَعُ اللّٰهُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ فَيُجْلِسُهُمْ عَلَيْهَا، فَيَجْعَلُ وُجُوهَهُمْ نُورًا وَثِيَابَهُمْ نُورًا، يَفْزَعُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَفْزَعُونَ، وَهُمْ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا يَحْزَنُوْنَ.))
(مسند احمد: ٢٣٢٩٤)

اعرابی کے سوال کی وجہ سے خوش ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ غیر معروف اور قبیلوں سے نکلے ہوئے ایسے لوگ ہیں جن کی آپس میں کوئی قریبی رشتہ داریاں نہیں ہیں، لیکن وہ صرف اللہ کے لیے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے حق میں صاف ہیں، قیامت کے دن اللہ ان کے لیے نور کے منبر رکھے گا اور انہیں ان پر بٹھائے گا [illegible] چہروں اور کپڑوں کو نور بنا دے گا، قیامت کے دن لوگ گھبرائیں گے، لیکن یہ نہیں گھبرائیں گے، بلکہ یہ اللہ کے وہ ولی ہیں جن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ پریشان ہوں گے۔''

فوائد: ...... یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن اس کا آخری حصہ درج ذیل شاہد کی بنا پر صحیح ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَيْسُوْا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ، يَغْبِطُهُمُ الشُّهَدَاءُ وَالْأَنْبِيَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لِقُرْبِهِمْ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَجْلِسِهِمْ مِنْهُ فَجَثَا أَعْرَابِيٌّ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! صِفْهُمْ لَنَا وَجَلِّهِمْ لَنَا۔ قَالَ: قَوْمٌ مِنْ أَفْنَاءِ النَّاسِ، مِنْ نُزَّاعِ الْقَبَائِلِ، تَصَادَقُوْا فِي اللّٰهِ، فَتَحَابُّوْا فِيْهِ، يَضَعُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ، يَخَافُ النَّاسُ وَلَا يَخَافُوْنَ، هُمْ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ اَلَّذِيْنَ ﴿لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾.)) (مستدرك حاكم: ٤/ ١٧٠، صحيحه: ٣٤٦٤) ''اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں، جو انبیا ہیں نہ شہدء، لیکن شہدا و انبیا اُن پر رشک کریں گے، اس کی وجہ ان کا اللہ تعالیٰ سے قرب اور اس کے ساتھ مجلس ہوگی۔ ایک اعرابی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے ان کی صفات بیان کرو اور ان کو واضح کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ غیر معروف قبائل کے نامعلوم النسب لوگ ہوں گے، جو اللہ تعالیٰ کے لیے باہم دوستی رکھیں گے اور اسی کے لیے ایک دوسرے سے محبت کریں گے، قیامت کے روز اللہ عزوجل اُن کے لیے نور کے منبر رکھے گا۔ دوسرے لوگ خوفزدہ ہوں گے، لیکن ان کو کوئی خوف نہیں ہوگا۔ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے اولیا ہیں کہ (فرمانِ الٰہی

کے مطابق) جن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔‘‘

تخریج:...... أخرج الحاكم في "المستدرك": ٤/ ١٧٠.

(١٥١٩) عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُسَوِّيْ بَيْنَ الْأَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فِي الْقِرَاءَةِ وَالْقِيَامِ وَيَجْعَلُ الرَّكْعَةَ الْأُوْلٰى هِيَ أَطْوَلُهُنَّ لِكَيْ يَثُوْبَ النَّاسُ وَيَجْعَلُ الرِّجَالَ قُدَّامَ الْغِلْمَانِ وَالْغِلْمَانَ خَلْفَهُمْ وَالنِّسَاءَ خَلْفَ الْغِلْمَانِ، وَيُكَبِّرُ كُلَّمَا سَجَدَ وَكُلَّمَا رَفَعَ، وَيُكَبِّرُ كُلَّمَا نَهَضَ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ إِذَا كَانَ جَالِسًا۔ (مسند احمد: ٢٣٢٩٩)

’’سیّدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قراءت اور قیام میں چاروں رکعتوں کے درمیان برابری کرتے تھے، البتہ پہلی رکعت کو ذرا لمبا کر لیتے تھے تاکہ (اسی رکعت میں) زیادہ لوگ پہنچ جائیں، مردوں کو بچوں کے آگے اور بچوں کو ان کے پیچھے اور عورتوں کو بچوں کے پیچھے کھڑا کرتے تھے، اور جب سجدہ کرتے او رجب (سجدے سے) اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھ کر اٹھتے تو پھر اللہ اکبر کہتے۔‘‘

(١٥٢٠) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُهُ وَهُوَ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَدُهُمْ أَبُوْ قَتَادَةَ بْنُ رِبْعِيٍّ يَقُوْلُ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالُوا لَهُ: مَا كُنْتَ أَقْدَمَنَا صُحْبَةً وَلَا أَكْثَرَنَا لَهُ تِبَاعَةً، قَالَ: بَلٰى۔ قَالُوا: فَاعْرِضْ، قَالَ: كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اِعْتَدَلَ قَائِمًا وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَى بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ فَرَكَعَ ثُمَّ اعْتَدَلَ فَلَمْ يَصُبَّ رَأْسَهُ وَلَمْ يُقْنِعْهُ، وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ

’’محمد بن عطاء کہتے ہیں: سیّدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے دس صحابہ میں موجود تھے، ان میں ایک سیّدنا ابو قتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ تھے، سیّدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ لیکن انھوں نے کہا: تم نہ تو ہماری بہ نسبت قدیم صحبت والے ہو اور نہ ہم سے زیادہ آپ کی پیروی کرنے والے ہو۔ تو انہوں نے کہا: کیوں نہیں، (یہ تمہاری بات تو ٹھیک ہے)۔ بہرحال ان لوگوں نے کہہ دیا کہ اچھا بیان کرو۔ سیّدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا: جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو سیدھے کھڑے ہوتے اور اپنے ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انہیں کندھوں کے برابر کرتے، پھر جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے حتی کہ اپنے کندھوں کے برابر کرتے پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرتے

(١٥١٩) تخريج:...... اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب، انظر الحديث: ٢٧٨ (انظر: ٢٢٩١١).

(١٥٢٠) تخريج:...... اسناده صحيح على شرط مسلم، أخرجه مطولا و مختصرا ابوداود: ٧٣٠، ٩٦٣، وابن ماجه: ٨٦٢، والترمذي: ٣٠٤، والنسائي: ٢/ ١٨٧ (٢٣٥٩٩).

ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ رَفَعَ وَاعْتَدَلَ حَتّٰى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا، ثُمَّ هَوٰى سَاجِدًا وَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ جَافٰى وَفَتَحَ عَضُدَيْهِ عَنْ بَطْنِهِ، وَفَتَخَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ ثَنٰى رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ عَلَيْهَا وَاعْتَدَلَ حَتّٰى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ، ثُمَّ هَوٰى سَاجِدًا وَقَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ ثَنٰى رِجْلَهُ وَقَعَدَ عَلَيْهَا حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عُضْوٍ إِلٰى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ نَهَضَ فَصَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ، حَتّٰى إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ صَنَعَ كَذٰلِكَ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِي تَنْقَضِي فِيهَا الصَّلَاةُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى شِقِّهِ مُتَوَرِّكًا ثُمَّ سَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۲۳۹۹۷)

اوررکوع میں برابر ہوجاتے، نہ اپنا سر زیادہ جھکاتے اور نہ زیادہ بلند کرتے اور اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر اٹھتے اور برابر ہوجاتے حتی کہ ہر ہڈی سیدھی ہوکر اپنی جگہ پرلوٹ آتی، پھر سجدہ کرتے ہوئے نیچے جاتے اور اللہ اکبر کہتے، پھراپنے بازو اپنے پیٹ سے دور اور کھول کر رکھتے، اور پاؤں کی انگلیاں (قبلہ کی طرف) موڑ کر رکھتے، پھر (سجدہ سے اٹھ کر) بایاں پاؤں موڑ لیتے اور اس پر بیٹھ جاتے اور برابر ہوجاتے حتی کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر ٹھہر جاتی، ، پھر سجدہ کرتے ہوئے نیچے جاتے اوراللہ اکبر کہتے، پھر اپنا پاؤں موڑ لیتے اور اس پر بیٹھ جاتے حتی کہ ہرعضو اپنی جگہ کی طرف لوٹ آتا، پھر اٹھتے تو دوسری رکعت میں اسی طرح کرتے۔ جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور انہیں کندھوں کے برابر کرتے جیسے نماز کے شروع میں کرتے تھے، پھر ایسے ہی کرتے حتی کہ جب وہ آخری رکعت ہوتی جس میں نماز کا اختتام ہوتا تو اپنا بائیاں پاؤں (نیچے سے دائیں طرف) نکالتے اور اپنی سرین پر تورک کی حالت میں بیٹھ جاتے پھر سلام پھیرتے۔

فوائد: ......ان روایات میں نماز کا جامع سا طریقہ بیان کیا گیا ہے، مختلف قسم کی احادیث مذکور ہیں، تفصیلی گفتگو بعد والے مخصوص ابواب میں کی جائے گی۔ رفع الیدین کے مسئلہ میں آخری حدیث قابل توجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد دس صحابہ کرام اس نماز کے نبوی ہونے کی تصدیق کررہے ہیں، جس میں رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع الیدین کیا گیا، اس سنت کے منسوخ ہونے کا دعوی کرنے والوں کو ہوش کرنا چاہیے۔ آخری حدیث کے آخری جملے میں ''تورک'' کا ذکر ہے، اس کی تفصیل درج ذیل ہے: ''اِقْعَاء'' کی طرح ''تَوَرُّك'' کی بھی دوصورتیں ہیں، ایک صورت جائز ہے، جبکہ دوسری جائز۔ جائز صورت: نمازی کا آخری تشہد میں دائیں کولھے کو دائیں پیر پر اس طرح رکھنا کہ وہ کھڑا ہو اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو، نیز بائیں کولھے کو زمین پر ٹیکنا اور بائیں پیر کو پھیلا کر دائیں پنڈلی کے نیچے سے دائیں طرف نکالنا۔ اس حدیث میں اسی صورت کا ذکر ہے۔ تورّک کی ناجائز صورت: نماز میں کھڑے ہوکر دونوں ہاتھوں کو دونوں کولھوں کے برابر رکھنا۔

فَصْلٌ مِنْهُ فِيْ حَدِيْثِ الْمُسِيْءِ فِيْ صَلَاتِهِ

"مُسِيْءُ الصَّلَاۃ" کی حدیث کے متعلق اسی باب کی ایک فصل

تنبیہ: درج ذیل حدیث میں جس صحابی کا ذکر ہے، اس نے اچھے انداز میں نماز ادا نہیں کی تھی، اس لیے اس کو "مُسِیْءُ الصَّلَاۃ" کہتے ہیں، اس کے لفظی معنی ہیں: نماز کو خراب کرنے والا۔ آج کل اکثر لوگوں کی نمازوں میں اس قسم کی خرابیاں پائی جاتی ہیں، جن کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس صحابی کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا۔

(۱۵۲۱) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقَالَ: ((ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ.)) فَرَجَعَ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: فَقَالَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَاأُحْسِنُ غَيْرَ هٰذَا فَعَلِّمْنِيْ، قَالَ: ((إِذَاقُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا.)) (مسند احمد: ۹۶۳۳)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھی، پھر وہ نبی کریم ﷺ کی طرف آیا اور سلام کہا، آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ''واپس جا کر دوبارہ نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' وہ واپس چلا گیا، اس نے تین دفعہ یہی کام کیا، بالآخر اس نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں اس سے بہتر ادا نہیں کر سکتا، اس لیے آپ مجھے سکھا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو اللہ اکبر کہہ پھر جتنا میسر ہو قرآن کی تلاوت کر، پھر رکوع کر حتی کہ رکوع کی حالت میں مطمئن ہو جائے، پھر سجدہ کر حتی کہ سجدہ کی حالت میں مطمئن ہو جائے، جب (رکوع سے) اٹھو تو کھڑے ہو کر برابر ہو جایا کر، پھر سجدہ کر حتی کہ سجدہ کی حالت میں مطمئن ہو جائے، پھر (سجدہ سے) اٹھ کر بیٹھ حتی کہ بیٹھنے کی حالت میں مطمئن ہو جا، پھر اپنی ساری نماز میں اسی طرح کر۔''

فوائد: ......اس حدیث میں مطلق طور پر قرآن مجید تلاوت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، سورۂ فاتحہ کی قید نہیں لگائی گئی، اس حدیث کے اگلے طرق پر غور کریں۔

(۱۵۲۲) عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ رضی اللہ عنہ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ جَاءَ

صحابی رسول سیّدنا رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے

(۱۵۲۱) تخريج:...... أخرجه البخاری: ۷۵۷، ۷۹۳ ومسلم: ۳۹۷ (انظر: ۹۶۳۵).

(۱۵۲۲) تخريج:...... حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ۸۵۸، ۸۶۱، والنسائی: ۲/ ۲۰، وابن ماجه: ۴۶۰ (انظر: ۱۸۹۹۵).

رَجُلٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی قَرِیْبًا مِنْهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَعِدْ صَلَاتَكَ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ.)) قَالَ فَرَجَعَ فَصَلّٰی كَنَحْوِ مِمَّا صَلّٰی، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: ((أَعِدْ صَلَاتَكَ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ.)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِيْ كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: ((إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآن، ثُمَّ اقْرَأْ بِمَاشِئْتَ، فَإِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلٰی رُكْبَتَيْكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ وَمَكِّنْ لِرُكُوعِكَ فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَأَقِمْ صُلْبَكَ حَتّٰی تَرْجِعَ الْعِظَامُ إِلٰی مَفَاصِلِهَا، وَإِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِسُجُوْدِكَ فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَاجْلِسْ عَلٰی فَخِذِكَ الْيُسْرٰی ثُمَّ اصْنَعْ ذٰلِكَ فِی كُلِّ رَكْعَةٍ وَسَجْدَةٍ۔ (مسند احمد: ١٩٢٠٤)

تھے، اس نے آپ کے قریب نماز پڑھی، اور پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز دوبارہ پڑھو، کیونکہ تم نے نماز ادا نہیں کی۔“ وہ واپس تو چلا گیا، لیکن پہلے کی طرح نماز ادا کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا، آپ نے پھر فرمایا: ”نماز دوبارہ پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔“ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! تو پھر آپ مجھے سکھا دیں کہ میں کیسے نماز ادا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”جب تو قبلہ رخ ہو جائے تو اللہ اکبر کہہ، پھر سورۂ فاتحہ کی تلاوت کر اور اس کے بعد جتنا چاہے قرآن پڑھ سکتا ہے، جب تو رکوع کرے تو اپنی ہتھلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھ، اپنی کمر کو پھیلا دے اور اپنے رکوع میں پوری طرح مطمئن ہو جا، جب تو اپنا سر اٹھائے تو اپنی کمر کو سیدھا کر حتی کہ ہڈیاں اپنے جوڑوں کی طرف لوٹ آئیں، جب سجدہ کرے تو مکمل اطمینان کے ساتھ سجدہ کر، پھر جب تو اپنا سر اٹھائے تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ جا، پھر اسی طریقے کے مطابق رکوع اور سجدے کیا کر۔“

فوائد:...... حدیث مبارکہ کے ان الفاظ ((ثُمَّ اِقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآن، ثُمَّ اِقْرَأْ بِمَاشِئْتَ)) یعنی: ”پھر سورۂ فاتحہ کی تلاوت کر اور پھر (قرآن میں سے) جو چاہے۔“ سے پتہ چلتا ہے کہ جن روایات میں صرف یہ الفاظ ہیں: ”پھر (قرآن میں سے) جو آسان لگے اس کی تلاوت کر“ وہ کسی راوی کا اختصار ہیں، اصل اور تفصیلی روایت میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد مزید تلاوت کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

(١٥٢٣)”(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰی فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْمُقُهُ ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَرَدَّ

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی داخل ہوا اور اس نے مسجد کے کونے میں نماز پڑھی، جبکہ رسول اللہ ﷺ اسے دیکھ رہے تھے، جب اس نے آ کر سلام کہا تو آپ ﷺ نے اسے سلام

(١٥٢٣) تخريج:...... حديث صحيح، انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ١٨٩٩٧).

عَلَيْهِ وَقَالَ: ((اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ.)) قَالَ مَرَّتَيْنِ أَوْثَلَاثًا، فَقَالَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ أَوْفِي الرَّابِعَةِ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَقَدْ أَجْهَدْتُ نَفْسِي فَعَلِّمْنِي وَأَرِنِي؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تُصَلِّيَ فَتَوَضَّأْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، ثُمَّ كَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ قُمْ فَإِذَا أَتْمَمْتَ صَلَاتَكَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ أَتْمَمْتَهَا، وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ هٰذَا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّمَا تَنْقُصُهُ مِنْ صَلَاتِكَ.)) (مسند احمد: ١٩٢٠٦)

کا جواب دیا اور فرمایا: ''واپس چلا جا اور نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' آپ نے دو یا تین مرتبہ ایسے ہی فرمایا، بالآخر وہ تیسری یا چوتھی دفعہ آپ ﷺ سے کہنے لگا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں نے حسب استطاعت بہت کوشش کی ہے، تو پھر آپ خود ہی مجھے تعلیم دے دیں اور دکھا دیں کہ میں نماز کیسے پڑھوں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: ''جب تو نماز کا ارادہ کرے تو اچھی طرح وضو کر، پھر قبلہ رخ ہو کر اللہ اکبر کہہ، پھر قراء ت کر، پھر رکوع کر حتی کہ رکوع کی حالت میں تو مطمئن ہو جائے، پھر کھڑا ہو جا حتی کہ قومہ کی حالت میں مطمئن ہو جائے، پھر سجدہ کر حتی کہ سجدہ کی حالت میں مطمئن ہو جا، پھر اٹھ حتی کہ جلسہ میں مطمئن ہو جائے، پھر کھڑا ہو جا (اور اپنی نماز جاری رکھ)، جب تو نے اپنی نماز اس (طریقے) پر پوری کی تو (اس کا مطلب ہوگا کہ) تو نے اسے مکمل کر لیا ہے اور تو ان امور میں سے جس جس کی کمی کرتا جائے تو حقیقت میں تو اپنی نماز میں کمی کرے گا۔''

فوائد:......سوال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ ہی اس شخص کو صحیح نماز کی تعلیم کیوں نہیں دی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ حکمت و دانائی سے متصف اور لوگوں کے مزاج کو سمجھنے والے تھے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے وعظ و نصیحت کی جو صورت اپنائی وہ اس آدمی کے لیے زیادہ مفید تھی، اس طرح سے محافظت اور اہتمام کا زیادہ امکان تھا۔ ان احادیث میں بھی عملی نماز کا ایک جامع سا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ قارئین کو یہ نقطہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ''مسیء الصلاۃ'' کی حدیث نماز کے تمام فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات کا احاطہ نہیں کیا گیا، بلکہ صرف ان امور کا ذکر کیا گیا، جو اس سائل کو سمجھانا ضروری تھے۔

7 ..... بَابُ اِفْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَالْخُشُوْعِ فِيْهَا

نماز کے افتتاح اور اس میں خشوع کا بیان

(١٥٢٤) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز

(١٥٢٤) تخريـــج:...... اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٦١، ٦١٨، وابن ماجه: ٢٧٥، والترمذي: ٣ (انظر: ١٠٠٦، ١٠٧٢).

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مِفْتَاحُ الصَّلَاۃِ الطُّھُوْرُ وَتَحْرِیْمُھَا التَّکْبِیْرُ وَتَحْلِیْلُھَا التَّسْلِیْمُ (وَفِیْ لَفْظٍ) مِفْتَاحُ الصَّلَاۃِ الْوُضُوْءُ وَتَحْرِیْمُھَا التَّکْبِیْرُ وَتَحْلِیْلُھَا التَّسْلِیْمُ .)) (مسند احمد: ۱۰۷۲)

کی چابی وضو ہے اور اس کی تحریم اللہ اکبر ہی ہے اور اس کی تحلیل سلام ہی ہے۔'' اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ''نماز کی چابی وضو اور اس کی تحریم اللہ اکبر ہی کہنا اور اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہی ہے۔''

فوائد: ...... ''تحریم'' سے مراد یہ ہے کہ وہ تمام امور حرام ہو جاتے ہیں، جو نماز کے اندر ناجائز ہیں، اور ''تحلیل'' سے مطلب یہ ہے کہ جو امور نماز کی وجہ سے حرام ہو گئے تھے، وہ حلال ہو گئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں داخل ہونے کے لیے صرف اللہ اکبر کہا جائے گا اور نماز سے خارج ہونے کے لیے صرف سلام کہا جائے گا۔ چونکہ حدیثِ مبارکہ میں مذکورہ آخری دو جملوں میں خبر مقدم اور مبتدا مؤخر ہے، اس لیے معنی میں حصر پیدا ہو گیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ ہر اس لفظ سے نماز شروع کی جا سکتی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم پائی جاتی ہو، مثلا: اَلرَّحْمٰنُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَجَلُّ ، اَللّٰہُ اَعْظَمُ لیکن اس موضوع کی احادیث کی روشنی میں یہ رائے درست نہیں ہے، سلف و خلف میں سے جمہور اہل علم نے اس رائے سے اتفاق نہیں کیا، آپ ﷺ کے اقوال و افعال و اوامر سے لفظ ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' ہی ثابت ہوتا ہے، مثلا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر (یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ) کہتے۔ (صحیح مسلم: ۴۹۸) سیّدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو قبلہ رخ ہوتے، ہاتھ بلند کرتے اور ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہتے۔ (ابن ماجہ: ۸۰۳) سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا، نماز پڑھی، پھر آپ ﷺ کے پاس آ کر سلام کہا، آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ((اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ)) یعنی ''لوٹ جا اور (دوبارہ) نماز پڑھ، بلاشبہ تو نے تو نماز نہیں پڑھی۔'' تین دفعہ ایسے ہی ہوا، بالآخر اس آدمی نے التماس کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے نماز سکھا دیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلَاۃِ ، فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ فَکَبِّرْ ....)) یعنی ''جب تو نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو مکمل وضوء کر، پھر قبلہ کی طرف متوجہ اور تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کہہ ......۔'' (صحیح بخاری: ۶۲۵۱، صحیح مسلم: ۳۹۷، سنن اربعہ) جبکہ سیّدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے مسیء الصلاۃ کے متعلق فرمایا: ((اِنَّہٗ لَا تَتِمُّ صَلَاۃٌ لِاَحَدٍ مِنَ النَّاسِ حَتّٰی یَتَوَضَّأَ، ثُمَّ یُکَبِّرَ ....)) یعنی ''کسی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوگی جب تک (یہ اعمال ادا نہ کرے) وہ وضوء کرے، پھر تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کہے......۔'' (ابوداود: ۸۵۷) نبی کریم ﷺ نے ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کے ساتھ نماز شروع کی اور فرمایا: ((صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ .)) یعنی ''تم نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔'' (صحیح بخاری: ۶۳۱) ابن ہمام حنفی ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کے ساتھ نماز شروع کرنے کو واجب سمجھتے ہیں۔ (فتح القدیر: ۱/ ۲۸۴) دیگر دلائل

بھی موجود ہیں، اس لیے مزید کسی رائے میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(١٥٢٥) عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الصَّلَاةُ مَثْنٰى مَثْنٰى، تَشَهَّدُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَضَرَّعُ وَتَخَشَّعُ وَتَمَسْكَنُ ثُمَّ تُقْنِعُ يَدَيْكَ تَقُوْلُ تَرْفَعُهُمَا إِلٰى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلاً بِبُطُوْنِهِمَا وَجْهَكَ، تَقُوْلُ يَارَبِّ! يَارَبِّ! فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ...... .)) فَقَالَ فِيْهِ قَوْلاً شَدِيْدًا۔ (مسند احمد: ١٧٩٩)

''سیّدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز دو دو رکعت ہے، ہر دو رکعتوں میں تشہد پڑھے، عاجزی کرے، خشوع اختیار کرے اور مسکینی کا اظہار کرے، پھر تو اپنے ہاتھ اپنے رب کی طرف اٹھا اور ہتھیلیوں کا اندرونی حصہ اپنے چہرے کی طرف کہہ: اے میرے رب! اے میرے رب! جو شخص ایسے نہیں کرتا، وہ......) پھر آپ ﷺ نے اس کے بارے میں سخت بات کہی۔''

فوائد: ...... یہ روایت ضعیف ہے، بہر حال دوران نماز خشوع وخضوع کا اظہار مطلوبِ شریعت اور روحِ نماز ہے۔

(١٥٢٦) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هٰهُنَا؟ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ شَيْءٌ مِنْ خُشُوْعِكُمْ وَرُكُوْعِكُمْ .)) (مسند احمد: ٨٧٥٦)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میرا قبلہ یہاں (سامنے کی طرف) سمجھتے ہو؟ (یاد رکھو کہ) تمہارے خشوع اور رکوع میں سے کوئی چیز مجھ پر مخفی نہیں ہوتی۔''

(١٥٢٧)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِنِّيْ لَأَرٰى خُشُوْعَكُمْ. (مسند احمد: ٧٣٢٩)

''(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میں تمہارا خشوع دیکھتا ہوں۔''

فوائد: ...... یہ حدیث اعلامِ نبوت میں سے ہے اور عقلی وشرعی طور پر یہ ناممکنات میں سے نہیں ہے کہ دورانِ نماز آپ ﷺ اپنے مقتدیوں کی کیفیت کو دیکھ رہے ہوں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس سے بڑے معجزات سے نواز رکھا تھا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ یہ ادراک آپ ﷺ کی گدی میں تھا، جس کے ذریعے آپ دیکھ لیتے ہوں، یا حقیقی آنکھوں سے ہی نظر آتا تھا۔ بہتر یہ ہے کہ اس کی کیفیت کو اس کے جاننے والے کے سپرد کر دیا جائے اور اس معجزے کو اس طرح تسلیم کر لیا، جس طرح کہ صحابہ کرام نے کیا تھا کہ سن کر چپ ہو گئے اور اس کی کیفیت کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا۔ بہر حال مقصودِ حدیث یہ ہے کہ رکوع و سجود کو مکمل کرتے ہوئے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کی جائے۔

(١٥٢٥) تخريج: ...... اسناده ضعيف، عبد الله بن نافع بن العمياء مجهول، قال البخاري في "تاريخه": لم يصح حديثه، وقال الدارقطني: ضعيف، أخرجه الترمذي: ٣٨٥ (انظر: ١٧٩٩)

(١٥٢٦) تخريج: ...... أخرجه البخاري: ٤١٨، ٧٤١، ومسلم: ٤٢٣ (انظر: ٨٠٢٤).

(١٥٢٧) تخريج: ...... اسناده صحيح على شرط الشيخين، انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٧٣٣٣).

(۱۵۲۸) عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُ قَالَ: اِنْتَهَيْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَلِصَدْرِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ۔ (مسند احمد: ١٦٤٢٦)

''مطرف اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا، جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ کے سینے سے ہنڈیا کے ابلنے جیسی آواز آ رہی تھی۔''

(۱۵۲۹)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَفِي صَدْرِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ۔ (مسند احمد: ١٦٤٢١)

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کے سینے میں رونے کی وجہ سے ہنڈیا کے ابلنے جیسی آواز آ رہی تھی۔''

(۱۵۳۰) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى سَجْدَتَيْنِ لَا يَسْهُوْ فِيْهِمَا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) (مسند احمد: ٢٢٠٣٣)

''سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دو رکعتیں پڑھتا ہے اور ان میں وہ غافل نہیں ہوتا تو اللہ اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیتا ہے۔''

فوائد: ......نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرنا نماز کی روح ہے، یہ دل کی خشیت اور بدن کے سکون سے عبارت ہے۔ یہ کتنی بڑی بات ہے کہ آپ ﷺ نے خشوع وخضوع کی خاطر کئی صورتوں میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا ہے، مثلا جب بھوک لگی ہوئی ہو اور کھانا موجود ہو اور جب بندے نے قضائے حاجت کرنی ہو۔ علی ہذا القیاس۔ درج ذیل احادیث واقوال سے خشوع کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے: نبی کریم ﷺ رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ اَنْتَ رَبِّيْ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ .)) (صحيح مسلم: ١/ ٢٧٣) یعنی: ''اے اللہ! میں نے تیرے لیے رکوع کیا، تجھ پر ایمان لایا، تیرا فرمانبردار ہوا، تو میرا رب ہے، تیرے لیے میرے کان، آنکھ، دماغ، ہڈی اور پٹھے نے خشوع کیا۔ ثابت ہوا کہ خشوع کا تعلق قلوب و اذہان اور اعضاء و جوارح سب کے ساتھ ہے۔ سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهُ اِلَّا عُشْرُ صَلَاتِهِ تُسْعُهَا ، ثُمُنُهَا ، سُبْعُهَا ، سُدُسُهَا ، خُمُسُهَا ، رُبُعُهَا ، ثُلُثُهَا ، نِصْفُهَا .)) (ابوداود: ٧٩٦) یعنی: ''بیشک آدمی نماز سے فارغ ہو رہا ہوتا ہے، لیکن اس کے لیے نہیں لکھا جاتا، مگر نماز کا دسواں حصہ، نواں حصہ، آٹھواں حصہ، ساتواں حصہ، پانچواں حصہ، چوتھا

(١٥٢٨) تخريج:...... اسنادهما صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ٩٠٤ (انظر: ١٦٣١٢ ، ١٦٣١٧) .

(١٥٢٩) تخريج:...... انظر الحديث بالطريق الأول .

(١٥٣٠) تخريج:...... صحيح لغيره، وهذا سند منقطع، فان زيد بن اسلم لم يسمع من زيد بن خالد، أخرجه ابوداود: ٩٠٥ (انظر: ١٧٠٥٤ ، ٢١٦٩١) .

حصہ، تیسرا حصہ اور نصف۔'' یہ حدیث انتہائی قابل غور ہے کہ سب نمازیوں کی نمازوں کی مقدار تو تقریباً ایک ہوتی ہے، مثلاً رکعات وتسبیحات کی تعداد، لیکن اجر وثواب میں اتنی کمی بیشی ہو جاتی ہے، تو اس فرق کی بنیاد معیار پر ہے، سارے نمازی نماز ظہر کی فرض رکعتیں تو چار ہی پڑھتے ہیں، لیکن بعض کا معیار اتنا کم ہوتا ہے کہ اسے پوری نماز کے بجائے دسواں حصہ ثواب ملتا ہے، یقیناً اس چیز کی بنیاد خشوع وخضوع پر ہے۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں: هيئة فى النفس يظهر منها فى الجوارح سكون وتواضع۔ (تفسیر قرطبی: ۱/۳۷۴)

یعنی: خشوع دل میں ایسی ہیئت کا نام ہے، جس سے اعضاء میں سکون وتواضع ظاہر ہوتا ہے۔ جنابِ حسن بصری کہتے ہیں: كان خشوعهم فى قلوبهم فغضوا بذالك ابصارهم وخفضوا لذالك الجناح۔ (الدر المنثور: ٥/ ٣)

یعنی: ان کا خشوع دل میں ہوتا تھا، جس کی بنا پر وہ اپنی آنکھوں کو پست اور پہلو کو جھکا لیتے ہیں۔ جناب جنید کہتے ہیں: الخشوع تذلل القلوب لعلام الغيوب۔ (الضوء المنير: ٤/ ٣٠٤)

یعنی: علام الغیوب کے سامنے دلوں کی عاجزی وانکساری کا نام خشوع ہے۔ گویا خشوع کا اصل مرکز دل ہے اور اس کا اثر اعضاء وجوارح پر ہوتا ہے۔ سعید بن مسیب نے دیکھا کہ ایک نمازی، نماز میں اپنی داڑھی پر ہاتھ پھر رہا تھا تو انہوں نے کہا: لو خشع قلب هذا خشعت جوارحه۔ یعنی: اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی خشوع ہوتا۔ علامہ شوکانی کہتے ہیں: وادعى عبد الواحد بن زيد اجماع العلماء على انه ليس للعبد الا ما عقل من صلاته۔ (فتح القدير: ٣/ ٤٥٩)

یعنی: عبد الواحد بن زید نے اہل علم کے اجماع کا دعوی کیا ہے کہ نماز میں سے بندے کے لیے اتنا حصہ ہے، جتنا وہ سمجھتا ہے۔ اس زمانے میں اکثر لوگوں کی نمازیں خشوع وخضوع سے خالی ہیں، اتنی عظیم عبادت میں رٹے رٹائے کلمات ادا کیے جا رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ لوگوں کو لمبی نماز میں سکون نہیں آتا، ان کو یہ محسوس نہیں ہوتا کہ نماز باجماعت میں تاخیر ہو رہی ہے یا جماعت سرے سے رہ گئی ہے۔ ہر شخص کو درج بالا احادیث وآثار کی روشنی میں اپنا اپنا جائزہ لینا چاہیے۔

8 ..... بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ تَكْبِيرَةِ الْأُحْرَامِ وَغَيْرِهَا

تکبیر تحریمہ وغیرہ کے وقت رفع الیدین کرنے کا بیان

(رفع الیدین قبل از رکوع وبعد از رکوع)

(١٥٣١) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ

''سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے،

(١٥٣١) تخريج:...... اسناده حسن، أخرجه ابوداود: ٧٤٤، ٧٦١، وابن ماجه: ٨٦٤، والترمذي: ٣٤٢٣ (انظر: ٧١٧).

حَـذْوَمَنْكِبَيْهِ ، وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ إِذَا قَضٰى قِـرَاءَ تَـهُ وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ ، وَيَصْنَعُهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ، وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِـنْ صَلَاتِـهِ وَهُـوَ قَـاعِـدٌ وَإِذَا قَـامَ مِنَ السَّـجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ وَكَبَّرَ۔ (مسند احمد: ٧١٧)

پھر جب اپنی قراءت پوری کرتے اور رکوع کا ارادہ کرتے تو اسی طرح رفع الیدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا ہی کرتے۔ آپ ﷺ بیٹھنے کی حالت میں اپنی نماز کی کسی چیز میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے اور جب دو رکعتوں کے بعد (تیسری رکعت کے لیے) اٹھتے تو اپنے ہاتھ اسی طرح اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے۔''

(١٥٣٢) عَـنْ عَـامِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَـنْ أَبِيْـهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِفْتَتَـحَ الـصَّلَا ةَ فَـرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى جَاوَزَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٦١٩٧)

''سیّدنا عامر بن عبد اللہ بن زبیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھ اٹھائے بلند کیے حتی کہ انہیں اپنے کانوں سے اوپر لے گئے۔''

(١٥٣٣) عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ثَـلَاثٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِنَّ قَـدْ تَرَكَهُنَّ النَّاسُ ، كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَدًّا إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ ، وَيُكَبِّرُ كُلَّمَا رَكَعَ وَرَفَعَ ، وَالسُّـكُـوْتُ قَبْلَ الْقِرَاءَـةِ يَدْعُوْ وَيَسْأَلُ اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ۔ (مسند احمد: ٩٦٠٦)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تین چیزیں ہیں، رسول اللہ ﷺ ہمیشہ ان پر عمل کرتے تھے، لیکن لوگوں نے ان کو ترک کر دیا ہے: جب آپ ﷺ نماز میں داخل ہوتے تو اپنے ہاتھ پھیلا کر اٹھاتے تھے اور رکوع کرتے وقت اور اس سے اٹھتے اللہ اکبر کہتے تھے اور قراءت سے پہلے خاموشی اختیار کرتے، جس میں دعا کرتے اور اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرتے۔''

فوائد:...... قراءت سے پہلے والی دعا اور فضل کے سوال سے مراد استفتاح کی دعائیں ہیں، جو مختلف صیغوں کے ساتھ آپ ﷺ سے منقول ہیں، ان میں سے کوئی ایک دعا پڑھی جائے۔

(١٥٣٤) عَـنِ ابْـنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَـالَ: كَـانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَـرْفَعُ يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَكُوْنَا حَذْوَمَنْكِبَيْهِ أَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ ، وَإِذَا

''سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے حتی کہ وہ آپ کے کندھوں کے برابر یا اس کے قریب ہو جاتے اور جب رکوع کرتے تو ہاتھ

(١٥٣٢) تـخـريـــج:...... اسناده ضعيف لضعف حجاج بن ارطاة۔ وأما عبد القدوس بن بكر بن خنيس ، فـقـال ابـو حـاتـم: لا بـأس به ، ووثقه ابن حبان ، لكن ذكر محمود بن غيلان عن احمد وابن معين وابی خيثمة ، انهم ضربوا على حديثه۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٤٢ (انظر: ١٦٠٩٩) .

(١٥٣٣) تـخـريـــج:...... اسـنـاده صحيح على شرط الشيخين ، غير سعيد بن سمعان ، وهو ثقة ، أخرجه ابو داود: ٧٥٣ ، والنسائي: ٢/ ١٢٤ ، والترمذي: ٢٤٠ (انظر: ٩٦٠٨) .

(١٥٣٤) تخريـج:...... أخرجه البخاري: ٧٣٦ ، ٧٣٨ ، ومسلم: ٣٩٠ (انظر: ٤٥٤٠) .

رَكَعَ رَفَعَهُمَا، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ رَفَعَهُمَا، وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ. (مسند احمد: ٦٣٤٥)

اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔سجدوں میں ایسا نہیں کرتے تھے۔''

(١٥٣٥) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: إِنَّ رَفْعَكُمْ أَيْدِيكُمْ بِدْعَةٌ مَا زَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى هٰذَا يَعْنِيْ إِلَى الصَّدْرِ. (مسند احمد: ٥٢٦٤)

''سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ یقیناً تمہارا اپنے ہاتھوں کو اس طرح اٹھانا بدعت ہے، رسول اللہ ﷺ (اپنے ہاتھوں کو) سینے سے بلند نہیں کرتے تھے۔''

فوائد: ...... یہ روایت خود بھی ضعیف ہے اور صحیح بخاری و صحیح مسلم کی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح ترین مرفوع روایت کے مخالف بھی ہے۔

جس میں ہاتھوں کو کندھوں یا اس کے قریب تک اٹھانے کا ذکر ہے۔ اس طرح مالک بن حورث کی آنے والی روایت میں بھی ہاتھوں کو کانوں کے اوپر والے حصہ تک اٹھانے کا ذکر ہے۔ (عبد اللہ رفیق)

(١٥٣٦) عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ أُذُنَيْهِ. (مسند احمد: ١٥٦٨٩)

''سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ رکوع کرنے کا ارادہ کرتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے اور جب سجدوں سے اپنا سر اٹھاتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے حتی کہ انہیں اپنے کانوں کے اوپر والے حصے کے برابر کرتے۔''

فوائد: ...... سجدہ میں جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ حدیث کی تخریج میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ (عبد اللہ رفیق)

(١٥٣٧) عَنْ مَيْمُونِ الْمَكِّيِّ أَنَّهُ رَأَى ابْنَ الزُّبَيْرِ عَبْدَاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَصَلّٰى بِهِمْ يُشِيْرُ بِكَفَّيْهِ حِيْنَ يَقُوْمُ وَحِيْنَ يَرْكَعُ وَحِيْنَ

''میمون مکی سے مروی ہے کہ انھوں نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھا رہے تھے، جب وہ کھڑے ہوتے، رکوع کرتے، سجدہ کرتے اور قیام کے لیے کھڑے ہوتے تو

(١٥٣٥) تخريج:...... اسناده ضعيف۔ بشر بن حرب الازدى ضعيف۔ أخرجه ابن عدى فى "الكامل": ٢/ ٤٤٢ (انظر: ٥٢٦٤).

(١٥٣٦) تخريج:...... أخرجه البخارى: ٧٣٧، ومسلم: ٣٩١ دون قوله: واذا سجد واذا رفع رأسه من سجوده (انظر: ١٥٦٠٠).

(١٥٣٧) تخريج:...... اسناده ضعيف، ميمون المكى مجهول۔ أخرجه ابوداود: ٧٣٩ (انظر: ٢٣٠٨).

يَسْجُدُ وَحِيْنَ يَنْهَضُ لِلْقِيَامِ فَيَقُومُ فَيُشِيْرُ بِيَدَيْهِ، قَالَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى اِبْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ صَلَّى صَلَاةً لَمْ أَرَ أَحَدًا يُصَلِّيْهَا، فَوَصَفَ لَهُ هٰذِهِ الْإِشَارَةَ، فَقَالَ: إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَنْظُرَ إِلٰى صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاقْتَدِ بِصَلَاةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ۔ (مسند احمد: ۲۳۰۸)

اپنی ہتھیلیوں سے اشارہ کرتے تھے۔میمون مکی کہتے ہیں: میں نے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا کہ جو نماز ابن زبیر پڑھتا ہے، میں نے تو کسی کو ایسی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، پھر انھوں نے ہاتھوں کے اشارے کا ذکر کیا۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے آگے سے کہا: اگر تو رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھنا پسند کرتا ہے تو سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتدا کر۔''

فوائد: ......رفع الیدین کے موضوع پر درج ذیل بحث مفید رہے گی، اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لیں، قارئین کے فائدے کے لیے مذکورہ بالا دلائل کا ذکر بھی کیا جائے گا۔

رفع الیدین قبل از رکوع و بعد از رکوع

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ((صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ، وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ.)) یعنی: میں نے (اپنے نانا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، انھوں نے ابتدائے نماز میں اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا، پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، پس آپ ﷺ نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا۔ (سنن کبری بیهقی: ۲/ ۷۳)

انتهائی اهم تنبيه: ...... نبی کریم ﷺ کے سب سے پرانے اور گہرے رفیق سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، جب آپ ﷺ مرض الموت کی حالت میں مسجد نبوی میں اپنی آخری نماز ادا کر رہے تھے، اس وقت ابوبکر صدیق آپ ﷺ کی دائیں جانب آپ کی اقتدا میں کھڑے تھے۔ رفع الیدین کے بارے میں اگر ایسی عظیم ہستیاں شہادت دے دیں تو اسے قبول کر لیا جانا چاہیے۔ سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم (بنولیث کے تیرہ) نوجوان لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے اور بیس دن قیام کیا، جب آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ اب ہم گھر جانا چاہتے ہیں تو آپ ﷺ نے ہمیں واپس جانے کی اجازت دی اور فرمایا: ((...... صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ.)) (اس طرح نماز پڑھنا، جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا) ......۔ (ملاحظہ ہو: صحیح بخاری ۶۲۸، ۶۳۱ مع الفتح)

یہی مالک بن حویرث رفع الیدین عند الرکوع کی حدیث بھی بیان کرتے ہیں۔ اس بحث میں ''رفع الیدین'' سے مراد

رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور تیسری رکعت کے شروع میں دونوں ہاتھوں کو بلند کرنا ہے۔ اس ضمن میں مجھے سب سے زیادہ حیرانی حنفی مقلدین پر ہے، جو ایک طرف یہ نظریہ بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ائمہ اربعہ برحق ہیں، ان میں سے کسی ایک کی تقلید کی جا سکتی ہے، لیکن دوسری طرف ''رفع الیدین'' کا بھرپور ردّ کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، حالانکہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد تینوں رفع الیدین کرتے تھے۔ رفع الیدین کے اثبات پر دلالت کرنے والی صحیح ترین اور کثیر احادیث کا لحاظ کرتے ہوئے احناف کو زیادہ سے زیادہ یہ کہنا چاہیے تھا کہ آپ ﷺ سے رفع الیدین کرنا بھی ثابت ہے اور ہر مسلمان پر رفع الیدین کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ جیسا کہ معروف دیو بندی عالم محمد مظہر بقا (تلمیذ مفتی محمد شفیع فاضل دیو بند ایم اے، پی ایچ ڈی استاد جامعہ ام القرآن مکہ مکرمہ) نے لکھا، وہ فرماتے ہیں: ''رکوع میں جاتے اور اس سے اُٹھتے وقت رفع یدین چونکہ صحیح اور قوی احادیث سے ثابت ہے اس لیے کبھی کبھی رفع یدین بھی کر لیتا ہوں۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ اپنی نجی مجلس میں حاضرین سے فرمایا تھا کبھی کبھی رفع یدین بھی کر لیا کرو کیونکہ اگر قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرما لیا کہ تم تک میری یہ سنت بھی تو صحیح طور پر پہنچی تھی تم نے اس پر کیوں عمل نہ کیا تو کوئی جواب نہ بن پڑے گا۔'' (حیات بقا اور کچھ یادیں صفحہ ۱۹۰ (تحت عنوان) فقہی مسائل میں میرا طرزِ عمل، مطبوعہ: زوارا کیڈمی پبلی کیشنز، ناظم آباد کراچی) لیکن معاملہ اس کے برعکس دکھائی دیا اور انھوں نے ان تمام احادیث کو ردّ کرنا شروع کر دیا، جن کی روشنی میں امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ اس عظیم سنت کی نہ صرف تردید کی گئی بلکہ قبیح انداز میں اس کا مذاق اُڑانے سے بھی اجتناب نہ کیا گیا۔ اس قبیح اور توہین آمیز انداز کے الفاظ نا قابل بیان ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: تجلیات صفدر، صفحہ ۳۵۹، جلد ۷، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان) اور اس سنت قائمہ سے جان چھڑانے کے لیے جو ظلم ڈھایا جاتا ہے وہ ملاحظہ ہو۔ دیو بندی شیخ الہند محمود الحسن صاحب غالی مقلدین کی حالت زار بیان کرتے ہوئے فرماتے: رفع یدین میں تو باوجود احادیث صریحہ کے امام کی آڑ پکڑیں اور کہیں امام کا مذہب نہیں اور خوب جمیں اور حنفیت کا دعویٰ کریں اور اگر کوئی غیر مقلد رفع یدین کرے تو اخراج من المسجد کا حکم دے دیں۔ (الورد الشذی علی جامع الترمذی، صفحہ: ۵۲)

اس مسئلہ میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر نماز فرض کی اور آپ ﷺ نے اس نماز کا طریقہ بیان کیا اور ''صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ'' فرما کر نماز کے تمام امور میں اپنی اقتدا کرنے کا حکم دیا۔ جیسے یہ نماز روزِ فرضیت سے تکبیر تحریمہ، اس کے لیے کیے جانے والے رفع الیدین، قراءت، قیام، رکوع وسجود وغیرہ پر مشتمل تھی، اسی طرح اس میں رکوع سے پہلے والا اور رکوع سے بعد والا رفع الیدین بھی پایا جاتا تھا۔ ہم بعض دلائل کا ذکر کریں گے:

(۱)...... سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذَالِكَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوْعِ وَيَفْعَلُ ذَالِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ

الرُّكُوعِ .)) یعنی: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جب آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو (تکبیر تحریمہ کے وقت) ہاتھوں کو کندھوں تک بلند کرتے، اسی طرح جب رکوع کے لیے "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو (رفع الیدین کرتے تھے) اور سجدوں میں اس طرح نہیں کرتے تھے۔(صحيح بخاری: ٧٣٥، ٧٣٦، صحيح مسلم: ٣٩٠، مسند احمد: ١/ ١٤٧، ٤٥٢٦، ابوداود: ٧٢١، ترمذی: ٢٥٥، نسائی: ١٠٢٥، ابن ماجه: ٨٥٨، موطا امام مالك: ١/ ٧٥، موطا امام محمد: ١٠٠) امام علی بن مدینی نے کہا: یہ حدیث مخلوق پر حجت ہے، ہر وہ انسان جو اس کو سنے، اس پر لازم ہے کہ وہ اس پر عمل کرے (اور رفع الیدین کرے)، کیونکہ اس کی سند پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ خود بھی اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

(۲) ابوقلابہ کہتے ہیں: جب سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کی تو رفع الیدین کیا، اسی طرح جب رکوع کیا اور رکوع سے سر اٹھایا تو پھر رفع الیدین کیا اور یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح نماز پڑھی۔(صحيح بخاری: ٧٣٧، صحيح مسلم: ٣٩١، مسند احمد: ١٥١٧٢، نسائی: ٨٨٠، ابن ماجه: ٨٥٩)

اهم تنبيه: ......سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بنولیث کے وفد کے ساتھ اس وقت نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے، جب آپ غزوۂ تبوک کی تیاری میں مصروف تھے۔(فتح الباری: ٢/ ١٤١) اور غزوۂ تبوک ۹ ھ کے ساتویں مہینے رجب میں ہوا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ کی زندگی کے آخری سالوں میں رفع الیدین جاری رہا۔ (خزائن السنن صفحہ ۳۶۴، مطبوعہ: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

(۳)......سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز میں داخل ہوئے تو "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہا اور (کانوں کے برابر تک) رفع الیدین کیا، پھر اپنا کپڑا لپیٹ لیا اور اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لیا، پھر جب آپ ﷺ نے رکوع کرنا چاہا تو ہاتھوں کو کپڑے سے نکالا اور اسی طرح رفع الیدین کیا، پھر جب "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه" کہا تو رفع الیدین کیا۔(صحيح مسلم: ٤٠١، مسند احمد: ١٨٣٩٨، ابوداود: ٧٢٣، ترمذی: ٢٦٨، نسائی: ٨٧٩، ابن ماجه: ٨٦٧) اہم بات: اس حدیث کی سند کے ایک راوی محمد بن جحادہ کہتے ہیں: جب میں نے یہ حدیث امام حسن بصری کو بیان کی تو انھوں نے کہا: "هي صلاة رسول الله ﷺ فعله من فعله و تركه من تركه." یعنی: یہ رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے، جس نے اسے اختیار کیا، سو اختیار کیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا، سو چھوڑ دیا۔(ابوداود: ٧٢٣)

اهم تنبيه: ......سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ۹ ھ میں مسلمان ہوئے، یہ اگلے سال سردی کے موسم میں دوبارہ تشریف لائے، یہ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا آخری موسم سرما تھا۔(دیکھئے: عمدة القاری: ٥/ ٢٧٤، صحيح ابن حبان: ٣/ ١٦٩) انھوں نے دونوں موقعوں پر رفع الیدین کی حدیث بیان کی۔ رفع الیدین کے "منسوخ" ہونے کا

بے بنیاد دعویٰ کرنے والے متنبہ رہیں۔ اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ سے ۱۰ ھ میں رفع الیدین کرنے کی دلیل موجود ہے اور گیارہویں سن ہجری کے تیسرے مہینے میں آپ ﷺ انتقال فرما گئے۔

(۴)......سیّدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ، ابو قتادہ سمیت دس صحابہ کرام میں موجود تھے، انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں تم سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہوں۔ دوسرے صحابہ نے کہا: اللہ کی قسم! نہ تو ہم سے پہلے مسلمان ہوا اور نہ ہم سے زیادہ صحبت اختیار کی (تو کیسے زیادہ علم رکھتا ہے)، چلو پیش کرو۔ سیّدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور ہر ہڈی اپنی جگہ پر ٹھہر جاتی، پھر قراءت کرتے، پھر اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور رکوع کرتے، رکوع میں اپنی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھتے اور دورانِ رکوع سر اونچا رکھتے نہ نیچا، پھر سر اٹھاتے تو "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه" کہتے اور کندھوں تک رفع الیدین کرتے۔ صحابہ نے کہا: تو نے سچ کہا، نبی کریم ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ (ابوداود: ۷۳۰، ترمذی: ۲٦۰، نسائی: ۱۱۸۱، ابن ماجه: ۸٦۲، احمد: ۲۳۰۸۸)

(۵)......سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فرضی نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہتے اور کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے، اور جب تلاوت پوری کرنے کے بعد رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو پھر اسی طرح (رفع الیدین) کرتے تھے، اور نماز میں بیٹھنے کی حالت میں ایسا نہ کرتے، اور جب دو رکعتوں کے بعد (تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے تو پھر رفع الیدین کرتے تھے۔

(ابوداود: ۷٤٤، ترمذی: ۳٤۲۳، ابن ماجه: ۸٦٤)

(٦)......سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاؤں، پھر انھوں نے "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہا اور رفع الیدین کیا، پھر (رکوع کے لیے) "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہا، پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے وقت "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه" کہا تو رفع الیدین کیا۔ (سنن دار قطنی: ۱/ ۲۹۲)

(۷)...... امام ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل سلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں ابو نعمان محمد بن فضل کی اقتدا میں نماز پڑھی، انھوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا، جب میں نے اس کے بارے میں ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا: میں نے امام حماد بن زید کی اقتدا میں نماز پڑھی، انھوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا، جب میں نے ان سے اس بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا: میں نے امام ایوب سختیانی کی اقتدا میں نماز پڑھی، وہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ جب میں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا: میں نے امام عطا بن ابی رباح کی اقتدا میں نماز پڑھی، وہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے

تھے۔ جب میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو امام عطا نے کہا: میں نے صحابیٔ رسول سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھی، وہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے، جب امام عطاء نے سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: "صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ، وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ." "یعنی: میں نے (اپنے نانا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، انھوں نے ابتدائے نماز میں اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا، پھر سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، پس آپ ﷺ نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا۔" (سنن کبری بیھقی: ۲/ ۷۳)

انتھائی اھم تنبیه: ...... نبی کریم ﷺ کے سب سے پرانے اور گہرے رفیق سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، جب آپ ﷺ مرض الموت کی حالت میں مسجد نبوی میں اپنی آخری نماز ادا کر رہے تھے، اس وقت ابو بکر صدیق آپ ﷺ کی دائیں جانب آپ کی اقتدا میں کھڑے تھے۔ رفع الیدین کے بارے میں اگر ایسی عظیم ہستیاں شہادت دے دیں تو اسے قبول کر لیا جانا چاہیے۔

(۸)......عبداللہ بن قاسم کہتے ہیں: لوگ مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہے تھے، اچانک سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے اور کہا: لوگو! چہرے میری طرف کرو، میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں، جو آپ ﷺ پڑھتے تھے اور جس کا حکم دیتے تھے۔ پھر آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے اور اپنے کندھوں تک رفع الیدین کیا اور "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا، پھر اپنی نظر جھکا لی، پھر کندھوں کے برابر رفع الیدین کیا اور "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہہ کر رکوع کیا اور جب رکوع سے کھڑے ہوئے تو اسی طرح (رفع الیدین) کیا۔ (نصب الرایة: ۱/ ٤١٦، مسند الفاروق لابن کثیر: ۱/ ١٦٥، شرح سنن الترمذی لابن سیّد الناس ۲/ ۲۱۷ واللفظ له)

یہ ہے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت۔

(۹)......ابو الزبیر کہتے ہیں: ((اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ، وَيَقُوْلُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ.)) یعنی: سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے، جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح رفع الیدین کرتے اور کہتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ (ابن ماجہ: ۸٦۸)

جب سعید بن جبیر تابعی سے رفع الیدین کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: یہ نماز کی زینت ہے اور رسول

اللہ ﷺ کے صحابہ کرام شروع نماز میں، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ (سنن کبری بیهقی: ۲/ ۷۵) امام بخاری نے کہا: "ولم يثبت عن احد من اصحاب النبي ﷺ انه لا يرفع يديه." یعنی: کسی ایک صحابی سے بھی رفع الیدین نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔ (جزء رفع اليدين: ۴۰، ۱۷۶) عبداللہ بن وہب کہتے ہیں: "رَاَيْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ." یعنی: میں نے امام مالک کو دیکھا کہ وہ ابتدائے نماز میں اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ (تاريخ دمشق لابن عساكر: ۵۵/ ۱۳۴) محمد بن عبداللہ نے کہا: یہی امام مالک کا قول ہے اور وہ اسی پر فوت ہوئے اور یہی سنت ہے اور میں بھی اسی کا عامل ہوں۔ (تاريخ دمشق: ۵۵/ ۱۳۴) امام ابوداود کہتے ہیں: میں نے امام احمد کو دیکھا ہے وہ رکوع سے پہلے اور بعد میں ابتدائے نماز والا رفع الیدین کرتے تھے اور کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے اور بعض اوقات شروع نماز والے رفع الیدین سے ذرا کم بلند کرتے تھے۔ (مسائل احمد روایۃ ابی داود: ص۳۳) محمد بن نصر مروزی نے کہا: (رفع الیدین قبل از رکوع اور بعد از رکوع پر) اہل کوفہ کے علاوہ علمائے امصار نے اجماع کیا ہے۔ (فتح الباری: ۲/ ۲۵۷) مولانا عبدالحیٔ حنفی نے کہا: نبی کریم ﷺ سے رفع الیدین کرنے کا بہت کافی اور نہایت عمدہ ثبوت ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رفع الیدین منسوخ ہے، ان کا قول بے دلیل ہے۔ (التعليق الممجد: ص ۹۱) شاہ ولی اللہ دہلوی نے کہا: جب آدمی رکوع کرنے کا ارادہ کرے تو رفع الیدین کرے اور جب رکوع سے سر اٹھائے تو رفع الیدین کرے۔ میں رفع الیدین کرنے والوں کو نہ کرنے والوں سے اچھا سمجھتا ہوں، کیونکہ رفع الیدین کی حدیثیں بہت زیادہ اور بہت صحیح ہیں۔ (حجة الله البالغة: ۲/ ۱۰)

خلاصہ کلام: ......درج ذیل صحابہ کرام نے رفع الیدین عندالرکوع کی روایات بیان کی ہیں: سیّدنا ابو بکر صدیق، سیّدنا عمر بن خطاب، سیّدنا علی بن ابی طالب، سیّدنا عبد اللہ بن عمر، سیّدنا مالک بن حویرث، سیّدنا وائل بن حجر، سیّدنا ابوحمید ساعدی، سیّدنا ابوقتادہ، سیّدنا سہل بن سعد ساعدی، سیّدنا ابو اسید ساعدی، سیّدنا محمد بن مسلمہ، سیّدنا ابوموسی اشعری، سیّدنا عبد اللہ بن زبیر، سیّدنا جابر بن عبد اللہ، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم۔ اس کثرت کی وجہ سے امام ابن جوزی، حافظ ابن حجر، امام ابن حزم، امام سیوطی، امام سخاوی اور امام ابن تیمیہ وغیرہ نے رفع الیدین کی احادیث کو متواتر قرار دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد درج ذیل صحابہ سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے اور کسی کا انکار ثابت نہیں ہے۔ سیّدنا ابو بکر صدیق، سیّدنا عمر فاروق، سیّدنا عبد اللہ بن عمر، سیّدنا مالک بن حویرث، سیّدنا ابوموسی اشعری، سیّدنا عبد اللہ بن زبیر، سیّدنا عبد اللہ بن عباس، سیّدنا انس بن مالک، سیّدنا جابر، سیّدنا ابو ہریرہ، سیّدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہم۔ جن بڑے بڑے ائمہ کرام سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے، ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں: امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام علی بن مدینی، اما اسحاق بن راہویہ، امام اوزاعی، امام عبد اللہ بن مبارک، امام عبد الرحمٰن بن مہدی، امام یحییٰ بن معین، امام

بخاری، وغیرہ۔ رحمہم اللہ تعالی

تنبیہ: ......جن روایات میں ''کانوں تک'' رفع الیدین کرنے کا ذکر ہے، ان روایات کے سیاق وسباق اور دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کانوں کو چھونا نہیں، بلکہ اونچائی میں کانوں کے برابر بلند کرنا مراد ہے۔ جن روایات میں رُکوع سے پہلے یا بعد میں عدم رفع الیدین کا ذکر ہے، بعض محل نزاع سے خارج اور بعض ضعیف اور نا قابل حجت ہیں۔ ان روایات کی تفصیل کے لیے حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی صاحب کی کتاب ''نور العینین فی رفع الیدین'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔ اگر کوئی عدل و انصاف کا لحاظ رکھے تو اسے رفع الیدین قبل از رکوع اور بعد از رکوع پر دلالت کرنے والی احادیث کو تسلیم کرنا پڑے گا۔

فَصْلٌ مِّنْهُ حُجَّةُ مَنْ لَّمْ يَرَ الرَّفْعَ أَلَّا عِنْدَ تَكْبِيْرَةِ الْإِحْرَامِ

اسی باب کی ایک فصل اس شخص کی دلیل کے متعلق جس کے خیال کے مطابق تکبیرۂ تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین نہیں ہے

(۱۵۳۸) عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَلَا أُصَلِّيْ لَكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً۔ (مسند احمد: ۳۶۸۱)

''علقمہ سے مروی ہے کہ سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھوں؟ پھر انھوں نے نماز پڑھی اور صرف ایک دفعہ رفع الیدین کیا۔''

فوائد: ...... چونکہ رفع الیدین ترک کرنے کا زیادہ دارومدار اسی روایت پر ہے، اس لیے تفصیل کے ساتھ اس کی حقیقت واضح کی جائے گی۔

(ا) سب سے پہلے اس حدیث کے ترجمہ پر غور کریں اور دیکھیں یہ روایت رفع یدین کے اثبات کی دلیل ہے، پوری حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں ملے گا جو رکوع جاتے یا اُٹھتے وقت رفع یدین سے منع کرے۔

(ب) تمام احناف اس حدیث کے مخالف ہیں اگر حنفی استدلال کے مطابق صرف ایک رفع یدین ہے تو وہ وتروں میں رفع یدین کیوں کرتے ہیں؟ اگر کہیں کہ دوسری دلیل سے تو پھر صحیح بخاری و مسلم کی مسلمہ روایات سے رکوع جاتے اور اُٹھتے وقت بھی رفع یدین کرنا چاہیے آخر اس سے انکار کیوں؟ اور یہ دورنگی کیوں؟

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا یا سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

یہ حدیث ضعیف ہے۔

(الف): ......امام سفیان ثوری ''مدلس'' ہیں، جو ہر سند میں ''عَنْ'' سے روایت کر رہے ہیں۔

(۱۵۳۸) تخریج: ...... رجاله ثقات رجال الشیخین، غیر عاصم بن کلیب، فمن رجال مسلم، أخرجه ابوداود: ۷۴۸، والترمذی: ۲۵۷، والنسائی: ۲/ ۱۹۵ (انظر: ۳۶۸۱).

(۱)......امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں: ''وکان یدلس''یعنی: ''سفیان ثوری تدلیس کرتے تھے۔'' (الجرح والتعدیل: ٤/٢٢٥، وسندهٔ صحیح، الکفایة للخطیب: ص: ٣٦١)

(۲)......امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں: "یدلس" یعنی: ''سفیان ثوریؒ مدلس ہیں۔'' (العلل للدارقطنی: ٢/١٦٩)

(۳)......امام شعبہؒ فرماتے ہیں: ''یدلس''یعنی: ''سفیان ثوریؒ تدلیس کرتے ہیں۔'' (الکامل لابن عدی: ١/٦٩)

(۴)......امام عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں: ''یدلس''یعنی: ''سفیان ثوریؒ تدلیس کرتے ہیں۔'' (الکامل: ١/١٠٤)

(۵)......امام ہشیم بن بشیر نے امام عبداللہ بن مبارک سے کہا: "قد کان کبیراك یدلسان ، فذکر سفیان الثوری والأعمش" یعنی: ''آپ کے دو بزرگ سفیان ثوری اور اعمش تدلیس کرتے تھے۔'' (الکامل: ١/٩٥، ٢٢٤، ٧/١٣٥، وسندهٔ صحیح)

(۶)......امام سفیان ثوریؒ کے شاگرد امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد نبیل کہتے ہیں: "نری أن سفیان الثوری انما دلسه عن أبی حنیفة ." یعنی: ''ہمارا خیال ہے کہ سفیان ثوری نے ابوحنیفہؒ سے تدلیس کی ہے۔'' (سنن الدارقطنی: ٣/٢٠١، حدیث: ٣٤٢٣)

(۷)......امام بخاریؒ فرماتے ہیں: "اعلم الناس بالثوری یحیی بن سعید لأنه عرف حدیث صحیحه من تدلیسه ." یعنی: ''سفیان ثوری کو سب سے زیادہ جاننے والے یحییٰ بن سعید القطان ہیں، کیونکہ وہ ان کی مدلَّس روایات میں سے صحیح احادیث کو پہچانتے تھے۔'' (الکامل لابن عدی: ١/١١١، وسندهٔ صحیح) معلوم ہوا کہ امام سفیان ثوری کے مدلس ہونے پر اتفاق ہے۔ امام عینی حنفی لکھتے ہیں: "سفیان من المدلسین ، والمدلس لایحتج بعنعنته ألا أن یثبت سماعه من طریق آخر ." یعنی: ''سفیان (ثوریؒ) مدلس رواۃ میں سے ہیں، (یاد رہے کہ) مدلس کی ''عن'' والی اس وقت تک حجت نہیں ہوتی جب تک کسی دوسرے طریق سے اس کا سماع نہ ہو۔'' (عمدة القاری فی شرح صحیح البخاری: ٣/١١٢) قسطلانی نے ''ارشاد الساری: ۱/۲۸۶'' میں اور کرمانی حنفی نے ''شرح الکرمانی للبخاری: ۳/۶۲'' میں یہی دعویٰ کیا ہے۔ امام ترکمانی حنفی لکھتے ہیں: ''الثوری مدلس''یعنی: ''سفیان ثوری مدلس ہے۔'' (الجوهر النقی: ٨/٢٦٢) امام عینی حنفی (عمدة القاری: ١/٢١٤)، خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی (بذل المجهود: ٥/٢٣٠)، جناب حسین احمد مدنی دیوبندی (تقریر ترمذی: ص ٣٩١)، جناب سرفراز صفدر دیوبندی (خزائن السنن: ٢/٧٧)، عبدالقیوم حقانی دیوبندی (توضیح السنن: ص ٦١٥)، شیر محمد مماتی دیوبندی (آئینهٔ تسکین الصدور: ص ٩٢)، محمد امین اوکاڑوی دیوبندی (مجموعۂ رسائل: ۳/۳۳۱)، ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی بریلوی (فقه الفقیه: ص ١٣٤)، محمد عباس رضوی بریلوی (واللہ آپ زندہ ہیں: ص ۳۲۱) وغیرہم نے

امام سفیان ثوریؒ کو ''مدلس'' کہا ہے۔ ثقہ مدلس راوی کی ''عن'' والی روایت ضعیف و غیر معتبر ہوتی ہے، جب تک سماع کی تصریح یا متابعت ثابت نہ ہو جائے۔ دیکھیں: (الجوهر النقي : ٣٧٧/٧، عمدة القاری از عینی حنفی : ٢٦١/١، البنايه از عینی حنفی : ٢٩٧/٢، ٥٣٩/٦، فتح القدير از ابن همام حنفی : ٥٢/١، السعاية از عبد الحئی لکھنوی حنفی : ٢٤٧/١، التعليق الحسن از نيموی حنفی : صـ ٩٨، ٩٩، ١٩٨، ایضاح الادله از محمود الحسن دیوبندی : صـ ٤٤، تقارير شيخ الهند : صـ ٣٥، حقائق السنن از عبد الحق ديوبندی بانی دارالعلوم حقانيه : ١٥٦/١، ١٦١، توضيح السنن : صـ ٥٨٦، فقه الفقيه از محمد شريف بريلوی : صـ ١٣٠)

جناب امین اوکاڑوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں: ''عَنْعَنَہ بالاتفاق ضعف کی دلیل ہے۔'' (تجلیاتِ صفدر : ٩٣/٣) امامِ بریلویت احمد رضا خان لکھتے ہیں: ''عنعنہ مدلس جمہور محدثین کے مذہب مختار و معتمد میں مردود و نامستند ہے۔'' (فتاوی رضویه : ٢٩٠/٢) نیز لکھتے ہیں: ''عنعنہ مدلس اصولِ محدثین پر نامقبول۔'' (فتاوی رضویه : ٣٠٧/٢) اس حدیث میں امام سفیان ثوریؒ نے سماع کی تصریح نہیں کی، لہٰذا یہ حدیث اصولِ محدثین کے مطابق ضعیف اور ناقابلِ حجت ہے۔

(ب)...... درج ذیل جلیل القدر ائمہ نے اس حدیث کو ضعیف ہے: امام بخاریؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام عبداللہ بن مبارکؒ، امام ابو حاتم الرازیؒ، امام یحییٰ بن آدمؒ، امام دارقطنیؒ، امام ابن حبانؒ، امام ابوداودؒ، امام دارمیؒ، امام محمد بن وضاحؒ، امام بزارؒ، امام محمد بن نصر المروزیؒ، امام بیہقیؒ، امام حاکمؒ، امام ابن عبد البرؒ، امام نوویؒ، امام ابن القطان الفاسیؒ، امام ابن قدامہ المقدسیؒ وغیرہم۔

چند ایک ائمہ کے تفصیلی اقوال یہ ہیں: امام عبداللہ بن مبارک نے کہا: ''لم يثبت عندي حديث ابن مسعود.''...... یعنی: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میرے نزدیک ثابت نہیں ہے۔ (سنن الترمذی : تحت حديث ٢٥٦) امام ابوداود نے کہا: "هذا حديث مختصر من حديث طويل، وليس هو بصحيح على هذا اللفظ." یعنی: یہ حدیث، ایک طویل حدیث کا اختصار ہے اور یہ ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ (ابوداود : تحت حديث : ٧٤٨) امام ابو حاتم رازی نے کہا: ''هذا خطأ.'' یعنی: یہ حدیث غلطی ہے۔ (العلل : ٩٦/١) امام ابن حبان رحمہ اللہ نے کہا: "هو في الحقيقة أضعف شيء يعول عليه، لان له عللا تبطله." یعنی: لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس روایت میں ایسی علتیں ہیں، جو اس کو باطل قرار دیتی ہیں۔ (التلخيص الحبير : ٢٢٢/١)

(ج)...... امام بخاری رحمہ اللہ نے ''جزء رفع الیدین'' میں کہا: امام احمد بن حنبل نے یحییٰ بن آدم سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن ادریس کی کتاب دیکھی، جو انھوں نے (اس حدیث کے راوی) عاصم بن کلیب سے لکھی تھی، اس میں ''لَمْ يَعُدْ'' کے الفاظ نہیں تھے۔ یہی بات زیادہ صحیح ہے، کیونکہ اہل علم کے نزدیک کتاب کی بات کو زیادہ محفوظ سمجھا جاتا ہے۔

(د)......رفع الیدین کے اثبات والی احادیث انتہائی واضح، محکم اور کثیر تعداد میں موجود ہیں، لہٰذا احادیثِ صحیحہ کی مخالفت کی وجہ سے اس ضعیف کے ضعف میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ درج بالا حقائق سے معلوم ہوا کہ اس ضعیف حدیث سے رفع الیدین کے نسخ پر دعوی کرنا محض عوامی دھوکا ہے۔

(۱۵۳۹) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَ إِبْهَامَاهُ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ۔

''سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے حتی کہ آپ کے انگوٹھے آپ کے کانوں کے برابر ہو جاتے۔''

(مسند احمد: ۱۸۸۷۷)

فوائد:...... یہ پوری حدیث یوں ہے: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ أَلٰى قَرِيْبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ.)) ''نبی کریم ﷺ جب آغاز نماز کی (تکبیر تحریمہ) کہتے تو اپنے کانوں کے قریب تک رفع الیدین فرماتے، پھر نہیں لوٹتے تھے (رفع الیدین نہیں کرتے تھے)۔''

تبصرہ: ...... یہ حدیث ضعیف ہے، اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد راوی ہے، جمہور نے اس کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(۱)......امام ابو حاتم رازی فرماتے ہیں: ''ضعیف الحدیث، کان حدیثہ موضوع'' یعنی: ''یہ ضعیف الحدیث ہے، گویا اس کی حدیث موضوع (من گھڑت) ہے۔'' (الجرح والتعديل: ۹/۲٦۳)

(۲)......اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں: ''یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے۔'' (نشر الطيب از تهانوى: ٢٤٤)

(۳)......انور شاہ کاشمیری دیوبندی صاحب لکھتے ہیں: ''یزید بن ابی زیاد سیء الحفظ ہے۔'' (العرف الشذى: ١/١٦٢)

(۴)......محمد الیاس فیصل دیوبندی ایک دوسری حدیث میں لکھتے ہیں: ''زیلعی (حنفی) فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے اور وہ ضعیف ہے۔'' (نمازِ پیغمبر: ۸۵)

(۵)......امام ابن ترکمانی حنفی اور امام ابن ہمام حنفی نے بھی یزید بن ابی زیاد کا ضعیف ہونا تسلیم کیا ہے۔ (الجوهر النقى: ١/٣٨٧، ٢/٢٠٨، ٤/٢٦٨، فتح القدير لابن الهمام: ٢/١١٤، ٦/٥١٥)

(۶)......امام عینی حنفی کہتے ہیں کہ یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے۔ (عمدة القارى: ٢/٢٢٠)

(۷)......عبد القادر القرشی الحنفی (٦٩٦۔٧٧٥ھ) لکھتے ہیں: "وقد ضعف الحفاظ هذا الحديث من أجل يزيد بن أبى زياد وأنكروا عليه بسببه، منهم سفيان بن عيينه." یعنی: ''اس حدیث کو حفاظ (محدثین) نے یزید بن ابی زیاد کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے، اسی کے سبب انھوں نے اس کا انکار کیا ہے، ان محدثین

(١٥٣٩) تخريج:...... اسناده ضعيف، لضعف يزيد بن ابى زياد، أخرجه ابوداود: ٧٥٠، والبخارى فى "رفع اليدين": ٣٤ (انظر: ١٨٤٨٧، ١٨٦٧٤).

میں سفیان بن عیینہ بھی شامل ہیں۔ (الحاوی فی بیان آثار الطحاوی : ١/٤٤٨، ٤٤٩) مزید یزید بن ابی زیاد کے بارے میں لکھتے ہیں: "وقال احمد : لم یکن بالحافظ ، وفی روایة: لیس حدیثه بذاك ، وقال ابن معین: ضعیف الحدیث ، وقال العجلی: كان بآخره یلقن ، وقال ابو زرعة: یكتب حدیثه ولا یحتج به ، وقال ابو حاتم: لیس بالقوی ، وقال الجوزجانی: سمعتهم یضعفون حدیثه . "
(ایضاً) نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ "لا یعود" کے الفاظ ثابت ہی نہیں ہیں۔

(٨)...... محمد ایوب مظاہری دیوبندی صاحب لکھتے ہیں: "یزید بن ابی زیاد ضعیف ، كبر فتغیر فصار یتلقن ، وكان شیعیا" یعنی: ''یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے، بڑی عمر میں حافظہ بگڑ گیا تھا، یہ تلقین قبول کرتا ہے اور شیعہ تھا۔'' (تراجم الاحبار من رجال شرح معانی الآثار: ٤/٢٤٢)

(٩)...... امامِ بریلویت احمد رضا خان بریلوی صاحب نقل کرتے ہیں: "یزید بن أبی زیاد وكان یلقن" یعنی: ''یزید بن ابی زیاد تلقین قبول کرتا تھا۔'' (فتاوٰی رضویه : ٢/٤٤٠)

(١٠)...... بوصیری ''زوائد: ٢/٥٤٩'' میں لکھتے ہیں: "یزید بن أبی زیاد أخرج له مسلم فی المتابعات و ضعفه الجمهور . " یعنی: ''یزید بن ابی زیاد کی امام مسلمؒ نے متابعات میں روایت لی ہے، جمہور نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔''

(١١)...... یزید بن ابی زیاد مدلس ہے۔ (طبقات المدلسین لابن حجر: ٤٨، اسماء المدلسین للسیوطی: ١٠٧)

اهــم تـنبیـــه: ...... محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ''لم یعد'' کا قول یزید بن ابی زیاد کا ''مدرج'' قول ہے۔ (المـدرج الـی الـمدرج للسیوطی : ١٦، التلخیص الحبیر لابن حجر: ١/١٢١) امام شعبہ، امام سفیان ثوری، خالد طحان اور دوسرے حفاظ نے ان الفاظ کے بغیر یہ حدیث بیان کی ہے۔ امام دارقطنی نے کہا: ان الفاظ کی زیادتی کے بغیر ہی روایت درست ہے، یزید بن ابی زیاد کو چونکہ آخری عمر میں اختلاط ہو گیا تھا، اس لیے جب اسے ان الفاظ کی تلقین کی گئی تو اس نے تلقین قبول کر لی۔ اس پر مستزاد یہ کہ یزید بن ابی زیاد خود بھی اس زیادتی کا انکار کرتا تھا، علی بن عاصم نے اس زیادتی والی روایت نقل کی، پھر وہ کہتے ہیں: میں کوفہ گیا تو مجھے کہا گیا کہ یزید بن ابی زیاد زندہ ہے، پس میں اس کو ملا اور اس سے یہ حدیث سنی، لیکن اس میں زیادتی والے یہ الفاظ نہیں تھے۔ میں نے کہا کہ مجھے تو ابن ابی لیلی نے آپ سے جو حدیث بیان کی، اس میں "لَمْ یَعُدْ" کے الفاظ بھی تھے، لیکن یزید نے کہا: مجھے تو وہ الفاظ یاد نہیں ہیں، میں نے پھر اپنا اشکال دوہرایا، لیکن انھوں نے یہی کہا: مجھے یہ الفاظ یاد نہیں ہیں۔ (دارقطنی)

الحاصل: ...... یزید بن ابی زیاد راوی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے اور مدلس بھی ہے، حفاظ محدثین کا اس حدیث کے ضعیف اور "ثـم لا یَـعُـوْدُ" کے الفاظ کے مدرج ہونے پر اتفاق ہے، لہٰذا اس قسم کی روایت سے حجت پکڑنا سراسر دھوکہ اور فریب ہے۔ جب حنفی علما نے خود اس حدیث کے راوی یزید بن ابی زیاد کو اس طرح ضعیف قرار دیا ہے، تو

احناف اس حدیث کو اپنی کتابوں میں درج کرتے وقت اس ضعف کو واضح کیوں نہیں کرتے، کیا یہ علمی خیانت نہیں ہے؟ عدم رفع الیدین کے باقی دلائل کا بھی یہی حال ہے، جبکہ رفع الیدین کرنے کے دلائل انتہائی واضح اور صحیح ہیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ وَضْعِ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ
دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنے کا بیان

(١٥٤٠) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضْعَ الْأَكُفِّ عَلَى الْأَكُفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ (مسند احمد: ٨٧٥)

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز میں ہتھیلیوں کو ہتھیلیوں پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔''

(١٥٤١) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجُلٍ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَقَدْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلَى الْيُمْنٰى فَانْتَزَعَهَا وَوَضَعَ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى۔ (مسند احمد: ١٥١٥٦)

''سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، وہ نماز پڑھ رہا تھا اور اس نے بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ نکال کر دائیں کو بائیں پر رکھ دیا۔''

(١٥٤٢) عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمُّنَا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهِ، وَكَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ جَانِبَيْهِ جَمِيْعًا عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ۔ (مسند احمد: ٢٢٣٢٢)

قبیصہ بن ھلب اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں امامت کرواتے تھے، آپ اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں کے ساتھ پکڑتے اور آپ (سلام پھیرنے کے بعد کبھی) دائیں طرف سے پھرتے اور کبھی بائیں طرف سے۔

(١٥٤٣)"(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ

''(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو

(١٥٤٠) تخريج:...... اسناده ضعيف لضعف عبد الرحمٰن بن اسحاق، وزياد بن زيد السوائي مجهول، أخرجه ابوداود: ٧٥٦ (انظر: ٨٧٥)

(١٥٤١) تخريج:...... اسناده ضعيف، الحجاج بن ابي زينب الصيقل فيه ضعف، وقد اضطرب في اسناد هذا الحديث، أخرجه ابوداود: ٧٥٥، والنسائي: ٢/ ١٢٦، وابن ماجه: ٨١١، وفي باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة أحاديث أخرى ثابتة (انظر: ١٥٠٩٠)

(١٥٤٢) تخريج:...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة قبيصة بن هلب، أخرجه مقطعا الترمذي: ٢٥٢، ٣٠١ (انظر: ٢١٩٧٤).

(١٥٤٣) تخريج:...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة قبيصه بن هلب، أخرجه ابن ابي شيبة في "المصنف": ١/ ٣٩٠، والدارقطني: ١/ ٢٨٥، والبيهقي: ٢/ ٢٩، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢١٩٦٨)

رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعًا يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ، وَرَأَيْتُهُ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ۔ (مسند احمد: ٢٢٣١٤)

نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھے ہوئے دیکھا اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ آپ ﷺ (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) دائیں طرف سے بھی پھرتے تھے اور بائیں طرف سے بھی۔''

(١٥٤٤)(وَفِي لَفْظٍ) وَرَأَيْتُهُ يَنْصَرِفُ مَرَّةً عَنْ يَمِينِهِ وَمَرَّةً عَنْ شِمَالِهِ۔ (مسند احمد: ٢٢٣٣)

''اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ بسا اوقات آپ دائیں طرف سے پھرتے اور کبھی کبھار بائیں طرف سے۔''

فوائد:......اس حدیث کی دوسری سند والا متن صحیح ہے، اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھ کر باندھنا چاہیے اور امام سلام پھیرنے کے بعد دونوں جہتوں سے پھر سکتا ہے۔

(١٥٤٥) عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعُوا الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ۔ قَالَ أَبُو حَازِمٍ: وَلَا أَعْلَمُ إِلَّا يَنْمِي ذَلِكَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: يَنْمِي يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٣٢٣٧)

''سیّدنا سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے کہ لوگوں کو نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ ابو حازم کہتے ہیں: میں نہیں جانتا مگر وہ اسے منسوب کرتے۔ ابو عبد الرحمٰن کہتے ہیں: یعنی وہ مرفوع بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتے تھے۔''

(١٥٤٦) عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: مَا نَسِيتُ مِنَ الْأَشْيَاءِ، مَا نَسِيتُ (وَفِي رِوَايَةٍ لَمْ أَنْسَ) أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعًا يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ۔ (مسند احمد: ١٧٠٩٢)

''سیّدنا غضیف بن حارث ؓ کہتے ہیں: (جو کچھ میں نے آپ ﷺ سے سنا یا دیکھا، اس میں سے) کوئی چیز بھی میں نہیں بھولا، میں یہ بات بھی نہیں بھولا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا۔''

فوائد: ......درج بالا احادیث صحیحہ سے یہ مسئلہ تو واضح ہو جاتا ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھے جائیں اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا جائے۔ اس امر میں اختلاف ہے کہ ہاتھوں کو سینے پر باندھا جائے یا سینے اور ناف کے درمیان یا

(١٥٤٤) تخریج:...... صحیح لغیره، وهذا اسناد ضعیف لجهالة قبیصة بن هلب، وانظر الحدیث بالطریق الاول والثانی (انظر: ٢١٩٨٢).

(١٥٤٥) تخریج:...... أخرجه البخاری: ٧٤٠، وفی الباب عن غیر واحد من الصحابة (انظر: ٢٢٨٤٩).

(١٥٤٦) تخریج:...... حدیث حسن علی قول من عدّ غضیفا صحابیا، أخرجه البخاری فی "التاریخ الکبیر": ٧/ ١١٣، وابن ابی شیبة: ١/ ٣٩٠، والطبرانی فی "الکبیر": ٣٤٠٠ (انظر: ١٦٩٦٧).

ناف سے نیچے۔ ہم درج ذیل بحث میں مندرج دلائل کی روشنی میں سینے پر ہاتھ باندھنے کو راجح سمجھتے ہیں، آخر میں دوسرے دلائل کی حقیقت بھی واضح کی گئی ہے:

نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (النور: ٥٦) یعنی: ''نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو اور رسول اللہ (ﷺ) کی فرمانبرداری کرو، (اگر تم ایسا کرو گے تو) یقیناً تم پر رحم کیا جائے گا۔'' یہ آیت کریمہ اس بات پر دلیل ہے کہ نماز، جو دینِ اسلام کا بنیادی اور انتہائی اہم رکن ہے، کی ادائیگی میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی ضروری ہے، بصورتِ دیگر وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوگی، رسول اللہ ﷺ نے نماز میں اپنے افعال و اقوال کی پیروی کا حکم دیا ہے، جیسا کہ سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ .)) یعنی: ''تم نماز ایسے پڑھو، جیسا کہ تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔'' (صحیح بخاری: ٦٣١) زیرِ بحث مسئلہ پر پاکستان کے ایک محقق عالم دین غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری نے ایک تحقیقی جائزہ پیش کیا، ہم قارئین کے فائدے کے لیے انہی کا انداز اپناتے ہوئے ان کی تحریر پیش کرتے ہیں: اس حکمِ نبوی کے بعد ہمیں بطورِ مسلمان یہ دیکھنا ہے کہ آیا ہماری نمازیں رسول اللہ ﷺ کے مبارک طریقہ سے کتنی موافقت رکھتی ہے؟ اور کہاں کہاں ہم آپ ﷺ کے طریقۂ نماز کی مخالفت کرتے ہیں؟ بعض لوگ نماز میں زیرِ ناف ہاتھ باندھنا سنت سمجھتے ہیں، حالانکہ شرعاً اس پر کوئی دلیل نہیں ہے، نبوی طریقہ یہ ہے کہ نماز میں ہاتھ سینے پر باندھے جائیں، دلائل ملاحظہ فرمائیں:

دلیل نمبر (۱):...... سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ''كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ'' وَقَالَ أَبُوْ حَازِمٍ: ''لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يَنْمِيْ ذَالِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.'' یعنی: ''لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں بازو پر رکھیں۔'' (صحیح البخاری: ١/١٠٢، حدیث: ٧٤٠، مؤطا امام مالك: ١/١٥٩، حدیث: ٣٣٧، مسند احمد: ٥/٣٣٦)

لغتِ عرب کی مشہور و مستند کتاب ''لسان العرب'' لابن منظور (٨/ ٩٣) میں لکھا ہے کہ: ''اَلذِّرَاعُ: مَا بَيْنَ طَرْفِ الْمِرْفَقِ إِلٰى طَرْفِ الْإِصْبَعِ الْوُسْطٰى.'' یعنی: ''ذِرَاع'' کہنی کے کنارے سے لے کر درمیانی انگلی کے سرے تک ہوتا ہے۔'' جناب وحید الزمان قاسمی کیرانوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں: ''انسان کا ذراع کہنی کے سرے سے درمیانی انگلی کے سرے تک ہوتا ہے۔'' (القاموس الوحید: ص ٥٦٨) اگر اس حدیث پر عمل کیا جائے تو زیر ناف ہاتھ آ ہی نہیں سکتے۔

دلیل نمبر (۲):...... سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ''وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ.'' یعنی: ''نبی کریم ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک بائیں ہتھیلی کی پشت، کلائی اور ساعد (کلائی سے لے کر کہنی تک) پر رکھا۔'' (سنن ابی داود: ١/١٠٥، حدیث: ٧٢٦، سنن النسائی:

۱۲۶/۲، حدیث: ۸۹۰، مسند احمد: ۳۱۸/٤) اس حدیث کو امام ابن خزیمہ(۴۸۰)، امام ابن حبان(۴۸۵: موارد) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ نووی(خلاصة الأحکام: ۳۵٦/۱) اور نیموی حنفی(آثار السنن: ۳۲۳) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔ یہ حدیث پہلی حدیث کی مؤید ہے، جب دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کہنی پر رکھا جائے، تو ہاتھ خود بخود سینے پر آجاتے ہیں۔

دلیل نمبر(۳):......سیدنا ہلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:''رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَنْصَرِفُ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَ عَنْ یَسَارِہٖ، وَرَأَیْتُہٗ یَضَعُ ھٰذِہٖ عَلٰی صَدْرِہٖ، وَوَصَفَ یَحْیٰی الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی فَوْقَ الْمَفْصِلِ.''
یعنی:''میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ (بعد از سلام) آپ اپنی دائیں اور بائیں دونوں جانب پھرتے تھے، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ہاتھ اپنے سینے پر رکھتے تھے، راوئ حدیث یحییٰ (بن سعید القطان) نے یہ طریقہ بیان کیا کہ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے جوڑ کے اوپر رکھا۔''(مسند احمد: ۲۲٦/۵، التحقیق لابن الجوزی: ۳۳۸/۱، حدیث: ٤۳٤، فتح الباری: ۲۲٤/۲، جامع المسانید والسنن للحافظ ابن کثیر: ۲۹٦/۱۲، ۲۹۷، حدیث: ۹٦۹۳) نیموی حنفی نے اس کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔(آثار السنن:۳۲٦) یہ حدیث مسند امام احمد کے تمام نسخوں میں موجود ہے، ابن الجوزی وغیرہ نے وہاں سے نقل کی ہے۔ راوئ حدیث سماک بن حرب ''حسن الحدیث'' ہے، اس نے اختلاط سے پہلے یہ حدیث بیان کی ہے، امام یعقوب بن سفیان الفارسی نے سماک کے بارے میں کہا:''وَمَنْ سَمِعَ مِنْہُ قَدِیْمًا مِثْلُ شُعْبَةَ وَسُفْیَانَ فَحَدِیْثُھُمْ عَنْہُ صَحِیْحٌ مُسْتَقِیْمٌ.'' یعنی:''شعبہ اور سفیان وغیرہ کی طرح جن راویوں نے سماک سے قدیم (یعنی اختلاط سے پہلے) حدیث سنی، ان کی حدیث سماک سے ''صحیح'' اور ''مستقیم'' ہے۔'' یہ بات امام دارقطنی نے بھی کہی ہے۔(سؤالات السلمی للدارقطنی: ۱۵۸) یہ حدیث امام سفیان ثوری نے ان سے سماع کی تصریح کے ساتھ روایت کی ہے۔ سماک بن حرب صحیح مسلم کے راوی ہیں، جمہور نے ان کی توثیق کر رکھی ہے،

(۱)......امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یہ ''ثقہ'' ہے۔(الجرح والتعدیل: ۲۷۹/٤)

(۲)......امام ابو حاتم الرازی نے ''صدوق ثقة'' کہا ہے۔(الجرح والتعدیل: ۲۸۰/٤)

(۳)......امام احمد بن حنبل کہتے ہیں:''سماك اصلح حدیثا من عبد الملك بن عمیر'' یعنی:''سماک بن حرب حدیث میں عبد الملک بن عمیر سے زیادہ درست ہے۔''(الجرح والتعدیل: ۲۷۹/٤)

(٤)......امام سفیان ثوری فرماتے ہیں:''ما یسقط لسماك بن حرب حدیث'' یعنی:''سماک بن حرب کی کوئی حدیث ضعیف نہیں ہے۔''(تاریخ بغداد: ۲۱۵/۹)

(۵)......امام ابن عدی کہتے ہیں:''و احادیثه حسان عن من روی عنه، وھو صدوق لا بأس به'' یعنی:''سماک جس سے بھی روایت کرے، اس کی احادیث ''حسن'' ہوتی ہیں، وہ ''صدوق'' ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔''(الکامل: ۱۳۰۰/۳)

(٦)......امام ابن شاہین نے ان کو "الثقات: ص ٥٠٥" میں ذکر کیا۔

(٧)......امام ابن حبان نے ان کو "الثقات: ۴/۳۳۹" میں ذکر کیا ہے اور "یخطی کثیرا" کہا ہے، تو یہ جرح مردود ہے، کیونکہ خود امام ابن حبان نے اپنی "صحیح: ۱/۱۴۳" میں سماک کی احادیث کو "صحیح" کہا ہے۔

تنبیہ: ......حافظ ذہبی لکھتے ہیں: "وقال ابن حبان: کان (عمر بن شبیب) صدوقا، لکنه یخطیء کثیرا علی قلة روایته، قلت: هذا فیه تناقض، فالصدوق لایکثر خطؤه وکثیر الخطأ مع القلة هو المتروك." یعنی: "امام ابن حبان کہتے ہیں: کہ راوی (عمر بن شبیب) "صدوق" تھا، لیکن روایات کی قلت کے باوجود کثرت سے خطأ کھاتا تھا، میں (ذہبی) کہتا ہوں: اس میں تناقض ہے، "صدوق" کثرت سے خطأ نہیں کھاتا، روایات کی قلت کے باوجود "کثیر الخطأ" متروک ہوتا ہے۔" (سیر أعلام النبلاء: ٩/٤٢٩)

(٨)...... امام ابن خزیمه (١/٨)۔ (٩)......امام حاکم۔

(١٠)......امام ابن الجارود (٢٥، ٨٢٨)۔ (١١)......امام الضیاء المقدسی (المختارة)۔

(١٢)......امام ابن عبدالبر (الاستیعاب: ٣/٦١٥) نے سماک کی حدیث کو "صحیح" کہا ہے۔

(١٣)......حافظ ذہبی لکھتے ہیں: "الحافظ، الامام الکبیر" (سیر أعلام النبلاء: ٥/٢٤٥) نیز لکھتے ہیں: "صدوق جلیل" (المغنی فی الضعفاء: ٢٦٤٩)

(١۴)......حافظ ابن کثیر نے ان کی ایک روایت کی سند کو "جید" کہا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: سورۂ طه: ٣)

(١٥)......حافظ ہیثمی ان کی ایک روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "ورجاله رجال الصحیح." (مجمع الزوائد: ٤/١٨٢)

(١٦)......امام بخاری نے ان سے استشہاداً روایت لی ہے۔

(١٧)......امام شعبہ نے بھی ان سے روایت لی ہے، وہ غالبًا ثقہ سے روایت لیتے ہیں۔

(١٨)......حافظ ابن حجر نے ان کی ایک حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (تغلیق التعلیق لابن حجر: ٣/٢٦٦)

(١٩)......ابن ترکمانی حنفی نے سماک بن حرب کی ایک حدیث کو "صحیح علی شرط مسلم" کہا ہے۔ (الجوهر النقی: ٦/٣٢)

سماک بن حرب پر کی گئی جروح اور ان کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

(١)......امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: "مضطرب الحدیث." (الجرح والتعدیل: ٤/٢٧٩) اس قول کی سند میں محمد بن حمویہ بن الحسن کی توثیق نہیں مل سکی۔

(٢)......امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں: "وکان شعبة یضعفه" یعنی: "امام شعبہ اسے "ضعیف" کہتے تھے۔" (تاریخ بغداد: ٩/٢١٥) یہ قول منقطع ہے، کیونکہ امام یحییٰ بن معین کی امام شعبہ سے ملاقات نہیں ہے۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: "کان شعبة ینکر حدیث سماك بن حرب عن مصعب بن سعد." یعنی: "امام شعبہ مصعب سے سماک کی حدیث کو منکر سمجھتے تھے۔" (تقدمة الجرح والتعدیل: ١٥٧) یاد رہے کہ اس جرح کا تعلق مخصوص راوی سے ہے۔

(۳)...... امام محمد بن عبد اللہ بن عمار الموصلی کہتے ہیں: "یقولون أنه کان یغلط ویختلفون فی حدیثه" یعنی: ''وہ کہتے ہیں کہ وہ غلطیاں کرتا تھا اور وہ اس کی حدیث میں اختلاف کرتے تھے۔'' (تاریخ بغداد: ۹/۲۱۶) چونکہ جمہور نے سماک کی توثیق کر رکھی ہے، ''یقولون'' نامعلوم لوگ ہیں، لہٰذا جرح مردود ہے۔

(۴)...... امام عجلی کہتے ہیں: "وکان سفیان الثوری یضعفه بعض الضعف" یعنی: ''امام سفیان ثوری اس میں کچھ ضعف بیان کرتے تھے۔'' (تاریخ الثقات: ۶۲۱، تاریخ بغداد: ۹/۲۱۶) یہ قول منقطع ہے، کیونکہ امام سفیان ثوری ۱۶۱ھ میں فوت ہوئے اور امام عجلی ۱۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔

(۵)...... ابن خراش کہتے ہیں: "فی حدیثه لین" یعنی: ''اس کی حدیث میں لین ہے۔'' (تاریخ بغداد: ۹/۲۱۶) ابن خراش خود ضعیف ہے اور اس قول کے راوی محمد بن داؤد کی توثیق نہیں مل سکی۔

(۶)...... امام عبد اللہ بن مبارک کہتے ہیں: "سماك ضعیف فی الحدیث" یعنی: ''سماک بن حرب حدیث میں ضعیف ہے۔'' (تهذیب التهذیب: ۴/۲۰۴) یہ قول بلاسند ہونے کی وجہ سے مردود ہے، ثابت ہونے کی صورت میں اختلاط کے بعد کی احادیث پر محمول ہے۔

(۷)...... جریر بن عبد الحمید نے ان کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا تو ان کی روایت کو ترک کر دیا۔ (الکامل لابن عدی: ۳/۱۲۹۹) یہ کوئی سبب جرح نہیں ہے، کیونکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ایسا کرنا ثابت ہے۔

الحاصل:...... سماک بن حرب ''حسن الحدیث'' ہیں، لیکن ''مختلط'' ہیں، ان کی اختلاط سے پہلے کی روایات صحیح ہیں، ان پر کی گئی جروح کو حالتِ اختلاط پر محمول کیا جائے گا، لہٰذا آپ بلاتردد حجت ہیں۔

جمہور نے اس روایت کے دوسرے راوی قبیصہ بن ہلب کی توثیق کر رکھی ہے، امام عجلی نے اسے ''کوفی تابعی ثقہ'' کہا ہے (ثقات العجلی: ۱۳۷۹)، امام ابن حبان نے اس کو "الثقات: ۵/۳۱۹" میں ذکر کیا ہے، امام ترمذی (۲۵۲) اور حافظ بغوی (۳/۳۱) نے ان کی حدیث کو ''حسن'' کہا ہے، امام علی بن مدینی اور امام نسائی کا اسے ''مجہول'' کہنا باسند صحیح ثابت نہیں ہے۔

اعتراض:...... نیموی حنفی نے "عَلٰی صَدْرِہٖ" کی زیادتی کو ''غیر محفوظ'' کہا ہے۔

جواب:...... "عَلٰی صَدْرِہٖ" کے الفاظ امام یحییٰ بن سعید قطان، جو ثقہ حافظ ہیں، نے سفیان ثوری سے روایت کئے ہیں، اگر سفیان کے دوسرے شاگردوں نے یہ الفاظ ذکر نہیں کئے، تو اس سے کوئی نقصان و حرج نہیں ہے، کیونکہ ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے، جیسا کہ امام بخاری فرماتے ہیں: ''والزیادۃ مقبولۃ'' یعنی: ''(ثقہ کی) زیادتی ہر صورت قبول ہوتی ہے۔'' (صحیح البخاری: کتاب الزکاۃ؛ باب العشر فیما یسقی من ماء السماء: ۱/۲۰۱، تحت حدیث: ۱۴۸۳) امام دارقطنی کہتے ہیں: "وزیادۃ الثقة مقبولة عندنا." یعنی: ''ہمارے نزدیک ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔'' (الالزامات والتتبع: ۳۲۰، العلل: ۲/۲۲۵، نیز دیکھیں: السنن الکبری للبیهقی

١٦/١ ، ١٢٣/٣) ایک دوسری روایت، جس کو امام حمیدی نے ''مسند'' بیان کیا ہے، جب کہ دوسرے راویوں نے ''مرسل'' بیان کیا ہے، تو نیموی حنفی اس کے بارے میں لکھتے ہیں: "عبد اللّٰه بن الزبير الحميدی ثقة حافظ امام، وهو أحد شيوخ البخاری، فزيادته هذه تقبل جدًّا، لأنها ليست منافيةً لرواية من هو أوثقُ منه ." یعنی: ''عبداللہ بن زبیر حمیدی ثقہ امام اور حافظ ہیں، امام بخاری کے اساتذہ میں سے ہیں، ان کی یہ زیادتی قبول ہوگی، کیونکہ یہ زیادتی اس راوی کی روایت کے منافی نہیں ہے، جو ان سے ''اوثق'' ہے۔'' (التعليق الحسن از نیموی: صـ ١٧) لیکن حدیثِ ہلب رضی اللہ عنہ کے راوی امام یحییٰ بن سعید القطان، جو ثقہ حافظ ہیں، ان کی ''علی صدرہ'' کی زیادتی غیر محفوظ کیوں؟ اس سے نیموی صاحب کی تضاد بیانی ثابت ہوتی ہے، دراصل تقلید پرستوں کے اپنے وضع کردہ من پسند بے بنیاد اصول ہیں، جب چاہیں اور جہاں چاہیں ان کا خون کر دیں، دیکھیں نیموی صاحب نے ایک مقام پر ''ثقہ'' کی زیادتی کو مقبول قرار دیا، جبکہ دوسرے مقام پر مردود، درحقیقت اپنے مذہب کے خلاف صحیح حدیث پر طعن کرنا، ان کے دائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب (۱۲۹۲-۱۳۵۲ھ) نے اس حقیقت کا اعتراف کچھ اس طرح کیا ہے: "وَقَدْ بَلَوْتُهُمْ أَنَّهُمْ يُسَوُّوْنَ الْقَوَاعِدَ لِلنَّقِيْضَيْنِ فَأَيُّ رَجَاءٍ مِّنْهَا بَعْدَهُ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُهُمْ حَدِيْثًا ضَعِيْفًا وَافَقَ مَذْهَبَهُ يُسَوِّيْ لَهُ ضَابِطَةً وَيَقُوْلُ: إِنَّ الضُّعْفَ يَنْجَبِرُ بِتَعَدُّدِ الطُّرِقِ، وَإِنْ رَأَى حَدِيْثًا صَحِيْحًا خَالَفَ مَذْهَبَهُ يُسَوِّيْ لَهُ ضَابِطَةً أَيْضًا وَيَقُوْلُ: إِنَّهُ شَاذٌّ، وَهٰكَذَا جَرَّبْتُهُمْ فِيْ مَوَاضِعَ يَفْعَلُوْنَ كَذَالِكَ ." یعنی: ''میں نے ان (حنفیوں) کو آزمایا ہے، متناقض ومخالف ادلہ سے استدلال کے لیے قواعد وضع کرتے ہیں، ایسے قواعد کا کیا اعتبار ہے؟ جب یہ کسی ضعیف حدیث کو اپنے مذہب کے موافق پاتے ہیں، تو اس کے لیے ضابطہ بنا کر کہتے ہیں کہ تعدّدِ طرق کی بناء پر اس ضعف کی تلافی ہو جاتی ہے، لیکن جب کسی صحیح حدیث کو اپنے مذہب کے مخالف پاتے ہیں، تو کسی وضع کردہ ضابطے کا سہارا لے کر اسے شاذ قرار دیتے ہیں، میں نے کئی مقامات پر ان کو ایسا کرتے ہوئے آزمایا ہے۔'' (فيض الباری: ٣٤٨/٢) یہ حدیث ''حسن'' درجہ کی ہے، سینے پر ہاتھ باندھنے کے ثبوت پر واضح اور ٹھوس دلیل ہے، حق پرست کے لیے ایک ہی صحیح دلیل کافی ہوتی ہے، معاند اور ہٹ دھرم کے لیے دلائل کے انبار بھی ناکافی ہیں۔

دلیل نمبر (۴):......سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: "صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهٖ ." یعنی: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر دونوں ہاتھ سینے پر باندھے۔'' (صحيح ابن خزيمه: ٢٤٣/١، حديث: ٤٧٩، أحكام القرآن للطحاوی: ١٨٦/١، حديث: ٣٢٩) اس میں امام سفیان ثوری کی تدلیس ہے، باقی سند ''حسن'' ہے، لیکن یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ اس کے راوی مؤمل بن اسماعیل کی جمہور نے توثیق کر رکھی ہے۔

(۱)......امام یحییٰ بن معین نے کہا کہ ''ثقہ'' ہے۔(تاریخ ابن معین: صـ ۵۹۱، روایة الدوری، الجرح و لتعدیل لابن ابی حاتم: ۸/۳۷٤)

(۲)......امام احمد بن حنبل اور امام علی بن مدینی نے ان سے روایت لی ہے، وہ عموماً ثقہ سے روایت لیتے ہیں، امام احمد بن حنبل کا قول: ''کان یخطئ'' موجب جرح نہیں۔

(۳)......ابن حبان نے ان کو ''الثقات: ۹/۱۸۷'' میں ذکر کیا ہے۔

(۴)......ابن شاہین نے بھی ''الثقات: ص: ۲۳۲'' میں ذکر کیا ہے۔

(۵)......امام ضیا المقدسی نے ''المختارة: ۱/۳٤٥'' میں ذکر کیا ہے، یہ ان کے نزدیک ثقہ ہونے کی دلیل ہے۔ امام ابوزرعہ، امام محمد بن نصر مروزی، امام ساجی اور عبدالباقی بن قانع کی جرح بلاسند ہونے کی وجہ سے مردود ہے، ''تہذیب التهذیب: ۱۰/۳۸۱'' امام دارقطنی کا قول ''ثقة کثیر الخطأ'' بے ثبوت ہے، جبکہ امام دارقطنی نے ان کی حدیث کو ''صحیح'' کہا ہے، امام ابو حاتم الرازی فرماتے ہیں: ''صدوق شدید فی السنة، کثیر الخطأ، یکتب حدیثه'' (الجرح والتعدیل: ۸/۳۷٤) اس قول میں ''کثیر الخطأ'' کی جرح جمہور کی توثیق کے مقابلے میں مردود ہے، جیسا کہ حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ''اذا وثق أبو حاتم رجلا فتمسك بقوله، فانه لایوثق ألا رجلا صحیح الحدیث، وأذا لین رجلا اوقال فیه لایحتج به فتوقف، حتی تری ما قال غیره فیه، فان وثقه احد فلا تبن علی تجریح أبی حاتم، فانه متعنت فی الرجال، قد قال فی طائفة من رجال الصحاح: لیس بحجة، لیس بالقوی او نحو ذالك.'' یعنی: ''جب امام ابو حاتم الرازی کسی آدمی کی توثیق کریں تو ان کے قول کو مضبوطی سے پکڑ لے، کیونکہ وہ ایسے آدمی کی توثیق کرتے ہیں جو صحیح الحدیث ہو، جب وہ کسی راوی کی تلیین و کمزوری بیان کریں یا کسی کے بارے میں ''لایحتج'' کہہ دیں تو آپ توقف کریں، یہاں تک کہ آپ دیکھ لیں کہ دوسرے ائمہ نے اس کے بارے میں کیا کہا ہے، اگر اس راوی کی کسی نے توثیق کر دی، تو امام ابو حاتم کی جرح پر بنیاد نہ ڈالیں کیونکہ وہ راویوں کے بارے میں متشدد ہیں، انہوں نے بخاری ومسلم کے راویوں کی ایک جماعت کے بارے میں ''لیس بحجة'' اور ''لیس بالقوی'' وغیرہ کہہ دیا ہے۔'' (سیر أعلام النبلاء: ۱۳/۲٦۰) نیز دیکھیں: (نصب الرایة: ۲/٤۳۹) تو ثابت ہوا کہ مؤمل بن اسماعیل کے بارے میں امام ابو حاتمؒ کا ''کثیر الخطأ'' کہنا شاذ ہے۔

(٦)......ابن سعد نے کہا: ''ثقة کثیر الغلط'' (الطبقات لابن سعد: ٥/٥۰۱) لیکن ابن سعدؒ متشدد ہیں، اس قول میں جمہور کے مخالف ہیں نیز وہ عموماً جرح وتعدیل میں واقدی متروک پر اعتماد کرتے ہیں۔

(۷)......حافظ ہیثمی نے مؤمل بن اسماعیل کو ثقہ کہا ہے۔(مجمع الزوائد: ٤/۳۳۳)

(۸)......امام الجرح والتعدیل حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ''کان (مؤمل بن اسماعیل) من ثقات

البصريين . "یعنی: مؤمل بن اسماعیل ثقہ بصریوں میں سے تھے۔" (اَلْعِبَر فِيْ خَبَرِ مَنْ غَبَر: ١/ ٢٧٤)

(۹)...... جناب ظفر احمد تھانوی دیوبندی صاحب نے مؤمل بن اسماعیل کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔ (أعلاء السنن: ۳/ ۱۰۸) اس کی دو روایتوں کو "حسن" کہا ہے۔ (إعلاء السنن: ۳/ ٦٩، ٩٥) مؤمل بن اسماعیل کے حق میں امام بخاریؒ کے قول "منکر الحدیث" کو حافظ مزی، حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر نے بلا سند ذکر کیا ہے، امام بخاری کی کسی تصنیف میں یہ قول مذکور نہیں ہے، جبکہ خود امام بخاری نے اپنی صحیح کے شواہد میں اس سے روایت لی ہے۔ (دیکھیں: صحیح البخاری: ١/ ٣٧٢، حديث: ٢٠٠٧، ٢/ ١٠٤٩، حديث: ٧٠٨٣) یہ اس بات پر دلیل ہے کہ راوی حدیث مؤمل امام بخاری کے نزدیک "منکر الحدیث" نہیں ہے۔ جناب ظفر احمد تھانوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں: "كل من ذكره البخاري في "تواريخه" ولم يطعن فيه فهو ثقة." یعنی: "ہر وہ راوی ثقہ ہوگا جس کو امام بخاری نے اپنی "تواریخ" میں ذکر کیا اور اس پر طعن نہیں کیا۔" (قواعد في علوم الحديث از ظفر احمد تهانوى: ص ٢٢٣) اس دیوبندی اصول کے مطابق مؤمل ثقہ ہے۔

اعتراض: ...... حافظ ابن حجر کہتے ہیں: "في حديثه عن الثوري ضعف" یعنی: "امام سفیان ثوری سے مؤمل کی روایت میں ضعف ہوتا ہے۔" (فتح الباری: ٩/ ٢٣٩، تحت حديث: ٥١٧٢)

جواب: ...... قال الأمام ابن ابي حاتم: انا يعقوب بن إسحق في ما كتب ألىَّ، قال: ناعثمان بن سعيد، قال: قلت: ليحيىٰ بن معين: اى شيء حال المؤمل في سفيان؟ فقال: هو ثقة . " یعنی: "امام عثمان بن سعید الدارمی کہتے ہیں کہ میں نے امام یحییٰ بن معین سے پوچھا کہ مؤمل جب سفیان سے روایت کرے، تو کیسا ہے، فرمایا: "وہ اس وقت ثقہ ہوتا ہے۔" (الجرح والتعديل: ٨/ ٣٧٤، وسنده حسن) اس قول کے راوی یعقوب بن اسحٰق کے بارے میں حافظ ذہبی لکھتے ہیں: "يعقوب بن اسحق ابو الفضل الهروى الحافظ، سمع عثمان بن سعيد الدارمي ومن بعده، وصنف جزأً في الرد على اللفظية، روى عنه عبد الرحمن بن أبي حاتم بالأجازة، وهو أكبر منه ." (تاريخ الأسلام للذهبي: ٢٥/ ٨٤) مؤمل بن اسماعیل کی سفیان ثوری سے روایت کو امام ابن خزیمہ (١/ ٢٤٣)، امام ترمذی (١٩٤٨)، امام دارقطنی (٢/ ١٨٦)، حافظ بغوی (شرح السنة: ١/ ٤٤٢)، امام حاکم (١/ ٣٨٤)، حافظ ابن کثیر (تفسیر ابن کثیر: ٤/ ٤٢٣، تحت سورۃ معارج: ٣٧) نے "صحیح" کہا ہے۔ لہٰذا امام یحییٰ بن معین اور جمہور محدثین کے قول کے مقابلہ میں حافظ ابن حجر کا قول حجت نہیں ہے۔ امام ابن خزیمہ نے اس حدیث کی "تصحیح" کی ہے، جناب محمد یوسف بنوری دیوبندی ایک دوسری روایت کے بارے لکھتے ہیں: "أخرجه ابن خزيمة في صحيحه فهو صحيح عنده . " یعنی: "اس حدیث کو امام ابن خزیمہ نے اپنی "صحیح" میں روایت کیا ہے، پس یہ حدیث ان کے نزدیک صحیح ہے۔" (معارف السنن از بنوری: ٢/ ١٥٠) اس روایت کے دوسرے راوی عاصم بن کلیب "حسن

الحدیث'' ہیں، جمہور نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے، امام عجلی۔

دلیل نمبر(۵):...... ابن جریر الضبی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہ انہوں نے کہا: "رَأَيْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ يُمْسِكُ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهِ عَلَى الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّةِ." یعنی: ''میں نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں کوگٹی سے پکڑ کر انہیں ناف کے اوپر رکھا ہوا تھا۔'' (ابوداود: ۷۵۷، ابن ابی شیبہ: ۱/۳۹۰، التاریخ الکبیر للبخاری: ۲/۲۱۱، صحیح البخاری مع فتح الباری: ۲/۷۱ معلقًا) یہ اثر ''حسن'' ہے، اس کو امام بیہقی نے (السنن الکبری: ۲/۲۹، ۳۰) میں اور حافظ ابن حجر نے (تغلیق التعلیق: ۲/۴۴۳) میں ''حسن'' کہا ہے، اس کا راوی ابو بدر شجاع بن ولید کی امام یحیٰی بن معین اور جمہور محدثین نے توثیق کی ہے، اس کی روایت ''حسن'' درجہ سے کم نہیں ہے۔

دلیل نمبر(۶):...... طاؤس کہتے ہیں: "كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلٰى صَدْرِهِ، وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ." یعنی: ''رسول اللہ ﷺ حالتِ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے، پھر مضبوطی سے سینے پر باندھ لیتے تھے۔'' (ابوداود: ۷۵۹، المراسیل لأبی داود: ۳۳، معرفة السنن والآثار للبیهقی: ۲/۳۴۰، التمهید لابن عبد البر: ۲۰/۷۰)

تبصرہ: ...... یہ روایت مرسل صحیح ہے، سلیمان بن موسیٰ الشامی راوی کی امام دحیم الشامی، امام یحیٰی بن معین اور جمہور نے توثیق کر رکھی ہے، امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں ان سے روایت لی ہے۔ جناب سرفراز صفدر دیوبندی کہتے ہیں: ''وثقہ الجمہور'' یعنی: ''سلیمان بن موسیٰ کو جمہور نے ثقہ کہا ہے۔'' (خزائن السنن: ۲/۸۹) جو لوگ ''مرسل حدیث'' کو علی الاطلاق حجت قرار دیتے ہیں، ان کو اس مرسل صحیح پر عمل کرتے ہوئے نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا چاہئیں۔ جناب ظفر احمد تھانوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں: "أما أهل القرون الثلاث فمرسلهم مقبول عندنا مطلقًا." یعنی: ''قرون ثلاثہ کے راویوں کی مرسل ہمارے نزدیک مطلق طور پر قبول ہے۔'' (قواعد فی علوم الحدیث: ص: ۱۳۹، ۱۵۹)

جناب شبیر احمد عثمانی دیوبندی صاحب نے کیا خوب لکھا ہے: "أن الأحناف أيضا ربما يغمضون عن هذه القيود في حجية المرسل حين يقعون في البحث مع خصومهم، ويبنون دعاويهم على قبول كل مرسل من مراسيل المحدثين، بل بقبول كل منقطع ومعضل عندهم، مع أن الدليل الذي أقاموا على حجية المرسل لا ينهض عليه، فليُتنبه له." یعنی: ''احناف کئی بار مرسل کے حجت ہونے کے بارے میں قیود سے چشم پوشی کرتے ہیں، جس وقت وہ اپنے حریفوں سے بحث کرتے ہیں، تو وہ اپنے دعوی کی بنیاد مراسیل محدثین میں سے ہر مرسل کے قبول کرنے پر قائم کرتے ہیں (یعنی وہ ہر مرسل کو قبول کرتے ہیں) جو ان کے نزدیک منقطع اور معضل ہو اس کو بھی قبول کرتے ہیں، باوجود اس کے کہ جو دلیل مرسل کے حجت ہونے پر

قائم کرتے ہیں، وہ اس کے لیے کافی نہیں، پس چاہیئے کہ بات سمجھی جائے۔" (مقدمة فتح الملهم: صـ ۸۱) حافظ ابن حزم ایک دوسرے مسئلہ میں لکھتے ہیں: "بالمرسل احتججتم علینا فخذوه أو فلا تحتجوا به." یعنی: "تم مرسل روایت کو ہمارے خلاف پیش کرتے ہو، تو اب یہاں اس کو قبول کرو، یا اس سے حجت نہ پکڑو۔" (المحلی: ۳۷/٦) ماحصل یہ ہے کہ احناف کو ان اصولوں کی بنیاد پر یہ مرسل صحیح بھی قبول کرنی چاہیئے۔ یاد رہے کہ ہمارے نزدیک "مرسل" روایت حجت نہیں ہے، ہم نے یہ روایت الزاما پیش کی ہے۔

زیر ناف ہاتھ باندھنے کے دلائل کا علمی و تحقیقی جائزہ

قبل اس کے ہم "زیر ناف ہاتھ باندھنے" کے دلائل کی حقیقت بیان کریں یہ بات انتہائی قابل توجہ ہے کہ پوری شریعت اسلامیہ (قرآن وسنت) میں کوئی ایک دلیل نہیں ملتی کہ نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے مرد اور عورت کے ہاتھ باندھنے میں فرق کیا ہو۔ بعض لوگ سادہ لوح عوام کو دھوکا دینے کے لیے یہ شوشہ چھوڑ دیتے ہیں کہ عورتوں کا سینے پر ہاتھ باندھنا اجماعی مسئلہ ہے حالانکہ یہ بدترین جھوٹ ہے۔ پوری اُمت کا اجماع تو ایک طرف اس مسئلہ پر تو تقلیدی مذاہب کا بھی اتفاق نہیں، احناف عورتوں کے سینے پر ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں تو حنابلہ عورتوں کے زیر ناف ہاتھ باندھنے کے دعوے دار ہیں۔ (دیکھئے: الفقه علی المذاهب الاربعه)

دلیل نمبر (۱):...... سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَضَعُ یَمِیْنَهٗ عَلٰی شِمَالِهٖ تَحْتَ السُّرَّةِ." یعنی: "میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر زیر ناف رکھا۔" (مصنف ابن ابی شیبه: ۱/ ۳۹۰)

تبصرہ:...... واضح رہے کہ اس حدیث میں "تحت السرۃ" کے الفاظ قاسم بن قُطلوبُغا حنفی (۸۰۲-۸۷۹ھ) نے اپنی طرف سے بڑھائے ہیں، محدث البقاعی اس کے بارے میں فرماتے ہیں: "کان (قاسم بن قطلوبغا) کذابا یضع الحدیث." یعنی: "قاسم بن قطلوبغا پرلے درجے کا جھوٹا تھا، حدیثیں گھڑتا تھا۔" (الضوء اللامع للسخاوی: ۱۸۸/٦) آٹھویں صدی ہجری سے پہلے پہلے اس روایت میں "تحت السرۃ" (یعنی زیر ناف) کے الفاظ موجود نہیں تھے۔ جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں: "وفی المصنف لابن أبی شیبة تحت السرة، فاضطربت الروایة جدا وأول من نبه علی تلك الزیادة الأخیرة العلامة القاسم بن قطلوبغا، ثم ان لفظ تحت السرة لم یوجد فی بعض نسخه، فظن الملا الحیاة السندهی انه وقع فیه سقط وحذف ثم صار متن الأثر مرفوعا، قلت ولا عجب ان یکون کذالك، فانی راجعت ثلاث نسخ المصنف فما وجدته فی واحدة منها." یعنی: "مصنف ابن ابی شیبہ میں "تحت السرۃ" کے الفاظ ہیں، یہ روایت سخت ترین مضطرب ہے، علامہ قاسم بن قطلوبغا نے سب سے پہلے ان الفاظ کی زیادتی بیان کی، پھر "تحت السرۃ" کے الفاظ مصنف ابن ابی شیبہ کے بعض نسخوں میں نہیں پائے گئے، ملا حیات سندھی کا یہ خیال

ہے کہ اس حدیث میں سقط اور حذف واقع ہوا ہے، پھر یہی (قولِ تابعی کے) الفاظ مرفوع حدیث کا متن بن گئے، اور اس طرح ہو جانا تعجب والی بات نہیں ہے، کیونکہ میں نے مصنف ابن ابی شیبہ کے تین نسخوں کا مراجعہ کیا اور کسی ایک نسخے میں بھی یہ الفاظ نہیں پائے۔'' (فیض الباری: ۲/۲۶۷)

جناب تقی عثمانی دیوبندی صاحب کہتے ہیں: ''لیکن احقر (تقی عثمانی) کی نظر میں اس روایت سے استدلال کمزور ہے، اول تو اس لیے کہ اس روایت میں ''تحت السرۃ'' کے الفاظ مصنف ابن ابی شیبہ کے مطبوعہ نسخوں میں نہیں ملے، اگرچہ علامہ نیموی نے ''آثار السنن'' میں ''مصنف'' کے متعدد نسخوں کا حوالہ دیا ہے، کہ ان میں یہ زیادتی مذکور ہے، تب بھی اس زیادتی کا بعض نسخوں میں ہونا اور بعض میں نہ ہونا اس کو مشکوک ضرور بنا دیتا ہے۔'' (درسِ ترمذی: ۲/۲۳)

جب یہ زیادتی کسی معتبر نسخے میں موجود نہیں ہے، بقول تقی عثمانی صاحب کسی مطبوعہ نسخے میں بھی نہیں مل سکی، جس کی بناء پر انہوں نے اس حدیث کو مشکوک اور اس سے استدلال کو کمزور قرار دیا ہے، پھر بھی بعض ناعاقبت اندیشوں نے تحریف سے کام لیتے ہوئے مصنف کے بعض مطبوعہ نسخوں میں ''تحت السرۃ'' کے الفاظ بڑھا دیئے ہیں، آخر ایسا کیوں ہے؟ یہ بھی یاد رہے کہ نیموی صاحب کا متعدد نسخوں میں اس زیادتی کے ثابت ہونے کا دعویٰ مبنی بر حقیقت نہیں ہے۔

دلیل نمبر (۲):...... قَالَ الْإِمَامُ الْبَيْهَقِيُّ: اَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بِنُ الْفَضْلِ بِبَغْدَادَ، اَنْبَأَ أَبُوْ عَمْرِو بْنُ السِّمَاكِ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُنَادِيْ، ثَنَا أَبُوْ حُذَيْفَةَ، ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ زَرْبِيٍّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: مِنْ أَخْلَاقِ النُّبُوَّةِ تَعْجِيْلُ الْإِفْطَارِ وَ تَأْخِيْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُ يَمِيْنِكَ عَلٰى شِمَالِكَ فِيْ الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ . '' یعنی: ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (تین چیزیں) نبوی خصائل میں سے ہیں: روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا، سحری کھانے میں تاخیر کرنا اور نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔'' (الخلافیات للبیھقی: ق ۲۷ ب، مختصر الخلافیات: ۱/۳۴۲)

تبصرہ: ...... یہ حدیث ضعیف ہے، امام بیہقی اس کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''تفرد به سعید بن زربی ولیس بالقوی . '' یعنی: ''اس روایت کو بیان کرنے میں سعید بن زربی منفرد ہے، وہ قوی نہیں ہے۔'' نیز امام بیہقی کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے۔ (السنن الکبری للبیھقی: ۱/۳۸۳) امام ابوحاتم الرازی کہتے ہیں: ''سعید بن زربی ضعیف الحدیث، منکر الحدیث، عندہ عجائب من المناکیر . '' یعنی: ''سعید بن زربی ضعیف الحدیث اور منکر الحدیث ہے، اس کے پاس عجیب وغریب منکر روایات ہیں۔'' (الجرح والتعدیل: ۴/۲۴) امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں: ''لیس بشیء'' یعنی: ''یہ راوی کچھ بھی نہیں ہے۔'' (تاریخ ابن معین: ۲/۱۹۹، الجرح والتعدیل: ۴/۲۴) امام بخاری کہتے ہیں: ''عندہ عجائب'' یعنی: ''اس کے پاس عجیب وغریب روایات ہیں۔'' (التاریخ الکبیر: ۳/۴۷۳) امام نسائی کہتے ہیں: ''لیس بثقۃ'' یعنی: ''یہ راوی ثقہ نہیں ہے۔'' (ضعفاء النسائی: ص: ۵۴) امام دارقطنی نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے۔ (سنن دارقطنی: ۱/۲۴۴) نیز اس کو ''متروک'' بھی کہا ہے۔ (الضعفاء والمتروکین

للدارقطنی : ۲۷۲) امام ابن حبان کہتے ہے: ''یروی الموضوعات عن الأثبات.'' یعنی: ''یہ ثقہ راویوں کے حوالے سے جھوٹی روایات بیان کرتا ہے۔'' (المجروحین لابن حبان : ۳۱۸/۱) حافظ ابن الجوزی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ (التحقیق لابن الجوزی : ۲٤٦/۱) حافظ عبدالحق الأشبیلی کہتے ہیں: "عنده عجائب ، لا یتابع علیها ، وهو ضعیف الحدیث ." یعنی: ''اس کے پاس ایسی عجیب وغریب روایات ہیں، جن پر اس کی متابعت نہیں کی گئی، یہ ضعیف الحدیث ہے۔'' (کتاب الأحکام الوسطی : ۳٤۲/۱) حافظ ذہبی لکھتے ہیں: 'ضعّفوہ' یعنی: ''محدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے۔'' (الکاشف : ۲۸٥/۱) حافظ ابن حجر نے اسے (تقریب میں) منکر الحدیث اور (فتح الباری : ۱۰۳/۲ ، التلخیص الحبیر ۱۷۹/۱ میں) ضعیف کہا ہے۔ امام عینی حنفی لکھتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے۔ (عمدۃ القاری : ۱۷٥/٥) امام زیلعی حنفی نے اس پر جرح ذکر کی ہے۔ (دیکھیں: نصب الرایۃ : ۲۸٥/۱) اس کی ایک دوسری حدیث کو حافظ نووی نے سخت ترین ضعیف کہا ہے۔ (خلاصۃ الأحکام از نووی : ٦٧٤/۲)

دلیل نمبر (۳): ...... سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ ." یعنی: ''ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا سنت ہے۔'' (زوائد مسند الامام احمد : ۱۱۰/۱ ، ابوداود : ۷٥٦ ، دارقطنی : ۲۸٦/۱ ، السنن الکبری للبیهقی : ۳۱/۲ ، مصنف ابن ابی شیبہ : ۳۹۱/۱)

تبصرہ: ...... یہ حدیث ضعیف ہے، اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن اسحٰق الکوفی الواسطی راوی ہے، جس کو حافظ ابن حجر نے ''ضعیف'' کہا ہے۔ (تقریب التهذیب : ص : ۱۹۸ ، فتح الباری : ۵۲۳/۱۳)

امام زیلعی حنفی، حافظ نووی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "هو حدیث متفق علی تضعیفه ، فان عبد الرحمن بن اسحق ضعیف بالاتفاق ." یعنی: ''اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے، کیونکہ اس میں عبد الرحمٰن بن اسحٰق راوی بالاتفاق ضعیف ہے۔'' (نصب الرایۃ : ۳۱٤/۱ ، خلاصۃ الأحکام للنووی : ۲٥٥/۱ ، شرح صحیح مسلم : ۱۷۳/۱) جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں: "عبد الرحمن بن اسحق ابو شیبه الواسطی ، وهو متفق علی ضعفه" یعنی: ''عبدالرحمٰن بن اسحٰق کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔'' (العرف الشذی : ۷٦/۱ ، ۷۸ ، ۱٥٦) نیز کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن اسحٰق ضعیف ہے۔ (فیض الباری : ۲٥۹/۳ ، مشکلات القرآن : ص : ۹۱) نیموی حنفی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ (التعلیق الحسن : ص : ۹۱)

جناب تقی عثمانی دیوبندی صاحب کہتے ہیں: ''اس روایت کا مدار عبدالرحمٰن بن اسحٰق پر ہے، جو ضعیف ہے۔'' (درسِ ترمذی : ۲٤/۲) دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند میں زیاد بن زید ''مجہول'' راوی ہے۔ (تقریب التهذیب : ص : ۱۱۰) امام ابن القطان کہتے ہیں: "لا یعرف" یعنی: ''یہ غیر معروف راوی ہے۔'' (نصب الرایۃ از زیلعی حنفی : ۳۱٤/۱) یاد رہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے ناف کے اوپر ہاتھ باندھنا ثابت ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

جناب سرفراز صفدر دیوبندی صاحب امام ابن القیم سے نقل کرتے ہیں: ''حدیث علی صحیح'' حضرت علی کی حدیث ''صحیح'' ہے۔'' (خزائن السنن: ص: ٣٣٦) آگے چل کر ''ضروری نوٹ'' کی سرخی جما کر لکھتے ہیں: ''ہم نے اپنے استدلال میں ابوداود، السنن الکبری، دارقطنی، مسند احمد کی وہ روایت جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا آتی ہے، پیش نہیں کی، جس میں ''تحت السرۃ'' کے لفظ ہیں، جس کے بارے میں امام نوویؒ فرماتے ہیں: "متفقون علی ضعفه" کیونکہ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن اسحٰق الکوفی ہے، قاضی شوکانی ''نیل الأوطار'' میں لکھتے ہیں: قال النووی: ''هو ضعیف بالاتفاق۔'' (خزائن السنن: ص: ٣٣٧) مطلب صاف ظاہر ہے کہ جناب سرفراز صاحب یہ باور کرا رہے ہیں کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث زیر ناف ہاتھ باندھنے کے بارے میں، جو ابوداود، السنن الکبری وغیرہ میں آتی ہے، وہ ضعیف ہے اور ناقابل استدلال ہے، کیونکہ اس میں عبدالرحمٰن بن اسحٰق ضعیف بالاتفاق ہے، ہم جس روایت سے استدلال پکڑتے ہیں، وہ ابن ابی شیبہ میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس کو امام ابن القیم نے صحیح قرار دیا ہے، حالانکہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہی ضعیف راوی عبدالرحمٰن بن اسحٰق الواسطی موجود ہے۔ (دیکھیں: مصنف ابن ابی شیبہ: ١/٣٩١) جبکہ جناب سرفراز صفدر صاحب خود کہتے ہیں: (مصنف ابن ابی شیبہ: ١/٣٩١) طبع کراچی میں یہ الفاظ ہیں: "عن علی قال: من سنة الصلاة أن توضع الأیدی علی الأیدی تحت السرر وفی السند عبد الرحمن بن اسحق." (خزائن السنن: ص: ٣٣٦) اندازہ لگائیں کہ کتنا بڑا دھوکہ اور چال بازی ہے کہ وہی راوی جس کو ''ضعیف بالاتفاق'' تسلیم کیا ہے، اسی کے ضعف کو ڈکار کر اس کی روایت سے حجت پکڑ رہے ہیں، آخر ایسی تضاد بیانی کی کیا وجوہات ہیں؟ امانت علمی کے بھی کچھ تقاضے ہوتے ہیں۔ جناب تقی عثمانی دیوبندی صاحب یہ حقیقت تسلیم کر چکے ہیں کہ اس روایت کا مدار عبدالرحمٰن بن اسحٰق پر ہے، جو ضعیف ہے۔ (درس ترمذی: ٢/٢٤)

دلیل نمبر (۴):...... ابووائل کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "أَخْذُ الْأَكُفِّ عَلَى الْأَكُفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ." یعنی: ''نماز میں ہتھیلیوں کو ہتھیلیوں پر ناف کے نیچے رکھنا ہے۔'' (ابوداود: ٧٥٨، التمهید: ٢٠/٧٨)

تبصرہ: ...... اس کی سند میں وہی عبدالرحمٰن بن اسحٰق الواسطی ضعیف راوی ہے، جس کا حال اوپر گزر چکا ہے، امام ابوداودؒ خود اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: ''لیس بالقوی'' یعنی: ''یہ حدیث قوی نہیں ہے۔''

دلیل نمبر (۵):...... ابن عبدالبر نے کہا: "ذکر الأثرم: قال حدثنا ابو الولید الطیالسی، قال: حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم الجحدری عن عقبة بن صهبان سَمِعَ عَلِيًّا، يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ قَالَ: وَضْعُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ" یعنی: ''عقبہ بن صہبان کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے مراد ''دائیں ہاتھ کو بائیں پر ناف کے نیچے رکھنا'' ہے۔'' (التمهید: ٢٠/٧٨)

تبصرہ: ......(۱)...... یہ روایت (التاریخ الکبیر للبخاری: ٦/٤٣٧، السنن الکبری للبیهقی: ٢/٣٠،

الأوسط لابن المنذر: ٣/٩١، حديث: ١٢٨٦، أحكام القرآن للأمام الطحاوى: ١/١٨٤، الجرح والتعديل لابن ابى حاتم: ٦/٢١٢، الكشف والبيان المعروف به تفسير الثعلبى: ١/٣١٠) وغیرھم میں عاصم الجحدری عن أبیہ عن عقبہ سے ہے، عاصم الجحدری اور عقبہ کے درمیان عاصم کے باپ کا واسطہ ہے، یہ ''المزید فی متصل الأسانید'' میں سے ہے، عاصم کا اس روایت میں عقبہ سے ''حدثنی'' ثابت نہیں ہے، عاصم کا باپ مجہول الحال ہے، لہٰذا روایت ضعیف ہے۔

(۲)......اس روایت کو امام ابن ترکمانی حنفی نے ''مضطرب'' قرار دیا ہے، اس روایت کو کسی حنفی امام نے پیش نہیں کیا، کسی ثقہ مسلمان نے ''تحت السرۃ'' کے الفاظ کی زیادتی کی صحت کا دعویٰ نہیں کیا، جبکہ ''التمہید'' ایک متداول کتاب ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ''تحت السرۃ'' کی بجائے ''علی الصدر'' کے الفاظ ہو سکتے ہیں، یہ مخطوط دیکھ کر ہی بتایا جا سکتا ہے۔

(۳)......خلیفۂ راشد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا عمل اس تفسیر کے خلاف ہے، وہ اس طرح کہ آپ ﷺ سے ناف کے اوپر ہاتھ باندھنا ثابت ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

دلیل نمبر (٦):......ابن حزم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے تعلیقاً اور ''مسند الامام زید'' میں سند کے ساتھ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین باتیں تمام انبیا کرام کے اخلاق سے ہیں: افطاری میں جلدی کرنا، سحری میں تاخیر کرنا اور نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر ناف کے نیچے رکھنا۔'' (مجموعۂ رسائل از محمد امین اوکاڑوی: ١/٣٢٧، حدیث اور اہلحدیث: ص: ٢٧٧)

تبصرہ: ......مسند الامام زید، زیدی شیعوں کی جھوٹی کتاب ہے، اس کتاب کی سند میں عمرو بن خالد الواسطی راوی بالاتفاق وضاع (یعنی جھوٹی حدیثیں گھڑنے والا) اور کذاب ہے۔ امام ابوزرعہ الرازی نے کہا: "وكان يضع الحديث" یعنی: ''یہ جھوٹی حدیثیں گھڑتا تھا۔'' (الجرح والتعديل: ٦/٢٣٠) امام اسحٰق بن راھویہ کہتے ہیں: "كان عمرو بن خالد الواسطي يضع الحديث." یعنی: ''عمرو بن خالد حدیثیں گھڑتا تھا۔'' (أیضاً) امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں: "كذاب، غير ثقة، ولا مأمون." یعنی: ''یہ کذاب تھا، ثقہ اور مامون نہیں تھا۔'' (أیضاً) امام احمد بن حنبل کہتے ہیں: "متروك الحديث ليس يسوى شيئا." یعنی: ''یہ متروک الحدیث ہے، یہ کسی چیز کے ہم پلہ نہیں ہے۔'' (أیضاً)

امام ابو حاتم الرازی کہتے ہیں: "متروك الحديث، ذاهب الحديث، لايشتغل به." یعنی: ''یہ متروک الحدیث اور ذاھب الحدیث ہے، اس کی حدیث کے ساتھ مشغول نہ ہوا جائے۔'' (أیضاً) اس کتاب کی سند کا دوسرا راوی عبدالعزیز بن اسحٰق بن البقال غالی شیعہ اور ضعیف ہے۔ (دیکھیں: لسان الميزان: ٤/٢٥، تاريخ بغداد: ١٠/٤٥٨) اس کتاب میں بہت ساری من گھڑت روایات ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ کتاب موضوع اور من گھڑت ہے، کسی سنی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اس کتاب سے روایت پیش کرے۔ جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں: "ألا

أن الآفة فی کتابه من حيث جهالة ناقليه . " یعنی: ''مصیبت یہ ہے کہ اس کتاب کے ناقلین مجہول ہیں۔''
(فیض الباری: ۲/۲٤۱)

دلیل نمبر (۷):...... ابراہیم نخعی فرماتے ہیں: نمازی نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔''
(مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۳۹۱)

تبصرہ: (۱)...... یہ نہ قرآن ہے، نہ حدیث اور نہ اجماع۔

(۲)...... حنفی لوگ، امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں، نہ کہ ابراہیم نخعی کے، لہٰذا ان کو چاہئے کہ باسند صحیح امام ابوحنیفہ سے زیر ناف ہاتھ باندھنے کا ثبوت پیش کریں، ورنہ تسلیم کریں کہ وہ اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ کے مقلد نہیں ہیں۔

قارئین کرام! یقینی بات ہے کہ اس تحریر کا ایک دفعہ کا مطالعہ آپ کے لیے فائدہ مند نہیں ہوگا، اس لیے بار بار بغور پڑھیں اور جانبین کے دلائل کا جائزہ لیں۔

10 ...... بَابُ السَّکَتَاتِ بَعْدَ تَکْبِیرَۃِ الْأَحْرَامِ وَقَبْلَ الْقِرَاءَۃِ وَبَعْدِ قَوْلِهِ وَلَا الضَّآلِّیْنَ وَبَعْدَ السُّوْرَۃِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ

تکبیر تحریمہ کے بعد، قراءت سے پہلے، ﴿وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ کہنے کے بعد اور سورت (کی تلاوت) کے بعد یعنی رکوع سے پہلے سکتوں کا بیان

تنبیہ: ...... ''سکتہ'' کا معنی خاموش رہنا ہے، اس میں کچھ پڑھا جائے نہ یا پڑھا جائے۔

(۱۵٤۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ ثَنَا یَزِیْدُ أَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَیْدِ الطَّوِیْلِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَتْ لَهُ سَکْتَتَانِ ، سَکْتَةٌ حِیْنَ یَفْتَتِحُ الصَّلَاۃَ ، وَسَکْتَةٌ إِذَا فَرَغَ مِنَ السُّوْرَۃِ الثَّانِیَةِ قَبْلَ أَنْ یَرْکَعَ ، فَذُکِرَ ذَالِكَ لِعِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: کَذَبَ سَمُرَۃُ (وَفِیْ رِوَایَةٍ: فَقَالَ: أَنَا مَا أَحْفَظُهَا

''سیّدنا سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو سکتے کرتے تھے: ایک سکتہ، جب نماز شروع کرتے اور دوسرا، جب رکوع کرنے سے پہلے دوسری سورت کی تلاوت مکمل کرتے۔ بعد میں جب یہ حدیث سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کی گئی تو انہوں نے کہا: سمرۃ نے غلط بیانی کی ہے اور ایک روایت کے مطابق انھوں نے کہا: مجھے تو رسول اللہ ﷺ سے ایسی بات یاد نہیں ہے، پھر انھوں نے اس کے متعلق سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا، جو مدینہ میں

(۱۵٤۷) تخریج:...... رجاله ثقات رجال الصحیح ، لکن الحسن البصری لم یثبت سماعه من سمرۃ بن جندب إلا فی حدیث العقیقة ، وفیما عدا ذالك فهو علی الارسال ، أخرجه ابوداود: ۷۷۸، ۷۷۹، وابن ماجه: ۸٤٤، والترمذی: ۲۵۱

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ) فَكَتَبَ فِيْ ذٰلِكَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ إِلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ، فَقَالَ: صَدَقَ سَمُرَةُ۔ (مسند احمد: ۲۰۴۲۸)

تھے، انہوں نے جواب دیا کہ سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔''

(۱۵۴۸)(وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا هُشَيْمٌ أَنَا مَنْصُوْرٌ وَ يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ (رضی اللہ عنہ) أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلّٰى بِهِمْ سَكَتَ سَكْتَتَيْنِ ، إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ، وَإِذَا قَالَ ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ سَكَتَ أَيْضًا هُنَيَّةً ، فَأَنْكَرُوْا ذٰلِكَ عَلَيْهِ ، فَكَتَبَ إِلٰى أُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ أُبَيٌّ: إِنَّ الْأَمْرَ كَمَا صَنَعَ سَمُرَةُ۔ (مسند احمد: ۲۰۵۳۰)

(دوسری سند) سیّدنا سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو دو سکتے کرتے، جب نماز شروع کرتے اور جب ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کہتے تو بھی کچھ دیر خاموش رہتے۔ جب لوگوں نے ان پر اس کا انکار کیا تو انہوں نے سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف (خط) لکھا، جس کا انھوں نے یہ جواب دیا کہ یقیناً معاملہ اسی طرح ہے جیسے سیّدنا سمرۃ رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔

(۱۵۴۹)(وَمِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا يَزِيْدُبْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ وَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ السُّوْرَةِ (مسند احمد: ۲۰۵۳۱)

''(تیسری سند) جب سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سورت کی قراءت سے فارغ ہوتے تو (سکتہ کرتے)۔''

فوائد: ...... تین سکتات کی صحت۔ تکبیر تحریمہ کے بعد اور قراءت سے پہلے والا سکتہ تو بخاری و مسلم کی حدیث سے ثابت ہے۔ باقی سکتوں کے حوالہ سے علماء کے ہاں معروف اختلاف چلا آ رہا ہے۔ مولفِ فوائد حفظہ اللہ نے باقی دو سکتات کی بھی صحت کے بارے بات کی ہے۔ جبکہ حدیث زیرِ مطالعہ کو تخریج میں حسن کے سمرہ سے سماع کے ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے مرسل قرار دیا گیا ہے۔ بعض علماء حسن بصرہ کے سمرہ سے سماع کو ثابت سمجھتے ہیں۔ لیکن علامہ ناصر الدین البانی نے فرمایا ہے کہ اس جگہ اصل ضعف یہ ہے کہ حسن بصری مدلس ہیں اور وہ ''عَنْ'' کے ساتھ بیان کر رہے ہیں۔ سماع کی صراحت نہیں کر رہے اور محدثین کے ہاں یہ اصول ہے کہ مدلس کے عنعنہ والی حدیث قابل حجت نہیں ہوتی۔ (مزید تفصیل دیکھیں: ہدایۃ الرواۃ تحقیق از البانی رحمہ اللہ رقم الحدیث: ۲/۷۸۲) (عبداللہ رفیق)

جو اہل علم اس حدیث کی صحت کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ حسن کی سمرہ سے معنعن روایات بھی صحیح ہوتی ہیں اس لیے کہ یہ روایت کتاب سے ہے جو کہ بطورِ مناولہ ہے یا اجازہ یا بطورِ وجادہ اور یہ تینوں صورتیں محدثین کے ہاں معتبر

(۱۵۴۸) تخریج:...... انظر الحدیث بالطریق الاول (انظر: ۲۰۲۶۶).

(۱۵۴۹) تخریج:...... انظر الحدیث بالطریق الاول وطرقہ (انظر: ۲۰۲۶۷).

ہیں بشرطیکہ اس کتاب کی نسبت صحیح ثابت ہو اور نسخہ بھی صحیح و مرثوق ہو (دیکھئے: مقدمہ ابن الصلاح مع شرح العراقی ،صفحہ ۲۰۰ تا ۲۰۲) حسن بصری کے پاس سمرہ رضی اللہ عنہ کی کتاب کا موجود ہونا دلائل صحیحہ سے ثابت ہے۔ اس کتاب میں سے حسن بصری نے ایک حدیث (حدیث العقیقہ) سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے سنی تھی لہٰذا نماز میں دیگر سکتات کا بھی اہتمام ہونا چاہیے۔ (از عارفی)

شارحین نے رکوع سے پہلے والے سکتے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ قراءت اور تکبیر کے درمیان فاصلہ ہو جائے اور امام ذرا سانس لے لے۔

(۱۵۵۰) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِذَا كَبَّرَ فِی الصَّلَاةِ سَكَتَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةِ، فَقُلْتُ: بِأَبِی أَنْتَ وَأُمِّی أَرَأَيْتَ إِسْكَاتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةِ أَخْبِرْنِی مَاهُوَ؟ قَالَ: ((أَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِی وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِی مِنْ خَطَايَایَ كَالثَّوْبِ الْأَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ، قَالَ جَرِيْرٌ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِی مِنْ خَطَايَایَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرَدِ.)) (مسند احمد: ۷۱٦٤)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے اللہ اکبر کہتے تو آپ تکبیر اور قراءت کے درمیان خاموش رہتے، میں نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ تکبیر اور قراءت کے درمیان اپنی خاموشی کے بارے میں تو مجھے بتلا دیں، اس کی کیا حقیقت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں یہ دعا پڑھتا ہوں: دعا کا ترجمہ: اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے، جیسے تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری رکھی ہے۔ اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال۔

فوائد: ......حقیقت میں گناہوں کو پانی، برف اور اولوں سے نہیں دھویا جاتا ہے، اس سے مراد تاکید اور مبالغہ ہے، یعنی ہر گناہ کو بخش دیا جائے اور کسی کو باقی نہ رہنے دیا جائے، جیسے اس کپڑے کی حالت ہوتی ہے، جس کو ان تین چیزوں سے صاف کیا جائے۔

11..... بَابٌ فِی دُعَاءِ الْأُفْتِتَاحِ وَالتَّعَوُّذِ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ
دعائے استفتاح اور قراءت سے پہلے تعوذ کا بیان

(۱۵۵۱) عَنْ أَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ

(۱۵۵۰) تخريج:...... أخرجه البخاری: ۷٤٤، ومسلم: ۵۹۸ (انظر: ۷۱٦٤).

(۱۵۵۱) تخريج:...... اسناده ضعيف، جعفر بن سليمان الضبعی وعلی بن علی مختلف فيهما، أخرجه ابو داود: ۷۷۵، والترمذی: ۲٤۲ بالفاظ متقاربة (انظر: ۱۱٤۷۳).

قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ وَاسْتَفْتَحَ صَلَاتَهُ وَكَبَّرَ قَالَ: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.)) ثُمَّ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثَلَاثًا ثُمَّ يَقُوْلُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا ثُمَّ يَقُوْلُ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ۔ (مسند احمد: ١١٤٩٣)

رات کو قیام کرتے اور اپنی نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھتے: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ." پھر تین مرتبہ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کہتے، پھر "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ" پڑھتے، پھر تین مرتبہ "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہتے اور پھر یہ پڑھتے: "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ." دعاؤں کا ترجمہ: اے اللہ! تو پاک ہے اور تیری حمد کے ساتھ، تیرا نام برکت والا ہے، تیری شان بلند ہے اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ نہیں ہے معبودِ برحق مگر اللہ۔ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں، جو بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے، شیطان مردود سے اور اس کے جنون اور تکبر سے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں بہت سننے والے اور بہت جاننے والے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں شیطان مردود سے اور اس کے جنون، اور اس کے تکبر اور اس کے شعر سے۔

(١٥٥٢) عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ مِنَ اللَّيْلِ) كَبَّرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ۔ (مسند احمد: ٢٢٥٣٢)

''سیّدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو نماز کے لیے کھڑے ہوتے اور نماز میں داخل ہوتے تو تین دفعہ اللّٰہ اکبر، تین دفعہ لاا لہ الا اللّٰہ اور تین مرتبہ "سبحان اللّٰہ وبحمدہ" پھر یہ پڑھتے: "أعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم من همزه ونفخه ونفثه."

(١٥٥٢) تخريج:...... حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف لإبهام الراوى له عن ابى امامة (انظر: ٢٢١٧٧، ٢٢١٧٩).

فوائد: ......اس حدیث یہ دعائے استفتاح اور تعوذ ثابت ہوا: "اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ . " "أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ . "

(۱۵۵۳) عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ فِي التَّطَوُّعِ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا ثَلَاثَ مِرَارٍ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا ثَلَاثَ مِرَارٍ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيْلًا ثَلَاثَ مِرَارٍ ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْثِهِ وَنَفْخِهِ ۔ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا هَمْزُهُ وَنَفْثُهُ وَنَفْخُهُ؟ قَالَ أَمَّا هَمْزُهُ فَالْمُوْتَةُ الَّتِي تَأْخُذُ ابْنَ آدَمَ (وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ فَذَكَرَ كَهَيْئَةِ الْمُوْتَةِ يَعْنِي يُصْرَعُ) وَأَمَّا نَفْخُهُ الْكِبْرُ وَنَفْثُهُ الشِّعْرُ ۔ (مسند احمد: ۱٦٨٦٠)

''سیدنا جبیر بن مطعم کہتے ہیں: میں نے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے نفلی نماز تین مرتبہ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا"، تین مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا" اور تین مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا" پڑھا اور پھر یہ کہا: "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْثِهٖ وَنَفْخِهٖ . " میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اس کے "هَمْز"، "نَفْث" اور "نَفْخ" سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ھمز'' سے مراد جنون اور دیوانگی ہے، جو آدم کے بیٹے پر طاری ہو جاتی ہے، پھر اس جنون کی کیفیت ذکر کی، جس میں وہ بے ہوش ہو کر گر جاتا ہے، اور اس کے ''نفخ'' سے مراد تکبر اور ''نفث'' سے مراد شعر ہے۔''

فوائد: ......اس حدیث سے یہ دعائے استفتاح ثابت ہوئی: " اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا ، سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيْلًا ، سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيْلًا ، سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيْلًا . " ان تین جملوں کا ترجمہ یہ ہے: اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا۔ ساری تعریف اس کی ہے، جو بہت زیادہ ہے۔ وہ پاک ہے، صبح و شام ہم اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ پہلے جملے میں لفظ ''کبیرا'' کی تین تراکیب ہو سکتی ہیں:

(۱) یہ "اُكَبِّرُ" کا مفعول ہے، یا (۲) ''تکبیرا'' محذوف کی صفت ہے، یا (۳) یہ حال ہے جو پورے جملے کے معنی میں تاکید پیدا کر رہا ہے۔

اس حدیث میں صرف صبح و شام کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد تسلسل ہے، یعنی ہر وقت اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی جارہی ہے، جیسے قرآن مجید میں ہے ﴿وَ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا﴾ (مریم: ٦٢) ''اور ان کے لیے اس میں ان کا رزق صبح اور شام ہوگا۔'' اس سے مراد یہ ہے کہ ان کو جنت میں ہر وقت رزق ملے گا۔ (عبداللہ رفیق) یا چونکہ صبح و شام کو رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں، اس لیے صرف ان اوقات کا ذکر کیا گیا۔

(۱۵۵۳) تخريـــــج:...... حسـن لـغيـره، وهذا اسناد ضعيف لضعف الراوي عن نافع بن جبير ، أخرجه ابوداود: ٧٦٥ (انظر: ١٦٧٣٩) .

(١٥٥٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ قَالَ رَجُلٌ فِي الْقَوْمِ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيْلًا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ الْقَائِلُ كَذَا وَكَذَا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((عَجِبْتُ لَهَا، فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ.)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٤٦٢٧)

”سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، اچانک ایک آدمی نے یہ کلمات کہے: ”اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا۔“ (اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا۔ ساری تعریف اس کی ہے، جو بہت زیادہ ہے۔ وہ پاک ہے، صبح و شام ہم اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔) رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”یہ الفاظ کہنے والا کون تھا؟“ ایک آدمی نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے ان کلمات پر بڑا تعجب ہوا کہ ان کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے ہیں۔“ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے میں نے ان کلمات کو ترک نہیں کیا۔

(١٥٥٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ وَدَخَلَ الصَّلَاةَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَسَبَّحَ وَدَعَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَائِلُهُنَّ؟)) فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَقَدْ رَأَيْتُ الْمَلَائِكَةَ تَلَقّٰى بِهِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.)) (مسند احمد: ٦٦٣٢)

”سیّدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ایک دن نماز میں داخل ہوا اور اس نے یہ کلمات کہے: ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ“ اور مزید تسبیح بیان کی اور دعا کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کلمات پڑھنے والا کون شخص تھا؟“ اس نے کہا: میں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے کو یہ کلمات لیتے دیتے ہوئے (جا رہے تھے)۔

(١٥٥٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَنَحْنُ فِي الصَّفِّ

”سیّدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں صف میں کھڑے تھے کہ ایک آدمی آ کر کہنے لگا: ”اَللّٰهُ

(١٥٥٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٠١ (انظر: ٤٦٢٧).
(١٥٥٥) تخريج: اسناده حسن، أخرجه البزار: ٥٢٤ (انظر: ٦٦٣٢).
(١٥٥٦) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عبد الله بن سعيد الهمداني، أخرجه ابن عبد البر في "الاستذكار": ٨/ ١٣٣ (انظر:).

خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا، قَالَ: فَرَفَعَ الْمُسْلِمُونَ رُءُوْسَهُمْ وَاسْتَنْكَرُوا الرَّجُلَ وَقَالُوْا: مَنِ الَّذِي يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ هٰذَا الْعَالِي الصَّوْتِ؟)) فَقِيْلَ: هُوَ ذَا يَارَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ كَلَامَكَ يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ حَتَّى فُتِحَ بَابٌ فَدَخَلَ فِيْهِ.)) (مسند احمد: ۱۹۳٤۷)

اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا. " (اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا۔ وہ پاک ہے، صبح وشام ہم اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔)، مسلمانوں نے (اس کی طرف) اپنے سر اٹھائے اور اس کو برا سمجھا اور کہنے لگے: کون ہے جو اپنی آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند کر رہا ہے؟ لیکن جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو آپ نے پوچھا: ''یہ آواز بلند کرنے والا کون تھا؟'' جواب دیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ یہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم میں نے تیرا کلام آسمان میں چڑھتے ہوئے دیکھا ہے حتیٰ کہ اس کے لیے ایک دروازہ کھول دیا گیا اور وہ اس میں داخل ہو گیا۔''

فوائد: ......صحابہ نے نماز کے اندر ہی کہا کہ ''کون ہے جو اپنی آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند کر رہا ہے؟'' یا تو اس جملے کا تعلق زبان حال سے ہے، جس کا پتہ ان کے سر اٹھانے سے چل رہا ہے، یا پھر یہ واقعہ نماز میں حرمت کلام سے پہلے پیش آیا ہوگا، پہلی بات زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔

(۱۵۵۷) عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْهِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ، فَلَمَّا صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ الْقَائِلُ؟)) قَالَ الرَّجُلُ: أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا أَرَدْتُ إِلَّا الْخَيْرَ، فَقَالَ: ((لَقَدْ فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَلَمْ يُنَهْنِهَا دُوْنَ الْعَرْشِ.)) (مسند احمد: ۱۹۰٦٦)

''سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، ایک آدمی نے کہا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ." (ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جو بہت زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت ہے۔)۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھ لی تو پوچھا: ''یہ کلمات کہنے والا کون ہے؟'' اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ہوں اور میرا ارادہ صرف خیر کا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً ان (کلمات) کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے اور کسی چیز نے عرش سے پہلے ان کو نہیں روکا۔''

(۱۵۵۸) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ

''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ

(۱۵۵۷) تخریج:...... صحیح لغیرہ، وهذا اسناد ضعیف لانقطاعه، عبد الجبار بن وائل لم یسمع من ابیه، أخرجه ابن ماجه: ۳۸۰۲، وأخرج بنحوه النسائی: ۲/ ۱٤٥ (انظر: ۱۸۸٦۰)

(۱۵۵۸) تخریج:...... أخرجه مسلم ۷۷۱ (انظر: ۷۲۹).

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ اِسْتَفْتَحَ ثُمَّ قَالَ (وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ يُكَبِّرُ ثُمَّ يَقُوْلُ): ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبِذَالِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، قَالَ أَبُو النَّضْرِ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ، أَللّٰهُمَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ (وَفِي رِوَايَةٍ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ) رَبِّيْ وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوبِيْ جَمِيْعًا لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ تَبَارَكْتَ (وَفِي رِوَايَةٍ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ) وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ.)) وَكَانَ إِذَا رَفَعَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعِظَامِيْ وَعَصَبِيْ.)) وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ.)) وَإِذَا سَجَدَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ

رسول اللہ ﷺ جب تکبیر کہتے تو (نماز) شروع کرتے پھر کہتے (اور ایک روایت میں ہے: جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے پھر کہتے: "وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ." ابونضر کہتے ہیں: "وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ." اور ایک روایت میں ہے: "اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَبِّيْ وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ تَبَارَكْتَ." اور ایک روایت میں ہے: "لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ) وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ." اس دعا کا ترجمہ: میں نے اس ذات کے لیے اپنا چہرہ متوجہ کیا، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اس حال میں کہ میں یکسو مسلمان ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ یقیناً میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اس اللہ کے لیے ہے، جو جہانوں کا پروردگار ہے، اور جس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی چیز کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ ابونضر کے الفاظ یہ ہیں: اور میں پہلا مسلمان ہوں، اے اللہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: اے اللہ تو ہی بادشاہ ہے، تیرے علاوہ کوئی الہ نہیں، تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں

سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ فَصَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُوَرَهُ فَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ، فَإِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَاأَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.))

(مسند احمد: ۷۲۹)

نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور میں نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا ہے اس لیے تو میرے سارے گناہ بخش دے، تیرے علاوہ گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا اور اچھے اخلاق کی طرف میری راہنمائی فرما، تیرے علاوہ اچھے اخلاق کی طرف کوئی رہنمائی نہیں کرتا اور مجھ سے برے اخلاق دور کر دے، تیرے علاوہ کوئی بھی برے اخلاق کو مجھ سے دور نہیں کر سکتا، تو بابرکت ہے، اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: میں تیرے لیے حاضر ہوں اور تیرا تابع فرمان ہوں، خیر ساری کی ساری تیرے ہاتھوں میں ہے اور شر تیری طرف نہیں ہے، میں تیرے ساتھ اور تیری طرف ہوں (یعنی مجھے توفیق دینے والا بھی تو ہے اور میری پناہ بھی تیری طرف ہے) تو بابرکت اور بلند ہے، میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ اور جب رکوع کرتے تو کہتے: "اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعِظَامِيْ وَعَصَبِيْ." "اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے رکوع کیا، تیرے ساتھ ایمان لایا، تیرے لیے ہی مسلمان ہوا، تیرے لیے عاجزی کر رہے ہیں میرا کان، میری نظر، میرا مغز، میری ہڈیاں اور میرا پٹھا۔" اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو کہتے: "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ." "اللہ نے اس کو سن لیا جس نے اس کی تعریف کی، اے ہمارے رب! تیرے لیے ہی تعریف ہے، آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے (درمیان والا خلا) بھرنے کے برابر اور ان کے بعد جس کو تو چاہے اس کے بھرنے کے برابر۔" اور جب سجدہ کرتے تو کہتے: "اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ

لِلَّذِیْ خَلَقَهُ فَصَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُوْرَهُ فَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ . " "اے اللہ! میں نے تیرے لیے ہی سجدہ کیا، تیرے ساتھ ایمان لایا، تیرے لیے مسلمان ہوا، میرے چہرے نے اس کے لیے سجدہ کیا ہے، جس نے اسے پیدا کر کے اس کی شکل بنائی اور اس کی شکل کو خوبصورت بنایا اور اس کے کان اور نظر کو کھولا، بابرکت ہے وہ اللہ جو بنانے والوں میں سب سے اچھا ہے۔" پھر جب نماز سے سلام پھیرتے تو کہتے: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّیْ ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ . " "اے اللہ! میرے لیے بخش دے میرے اگلے پچھلے، ظاہر و پوشیدہ گناہوں کو اور جو میں نے زیادتی کی اور جو میرے گناہ تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے (وہ بھی بخش دے)، تو ہی (لوگوں کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں) آگے کرنے والا اور (اپنی بارگاہِ عالیہ سے) پیچھے کرنے والا ہے، تو ہی معبود برحق ہے۔"

فوائد: ......اس طویل حدیث میں جو دعائے استفتاح بیان کی گئی ہے، وہ عام لوگوں کو ان الفاظ کے ساتھ یاد ہے، اسی کو یاد رکھیں: "وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِیْفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ، إِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، لَا شَرِیْكَ لَهُ ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ، أَنْتَ رَبِّیْ وَأَنَا عَبْدُكَ ، ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِیْعًا ، إِنَّهُ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ ، وَاهْدِنِیْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا یَهْدِیْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ ، وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَهَا لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ ، لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ كُلُّهُ فِیْ یَدَیْكَ وَالشَّرُّ لَیْسَ إِلَیْكَ ، أَنَا بِكَ وَإِلَیْكَ ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَیْتَ ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَیْكَ . " اس باب میں اور دیگر کتبِ احادیث میں مختلف قسم کی استفتاح کی دعائیں مذکور ہیں، ہمیں بھی چاہیے کہ ساری دعائیں یاد کریں اور اپنی نمازوں میں اہتمام کے ساتھ ہر ایک دعا پڑھیں، ایک نماز میں ایک دعا پر اکتفا کرنا چاہیے، کوشش کرنی چاہیے کہ صرف "سبحانك اللهم......" پر اکتفا نہ کیا جائے، اگرچہ ایسا کرنا جائز

ہے، بلکہ آپ ﷺ نے جو ورائٹی پیش کی ہے، اس کا خیال رکھا جائے۔

تعوذ: ......اس باب سے یہ تعوذ پڑھنا ثابت ہوا: "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ." (میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے، اس کے جنون سے، اس کی پھونکوں (یا تکبر) سے اور اس کے وسوسے (یا شعر) سے۔)

درج ذیل تعوذ بھی ثابت ہے

"اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ." (مصنف عبد الرزاق: ۲۰۸۹، الاوسط لابن المنذر: ۱۳۱۷) ''میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود (کی شر) سے۔''

12 ..... بَابُ مَاجَاءَ فِي الْبَسْمَلَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرتے وقت ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ (پڑھنے) کا بیان

(۱۵۵۹) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ أَبِيْ مَسْلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ أَوِ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾؟ فَقَالَ: إِنَّكَ لَتَسْأَلُنِيْ عَنْ شَيْءٍ مَا أَحْفَظُهُ أَوْ مَا سَأَلَنِيْ أَحَدٌ قَبْلَكَ۔ (مسند احمد: ۱۲۷۳۰)

''ابو مسلمہ سعید بن یزید کہتے ہیں: میں نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا نبی کریم ﷺ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھتے تھے یا ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾؟ انہوں نے جواب دیا: تو مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کر رہا ہے جو مجھے یاد نہیں یا تجھ سے پہلے اس کے بارے میں کسی نے سوال نہیں کیا۔''

فوائد: ......سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کا شک کرنا، یہ دراصل ان سے نیچے کسی راوی کو شک ہوا ہے، کیونکہ ان کو یہ مسئلہ یاد تھا، جیسا کہ اسی حدیث کے بعض طرق کے مطابق وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ، سیّدنا ابو بکر صدیق، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہم قراءت کا آغاز ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سے کرتے تھے۔ (مسند احمد: ۱۱۹۹۱، بخاری: ۱۲۸، مسلم: ۳۹۹) اور یہ بھی ممکن ہے کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کو ہی آخری عمر میں یہ مسئلہ بھول گیا ہو، کیونکہ انھوں نے لمبی عمر پائی تھی، بہرحال ایسی صورت میں مثبت کو منفی پر مقدم کیا جائے گا، کیونکہ مثبت زیادتیٔ علم پر مشتمل ہے اور ایک روایت میں ہے: سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابو بکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہم کی اقتدا میں نماز پڑھی اور کسی کو بھی ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کی تلاوت کرتے ہوئے نہیں سنا۔ (مسند احمد: ۱۲۸۱۰، مسلم: ۳۹۹) اس باب میں ان ہی روایات کا ذکر چل رہا ہے۔

(۱۵۵۹) تخریج:...... اسناده صحیح، رواه احمد فی عدة اماکن بالفاظ مختلفة ومتقاربة، وبعضه رواه الشیخان مثل الروایة الآتیة فی شرح هذا الحدیث، أخرجه الدارقطنی: ۱/ ۳۱۶ (انظر: ۱۲۷۰۰).

(۱۵۶۰) عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾، قَالَ قَتَادَةُ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ الْقِرَاءَةَ؟ فَقَالَ: إِنَّكَ لَتَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِيْ عَنْهُ أَحَدٌ۔ (مسند احمد: ۱۳۹۳۰)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابو بکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہم کی اقتدا میں نماز پڑھی، میں نے ان میں سے کسی کو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔ قتادہ کہتے ہیں: میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ قراءت کس چیز سے شروع کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: یقیناً تو مجھ سے ایسی چیز کے متعلق پوچھ رہا ہے جس کے متعلق مجھ سے کسی نے نہیں سوال نہیں کیا۔''

(۱۵۶۱) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُ فِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى: قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَخَلْفَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُمْ وَكَانُوْا لَا يَجْهَرُوْنَ بِـ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ (مسند احمد: ۱۲۸۷۶)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابوبکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے، وہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کو جہراً نہیں پڑھتے تھے۔''

(۱۵۶۲) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَكَانُوْا يَسْتَفْتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِـ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ فِي أَوَّلِ الْقِرَاءَةِ وَلَا فِي آخِرِهَا۔ (مسند احمد: ۱۳۳۷۰)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابوبکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے، وہ قراءت ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سے شروع کرتے تھے، وہ نہ تو قراءت کے شروع میں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کو ذکر کرتے اور نہ اس کے آخر میں۔''

(۱۵۶۰) تخریج:...... اسناده صحیح علی شرط الشیخین، انظر الحدیث السابق: ۵۱۲ (انظر: ۱۳۸۹۳).

(۱۵۶۱) تخریج:...... اسناده صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه ابن خزیمة: ۴۹۵، والدارقطنی: ۱/ ۳۱۵ و أخرجه مسلم: ۳۹۹ بلفظ متقارب، وانظر الاحادیث المذکورة فی هذا الباب (انظر: ۱۲۸۱۰، ۱۲۸۴۵).

(۱۵۶۲) تخریج:...... أخرجه مسلم: ۳۹۹، وانظر الأحادیث المذکورة فی هذا الباب (انظر: ۱۳۳۳۷).

(١٥٦٣) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَخَلْفَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ بِـ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾۔ قَالَ شُعْبَةُ: قُلْتُ لِقَتَادَةَ: أَسْمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ نَحْنُ سَأَلْنَاهُ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ١٤٠٠٢)

''سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابو بکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہم کی اقتدا میں نماز پڑھی، وہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ سے نہیں شروع کرتے تھے۔ شعبہ کہتے ہیں: میں نے قتادہ سے پوچھا: کیا تو نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! ہم نے اُن سے اِس کے متعلق سوال کیا تھا۔''

فوائد:...... سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی اِن اور دیگر روایات کا لب لباب یہ ہے کہ آپ ﷺ فاتحہ شریف کے ساتھ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کی تلاوت جہر کے ساتھ نہیں کرتے تھے، نفی سے مراد اسی جہر کی نفی ہے، کیونکہ صحیح ابن خزیمہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''کانوا یسرون'' یعنی: وہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کی تلاوت سرّی آواز میں کرتے تھے۔

(١٥٦٤) عَنِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ سَمِعَنِيْ أَبِيْ وَأَنَا أَقْرَأُ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: يَا بُنَيَّ! إِيَّاكَ وَالْحَدَثَ فِي الْأِسْلَامِ، فَإِنِّيْ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَخَلْفَ أَبِيْ بَكْرٍ وَخَلْفَ عُمَرَ وَعُثْمَانَ رضي الله عنهم فَكَانُوْا لَا يَسْتَفْتِحُوْنَ الْقِرَاءَةَ بِـ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ (وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَا تَقُلْهَا، إِذَا أَنْتَ قَرَأْتَ فَقُلْ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ قَالَ: وَلَمْ أَرَ رَجُلًا قَطُّ أَبْغَضَ إِلَيْهِ الْحَدَثُ مِنْهُ۔ (مسند احمد: ٢٠٨٣٣)

''سیّدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا بیٹا (یزید) کہتا ہے: مجھے میرے باپ نے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ پڑھتے ہوئے سنا، جب وہ فارغ ہوئے تو مجھے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اسلام میں نیا کام (ایجاد کرنے) سے بچو، میں نے رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابو بکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے، وہ تو قراءت کا آغاز ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ سے نہیں کرتے تھے۔ تو بھی اس کو نہ پڑھا کر اور قراءت کو ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سے شروع کیا کر۔ ان کا بیٹا کہتا ہے: میں نے اپنے باپ کی بہ نسبت ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا، جسے بدعت انتہائی ناپسند ہو۔''

(١٥٦٣) تخريج:...... حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف، ابو عبد الله السلمي مجهول فيما نحسب، لكنه قد توبع، أخرجه مسلم: ٣٩٩، لكن لم يسق لفظه وانظر الاحاديث المذكورة في هذا الباب۔ (انظر: ١٣٩٥٧)

(١٥٦٤) تخريج:...... اسناده حسن في الشواهد، أخرجه الترمذي: ٢٤٤، وابن ماجه: ٨١٥ (انظر: ١٦٧٨٧، ٢٠٥٥٩).

(١٥٦٥) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسْتَفْتِحُ الْقِرَاءَةَ بِـ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔﴾ (مسند احمد: ٢٥٣٠١)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سے قراءت شروع کرتے تھے۔''

(١٥٦٦) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ قِرَاءَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ آيَةً آيَةً، ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ (مسند احمد: ٢٧١١٨)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت کے بارے میں سوال کیا گیا، تو انہوں نے جواب دیا: آپ ﷺ الگ الگ اور ایک ایک آیت کر کے تلاوت کرتے تھے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾۔''

فوائد: ......سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا تعلق آپ ﷺ کی نماز سے ہے یا خارج از نماز سے؟ اول الذکر صورت زیادہ مناسب اور راجح معلوم ہو رہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کی قراءت کیسے ہوتی تھی؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ کی تلاوت میں حروف کو لمبا کر کے پڑھا جاتا تھا۔ پھر انھوں نے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ میں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾، ﴿الرَّحْمٰنِ﴾ اور ﴿الرَّحِيْمِ﴾ کو لمبا لمبا کر کے پڑھا۔ (صحیح بخاری: ٥٠٤٦)

13 ..... بَابُ تَفْسِيْرِ سُوْرَةِ الْفَاتِحَةِ وَحُجَّةِ مَنْ قَالَ إِنَّ الْبَسْمَلَةَ لَيْسَتْ آيَةً مِّنْهَا
سورۃ الفاتحہ کی تفسیر اور اس کی دلیل جس کا یہ خیال ہے کہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ فاتحہ کی آیت نہیں ہے

(١٥٦٧) عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ أَنَّ أَبَا السَّائِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نماز پڑھی اور اس میں اس نے ام القرآن یعنی سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ نماز ناقص ہے، ناقص ہے، نامکمل ہے۔'' ابو السائب نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: بسا اوقات

(١٥٦٥) تخريج:...... أخرجه مطولا ومختصرا مسلم: ٤٩٨، وابوداود: ٧٨٣، وابن ماجه: ٨١٢، ٨٦٩ (انظر: ٢٤٠٣٠، ٢٤٧٩١).

(١٥٦٦) تخريج:...... صحيح لغيره، أخرجه ابوداود: ٤٠٠١، والترمذي: ٢٩٢٧ (انظر: ٢٦٥٨٣).

(١٥٦٧) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٣٩٥ (انظر: ٧٨٣٦).

فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْآن (وَفِی رِوَایَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ) فَهِیَ خِدَاجٌ، هِیَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ.)) قَالَ أَبُوْ السَّائِبِ لِأَبِیْ هُرَيْرَةَ: إِنِّیْ أَكُوْنُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ، قَالَ أَبُوْ السَّائِبِ: فَغَمَزَ أَبُوْهُرَيْرَةَ ذِرَاعِیْ، فَقَالَ: يَافَارِسِیُّ! اِقْرَأْهَا فِی نَفْسِكَ، إِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِی وَبَيْنَ عَبْدِیْ نِصْفَيْنِ فَنِصْفُهَا لِیْ وَنِصْفُهَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ.)) قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْرَءُوْا يَقُوْلُ فَيَقُوْلُ الْعَبْدُ: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ، وَيَقُوْلُ الْعَبْدُ: ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: أَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ، فَيَقُوْلُ الْعَبْدُ: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ، وَقَالَ: هٰذِهِ بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ، يَقُوْلُ الْعَبْدُ: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ قَالَ: أَجِدُهَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ، قَالَ يَقُوْلُ عَبْدِیْ: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: هٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ.)) (مسند احمد: ۷۸۲۳)

میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں، (تو اس وقت میں فاتحہ کی تلاوت کیسے کروں)؟ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیتے ہوئے میرے بازو کو دبایا اور کہا: اے فارسی! اسے اپنے دل میں پڑھ لیا کر، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ کہتا ہے: میں نے نماز (یعنی سورۂ فاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، اس کا نصف میرے لیے ہے اور نصف میرے بندے کے لیے، اور میرے بندے کے لیے وہ ہے جو وہ سوال کرے۔'' سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فاتحہ پڑھو، جب بندہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ پڑھتا ہے تو اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی ہے۔ جب بندہ ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثنا بیان کی، جب بندہ ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پڑھتا ہے تو اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری شان بیان کی۔ اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے: یہ (اگلی آیت) میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے، جب بندہ کہتا ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے: میں اس (آیت کے دوسرے جملے کو) اپنے بندے کے لیے پاتا ہوں اور میرے بندے کے لیے وہ ہے جو اس نے سوال کیا، جب بندہ کہتا ہے: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہ ہے جو اس نے سوال کیا ہے۔''

(۱۵۶۸) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ)

(دوسری سند) اس میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نماز

(۱۵۶۸) تخریج:...... أخرجه مسلم: ۳۹۵، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۷۲۹۱).

وَفِيهِ: ((أَيُّمَا صَلَاةٍ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثُمَّ هِيَ خِدَاجٌ ثُمَّ هِيَ خِدَاجٌ)) وَفِيهِ: ((فَإِذَا قَالَ ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ قَالَ: فَوَّضَ إِلَيَّ عَبْدِي. فَإِذَا قَالَ: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ قَالَ: فَهٰذِهِ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَاسَأَلَ، وَقَالَ مَرَّةً: مَاسَأَلَنِي، فَيَسْأَلُهُ عَبْدُهُ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ. صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ قَالَ: هٰذَا لِعَبْدِي، لَكَ مَاسَأَلْتَ، وَقَالَ مَرَّةً وَلِعَبْدِي مَاسَأَلَنِي.))

(مسند احمد: ۷۲۸۹)

میں بھی سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی جاتی تو وہ ناقص ہے، پھر وہ ناقص ہے، پھر وہ ناقص ہے۔'' اور اس روایت میں (یہ بھی) ہے: ''جب بندہ ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ پڑھتا ہے تو اللہ فرماتا ہے: میرے بندے نے (معاملہ) میرے سپرد کر دیا ہے۔ جب بندہ پڑھتا ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ تو میرے اور میرے بندے کے درمیان (معاہدہ) ہے اور بندے کے لیے وہ ہے جو اس نے مجھ سے سوال کیا۔'' پھر بندہ سوال کرتے ہوئے کہتا ہے: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے بندے کے لیے ہے، (بندے!) تیرے لیے وہ ہے جو تو نے سوال کیا ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''اور میرے بندے کے لیے وہ ہے جو اس نے مجھ سے سوال کیا۔''

فوائد: ......سورۂ فاتحہ، نماز کا اتنا اہم رکن ہے کہ اس حدیث میں اسی کو نماز کہا گیا ہے۔ اس کی تقسیم معنی کے اعتبار سے ہے کہ ایک حصے میں محض اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی گئی ہے اور دوسرے حصہ بندے کے لیے دعا پر مشتمل ہے۔ کیا اس حدیث کا یہ مفہوم ہے کہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ نہ سورۂ فاتحہ کی آیت ہے اور نہ اس سورت کے ساتھ اس کی تلاوت کی جا سکتی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ واضح طور پر یہ مفہوم کشید نہیں کیا جا سکتا ہے، کیونکہ کسی چیز کے عدم ذکر سے اس کا عدم لازم نہیں آتا، لہٰذا دوسری روایات کی مدد سے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ....﴾ کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔ مزید آپ خود بھی غور کریں۔ فاتحہ کے ساتھ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ تلاوت کرنی ہے یا نہیں، مندرجہ بالا ابواب میں مختلف احادیث گزر چکی ہیں، مزید ملاحظہ فرمائیں: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ کی تلاوت کرتے اور ایک ایک حرف کو واضح کر کے پڑھتے۔ (مستدرك حاكم: ٨٤٧) سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا قَرَأْتُمْ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ فَاقْرَؤُا ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ إِنَّهَا أُمُّ الْقُرْآنِ، وَأُمُّ الْكِتَابِ، وَالسَّبْعُ الْمَثَانِي، وَ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ إِحْدَاهَا.)) یعنی ''جب تم ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ پڑھو تو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ بھی پڑھو، یہ (سورۂ فاتحہ) ام القرآن، ام الکتاب ہے اور سبع مثانی (یعنی بار بار پڑھی جانے والی سات آیات ہیں) اور ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ اس کی ایک آیت ہے۔'' (سلسله احاديث صحيحه:

١١٨٣، بحواله دارقطنی: ١١٨، بیهقی: ٢/ ٤٥، دیلمی: ١/١/ ٧٠)

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں نماز پڑھائی، بآواز بلند قراءت کی، اور سورۂ فاتحہ سے قبل ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھی، لیکن (فاتحہ کے بعد والی) سورت کے ساتھ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ ....﴾ نہ پڑھی، جب سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو ہر طرف سے مہاجرین اور انصار (اعتراض کرنے کے لیے) بول اٹھے اور کہا: اے معاویہ! آپ نے نماز میں سے کچھ چوری کر لیا ہے (کہ دوسری سورت کے ساتھ بسم اللہ نہیں پڑھی) یا بھول گئے ہیں؟ (سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سمجھ گئے اور) اس واقعہ کے بعد جب نماز پڑھائی تو فاتحہ کے بعد والی سورت کے ساتھ بھی ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھی اور سجدہ کے لیے گرتے وقت ''اللہ اکبر'' کہا۔ (مستدرك حاكم: ٨٥١) نعیم مجمر کہتے ہیں: صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَرَأَ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَقَالَ: آمِيْن، فَقَالَ النَّاسُ: آمِيْن، وَيَقُوْلُ كُلَّمَا سَجَدَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوْسِ فِي الْاِثْنَتَيْنِ قَالَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! إِنِّيْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (سنن نسائی: ٩٠٦، صحیح ابن خزيمه: ١/ ٢٥١، شرح معانی الآثار: ١/ ١٣٧) یعنی: میں نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھی، انھوں نے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھی، پھر فاتحہ شریف کی تلاوت کی، جب وہ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ تک پہنچے تو انھوں نے ''آمین'' کہی اور لوگوں نے بھی ''آمین'' کہی، جب وہ سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے، اسی طرح جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے۔ جب انھوں نے سلام پھیرا تو کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تم میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔ امام ترمذی نے کہا: سیّدنا ابوبکر، سیّدنا عمر، سیّدنا عثمان اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہم سمیت صحابہ کرام اور تابعین میں سے کئی اہل علم اور امام سفیان ثوری، امام عبد اللہ بن مبارک، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ جمیعا کی یہ رائے کہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کی تلاوت جہراً نہ کی جائے، بلکہ اس کو دل میں پڑھا جائے۔ (ترمذی: ۲۴۴ کے بعد) نیز انھوں نے کہا: سیّدنا ابو ہریرہ، سیّدنا عبد اللہ بن عمر، سیّدنا عبد اللہ بن عباس اور سیّدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سمیت بعض صحابہ کرام اور بعض تابعین کا یہ مسلک ہے کہ (جہری نمازوں میں فاتحہ کے ساتھ) ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کو بھی جہراً پڑھا جائے، امام شافعی رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے۔ (ترمذی: ۲۴۵ کے بعد) قارئین کرام! آپ اس موضوع سے متعلقہ درج بالا تمام روایات پر غور کریں، ان میں جمع و تطبیق کی صورت یہی نظر آتی ہے کہ جن روایات میں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ ....﴾ کی نفی کی گئی ہے، ان سے مراد جہر کی نفی ہے، اور آپ ﷺ کا اکثر و بیشتر یہی معمول رہا، بسا اوقات آپ سے اس کو جہراً پڑھنا ثابت ہے، جن صحابہ کرام نے سختی سے اِس آیت کو پڑھنے سے منع کیا، ان کے علم میں اس کو ثابت کرنے والی احادیث نہیں تھیں۔ آپ اس دعوی کو ناممکن یا محال نہ سمجھیں کیونکہ جو لوگ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ ....﴾ کے جہر کو

روایۃً اور عملاً ثابت کر رہے ہیں، وہ بھی صحابہ کرام ہی ہیں۔کئی دوسرے مسائل میں جمع و تطبیق کی یہ صورتیں موجود ہیں، ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ایک موضوع سے متعلقہ جو کچھ ثابت ہے، اس کو سمجھیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں، الا یہ کہ کوئی ناسخ و منسوخ کی صورت پیدا ہو جائے۔

14 ..... بَابُ وُجُوبِ قِرَاءَ ةِ الْفَاتِحَةِ

فاتحہ پڑھنے کے وجوب کا بیان

سورۂ فاتحہ کا واجب ہونا اور مقتدی کا اس سورت کی تلاوت کرنا، اس ضمن میں اِس باب اور اگلے باب کی احادیث اور ان پر کی گئی بحث اور بیان کی گئی اصولی باتوں کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے، عام آدمی کے لیے مشکل پیش آ سکتی ہے، اسے چاہیے کہ وہ ان دو ابواب کا بار بار مطالعہ کرے اور اہل علم سے رابطہ بھی کرے۔

(۱۵۶۹) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُ رِوَايَةً يَبْلُغُ بِهَا النَّبِيَّ ﷺ: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .)) (مسند احمد: ۲۳۰۵۳)

''سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔''

(۱۵۷۰)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَصَاعِدًا ـ (مسند احمد: ۲۳۱۲۹)

''(دوسری سند)وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی کوئی نماز نہیں، جس نے ام القرآن کی تلاوت نہ کی اور اس سے زیادہ بھی۔''

فوائد: ......اگر ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت کفایت کرتی ہے تو لفظ ''فَصَاعِدًا'' (فاتحہ سے زیادہ) کیوں لایا گیا، کیونکہ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ فاتحہ شریف کے بعد بھی تلاوت ہونی چاہیے؟ جواباً درج ذیل دلائل اور لغوی قانون کا مطالعہ کریں: سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ...... اور ظہر و عصر کی آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرتے تھے۔(صحیح بخاری: ۷۷۶، صحیح مسلم: ۴۵۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف فاتحہ شریف پر رکعت مکمل ہو جاتی ہے، ذہن نشین رہے کہ آپ ﷺ سے ظہر کی آخری دو رکعتوں میں فاتحہ شریف کے ساتھ مزید قراءت کرنا بھی ثابت ہے۔(صحیح مسلم: ۴۵۲)

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:''امرنا نبینا ﷺ ان نقرأ بفاتحة الكتاب وما تيسر .'' یعنی: ہمارے

(۱۵۶۹) تخريج:...... أخرجه البخاري: ۷۵٦، ومسلم: ۳۹٤، وابوداود: ۸۲۲، وابن ماجه: ۸۳۷، والترمذي: ۲٤۷، والنسائي: ۲/ ۱۳۷ (انظر: ۲۲٦۷۷) ولفظه عند الدارقطني: ۱/ ۳۲۲، والحاكم، والبيهقي في "القراءة": ۲۱: ((ام القرآن عوض من غيرها و ليس غيرها منها عوضا)).

(۱۵۷۰) تخريج:...... أخرجه مسلم: ۲۹٤، وابوداود: ۸۲۲، و لم يتفرد الزهري في زيادة لفظة "فصاعدا" بل هو متابع، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۲۲۷٤۹)

نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم سورۂ فاتحہ کی تلاوت کریں اور (اس کے علاوہ) جو آسان لگے۔ (مسند احمد: ۱۰۹۹۸، ابوداود: ۸۱۸، ترمذی: ۲۳۸، ابن ماجه: ۸۳۹، واسناده صحيح على شرط شيخين) سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "فـي كـل صلاة يقرأ، فما أسمعنا رسول الله ﷺ أسـمعناكم وما أخفى عنا أخـفينا عنكم، وان لـم تزد على أم القرآن اجزأت، وان زدت فهو خير." (بخاری، مسلم) یعنی: ہر نماز میں قراءت ہے، پس رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جو سنایا، ہم بھی تم کو سنا دیتے ہیں، اور جو ہم سے مخفی رکھا، ہم بھی اسے تم سے مخفی رکھتے ہیں، اگر تم سورۂ فاتحہ سے زیادہ تلاوت نہ کرو تو وہی کفایت کرے گی اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو بہت اچھا ہے۔ اہل لغت کہتے ہیں: ''فا'' کے بعد والی چیز ضروری نہیں ہوتی، سیبویہ نے باب الاضافہ میں اس کی وضاحت کی ہے، اس ''فا'' اور اس کے مابعد کو لانے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اس سے ماقبل پر ہی اکتفا کرنا ضروری ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر اس حدیث میں ''فَصَاعِدًا'' کا لفظ نہ لایا جاتا تو کوئی یہ سمجھ سکتا تھا کہ نماز میں سورۂ فاتحہ سے زیادہ تلاوت نہیں کی جا سکتی، کیونکہ آپ ﷺ نے صرف اس سورت کا ذکر کیا ہے، اس وہم کو "فَـصَـاعِـدًا" کے ذریعے دور کر دیا گیا اور یہ ثابت کر دیا کہ کم از کم فاتحہ شریف کی تلاوت ہونی چاہیے، اس سے زائد نمازی کی مرضی پر منحصر ہے۔ اس بات کا ذکر امام بخاری نے ((تُـقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا)) کی مثال دے کر ''جزء القراءۃ'' میں اور حافظ ابن حجر نے ''فتح الباری'' میں بھی کیا ہے۔ (ملخص از مرعاة المفاتيح: ۳/ ۱۱۰)

معلوم ہوا کہ "فَـصَاعِدًا" سے مراد یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ پر اکتفا کرنا درست ہے اور کوئی اس سے زیادہ تلاوت کرنا چاہے تو افضل عمل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے ساتھ ساتھ سابقہ باب میں گزر جانے والی درج ذیل حدیث پر بھی توجہ کریں: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَـمْ يَـقْـرَأْ فِيْهَـا بِـأُمِّ الْقُرْآنِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ) فَهِيَ خِدَاجٌ، هِيَ خِـدَاجٌ غَيْـرُ تَـمَـامٍ.)) قَـالَ أَبُـوْ السَّـائِبِ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ: إِنِّيْ أَكُوْنُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ، قَالَ أَبُوْ السَّـائِبِ: فَغَمَزَ أَبُوْهُرَيْرَةَ ذِرَاعِيْ، فَقَالَ: يَافَارِسِيُّ! اِقْرَأْهَا فِيْ نَفْسِكَ.)) (مسلم: ۳۹۵، مسند احـمـد: ۷۸۳٦) یعنی: ''جس نے نماز پڑھی اور اس میں اس نے ام القرآن یعنی سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ نماز ناقص ہے، ناقص ہے، نامکمل ہے۔'' ابوالسائب نے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: بسا اوقات میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں، (تو اس وقت میں فاتحہ کی تلاوت کیسے کروں)؟ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیتے ہوئے میرے بازو کو دبایا اور کہا: اے فارسی! اسے اپنے دل میں پڑھ لیا کر۔ قابل غور بات یہ ہے کہ ان دو احادیث کے راوی سیّدنا عبادہ بن صامت اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما ہیں، سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ خود امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے قائل اور فاعل تھے۔ (کتاب القراءۃ للبیہقی) اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی امام کی اقتدا میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرنے کا فتوی دیتے تھے اور فقہ حنفی میں یہ قانون مسلّم ہے کہ راوی اپنی روایت کو زیادہ سمجھتا ہے (العبرۃ بما رأی لا بما روی)۔ جیسا کہ جناب عینی حنفی نے لکھا:

''الصحابي الراوي اعلم بالمقصود''یعنی: حدیث کو روایت کرنے والے صحابی اپنی روایت کے مقصود کو سب سے بڑھ کر سمجھنے والے ہوتے ہیں۔ (عمدۃ القاری) سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابو سائب کو فتوی دیا کہ ''اس سورت کو اپنے میں دل پڑھ لیا کر۔'' اس سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ دل میں پڑھنے سے مراد تدبر اور تفکر ہے، پڑھنا مراد نہیں ہے، لیکن اِن کی یہ تاویل انتہائی نا قابل قبول ہے، کیونکہ ''قراءت'' عربی زبان کا لفظ ہے، جب تک کوئی لفظ زبان سے ادا نہیں ہوتا، اسے ''قرائت'' نہیں کہا جا سکتا۔

(١٥٧١) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَا يَقْرَأُ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ.)) (مسند احمد: ٢٦٨٨٨)

''زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص ایسی نماز پڑھے، جس میں وہ ام القرآن کی تلاوت نہ کرے تو وہ نماز ناقص ہوگی۔''

(١٥٧٢) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْغَدَاةِ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنِّيْ لَأَرَاكُمْ تَقْرَءُوْنَ وَرَاءَ إِمَامِكُمْ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا لَنَفْعَلُ هٰذَا۔ قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلُوْا إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا.)) (مسند احمد: ٢٣٠٧٠)

''سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی، آپ پر قراءت بوجھل ہو گئی، اس لیے آپ ﷺ نے فارغ ہو کر پوچھا: ''میرا خیال ہے کہ تم اپنے امام کے پیچھے قُراءت کرتے ہو؟'' ہم نے کہا: جی ہاں! اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! بلا شک و شبہ ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے نہ کیا کرو (یعنی میرے پیچھے نہ پڑھا کرو) سوائے سورۂ فاتحہ کے، کیونکہ جس نے اس کی تلاوت نہ کی، اس کی کوئی نماز نہیں۔''

فوائد: ......سورۂ مزمل کی اس آیت ﴿فَاقْرَءُ وْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ کے بارے میں قاسم بن قطلو بغا حنفی اور ملا جیون حنفی لکھتے ہیں: ''یوجب بعمومہ القراءۃ علی المقتدی'' یعنی: یہ آیتِ کریمہ اپنے عموم کے ساتھ مقتدی پر قراءت واجب کرتی ہے۔ (خلاصة الأذكار از قاسم حنفي: ١٩٧، نور الانوار: ١٩٣) مختلف عام دلائل کی روشنی میں مقتدی کو فاتحہ شریف پڑھنے سے روکنے والوں کو اس حدیث پر غور کرنا چاہیے کہ آپ ﷺ تو نماز فجر کے بعد یہ حدیث بیان کر رہے ہیں کہ امام کے پیچھے واقعی قراءت نہ کیا کرو، سوائے سورۂ فاتحہ کے۔ یہ حدیث تمام خاص اور عام

(١٥٧١) تخريج:...... صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ٨٤٠، والبخاري في "القراءة خلف الامام": ٩، والبيهقي في "القراءة خلف الامام": ٨٩، ٩٠ (انظر: ٢٥٠٩٩، ٢٦٣٥٦)

(١٥٧٢) تخريج:...... صحيح لغيره، قد صرح محمد بن اسحاق بسماعه من مكحول في: ٢٢٧٤٥ من مسند احمد، أخرجه ابوداود: ٨٢٣، والترمذي: ٣١١، وابن خزيمة: ١٥٨١، وابن حبان: ١٧٩٢، والدار قطني: ١/ ٣١٩، والبيهقي في "القراءة خلف الامام": ١٠٩، ١١١ (انظر: ٢٢٦٧١، ٢٢٦٩٤).

دلائل کے لیے اوران میں جمع وتطبیق دینے کے لیے فیصلہ کن دلیل کی حیثیت رکھتی ہے۔کئی مسائل میں بالاتفاق قرآن مجید کی آیات کواحادیث کی روشنی میں خاص کیا گیا، کیا اس بات پرغورنہیں کیا جاتا کہ قرآن نے خواتین وحضرات کو دن میں پانچ نمازیں پڑھنے اور رمضان کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے،لیکن احادیث مبارکہ نے حیض والی عورت کوحیض کی مقدار کے مطابق اور نفاس والی عورت کوزیادہ سے زیادہ چالیس دنوں تک نماز اور روزے سے مستثنی قرار دیا ہے،اور پھر نماز کی قضا کا بھی کوئی مطالبہ نہیں کیا،اس قانون کی دیگر کئی مثالیں موجود ہیں۔

کیااس مقام پران احادیث کی روشنی میں درج ذیل آیتِ مبارکہ کی تخصیص نہیں کی جاسکتی؟ ﴿وَاِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ یعنی:''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنا کرواور چپ رہا کروتا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''اور اگرمقتدی امام کے سکتوں میں فاتحہ شریف کی آیات پڑھ لے تو پھرتو سرے سے تخصیص کی ضرورت بھی نہیں پڑھتی۔ بہرحال ہمارے خیال پربھی توجہ دھری جائے کہ جس ہستی پر یہ آیت نازل ہوئی تھی،اسی نے نماز فجر کے بعد یہ اعلان کیا کہ امام کے پیچھے فاتحہ شریف کی تلاوت کرنا ہوگی۔اب ہم اس آیت سے استدلال کر کے مقتدی کومطلق طور پر قراءت سے کیوں روکیں۔کیااحناف اس بات پرغورنہیں کرتے کہ جب وہ جہری نمازوں میں اس وقت مسجد میں پہنچتے ہیں، جب امام قراءت کررہا ہوتا ہے،تو وہ نیت کے الفاظ بھی کہتے ہیں، پھر"الله اکبر" بھی کہتے ہیں، پھربعض کو"سبحانك اللهم......" پڑھتے ہوئے بھی سنا جاتا ہے۔تو کیا اس وقت وہ اس آیت کی مخالفت نہیں کرتے ، حالانکہ نیت کے الفاظ کہنا تو بدعت بھی ہیں؟ اگر وہ یہ جواب دیں کہ تکبیر کہنا اور "سبحـانك اللهم......" پڑھنا تو حدیث سے ثابت ہے،تو ہم کہیں گے کہ کئی احادیث سے مقتدی کے لیے فاتحہ شریف کی تلاوت بھی ثابت ہوتی ہے،اس لیے اس کی بھی تخصیص ہونی چاہیے۔

تنبیه: ......اگرمقتدی اس وقت پہنچے جب امام جہراً قراءت کررہا ہوتو اسے "سبحانك اللهم......" یا دوسری کوئی دعائے استفتاح نہیں پڑھنی چاہیے، کیونکہ تلاوتِ قرآن کے وقت صرف فاتحہ شریف پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔تکبیرتحریمہ کہنا فرض ہے۔

(۱۵۷۳) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ صَلَاةٍ لَا یُقْرأُ فِیْهَا فَهِیَ خِدَاجٌ ثُمَّ هِیَ خِدَاجٌ ثُمَّ هِیَ خِدَاجٌ .)) (مسند احمد: ۷۰۱٦)

''سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر وہ نماز جس میں قراءت نہ کی جائے ،وہ ناقص ہے، پھروہ ناقص ہے، پھروہ ناقص ہے۔''

(۱۵۷۳) تخريج:...... حديث حسن ، الحجاج بن ارطاة، وان كان كثير الخطأ والتدليس ، قد توبع ، أخرجه ابن ماجه: ۸٤۱، والبخاري في "القراءة خلف الامام": ۱۰ ، والبيهقي في "القراءة خلف الامام": ۹٦ ، وللحديث شواهد(انظر: ٦۹۰۳، ۷۰۱٦)

(١٥٧٤) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَخْرُجَ فَيُنَادِيَ أَنْ ((لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ.)) (مسند احمد: ٩٥٢٥)

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ باہر نکل کر یہ اعلان کریں کہ ''کوئی نماز نہیں ہے، مگر فاتحہ شریف کے ساتھ اور اس سے زیادہ بھی۔''

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ میں ''فَمَا زَادَ'' (اور اس سے زیادہ بھی) کی وہی تفسیر ہے، جو اس باب کی پہلی حدیث میں لفظ ''فَصَاعِدًا'' کی بیان کی جا چکی ہے۔

(١٥٧٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوْا يَفْتَتِحُوْنَ الْقِرَاءَةَ بِـ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾۔ (مسند احمد: ١٢٠١٤)

''سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، سیّدنا ابوبکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہم ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سے قراءت شروع کرتے تھے۔

(١٥٧٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ عَنْ أَبِيْهِ وَكَانَ أَبُوْهُ أَسِيْرًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ لَا يُقْرَأُ فِيْهَا بِأُمِّ الْكِتَابِ.)) (مسند احمد: ٢١٠٢١)

''عبد اللہ بن سوادہ قشیری کہتے ہیں: مجھے ایک دیہاتی آدمی نے اپنے باپ، جو رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدی تھا، سے بیان کیا کہ اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''وہ نماز قبول نہیں ہوتی، جس میں ام الکتاب (یعنی فاتحہ شریف) کی تلاوت نہیں کی جاتی۔''

فوائد: ......امام بغوی نے کہا: مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا، اس کے بارے میں اہل علم صحابہ و تابعین کا اختلاف پایا جاتا ہے، ایک جماعت کا خیال ہے کہ امام جہری قراءت کرے یا سرّی، مقتدی کے لیے اس سورت کی تلاوت کرنا واجب اور ضروری ہے، یہ مسلک سیّدنا عمر، سیّدنا عثمان، سیّدنا علی، سیّدنا عبد اللہ بن عباس، سیّدنا معاذ، سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اور امام مکحول، امام اوزاعی، امام شافعی اور ابوثور کی بھی یہی رائے ہے، ان لوگوں کا خیال ہے کہ اگر مقتدی کے لیے ممکن ہو تو امام کے سکتے میں فاتحہ کی تلاوت کر لے، وگرنہ اس کے ساتھ ہی

(١٥٧٤) تخريج:...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف جعفر بن ميمون، أخرجه ابوداود: ٨٢٠، والبخاري في "القراءة خلف الامام": ٧، والبيهقي في "القراءة خلف الامام": ٤١، والحاكم: ١/ ٢٣٩، وابن حبان: ١٧٩١ (انظر: ٩٥٢٩)

(١٥٧٥) تخريج:...... أخرجه البخاري: ١٢٨، ومسلم: ٣٩٩، وانظر: ٥١٢ وما بعده (انظر: ١١٩٩١).

(١٥٧٦) تخريج:...... صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة الرجل البدوي الذي روى عنه عبد الله بن سوادة، وفي الباب احاديث اخرى مذكورة في هذا الباب (انظر: ٢٠٧٤١)

پڑھتا جائے۔............ (شرح السنة: ٣/ ٨٤ تا ٨٦) یہی مسلک سیّدنا ابو ہریرہ اور سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما کا ہے جو فاتحہ کی فرضیت والی روایات کے راوی بھی ہیں۔ قارئین کرام! کسی مسئلہ میں سلف صالحین کے اختلاف کا یہ معنی نہیں ہوتا کہ جو رائے اختیار کر لی جائے، اس کی گنجائش ہوتی ہے، مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ متعلقہ مسئلہ کے بارے میں تحقیق کرے اور یقین کے ساتھ ایک رائے قائم کرے۔ مجھے اس ضمن میں سب سے زیادہ تعجب احناف پر ہے، صاحب ہدایہ لکھتے ہیں: وأدنى ما يجزىء من القراءة في الصلوة آية عند أبي حنيفة وقالا: ثلاث آيات قصار او آية طويلة لأنه لا يسمى قاريا بدونه فأشبه قراءة ما دون الآية وله قوله تعالى: ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ من غير فصل۔ یعنی: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نماز میں کم از کم کفایت کرنے والی قراءت ایک آیت ہے، لیکن صاحبین کا خیال ہے کہ چھوٹی آیتیں تین اور بڑی ایک ہونی چاہیے، کیونکہ اس کے بغیر تو اسے قاری بھی نہیں کہا جا سکتا، پس وہ ایک آیت سے بھی کم والی قراءت سے مشابہ ہو جائے گا۔ اور امام ابوحنیفہ کے حق میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''قرآن سے جو آسان لگے وہ پڑھو۔'' اس آیت میں (ایک آیت یا زیادہ) کی کوئی تفصیل نہیں ہے۔ (ہدایہ اولین: ص ۱۱۹) حیرانی اور تعجب کی بات یہ ہے کہ اس باب میں کتنی احادیث گزری ہیں، جن میں آپ ﷺ نے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کو ضروری قرار دیا ہے، بالخصوص وہ حدیث، جس کے مطابق آپ ﷺ نے نماز فجر کے بعد جہری نمازوں میں بھی مقتدی کو فاتحہ شریف پڑھنے کی حکم دیا۔ لیکن احناف نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ کو جنابِ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ایک آیت والے قول کی روشنی میں خاص کر دیا کہ ایک آیت ضروری ہے، لیکن مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ تخصیص نہیں کی۔ او اللہ کے بندو! کیا تم نے یہ نہیں سوچا کہ نبیٔ معظم ﷺ تو یہ فرماتے ہیں کہ فاتحہ شریف کی تلاوت ضروری ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ ایک آیت ضروری ہے اور ان کے دو شاگردوں کا خیال ہے کہ چھوٹی آیتیں ہوں تو تین اور بڑی ہوں تو ایک ضروری ہے۔ اب کس کی مانو گے؟ اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا کہ جس مقدس ہستی پر ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ والی آیت سمیت پورا قرآن مجید نازل ہوا تھا، اس کی سات آیتوں والی فاتحہ شریف کی تفسیر اور تخصیص کو نظر انداز کر دیا اور بعد والوں کی ایک آیت کی تخصیص کو تسلیم کر لیا جائے۔ امام ابوحنیفہ کے بڑے دو شاگردوں نے ان کے اس فتوے کو مطلق طور پر تسلیم نہیں کیا اور چھوٹی تین آیتوں کی رائے پیش کر دی۔ اگر تم لوگ بھی یہ فتوی تسلیم نہ کرو اور احادیث کی روشنی میں سورۂ فاتحہ کی رائے پیش کر دو تو کون سا آسمان زمین پر آ لگے گا؟ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تقلیدی جرم کا نتیجہ ہے، ان لوگوں نے خواہ مخواہ کی ایک فرد کی تقلید کو اپنے اوپر لازم کر لیا، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان احادیثِ مبارکہ کی پروا بھی نہ کی جو امام صاحب کے فتوی کے مخالف جا رہی تھیں، حالانکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے تو فرمایا تھا: صحیح حدیث میرا مذہب ہے، جب تم میرے قول کو حدیث کے مخالف پاؤ تو اسے دیوار پر دے مارنا۔ اگر تقلید کرنی ہی تھی تو امام صاحب کا یہی قول مان کر احادیث پر عمل کرنا شروع کر دیتے۔

15 ..... بَابُ مَاجَآءَ فِيْ قِرَاءَةِ الْمَأْمُوْمِ وَاِنْصَاتِهٖ اِذَا سَمِعَ اِمَامَهٗ

مقتدی کی قراءت اور جب اپنے امام کو سنے تو اس کے خاموش ہونے کا بیان

تنبیہ: ......پچھلے باب کی احادیث خاص ہیں اور اس باب کی احادیث عام ہیں، یہ ایک اتفاقی قانون ہے اور کئی مسائل میں لاگو ہوتا ہے کہ عام دلائل کو خاص دلائل کی روشنی میں سمجھا جاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مردار کو علی الاطلاق حرام قرار دیا، لیکن حدیث نے مردہ مچھلی کو حلال قرار دے کر اس کو خاص کر دیا۔ یہی معاملہ درج ذیل احادیث کا ہے کہ امام کی قراءت کو توجہ سے سنا جائے اور خاموش رہا جائے، لیکن سورۂ فاتحہ کی تلاوت نہ چھوڑی جائے، کیونکہ اس کی تخصیص کے بارے میں آپ ﷺ نے خود وضاحت کر دی ہے۔

(١٥٧٧) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَأَذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا.)) (مسند احمد: ٩٤٢٨)

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام صرف اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔''

(١٥٧٨) وَعَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ. (مسند احمد: ١٩٩٦١)

''اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت بیان کرتے ہیں۔''

(١٥٧٩) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى صَلَاةً جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَاءَةِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ فَقَالَ: ((هَلْ قَرَأَ مِنْكُمْ أَحَدٌ مَعِيْ آنِفًا؟)) قَالُوْا: نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِنِّيْ أَقُوْلُ مَالِيْ أُنَازَعُ الْقُرْآنَ.)) فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا

''سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھائی جس میں آپ نے بلند آواز سے قراءت کی، سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: ''کیا ابھی تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قراءت کی ہے؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تبھی تو میں کہتا تھا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے، مجھ سے قرآن کھینچا جا رہا ہے (یعنی قرآن مجھ سے جھگڑا کر رہا ہے اور اختلاط

(١٥٧٧) تخريج:...... حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٦٠٤، وابن ماجه: ٨٤٦، والنسائي: ٢/ ١٤١، والبخاري في "القراءة خلف الامام" تعليقا: ٢٦٥، والبيهقي في "القراءة خلف الامام": ٣١١ (انظر: ٨٨٨٩)

(١٥٧٨) تخريج:...... أخرجه مسلم: ٤٠٤، وابوداود: ٩٧٣، والنسائي: ٢/ ٢٤٢، وابن ماجه: ٨٤٧، ولم يسق مسلم لفظة: ((واذا قرأ فأنصتوا))، انما ذكر هذه الزيادة في حديث سليمان التيمي (انظر: ١٩٧٢٣)

(١٥٧٩) تخريج:...... حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٨٢٧، وابن ماجه: ٨٤٨، وأما قوله في آخر الحديث "فانتهى الناس ......" فالاشهر انه من قول الزهري۔ (انظر: ٧٢٧٠، ٧٨١٩)

يَجْهَرُ بِهِ مِنَ الْقِرَاءَةِ حِينَ سَمِعُوا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ٧٨٠٦)

کی وجہ سے پڑھا نہیں جا رہا)۔'' ''جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی تو وہ ان نمازوں میں آپ ﷺ کے ساتھ تلاوت کرنے سے باز آ گئے، جن میں رسول اللہ ﷺ بلند آواز سے قراءت کرتے تھے۔''

فوائد: ...... یہ آخری جملہ، جس میں لوگوں کے باز آنے کی بات کی جا رہی ہے، یہ امام زہری کا قول ہے، جو مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث ِ مبارکہ میں مقتدی لوگوں کو امام کے پیچھے جہری قراءت کرنے سے روکا جا رہا ہے، اگر اس سے یہ استدلال کیا جائے کہ آپ ﷺ مقتدیوں کو مطلق طور پر قراءت کرنے سے روک رہے ہیں تو حدیث نمبر (۵۲۳) کی روشنی میں اس حدیث کے مفہوم کو سمجھ لیا جانا چاہیے، اس میں بھی یہی وجہ بیان کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کے تلاوت کرنا مشکل ہو گیا تھا، لیکن اس میں ساری تفصیل بیان کر دی گئی ہے، اُس حدیث کا ترجمہ یہ ہے: سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی، آپ پر قراءت بوجھل ہونے لگی، اس لیے آپ ﷺ نے فارغ ہو کر پوچھا: ''میرا خیال ہے کہ تم بھی اپنے امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو؟'' ہم نے کہا: جی ہاں! اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! بلا شک و شبہ ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے نہ کیا کرو (یعنی میرے پیچھے نہ پڑھا کرو) سوائے سورۂ فاتحہ کے، کیونکہ جس نے اس کی تلاوت نہ کی، اس کی کوئی نماز نہیں۔'' یہی مفہوم ابھی آنے والی حدیث نمبر (۵۳۲) میں بھی پیش کیا گیا ہے۔ قارئین کرام! ہم نے فاتحہ شریف کے بارے میں جمع و تطبیق کی جو صورت پیش کی ہے کہ عام احادیث کو خاص احادیث کی روشنی میں سمجھا ہے، تو یہ کوئی ہمارے ذہن کی اختراع یا بعید از قیاس بات نہیں ہے، بلکہ قرآن و حدیث کی کئی نصوص میں مطلق و مقید اور عام و خاص کا قانون بالاتفاق لاگو ہوتا ہے۔

مثلا: ......ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ زمین کو میرے لیے مسجد بنا دیا گیا ہے، لیکن دوسری حدیث میں تخصیص کر دی اور مقبرہ اور حمام میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ آپ ﷺ نے مختلف احادیث میں طلوعِ آفتاب، زوال اور غروب آفتاب جیسے مکروہ اوقات میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی، لیکن دوسری حدیث میں مسجد حرام میں ان اوقات میں بھی نماز پڑھنے کی تخصیص کر دی۔ مختلف احادیث میں نیند کو ناقضِ وضو قرار دیا گیا، لیکن نبی کریم ﷺ کی ذات کی تخصیص کر دی گئی کہ نیند کی وجہ سے آپ ﷺ کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اس قسم کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں، کہ ایک مقام پر عام حکم دے دیا جاتا ہے، لیکن دوسرے مقام پر اس کی تخصیص کر دی جاتی ہے، یہی معاملہ مقتدی کے لیے فاتحہ شریف کے پڑھنے کا ہے، کہ اگر ایک حدیث میں مقتدی کو خاموش رہنے کا عام حکم دیا جا رہا ہے تو کئی احادیث میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی تخصیص بھی کی جا رہی ہے۔ یہ شارع علیہ السلام کا حق ہے، ہماری عقل کا مسئلہ نہیں ہے۔

15/2

(۱۵۸۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ ۔ (مسند احمد: ۲۳۳۱۰)

''عبد اللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی روایت بیان کرتے ہیں۔''

(۱۵۸۱) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُ وْنَ خَلْفَ الْإِمَامِ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ؟)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا لَنَفْعَلُ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوْا، إِلَّا أَنْ يَقْرَأَ أَحَدُكُمْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ أَوْقَالَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ .)) (مسند احمد: ۲۰۸۷٦)

''محمد بن ابی عائشہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے فرمایا: ''شاید امام پڑھ رہا ہوتا ہے تو تم امام کے پیچھے قراء ت کرتے ہو؟'' وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم تو ضرور (قراءت) کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک ام القرآن'' یا فرمایا: ''فاتحۃ الکتاب کے پڑھنے کے علاوہ (قراءت نہ کرو)۔''

(۱۵۸۲) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ ۔ (مسند احمد: ۲۲۹۲۳)

''سیدنا عبد اللہ بن ابی قتادہ اپنے باپ سے وہ نبی ﷺ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔''

(۱۵۸۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (بْنِ مَسْعُوْدٍ) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانُوْا يَقْرَءُ وْنَ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((خَلَطْتُمْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ .)) (مسند احمد: ٤٣٠٩)

سیدنا عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگ نبی کریم ﷺ کے پیچھے قراءت کرتے تھے، آپ ﷺ نے ان کو فرمایا: ''تم نے مجھ پر قرآن کو خلط ملط کر دیا ہے۔''

(۱۵۸۰) تخریج:...... حديث صحيح، لكن من حديث الزهرى عن ابن اكيمة عن ابى هريرة، هكذا رواه غير واحد من ثقات اصحاب الزهرى عنه، وخالفهم ابن اخى ابن شهاب، واسمه محمد بن عبد الله بن مسلم، فرواه كما هو هنا عند احمد، وخطّأه فيه يعقوب بن سفيان والبزار والبيهقى ونقل عن محمد بن يحيى الذهلى انه خطّأه ايضا، أخرجه البزار: ۲۳۱۳، والبيهقى فى "السنن": ۲/ ۱۵۸، وفى "القراء ة": ۳۲۵ (انظر: ۲۲۹۲۲)

(۱۵۸۱) تخريج:...... اسناده صحيح، أخرجه عبد الرزاق: ۲۷٦٦، والبيهقى: ۲/ ۱۲٦، والبخارى فى "القراء ة خلف الامام": ٦٧، وفى "التاريخ الكبير": ۱/ ۲۰۷، والبيهقى فى "السنن": ۲/ ۱٦٦، وفى "القراء ة": ۱٤٩، ۱۵۰، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ۱/ ۲۱۸، وابن حبان: ۱۸٤٤ (انظر: ۱۸۰۷۰).

(۱۵۸۳) تخريج:...... اسناده حسن، أخرجه البزار: ٤۸۸، وابو يعلى: ۵۰۰٦، والبخارى فى "القراء ة خلف الامام": ۲۵٤، والدارقطنى: ۱/ ۳٤۱، والبيهقى فى "القراء ة": ٤٤٩ (انظر: ٤۳۰۹)

15/2

(١٥٨٤) عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاالدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: أَفِيْ كُلِّ صَلَاةٍ قِرَاءَةٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ.)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: وَجَبَتْ هٰذِهِ، فَالْتَفَتَ إِلَيَّ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَكُنْتُ أَقْرَبَ الْقَوْمِ مِنْهُ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي مَا أَرَى الْإِمَامَ إِذَا أَمَّ الْقَوْمَ إِلَّا قَدْ كَفَاهُمْ۔ (مسند احمد: ٢٨٠٨٠)

''کثیر بن مرۃ حضرمی کہتے ہیں: سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا ہر نماز میں قراءت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' ایک انصاری آدمی کہنے لگا: اب یہ (قراءت تو) واجب ہوگئی ہے۔ لیکن سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ میری طرف متوجہ ہوئے، جبکہ میں لوگوں میں سب سے زیادہ ان کے قریب تھا اور کہا: میرے بھتیجے! میرا خیال تو یہ ہے کہ جب امام لوگوں کی امامت کرواتا ہے تو (قراءت میں بھی) وہی ان کو کفایت کرتا ہے۔''

فوائد: ......سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی رائے یہی تھی، حالانکہ ان کی اپنی روایت کردہ حدیث بھی عام ہے کہ ہر نماز میں قراءت ہے، بہر حال آپ ﷺ کی احادیث گزر چکی ہیں، جن سے سورۃ الفاتحہ خلف الامام کا ثبوت ملتا ہے اور کئی صحابہ کا بھی یہی فتوی ہے۔

(١٥٨٥) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ فَقَرَأَ رَجُلٌ خَلْفَهُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ: ((أَيُّكُمْ قَرَأَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا، قَالَ: ((قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيْهَا.)) (مسند احمد: ٢٠٠٥٣)

''سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر پڑھائی، ایک آدمی نے آپ کے پیچھے ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى.'' سورت کی تلاوت کی، جب آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی تو پوچھا: ''تم میں سے کس نے ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى.'' پڑھی ہے؟'' اس آدمی نے کہا: میں نے (پڑھی ہے)، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے پہچان لیا تھا کہ تم میں سے کسی نے مجھ پر اس (کی قراءت) کو الجھا دیا ہے۔''

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام سرّی نمازوں میں نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں فاتحہ شریف کے علاوہ بھی تلاوت کرتے تھے، اس حدیث میں آپ ﷺ نے آواز کو بلند کرنے سے منع کر دیا ہے۔ مقتدی لوگوں کو چاہیے کہ وہ پست آواز میں تلاوت جاری رکھا

(١٥٨٤) تخريج:...... اسناده صحيح، أخرجه النسائي: ٢/ ١٤٢، والبخاري في "القراءة خلف الامام": ١٧، ٢٩٤، والدار قطني: ١/ ٣٣٢ (انظر: ٢٧٥٣٠).

(١٥٨٥) تخريج:...... اسناداه صحيحان على شرط الشيخين، أخرجه مسلم: ٣٩٨ (انظر: ١٩٨١٥).

(١٦) بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ إِذَا هُوَسه عَلَى مُصَلٍّ آخَرَ

نماز میں بلند آواز سے قراءت کرنے کی ممانعت، جب وہ دوسرے نمازی پر (قراءت) گڈ مڈ کر رہا ہو

(١٥٨٦) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ صَوْتَهُ بِالْقِرَاءَةِ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَبَعْدَهَا يُغَلِّطُ أَصْحَابَهُ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ۔ (مسند احمد: ٦٦٣)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی عشاء سے پہلے اور اس کے بعد بلند آواز سے قراءت کرے اور نماز پڑھنے والے ساتھیوں کو غلطیوں میں ڈال دے۔

(١٥٨٧) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يَجْهَرَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْقُرْآنِ۔ (مسند احمد: ٧٥٢)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ لوگ مغرب اور عشا کے درمیان ایک دوسرے پر قرآن کی بلند آواز سے قراءت کریں۔

(١٥٨٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِعْتَكَفَ وَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: ((أَمَا إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ فَلْيَعْلَمْ أَحَدُكُمْ مَا يُنَاجِي رَبَّهُ وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ)) (مسند احمد: ٤٩٢٨)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے اور لوگوں کو ایک خطبہ دیا، جس میں یہ بھی فرمایا: ''خبردار! یقیناً جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے، اس لیے اسے چاہیے کہ وہ اس سرگوشی (کے کلمات) کو سمجھے جو وہ اپنے رب سے کر رہا ہوتا ہے، اور (یہ بھی یاد رکھو کہ) کوئی بھی نماز میں قراءت کی آواز کو دوسروں پر بلند نہ کرے۔''

(١٥٨٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ حُذَافَةَ السَّهْمِيَّ رضی اللہ عنہ قَامَ يُصَلِّيْ فَجَهَرَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اور بلند آواز سے قراءت کر رہے

(١٥٨٦) تخريج: حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف، لضعف الحارث الاعور۔ أخرجه ابويعلى: ٤٩٧ (انظر: ٦٦٣)

(١٥٨٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٧٥٢)

(١٥٨٨) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٣٥٧٢، وابن ابى شيبة: ٢/ ٤٨٨، والبزار: ٧٢٦، وابن خزيمة: ٢٢٣٧ (انظر: ٤٩٢٨، ٥٣٤٩)

(١٥٨٩) تخريج: اسناده ضعيف، النعمان بن راشد الجزرى ضعفه يحيى بن سعيد القطان و احمد والنسائى ويحيى بن معين فى اكثر الروايات عنه، وقال البخارى: فى حديثه وهم كثير، وهو صدوق فى الاصل۔ أخرجه البيهقى: ٢/ ١٦٢ (انظر: ٨٣٢٦)

بِصَلَاتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا ابْنَ حُذَافَةَ! لَا تُسْمِعْنِي وَأَسْمِعْ رَبَّكَ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند احمد: ۸۳۰۹)

تھے، نبی کریم ﷺ نے ان کو فرمایا: ''ابن حذافہ! مجھے نہ سناؤ، اپنے رب کو سناؤ۔''

(۱۵۹۰) عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِعْتَكَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَهُمْ يَجْهَرُونَ بِالْقِرَاءَةِ وَهُمْ فِي قُبَّةٍ لَهُمْ فَكَشَفَ السُّتُورَ وَقَالَ: ((أَلَا إِنَّ كُلَّكُمْ مُنَاجٍ رَبَّهُ فَلَا يُؤْذِيَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَلَا يَرْفَعَنَّ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ بِالْقِرَاءَةِ أَوْ قَالَ فِي الصَّلَاةِ۔)) (مسند احمد: ۱۱۹۱۸)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں تھے، آپ ﷺ نے لوگوں کو سنا کہ وہ بلند آواز سے قراءت کر رہے تھے، جبکہ وہ ایک خیمے میں تھے، آپ نے پردے ہٹائے اور فرمایا: ''خبر دار! یقیناً تم میں سے ہر شخص اپنے رب سے سرگوشی کرنے والا ہے، اس لیے کوئی کسی کو تکلیف نہ دے اور کوئی بھی دوسرے کے پاس نماز میں بلند آواز سے قراءت نہ کرے۔''

(۱۵۹۱) عَنِ الْبَيَاضِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَقَدْ عَلَتْ أَصْوَاتُهُمْ بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ: ((إِنَّ الْمُصَلِّيَ يُنَاجِي رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَلْيَنْظُرْ مَا يُنَاجِيهِ، وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ۔)) (مسند احمد: ۱۹۲۳۱)

سیدنا بیاضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف لائے، جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کی آوازیں قراءت کے ساتھ بلند ہو رہی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً نمازی اپنے رب تعالیٰ سے سرگوشی کرتا ہے، اس لیے وہ اس ذات سے جو سرگوشی کر رہا ہوتا ہے اس میں غور کرے اور کوئی بھی کسی پر بآواز بلند قرآن کی تلاوت نہ کرے۔''

فوائد: ......ان احادیث کا لب لباب یہ ہے کہ جب ایک نمازی کسی دوسرے نمازی کی قراءت کی آواز سنے گا تو وہ اچھے انداز میں نماز نہیں پڑھ سکے گا اور اس کی توجہ بٹ جائے گی، اس لیے جب لوگ ایک مقام پر نماز پڑھ رہے ہوں تو وہ مکمل خاموشی اختیار کریں، ہاں جب کوئی خلوت میں ہو تو وہ نماز میں بلند آواز سے قراءت کر سکتا ہے۔ جو لوگ نمازی کے قریب گپیں لگانا شروع کر دیتے ہیں، ان کو اپنے کیے پر غور کرنا چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ نمازی کے قریب تو قرآن مجید کی تلاوت بھی ناجائز ہے۔ نمازی لوگوں کو ان احادیث سے یہ اندازہ بھی کر لینا چاہیے کہ نماز میں کتنی توجہ کی ضرورت ہے، لیکن اکثر نمازیوں کی صورتحال ہے کہ نماز کے رٹے رٹائے کلمات ہوتے ہیں اور ان کو کوئی شعور نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہوتے ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ وہ ان کلمات کو رٹا لگا کر پڑھ رہے ہوتے ہیں کہ سرے سے قریب سے آنے والی

(۱۵۹۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابوداود: ۱۳۳۲ (انظر: ۱۱۸۹۶)

(۱۵۹۱) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه مالك فى "المؤطا": ۱/ ۸۰، والنسائى فى "الكبرى": ۳۳۶٤، والبيهقى: ۳/ ۱۱، عبد الرزاق: ٤۲۱۷ (انظر: ۱۹۰۲۲)

آوازوں سے متاثر ہی نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری نمازیں ہمارے ضمیر میں اللہ تعالیٰ کا وہ مقام پیدا نہ کر سکیں، جو ہونا چاہیے تھا۔

(۱۷) بَابُ مَاجَآءَ فِي التَّأْمِينِ وَالْجَهْرِبِهِ فِي الْقِرَاءَ ةِ وَإِخْفَائِهِ

آمین کہنے اور قراءت میں اسے بلند آواز یا آہستہ کہنے کا بیان

(١٥٩٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَقُولُوا آمِيْنَ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَقُوْلُوْنَ آمِيْنَ، وَإِنَّ الْإِمَامَ يَقُوْلُ آمِيْنَ، فَمَنْ وَّافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔)) (مسند احمد: ٧١٨٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو، کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے تو جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہو گیا اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔''

(١٥٩٣) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَمَّنَ الْقَارِیءُ فَأَمِّنُوْا فَإِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔)) (مسند احمد: ٩٩٢٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قراءت کرنے والا (امام) آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر گئی تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔''

فوائد:...... پہلی حدیث میں ہے کہ جب امام ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کہے تو مقتدی آمین کہیں، لیکن دوسری حدیث میں ہے کہ جب امام آمین کہے تو مقتدی آمین کہیں۔ ان دونوں احادیث کا ایک مفہوم ہی ہے، پہلی حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب امام ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ سے فارغ ہو جائے اور دوسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب امام آمین کہنے لگے تو مقتدی آمین کہیں، اس طرح امام، مقتدی اور فرشتے، سب کی آمین ایک وقت میں ہو گی۔

(١٥٩٤) وَعَنْهُ فِي أُخْرٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِيْنَ، قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ آمِيْنَ، فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔)) (مسند احمد: ٩٩٢٦)

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے تو فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں۔ اگر اس کی آمین ان کی آمین سے موافقت کر جائے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔''

(١٥٩٢) تخريج: أخرجه البخاری: ٧٨٠، ومسلم: ٤١٠ (انظر: ٧١٨٧، ٩٩٢١)

(١٥٩٣) تخريج: انظر الحديث السابق (انظر: ٩٩٢١)

(١٥٩٤) تخريج: انظر الحديث رقم: ٥٤٢ (انظر: ٩٩٢٤)

(۱۵۹۵) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَقَالَ آمِيْنَ يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهُ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۹۰۴۸)

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سنا کہ جب نبی کریم ﷺ نے ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ پڑھا تو آمین کہا اور اس (آمین) کے ساتھ اپنی آواز کو لمبا کرتے تھے۔

فوائد:...... سنن بیہقی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ۔
یعنی آپ ﷺ آمین کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرتے تھے۔ دونوں روایات میں کوئی تضاد نہیں بلکہ مفہوم یہ ہے کہ آپ آمین کہتے ہوئے اپنی آواز کو لمبا بھی کرتے اور بلند بھی کرتے۔ (عبداللہ رفیق)

(۱۵۹۶) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ قَالَ آمِيْنَ وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرٰى وَسَلَّمَ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ۔ (مسند احمد: ۱۹۰۶۰)

اور سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، پس جب آپ ﷺ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ پڑھا تو آمین کہا اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو آہستہ کیا اور اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور دائیں بائیں سلام پھیرا۔

فوائد:...... مذکورہ بالا حدیث غور طلب ہے، امام سفیان نے اس کو یوں بیان کیا ہے: سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا، جب آپ ﷺ نے ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ پڑھا تو ''آمین'' کہا اور اپنی آواز کو لمبا کیا۔ (مسند احمد: ۱۸۸٤۲، ابوداود: ۹۳۲، ترمذی: ۲٤۸، دارقطنی: ۱/ ۳۳۳، دارمی: ۱۲٤۷، ابن ابی شیبہ: ۲/ ٤۲۵) لیکن جب امام شعبہ نے بیان کیا تو ان کے الفاظ یہ تھے: جب آپ ﷺ نے ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ پڑھا تو ''آمین'' کہا اور اپنی آواز کو پست کیا۔ (حوالہ اوپر گزر چکا ہے) یہ کوئی پریشان کن صورت نہیں ہے، کیونکہ جب امام سفیان اور امام شعبہ کا اختلاف ہو جائے تو امام سفیان کے قول کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ائمہ کرام نے اسی اصول کو ترجیح دی ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں امام شعبہ کی اس خطا پر تنبیہ کی ہے، پھر امام ترمذی نے اپنی جامع اور "العلل الکبیر" میں ان سے نقل کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ علاء بن صالح نے امام سفیان کی آمین بالجہر والی روایت پر متابعت کی ہے، اس متابعت کا ذکر ابن ابی شیبہ: ۱/ ۲۹۹، ابوداود: ۹۳۳، ترمذی: ۲٤۹ میں موجود ہے۔ (انظر: ۱۸۸٤۲، وشرحہ) خلاصۂ کلام: سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت سے آپ ﷺ کا بلند آواز سے آمین

(۱۵۹۵) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۹۳۲، ۹۳۳، والترمذی: ۲٤۸، ۲٤۹، وابن ابی شيبة: ۲/ ٤۲۵، والدارقطنی: ۱/ ۳۳۳، والبيهقی: ۲/ ۵۷ (انظر: ۱۸۸٤۲)

(۱۵۹۶) تخريج: حديث صحيح دون قوله: "واخفی بها صوته" فقد أخطأ فيها شعبة۔ أخرجه الطيالسی: ۱۰۲٤، والبيهقی: ۲/ ۵۷، والدار قطنی: ۱/ ۳۳٤ (انظر: ۱۸۸۵٤)

کہنا ثابت ہوتا ہے۔ آمین بالجہر کے مزید دلائل درج ذیل ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ وَقَالَ: ((آمِيْنَ۔)) ...... جب رسول اللہ ﷺ ام القرآن (سورۂ فاتحہ) کی قرائت سے فارغ ہوتے تو آواز کو بلند کرتے ہوئے آمین کہتے۔ (ابن حبان: ٤٦٢، دارقطنی: ١٢٧، حاکم: ١/ ٢٢٣، بیهقی: ٢/ ٥٨، صحیحه: ٤٦٤) شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کا بلند آواز سے آمین کہنا مشروع ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور امام اسحق وغیرہ کا یہی مسلک ہے، البتہ امام ابوحنیفہ اور ان کے پیروکار اس کے قائل نہیں ہیں۔ سیدھی سی بات ہے کہ اِن لوگوں کے پاس کوئی دلیل نہیں، سوائے ان عمومات کے جو اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ ذکر میں اصل قانون یہ ہے کہ آواز کو پست رکھا جائے۔ لیکن اس قسم کے عام دلائل، اس باب کی خاص اور واضح روایات کے مقابلے میں مفید ثابت نہیں ہو سکتے۔ بہر حال اس حقیقت کو ایسے اہل علم سمجھ پائیں گے، جن کو اللہ تعالیٰ نے عقلی جمود اور مذہبی تعصب سے پاک رکھا ہے۔ (صحیحہ: ۴۶۴) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلٰى آمِيْنَ، فَأَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ آمِيْنَ۔)) ...... ”جس قدر تم پر یہودی، آمین سے چڑتے ہیں، اتنا کسی اور چیز سے تم پر نہیں چڑتے، لہٰذا تم کثرت سے آمین کہنا۔“ (ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ) امام ابوحنیفہ کے استاد امام عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں: میں نے دوسو (۲۰۰) صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ بیت اللہ میں جب امام ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کہتا تو سب بلند آواز سے ”آمین“ کہتے۔ (بیہقی) نعیم مجمر کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز پڑھائی، پھر نعیم اس طریقے کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انھوں نے آمین کہی اور جو لوگ آپ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے انھوں نے بھی آمین کہی۔ (نسائی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَأَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ عَلٰى دُعَائِهِ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔)) ...... ”جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ پڑھ کر آمین کہے تو تم آمین کہو، کیونکہ فرشتے بھی امام کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر گئی اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔“ (أبو یعلی: ٤/ ١٤٠٨، صحیحه: ٢٥٣٤) شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ استدلال کرنا بھی درست ہے کہ مقتدیوں کو ”آمین“ باآواز بلند کہنا چاہیے، ایک دوسری کتاب میں میں نے اسی استنباط کی طرف اپنے میلان کا اظہار کیا ہے، کیونکہ یہ استدلال سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اثر اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث کے مطابق ہے۔ (صحیحہ: ۲۵۳۴) سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا کون سا اثر مراد ہے؟ اس کے بارے میں امام البانی رحمہ اللہ نے خود کہا: پھر میں نے امام بخاری کو دیکھا، انھوں نے صیغۂ جزم کے ساتھ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا معلق اثر ذکر کیا۔ جس پر کلام کرتے ہوئے حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ٢/ ٢٠٨) میں کہا: عبد الرزاق نے اس اثر کو ابن جریج عن عطاء کی سند سے

موصول بیان کیا ہے، ابن جریج نے عطاء سے پوچھا: کیا عبد اللہ بن زبیر سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آمین کہتے تھے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اور اس کے مقتدی بھی آمین کہتے تھے، حتی کہ مسجد گونج اٹھتی تھی۔ پھر انھوں نے کہا: آمین دعا ہے۔ میں (البانی) کہتا ہوں کہ یہ روایت مصنف عبد الرزاق (۲۶۴۰) میں ہے اور امام ابن حزم نے انہی کی سند کے ساتھ (المحلی: ۳/ ۳٦٤) میں بیان کی ہے۔ چونکہ ابن جریج نے یہ روایت عطاء سے براہِ راست لینے کی وضاحت کی ہے، اس لیے ان کی تدلیس کا خطرہ ٹل گیا ہے اور ابن زبیر کا اثر ثابت ہو گیا ہے۔ اسی قسم کا اثر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، ابو رافع کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروان بن حکم کے مؤذن تھے۔ انھوں نے مروان پر شرط لگائی ہوئی تھی کہ وہ اس وقت تک ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ نہیں کہہ سکتا، جب ان کے آنے کا علم نہ ہو جائے۔ پس جب مروان ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتا تھا تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ''آمین'' کہتے اور اپنی آواز کو لمبا کرتے اور کہتے تھے: جب زمین والوں کی آمین، آسمان والوں کی آمین سے موافقت کرتی ہے تو ان کو بخش دیا جاتا ہے۔ (بیھقی: ۲/ ۵۹) اس کی سند صحیح ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے آمین بالجہر کہنا صحیح ثابت ہو گیا ہے، اس کے برعکس کسی صحابی سے کوئی اثر ثابت نہیں ہے، اس لیے اسی بات پر دل مطمئن ہو جاتا ہے کہ بلند آواز سے آمین کہنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔
(سلسلة الاحاديث الضعيفة: ۹۵۲)

(۱۸) بَابُ حُكْمِ مَنْ لَّمْ يُحْسِنْ فَرْضَهُ الْقِرَاءَ ةَ
اس شخص کے حکم کا بیان جو قراءت کا فریضہ اچھی طرح ادا نہیں کر سکتا

(۱۵۹۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِیْ أَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهِ عَنْهُ قَالَ أَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّی لَا أَقْرأُ الْقُرْآنَ فَمُرْنِیْ بِمَا يُجْزِئُنِیْ مِنْهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ: ((قُلْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔)) قَالَ: فَقَالَهَا الرَّجُلُ وَقَبَضَ كَفَّهُ وَعَدَّ خَمْسًا مَعَ إِبْهَامِهِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا لِلّٰهِ تَعَالٰی فَمَا لِنَفْسِیْ؟ قَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاهْدِنِیْ

سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں قرآن نہیں پڑھ سکتا، اس لیے آپ مجھے ایسی چیز کا حکم فرمائیں جو مجھے اس سے کفایت کرے۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تو یہ کہہ لیا کر: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔'' (سب تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ پاک ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، گناہ سے بچنے کی کوئی طاقت نہیں اور نہ ہی نیکی کرنے کی کوئی قوت ہے مگر اللہ (کی مدد) کے ساتھ) اس آدمی نے یہ کلمات کہے اور اپنی ہتھیلی

(۱۵۹۷) تخريج: حديث حسن بطرقه، وهذا اسناد ضعيف لضعف ابراهيم السكسكي۔ أخرجه ابوداود: ۸۳۲، والطيالسي: ۸۱۳ (انظر: ۱۹۱۱۰، ۱۹٤۰۹)

وَارْزُقْنِیْ۔)) قَالَ: فَقَالَهَا وَقَبَضَ عَلٰی کَفِّهِ الْأُخْرٰی وَعَدَّ خَمْسًا مَعَ إِبْهَامِهِ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ وَقَدْ قَبَضَ کَفَّیْهِ جَمِیْعًا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَقَدْ مَلَأَ کَفَّیْهِ مِنَ الْخَیْرِ۔ (مسند احمد: ۱۹۶۲۹)

بند کر لی، کیونکہ اس نے ان کلمات کو انگوٹھے سمیت پانچ تک شمار کیا تھا، پھر وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! یہ (کلمات) تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، میرے اپنے لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو (اپنے لیے) یہ کہہ لیا کر: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔'' (اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما) اس نے یہ (کلمات) کہے اور اپنی دوسری ہتھیلی کو بھی بند کر دیا اور اپنے انگوٹھے سمیت پانچ تک شمار کیا، پھر وہ آدمی چلا گیا، جبکہ اس نے دونوں ہتھیلیاں بند کی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: ''یقیناً اس نے اپنی دونوں ہتھیلیاں خیر سے بھر لی ہیں۔''

فوائد: ......سیدنا رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز کی تعلیم دی اور اسے فرمایا: ((اِنْ کَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَاقْرَأْ وَاِلَّا فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَکَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ ثُمَّ ارْکَعْ۔)) یعنی: ''اگر تیرے پاس قرآن مجید ہے تو اس کی تلاوت کر، وگرنہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کر، اس کی بڑائی اور تہلیل بیان کر۔'' (ابوداود، نسائی، ابن ماجہ)
معلوم ہوا کہ جس آدمی کو قرآن مجید کی تلاوت کرنے پر قدرت حاصل نہ ہو وہ نماز میں یہ کلمات کہہ لیا کرے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ حسبِ امکان قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے کی کوشش جاری رکھے گا۔ جو آدمی مشرف باسلام ہوتا ہے، اس پر فوراً نماز فرض ہو جاتی ہے، اگر وہ اس مختصر وقت میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل نہ کر سکے، تو ان کلمات کے ساتھ نماز ادا کر کے پہلی فرصت میں فرض قراءت کی تعلیم حاصل کرے۔

(۱۹) بَابُ قِرَاءَةِ السُّوْرَةِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ فِی الْأُوْلَیَیْنِ وَهَلْ تُسَنُّ قِرَاءَتُهَا فِی الْأُخْرَیَیْنِ أَمْ لَا
پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سورت پڑھنے اور دوسری دو رکعتوں میں اس کا پڑھنے کا مسنون ہونے یا نہ ہونے کا بیان

(۱۵۹۸) عَنْ أَبِی قَتَادَةَ ؓ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ بِنَا فَیَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْأُوْلَیَیْنِ بِفَاتِحَةِ

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے اور ظہر وعصر میں پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور مزید دو سورتوں کی تلاوت کرتے اور

(۱۵۹۸) تخریج: أخرجه مسلم: ٤٥١ (انظر: ١٩٤١٨)

لْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ وَيَقْرَأُفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ) وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَكَذَافِي الصُّبْحِ۔ (مسند احمد: ١٩٦٣٨)

بسا اوقات ہمیں کوئی آیت بھی سنا دیتے تھے، ایک روایت میں ہے: دوسری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھتے اور ظہر کی پہلی رکعت میں (قراءت کو) لمبا کرتے اور دوسری میں مختصر کرتے اور نماز فجر میں بھی ایسے ہی کرتے۔

فوائد: …… اِس اور دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض و نفل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پر اکتفا کرنا درست ہے، کیونکہ آپ ﷺ ظہر و عصر کی دوسری دو رکعت میں صرف فاتحہ شریف کی تلاوت پر بھی اکتفا کر لیتے تھے اور بحیثیت رکعت پہلی اور آخری رکعات میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(١٥٩٩) عَنْ أَبِيْ سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْمُ فِي الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ قِرَاءَةِ ثَلَاثِيْنَ آيَةً وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ قِرَاءَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً وَ كَانَ يَقُوْمُ فِي الْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ قِرَاءَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً، وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ نِصْفِ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ١١٨٢٤)

سیدنا ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں تیس تیس آیتوں کے اور دوسری دو رکعتوں میں پندرہ پندرہ آیتوں کے بقدر تلاوت کرتے اور نماز عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں پندرہ پندرہ آیتوں کے بقدر اور دوسری دو رکعتوں میں اس سے نصف کے بقدر تلاوت کرتے تھے۔

فوائد: …… اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ظہر کی تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ کے علاوہ مزید تلاوت کرتے تھے۔

(١٦٠٠) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: أَمَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ۔ (مسند احمد: ١١٤٣٥)

سیدنا ابوسعید خدری ؓ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا اور مزید جو آسان لگے۔

(١٦٠١) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ: شَكَا أَهْلُ الْكُوْفَةِ سَعْدًا (يَعْنِي ابْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ)

سیدنا جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں کہ اہل کوفہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ کی سیدنا عمر ؓ کے پاس شکایت کی، انھوں

(١٥٩٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٥٢ (انظر: ١١٨٠٢)

(١٦٠٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابوداود: ٨١٨، والترمذى: ٢٣٨، وابن ماجه: ٨٣٩، والبخارى فى "القراءة خلف الامام": ١٦ (انظر: ١٠٩٩٨)

(١٦٠١) تخريج: أخرجه البخارى: ٧٥٥، ٧٥٨، ومسلم: ٤٥٣ (انظر: ١٥١٨)

إِلَى عُمَرَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ فَقَالُوْا: لَا يُحْسِنُ يُصَلِّيْ، قَالَ: فَسَأَلَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ إِنِّيْ أُصَلِّيْ بِهِمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم أَرْكُدُ فِي الْأُوْلَيَيْنِ، وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ، قَالَ: ذَالِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ۔ (مسند احمد: ١٥١٨)

نے کہا: یہ اچھے انداز میں نماز نہیں پڑھاتا۔ جب سیدنا عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: میں تو انہیں رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کی نماز کی طرح کی نماز پڑھاتا ہوں، پہلی دو رکعات میں لمبا قیام کرتا ہو اور دوسری دو میں مختصر کرتا ہوں۔ سیدنا عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے فرمایا: اَبو اسحاق! تیرے بارے میرا یہی خیال تھا۔

(١٦٠٢)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ عُمَرُ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ لِسَعْدٍ: شَكَاكَ النَّاسُ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى فِي الصَّلَاةِ، قَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَمُدُّ مِنَ الْأُوْلَيَيْنِ وَأَحْذِفُ مِنَ الْأُخْرَيَيْنِ وَلَا آلُوْ مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم، قَالَ عُمَرُ: ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ أَوْ ظَنِّيْ بِكَ۔ (مسند احمد: ١٥١٠)

(دوسری سند) سیدنا عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے سیدنا سعد ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے پوچھا: لوگوں نے ہر چیز کے متعلق تیری شکایت کی ہے، حتی کہ نماز کے متعلق بھی، (حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں تو پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتا ہوں اور دوسری دو کو مختصر اور میں رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کی نماز کی اقتدا کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتا، یہ سن کر انھوں نے کہا: تیرے بارے میں میرا یہی گمان تھا۔

فوائد: ......عوام الناس میں بڑی قوت کے ساتھ یہ نظریہ پایا جاتا ہے کہ فرض نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں فاتحہ شریف کے بعد مزید تلاوت کرنا ضروری ہے اور تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ پر اکتفا کرنا ضروری ہے۔ اگر چہ یہ عمل تو درست ہے، لیکن یہ نظریہ درست نہیں ہے، حقیقتِ حال یہ ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد رکوع کیا جا سکتا ہے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد مزید تلاوت بھی کی جا سکتی ہے۔

(٢٠) بَابُ قِرَاءَةِ سُوْرَتَيْنِ اَوْ اَكْثَرَ فِيْ رَكْعَةٍ، وَقِرَاءَةِ بَعْضِ سُوْرَةٍ وَجَوَازِ تَكَرُّرِ السُّوْرَةِ أَوِالْآيَاتِ فِيْ رَكْعَةٍ

ایک رکعت میں دو یا زائد سورتیں یا ایک سورت کا بعض حصہ تلاوت کرنے اور ایک سورت یا بعض آیات کو تکرار کے ساتھ تلاوت کرنے کا بیان

(١٦٠٣) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا: هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم ایک رکعت میں زیادہ سورتوں کو

(١٦٠٢) تخريج: أخرجه البخارى: ٧٧٠، ومسلم: ٤٥٣ وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ١٥١٠)

(١٦٠٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابوداود: ٩٥٦، وابن خزيمة: ٥٣٩، واسحاق بن راهويه: ١٣٠١ (انظر: ٢٥٣٨٥، ٢٥٦٨٧)

يَجْمَعُ بَيْنَ السُّوَرِ فِي رَكْعَةٍ قَالَتْ: الْمُفَصَّلَ۔ (مسند احمد: ٢٦٢٠٦)

جمع کر لیتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: مفصل (سورتوں کو جمع کر لیتے تھے)۔

فوائد:...... "مُفَصَّل "سورتوں کا آغاز سورۂ حجرات یا سورۂ ق سے ہوتا ہے اور قرآن کے آخر تک جاری رہتا ہے۔

(١٦٠٤) عَنْ نَافِعٍ قَالَ: رُبَّمَا أَمَّنَا ابْنُ عُمَرَ بِالسُّورَتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فِي الْفَرِيْضَةِ۔ (مسند احمد: ٤٦١٠)

نافع کہتے ہیں: بسا اوقات سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرضی نماز میں ہماری امامت کرواتے ہوئے دو یا زائد سورتیں جمع کر لیتے تھے۔

(١٦٠٥) عَنْ نَهِيْكِ بْنِ سِنَانِ السَّلَمِيِّ أَنَّهُ أَتَى عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ فِي رَكْعَةٍ، فَقَالَ: هَذًّا مِثْلَ هَذِّ الشِّعْرِ أَوْنَثْرًا مِثْلَ نَثْرِ الدَّقَلِ، إِنَّمَا فُصِّلَ لِتُفَصِّلُوا، لَقَدْ عَلِمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرِنُ عِشْرِيْنَ سُورَةً، الرَّحْمٰنَ وَالنَّجْمَ عَلٰى تَأْلِيفِ ابْنِ مَسْعُودٍ كُلَّ سُورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ، وَذَكَرَ الدُّخَانَ وَعَمَّ يَتَسَاءَ لُونَ فِي رَكْعَةٍ۔ (مسند احمد: ٣٩٥٨)

نہیک بن سنان سلمی کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: میں نے رات کو ایک رکعت میں مفصل سورتوں کی تلاوت کی ہے، انہوں نے کہا: شعروں کو پڑھنے کی طرح یا ردی کھجوروں کو بکھیرنے کی طرح تیزی تیزی سے پڑھا ہو گا۔ قرآن کو تو اس لیے مفصل بیان کیا گیا کہ تم بھی اس کے الفاظ کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ یقیناً میں اُن ملتی جلتی بیس سورتوں کو جانتا ہوں کہ آپ ﷺ جن کو ملا کر پڑھتے تھے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تالیف کے مطابق سورۂ رحمٰن اور سورۂ نجم ایک رکعت میں، پھر سورۂ دخان اور سورۂ ﴿عَمَّ يَتَسَاءَ لُونَ﴾ کا ایک رکعت میں پڑھنے کا ذکر کیا۔

فوائد:...... "قرآن کو تو اس لیے مفصل بیان کیا گیا کہ تم بھی اس کے الفاظ کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو"۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن مجید کے معانی و مفاہیم کو انتہائی وضاحت کے ساتھ بیان کیا اور اس کے احکام و مسائل کو بھی ٹھوس بنیادوں پر استوار کیا گیا، اس لیے قاری کو بھی چاہیے کہ اس کلام کو ٹھہر ٹھہر کر اور سوچ سمجھ کر تلاوت کرے۔

(١٦٠٦)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ وَعَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ)) أَنَّ رَجُلاً أَتَاهُ

(دوسری سند) ایک آدمی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: میں نے ایک رکعت میں مفصل سورتوں کی تلاوت کی ہے، انہوں نے کہا: تو نے تو پھر شعر کو پڑھنے کی طرح

(١٦٠٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه الطحاوى: ١/ ٣٤٨ (انظر: ٤٦١٠) ويشهد له ما يأتى من حديث ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

(١٦٠٥) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه البخارى: ٤٩٩٦، ومسلم: ٨٢٢ (انظر: ٣٦٠٧، ٣٩٥٨)

(١٦٠٦) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٣٩٦، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٣٩٦٨)

فَقَالَ: قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ، فَقَالَ: بَلْ هَـذَذْتَ كَهَـذِّ الشِّعْرِ أَوْ كَنَثْرِ الدَّقَلِ، لٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَفْعَلْ كَمَا فَعَلْتَ، كَانَ يَقْرَأُ النُّظَرَ الرَّحْمٰنَ وَالنَّجْمَ فِي رَكْعَةٍ، قَالَ فَذَكَرَ أَبُوْ إِسْحَاقَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ بِعِشْرِيْنَ سُوْرَةً عَلٰى تَأْلِيْفِ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ) آخِرُ هُنَّ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَالدُّخَانُ۔ (مسند احمد: ٣٩٦٨)

یا ردی کھجوروں کو بکھیرنے کی طرح تیزی تیزی سے پڑھا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ اس طرح تلاوت نہیں کرتے تھے، جیسے تو نے کی ہے۔ آپ ﷺ تو ملتی جلتی سورتوں (میں سے دو دو) کو ایک رکعت میں پڑھتے تھے، مثلا سورۂ رحمٰن اور سورۂ نجم ایک رکعت میں۔ پھر ابو اسحاق نے بیس سورتوں کے ساتھ دس رکعات کا ذکر کیا، یہ ترتیب سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تالیف کے مطابق تھی، آخری سورتیں سورۂ تکویر اور سورۂ دخان تھیں۔

فوائد: ...... ''ملتی جلتی سورتوں'' سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کا موضوع وعظ و نصیحت اور قصہ و حکمت کے اعتبار سے ایک بنتا ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اگر کوئی آدمی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتا ہے تو وہ ایک رکعت میں مفصل سورتوں کی تلاوت کر سکتا ہے، کیونکہ یہ مقدار چار پاروں سے کچھ زیادہ ہے اور آپ ﷺ سے ایک رکعت میں اس مقدار سے زیادہ تلاوت کرنا بھی ثابت ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ ایک رکعت میں سورۂ بقرہ، سورۂ نساء اور سورۂ آل عمران کی تلاوت کی، یہ مقدار پانچ پاروں سے زیادہ ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ بعینہ آپ ﷺ کی اقتدا کی جائے۔

(١٦٠٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيْهِ قَبْلَ الْفَجْرِ بِفَاتِحَةِ الْقُرْآنِ وَالْآيَتَيْنِ مِنْ خَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى، وَفِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ بِفَاتِحَةِ الْقُرْآنِ وَبِالْآيَةِ مِنْ سُوْرَةِ آلِ عِمْرَانَ ﴿قُلْ يٰأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ حَتّٰى يَخْتِمَ الْآيَةَ۔ (مسند احمد: ٢٣٨٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ فجر سے پہلے والی سنتوں کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کے آخر سے دو آیتیں اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ آل عمران کی اس آیت ﴿قُلْ يٰأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ......﴾ کی تلاوت کرتے تھے۔

فوائد: ...... یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن فاتحہ شریف کے بعد ایک آیت پڑھنا درست ہے، جیسا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ تر فجر کی دو سنتوں کی پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ١٣٦ ﴿قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا

(١٦٠٧) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة الراوى عن ابن عباس (انظر: ٢٣٨٦)

اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَا اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾ اور دوسری رکعت میں سورۂ آل عمران کی آیت نمبر۵۲ ﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ پڑھتے تھے۔ (مسند احمد: ۲۰۳۸، ۲۰۴۵، مسلم ۷۲۷) مسند احمد میں اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں دوسری رکعت میں اس آیت کا ذکر ہے: ﴿فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾

(۱۶۰۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ أَنْ يَجِدَ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ؟)) قَالَ: قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: ((فَثَلَاثُ آيَاتٍ يَقْرَأُ بِهِنَّ فِي الصَّلَاةِ خَيْرٌ لَهُ مِنْهُنَّ۔)) (مسند احمد: ۹۱۴۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ جب وہ گھر لوٹے تو تین بڑی بڑی موٹی حاملہ اونٹنیاں پائے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین آیتیں جن کو وہ نماز میں تلاوت کر لے، اس کے لیے ان (تین اونٹنیوں) سے بہتر ہیں۔''

فوائد: ...... بغیر کسی عذر کے نماز میں طوالت سے جی کترانے والوں یا لمبے قیام کو پسند نہ کرنے والوں کے لیے عبرت کا مقام ہے کہ وہ کس قدر محرومی کا شکار ہیں، جبکہ ایک ایک آیت کا اتنا بڑا اجر ہے۔

(۱۶۰۹) عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً فَقَرَأَ بِآيَةٍ حَتّٰى أَصْبَحَ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ بِهَا ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ، وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔﴾ فَلَمَّا أَصْبَحَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَازِلْتَ تَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ حَتّٰى أَصْبَحْتَ تَرْكَعُ وَتَسْجُدُ بِهَا؟ قَالَ: ((إِنِّيْ سَأَلْتُ اللّٰهَ الشَّفَاعَةَ لِأُمَّتِيْ فَأَعْطَانِيْهَا، وَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ شَيْئًا۔)) (مسند احمد: ۲۱۶۵۴)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات نماز پڑھی اور صبح تک ایک ہی آیت کی تلاوت کے ساتھ رکوع و سجود کرتے رہے، (وہ آیت یہ ہے:) ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ، وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ جب صبح ہوئی تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ صبح تک ایک ہی آیت پڑھتے رہے اور اسی کے ساتھ رکوع و سجود کرتے رہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ سے سفارش کرنے کا سوال کیا، جو اس نے مجھے عطا کر دیا اور اگر اللہ نے چاہا تو وہ ہر اس شخص کو حاصل ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔''

(۱۶۰۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۸۰۲ (انظر: ۹۱۰۶)

(۱۶۰۹) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۳۵۰، والنسائي: ۲/ ۱۷۷ بلفظ متقارب منه (انظر: ۲۱۵۳۸)

فوائد: ......اس باب کی ہر حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے، آخری حدیث میں دی گئی رخصت حیران کن ہے کہ ہر رکعت میں ایک آیت کو بار بار پڑھا جا سکتا ہے، ظاہر ہے کہ ایک سورت کی بار بار تلاوت کرنے کی گنجائش بھی مل رہی ہے، جن لوگوں کو صرف قرآن مجید کی آخری مختصر سورتیں یاد ہوں، وہ اس حدیث کی روشنی میں ایک ہی سوررت یا آیت کی بار بار تلاوت کر کے لمبی قیام کی یا ایک رکعت میں زیادہ آیات کی تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔

(۲۱) بَابُ جَامِعِ الْقِرَاءَ ةِ فِيْ الصَّلَوَاتِ
نمازوں میں قراءت کے متعلق جامع بیان

(۱٦۱۰) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: مَارَأَيْتُ رَجُلًا (وَفِي رِوَايَةٍ مَاصَلَّيْتُ وَرَاءَ أَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ) أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فُلَان، الْإِمَامِ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ، قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ: فَصَلَّيْتُ خَلْفَهُ فَكَانَ يُطِيْلُ الْأُوْلَيَيْنِ (وَفِي رِوَايَةٍ: الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ) مِنَ الظُّهْرِ وَيُخَفِّفُ الْأُخْرَيَيْنِ وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ، وَيَقْرَأُ فِي الْأُوْلَيَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ، وَيَقْرَأُ فِي الْأُوْلَيَيْنِ مِنَ الْعِشَاءِ مِنْ وَسَطِ الْمُفَصَّلِ، وَيَقْرَأُ فِي الْغَدَاةِ (وَفِي رِوَايَةٍ: فِي الصُّبْحِ) بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ، قَالَ الضَّحَّاكُ وَحَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَارَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ صَلَاةً بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ هٰذَا الْفَتٰى يَعْنِي عُمَرَبْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ، قَالَ الضَّحَّاكُ فَصَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَكَانَ يَصْنَعُ مِثْلَ مَاقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ۔ (مسند احمد: ۸۳٤۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی، جس کی نماز آپ ﷺ کی نماز کے زیادہ مشابہ ہو، یہ آدمی مدینہ میں امام تھا۔ سلیمان بن یسار کہتے ہیں: (یہ سن کر) جب میں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی تو دیکھا کہ وہ ظہر کی پہلی دو دو رکعتوں کو لمبا اور دوسری دو کو ہلکا کرتا تھا اور مغرب کی پہلی دو میں ''قصار مفصل'' کی، عشاء کی پہلی دو میں ''وسط مفصل'' کی اور صبح کی نماز میں ''طوال مفصل'' کی تلاوت کرتا تھا۔ ضحاک کہتے ہیں: مجھے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سننے والے ایک آدمی نے بیان کیا کہ انھوں نے کہا: میں نے اس نوجوان یعنی عمر بن عبد العزیز کے علاوہ کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا کہ جس کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز کے زیادہ مشابہ ہو۔ ضحاک کہتے ہیں: پھر میں نے عمر بن عبد العزیز کے پیچھے نماز پڑھی، پھر انھوں نے سلیمان بن یسار کی طرح کا ہی طریقہ بیان کیا۔

(۱٦۱۰) تخریج: حدیث انس بن مالك اسناده قوی۔ أخرجه ابن سعد فی "الطبقات": ۵/ ۳۳۲ (انظر: ۸۳٦٦)

فوائد: ...... "مُفَصَّل" سورتوں کا آغاز سورۂ حجرات یا سورۂ ق سے ہوتا ہے اور قرآن کے آخر تک جاری رہتا ہے، اس کی تین قسمیں ہیں، پہلے قول کے مطابق ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) طوالِ مفصل: سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک۔

(۲) وسطِ مفصل: سورۂ بروج سے سورۂ بینہ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ تک

(۳) قصارِ مفصل: سورۂ بینہ سے آخرِ قرآن تک۔

(۱۶۱۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذٰلِكَ، وَفِي الصُّبْحِ أَطْوَلَ مِنْ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۲۱۲۷۰)

سیدنا جابر بن سمرۃ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر میں سورۂ لیل، عصر میں بھی اسی طرح کی سورتیں اور فجر میں اس سے لمبی قراءت کرتے تھے۔

(۱۶۱۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمُّنَا يَقْرَأُ بِنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا، وَيُطَوِّلُ فِي الْأُولٰى، وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يُطَوِّلُ الْأُولٰى وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَكَانَ يَقْرَأُ بِنَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ۔ (مسند احمد: ۲۲۸۸۷)

سیدنا ابو قتادہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں ظہر کی نماز پڑھاتے اور پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرتے اور کبھی کبھار (کوئی) آیت بھی سنا دیتے، (اس نماز کی) پہلی رکعت کو لمبا کرتے اور دوسری کو مختصر اور صبح کی نماز میں بھی اسی طرح کرتے، یعنی پہلی رکعت کو لمبا کرتے اور دوسری کو مختصر اور نمازِ عصر کی پہلی دو رکعتوں میں بھی (سورۂ فاتحہ کے ساتھ کسی اور سورت) کی تلاوت کرتے تھے۔

(۱۶۱۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: كُلُّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ فِيهَا فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللّٰهِ أَسْمَعْنَاكُمْ، وَمَا أَخْفٰى عَلَيْنَا أَخْفَيْنَا عَلَيْكُمْ۔ (مسند احمد: ۸۵۰۶)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: ہر نماز میں قراءت کی جاتی ہے، رسول اللہ ﷺ جو ہمیں سناتے تھے، ہم بھی تمہیں سنا دیتے ہیں اور جو ہم سے مخفی رکھتے، ہم بھی تم سے مخفی رکھتے ہے۔ یعنی: ہم جہری یا سرّی قراءت کرنے میں رسول اللہ ﷺ کے عمل کے پابند ہیں۔

(۱۶۱۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۴۵۹ (انظر: ۲۰۹۶۳)

(۱۶۱۲) تخریج: أخرجه مطولا و مختصرا البخاری: ۷۵۹، ۷۶۲، ۷۷۹، وابوداود: ۷۹۸، وابن ماجه: ۸۲۹، والنسائی: ۲/ ۱۶۵ (انظر: ۲۲۵۲۰)

(۱۶۱۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۹۶ (انظر: ۷۵۰۳)

(۱۶۱۴) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمُّنَا فِي الصَّلَاةِ فَيَجْهَرُ وَيُخَافِتُ، فَجَهَرْنَا فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ، وَخَافَتْنَا فِيْمَا خَافَتَ فِيْهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةٍ.)) (مسند احمد: ۸۰۶۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز میں ہماری امامت کراتے تھے، جس میں آپ جہر کرتے، ہم بھی جہر کرتے ہیں اور جس میں سرّی تلاوت کرتے، ہم بھی سری کرتے ہیں، میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''کوئی نماز نہیں ہے، مگر قراء ت کے ساتھ۔''

(۲۲) بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
ظہر وعصر میں قراء ت کا بیان

تنبیہ: درج ذیل ابواب واحادیث میں پانچوں نمازوں کی قراء ت کی مختلف کمیت وکیفیت بیان کی گئی ہے، آپ بغور ان احادیث کا مطالعہ کر کے مسئلہ کا استدلال کریں، نماز فجر اور نماز جمعہ کی قراء ت والے باب کے بعد اس موضوع کا خلاصہ بیان کیا جائے گا۔

(۱۶۱۵) عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ قُلْنَا لِخَبَّابٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَقُلْنَا بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: فَقَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ. (مسند احمد: ۲۱۳۹۳)

ابو معمر کہتے ہیں: ہم نے سیدنا خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ظہر وعصر میں قراء ت کرتے تھے؟ انہوں فرمایا: جی ہاں۔ ہم نے کہا: تم اس کو کیسے پہچانتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ کی داڑھی کے حرکت کرنے سے۔

(۱۶۱۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَفِتْيَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: فَسَأَلُوْهُ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: لَا، فَقَالُوْا: فَلَعَلَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي نَفْسِهِ؟

عبد اللہ بن عبید اللہ بن عباس کہتے ہیں: میں اور کچھ قریشی نوجوان سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور یہ سوال کیا: کیا رسول اللہ ﷺ ظہر وعصر میں قراء ت کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ وہ کہنے لگے: شاید آپ ﷺ اپنے دل میں پڑھتے ہوں۔ انہوں نے کہا: تمہارا چہرہ چھل جائے، یہ تو

(۱۶۱۴) تخریج: حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعیف، ابن ابی لیلی سیء الحفظ لکنه متابع۔ أخرجه أخرجه الطحاوی: ۱/ ۲۰۸ (انظر: ۸۰۷۶)

(۱۶۱۵) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ۱/ ۳۶۱، والنسائی فی "الکبری": ۵۳۰، وابن خزیمة: ۵۰۵ (انظر: ۲۱۰۶۷، ۲۱۰۷۸)

(۱۶۱۶) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۸۰۸، والترمذی: ۱۷۰۱، والنسائی: ۶/ ۲۲۴ (انظر: ۱۹۷۷، ۲۲۳۸)

قَالَ: خَمْشًا، هٰذِهِ شَرٌّ۔ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَبْدًا مَأْمُوْرًا بَلَّغَ مَا أُرْسِلَ بِهِ، وَإِنَّهُ لَمْ يَخُصَّنَا دُوْنَ النَّاسِ إِلَّا بِثَلَاثٍ أَمَرَنَا أَنْ نُسْبِغَ الْوُضُوءَ وَلَا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ وَلَا نُنْزِيَ حِمَارًا عَلٰى فَرَسٍ۔ (مسند احمد: ٢٢٣٨)

اس سے بھی بری بات ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ مامور بندے تھے، جو چیز دے کر بھیجے گئے وہ آپ نے پہنچا دی ہے اور آپ ﷺ نے ہمیں لوگوں میں کسی چیز کے ساتھ خاص نہیں کیا، ماسوائے اِن تین چیزوں کے: آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اچھی طرح وضو کریں، صدقہ نہ کھائیں اور (خچر پیدا کرنے کے لیے) گدھے کو گھوڑی پر نہ چڑھائیں۔

فوائد: ......سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے آخری حصے کا یہ مطلب ہوا کہ تین امور میں اہل بیت کو خاص کیا گیا، جبکہ دوسری روایات میں پہلی اور آخری چیز کا حکم تو دوسرے امتیوں کو بھی دیا گیا ہے۔ علامہ عظیم آبادی نے کہا: یہ دو امور بھی اہل بیت کے حق میں واجب ہیں، یا اس کا معنی یہ ہے کہ ان دو چیزوں کا ذکر بطورِ مبالغہ اور تاکید کیا گیا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سرے سے تخصیص کی نفی کی جا رہی ہے، جیسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: اِلَّا فِیْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ۔

(١٦١٧) عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ فِي صَلَوَاتٍ وَسَكَتَ فَنَقْرَأُ فِيمَا قَرَأَ فِيهِنَّ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَنَسْكُتُ فِيْمَا سَكَتَ، فَقِيْلَ لَهُ: فَلَعَلَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي نَفْسِهِ، فَغَضِبَ مِنْهَا وَقَالَ: أَيُتَّهَمُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَتَتَّهِمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟) (مسند احمد: ١٨٨٧)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ بعض نمازوں میں قراءت کرتے اور بعض میں خاموش رہتے، اس لیے ہم ان نمازوں میں قراءت کرتے ہیں، جن میں آپ ﷺ نے کی اور ان میں خاموش رہتے ہیں، جن میں آپ ﷺ خاموش رہے۔ کسی نے ان سے کہا: شاید آپ ﷺ دل میں پڑھتے ہوں، لیکن وہ غصہ میں آ گئے اور کہا: کیا رسول اللہ ﷺ پر تہمت لگائی جا رہی ہے؟

فوائد: ......صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جہاں نبی کریم ﷺ کو تلاوت کرنے کا حکم دیا، آپ نے تلاوت کی اور جہاں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا، وہاں آپ خاموش رہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور تیرا ربّ بھولنے والا نہیں ہے۔'' (سورۂ مریم: ٦٤) مزید ارشاد ہوا: ''البتہ تحقیق تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں بہترین نمونہ ہے۔'' (احزاب: ٢١) حقیقتِ واقعہ یہ ہے کہ ظہر اور عصر کی نمازوں میں قراءت کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ متردد تھے، ان سے مروی روایات میں سے بعض میں سرے سے نفی کی گئی ہے، بعض میں ثابت کیا گیا ہے اور بعض میں انھوں نے شک کا اظہار کیا ہے۔ بہرحال کئی صحابہ کرام سے ظہر و عصر میں آپ ﷺ کا

(١٦١٧) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه الطبراني: ١٢٠٠٥، والطحاوي في "شرح المعاني": ١/ ٢٠٥، و أخرجه البخاري: ٧٧٤ بلفظ سيأتي في شرح هذا الحديث (انظر: ١٨٨٧، ٣٣٩٩)

تلاوت کرنا ثابت ہے۔ مثلا: سیدنا ابوقتادہ، سیدنا خباب، سیدنا ابوسعید خدری، سیدنا جابر بن سمرہ، سیدنا براء بن عازب اور سیدنا انس رضی اللہ عنہم۔ اس لیے ان مثبت روایات کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی منفی یا شک والی روایت پر ہر صورت میں مقدم کیا جائے گا۔ مزید تطبیق والی بحث میں پڑھنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ معاملہ واضح ہے۔

(١٦١٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدْ حَفِظْتُ السُّنَّةَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنِّي لَا أَدْرِي أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ أَمْ لَا؟ (زَادَفِي رِوَايَةٍ وَلٰكِنَّا نَقْرَأُ) وَلَا أَدْرِي كَيْفَ كَانَ يَقْرَأُ هٰذَا الْحَرْفَ ﴿وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا أَوْ عُسِيًّا۔﴾ (مسند احمد: ٢٢٤٦)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ساری سنتیں یاد کی ہیں، لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ آیا رسول اللہ ﷺ ظہر وعصر کی نمازوں میں قراءت کرتے تھے یا نہیں؟ بہر حال ہم تو قراءت کرتے ہیں، اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ آپ اس آیت کو کیسے پڑھتے تھے: ﴿وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا یا عُسِيًّا۔﴾

فوائد: ......ان امور کو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ذاتی علم پر محمول کیا جائے گا، ان کو علم نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان امور کا کوئی وجود نہیں تھا۔ جبکہ دوسرے صحابہ کرام نے وضاحت کر رکھی ہے کہ آپ ﷺ ظہر و عصر کے قیام میں تلاوت کرتے تھے۔

فوائد: ......اگرچہ ہم یہ آیت "عِتِيًّا" کے الفاظ کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں، لیکن اُبی اور مجاہد کی قراءت "عُسِيًّا" ہے۔

(١٦١٩) عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: تَمَارَوْا فِي الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَأَرْسَلُوْا إِلَى خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ، فَقَالَ: قَالَ أَبِي: قَامَ أَوْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُطِيْلُ الْقِيَامَ وَيُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ، فَقَدْ أَعْلَمُ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ إِلَّا لِقِرَاءَةٍ۔ (مسند احمد: ٢١٩١٣)

مطلب بن عبد اللہ کہتے ہیں: ظہر اور عصر میں قراءت کے بارے میں لوگوں میں بحث ہونے لگی، انھوں نے (فیصلہ کروانے کے لیے) خارجہ بن زید کی طرف پیغام بھیجا، اس نے کہا: میرے باپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ لمبا قیام کرتے تھے اور اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے، میں جانتا ہوں کہ یہ حرکت صرف قراءت کرنے کے لیے ہی ہوتی تھی۔

(١٦١٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط البخاری۔ أخرجه ابوداود: ٨٠٩ واقتصر على القسم الاول (انظر: ٢٢٤٦)

(١٦١٩) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه البخاری فی "القراءة خلف الامام": ٢٩٢، والطبرانی: ٤٨٨٦، واحمد بن منيع فی "مسنده" كما فی "اتحاف الخيرة": ١٨٤٧، و البيهقی: ٢/ ١٩٣ (انظر: ٢١٥٨٠)

(١٦٢٠) عَنْ أَبِی الْأَحْوَصِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: کَانَتْ تُعْرَفُ قِرَاءَةُ النَّبِیِّ ﷺ فِی الظُّهْرِ بِتَحْرِیكِ لِحْیَتِهِ۔ (مسند احمد: ٢٣٥٤٠)

ایک صحابی ٔ رسول بیان کرتا ہے کہ: ظہر کی نماز میں نبی کریم ﷺ کی قراءت آپ کی داڑھی کی حرکت سے پہچانی جاتی تھی۔

(١٦٢١) عَنْ أَبِی سَعِیدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا نَحْزِرُ قِیَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، قَالَ فَحَزَرْنَا قِیَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الظُّهْرِ الرَّكْعَتَیْنِ الْأُوْلَیَیْنِ قَدْرَ قِرَاءَةِ ثَلَاثِیْنَ آیَةً قَدْرَ قِرَاءَةِ سُورَةِ ﴿الٓمٓ تَنْزِیلُ﴾ السَّجْدَة، قَالَ وَحَزَرْنَا قِیَامَهُ فِی الْأُخْرَیَیْنِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ وَحَزَرْنَا قِیَامَهُ فِی الْعَصْرِفِی الرَّكْعَتَیْنِ الْأُوْلَیَیْنِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ وَحَزَرْنَا قِیَامَهُ فِی الْأُخْرَیَیْنِ عَلَى النِّصْفِ مِنَ الْأُوْلَیَیْنِ۔ (مسند احمد: ١٠٩٩٩)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ظہر اور عصر میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کا اندازہ لگاتے تھے، تو ہم نے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کا تیس آیتیں یعنی سورۂ سجدہ کے پڑھنے کے برابر اندازہ لگایا اور ہم نے آپ کے قیام کا دوسری دو رکعتوں میں اس کے نصف کا اندازہ لگایا ،ہم نے عصر میں پہلی دو رکعتوں میں آپ کے قیام کا اندازہ (ظہر کی پہلی دو رکعتوں) کے نصف کے برابر لگایا۔ اور دوسری دو رکعتوں میں پہلی دو کے نصف کا اندازہ لگایا۔

فوائد: ......اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت تیس تیس آیتوں کے برابر ہوتی اور دوسری دو رکعتیں اس قیام کے نصف یعنی پندرہ پندرہ آیتوں کے برابر ہوتیں اور عصر کی پہلی دو رکعتیں ظہر کی آخری دو رکعتوں کے برابر ہوتیں اور اس کی دوسری دو رکعتیں اس سے بھی نصف یعنی سات سات آیات کے برابر ہوتیں تھیں۔

(١٦٢٢) عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ: حَدَّثَنِی قَزْعَةُ قَالَ: أَتَیْتُ أَبَا سَعِیْدٍ وَهُوَ مَكْثُوْرٌ عَلَیْهِ، فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ قُلْتُ إِنِّی لَا أَسْأَلُكَ عَمَّا یَسْأَلُكَ هٰؤُلَاءِ عَنْهُ، قُلْتُ

قزعہ کہتے ہیں: میں سیدنا اَبو سعید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، ان کے پاس بہت لوگ آئے ہوئے تھے، جب وہ ان سے علیحدہ ہوئے تو میں نے کہا: جس چیز کے بارے میں یہ لوگ سوال کر رہے تھے، میں اس کے بارے میں پوچھنے کے لیے نہیں آیا، میں تو

(١٦٢٠) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ١/ ٣٦٢ (انظر: ٢٣١٥٣)

(١٦٢١) تخریج: أخرجه مسلم: ٤٥٢ (انظر: ١٠٩٨٦)

(١٦٢٢) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم۔ وهو حدیث طویل، أخرجه بعضه مسلم: ١١٢٠، وابوداود ٢٤٠٦، لكن لیس فیهما قصة صلاة الظهر هذه۔ (انظر: ١١٣٠٧)

أَسْأَلُكَ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: مَالَكَ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ خَيْرٍ فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ، فَقَالَ: كَانَتْ صَلَاةُ الظُّهْرِ تُقَامُ فَيَنْطَلِقُ أَحَدُنَا إِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقْضِيْ حَاجَتَهُ ثُمَّ يَأْتِيْ أَهْلَهُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى۔ (مسند احمد: ۱۱۳۲۷)

آپ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہوں، انھوں نے کہا: اس میں تو تیرے لیے کوئی خیر نہیں ہے۔لیکن جب میں نے اپنی بات کو دوہرایا تو انھوں نے کہا: ظہر کی نماز کھڑی کر دی جاتی، ہم میں سے ایک آدمی بقیع کی طرف جاتا، قضائے حاجت کرتا، پھر اپنے گھر آ کر وضو کرتا، پھر مسجد کی طرف آتا اور رسول اللہ ﷺ ابھی تک پہلی رکعت میں ہوتے۔

فوائد: ......عصر حاضر میں مذہب سے دوری، اس میں عدم دلچسپی اور عجلت پسندی نے لوگوں کو اس قسم کی احادیث مبارکہ سے بہت دور کر دیا ہے۔

(۱٦۲۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ وَقْعَ قَدَمٍ۔ (مسند احمد: ۱۹۳۵۹)

سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی پہلی رکعت میں قیام جاری رکھتے، حتی کہ کسی (داخل ہونے والے کے) قدم کی آواز نہ سنتے۔

(۱٦۲٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ وَنَحْوِهَا، وَفِي الصُّبْحِ بِأَطْوَلَ مِنْ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۹۳)

سیدنا جابر بن سمرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز میں سورۂ اعلی اور اس جیسی سورتوں کی اور نماز فجر میں اس سے لمبی سورتوں کی تلاوت کرتے تھے۔

فوائد: ......مسند احمد میں ہی اس حدیث کے دوسرے طرق میں نماز ظہر میں سورۂ لیل، سورۂ بروج اور سورۂ طارق کے پڑھنے کا بھی ذکر موجود ہے۔

(۱٦۲۵) عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: اِجْتَمَعَ ثَلَاثُوْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا أَمَّا مَا يَجْهَرُ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْقِرَاءَةِ فَقَدْ

ابو العالیہ کہتے ہیں: تیس صحابہ جمع ہوئے اور انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ (جن نمازوں) میں بلند آواز سے قراءت کرتے تھے، اس کو تو ہم جانتے ہیں، لیکن آپ ﷺ (جن

(۱٦۲۳) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الراوي عن عبد الله بن ابي اوفي۔ أخرجه ابوداود: ۸۲ (انظر: ۱۹۱٤٦)

(۱٦۲٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٦۰ (انظر: ۲۰۸۰۸)

(۱٦۲۵) تخريج: حديث صحيح، وهذان اسنادا ضعيفان۔ أخرجه ابن ماجه: ۸۲۸ (انظر: ۲۳۰۹۷)

عَلِمْنَاهُ، وَمَا لَا يَجْهَرُ فِيْهِ فَلَا نَقِيْسُ بِمَا يَجْهَرُ بِهِ ، قَالَ: فَاجْتَمَعُوا فَمَا اخْتَلَفَ مِنْهُمْ اثْنَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِيْ صَلَاةِ الظُّهْرِ قَدْرَ ثَلَاثِيْنَ آيَةً فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذَلِكَ، وَيَقْرَأُ فِي الْعَصْرِ فِي الْأُوْلَيَيْنِ بِقَدْرِ النِّصْفِ مِنْ قِرَاءَ تِهِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ، وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذَلِكَ۔
(مسند احمد: ٢٣٤٨٥)

نمازوں میں) جہری قراءت نہیں کرتے تھے، اب ان کو جہر والی نمازوں پر قیاس تو نہیں کرتے۔ پھر وہ اس امر پر متفق ہو گئے اور ان میں کوئی دو بھی اختلاف کرنے والے نہیں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں تیں تیں آیتوں کے بقدر اور دوسری دو رکعتوں میں اس سے نصف کے بقدر تلاوت کرتے تھے، اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ظہر کی پہلی دو رکعتوں کے نصف کے برابر اور اس کی آخری دو رکعتوں میں اس سے بھی نصف کے بقدر تلاوت کرتے تھے۔

فوائد: ......ظہر وعصر کی تلاوت کی مقدار کے بارے میں مذکورہ بالا اور دیگر مختلف روایات مروی ہیں، کسی سے طویل مقدار کا ثبوت ملتا ہے اور کسی سے مختصر مقدار کا۔ امام نووی نے اس صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے کہا: علمائے کرام کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازیوں کے حالات کو دیکھ کر اطالت یا اختصار اختیار کرتے تھے، اگر مقتدی لمبی نماز کو پسند کر رہے ہوتے اور آپ ﷺ کی اور ان کی کوئی مصروفیت بھی نہ ہوتی تو قیام کو لمبا کر دیا جاتا تھا، بصورتِ دیگر اختصار کو ملحوظِ خاطر رکھا جاتا تھا، کبھی کبھار ایسے بھی ہوتا کہ آپ ﷺ کا ارادہ تو یہ ہوتا کہ طویل قیام کیا جائے، لیکن کسی عذر کے جنم لینے کی وجہ سے مختصر قیام کو ترجیح دی جاتی تھی، مثلا بچے کے رونے کی آواز سننا، ......خلاصہ کلام یہ ہے کہ بیمار، کمزور اور حاجت مند لوگوں کی وجہ سے تخفیف کو ہی ترجیح دی جائے، اگر یہ وجوہات معدوم ہوں تو طوالت کو اختیار کر لینا چاہیے۔

(٢٣) بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ
مغرب میں قراءت کا بیان

(١٦٢٦) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَبَهْزٌ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ بَعْضَ إِخْوَتِيْ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بدر والے (قیدی) مشرکوں کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، اس وقت وہ مسلمان نہیں تھے، وہ کہتے ہیں: جب میں آپ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ نمازِ مغرب پڑھا رہے تھے اور اس میں سورۂ طور کی تلاوت کر

(١٦٢٦) تخريج: حديث صحيح دون قوله: "فكأنما صدع قلبي حيث سمعت القرآن"۔ أخرجه الطيالسي: ٩٤٣، وابو يعلى: ٧٤٠٧، وأخرجه البخاري: ٤٨٥٤، ومسلم: ٤٦٣ بذكر الطور في المغرب فقط۔ (انظر: ١٦٧٣٥، ١٦٧٨٥)

مُطْعِمٍ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فِي فِدَاءِ الْمُشْرِكِينَ قَالَ بَهْزٌ فِي فِدَاءِ أَهْلِ بَدْرٍ، وَقَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ وَمَا أَسْلَمَ يَوْمَئِذٍ، قَالَ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ وَهُوَ يَقْرَأُ فِيهَا بِالطُّوْرِ قَالَ فَكَأَنَّمَا صُدِعَ قَلْبِي حَيْثُ سَمِعْتُ الْقُرْآنَ، وَقَالَ بَهْزٌ فِي حَدِيثِهِ فَكَأَنَّمَا صُدِعَ قَلْبِي حِينَ سَمِعْتُ الْقُرْآنَ۔ (مسند احمد: ١٦٩٠٧)

رہے تھے، یہ قرآن سن کر مجھے یوں محسوس ہوا کہ میرا دل پھٹنے لگا ہے۔

فوائد: ......سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے دل کی یہ کیفیت سماعِ قرآن کی تاثیر کی وجہ سے تھی، جبکہ وہ اس وقت مسلمان بھی نہیں تھے، ہم کو اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے، جبکہ ہم مسلمان بھی ہیں۔ سورۂ طور کے دو رکوع اور انچاس آیات ہیں۔

(١٦٢٧) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ لَهُ: مَالِي أَرَاكَ تَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ السُّوَرِ، قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِيهَا بِطُولَى الطُّولَيَيْنِ، قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ (وَفِي رِوَايَةٍ قُلْتُ لِعُرْوَةَ) مَاطُولَى الطُّولَيَيْنِ قَالَ الْأَعْرَافُ۔ (مسند احمد: ٢١٩٨٠)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مروان سے کہا: کیا وجہ ہے کہ میں تجھے نماز مغرب میں چھوٹی چھوٹی سورتوں کی تلاوت کرتے ہوئے ہی سنتا ہوں، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تو اس نماز میں دو لمبی سورتوں میں سے ایک لمبی سورت پڑھتے تھے۔ ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں: میں نے عروہ سے کہا: دو لمبی سورتوں میں سے ایک لمبی سورت سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: وہ سورۂ اعراف ہے۔

(١٦٢٨) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا وَكِيعٌ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَوْ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالْأَعْرَافِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٣٩٤٠)

سیدنا ابو ایوب یا سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مغرب کی دو رکعتوں میں سورۂ اعراف کی تلاوت کی۔

(١٦٢٧) تخريج: أخرجه البخارى: ٧٦٤ (انظر: ٢١٦٤١)

(١٦٢٨) تخريج: انظر الحديث رقم: ٥٧٥ (انظر: ٢٣٥٤٤)

فوائد:......سورۂ اعراف کے چوبیس رکوع اور (۲۰۶) آیتیں ہیں۔

(١٦٢٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّـهُ قَـالَ: إِنَّ أُمَّ الْـفَـضْلِ بِنْتَ الْحَـارِثِ سَـمِـعَتْـهُ وَهُوَ يَقْرَأُ ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ فَـقَـالَتْ: يَابُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَ تِكَ هٰذِهِ السُّـوَرَ ةَ، إِنَّهَـا لَآخِـرُ مَـاسَمِعْتُ رَسُوْلَ الـلّٰـهِ ﷺ يَـقْـرَأُ بِهَـا فِـى الْمَغْرِبِ۔ (مسند احمد: ٢٧٤٢٢)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدہ ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے مجھے سورۂ مرسلات کی تلاوت کرتے ہوئے سن کر کہا: اے میرے پیارے بیٹے! تو نے یہ سورت پڑھ کر مجھے (یہ بات) یاد کرادی ہے کہ یہ آخری سورت ہے، جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب کی نماز میں پڑھتے ہوئے سنا تھا۔

فوائد:......سورۂ مرسلات کے دو رکوع اور پچاس آیات ہیں۔

(١٦٣٠) عَـنْ أُمِّ الْـفَـضْـلِ بِـنْـتِ الْحَارِثِ رَضِـيَ الـلّٰـهُ عَـنْهَا قَالَتْ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِهِ مُتَوَشِّحًا فِيْ ثَوْبِ الْمَغْرِبَ فَـقَـرَأَ الْـمُـرْسَلَاتِ، مَا صَلّٰى بَعْدَهَا حَتّٰى قُبِضَ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٧٤٠٨)

سیدہ ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں ایک کپڑے میں لپٹ کر ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور سورۂ مرسلات کی تلاوت کی، اس کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی، حتی کہ فوت ہو گئے۔

(١٦٣١) عَـنْ حَـنْـظَـلَةَ السُّدُوْسِيِّ قَـالَ: قُـلْتُ لِعِكْرِمَةَ: إِنِّيْ أَقْرَأُ فِيْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِــ ﴿قُـلْ أَعُـوذُبِـرَبِّ الْـفَلَقِ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُـوذُبِـرَبِّ الـنَّـاسِ﴾، وَإِنَّ نَاسًا يَعِيْبُوْنَ ذٰلِكَ عَـلَـيَّ؟ فَـقَـالَ: وَمَـا بَـأْسٌ بِذٰلِكَ، اِقْـرَأْهُمَا فَإِنَّهُمَا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِيْ

حنظلہ سدوسی کہتے ہیں: میں نے عکرمہ سے کہا کہ میں مغرب کی نماز میں سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی تلاوت کرتا ہوں، لیکن لوگ مجھ پر اس کا عیب لگاتے ہیں؟ انھوں نے کہا: اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے، تو ان کو پڑھ سکتا ہے، کیونکہ یہ قرآن سے ہیں۔ مجھے تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بھی بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور دو رکعتیں

(١٦٢٩) تخريج: أخرجه البخارى: ٧٦٣، ومسلم: ٤٦٢ (انظر: ٢٦٨٨٤)

(١٦٣٠) تـخـريج: أخطأ موسى بن داود الضبى، فأدخل حديثا فى حديث۔ فقولها: صلى بنا رسول الله ﷺ فـى بيتـه متـوشـحا فى ثوب، انما هو من حديث انس، وهو حديث صحيح (مسند احمد: ١٣٢٦٠)، وأما حديث: قرأ رسول الله ﷺ فـى المغرب سورة المرسلات، فهو من حديث ام الفضل، وهو حديث صحيح (مسند احمد: ٢٦٨٦٨) أما هذا الحديث، فأخرجه النسائى: ٢/ ١٦٨ (انظر: ٢٦٨٧١)

(١٦٣١) تـخـريج: اسناده ضعيف لضعف حنظلة السدوسى۔ أخرجه البيهقى: ٢/ ٦١ مختصرا بالمرفوع فقط، وأخرجه بطوله ابن خزيمة ٥١٣ (انظر: ٢٥٥٠)

ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يَقْرَأْ فِيْهِمَا إِلَّا بِأُمِّ الْكِتَابِ۔ (مسند احمد: ٢٥٥٠)

پڑھیں اور ان میں صرف سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی۔

فوائد: …… یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پر اکتفا کرنا درست ہے، پہلے اس کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

(١٦٣٢) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عِمْرَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُوْلُ: تَعَلَّقْتُ بِقَدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَقْرِئْنِيْ سُوْرَةَ هُوْدٍ وَسُوْرَةَ يُوْسُفَ۔ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَاعُقْبَةُ بْنَ عَامِرٍ! لَمْ تَقْرَأْ سُوْرَةً أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا أَبْلَغَ عِنْدَهُ مِنْ ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ قَالَ يَزِيْدُ لَمْ يَكُنْ أَبُوْ عِمْرَانَ يَدَعُهَا، وَكَانَ لَا يَزَالُ يَقْرَأُهَا فِيْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ۔ (مسند احمد: ١٧٥٥٤)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہے: میں رسول اللہ ﷺ کے قدم کے ساتھ چمٹ گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے سورۂ ہود اور سورۂ یوسف پڑھا دیں، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عتبہ بن عامر! کوئی ایسی سورت نہیں پڑھی گئی جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند اور سب سے زیادہ بلیغ ہو، ما سوائے سورۂ فلق کے۔ (یہ حدیث سننے کے بعد) ابوعمران اس سورت کو نہیں چھوڑتے تھے اور ہمیشہ نماز مغرب میں پڑھتے تھے۔

(۲۴) بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَآءِ
عشا میں قراءت کرنے کا بیان

(١٦٣٣) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ أَنْ يُقْرَأَ بِالسَّمٰوَاتِ فِي الْعِشَاءِ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ نماز عشاء میں ''سماوات'' والی سورتوں کی تلاوت کی جائے۔

فوائد: …… سماوات سے مراد سورۂ بروج اور سورۂ طارق ہیں، جو یوں شروع ہوتی ہیں: ﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ۔ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ۔﴾

(١٦٣٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز میں ''السماء'' والی یعنی سورۂ بروج اور سورۂ طارق کی تلاوت کرتے تھے۔

(١٦٣٢) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه النسائي: ٨/ ٢٥٤، والدارمي: ٣٤٣٩ (١٧٤١٨، ١٧٢٤١)

(١٦٣٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الثاني

(١٦٣٤) تخريج: اسناده ضعيف، ابو المهزم ضعفه ابن معين و ابو زرعة وابو حاتم، وقال الدارقطني: يترك، وقال النسائي: متروك الحديث، ورزيق بن ابي سلمى مجهول الحال۔

بِالسَّمَاءِ يَعْنِي ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ۔ (مسند احمد: ٨٣١٤)

(١٦٣٥) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) وَمَا سَمِعْتُ إِنْسَانًا أَحْسَنَ قِرَاءَةً منه (وَفِيْ أُخْرٰى) فَلَمْ أَسْمَعْ أَحْسَنَ صَوْتًا وَلَا أَحْسَنَ صَلَاةً مِنْهُ۔ (مسند احمد: ١٨٦٩٧)

سیدنا براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، آپ ﷺ نے نمازِ عشا کی ایک رکعت میں سورۂ تین پڑھی، میں نے ایسا انسان نہیں سنا جو قرأت میں آپ ﷺ سے اچھا ہو۔ ایک روایت میں ہے: میں نے کسی ایسے آدمی کو نہیں سنا جو آواز کے لحاظ سے اور نماز کے لحاظ سے آپ ﷺ سے اچھا ہو۔

(١٦٣٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِيْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَأَشْبَاهِهَا مِنَ السُّوَرِ۔ (مسند احمد: ٢٣٣٨٢)

سیدنا بریدہ اسلمی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز میں سورۂ شمس اور اس جیسی سورتوں کی تلاوت کرتے تھے۔

(١٦٣٧) عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ قَالَ: صَلّٰى أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ ؓ بِأَصْحَابِهِ وَهُوَ مُرْتَحِلٌ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ مِائَةَ آيَةٍ مِنْ سُوْرَةِ النِّسَاءِ فِيْ رَكْعَةٍ فَأَنْكَرُوْا ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا آلُوْتُ أَنْ أَضَعَ قَدَمِيْ حَيْثُ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدَمَهُ، وَأَنْ أَصْنَعَ مِثْلَ مَاصَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٩٩٩٨)

ابومجلز کہتے ہیں: سیدنا ابوموسی اشعری ؓ نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی، جبکہ وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف سفر کررہے تھے، انہوں نے دو رکعت نماز عشاء پڑھائی، پھر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت میں سورۂ نساء کی سو آیات پڑھ دیں۔ جب لوگوں نے اس چیز کا ان پر اعتراض کیا تو انھوں نے کہا: جہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنا قدم رکھا، میں نے اسی جگہ پر قدم رکھنے میں اور آپ ﷺ نے جو کچھ کیا، میں نے اسی طرح کرنے میں کوئی کمی نہیں کی۔

فوائد: ......آخری جملے میں سیدنا ابوموسی ؓ کی طرف سے آپ ﷺ کی اطاعت کی شدت کو مبالغہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، ان کا مقصد یہ ہے کہ یہ عمل ان کے ذاتی اجتہاد کا نتیجہ نہیں ہے، بلکہ اس سلسلے میں انھوں نے

(١٦٣٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٦٧، ٤٩٥٢، ومسلم: ٤٦٤ (انظر: ١٨٥٠٣)

(١٦٣٦) تخريج: اسناده قوي۔ أخرجه الترمذي: ٣٠٩، والنسائي: ٢/ ١٧٣ (انظر: ٢٢٩٩٤)

(١٦٣٧) تخريج: قال الالباني: صحيح۔ أخرجه الطيالسي: ٥١٢، والنسائي: ٣/ ٢٤٣، وللوتر بركعة شواهد (انظر: ١٩٧٦٠)

رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کی ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وتر سے پہلے کوئی نفل نماز پڑھے بغیر صرف ایک رکعت وتر ادا کرنا بھی درست ہے۔

(۲۵) بَابُ الْقِرَاءَ ةِ فِي الصُّبْحِ وَصُبْحِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ
صبح میں اور جمعہ کی دن کی صبح میں قراءت کا بیان

(۱۶۳۸) عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَهِ أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَسَمِعَهُ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ وَ ﴿يٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيْمِ﴾ (مسند احمد: ۱۶۵۱۰)

مدینہ منورہ کا ایک باشندہ کہتا ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی اور آپ ﷺ کو نمازِ فجر میں سورۂ ق اور سورۂ یٰس کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

فوائد:...... سورۂ تکویر کی آیات کی تعداد (۲۹) ہے

(۱۶۳۹) عَنْ عَمْرِوبْنِ حُرَيْثٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَاعَسْعَسَ﴾۔ (مسند احمد: ۱۸۹۴۰)

سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نمازِ فجر میں سورۂ تکویر کی تلاوت کرتے ہوئے سنا، اس میں آپ ﷺ نے یہ آیت بھی پڑھی: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَاعَسْعَسَ﴾

(۱۶۴۰) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ ﴿لَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ۔ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ﴾۔ (مسند احمد: ۱۸۹۴۴)

(دوسری سند) انھوں ے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی اور آپ ﷺ کو یہ آیات پڑھتے ہوئے سنا: ﴿لَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ۔ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ﴾

فوائد:...... یہ سورۂ تکویر کی ہی آیات ہیں۔

(۱۶۴۱) عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ ﴿وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ﴾۔ (مسند احمد: ۱۹۱۱۰)

سیدنا قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فجر کی نماز میں یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: ﴿وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ﴾۔

(۱۶۳۸) تخريج: حديث صحيح دون قوله: ((يسن والقرآن الحكيم)) لتفرد سماك بن حرب به، وهو ممن لا يحتمل تفرده لسوء حفظه۔ ولقراءة النبي ﷺ سورة ﴿ق﴾ في الفجر شاهد من حديث قطبة بن مالك عند مسلم: ۴۵۷ (انظر: ۱۶۳۹۶)۔ (۱۶۳۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۴۵۶ (انظر: ۱۸۷۳۳)

(۱۶۴۰) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۱۸۷۳۷)

(۱۶۴۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۴۵۷ (انظر: ۱۸۹۰۳)

فوائد: ...... یہ سورۂ ق کی آیت ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ نے نمازِ فجر میں اس سورت کی تلاوت کی، یہ سورت تین رکوعات اور (۴۵) آیات پر مشتمل ہے۔

(١٦٤٢) عَنْ أُمِّ هِشَامِ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا أَخَذْتُ ﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ إِلَّا مِنْ وَرَاءِ النَّبِيِّ ﷺ، كَانَ يُصَلِّي بِهَا فِي الصُّبْحِ۔ (مسند احمد: ٢٨١٨١)

ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے سورۂ ق کو یاد نہیں کیا، مگر اس حال میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے کھڑی ہوتی تھی، کیونکہ آپ ﷺ نماز فجر میں اس کی تلاوت کرتے تھے۔

فوائد: ......اس مضمون کے ساتھ سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ضعیف ہے، اس کے مقابلے میں ثقات کی محفوظ اور مقبول روایت یہ ہے: سیدہ ام ہشام کہتی ہیں: میں نے جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے منہ سے ﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ سن کر یاد کر لی، آپ ﷺ ہر جمعہ کو خطبہ میں اس سورت کی تلاوت کرتے تھے۔ (مسند احمد: ۲۷۶۳۸، مسلم: ۸۷۲) یہ علیحدہ بات ہے کہ صحیح مسلم (۴۵۷) میں سیدنا قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آپ ﷺ سے نماز فجر میں سورۂ ق کی تلاوت کرنا ثابت ہے، یہ روایت ابھی ابھی گزری ہے۔

(١٦٤٣) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُتَقَارِبَةً وَأَبُو بَكْرٍ حَتَّى كَانَ عُمَرُ فَمَدَّ فِي صَلَاةِ الْغَدِ۔ (مسند احمد: ١٣١٠٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی نماز درمیانی ہوتی تھی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بھی اسی طرح رہی، حتی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آ گئے، انھوں نے نماز فجر میں قیام لمبا کر دیا۔

فوائد: ......اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ نبی کریم ﷺ اور خلیفۂ اول کی نمازیں مختصر ہوتی تھیں، جیسا کہ اس باب کی دیگر احادیث اور آخر میں دیئے گئے خلاصۂ کلام سے پتہ چلے گا۔ بہرحال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نماز فجر میں قراءت کی مقدار کو مزید بڑھا دیا تھا۔

(١٦٤٤) عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يُخَفِّفُ وَلَا يُصَلِّي

سماک بن حرب کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی نماز کیبارے میں پوچھا، انہوں نے کہا: آپ ﷺ تخفیف کرتے تھے اور اِن موجودہ لوگوں کی

(١٦٤٢) تخريج: اسناده ضعيف بهذه السياقة، عبد الرحمن بن ابى الرجال صدوق ربما أخطأ، وقد خالف هنا الرواة عن يحيىٰ بن سعيد الانصارى فى متن الحديث۔ أخرجه بهذه اللفظة: النسائى: ٢/ ١٥٧

(١٦٤٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابويعلى: ٣٨٤٤ (انظر: ١٣٠٧٣)

(١٦٤٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٥٨ (انظر: ٢٠٩٧١)

صَلَاةَ هٰؤُلَاءِ، قَالَ وَنَبَّأَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ وَنَحْوِهَا۔ (مسند احمد: ٢١١٣٢)

نماز کی طرح نماز نہیں پڑھتے تھے۔آپ ﷺ نماز فجر میں سورۂ ق اوراس جیسی سورتوں کی تلاوت کرتے تھے۔

(١٦٤٥) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ الصَّلَوَاتِ كَنَحْوٍ مِنْ صَلَاتِكُمُ الَّتِي تُصَلُّوْنَ الْيَوْمَ وَلٰكِنَّهُ كَانَ يُخَفِّفُ، كَانَتْ صَلَاتُهُ أَخَفَّ مِنْ صَلَاتِكُمْ، وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ الْوَاقِعَةَ وَنَحْوَهَا مِنَ السُّوَرِ۔ (مسند احمد: ٢١٣٠٦)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: آج تم لوگ جو نماز ادا کر رہے ہو، رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح ہی نمازیں پڑھتے تھے، البتہ آپ تخفیف کرتے تھے، آپ ﷺ کی نماز تمہاری نماز کی بہ نسبت تخفیف والی ہوتی تھی اور آپ ﷺ نمازِ فجر میں سورۂ واقعہ اوراس جیسی سورتیں تلاوت کرتے تھے۔

فوائد:......سورۂ واقعہ تین رکوعات اور (۹۶) آیات پر مشتمل ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ اِن بعد والے لوگوں نے نمازوں کواس قدر طویل کر دیا تھا کہ اس کے مقابلے میں آپ ﷺ کی سورۂ واقعہ کی تلاوت بھی مختصر نظر آتی تھی۔

(١٦٤٦) عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ بِالسِّتِّيْنَ إِلَى الْمِائَةِ۔ (مسند احمد: ٢٠٠٠٥)

سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات کی تلاوت کرتے تھے۔

(١٦٤٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ﴿الٓمٓ تَنْزِيْلُ﴾ وَ ﴿هَلْ أَتٰى﴾، وَفِي الْجُمُعَةِ سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ وَ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ﴾۔ (مسند احمد: ١٩٩٣)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن نمازِ فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر کی اور نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون کی تلاوت کرتے تھے۔

فوائد:......ان سورتوں کی کمیت درج ذیل ہے:

سورہ سجدہ:..... تین رکوعات اور (۳۰) آیات

(١٦٤٥) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه عبد الرزاق: ٢٧٢٠، وابن خزيمة: ٥٣١، وابن حبان: ١٨١٣، وانظر الحديث السابق (انظر: ٢٠٩٩٥)

(١٦٤٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٤٧، ٥٩٩، ومسلم: ٦٤٧ (١٩٧٦٧، ١٩٨٠٠)

(١٦٤٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٨٧٩ (انظر: ٣١٦٠)

سورۂ دھر:..... دو رکوعات اور (۳۱) آیات

سورۂ جمعہ:..... دو رکوعات اور (۱۱) آیات

سورۂ منافقون:..... دو رکوعات اور (۱۱) آیات

(۱۶۴۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَرَأَ السَّجْدَةَ فِي الْمَكْتُوْبَةِ ۔ (مسند احمد: ۵۹۵۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے تین مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ ﷺ نے فرض نمازوں میں سورۂ سجدہ کی تلاوت کی۔

فوائد:..... گزشتہ حدیث، اس حدیث سے کفایت کرتی ہے۔

خلاصۂ کلام:

پانچوں نمازوں کی قراءت کے بارے میں مختلف روایات گزری ہیں، اگر کسی نماز میں طویل قراءت کو اختیار کیا گیا تو دوسری طرف اختصار کو ملحوظ خاطر رکھنے کی ترغیب بھی دلائی گئی، اس سلسلے میں آپ درج ذیل بحث کو ذہن نشین کرنے کی کوشش کریں، اگرچہ بعض امور میں تکرار نظر آئے گا، لیکن مسئلہ سمجھانے کے لیے ان کا ذکر ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو مقتدیوں کا خیال رکھتے ہوئے تخفیف کرتے تھے، لیکن اکیلی نماز میں بہت زیادہ طوالت اختیار کرتے تھے، لیکن آج کل معاملہ اس کے برعکس ہے۔ الا ماشاء اللہ عوام کو یہ سوچنا چاہئے کہ تخفیف کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ وہ نماز میں جتنا اختصار چاہیں، اتنا ہی کر دیا جائے، دیکھنا چاہئے کہ نبی کریم ﷺ جب ہلکی نماز پڑھاتے تھے، تو اس کی مقدار کیا ہوتی تھی؟ جب آپ ﷺ نے نمازِ عشاء میں سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کر دینے والے صحابی سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو مختصر نماز پڑھانے کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ساتھ سورۂ شمس، سورۂ اعلی، سورۂ لیل اور سورۂ علق کی تلاوت کرنے کی تعلیم بھی دی، یہ سورتیں بالترتیب (۱۵)، (۱۹)، (۲۱)، اور (۱۹) آیات پر مشتمل ہیں۔ نماز میں تلاوت کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ سے منقول عمل یہ ہے: نماز فجر میں تین رکوعات پر مشتمل سورۂ ق اور اِس جیسی سورتیں پڑھنا، ساٹھ سے سو آیات اور کبھی سورۂ تکویر کی تلاوت کرنا اور جمعہ کے دن پہلی رکعت میں تین رکوعات پر مشتمل سورۂ سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۂ دہر کی تلاوت کرنا۔ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں تقریباً تیس تیس اور آخری دو رکعتوں میں تقریباً پندرہ پندرہ آیات کی تلاوت کرنا اور نماز عصر کی تلاوت اس سے نصف کرنا، اسی طرح ظہر و عصر میں سورۂ لیل، سورۂ اعلی، سورۂ بروج اور سورۂ طارق جیسی سورتوں کی تلاوت کرنا۔ نماز مغرب میں دو رکوع پر مشتمل سورۂ طور کی اور کبھی دو رکوع پر مشتمل سورۂ مرسلات کی اور کبھی اعراف جیسی لمبی سورت کی تلاوت کرنا۔ نمازِ عشاء میں سورۂ تین کی تلاوت کرنا اور سورۂ شمس اور سورۂ لیل جیسی سورتوں کی تلاوت کرنے کی تعلیم دینا۔ یہ ہیں آپ ﷺ کی نمازوں کے چند نمونے، لیکن صحابہ کرام نے ان نمازوں کو خفیف کہا۔ معلوم ہوا کہ اس موضوع پر ''خفیف'' کا لفظ عوام الناس کے فہم

(۱۶۴۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف جابر بن یزید الجعفی (انظر: ۵۹۵۷)

کے مطابق علی الاطلاق استعمال نہیں ہوگا، بلکہ یہ نسبتی لفظ ہے، یعنی اس کو آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں سمجھا جائے بہرحال امام کو چاہئے کہ وہ مقتدیوں کی رو رعایت کرے اور مقتدی لوگوں کو اگر علم ہو جائے کہ جس نماز کو وہ طویل سمجھ رہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے یہی نماز پڑھنے پڑھانے کی تعلیم دی ہے تو پھر انہیں بھی خاموشی اختیار کرنا چاہئے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سب سے پہلے مقتدی حضرات نبی کریم ﷺ کی نماز کی کمیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں، اگر ان کا امام اس حد سے تجاوز کرے تو وہ اعتراض کر سکتے ہیں، وگرنہ ان کو صبر کے ساتھ خاموش رہنا چاہیے۔ ہاں اگر مقتدیوں میں معروف مریض لوگ ہوں تو ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ اگر مقتدی لوگ اپنے اصرار پر برقرار رہیں اور آپ ﷺ کی احادیث نہ سمجھ پا رہے ہوں تو امام صاحب کو چاہئے کہ وہ حکمت و دانائی سے کام لے، نماز کے دوران اختصار کرے اور درجہ بدرجہ مقتدیوں کی تربیت کرے اور ان کو اعلی قول و کردار کا مالک بنا کر احادیثِ رسول کا شائق بنانے کی کوشش کرے۔

(۲٦) بَابُ جَامِعِ صِفَةِ الْقِرَاءَةِ مِنْ سِرٍّ وَجَهْرٍ وَمِنْ تَرْتِيلٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

قراءت کے سری اور جہری ہونے کا اور ترتیل وغیرہ کا بیان

(۱٦٤٩) عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: كَانَ أَبُوبَكْرٍ ؓ يُخَافِتُ بِصَوْتِهِ إِذَا قَرَأَ، وَكَانَ عُمَرُ ؓ يَجْهَرُ بِقِرَاءَتِهِ، وَكَانَ عَمَّارٌ ؓ إِذَا قَرَأَ يَأْخُذُ مِنْ هٰذِهِ السُّورَةِ وَهٰذِهِ، فَذُكِرَ ذَاكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ ؓ: ((لِمَ تُخَافِتُ؟)) قَالَ: إِنِّي لَأُسْمِعُ مَنْ أُنَاجِي، وَقَالَ لِعُمَرَ ؓ: ((لِمَ تَجْهَرُ بِقِرَاءَتِكَ؟)) قَالَ: أُفْزِعُ الشَّيْطَانَ وَأُوقِظُ الْوَسْنَانَ، وَقَالَ لِعَمَّارٍ: ((لِمَ تَأْخُذُ مِنْ هٰذِهِ السُّورَةِ وَهٰذِهِ؟)) قَالَ: أَتَسْمَعُنِي أَخْلِطُ بِهِ مَالَيْسَ مِنْهُ؟ قَالَ: ((لَا۔)) قَالَ: فَكُلُّهُ طَيِّبٌ۔ (مسند احمد: ۸٦۵)

سیدنا علی ؓ کہتے ہیں: جب سیدنا ابو بکر ؓ قراءت کرتے تو اپنی آواز کو آہستہ رکھتے تھے، سیدنا عمر ؓ باآواز بلند قراءت کرتے تھے اور سیدنا عمار ؓ جب قراءت کرتے تو کچھ اس سورت سے پڑھ لیتے تھے اور کچھ اُس سورت سے۔ جب یہ بات نبی کریم ﷺ کو بتلائی گئی تو آپ ﷺ نے سیدنا ابو بکر ؓ سے پوچھا: ''آپ آہستہ کیوں پڑھتے ہیں؟'' انہوں نے کہا: جی میں جس ہستی سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہوں، اس کو سناتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے سیدنا عمر ؓ سے پوچھا: ''آپ بلند آواز سے تلاوت کیوں کرتے ہیں؟'' انہوں نے کہا: میں شیطان کو ڈراتا ہوں اور ہلکی نیند سونے والے کو جگاتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے سیدنا عمار ؓ سے پوچھا: ''کچھ اس سورت سے پڑھتے ہو اور کچھ اُس سورت سے، ایسے کیوں کرتے ہو؟'' انہوں نے کہا: بھلا کیا آپ نے مجھے سنا ہے کہ

(۱٦٤٩) تخریج: اسنادہ ضعیف، لجھالۃ حال ھانیء بن ھانیء، وابو اسحاق تغیر بأخرۃ، وروایۃ زکریا بن ابی زائدۃ عنہ بعد تغیرہ۔ أخرجہ نحوہ مختصرا الطبری: ۱۵/ ۱۷٦، والبیھقی فی ''شعب الایمان'': ۲٦۱۲ (انظر: ۸٦۵)

میں نے اس قرآن میں ایسا کلام ملا دیا ہو جو اس میں سے نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' انہوں نے کہا: تو پھر سارا کلام ہی اچھا ہے، (اس لیے میں جہاں سے چاہتا ہوں، ضرورت کے مطابق پڑھ لیتا ہوں)۔

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ رات کبھی سرّاً تلاوت کیا کرتے تھے اور کبھی جہراً، فرضی نماز میں جہری اور سرّی تلاوت کا معاملہ بھی واضح ہے، جب مختلف لوگ ایک مقام پر اپنی اپنی نماز پڑھ رہے ہوں، تو ہر ایک کو سرّی آواز میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ دوسرا نمازی متاثر نہ ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب نمازی اکیلا ہو تو وہ دھیمی آواز میں تلاوت کیا کرے۔ اس حدیث کے آخری حصے سے معلوم ہوا کہ مختلف مقامات سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا درست ہے۔

(١٦٥٠) عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنْ قِرَاءَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: كَانَ يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهُ مَدًّا۔ (مسند احمد: ١٢٢٢٢)

قتادہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے کہا: آپ ﷺ قراءت کرتے ہوئے اپنی آواز کو کافی لمبا کرتے تھے۔

فوائد: ......صحیح بخاری کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ثُمَّ قَرَأَ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾، يَمُدُّ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ وَيَمُدُّ بِـ ﴿الرَّحْمٰنِ﴾ وَيَمُدُّ بِـ ﴿الرَّحِيْمِ﴾۔ یعنی: پھر انھوں نے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کی تلاوت کی اور ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾، ﴿اَلرَّحْمٰنِ﴾ اور ﴿اَلرَّحِيْمِ﴾ کو لمبا لمبا کر کے پڑھا۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ میں ''ل'' کو، ﴿الرَّحْمٰنِ﴾ میں ''م'' کو اور ﴿الرَّحِيْمِ﴾ میں ''ح'' کو لمبا کر کے پڑھا، اس انداز کو قاری حضرات ''مدطبعی'' کہتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا﴾ ...... (اور ٹھہر ٹھہر کر قرآن کی تلاوت کیا کرو۔'' (سورۂ مزمل: ۴) اس وقت اکثر لوگ، وہ خواص ہوں یا عوام، ائمہ ہوں یا مقتدی، تلاوتِ قرآن کے اس ادب کا خیال نہیں رکھتے، تلاوت کا اہتمام کرنے والوں کی نظر معیار پر نہیں ہوتی، مقدار کی کثرت پر ہوتی ہے، ہر ایک کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ نماز تراویح میں ایک دفعہ قرآن مجید کی تلاوت مکمل ہونی چاہیے، قطع نظر اس سے قاری کیسے پڑھ رہا ہے، کوئی لفظ بھی سمجھ آ رہا ہے یا صرف آواز پر اکتفا کیا جا رہا ہے، بلکہ بعض مساجد میں تیز پڑھنے والی قاری کی تعریف کی جاتی ہے اور آہستہ پڑھنے والے کو سنت کی مخالفت کرنے کی ترغیب دلا کر اس بات پر اکسایا جاتا ہے کہ وہ بھی تیز پڑھے، تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نمازیوں کا آدھا گھنٹہ قیام میں گزر جائے اور ان کی گپ شپ کا وقت ضائع ہو جائے، (اللہ کی پناہ)۔ اس وقت ایک بڑی مصیبت یہ بھی ہے کہ نمازیوں کی قلت یا

(١٦٥٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٠٤٥ (انظر: ١٢١٩٨)

کثرت کو مساجد کی انتظامیہ کی ذلت یا عزت کا مسئلہ سمجھ لیا گیا ہے، اس عزت کے حصول کے لیے انتظامیہ کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ایسا قاری تلاش کیا جائے، جس کی آواز میں خوبصورتی بھی ہو اور تیزی بھی، قطع نظر اس سے کہ وہ خود کیسا ہو، تا کہ نمازی حضرات کھنچے چلے آئیں، اس مقصد کے لیے کھلانے پلانے اور اے سی وغیرہ کی سہولت کی لالچ بھی دی جاتی ہے۔ یہاں یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ اچھی آواز میں تلاوت کرنا ہماری شریعت کی موافقت ہے، لیکن آیت کے معنی ومفہوم اور قاری کے نیک و بد ہونے سے صرف نظر کر کے حسنِ صوت کا ہی ہو کر رہ جانا اسی شریعت کی مخالفت ہے۔

(١٦٥١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: كَانَتْ قِـرَاءَةُ رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِـاللَّيْـلِ قَدْرَ مَـا يَسْمَعُهُ مَنْ فِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ فِي الْبَيْتِ۔ (مسند احمد: ٢٤٤٦)

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قراءت اس قدر (بلند) ہوتی کہ آپ ﷺ کمرے میں ہوتے اور صحن والے اس کو سن لیتے۔

(١٦٥٢) حَدَّثَنَاعَبْدُاللهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ (ح) ابن عبد الله بن جميل وأبو عامر، حدثنا نافع عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ نَـافِعٌ: أُرَاهَا حَفْصَةَ أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ قِرَاءَةِ رَسُـوْلِ اللّٰـهِ ﷺ فَـقَـالَـتْ: إِنَّـكُـمْ لَاتَسْتَـطِيْعُوْنَهَا، قَالَ: فَقِيْلَ لَهَا: أَخْبِرِيْنَا بِهَا، قَـالَ: فَـقَـرَأَتْ قِـرَاءَةً تَـرَسَّـلَتْ فِيْهَا، قَالَ أَبُـوْعَامِرٍ: قَالَ نَافِعٌ: فَحَكَى لَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ ﴿الْحَـمْـدُ لِـلّٰـهِ رَبِّ الْـعَالَمِيْنَ﴾ ثُمَّ قَطَعَ، ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾، ثُمَّ قَطَعَ، ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾۔ (مسند احمد: ٢٧٠٠٣)

ایک زوجۂ رسول، غالبا وہ سیدہ حفصہ ؓ ہیں، بیان کرتی ہیں کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت کے بارے میں سوال کیا گیا، انھوں نے کہا: تم تو اس کی استطاعت ہی نہیں رکھتے۔ کسی نے ان سے کہا: آپ ہمیں بتلا تو دیں۔ جواباً انہوں نے قراءت کی اور اس میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔ ابن ابی ملیکہ نے اس کو یوں بیان کیا: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ پڑھا، پھر ٹھہر گئے، پھر ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھا اور اس پر وقف کیا، پھر ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پڑھا۔

فوائد: ...... یہ حدیث مختلف طرق سے روایت کی گئی ہے، دو سندیں اور ان کے متون درج ذیل ہیں، غور فرمائیں: ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں: ایک زوجۂ رسول، غالبًا وہ سیدہ حفصہ ؓ ہیں، سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت کے بارے میں سوال کیا گیا، انھوں نے کہا: تمہارے پاس اتنی طاقت ہی نہیں ہے کہ وہ قراءت کرسکو، آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر

(١٦٥١) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ١٣٢٧، والترمذى فى "الشمائل": ٣١٤ (انظر: ٢٤٤٦)

(١٦٥٢) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين (انظر: ٢٦٤٧٠)

کر پڑھتے تھے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ (صحيح لغيره، مسند احمد: ٢٦٤٥١)
ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت کے بارے میں سوال کیا گیا، انھوں نے کہا: آپ ﷺ ہر آیت پر ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے تھے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾۔ (صحيح لغيره، مسند احمد: ٢٦٥٨٣، ابوداود: ٤٠٠١، ترمذى: ٢٩٢٧) خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کے دوران ہر آیت پر وقف بھی کیا جائے اور ٹھہراؤ کا بھی خیال رکھا جائے۔ وائے مصیبت! کہ اکثر مسلمان تلاوتِ قرآن کے سلسلے میں مقدار کی طرف توجہ کرتے ہیں، معیار کو نہیں دیکھتے، بالخصوص تراویح اور رمضان میں۔ ان کا ذہن یہ ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ پاروں کی تلاوت کر کے جلدی جلدی قرآن مجید ختم کیا جائے۔ ایسے لوگوں سے گزارش ہے کہ سب سے پہلے اپنے عمل میں معیار کے مطابق حسن پیدا کریں، ترتیل کے ساتھ تلاوت کریں اور ہر ایک آیت پر وقف کریں، اگر زیادہ مقدار چاہتے ہیں تو زیادہ وقت دیں۔

(١٦٥٣) عَنْ أُمِّ هَانِىءٍ بِنْتِ أَبِىْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَنَا أَسْمَعُ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ وَأَنَا عَلٰى عَرِيْشِيْ هٰذَا وَهُوَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ۔ (مسند احمد: ٢٧٤٣٣)

سیدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں رات کے آخری ایک تہائی حصے میں نبی کریم ﷺ کی قراءت کی آواز سنتی تھی، جبکہ میں اپنے اس چھپر کی چھت پر ہوتی اور آپ ﷺ کعبہ کے پاس ہوتے۔

فوائد:...... اس اور حدیث نمبر (٥٩٧) سے پتہ چلتا ہے کہ رات کے قیام میں بآواز بلند تلاوت کرنا بھی درست ہے، اس طریقے سے نمازی کا نماز کی طرف متوجہ ہونا آسان ہو جاتا ہے، جب کسی نمازی کے پاس کوئی آدمی بھی نماز پڑھ رہا ہو تو پھر آپ ﷺ کے حکم کے مطابق آواز کو پست ہی رکھنا چاہیے۔

(١٦٥٤) عَنْ أَبِيْ لَيْلٰى رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِيْ صَلَاةٍ لَيْسَتْ بِفَرِيْضَةٍ فَمَرَّ بِذِكْرِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَقَالَ: ((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ، وَيْحٌ أَوْ وَيْلٌ لِأَهْلِ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ١٩٢٦٥)

سیدنا ابو لیلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں قراءت کرتے ہوئے سنا، جبکہ وہ نماز فرضی نہیں تھی، پس جب آپ ﷺ جنت اور آگ کے ذکر سے گزرے تو فرمایا: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ وَيْحٌ أَوْ وَيْلٌ لِأَهْلِ النَّارِ" (میں آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، آگ والوں کے لئے تباہی ہے۔)

(١٦٥٣) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه النسائى: ٢/ ١٧٨، ابن ماجه: ١٣٤٩، والترمذى فى "الشمائل": ٣١١ (انظر: ٢٦٨٩٥، ٢٦٩٠٥)

(١٦٥٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن ابى ليلى، والمطلب بن زياد الثقفى متكلم فيه، وعدى بن ثابت لم يدرك ابا ليلى۔ أخرجه ابوداود: ٨٨١، وابن ماجه: ١٣٥٢ (انظر: ١٩٠٥٥)

(١٦٥٥) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ سَأَلَ وَإِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيْهَا عَذَابٌ تَعَوَّذَ، وَإِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيْهَا تَنْزِيْهُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ سَبَّحَ۔ (مسند احمد: ٢٣٦٥٠)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رحمت والی آیت کے پاس سے گزرتے تو سوال کرتے، جب ایسی آیت سے گزرتے جس میں عذاب کا ذکر ہوتا تو پناہ مانگتے اور جب ایسی آیت تلاوت کرتے، جس میں اللہ تعالیٰ کی تنزیہ بیان کی جاتی تو اس کی تسبیح بیان کرتے۔

فوائد: ......سوال کرنے، پناہ مانگنے اور تسبیح بیان کرنے کے لیے کوئی الفاظ بھی کہے جا سکتے ہیں تنزیہ اور تسبیح ہم معنی الفاظ ہیں، ان کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک قرار دینا، جیسے ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ پڑھ کر "سُبْحَانَ اللّٰه" کہنا۔ اس حدیث سے سبق حاصل کر کے ان لوگوں کو اپنے کردار کا جائزہ لینا چاہیے، جن کو قرآن مجید کے مفہوم کا ذرا برابر علم نہیں ہوتا اور ان کو کوئی شعور نہیں ہوتا کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ امام اور منفرد کو تو ان موضوعات سے متعلقہ آیات کی تلاوت کر کے ان کا جواب دینا چاہیے، مقتدی کے بارے میں اختلاف ہے، ہماری رائے یہ ہے کہ مقتدی خاموش رہے، کیونکہ مقتدی کو امام کی اقتدا میں جہری قراءت کے دوران خاموش رہنے کا حکم دیا گیا، وہ کسی مخصوص دلیل کی روشنی میں ہی بول سکتا ہے، مثلا: سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرنا، آمین کہنا، امام کو لقمہ دینا۔ البتہ سرّی نماز میں جب مقتدی خود قراءت کر رہا ہو تو وہ ایسی آیتوں کی تلاوت کی صورت میں ان کے تقاضے کے مطابق جوابی کلمات کہے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

(٢٧) بَابُ حُكْمِ مَا يَطْرَأُ عَلَى الْإِمَامِ فِي الْقِرَاءَةِ وَحُكْمِ الْفَتْحِ عَلَيْهِ

امام پر طاری ہونے والے (امور) اور اس کو لقمہ دینے کا حکم

(١٦٥٦) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى فِي الْفَجْرِ فَتَرَكَ آيَةً فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ: ((أَفِي الْقَوْمِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ؟)) قَالَ أُبَيٌّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نُسِخَتْ آيَةُ كَذَا أَوْ نَسِيْتَهَا؟ قَالَ: ((نَسِيْتُهَا۔)) (مسند احمد: ١٥٤٣٩)

سیدنا عبد الرحمن بن ابزی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی اور ایک آیت چھوڑ گئے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: "کیا لوگوں میں ابی بن کعب ہیں؟" سیدنا ابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں آیت منسوخ ہو گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں اسے بھول گیا تھا۔"

(١٦٥٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٧٧٢ (انظر: ٢٣٢٦١)

(١٦٥٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه النسائي في "الكبرى": ٨٢٤٠، والبخاري في "القراءة خلف الامام": ١٩٣ (انظر: ١٥٣٦٥)

نمازوں میں بھولنا

(١٦٥٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِفْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفَتْحِ فِي الْفَجْرِ فَقَرَأَ بِسُوْرَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَمَّا بَلَغَ ذِكْرَ مُوسٰى وَهٰرُوْنَ أَصَابَتْهُ سَعْلَةٌ فَرَكَعَ۔ (مسند احمد: ١٥٤٦٨)

سیدنا عبد اللہ بن سائب ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ والے دن نمازِ فجر میں سورۂ مومنون کی تلاوت شروع کی، جب موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے تذکرے تک پہنچے تو آپ ﷺ کو کھانسی آ گئی، اس لیے آپ ﷺ نے وہیں رکوع کر دیا۔

فوائد: ......سورۂ مومنون کی (۴۴) آیتوں کے بعد ان دو انبیاء کا ذکر شروع ہوتا ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی لاحق ہونے والی مجبوری کی وجہ سے امام مزید قیام کا ارادہ ترک کر کے رکوع کر سکتا ہے اور ایسے ہی کرنا چاہیے۔

(١٦٥٨) عَنْ مُسَوَّرِ بْنِ يَزِيْدَ الْأَسَدِيِّ ؓ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَرَكَ آيَةً، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَرَكْتَ آيَةَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: ((فَهَلَّا ذَكَّرْتَنِيْهَا؟)) (مسند احمد: ١٦٨١٢)

سیدنا مسوّر بن یزید اسدی ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور (تلاوت کرتے ہوئے) ایک آیت چھوڑ دی۔ (جب فارغ ہوئے تو) ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ فلاں فلاں آیت کو چھوڑ گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تو نے مجھے یاد کیوں نہیں کروا دیا تھا؟!''

فوائد: ......سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک نماز پڑھائی، پس اس میں آپ ﷺ نے قراءت کی، لیکن قراءت آپ ﷺ پر خلط ملط ہونے لگی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے سیدنا ابی سے فرمایا: ((اَصَلَّيْتَ مَعَنَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَمَا مَنَعَكَ؟))...... ''کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تجھے کس چیز نے اس سے روکا (کہ تو مجھے لقمہ دے)؟'' (ابوداود: ۹۰۸) صحیح ابن حبان کے الفاظ یوں ہیں: ((فَمَا مَنَعَكَ اَنْ تَفْتَحَ عَلَيَّ؟))
احناف کا مسلک: لقمہ دینے سے نماز باطل ہو جائے گی، الّا یہ کہ لقمہ دینے والا تلاوت کا ارادہ کر لے۔ یہ فرق کرنا خواہ مخواہ کا تکلف ہے، جس نبی نے نماز میں جان بوجھ کر دوسرے سے کلام کرنے سے منع قرار دیا، اسی نے امام کو لقمہ دینے کو مشروع قرار دیا۔ امام شوکانی نے کہا: دلائل کا تقاضا یہ ہے کہ امام کی جہری قراءت میں بھولنے کی صورت میں اس کو لقمہ دینا مشروع ہے، تا کہ اسے وہ آیت یاد آ جائے اور جب وہ ارکان وغیرہ میں بھول جائے تو مرد ''سبحان اللّٰہ'' کہہ کر اور عورت تالی بجا کر اس کو متنبہ کریں۔ واللہ اعلم۔ (نیل الاوطار: ۲/ ۳۷۳) شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک امام کو لقمہ دینا درست ہے۔

(١٦٥٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٥٥ (انظر: ١٥٣٩٣، ١٥٣٩٤)

(١٦٥٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف يحيى بن كثير الكاهلى 2222۔ أخرجه ابوداود: ٩٠٧، وابن حبان: ٢٢٤٠، وابن خزيمة: ١٦٤٨ (انظر: ١٦٦٩٢)

(۲۸) بَابُ الْحُجَّةِ فِي الصَّلَاةِ بِقِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَأُبَيٍّ مِمَّنْ أُثْنِيَ عَلٰى قِرَاءَتِهِ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ابی رضی اللہ عنہ کی قراءت کا نماز میں حجت ہونے کا بیان جن کی قراءت پر تعریف کی گئی ہے

(۱٦٥٩) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَطْبًا (وَفِي رِوَايَةٍ غَضًّا) كَمَا أُنْزِلَ فَلْيَقْرَأْهُ عَلٰى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ.)) (مسند احمد: ۱۷۵)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جسے یہ بات خوش کرتی ہے کہ وہ قرآن کو اس طرح تروتازہ پڑھے، جس طرح یہ نازل ہوا تو وہ ام عبد کے بیٹے کی قراءت پر تلاوت کیا کرے۔“

فوائد:......سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سابقین میں سے ہیں، بلکہ یہ چھٹے مسلمان تھے، ان کا باپ دورِ جاہلیت میں ہی فوت ہو گیا تھا، البتہ ان کی ماں نے آپ ﷺ کو پایا اور مشرف باسلام ہو کر صحابیہ قرار پائیں، اس لیے ان کو کبھی کبھی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے ”ابن ام عبد“ کہا جاتا ہے۔

(۱٦٦٠) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ وَحَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ حَجَّاجٌ: حِيْنَ أُنْزِلَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ وَقَالَا جَمِيْعًا: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا﴾ قَالَ: وَقَدْ سَمَّانِيْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ.)) قَالَ: فَبَكٰى. (مسند احمد: ۱۳۹۲۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ یعنی سورۂ بینہ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ پر اس سورت ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ کی تلاوت کروں۔“ انھوں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ پس وہ رونے لگ گئے۔

فوائد:......اس میں سیدنا ابی رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت کا بیان ہے، جس کو سن کر وہ خود بھی خوشی کے آنسو رونے لگ گئے۔

(۱٦٦۱) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ يَعْلٰى ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا اور پھر کہا: یہ ایسا آدمی ہے، جس سے میں نے ہمیشہ محبت

(۱٦٥٩) تخريج: اسناد صحيح، وهو حديث طويل فى المسند (انظر: ۱۷٥)

(۱٦٦٠) تخريج: أخرجه البخارى: ۳۸۰۹، ٤۹٥۹، ومسلم: ۷۹۹ (انظر: ۱۲۳۲۰)

(۱٦٦۱) تخريج: أخرجه البخارى: ۳۷٦۰، ومسلم: ۲٤٦٤ (انظر: ٦٥۲۳، ٦۷٦۷)

قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَذَكَرَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ، فَقَالَ: إِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ أَبَدًا، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خُذُوْا الْقُرْآنَ عَنْ أَرْبَعَةٍ عَنِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ فَبَدَأَ بِهِ، وَعَنْ مُعَاذٍ، وَعَنْ سَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، قَالَ يَعْلَى وَنَسِيْتُ الرَّابِعَ۔ (مسند احمد: ٦٥٢٣)

کرتا رہوں گا، (اس کی وجہ یہ ہے کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''چار آدمیوں سے قرآن کی تعلیم حاصل کرو: ام عبد کے بیٹے، معاذ اور مولائے ابی حذیفہ سالم سے۔'' تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے ان کا ذکر کیا۔ یعلی راوی کہتے ہیں: میں چوتھے شخص کا نام بھول گیا۔

(١٦٦٢) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِسْتَقْرِءُ وْا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ۔)) (مسند احمد: ٦٧٦٧)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چار آدمیوں سے قرآن مجید پڑھو: عبد اللہ بن مسعود، مولائے ابی حذیفہ سالم، معاذ بن جبل اور اُبی بن کعب سے۔''

فوائد: ...... یہ احادیث ان چار صحابہ کی فضیلت پر اور نماز وغیرہ میں ان کی قراءت کے حجت ہونے پر دلالت کرتی ہیں، بشرطیکہ وہ قراءت صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو جائے۔

(٢٩) بَابُ تَكْبِيْرَاتِ الْاُنْتِقَالِ
تکبیرات الانتقال کا بیان

تنبیہ: نماز میں ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتے وقت کہی جانے والی تکبیرات کو تکبیرات الانتقال کہتے ہیں۔ یہ تکبیرات مسنون ہیں، اس وقت امتِ مسلمہ کا ان پر عمل جاری ہے، لیکن سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بنو امیہ کے ائمہ نے ان تکبیرات کو ترک کر دیا تھا، اس کی تفصیل اور وجوہات کا ذکر اگلی احادیث میں آ رہا ہے۔

(١٦٦٣) عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: أَخْبِرْنِي عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ

واسع بن حبان کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں بتائیں کہ

(١٦٦٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاوّل۔ (انظر: ٦٧٦٧)

(١٦٦٣) تخريج: اسناده قوی۔ أخرجه النسائی: ٣/ ٦٣ (انظر: ٥٤٠٢)

كَانَتْ؟ قَالَ: فَذَكَرَ التَّكْبِيْرَ كُلَّمَا وَضَعَ رَأْسَهُ وَكُلَّمَا رَفَعَهُ وَذَكَرَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَنْ يَمِيْنِهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَنْ يَسَارِهِ۔ (مسند احمد: ٢٠٤٠٥)

وہ کیسی تھی؟ انہوں نے (جواب میں) یہ چیز بھی ذکر کی کہ آپ جب بھی اپنا سر جھکاتے اور اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر انھوں نے دائیں طرف اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ اور بائیں طرف اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کا ذکر کیا۔

فوائد:...... رکوع سے اٹھتے وقت "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہنا مسنون ہے۔

(١٦٦٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوْا يُتِمُّوْنَ التَّكْبِيْرَ فَيُكَبِّرُوْنَ إِذَا سَجَدُوْا وَ إِذَا رَفَعُوْا أَوْ خَفَضُوْا كَبَّرُوْا۔ (مسند احمد: ١٢٣٧٤)

سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان ؓ جب سجدہ کرتے اور جب اٹھتے اور جھکتے تھے تو تکبیر کہتے تھے۔

(١٦٦٥) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ ؓ أَنَّهُ جَمَعَ أَصْحَابَهُ فَقَالَ: هَلُمَّ أُصَلِّيْ صَلَاةَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَكَانَ رَجُلًا مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ، قَالَ فَدَعَا بِجَفْنَةٍ مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا، وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَأُذُنَيْهِ، وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ، قَالَ: فَصَلَّى الظُّهْرَ فَقَرَأَ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً۔ (مسند احمد: ٢٣٢٨١)

سیدنا ابو مالک اشعری ؓ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے کہا: آؤ میں تمہیں اللہ کے نبی کی نماز پڑھاتا ہوں، وہ اشعری قبیلے کے آدمی تھے، پھر انھوں نے ایک ٹب منگوایا، اپنے ہاتھوں کو تین بار دھویا، پھر کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور تین دفعہ چہرہ دھویا، پھر تین بار دونوں بازو دھوئے اور اس کے بعد اپنے سر اور کانوں کا مسح کیا اور پھر اپنے پاؤں دھوئے، پھر نمازِ ظہر پڑھائی، اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی اور بائیس دفعہ اللہ اکبر کہا۔

(١٦٦٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ) وَفِيْهِ: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَظَهْرِ قَدَمَيْهِ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمْ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً، يُكَبِّرُ إِذَا

(دوسری سند) اس میں ہے: اور انہوں نے اپنے سر اور پاؤں کے ظاہری حصے پر مسح کیا، پھر ان کو نماز پڑھائی اور بائیس تکبیریں کہیں، جب وہ سجدہ کرتے اور سجدے سے سر اٹھاتے تو اللہ اکبر

(١٦٦٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابو يعلى: ٤٢٨١، والطحاوى: ١/ ٢٢١، والبيهقى: ١/ ٦٨ (انظر: ١٢٢٥٩، ١٢٣٤٩)

(١٦٦٥) تخريج: اسناده ضعيف من اجل شهر بن حوشب۔ أخرجه ابن ماجه: ٤١٧، والطبرانى فى "الكبير": ٣٤١٢ (انظر:)

(١٦٦٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢٢٨٩٨)

سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ، وَقَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَأَسْمَعَ مَنْ يَلِيْهِ۔ (مسند احمد: ٢٣٢٨٦)

کہتے، انھوں نے دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی اور (اپنی آواز کو ہلکا بلند کرکے) اپنے قریب والوں کو سنائی۔

فوائد: ...... چار رکعت نماز میں کل بائیس تکبیرات کہی جاتی ہیں، ہر رکعت کی پانچ اور تکبیر تحریمہ اور تیسری رکعت والی تکبیر۔

(١٦٦٧) عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُسَوِّي بَيْنَ الْأَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فِي الْقِرَاءَةِ وَالْقِيَامِ، وَيَجْعَلُ الرَّكْعَةَ الْأُولَى هِيَ أَطْوَلُهُنَّ لِكَيْ يَثُوْبَ النَّاسُ، وَيَجْعَلُ الرِّجَالَ قُدَّامَ الْغِلْمَانِ، وَالْغِلْمَانَ خَلْفَهُمْ وَالنِّسَاءَ خَلْفَ الْغِلْمَانِ، وَيُكَبِّرُ كُلَّمَا سَجَدَ وَكُلَّمَا رَفَعَ، وَيُكَبِّرُ كُلَّمَا نَهَضَ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ إِذَا كَانَ جَالِسًا۔ (مسند احمد: ٢٣٢٩٩)

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی چاروں رکعات کی قراءت اور قیام برابر برابر ہوتے تھے، البتہ پہلی رکعت لمبی کرتے تھے تاکہ لوگ پہنچ جائیں۔ آپ ﷺ مردوں کو بچوں کے آگے، بچوں کو ان کے پیچھے اور عورتوں کو بچوں کے پیچھے کھڑا کرتے تھے، اور آپ ﷺ جب بھی سجدہ کرتے اور اس سے اٹھتے تو تکبیر کہتے، اسی طرح جب دو رکعتوں کے کے بعد (تشہد کے لیے) بیٹھ کر (تیسری رکعت) کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے۔

فوائد: ...... آپ ﷺ کی رکعات کی طوالت کی مقدار مذکورہ بالا کیت سے مختلف بھی رہی ہے، مثلا ظہر کی پہلی دو رکعتیں تیں تیں آیتوں کے برابر اور آخری دو رکعتیں پندرہ پندرہ آیتوں کے برابر ہوتی تھیں، اسی طرح نماز عصر کی پہلی دو رکعتیں ظہر کی آخری دو رکعتوں کے برابر اور اس کی آخری دو رکعتیں اس سے بھی نصف کے برابر ہوتی تھیں، جہری نمازوں میں بھی یہ فرق نظر آتا تھا۔

(١٦٦٨) عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ: صَلَّيْتُ الظُّهْرَ بِالْبَطْحَاءِ خَلْفَ شَيْخٍ أَحْمَقَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً، يُكَبِّرُ إِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تِلْكَ صَلَاةُ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٨٨٦)

عکرمہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے بطحاء میں ایک شیخ کی اقتداء میں ظہر کی نماز پڑھی ہے، اس بیوقوف نے تو بائیس تکبیریں کہہ دی ہیں، جب وہ سجدہ کرتا اور اس سے سر اٹھاتا تو تکبیر کہتا تھا۔ (یہ سن کر) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو ابو القاسم ﷺ کی نماز ہے۔

(١٦٦٧) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٣٤٣٦، وأخرجه ابو داود بذكر صف الرجال والغلمان فقط: ٦٧٧ (انظر: ٢٢٨٩٦، ٢٢٩١١)

(١٦٦٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٨٧ (انظر: ١٨٨٦)

(١٦٦٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: أَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ وَقِيَامٍ وَقُعُودٍ، وَيُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّيْهِ، أَوْخَدِّهِ، وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٣٦٦٠)

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہر جھکنے، اٹھنے، کھڑا ہونے اور بیٹھنے پر تکبیر کہتے اور دائیں بائیں سلام پھیرتے وقت (چہرۂ مبارک کو اتنا پھیرتے کہ) رخساروں کی سفیدی نظر آ جاتی، پھر میں نے سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر ؓ کو بھی ایسے ہی کرتے دیکھا۔

(١٦٧٠) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُصَلِّيْ بِنَا فَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ وَحِيْنَ يَرْكَعُ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ بَعْدَ مَا يَرْفَعُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَإِذَ أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ بَعْدَ مَايَرْفَعُ مِنَ السُّجُوْدِ وَإِذَا جَلَسَ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ، وَيُكَبِّرُ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ، فَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنِّيْ لَأَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَعْنِي صَلَاتَهُ، مَازَالَتْ هٰذِهِ صَلَاتُهُ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا۔ (مسند احمد: ٧٦٤٤)

ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ ؓ ہمیں نماز پڑھاتے تھے، جب وہ کھڑے ہوتے، جب رکوع کرتے، جب رکوع سے اٹھنے کے بعد سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے، جب سجدے سے سر اٹھانے کے بعد دوبارہ سجدہ کرتے، جب بیٹھتے اور جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے، دوسری دو رکعتوں میں بھی اسی طرح تکبیریں کہتے، جب سلام پھیرتے تو کہتے: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں تم سب کی بہ نسبت زیادہ مشابہت رکھنے والا ہوں، آپ ﷺ کی نماز کی یہی کیفیت رہی، حتی کہ آپ ﷺ دنیا سے جدا ہو گئے۔

(١٦٧١) عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ وَيُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ٩٣٩١)

ابو صالح کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ ؓ ہر جھکنے اور اٹھنے میں تکبیر کہتے تھے اور پھر بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی کرتے تھے۔

(١٦٧٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: كَانَ

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: رسول ﷺ جب نماز کے لئے

(١٦٦٩) تخريج: صحيح، وهذا اسناد ضعيف۔ أخرجه النسائي: ٢/ ٢٠٥، والترمذي: ٢٥٣ (انظر: ٣٦٦٠)

(١٦٧٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٨٠٣، وأخرج بنحوه مسلم: ٣٩٢ (انظر: ٧٦٥٧، ٧٦٥٨)

(١٦٧١) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٨٥، و مسلم: ٣٩٢ (انظر: ٧٢٢٠، ٩٤٠٢)

(١٦٧٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٨٩، ومسلم: ٣٩٢ (انظر: ٩٨٥١)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ، ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِيْ سَاجِدًا، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِيْ سَاجِدًا، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يَفْعَلَ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا، وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ۔ (مسند احمد: ٩٨٥٠)

اٹھتے تو تکبیر کہتے، جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے، جب رکوع سے اپنی کمر اٹھاتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے، پھر کھڑے کھڑے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے، پھر جب سجدہ کے لیے جھکتے تو تکبیر کہتے، جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب (دوسرے) سجدے کے لیے گرتے تو تکبیر کہتے، پھر جب سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر آپ ساری نماز میں اسی طرح کا (تکبیرات کہنے کا) عمل کرتے، یہاں تک کہ اسے پورا کر لیتے، جب آپ ﷺ دو رکعتوں کے بعد بیٹھنے کے بعد کھڑے ہوتے تو بھی اللہ اکبر کہتے تھے۔

(١٦٧٣) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: اِشْتَكٰى أَبُوْهُرَيْرَةَ أَوْغَابَ فَصَلّٰى بِنَا أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ رضی اللہ عنہ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَحِيْنَ رَكَعَ وَحِيْنَ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَحِيْنَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ وَحِيْنَ سَجَدَ وَحِيْنَ قَامَ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهُ عَلٰى ذٰلِكَ، فَلَمَّا صَلّٰى، قِيْلَ لَهُ: قَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ عَلٰى صَلَاتِكَ، فَخَرَجَ فَقَامَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، وَاللّٰهِ مَا أُبَالِيْ، اِخْتَلَفَتْ صَلَاتُكُمْ أَوْلَمْ تَخْتَلِفْ، هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّيْ۔ (مسند احمد: ١١١٥٧)

سعید بن حارث کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تھے یا کہیں گئے ہوئے تھے، بہرحال ہمیں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی، انھوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت، رکوع سے اٹھنے کے لیے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنے کے بعد، سجدہ سے سر اٹھاتے وقت، سجدہ کرتے وقت اور دو رکعتوں کے بعد (تیسری رکعت کے لیے) کھڑا ہوتے وقت اللہ اکبر کہا، حتی کہ انھوں نے اسی طریقے پر نماز پوری کی، جب انھوں نے نماز پڑھ لی تو کسی نے ان سے کہا: لوگوں نے آپ کی نماز پر اعتراض کیا ہے، (یہ سن کر) وہ نکل کر منبر کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا: اللہ کی قسم! میں کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ تمہاری نماز مختلف ہے یا نہیں ہے، میں نے نبی کریم ﷺ کو ایسے ہی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

(١٦٧٤) عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَقَدْ ذَكَّرَنَا عَلِيُّ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ صَلَاةً

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تو ہمیں وہ نماز یاد کرا دی ہے، جو ہم رسول اللہ ﷺ کے

(١٦٧٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٨٢٥ (انظر: ١١١٤٠)

(١٦٧٤) حديث صحيح۔ أخرجه البزار: ٥٣٥، والطحاوي في "شرح معاني الآثار": ١/ ٢٢١ (انظر: ١٩٤٩٤)

كُنَّا نُصَلِّيهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِمَّا نَسِينَاهَا وَإِمَّا تَرَكْنَاهَا عَمَدًا يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَكَعَ وَكُلَّمَا رَفَعَ وَكُلَّمَا سَجَدَ۔ (مسند احمد: ١٩٧٢٣)

ساتھ پڑھتے تھے، یا تو ہم اسے بھول گئے ہیں یا جان بوجھ کر اسے چھوڑ دیا ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب رکوع کرتے، (رکوع سے) اٹھتے اور سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے تھے۔

(١٦٧٥) عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ صَلَاةً ذَكَّرَنِيْ صَلَاةً صَلَّيْتُهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالْخَلِيْفَتَيْنِ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُوَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا سَجَدَ وَكُلَّمَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا نُجَيْدٍ مَنْ أَوَّلُ مَنْ تَرَكَهُ؟ قَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ حِيْنَ كَبِرَ وَضَعُفَ صَوْتُهُ تَرَكَهُ۔ (مسند احمد: ٢٠١٢٢)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں ایک نماز پڑھی، انہوں نے تو مجھے وہ نماز یاد دلا دی، جسے میں نے رسول اللہ ﷺ اور دو خلیفوں کے ساتھ پڑھا تھا۔ مطرف کہتے ہیں: (یہ سن کر) میں چلا گیا اور ان کے ساتھ نماز پڑھی، (میں نے دیکھا کہ) جب وہ سجدہ کرتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر میں نے پوچھا: اے ابو نجید! سب سے پہلے کس نے اس طریقے کو ترک کیا؟ انھوں نے کہا: جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بوڑھے ہوئے اور ان کی آواز کمزور ہو گئی تو انھوں نے اس کو ترک کر دیا تھا۔

فوائد: ...... "وَكُلَّمَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ" (اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو تکبیر کہتے)۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ درست الفاظ "مِنَ السُّجُوْدِ" کے ہیں، سیاق وسباق کا یہی تقاضا ہے اور آپ ﷺ کی کئی احادیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تھے۔ یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا عذر تھا، پھر بھی کئی اہل علم نے اس سے یہ مراد لی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مخفی انداز میں کہتے تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ان تکبیرات کو ترک کرنا جائز سمجھتے ہوں، بعض روایات کے مطابق سب سے پہلے ان تکبیرات کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یا زیاد نے ترک کیا تھا، ممکن ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں اور زیاد نے ان کی اقتدا میں ترک کر دی ہوں۔ بہر حال مسئلہ اپنی جگہ پر واضح ہے اور متواتر احادیث میں آپ ﷺ کا ان تکبیرات والا عمل ثابت ہے۔

(١٦٧٦) عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِمْرَانَ رَجُلٌ كَانَ بِوَاسِطٍ قَالَ: سَمِعْتُ

سیدنا عبد الرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ تکبیر نہیں کہتے تھے،

(١٦٧٥) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن خزيمة: ٥٨١، وأخرج البخاري: ٨٢٦، ٧٨٦ ومسلم: ٣٩٣ بلفظ متقارب منه (انظر: ١٩٨٨١، ١٩٩٥٢)

(١٦٧٦) تخريج: حديث ضعيف، أعله الأئمة لنكارته، فقد تفرد به الحسن بن عمران وهو ممن لا يحتمل تفرده۔ أخرجه ابوداود: ٨٣٧، والطيالسي: ١٢٨٧ (انظر: ١٥٣٥٢)

عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ لَا يُتِمُّ التَّكْبِيْرَ، يَعْنِيْ إِذَا خَفَضَ وَإِذَا رَفَعَ۔ یعنی جب جھکتے اور اٹھتے تھے۔

(مسند احمد: ١٥٤٢٦)

فوائد: ......امام ابوداود نے کہا: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے اور سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو ''اللہ اکبر'' نہیں کہتے تھے اور اسی طرح جب سجدوں سے کھڑے ہوتے تو تکبیر نہیں کہتے تھے۔ امام بیہقی نے کہا: ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے تکبیر کہی ہو، لیکن اس حدیث کے راوی نے نہ سنی ہو، اور اس امر کا امکان بھی ہے کہ آپ ﷺ نے جواز کے لیے تکبیر نہ کہی ہو۔ (انظر: ١٥٣٥٢) بہر حال یہ حدیث ضعیف ہے اور کئی احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں آپ ﷺ سے تکبیرات الانتقال منقول ہیں۔

❀❀❀❀

أَبْوَابُ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَ مَا جَآءَ فِيْهِمَا

رکوع وسجود اوران کے متعلقات کے ابواب

(١) بَابُ مَشْرُوْعِيَّةِ التَّطْبِيْقِ فِي الرُّكُوْعِ ثُمَّ نَسْخِهٖ

رکوع میں تطبیق کی مشروعیت اور پھر اس کے منسوخ ہو جانے کا بیان

(١٦٧٧) عَنِ ابْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّهُمَا كَانَا مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَتَأَخَّرَ عَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ فَأَخَذَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِأَيْدِيْهِمَا فَأَقَامَ أَحَدَهُمَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَالْآخَرَ عَنْ يَسَارِهِ ثُمَّ رَكَعَا فَوَضَعَا أَيْدِيَهُمَا عَلَى رُكَبِهِمَا فَضَرَبَ أَيْدِيَهُمَا ثُمَّ طَبَّقَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَشَبَّكَ وَجَعَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَهُ۔ (مسند احمد: ٣٩٢٧)

ابن اسود بیان کرتے ہیں: علقمہ اور اسود دونوں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، ایک نماز کا وقت ہو گیا، علقمہ اور اسود پیچھے (ہوکر اور صف بنا کر کھڑے) ہو گئے، لیکن سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے ہاتھ پکڑے اور ایک کو دائیں طرف اور دوسرے کو بائیں طرف کھڑا کر دیا، پھر ان دونوں نے رکوع کیا اور (سنت کے مطابق) اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے، لیکن سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھوں پر مارا اور پھر اپنے ہاتھوں کے درمیان تطبیق اور تشبیک ڈال کر انہیں اپنی رانوں کے درمیان کرلیا اور کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایسے ہی کیا تھا۔

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب دو مقتدی ہوں تو وہ امام کی دائیں بائیں کھڑے ہوں گے، اس سے زیادہ تعداد امام کے پیچھے کھڑی ہوگی اور رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر نہیں رکھا جائے گا، بلکہ انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر گھٹنوں کے درمیان ہاتھ رکھے جائیں گے، اسی طریقے کو تطبیق کہتے ہیں۔ لیکن یہ دونوں امور منسوخ ہو چکے ہیں۔ بعد والے احکام کے مطابق ایک مقتدی امام کے ساتھ کھڑا ہوگا، دو ہونے کی صورت میں پیچھے کھڑے ہوں گے اور رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا جائے گا۔ وضاحت اگلی روایت میں آ رہی ہے۔

(١٦٧٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٣٤ (انظر: ٣٩٢٧)

(١٦٧٨) عَنِ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ) قَالَ: إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَفْرُشْ ذِرَاعَيْهِ فَخِذَيْهِ وَلْيَحْنَأْ ثُمَّ طَبَّقَ بَيْنَ كَفَّيْهِ، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رَسُوْلِ ﷺ، قَالَ: ثُمَّ طَبَّقَ بَيْنَ كَفَّيْهِ فَأَرَاهُمْ۔ (مسند احمد: ٣٥٨٨)

اسود اور علقمہ دونوں سے مروی ہے کہ: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو وہ اپنے بازوؤں کو اپنی رانوں پر بچھائے اور کمر کو جھکا لے، پھر انھوں نے اپنی ہتھیلیوں کے درمیان تطبیق ڈالی اور کہا: گویا میں رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک دوسرے میں داخل ہیں، پھر انھوں نے اپنی ہتھیلیوں کے درمیان تطبیق ڈال کر انہیں دکھایا۔

(١٦٧٩) عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ) قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَكَعَ وَطَبَّقَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَجَعَلَهُمَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ، فَبَلَغَ سَعْدًا فَقَالَ: صَدَقَ أَخِيْ، قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ ذٰلِكَ ثُمَّ أُمِرْنَا بِهٰذَا وَأَخَذَ بِرُكْبَتَيْهِ۔ (مسند احمد: ٣٩٧٤)

علقمہ سے مروی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز سکھائی، پس آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور اپنے ہاتھوں کو اٹھایا، پھر رکوع کیا اور اپنے ہاتھوں کے درمیان تطبیق ڈال کر انہیں اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھا۔ جب اس بات کا سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو انھوں نے کہا: میرے بھائی (ابن مسعود) نے سچ کہا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم ایسا کیا کرتے تھے، پھر ہمیں اس چیز کا حکم دے دیا گیا تھا، پھر انھوں نے وضاحت کرتے ہوئے اپنے گھٹنے پکڑے۔

(١٦٨٠) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ (بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ) قَالَ: كُنْتُ إِذَا رَكَعْتُ وَضَعْتُ يَدَيَّ بَيْنَ رُكْبَتَيَّ۔ قَالَ: فَرَآنِي سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ فَنَهَانِيْ وَقَالَ: إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ فَنُهِينَا عَنْهُ۔ (مسند احمد: ١٥٧٦)

مصعب بن سعد کہتے ہیں: میں جب رکوع کرتا تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھ لیتا، جب سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا تو انھوں نے کہا:: ہم بھی ایسا کیا کرتے تھے، لیکن پھر ہمیں اس سے منع کر دیا گیا تھا۔

(١٦٨١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الصَّلَاةِ،

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے نماز سے متعلقہ کسی امر کا سوال کیا تو

(١٦٧٨) تخريج: انظر الحديث رقم: ٦٢١ (انظر: ٣٥٨٨)

(١٦٧٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابوداود: ٧٤٧، والنسائی: ٢/ ١٨٤، وابن خزيمة: ٥٩٥، وانظر الحديث رقم: ٦٢١ (انظر: ٣٩٧٤)

(١٦٨٠) تخريج: أخرجه البخاری: ٧٩٠، ومسلم: ٥٣٥ (انظر: ١٥٧٠، ١٥٧٦)

(١٦٨١) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٤٤٧، والترمذی: ٣٩ مختصرا (انظر: ٢٦٠٤)

فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خَلِّلْ أَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ، يَعْنِي إِسْبَاغَ الْوُضُوْءِ، وَكَانَ فِيْمَا قَالَ لَهُ،: إِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ (وَفِي رِوَايَةٍ حَتّٰى تَطْمَئِنَّا) وَإِذَا سَجَدْتَ فَأَمْكِنْ جَبْهَتَكَ مِنَ الْأَرْضِ حَتّٰى تَجِدَ حَجْمَ الْأَرْضِ۔ (مسند احمد: ٢٦٠٤)

آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کر۔'' یعنی اچھی طرح وضو کیا کر، آپ ﷺ نے اسے یہ بھی فرمایا تھا: ''جب تو رکوع کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ حتی کہ وہ اپنی جگہ پر مطمئن ہو جائیں، پھر جب تو سجدہ کرے تو اپنے ماتھے کو زمین پر جگہ دے حتی کہ تو زمین کا حجم محسوس کرے۔''

فوائد: ......آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ ماتھے کو دوران سجدہ اس طرح رکھا جائے کہ وہ زمین پر اچھی طرح ٹک جائے اور یہ اس وقت ممکن ہوگا کہ جب نماز میں اعتدال اور سکون ہوگا اور ناک کو بھی زمین پر رکھ دیا جائے گا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ شروع میں مسنون عمل یہ تھا کہ دورانِ رکوع ہاتھوں کو تشبیک دے کر ان کو گھٹنوں کے درمیان رکھا جائے اور دو مقتدی امام کی دائیں بائیں جانب کھڑے ہوں، لیکن آپ ﷺ نے نیا حکم اور عمل یہ پیش کیا کہ رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر اس طرح رکھا جائے کہ ان سے ان کو پکڑ رکھا ہو اور ایک مقتدی امام کے دائیں جانب اور دو اس کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔ اب امتِ مسلمہ میں دوسرے طریقے کے مطابق ہی عمل ہو رہا ہے۔

(٢) بَابُ مِقْدَارِ الرُّكُوْعِ وَصِفَتِهٖ وَالطُّمَأْنِيْنَةِ فِيْهِ وَفِيْ جَمِيْعِ الْأَرْكَانِ عَلٰى سَوَاءٍ

رکوع کی مقدار، اس کے طریقہ اور اس میں اور تمام ارکان میں برابر کا اطمینان رکھنے کا بیان

(١٦٨٢) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الطَّفَاوِيُّ ثَنَا سَعِيْدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ وَأَحْسَنَ الثَّنَاءَ عَلَيْهِ عَنْ أَبِيْهِ أَوْ عَمِّهِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلْنَاهُ عَنْ قَدْرِ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ، فَقَالَ: قَدْرَمَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ٢٠٣١٨)

بنو تمیم کا ایک آدمی اپنے باپ یا چچا سے روایت کرتا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی، (یہ سن کر) ہم نے ان سے آپ ﷺ کے رکوع و سجود کی مقدار کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے کہا: اتنا ہوتا تھا کہ کوئی آدمی تین دفعہ کہے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔

(١٦٨٣) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا خَلَفُ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا خَالِدٌ

(دوسری سند) ان کا باپ ان کے چچے سے روایت کرتا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں بغور دیکھا،

(١٦٨٢) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة الرجل التميمي۔ أخرجه البهيقي: ٢/ ١١١ (انظر: ٢٠٠٥٩)

(١٦٨٣) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة السعدى ومن فوقه۔ أخرجه ابوداود: ٨٨٥ (انظر: ٢٢٣٢٩)

عَنْ سَعِيْدِ الْجُرَيْرِيِّ عَنِ السَّعْدِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: رَمَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي صَلَاتِهِ فَكَانَ يَمْكُثُ فِي رُكُوْعِهِ وَسُجُوْدِهِ قَدْرَمَا يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ٢٢٦٨٥)

آپ ﷺ رکوع وسجود میں اتنی دیر ٹھہرتے تھے، جیسے کوئی آدمی تین دفعہ یہ کلمہ کہے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ۔

فوائد: ......اس حدیث کی دونوں سندیں ضعیف ہیں، لیکن اس باب کی احادیث وشواہد سے آپ ﷺ کا رکوع وسجود میں تین تین دفعہ تسبیحات کہنا ثابت ہے۔ (ملاحظہ ہو: ابوداود: ٨٧٠، ٨٨٦، ترمذی: ٢٦١، بزار: ٣٤٤٧، طبرانی: ١٧/ ٨٩٠، دارقطنی: ١/ ٣٤٢، مسند احمد: ٥/ ٣٤٣)

(١٦٨٤) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ هٰذَا الْغُلَامِ يَعْنِيْ عُمَرَ ابْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ، قَالَ: فَحَزَرْنَا فِي الرُّكُوْعِ عَشْرَ تَسْبِيْحَاتٍ وَفِي السُّجُوْدِ عَشْرَ تَسْبِيْحَاتٍ۔ (مسند احمد: ١٢٦٩٠)

سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اس نوجوان (یعنی عمر بن عبدالعزیز) کی بہ نسبت کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا، جو نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زیادہ مشابہ ہو۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں: ہم نے اس نوجوان کے رکوع وسجود میں دس دس دفعہ تسبیحات کا اندازہ لگایا۔

(١٦٨٥) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ: كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى فَرَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ، وَإِذَا سَجَدَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ، وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِنَ السَّوَاءِ۔ (مسند احمد: ١٨٦٦١)

سیدنا براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو آپ ﷺ کا رکوع، رکوع سے سر اٹھا کر کھڑا ہونا، سجدہ اور سجدوں سے سر اٹھا کر بیٹھنا یعنی دو سجدوں کے درمیان والا جلسہ تقریباً برابر برابر ہوتے تھے۔ (صحیح بخاری: ٧٩٢، صحیح مسلم: ٤٧١)

فوائد: ......صحیح مسلم کی روایت میں ان امور کے ساتھ قیام اور تشہد کا بھی ذکر ہے، یعنی یہ تمام چیزیں برابر برابر ہوتی تھیں، بہر حال اس صورت کو بعض حالات پر محمول کریں گے، کیونکہ زیادہ تر آپ ﷺ کا قیام طویل ہوتا تھا، اسی طرح تشہد بھی رکوع وسجود اور قومہ وجلسہ کی بہ نسبت لمبا ہوا کرتا تھا، جیسا نمازوں کی قراءت والے ابواب میں یہ تفصیل گزر چکی ہے۔

(١٦٨٤) تخریج: اسنادہ ضعیف، وھب بن مانوس فی عداد المجھولین۔ أخرجه ابوداود: ٨٨٨، والنسائی: ٢/ ٢٢٤ (انظر: ١٢٦٦١)

(١٦٨٥) تخریج: أخرجه البخاری: ٧٩٢، ومسلم: ٤٧١ (انظر: ١٨٤٦٩)

(١٦٨٦) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ الْأُمَوِيُّ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ ثَنَا أَبُو الْعَالِيَةِ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لِكُلِّ سُوْرَةٍ حَظُّهَا مِنَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ (وَفِي رِوَايَةٍ أَعْطُوْا كُلَّ سُوْرَةٍ حَظَّهَا مِنَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ)۔)) قَالَ: ثُمَّ لَقِيْتُهُ بَعْدُ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ بِالسُّوَرِ، فَتَعْرِفُ مَنْ حَدَّثَكَ هٰذَا الْحَدِيْثَ؟ قَالَ إِنِّيْ لَأَعْرِفُهُ وَأَعْرِفُ مُنْذُ كَمْ حَدَّثَنِيْهِ، حَدَّثَنِيْ مُنْذُ خَمْسِيْنَ سَنَةً۔ (مسند احمد: ٢٠٩٢٧)

ایک صحابی رسول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر سورت کے لئے رکوع و سجود سے اس کا حصہ ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''ہر سورت کو رکوع وسجود سے اس کا حصہ دے دو۔'' عاصم کہتے ہیں: میں بعد میں ابو العالیہ کو ملا اور اسے کہا: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تو ایک رکعت میں کئی سورتوں کی تلاوت کر جاتے ہیں، کیا تو یہ جانتا ہے کہ کس نے تجھے یہ حدیث بیان کی ہے؟ اس نے کہا: کوئی شک نہیں کہ میں اسے جانتا ہوں اور میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ کتنا عرصہ ہو گیا ہے کہ اس نے مجھے یہ حدیث بیان کی تھی، اس نے پچاس برس پہلے یہ حدیث بیان کی تھی۔

فوائد: ...... امام ابن ابی شیبہ نے اس حدیث کو ''کتاب الصلاۃ'' کے ''باب من كان لا يجمع بين السورتين في ركعة'' میں ذکر کیا۔ امام ابن ابی شیبہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ایک رکعت میں صرف ایک سورت کی تلاوت کرنی چاہیے، لیکن رسول اللہ ﷺ کی کئی احادیث میں ایک رکعت میں دو یا زائد سورتیں پڑھنا ثابت ہیں، جیسا کہ اسی کتاب میں احادیث نمبر ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴ میں اس مسئلہ کو واضح کیا گیا ہے۔ اس لیے مذکورہ بالا حدیث کا مصداق وہ شخص ہے جو عمدگی حروف اور وضاحت کے اعتبار سے نماز میں قرآن مجید کا تلاوت کا حق ادا نہیں کرتا، بلکہ اسے شعروں کی طرح جلدی جلدی پڑھ جاتا ہے۔ یا اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر قراءت لمبی ہو تو رکوع وسجود بھی لمبے ہونے چاہئیں اور اگر قراءت مختصر ہو تو رکوع وسجود بھی مختصر ہونے چاہئیں، جیسا کہ حدیث نمبر (۶۲۸) سے ثابت ہوتا ہے۔

(١٦٨٧) عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَكَعَ لَوْ وُضِعَ قَدَحٌ مِنْ مَاءٍ عَلٰى ظَهْرِهِ لَمْ يُهْرَاقْ۔ (مسند احمد: ٩٩٧)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو (ایسے برابر ہوتے تھے) کہ اگر پانی کا پیالہ آپ کی پیٹھ پر رکھا جائے تو وہ بھی نہ بہتا۔

فوائد: ...... صحیح مسلم کی روایت سے بھی اس حدیث کا معنی ثابت ہو جاتا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ جب رکوع کرتے تو سر کو نیچے کرتے نہ اوپر، بلکہ ان کیفیتوں کے درمیان میں رکھتے تھے۔ نیز درج حدیث بھی قابل توجہ ہے: سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تُجْزِيءُ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتّٰى

(١٦٨٦) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ٣٦٩ (انظر: ٢٠٥٩٠، ٢٠٦٥١)

(١٦٨٧) تخريج: حسن انظر سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٣٣٣١۔

يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.)) ...... ''ایسی نماز کفایت نہیں کرتی جس کے رکوع وسجدہ میں آدمی اپنی پیٹھ (بالکل) سیدھی نہ کرے۔ اس سنت لازمہ پر عمل کرنا صرف اس وقت ممکن ہے جب آدمی اعتدال اور اطمینان کے ساتھ نماز پڑھے گا۔ (ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

(۳) بَابُ بُطْلَانِ صَلَاةِ مَنْ لَمْ يُتِمَّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ
جس نے رکوع وسجود پورا نہ کیا، اس کی نماز کے باطل ہونے کا بیان

(١٦٨٨) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عُثْمَانَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ هَانِیءِ بْنِ مَعَاوِيَةَ الصَّدَفِيِّ حَدَّثَهُ قَالَ: حَجَجْتُ زَمَانَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَجَلَسْتُ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا رَجُلٌ يُحَدِّثُهُمْ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمًا فَأَقْبَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فِي هٰذَا الْعَمُودِ فَعَجَّلَ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ صَلَاتَهُ ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ هٰذَا لَوْ مَاتَ لَمَاتَ وَلَيْسَ مِنَ الدِّينِ عَلٰى شَيْءٍ، إِنَّ الرَّجُلَ لَيُخَفِّفُ صَلَاتَهُ وَيُتِمُّهَا، قَالَ فَسَأَلْتُ عَنِ الرَّجُلِ مَنْ هُوَ؟ فَقِيلَ عُثْمَانُ بْنُ حَنِيفٍ الْأَنْصَارِيُّ۔ (مسند احمد: ١٧٣٧٥)

ہانی بن معاویہ صدفی کہتے ہیں: میں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حج کیا، میں مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھا ہوا تھا، وہاں ایک آدمی لوگوں کو حدیث بیان کر رہا تھا، اس نے کہا: ہم ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ ایک آدمی نے آکر اس ستون کے پاس نماز پڑھی اور اس نے اپنی نماز پوری کرنے میں جلدی کی اور پھر وہ چلا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ شخص مر جائے تو اس حالت میں مرے گا کہ دین کی کسی چیز سے یہ متصف نہیں ہوگا۔ آدمی اپنی نماز مکمل کرتے ہوئے بھی تخفیف کر سکتا ہے۔'' میں نے اس (حدیث بیان کرنے والے) آدمی کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ سیدنا عثمان بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔

فوائد: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے، اس کی اصل اگلی حدیث ہے۔ اس کا بغور مطالعہ کریں۔

(١٦٨٩) عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: دَخَلَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا رَجُلٌ يُصَلِّي مِمَّا يَلِي أَبْوَابَ كِنْدَةَ فَجَعَلَ لَا يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَلَا السُّجُودَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: مُنْذُ كَمْ هٰذِهِ صَلَاتُكَ؟ قَالَ: مُنْذُ

زید بن وہب کہتے ہیں: سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو کندہ سے قریبی علاقے کا ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا، وہ رکوع پورا کر رہا تھا نہ سجدہ، جب وہ فارغ ہوا تو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: کب سے تو اس طرح نماز پڑھ رہا ہے؟ اس نے کہا: چالیس سال سے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے

(١٦٨٨) تخريج: اسناده ضعيف لسوء حفظ ابن لهيعة، ولجهالة حال البراء بن عثمان و هانیء بن معاوية الصدفی۔ أخرجه: الطبرانی فی "الكبير": ٨٣١٠ (انظر: ١٧٢٤٣)

(١٦٨٩) تخريج: أخرجه البخاری: ٧٩١ (انظر: ٢٣٢٥٨)

أَرْبَعِينَ سَنَةً، قَالَ: فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: مَاصَلَّيْتَ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، وَلَوْ مُتَّ وَهٰذِهِ صَلَاتُكَ لَمُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فُطِرَ عَلَيْهَا مُحَمَّدٌ ﷺ، قَالَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ يُعَلِّمُهُ، فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيُخَفِّفُ فِيْ صَلَاتِهِ وَإِنَّهُ لَيُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ۔ (مسند احمد: ۲۳٦٤۷)

اسے کہا: (حقیقت یہ ہے کہ) تو نے چالیس سال سے نماز پڑھی ہی نہیں ہے اور اگر تو اس حالت میں فوت ہو جاتا کہ تیری نماز یہی ہوتی تو تو اس دین پر نہ مرتا جو حضرت محمد ﷺ کو عطا کا گیا۔ پھر وہ اس پر متوجہ ہوئے اور اسے نماز کی تعلیم دیتے ہوئے کہا: آدمی رکوع وسجود پورا کر کے بھی نماز میں تخفیف کر لیتا ہے، (ضروری نہیں کہ جلدی ہی کی جائے)۔

فوائد: ......سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے قول سے پتہ چل رہا ہے کہ اطمینان کے بغیر نماز باطل ہے۔ آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کو جلدی سے نماز ادا کرنا پڑ جائے تو وہ مختصر قیام کر لے اور رکوع وسجود میں نقص نہ آنے دے۔ کئی احادیث میں رکوع وسجود میں اطمینان اور اعتدال کی تعلیم دی گئی ہے، پانچ چھ صفحات کے بعد اس عنوان ''رکوع و سجدے سے اٹھنے اور ان کے بعد اطمینان اختیار کرنے کے وجوب اور اسے ترک کرنے والے کی وعید کا بیان'' کا مطالعہ کریں، بطورِ مثال ایک حدیث کا ذکر یہاں بھی کر دیا جاتا ہے: حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلٰى صَلَاةِ عَبْدٍ لَا يُقِيْمُ فِيْهَا صُلْبَهُ بَيْنَ رُكُوْعِهَا وَسُجُوْدِهَا۔)) ...... ''اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا، جس میں وہ رکوع وسجود کے دوران کمر سیدھی نہیں کرتا۔'' (مسند أحمد: ٤/ ٢٢)

(۴) بَابُ الذِّكْرِ فِي الرُّكُوْعِ
رکوع میں ذکر کا بیان

(١٦٩٠) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَكَعَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، أَنْتَ رَبِّيْ خَشَعَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ وَمَا اسْتَقَلَّتْ بِهِ قَدَمِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔)) (مسند احمد: ٩٦٠)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رکوع کرتے تھے تو کہتے: اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، أَنْتَ رَبِّيْ خَشَعَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ وَمَا اسْتَقَلَّتْ بِهِ قَدَمِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ (اے اللہ! تیرے لئے ہی میں نے رکوع کیا، تجھ پر ہی میں ایمان لایا اور تیرے لئے ہی میں مطیع ہوا، تو میرا رب ہے، میرا کان، میری نظر، میرا مغز، میری ہڈی، میرا پٹھا اور جس کے ساتھ میرا قدم ٹھہرا ہوا ہے، سب اللہ رب العالمین کے لئے جھکے ہیں۔)

(١٦٩٠) تخريج: أخرجه مسلم مطولا: ٧٧١ (انظر: ٧٢٩، ٩٦٠)

(۱۶۹۱) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ﴾ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِجْعَلُوْهَا فِيْ رُكُوْعِكُمْ۔)) فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ قَالَ: ((اِجْعَلُوْهَا فِيْ سُجُوْدِكُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۷۵۴۹)

سیدنا عقبہ بن عامر ؓ کہتے ہیں: جب یہ آیت ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس (کے مصداق کو) اپنے رکوع میں اپنا لو۔'' جب ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ نازل ہوئی تو فرمایا: ''اس (کے مصداق کو) اپنے سجدے میں اپنالو۔''

فوائد:...... یعنی اللہ تعالیٰ نے ان دو آیات میں جو حکم دیا ہے، رکوع وسجود میں اس پر عمل کرو۔

(۱۶۹۲) عَنْ حُذَيْفَةَ (بْنِ الْيَمَانِ) ؓ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهِ ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ)) وَفِيْ سُجُوْدِهِ ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى)) قَالَ: وَمَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا فَسَأَلَ وَلَا آيَةِ عَذَابٍ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْهَا۔ (مسند احمد: ۲۳۶۲۹)

سیدنا حذیفہ بن یمان ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ رکوع میں ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ'' اور سجدے میں ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى'' کہتے تھے، نیز جب آپ رحمت والی آیت کے پاس سے گزرتے تو ٹھہرتے اور رحمت کا سوال کرتے اور جب عذاب والی آیت کے پاس سے گزرتے تو اس سے پناہ مانگتے تھے۔

فوائد:...... رحمت کا سوال کرنے اور عذاب سے پناہ مانگنے کے لیے عربی زبان میں کوئی جملہ کہا جا سکتا ہے۔

(۱۶۹۳) عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهِ وَسُجُوْدِهِ ((سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ۔)) (مسند احمد: ۲۴۵۶۴)

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع وسجود میں یہ دعا پڑھتے تھے: سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ۔ (وہ پاک اور مقدس ذات، جو فرشتوں اور روح (یعنی جبریل) کا ربّ ہے۔)

فوائد:...... ''سُبُّوحٌ'' اور ''قُدُّوْسٌ'' کے معانی ''مُسَبَّح'' اور ''مُقَدَّس'' کے ہیں، اردو میں ان کے معانی یہ بنتے ہیں: ''سُبُّوحٌ'' وہ ذات جو نقائص، شریک اور ہر اس چیز سے پاک ہے جو اس کی الوہیت کے شایان شان نہیں ہوتی۔ ''قُدُّوْسٌ'': وہ ذات جو ہر اس چیز سے طاہر ہو جو خالق کو زیب نہیں دیتی۔

(۱۶۹۴) وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهِ وَسُجُوْدِهِ

سیدہ عائشہ ؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع وسجود میں کثرت سے یہ دعا پڑھتے تھے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ

(۱۶۹۱) تخريج: اسناده محتمل للتحسين۔ أخرجه ابوداود: ۸۶۹، وابن ماجه: ۸۸۷ (انظر: ۱۷۴۱۴)
(۱۶۹۲) تخريج: أخرجه مطولا و مختصرا مسلم: ۷۷۲ (انظر: ۲۳۲۴۰)
(۱۶۹۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۴۸۷ (انظر: ۲۴۰۶۳)
(۱۶۹۴) تخريج: أخرجه البخاري: ۴۹۶۸، ومسلم: ۷۸۴ (انظر: ۲۴۱۶۳)

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اغْفِرْلِيْ)) يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ۔ (مسند احمد: ٢٤٦٦٤)

وَبِحَمْدِكَ اغْفِرْلِيْ (اے اللہ! تو پاک ہے اور تیری تعریف کے ساتھ، تو مجھے بخش دے۔) آپ ﷺ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوئے یہ دعا پڑھتے تھے۔

فوائد:…… قرآن مجید پر عمل کرنے کا کیا مفہوم ہے، اس کی وضاحت اگلی روایت میں آ رہی ہے۔

(١٦٩٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ مِمَّا يُكْثِرُ أَنْ يَقُوْلَ: ((سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ۔)) قَالَ: فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿إِذَاجَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ قَالَ: ((سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔)) (مسند احمد: ٣٧١٩)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کثرت سے یہ دعا کرتے تھے: "سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ۔" (اے ہمارے رب! تو پاک ہے اور تیری تعریف کے ساتھ، اے اللہ! مجھے بخش دے)۔ پھر جب یہ سورت ﴿إِذَاجَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ نازل ہوئی تو آپ یہ دعا کرتے: "سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔" (اے ہمارے ربّ! تو پاک ہے اور تیری تعریف کے ساتھ، اے اللہ مجھے بخش دے، بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔)

(١٦٩٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: مُنْذُ أُنْزِلَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ كَانَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولُ إِذَا قَرَأَهَا ثُمَّ رَكَعَ بِهَا أَنْ يَقُوْلُ: ((سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔)) ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ٣٧٤٥):

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: جب سے رسول اللہ ﷺ پر ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ نازل ہوئی تو جب بھی آپ ﷺ اس کی تلاوت کرتے تو زیادہ تر اس کے بعد والے رکوع میں تین دفعہ یہ دعا پڑھتے تھے: "سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔"

(١٦٩٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ، قَالَ: فَانْتَبَهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات گزاری، آپ ﷺ رات کو بیدار

(١٦٩٥) تخريج: حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، ابو عبيدة لم يسمع من ابيه عبد الله بن مسعود۔ أخرجه الطيالسي: ٣٣٩، والحاكم: ٢/ ٥٣٨ (انظر: ٣٧١٩)

(١٦٩٦) تخريج: حسن لغيره، وهذا اسناد منقطع۔ أخرجه ابويعلى: ٥٢٣٠، والبزار ٥٤٤ وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٣٦٨٣)

(١٦٩٧) تخريج: حسن۔ أخرجه الطبراني: ١٢٦٧٩، وأخرجه ابوداود: ٨٥٠، وابن ماجه: ٨٩٨، والترمذي: ٢٨٤ بذكر الدعاء بين السجدتين فقط (انظر: ٢٨٩٥، ٣٥١٤)

مِنَ اللَّيْلِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ، قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ، قَالَ: فَرَأَيْتُهُ قَالَ فِيْ رُكُوْعِهِ ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ)) ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَحَمِدَ اللّٰهَ مَاشَاءَ أَنْ يَحْمَدَهُ، قَالَ: ثُمَّ سَجَدَ فَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِهِ ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى))، قَالَ: ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ: فَكَانَ يَقُوْلُ فِيْمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَاهْدِنِيْ۔)) (مسند احمد: ۳۵۱٤)

ہوئے، پھر مکمل حدیث ذکر کی، پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" کہا، پھر اپنا سر اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی، جب تک اس نے چاہا، پھر سجدہ کیا اور سجدے میں ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى)) کہا، پھر سر اٹھایا اور دو سجدوں کے درمیان یہ دعا کی: "رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَاهْدِنِيْ۔" (اے میرے رب! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، میرا نقصان پورا کر، مجھے رزق دے اور مجھے ہدایت دے۔)

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ رکوع میں مختلف اذکار کا اہتمام کرتے تھے، ہمیں بھی اس ورائٹی کا خیال رکھنا چاہیے، اس سے نماز کے خشوع وخضوع میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۵) بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ
رکوع وسجود میں قرآن پڑھنے کی ممانعت کا بیان

(١٦٩٨)۔عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَقْرَأَ الرَّجُلُ وَهُوَ رَاكِعٌ أَوْسَاجِدٌ۔ (مسند احمد: ٦١٩)

سیدنا علی ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی رکوع یا سجدے میں تلاوت کرے۔

(١٦٩٩) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ: أَأَقْرَأُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ؟ فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّيْ نُهِيْتُ أَنْ أَقْرَأَ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ، فَإِذَا رَكَعْتُمْ فَعَظِّمُوْا اللّٰهَ، وَإِذَا

نعمان بن سعد کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا علی ؓ سے سوال کیا کہ کیا میں رکوع وسجود میں تلاوت کرسکتا ہوں؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے رکوع وسجود میں قراءت کرنے سے منع کیا گیا ہے، جب تم رکوع کروتو اللہ کی عظمت بیان کیا کرو اور جب سجدہ کروتو دعا کرنے کوشش کرو،

(١٦٩٨) تخریج: حسن لغیرہ، وھذا اسنادہ ضعیف لضعف الحارث بن عبد اللہ الاعور۔ أخرجه البزار: ٨٤٣۔ وأخرج مسلم بلفظ مطول منه: ٢٠٧٨ وفیه: نهانی رسول اللہ ﷺ عن التختم بالذھب...... وعن القراءۃ فی الرکوع و السجود......۔ (انظر: ٦١٩، ٩٢٤)

(١٦٩٩) تخریج: حسن لغیرہ، وھذا اسناد ضعیف لضعف عبد الرحمن بن اسحاق، ولجھالة النعمان بن سعد۔ أخرجه ابویعلی: ٢٩٧، والبزار: ٦٩٧، وابن ابی شیبة: ١/ ٢٤٩ (انظر: ١٣٣٠، ١٣٣٨) وفی الباب حدیث ابن عباس الآتی

سَجَدْتُمْ فَاجْتَهِدُوْافِي الْمَسْأَلَةِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۳۳۷)

پس زیادہ لائق ہے کہ تمہارے لیے قبول کیا جائے۔‘‘

(۱۷۰۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَلَا إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْسَاجِدًا، فَأَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ، وَأَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْافِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۹۰۰)

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’خبردار! یقیناً مجھے رکوع وسجود میں تلاوت کرنے سے منع کر دیا گیا ہے، لہٰذا تم رکوع میں ربّ تعالیٰ کی تعظیم بیان کیا کرو اور سجدہ میں دعا کرنے میں کوشش کیا کرو، بہت لائق ہے کہ تمہارے لیے قبول کیا جائے۔‘‘

فوائد: ......سجدہ یا رکوع میں قرآن مجید کا تلاوت کرنا منع ہے، نبی کریم ﷺ سے رکوع وسجود کی مختلف دعائیں منقول ہیں، رکوع کی دعاؤں کا ذکر ہو چکا ہے، سجدے کی دعائیں اگلے ابواب میں آئیں گی، اس باب کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ میں کوئی بھی دعا کی جا سکتی ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے دعا کرنے کا عام حکم دیا ہے۔

(۲) بَابُ وُجُوْبِ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَالطَّمَانِيَّةِ بَعْدَهُمَا وَ وَعِيْدِ مَنْ تَرَكَ ذٰلِكَ

رکوع وسجدے سے اٹھنے اور ان کے بعد اطمینان اختیار کرنے کے وجوب اور اسے ترک کرنے والے کی وعید کا بیان

(۱۷۰۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلٰى صَلَاةِ رَجُلٍ لَا يُقِيْمُ صُلْبَهُ بَيْنَ رُكُوْعِهِ وَسُجُوْدِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۰۸۱۲)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ اس آدمی کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا، جو رکوع وسجود میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا۔‘‘

فوائد: ......اللہ تعالیٰ کا اس کی نماز کی طرف نہ دیکھنا، اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی نماز کو قبولیت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا، بلکہ اس کی نماز کو باطل اور مردود قرار دے کر اس پر لوٹا دی جاتی ہے۔

(۱۷۰۲) عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيِّ الْحَنَفِيِّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ۱٤۰۰۵)

طلق بن علی حنفی ؓ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

(۱۷۰۰) تخریج: أخرجه مسلم: ٤٧٩ (انظر: ۱۹۰۰)

(۱۷۰۱) تخریج: حدیث حسن، ویشهد لهذا الحدیث ما فی قصة المسیء صلاته: ((ثم ارکع حتی تطمئن راکعا، ثم ارفع حتی تعتدل قائما، ثُمَّ اسْجُدْ حتی تطمئن ساجدا)) رواه البخاری ومسلم (انظر: ۱۰۷۹۹)

(۱۷۰۲) تخریج: اسناده ضعیف لانقطاعه، لکن یشهد له ما قبله۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۸۲٦۱ (انظر: ۱٦۲۸۳)

(۱۷۰۳) عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ ‌رضی اللہ عنہ أَنَّهُ خَرَجَ وَافِدًا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَصَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَحَ بِمُؤْخِرِ عَيْنَيْهِ إِلَى رَجُلٍ لَا يُقِيْمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! إِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُقِيْمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔)) (مسند احمد: ١٦٤٠٦)

سیدنا علی بن شیبان ‌رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، پس ہم نے نبی کریم کی اقتدا میں نماز پڑھی، آپ ﷺ نے گوشۂ چشم سے ایک ایسے آدمی کی طرف دیکھا، جو رکوع و سجود میں اپنی کمر سیدھی نہیں کر رہا تھا، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اے مسلمانوں کی جماعت! بیشک اس آدمی کی کوئی نماز نہیں ہے، جو رکوع وسجود میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا۔''

(۱۷۰٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِيْ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ۔)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ؟ قَالَ: ((لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا أَوْ قَالَ لَا يُقِيْمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔)) (مسند احمد: ٢٣٠١٩)

سیدنا ابو قتادہ ‌رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چوری کے لحاظ سے سب سے برا شخص وہ ہے جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ نماز سے کیسے چوری کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ رکوع و سجود پورا نہیں کرتا، یا فرمایا کہ وہ رکوع و سجود میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا۔''

(۱۷۰٥) وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ‌رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ۔ (مسند احمد: ١١٥٥٣)

سیدنا ابوسعید خدری ‌رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم ﷺ سے اس طرح کی حدیث بیان کرتے ہیں۔

(۱۷۰٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ أَوِ الرَّكْعَةِ فَيَمْكُثُ بَيْنَهُمَا حَتّٰى نَقُوْلَ: أَنَسِيَ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٢٦٨٢)

سیدنا انس بن مالک ‌رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب سجدہ یا رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو اس وقت اتنی دیر تک ٹھہرتے کہ ہم یہ کہتے کہ کیا آپ ﷺ بھول گئے ہیں؟

(١٧٠٣) تخریج: اسناده صحيح۔ أخرجه مطولا و مختصرا ابن ماجه: ٨٧١، ١٠٠٣، وابن خزيمة: ٥٩٣، ٦٦٧، ٨٧٢، ١٥٦٩، وابن ابی شيبة: ٢/ ١٩٣، ١٤/ ١٥٦ (انظر: ١٦٢٩٧)

(١٧٠٤) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن حبان: ١٨٨٨، والحاكم: ١/ ٢٩٢، والبيهقى: ٢/ ٣٨٦ (انظر: ٢٢٦٤٢)

(١٧٠٥) تخريج: حديث حسن، وهذا اسناد ضعيف لضعف على بن زيد بن جدعان۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ٢٨٨، وابو يعلى: ١٣١١، والبزار: ٥٣٦ (انظر: ١١٥٣٢)

(١٧٠٦) تخريج: أخرجه البخارى: ٨٠٠، ومسلم: ٤٧٢ (انظر: ١٢٧٦٠، ١٣٣٦٩)

فوائد: ......سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لا تجزیء صلاۃ لا یقیم فیھا الرجل صلبہ فی الرکوع والسجود۔)) (سنن اربعہ) یعنی: ''اس آدمی کی نماز اسے کفایت نہیں کرتی جو رکوع وسجود میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا۔'' اگر عوام الناس کی عادت کو دیکھا جائے تو درج بالا احادیث انتہائی قابلِ غور ہیں، کیونکہ اکثر لوگ بالخصوص احناف بہت جلد بازی سے نماز ادا کرنے کے مستقل عادی بن چکے ہیں، یوں لگتا ہے کہ رکوع کے بعد قومہ میں اور پہلے سجدے کے بعد جلسہ میں اعتدال کے ساتھ کمر کو سیدھا کرنا ان لوگوں کو گوارا ہی نہیں ہے۔ مجھے اس بات پر حیرانی اور تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ رکوع وسجود میں تین دفعہ تسبیحات کہنے کا دعوی کرتے ہیں، لیکن کوے کی طرح ٹھونگ لگانے کی مقدار میں یہ عمل پورا کر لیا جاتا ہے۔ درج بالا اور اس موضوع کی دیگر احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ رکوع، قومہ، سجدہ اور جلسہ میں اطمینان کرنا ضروری ہے۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور کثیر اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ قومہ اور جلسہ وغیرہ میں اطمینان اختیار کرنا واجب ہے اور اس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق نے کہا ہے کہ جو نمازی رکوع وسجود میں کمر کو سیدھا نہیں کرتا، اس کی نماز فاسد ہے۔ کثیر احناف کا مشہور قول یہی ہے کہ یہ اطمینان اور اعتدال سنت ہے، واجب نہیں ہے، ان کے اکثر عوام میں عملی طور پر اس سنت کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا، بہرحال اس معاملے میں شرعی دلائل کا فیصلہ احناف کے حق میں نہیں ہے۔

(۷) بَابُ اَذْکَارِ الرَّفْعِ مِنَ الرُّکُوْعِ
رکوع سے اٹھ کر اذکار (کرنے) کا بیان

(۱۷۰۷) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ۔)) (مسند احمد: ۷۲۹)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ پڑھتے تھے: ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ۔'' (اللہ نے اس کو سن لیا، جس نے اس کی تعریف کی، اے ہمارے رب! اور تیرے لئے ہی تعریف ہے، آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان والے خلا کے بھرنے کے بقدر اور اس چیز کے بھراؤ کے برابر، جو تو چاہے۔''

(۱۷۰۸) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَحْسِبُهُ رَفَعَهُ قَالَ: إِذَا كَانَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ،

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، راوی کہتا ہے کہ میرا گمان ہے کہ انھوں نے مرفوعاً بیان کیا تھا، کہ آپ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے: ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ

(۱۷۰۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۷۷۱ (انظر: ۷۲۹)

(۱۷۰۸) تخريج: أخرجه مسلم مرفوعا: ٤٧٨ (انظر: ۲٤۹۹)

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ۔)) (مسند احمد: ۲٤٤٠)

حَمِدَهُ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ۔" (اللہ نے اس کو سن لیا، جس نے اس کی تعریف کی، اے اللہ! اے ہمارے رب! تیرے ہی لئے تعریف ہے، آسمان کے بھراؤ اور زمین کے بھراؤ کے بقدر اور اس چیز کے بھرنے کے بقدر، جسے تو چاہے۔)

(۱۷۰۹) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (۱۹۳۱٤)

(۱۷۱۰) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ لنَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ (وَفِيْ لَفْظٍ يَدْعُوْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ): ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اللَّهُمَّ طَهِّرْنِيْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدَ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَنَقِّنِيْ مِنْهَا كَمَايُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ۔)) (مسند احمد: ۱۹۳۲۸)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے تھے: "اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدَ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَنَقِّنِيْ مِنْهَا كَمَايُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ۔")) (اے اللہ! تیرے لئے ہی تعریف ہے، آسمان کے بھرنے اور زمین کے بھرنے کے بقدر اور اس چیز کے بھراؤ کے بقدر، جو تو چاہے، اے اللہ! مجھے برف، اولوں اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ پاک کردے، اے اللہ! مجھے گناہوں سے پاک کردے اور ان سے اس طرح صاف کردے جیسے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا جاتا ہے۔)

(۱۷۱۱) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَالَ الْقَارِيءُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَالَ مَنْ خَلْفَهُ: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔)) (مسند احمد: ۹۳۹۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتا ہے اور اس کے بعد اس کے پیچھے والا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ کہتا ہے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔''

(۱۷۰۹) تخریج: أخرجه مسلم: ٤٧٦ (انظر: ۱۹۱۰٤)

(۱۷۱۰) تخریج: أخرجه مسلم: ٤٧٦ (انظر: ۱۹۱۱۸)

(۱۷۱۱) تخریج: أخرجه مسلم: ٤٠٩ (انظر: ۹٤٠١)

(۱۷۱۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔)) (مسند احمد: ۹۹۲۵)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ کہو، پس جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوگیا تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔''

فوائد: ......اس حدیث سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ مقتدی کو ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' نہیں کہنا چاہیے، کیونکہ یہاں مقتدی کو یہ کلمہ کہنے سے منع نہیں کیا گیا، بلکہ اس کے لیے ''رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ'' کہنے کے وقت کا تعین کیا گیا ہے۔ درج ذیل دلائل کی بنا پر ہر کسی کو ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' کہنا چاہیے: ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' نماز نبوی کی ترتیب میں شامل ہے اور امام کی اقتدا میں اس کے نہ پڑھنے پر دلالت کرنے والی کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خود ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' کہا اور فرمایا: ((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِیْ أُصَلِّیْ۔)) (بخاری) ......''تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔'' سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لَاتَتِمُّ صَلَاةٌ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ حَتّٰى ...... يُكَبِّرَ...... ثُمَّ يَرْكَعَ...... ثُمَّ يَقُوْلَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حَتّٰى يَسْتَوِیَ قَائِمًا۔)) ......''کسی آدمی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ تکبیر نہ کہے......رکوع نہ کرے......اور پھر ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' نہ کہے......'' (ابوداود، حاکم) یہ حدیث واضح نص ہے کہ ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی، لہٰذا اس کلمہ سے مقتدیوں کو روکنے کے لیے واضح دلیل کی ضرورت ہے۔ یہی معاملہ ''وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' اور ''آمِيْن'' کا ہے، کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی فرضیت دوسری نصوص سے ثابت ہو چکی ہے۔

(۱۷۱۳) عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّیْ يَوْمًا وَرَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ وَقَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ: رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ الْمُتَكَلِّمُ آنِفًا؟)) قَالَ الرَّجُلُ: أَنَا

سیدنا رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا اور ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' کہا تو آپ کے پیچھے ایک آدمی نے یہ کلمہ کہا: رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ۔ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو آپ نے پوچھا: ''ابھی ابھی کلمات کہنے والا کون تھا؟'' اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تھا،

(۱۷۱۲) تخريج: أخرجه البخاری: ۷۹۶، ۳۲۲۸، ومسلم: ۴۰۹، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۹۹۲۳)

(۱۷۱۳) تخريج: أخرجه البخاری: ۷۹۹ (انظر: ۱۸۹۹۶)

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلَاثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلًا۔)) (مسند احمد: ١٩٢٠٥)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ میں نے چونتیس پینتیس فرشتے دیکھے، وہ ان کلمات کی طرف لپک رہے تھے کہ کون ان کو سب سے پہلے لکھتا ہے۔''

فوائد: ......اتنی بڑی فضیلت کے باوجود نمازی لوگوں کی اکثریت جلد بازی اور اپنی عادت کے سامنے عاجز ہو کر یہ کلمہ دوہرانے سے غافل ہے۔

حدیث میں ثلاثین (تیس) کے ساتھ ''بِضْعَةٌ'' کا لفظ آیا ہے جس کا اطلاق تین سے نو تک کے کسی بھی عدد پر ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہماری زبان میں بضعۃ کا مفہوم ادا کرنے کے لیے ''چند'' کا لفظ مناسب رہے گا یعنی تیس سے چند زائد فرشتے۔ (عبداللہ رفیق)

(١٧١٤) عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: أَنَا أَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) قَالَ ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) قَالَ وَكَانَ يُكَبِّرُ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٩٨٣٦)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: میں نماز میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہت رکھتا ہوں، آپ ﷺ جب ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' کہتے تو ''اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ'' کہتے اور جب آپ ﷺ رکوع کرتے، سجدے سے کھڑے ہوتے اور دو سجدوں سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے تھے۔

(١٧١٥) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) قَالَ ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، لَامَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔)) (مسند احمد: ١١٨٥٠)

سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ کہتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، لَامَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔'' (اے اللہ! اے ہمارے رب! تیرے لئے ہی تعریف ہے، آسمانوں کے بھراؤ جتنی، زمین کے بھراؤ جتنی اور ان کے بعد اس چیز کے بھراؤ جتنی جو تو خود چاہے۔ تعریف اور بزرگی والے! جو کچھ بندہ کہتا ہے تو اس کا سب سے زیادہ

(١٧١٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٩٥ (انظر: ٨٢٥٣)

(١٧١٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٧٧ (انظر: ١١٨٢٨)

حقدار ہے اور سب تیرے بندے ہیں، جو تو دینا چاہے اسے
کوئی روک نہیں سکتا اور کسی شان والے کو اس کی شان تجھ سے
کوئی فائدہ نہیں دیتی۔)

فوائد: ...... عام طور پر لوگ رکوع کے بعد قومہ میں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنے کو ہی کافی سمجھتے ہیں اور عرصۂ دراز سے ان کی یہی روٹین بھی ہے، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عدمِ رغبت کی علامت ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے کتنے بہترین انداز میں اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی ہے، لیکن ہمارا نفس ہمیں ایسا کرنے پر آمادہ ہی نہیں کرتا۔

(۸) بَابُ هَيْئَاتِ السُّجُوْدِ وَكَيْفَ الْهَوِيُّ اِلَيْهِ
سجدے کی حالتیں اور اس کے لیے جھکنے کی کیفیت کا بیان

(۱۷۱٦) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْجَمَلُ، وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ ثُمَّ رُكْبَتَيْهِ۔)) (مسند احمد: ۸۹٤۲)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی سجدہ کرے تو وہ اونٹ کے بیٹھنے کی طرح نہ بیٹھے، بلکہ پہلے اپنے ہاتھوں کو رکھے اور پھر گھٹنوں کو۔

فوائد: ...... شرح میں سنن کی وائل بن حجر کی سند کو حسن لغیرہ کہا، جس میں آپ ﷺ کا فعل پہلے گھٹنے رکھنا ہے۔
ترمذی نے کہا یہ روایت شریک کے واسطہ سے مروی ہے۔ البانی ؒ نے کہا: شریک حافظہ کے لحاظ سے یہ ضعیف ہے۔ دارقطنی نے کہا: شریک اس کے ساتھ منفرد ہے اور شریک کی منفرد روایت قوی نہیں ہوتی۔
بعض راویوں نے اسے مرسلاً بیان کیا ہے اور یہی درست ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ پھر خاص کر جبکہ عبداللہ بن عمر ؓ سے مرفوعاً صحیح ثابت ہے: ((كَانَ اِذَا سَجَدَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ)) (ابن خزیمة، مستدرك حاكم) ''نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھ نیچے رکھتے مزید یہ بھی ہے کہ زیر مطالعہ ابو ہریرہ کی صحیح حدیث کے یہ مخالف بھی ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ سجدہ کو جاتے ہوئے پہلے ہاتھ رکھے جائیں گے۔ گھٹنے پہلے رکھنے کے بارے کوئی حدیث قابل حجت نہیں۔ (دیکھیں: ہدایۃ الرواۃ: ۸۵۹ تحقیق وتخریج از علامہ ناصر الدین البانی ؒ)

(۱۷۱۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ رَفَعَهُ قَالَ: إِنَّ الْيَدَيْنِ يَسْجُدَانَ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ فَإِذَا

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ ہاتھ بھی چہرے کی طرح سجدہ کرتے ہیں، لہٰذا

(۱۷۱٦) تخريج: اسناده قوي۔ أخرجه ابوداود: ۸٤۰، والنسائي: ۲/ ۲۰۷، والترمذي: ۲٦۹ والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ۱۸۲، وفي "شرح معاني الآثار": ۱/ ۲٥٤، والبيهقي: ۲/ ۹۹ (انظر: ۸۹٥٥)
(۱۷۱۷) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابوداود: ۸۹۲، والنسائي: ۲/ ۲۰۷ (انظر: ٤٥۰۱)

وَضَعَ أَحَدُكُمْ وَجْهَهُ فَلْيَضَعْ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَهُ فَلْيَرْفَعْهُمَا۔ (مسند احمد: ٤٥٠١)

جب تم میں سے کوئی شخص سجدہ کے لیے اپنا چہرہ رکھے تو اپنے ہاتھ بھی رکھ دے اور جب اسے اٹھائے تو ان کو بھی اٹھا لے۔"

(١٧١٨) عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ يُجَنِّحُ فِيْ سُجُوْدِهِ حَتّٰى يُرٰى وَضَحُ إِبْطَيْهِ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَلّٰى فَرَّجَ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ۔ (مسند احمد: ٢٣٣١١)

سیدنا ابن بحینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو بازو پہلو سے اتنا دور رکھتے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آ جاتی۔

(١٧١٩) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَلّٰى فَرَّجَ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ۔ (مسند احمد: ٢٣٣١٣)

(دوسری سند) سے مروی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو بازو پہلو سے الگ کرتے حتی کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔

(١٧٢٠) عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ يَصِفُ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ثُمَّ هَوٰى سَاجِدًا وَقَالَ ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ)) ثُمَّ جَافٰى وَفَتَحَ عَضُدَيْهِ عَنْ بَطْنِهِ وَفَتَخَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ ثَنٰى رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَقَعَدَ عَلَيْهَا وَاعْتَدَلَ حَتّٰى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ فِيْ مَوْضِعِهِ۔ الحديث۔ (مسند احمد: ٢٣٩٩٧)

سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز (کا طریقہ) بیان کرتے ہیں فرمایا: پھر آپ سجدہ کرتے ہوئے نیچے جھکے اور اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہا پھر کشادگی اختیار کی اور اپنے بازو اپنے پیٹ سے کھول کر رکھے اور اپنے پاؤں کی انگلیاں موڑ کر (قبلے کی طرف) رکھیں، (پھر اٹھے اور) اپنا (بایاں) پاؤں موڑ کر رکھا اور اس پر بیٹھ گئے اور برابر ہو گئے حتی کہ ہر ہڈی اپنی جگہ میں لوٹ آئی،......۔

(١٧٢١) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِعْتَدِلُوْا فِيْ سُجُوْدِكُمْ وَلَا يَفْتَرِشْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ، أَتِمُّوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ، فَوَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرَاكُمْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سجدوں میں اعتدال اختیار کرو، کوئی آدمی اپنے بازو کتے کی طرح مت بچھائے، رکوع وسجود کو پورا کرو، اللہ کی قسم! جب تم رکوع اور سجدہ کرتے ہو تو میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔"

(١٧١٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٥٦٤، ومسلم: ٤٩٥ (انظر: ٢٢٩٢٣، ٢٢٩٢٥)

(١٧١٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٧٢٠) تخريج: أخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ٨٢٨، وابوداود: ٧٣٠، ٩٦٣، وابن ماجه: ٨٦٢، والترمذي: ٣٠٤، والنسائي: ٢/ ١٨٧ (انظر: ٢٣٥٩٩)

(١٧٢١) تخريج: أخرجه البخاري: ٨٢٢، ومسلم: ٤٩٣ (انظر: ١٢١٤٩، ١٢٨١٢)

مِـنْ بَـعْدِيْ أَوْمِنْ بَعْدِ ظَهْرِيْ إِذَارَكَعْتُمْ وَإِذَا سَجَدْتُمْ.)) (مسند احمد: ١٤٠١٨)

(١٧٢٢) عَـنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَعْتَدِلْ وَلَا يَفْتَرِشْ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ.)) (مسند احمد: ١٤٤٣٧)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی سجدہ کرے تو وہ اعتدال کرے اور کتے کی طرح اپنے بازو مت بچھائے۔''

فوائد: ......اس مقام پر ''اعتدال'' کا مفہوم یہ ہے کہ سجدے میں اپنے بازوؤں کو نہ زمین پر بچھائے اور نہ اپنے جسم کے ساتھ بند کر لے، بلکہ درمیان میں رکھے اور ہتھیلیوں کو زمین پر رکھے اور کہنیوں کو زمین اور پہلوؤں سے اور پیٹ کو ران سے جدا رکھے، کیونکہ اس صورت میں زیادہ عاجزی ہے اور بندہ سستی سے دور رہتا ہے اور پیشانی اچھی طرح زمین پر ٹک جاتی ہے۔

(١٧٢٣) عَـنْ شُعْبَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنَّ مَوْلَاكَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ جَبْهَتَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَصَدْرَهُ بِالْأَرْضِ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَايَحْمِلُكَ عَلَى مَاتَصْنَعُ؟ قَالَ: التَّوَاضُعُ، قَالَ: هٰكَذَا رِبْضَةُ الْكَلْبِ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا سَجَدَ رُؤِيَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ. (مسند احمد: ٢٩٣٣)

شعبہ کہتے ہیں: ایک آدمی سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: آپ کا غلام جب سجدہ کرتا ہے تو اپنی پیشانی، بازو اور سینہ زمین پر لگا دیتا ہے۔ انھوں نے اس سے پوچھا: کون سی چیز تجھے اس طرح کرنے پر ابھارتی ہے؟ اس نے کہا: تواضع (کی خاطر ایسا کرتا ہوں)۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو کتے کی ہیئت ہے، میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ سجدہ کرتے تو بغلوں کی سفیدی نظر آ جاتی تھی۔

فوائد: ......سجدہ کی حالت میں سینے کو زمین پر نہیں رکھا جا سکتا ہے، اس حدیث کے شروع والے حصے میں جو کیفیت بیان کی گئی ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ جب آدمی پیشانی اور بازوؤں کو زمین پر رکھتا ہے، تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس کا اگلا حصہ زمین پر پڑا ہے۔

(١٧٢٤) عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: تَدَبَّرْتُ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کو غور سے دیکھا، پس میں نے دیکھا کہ آپ

(١٧٢٢) تخريج: اسناده قوى على شرط مسلم۔ أخرجه ابن ماجه: ٨٩١، والترمذى: ٢٧٥ (انظر: ١٤٣٨٤)
(١٧٢٣) تخريج: اسناده ضعيف، والمرفوع منه صحيح لغيره، شعبة بن دينار مولى ابن عباس سيء الحفظ۔ أخرج المرفوع منه الطيالسى: ٢٧٢٧، والطبرانى: ١٢٢١٩ (انظر: ٢٠٧٣، ٢٩٣٣)
(١٧٢٤) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٨٩٩ (انظر: ٢٤٠٥)

مُخَوِّيًا فَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ۔ (مسند احمد: ۲۷۸۱)

زمین سے پیٹ کو اٹھا کر رکھتے اور میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی بھی دیکھی۔

(۱۷۲۵) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ رَأَيْتُ بَيَاضَ كَشْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ سَاجِدٌ۔ (مسند احمد: ۱۱۱۲۹)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی کوکھ کی سفیدی دیکھی، جب کہ آپ سجدہ کر رہے تھے۔

فوائد:......یعنی بازوؤں کو پیٹ سے دور رکھنے کی وجہ سے کوکھ کی سفیدی نظر آنے لگی۔

(۱۷۲۶) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ رُؤِيَ أَوْ رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۷۸۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

(۱۷۲۷) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَقْرَمَ الْخُزَاعِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي أَقْرَمَ بِالْقَاعِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ بِالْقَاعِ مِنْ نَمِرَةَ) قَالَ: فَمَرَّ بِنَا رَكْبٌ فَأَنَاخُوْا بِنَاحِيَةِ الطَّرِيقِ فَقَالَ لِيْ أَبِيْ: أَيْ بُنَيَّ! كُنْ فِيْ بَهْمِكَ حَتّٰى آتِيَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ وَأُسَائِلَهُمْ، قَالَ: فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ فِيْ أَثَرِهِ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ فَكُنْتُ أَنْظُرُ إِلٰى عُفْرَتَيْ إِبْطَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا سَجَدَ۔ (مسند احمد: ۱۶۵۱۶)

عبد اللہ بن اقرم کہتے ہیں: میں اپنے باپ کے ساتھ نمرہ کے میدان میں تھا، ہمارے پاس سے ایک قافلہ گزرا، پھر انہوں نے راستہ کی ایک طرف اونٹ بٹھا دیئے، میرے باپ نے مجھ سے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اپنے جانوروں میں ہی رہ، میں ان لوگوں کے پاس جا کر ان سے سوال جواب کرتا ہوں، سو وہ چلے گئے اور میں بھی ان کے پیچھے نکل پڑا، وہ تو رسول اللہ ﷺ تھے، اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا اور میں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، جب بھی آپ ﷺ سجدہ کرتے تو میں آپ ﷺ کی بغلوں کی غیر خالص سفیدی کو دیکھتا تھا۔

(۱۷۲۸) عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ وَصَفَ السُّجُوْدَ قَالَ: فَبَسَطَ كَفَّيْهِ وَرَفَعَ عَجِيْزَتَهُ وَخَوّٰى وَقَالَ هٰكَذَا

ابو اسحاق کہتے ہیں: سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے سجدہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے (سجدہ کیا اور) اپنی ہتھیلیوں کو بچھایا، پچھلے حصے کو اٹھایا اور اپنے پیٹ کو بھی زمین سے بلند رکھا

(۱۷۲۵) تخريج: حديث صحيح لغيره (انظر: ۱۱۱۱۳)

(۱۷۲۶) تخريج: صحيح لغيره، (انظر: ۱۲۷۵۸)

(۱۷۲۷) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ۸۸۱، والترمذي: ۲۷٤، والنسائي: ۲/ ۲۱۳ (انظر: ۱٦٤۰۱)

(۱۷۲۸) تخريج: حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف۔ أخرجه ابوداود: ۸۹٦، والنسائي: ۲/ ۲۱۲ (انظر: ۱۸۷۰۱)

سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٨٩٠٥)

اور پھر کہا: نبی کریم ﷺ نے اس طرح سجدہ کیا تھا۔

(١٧٢٩) عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ جَافٰى حَتّٰى يَرٰى مَنْ خَلْفَهُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ۔ (مسند احمد: ٢٧٣٦٨)

زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اتنی کشادگی کرتے کہ جو آپ کے پیچھے ہوتا وہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لیتا۔

(١٧٣٠) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ۔)) (مسند احمد: ١٨٨٠٠)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو نیچے رکھ دے اور کہنیوں کو اٹھا لے۔''

(١٧٣١) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ؓ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْجُدُ عَلٰى أَنْفِهِ مَعَ جَبْهَتِهِ۔ (مسند احمد: ١٩٠٦٢)

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی پیشانی سمیت ناک پر سجدہ کرتے تھے۔

(١٧٣٢) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ أَنْفَهُ عَلَى الْأَرْضِ۔ (مسند احمد: ١٩٠٤٥)

(دوسری سند) انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ سجدہ کرتے تو اپنی ناک زمین پر لگاتے۔

(١٧٣٣) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْجُدُ بَيْنَ كَفَّيْهِ (وَفِي رِوَايَةٍ) وَيَدَاهُ قَرِيبَتَانِ مِنْ أُذُنَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٩٠٥٠، ١٩٠٥١)

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اپنی ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کرتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے ہاتھ آپ کے کانوں کے قریب ہوتے تھے۔

(١٧٣٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: ((وَإِذَا سَجَدْتَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''جب تو سجدہ کرے تو زمین پر اپنے

(١٧٢٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٩٧ (انظر: ٢٦٨١٨)

(١٧٣٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٩٤ (انظر: ١٨٤٩١)

(١٧٣٢) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ٢٦٢، والطبرانى فى "الكبير": ٢٢/ ٦٦، وله شواهد (انظر: ١٨٨٣٩)

(١٧٣٣) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ٢٦٠، والبيهقى: ٢/ ١١٢، والطبرانى فى "الكبير": ٢٢/ ٧٥، ٩٣ (انظر: ١٨٨٤٤، ١٨٨٤٥)

(١٧٣٤) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٤٤٧، والترمذى: ٣٩ (انظر: ٢٦٠٤)

فَأَمْكِنْ جَبْهَتَكَ مِنَ الْأَرْضِ حَتّٰى تَجِدَ حَجْمَ الْأَرْضِ۔)) (مسند احمد: ٢٦٠٤) ماتھے کو اس طرح جگہ دے حتی کہ تو زمین کا حجم محسوس کرے۔

فوائد: ...... حدیث نمبر (۱۶۸۱) میں اِس حدیث کے آخری جملے کا مفہوم بیان کیا جا چکا ہے۔ ان تمام احادیث کا تعلق سجدہ کی کیفیت اور ہیئت کے ساتھ ہے، اِن اور دیگر احادیث کا خلاصہ یہ ہے، مسند احمد کا حوالہ نہیں دیا گیا:

(۱) سجدے میں گرتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھیں۔ (ابو داود: ۸۴۰، نسائی: ۱۰۹۰) اس عنوان ''سجدے کی حالتیں اور اس کے لیے جھکنے کی کیفیت کا بیان'' میں اس مسئلہ کی وضاحت پیش کی گئی ہے۔

(۲) سات اعضا (ناک سمیت پیشانی، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں) پر سجدہ کریں۔ (صحیح بخاري: ٨١٢، صحيح مسلم: ٤٩٠)

(۳) دونوں ہاتھ پہلوؤں سے دور رکھیں (ابوداود: ٧٣٤، ترمذی: ٢٦٠، ابن ماجه: ٨٦٣) کہنیاں بھی زمین سے بلند ہوں (صحيح مسلم: ٤٩٤) اور سینہ، پیٹ اور رانیں زمین سے اونچی ہوں، پیٹ رانوں سے اور رانیں پنڈلیوں سے جدا ہوں اور دونوں رانیں بھی ایک دوسرے سے الگ الگ رکھی جائیں۔ (ابوداود: ٧٣٠۔ ٧٣٤، ترمذی: ٣٠٤)

(۴) پاؤں کی ایڑیاں ملی ہوں (مستدرك حاكم: ١/ ٢٢٨، صحیح ابن خزيمه: ٦٥٤) پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلہ رخ ہوں اور پاؤں کھڑے ہوں۔ (صحیح بخاری: ٨٢٨)

(۵) ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے سے ملی ہوں اور قبلہ رخ ہوں۔ (حاكم: ١/ ٢٢٧، بیهقی: ٢/ ١١٢)

(۶) ہاتھوں کو کندھوں (ابوداود: ٨٥٨، ترمذی: ٢٥٥، ابن ماجه: ٨٥٨) یا کانوں کے برابر رکھیں۔ (نسائی: ١١٠٣)

(٨) بَابُ اَعْضَاءِ السُّجُوْدِ وَالنَّهْيِ عَنْ كَفِّ الشَّعْرِ وَالثَّوْبِ
سجدے کے اعضاء اور بال اور کپڑا لپیٹنے کی ممانعت کا بیان

(١٧٣٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةٍ وَلَا أَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا۔)) (مسند احمد: ٢٥٨٤)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں اور بالوں اور کپڑوں کو نہ لپیٹوں۔''

(١٧٣٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: أُمِرَ

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سات

(١٧٣٥) تخريج: أخرجه البخاری: ٨١٥، ٨١٦، ومسلم: ٤٩٠ (انظر: ١٩٢٧، ٢٥٨٤)

(١٧٣٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَسْجُدَ عَلٰى سَبْعٍ وَنُهِيَ أَنْ يَكُفَّ شَعْرَهُ وَثِيَابَهُ۔ (مسند احمد: ۱۹۲۷)

اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اور اس سے منع کیا گیا کہ آپ اپنے بال اور کپڑے لپیٹیں۔

(۱۷۳۷) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ، الْجَبْهَةِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلٰى أَنْفِهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْأَصَابِعِ وَلَا أَكُفَّ الثِّيَابَ وَلَا الشَّعْرَ۔)) (مسند احمد: ۲۷۷۷)

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا کہ میں ان سات اعضا پر سجدہ کروں: پیشانی، اس کے ساتھ آپ ﷺ نے ناک کی طرف اشارہ کیا، دو ہاتھ، دو گھٹنے اور (دونوں پاؤں کی) انگلیوں کے کنارے اور اس بات کا بھی حکم دیا گیا کہ میں کپڑوں اور بالوں کو نہ لپیٹوں۔''

فوائد: ..... بالوں کو نہ لپیٹنا، اس سے مراد یہ ہے کہ اگر بال لمبے ہیں تو ان کو پگڑی کے نیچے نہ دبایا جائے اور نہ پیچھے سے باندھا جائے، اسی طرح نماز میں آستین وغیرہ کو نہ چڑھایا جائے اور اس طرح بلا ضرورت کپڑے کو لپیٹنے سے باز رہا جائے۔

(۱۷۳۸) عَنِ الْعَبَّاسِ (بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ) ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا سَجَدَ الرَّجُلُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ۔)) (مسند احمد: ۱۷۸۰)

سیدنا عباس بن عبد المطلب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں: چہرہ، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔''

(۱۷۳۹) عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ أَوْ عَمِّهِ قَالَ: كَانَتْ لِيْ جُمَّةٌ كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ رَفَعْتُهَا، فَرَآنِيْ أَبُو حَسَنٍ الْمَازِنِيُّ فَقَالَ: تَرْفَعُهَا لَا يُصِيبُهَا التُّرَابُ؟ وَاللّٰهِ! لَأَحْلِقَنَّهَا فَحَلَقَهَا۔ (مسند احمد: ۱۶۸۳۳)

عمر بن یحییٰ اپنے باپ یا چچا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میرے کندھوں تک لمبے بال تھے، اس لیے جب میں سجدہ کرتا تو انہیں اٹھا لیتا تھا، ابوحسن مازنی نے مجھے ایسے کرتا دیکھ کر کہا: تو ان کو اٹھا لیتا ہے تاکہ انہیں مٹی نہ لگے؟ اللہ کی قسم! میں انہیں ضرور مونڈ دوں گا پھر انہوں نے ان بالوں کو مونڈ دیا تھا۔

فوائد: ..... ابوحسن مازنی، عمرو بن یحییٰ کا دادا تھا، اس نے اپنے پوتے کو ایک سنت کی مخالفت کرنے کی وجہ سے اور اس کی تربیت کرنے کے لیے اس کا سر منڈوا دیا تھا، آج بھی بڑوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہیے۔

(۱۷۳۷) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۷۳۸) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٩١ (انظر: ۱۷۸۰)

(۱۷۳۹) تخريج: هذا الأثر ضعيف، للشك بين والد عمرو بن يحيىٰ أو عمه، ولم يتبين لنا من هو۔

(۹) بَابُ سُجُوْدِ الْمُصَلِّيْ عَلٰى ثَوْبِهِ لِحَاجَةٍ وَكَيْفَ يَسْجُدُ مَنْ زُوْحِمَ

کسی ضرورت کی وجہ سے نمازی کا اپنے کپڑے پر سجدہ کرنے، نیز ہجوم والا شخص سجدہ کیسے کرے، اس کا بیان

(۱۷٤۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ يَتَّقِيْ بِفُضُوْلِهِ حَرَّ الْأَرْضِ وَبَرْدَهَا۔ (مسند احمد: ۲۳۲۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک کپڑا لپیٹ کر اس میں نماز پڑھتے اور اس کے زائد حصے کے ذریعے زمین کی گرمی اور سردی سے بچتے تھے۔

(۱۷٤۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَيَسْجُدُ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۱۹۹۲)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم گرمی کی شدت میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، جب ہم سے کوئی شخص اپنے چہرے کو زمین پر رکھنے کی استطاعت نہ رکھتا تو وہ اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کر لیتا۔

فوائد: ……ان احادیث کا معنی یہ ہوا کہ نمازی نے جو لباس پہنا ہوا ہو، اگر وہ دورانِ سجدہ پیشانی، ناک اور ہاتھوں کے سامنے حائل ہو جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

(۱۷٤۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: جَاءَ نَا النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى بِنَا فِيْ مَسْجِدِ بَنِيْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَرَأَيْتُهُ وَاضِعًا يَدَيْهِ فِيْ ثَوْبِهِ إِذَا سَجَدَ۔ (مسند احمد: ۱۹۱٦۱)

عبد اللہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہمارے پاس مسجد بنی عبد الاشہل میں تشریف لائے اور ہمیں نماز پڑھائی، میں نے دیکھا کہ جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھ کپڑے میں رکھے۔

(۱۷٤۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَقَدْ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بلاشبہ میں نے بارش

(۱۷٤۰) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابو یعلی: ۲٤٤٦، والطبرانی: ۱۱۵۲۰، وعبد الرزاق: ۱۳٦۹ (انظر: ۲۳۲۰)

(۱۷٤۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۸۵، ۱۲۰۸، ومسلم: ٦۲۰ (انظر: ۱۱۹۷۰)

(۱۷٤۲) تخریج: اسناده ضعیف، وقد وهم فيه عبد العزيز بن محمد الدراوردی، فرواه عن اسماعيل بن ابی حبيبة، عن عبد الله بن عبد الرحمن، قال: جاء نا النبی ﷺ …… ولم يقل: عن ابيه، عن جده، والاولى بالصواب ما رواه ابراهيم بن اسماعيل بن ابی حبيبة الاشهلی، عن عبد الله بن عبد الرحمن بن ثابت بن الصامت عن ابيه عن جده۔ ثم ان ابراهيم الاشهلی ضعيف، وعبد الله بن عبد الرحمن مجهول، وابوه عبد الرحمن لاتصح صحبته، وهو مجهول كذالك۔ ثم انه قد اختلف فی اسناده، وانظر للتفصيل: ۱۸۹۵۳۔

(۱۷٤۳) تخریج: حسن، وهذا اسناد ضعيف لضعف حسين بن عبد الله (انظر: ۲۳۸۵)

رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ یَوْمٍ مَطِیْرٍ وَهُوَ یَتَّقِی الطِّیْنَ إِذَا سَجَدَ بِکِسَاءٍ عَلَیْهِ یَجْعَلُهُ دُوْنَ یَدَیْهِ إِلَی الْأَرْضِ إِذَا سَجَدَ۔ (مسند احمد: ۲۳۸۵)

والے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ کیچڑ سے بچتے تھے اور وہ اس طرح کہ جب آپ سجدہ کرتے تو جو چادر پہنی ہوئی تھی اس کا بعض حصہ زمین پر ہاتھوں کے نیچے رکھتے۔

(۱۷٤٤) عَنْ سَیَّارِ بْنِ الْمَعْرُوْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ وَهُوَ یَخْطُبُ یَقُوْلُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَنٰی هٰذَا الْمَسْجِدَ وَنَحْنُ مَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ فَإِذَا اشْتَدَّ الزِّحَامُ فَلْیَسْجُدِ الرَّجُلُ مِنْکُمْ عَلٰی ظَهْرِ أَخِیْهِ، وَرَاٰی قَوْمًا یُصَلُّوْنَ فِی الطَّرِیْقِ فَقَالَ صَلُّوْا فِی الْمَسْجِدِ۔ (مسند احمد: ۲۱۷)

سیار بن معرور کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، وہ کہہ رہے تھے: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے یہ مسجد بنائی، جبکہ ہم مہاجر اور انصار آپ ﷺ کے ساتھ تھے، پس جب ہجوم زیادہ ہو جائے تو آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے بھائی کی پیٹھ پر سجدہ کر لے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو راستہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر ان کو کہا: مسجد میں نماز پڑھو۔

(۱۷٤٥) عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَکَا أَصْحَابُ النَّبِیِّ ﷺ إِلَیْهِ مَشَقَّةَ السُّجُوْدِ عَلَیْهِمْ إِذَا تَفَرَّجُوْا قَالَ: ((اِسْتَعِیْنُوا بِالرُّکَبِ۔)) قَالَ ابْنُ عَجْلَانَ: وَ ذٰلِكَ أَنْ یَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ إِذَا طَالَ السُّجُوْدُ وَأَعْیٰی۔ (مسند احمد: ۸٤٥۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ نے آپ ﷺ سے شکایت کہ اگر کشادگی اختیار کریں تو سجدے میں مشقت ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر گھٹنوں سے مدد حاصل کر لیا کرو۔'' ابن عجلان کہتے ہیں: اس کی صورت یہ ہے کہ جب سجدہ لمبا ہو جائے اور بندہ تھک جائے تو اپنی کہنیاں گھٹنوں پر رکھ لے۔

فوائد: ......ان احادیث میں جو مسائل بیان کیے گئے ہیں، وہ تو انتہائی واضح ہیں، اب تو اللہ تعالیٰ نے وسعت کر دی ہے اور ہر آدمی کے پاس اتنی سہولت موجود ہے کہ وہ نماز کے لیے علیحدہ کپڑا بچھا سکتا ہے۔ سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اس قسم کی سخت گرمی اور گرم زمین کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی قیادت میں طویل نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔

(۱۷٤٤) تخریج: حدیث صحیح، وقد توبع سیار بن معرور۔ أخرجه الطیالسی: ۷۰، والبیهقی: ۳/ ۱۸۲ (انظر: ۲۱۷)

(۱۷٤٥) تخریج: اسناده قوی۔ أخرجه ابوداود: ۹۰۲، والترمذی: ۲۸٦ (انظر: ۸٤۷۷)

(۱۰) بَابُ الدُّعَاءِ فِي السُّجُوْدِ وَمَا يُقَالُ فِيهِ مِنَ الْأَذْكَارِ غَيْرَ مَا مَرَّ فِي الرُّكُوْعِ
سجدے کی دعاؤں اور اذکار کا بیان، ان کے علاوہ جو رکوع میں گزر چکے ہیں

(۱۷٤٦) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِيْ خَلَقَهُ فَصَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُوْرَهُ فَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔)) (مسند احمد: ۷۲۹)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ”اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِيْ خَلَقَهُ فَصَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُوْرَهُ فَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔“ (اے اللہ! میں نے تیرے لئے ہی سجدہ کیا، تجھ پر ایمان لایا، تیرے لئے فرمانبردار ہوا، میرے چہرے نے اس ذات کے لئے سجدہ کیا، جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کی شکل بنائی اور خوبصورت شکل بنائی اور اس کے کان اور آنکھ کو کھولا، اللہ بہت بابرکت ہے، جو سب سے اچھا بنانے والا ہے۔)

(۱۷٤۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ يَصِفُ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي التَّهَجُّدِ، قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلّٰى وَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي صَلَاتِهِ أَوْفِي سُجُوْدِهِ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوْرًا وَفِي سَمْعِي نُوْرًا، وَفِي بَصَرِي نُوْرًا، وَعَنْ يَمِيْنِي نُوْرًا، وَعَنْ يَسَارِيْ نُوْرًا، وَأَمَامِي نُوْرًا، وَخَلْفِي نُوْرًا، وَفَوْقِي نُوْرًا، وَتَحْتِي نُوْرًا، وَاجْعَلْنِي نُوْرًا، قَالَ شُعْبَةُ أَوْقَالَ اِجْعَلْ لِي نُوْرًا۔ الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ۲۵٦۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نمازِ تہجد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: پھر آپ ﷺ نماز کے لئے نکلے اور نماز پڑھی اور نماز میں یا سجدے میں یہ دعا کرنے لگے: ”اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوْرًا وَفِي سَمْعِي نُوْرًا، وَفِي بَصَرِي نُوْرًا، وَعَنْ يَمِيْنِي نُوْرًا، وَعَنْ يَسَارِيْ نُوْرًا، وَأَمَامِي نُوْرًا، وَخَلْفِي نُوْرًا، وَفَوْقِي نُوْرًا، وَتَحْتِي نُوْرًا، وَاجْعَلْنِي نُوْرًا۔“ شعبہ کہتے ہیں: یا آخری جملہ اس طرح ہے: ”اِجْعَلْ لِي نُوْرًا“ (اے اللہ! میرے دل میں نور کردے، میرے کان میں نور، میری نظر میں نور، میری دائیں طرف نور۔ میری بائیں نور، میرے آگے نور، میرے پیچھے نور، میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور بنا دے اور مجھے نور ہی بنا دے۔)

(۱۷٤٦) تخريج: أخرجه مسلم: ۷۷۱ (انظر: ۷۲۹)

(۱۷٤۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۷٦۳ (انظر: ۲۵٦۷)

فوائد: ......مسند احمد میں یہ ایک لمبی حدیث ہے۔اس حدیث میں نور سے مراد کیا ہے؟اس کے بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) یہ حقیقی نور ہی ہے، جو قیامت کے اندھیروں میں روشنی پیدا کرے گا اور (۲) اس سے مراد علم، ہدایت، حق کی وضاحت اور اس کی روشنی مراد ہے، تا کہ کہیں سے بھی ضلالت نہ گھسنے پائے۔

(۱۷٤۸) عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّهَا فَقَدَتِ النَّبِيَّ ﷺ مِنْ مَضْجَعِهِ فَلَمَسَتْهُ بِيَدِهَا فَوَقَعَتْ عَلَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((رَبِّ أَعْطِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا، زَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا۔)) (مسند احمد: ٢٦٢٧٦)

سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بستر سے گم پایا، اس لیے ہاتھ کے ساتھ آپ کو تلاش کیا، جب ان کا ہاتھ آپ کو لگا تو (ان کو پتا چلتا ہے کہ) آپ ﷺ سجدے کی حالت میں ہیں اور یہ دعا کر رہے ہیں: ”رَبِّ أَعْطِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا، زَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا۔“ (اے میرے رب! میرے نفس کو اس کا تقوی دے دے، اسے پاک کردے تو سب سے بہتر ذات ہے، جو اسے پاک کرنے والی ہے، تو ہی اس کا ولی ہے اور مولی ہے۔)

فوائد: ......اس حدیث کا ایک سیاق درج ذیل ہے: سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو بستر پر گم پایا، (چونکہ اندھیرا تھا، اس لیے) میں نے آپ ﷺ کو ہاتھ سے تلاش کیا، جب میرا ہاتھ آپ ﷺ کے پاؤں کے تلووں پر پڑا تو میں نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ کے پاؤں گڑھے ہوئے ہیں اور آپ اپنی مسجد میں ہیں اور یہ دعا پڑھ رہے ہیں: اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔ (مسلم: ٤٨٦، مسند احمد: ٢٥٦٥٥) البتہ سیدہ عائشہ ؓ کی اس حدیث میں جس دعا ”رَبِّ اَعْطِنِيْ تَقْوَاهَا ......“ کا ذکر ہے، یہ الفاظ زید بن ارقم کی حدیث سے ثابت ایک دعا میں موجود ہیں۔ (دیکھیں: مسلم: ٢٧٢٢، مسند احمد: ١٩٣٠٨)

(۱۷٤۹) وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: اِفْتَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ ذَهَبَ إِلٰى بَعْضِ نِسَائِهِ فَتَحَسَّسْتُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ فَطَلَبْتُهُ) ثُمَّ رَجَعْتُ فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْسَاجِدٌ

سیدہ عائشہ ؓ سے ہی روایت ہے، وہ کہتی ہیں: یک رات میں نے نبی کریم ﷺ کو گم پایا، مجھے یہ خیال آیا کہ آپ کسی دوسری بیوی کی طرف چلے گئے ہیں، پس میں نے ٹوہ لگائی اور آپ ﷺ کو تلاش کیا۔لیکن جب واپس آئی تو کیا دیکھتی

(۱۷٤۸) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين غير صالح بن سعيد، فقد روى عنه نافع بن عمر الجمحي، وذكره ابن حبان في "الثقات"۔ وانظر الشرح

(۱۷٤۹) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٨٥ (انظر: ٢٥١٧٨، ٢٥١٨٠)

يَقُوْلُ: ((سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ)) (وَ فِيْ رِوَايَةٍ فَإِذَا هُوَ سَاجِدٌ يَقُوْلُ: ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ مَاأَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ)) فَقُلْتُ: بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ إِنَّكَ لَفِيْ شَأْنٍ وَأَنَا فِيْ شَأْنٍ آخَرَ۔ (مسند احمد: ٢٥٦٩٣)

ہوں کہ آپ ﷺ رکوع یا سجدے کی حالت میں یہ دعا پڑھ رہے ہیں: "سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ أَنْتَ" (تو پاک ہے اور اپنی حمد کے ساتھ ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔) اور ایک روایت میں ہے: آپ سجدے میں یہ دعا پڑھ رہے تھے: "رَبِّ اغْفِرْلِيْ مَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ" (اے میرے رب! میرے لیے میرے مخفی اور اعلانیہ گناہ بخش دے۔) یہ دیکھ کر میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، بیشک میں کسی اور وہم و گمان میں تھی اور آپ کسی اور کام میں ہیں۔

(١٧٥٠) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ أَقْرَبُ مَايَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوْا الدُّعَاءَ۔ (مسند احمد: ٩٤٤٢)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے اس لیے تم اس میں کثرت سے دعا کیا کرو۔

فوائد: ......سجدہ کے بعض اذکار کا ذکر پیچھے "رکوع میں ذکر کا بیان" کے باب میں ہو چکا ہے، اس وقت عوام و خواص کی یہ صورتحال ہے کہ وہ سجدہ میں صرف "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" کہنے کو کافی سمجھتے ہیں اور وہ بھی جلدی جلدی اور اس کے معنی پر غور کیے بغیر۔ جواز کی حد تک تو یہ ذکر کرنا درست ہے، لیکن ہماری صورتحال کو دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ عدم رغبت کی علامت ہے اور لوگوں نے عبادات کے سلسلے میں گزارا کرنے کو کافی سمجھ لیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ نے سجدوں میں مختلف اذکار اور دعاؤں کی تعلیم دی ہے تو اس میں بہت بڑی حکمت ہے اور وہ یہ ہے نمازی اس کے معانی کو سمجھے، اس میں زیادہ عاجزی و انکساری پیدا ہو اور نماز کے خشوع و خضوع میں اضافہ ہو۔

(١١) بَابُ الْجَلْسَةِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَمَا يُقَالُ فِيْهِمَا

دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے اور اس میں جو پڑھا جاتا ہے، اس کا بیان

(١٧٥١) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَارَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا۔ (مسند احمد: ٢٦١٣٥)

سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ سجدے سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ اس وقت تک نہ کرتے جب تک برابر ہو کر بیٹھ نہ جاتے۔

(١٧٥٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٨٢ (انظر: ٩٤٦١)

(١٧٥١) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٩٨ (انظر: ٢٤٠٣٠)

(١٧٥٢) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰی رضی اللہ عنہ أَنَّهُ صَلّٰى يَصِفُ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَجَدَ حَتّٰى أَخَذَ كُلُّ عُضْوٍ مَأْخَذَهُ، ثُمَّ رَفَعَ حَتّٰى أَخَذَ كُلُّ عُضْوٍ مَأْخَذَهُ، ثُمَّ سَجَدَ حَتّٰى أَخَذَ كُلُّ عَظْمٍ مَأْخَذَهُ، ثُمَّ رَفَعَ فَصَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ كَمَا صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٥٤٤٥)

سیدنا عبد الرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی نماز بیان کرتے ہوئے نماز پڑھی تو سجدہ کیا (اور اتنی دیر ٹھہرے رہے کہ) ہر عضو اپنے مقام پر ٹھہر گیا، پھر اٹھے حتی کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر ٹھہر گئی، پھر دوسرا سجدہ کیا حتی کہ ہر ہڈی نے اپنی جگہ کو پکڑ لیا، پھر اٹھے اور دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا جیسے پہلی رکعت میں کیا تھا، پھر کہا: رسول اللہ ﷺ کی نماز اس طرح کی تھی،

(١٧٥٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فِيْ صَلَاةِ اللَّيْلِ: ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَاهْدِنِيْ۔)) (مسند احمد: ٢٨٩٥)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کی نماز میں دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھی: ”رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَاهْدِنِيْ۔“ (اے میرے رب! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے رزق دے اور مجھے ہدایت دے۔)

فوائد: ......اسی حدیث کے ایک طریق میں اس دعا میں ”وَاجْبُرْنِيْ“ کے الفاظ کا اضافہ بھی مروی ہے، دیکھیں حدیث نمبر: ٦٣٩، اس طرح پوری دعا اس طرح بنتی ہے: ”رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَاهْدِنِيْ۔“ (اے میرے رب! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، میرا نقصان پورا کر، مجھے رزق دے اور مجھے ہدایت دے۔)

فوائد: ......جلسہ میں درج ذیل دعا تکرار کے ساتھ پڑھنا بھی ثابت ہے: رَبِّ اغْفِرْلِيْ، رَبِّ اغْفِرْلِيْ (ابوداود: ٨٧٤، نسائی: ١٠٧٠، ١١٤٦، ابن ماجہ: ٨٩٧) اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے، اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے۔ ایک دو دفعہ پڑھنا بھی ان شاء اللہ درست ہے۔ اس جلسہ میں بیٹھنے کی کم از کم مقدار تو یہ ہے کہ نمازی کے اعضاء اپنی جگہ پر ٹھہر جائیں، زیادہ سے زیادہ مقدار کا انحصار نمازی کی مرضی پر ہے، سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو آپ ﷺ کا رکوع، رکوع سے سر اٹھا کر کھڑا ہونا، سجدہ اور سجدوں سے سر اٹھا کر بیٹھنا یعنی دو سجدوں کے درمیان والا جلسہ تقریباً برابر برابر ہوتے تھے۔ (صحیح بخاری: ٧٩٢، صحیح مسلم: ٤٧١) صحیح مسلم کی روایت میں ان امور کے ساتھ قیام اور تشہد کا بھی ذکر ہے، یعنی

(١٧٥٢) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه البخاری فی "التاريخ الكبير": ٥/ ١٧٤ (انظر: ١٥٣٧١)
(١٧٥٣) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٨٥٠، وابن ماجه: ٨٩٨، والترمذی: ٢٨٤ (انظر: ٢٨٩٥)

یہ تمام چیزیں برابر برابر ہوتی تھیں، بہر حال اس صورت کو بعض حالات پر محمول کریں گے، کیونکہ زیادہ تر آپ ﷺ کا قیام طویل ہوتا تھا، جیسا کہ نمازوں کی قراءت والے ابواب میں یہ تفصیل گزر چکی ہے۔لیکن اکثر لوگوں کی یہ صورتحال ہے، کہ روایتی جلد بازی اور دین کے بارے میں عدم سنجیدگی کی وجہ سے وہ دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ جانے سے بھی عاجز آ چکے ہیں، بلکہ بعض نمازیوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ زمین سے آٹھ نو انچ کے بقدر سر اٹھانے کے بعد دوسرے سجدے کے لیے گر پڑتے ہیں، جبکہ ان کی تربیت کرنے والے لوگ بھی خاموش رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ۔

(۱۲) بَابُ جَلْسَةِ الْأِسْتِرَاحَةِ

جلسہ استراحت کا بیان

تنبیہ: پہلی اور تیسری رکعت کے بعد دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ جانے کو جلسۂ استراحت کہتے ہیں۔

(۱۷۵٤) عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ: جَاءَ أَبُو سُلَيْمَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ إِلَى مَسْجِدِنَا فَقَالَ: وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأُصَلِّي وَمَا أُرِيْدُ الصَّلَاةَ، وَلٰكِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي، قَالَ فَقَعَدَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى حِيْنَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الْأٰخِيْرَةِ ثُمَّ قَامَ۔ (مسند احمد: ١٥٦٨٤)

ابو قلابہ کہتے ہیں: سیدنا ابو سلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے ہماری مسجد میں آئے اور کہا: اللہ کی قسم! میں ضرور نماز پڑھوں گا، حالانکہ میرا ارادہ نماز پڑھنے کا نہیں ہے، میں تو تمہیں دکھانا چاہتا ہوں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کیسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا، پھر انھوں نے (نماز پڑھی اور اس میں) جب انھوں نے پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھا تو وہ ایک دفعہ بیٹھ گئے، پھر (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوئے۔

(۱۷۵۵) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ فَصَلّٰى صَلَاةً كَصَلَاةِ شَيْخِنَا هٰذَا يَعْنِي عَمْرَو بْنَ سَلِمَةَ الْجَرْمِيَّ، وَكَانَ يَؤُمُّ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ أَيُّوبُ فَرَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ سَلِمَةَ يَصْنَعُ شَيْئًا لَا أَرَاكُمْ تَصْنَعُونَهُ، كَانَ إِذَا رَفَعَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ اسْتَوٰى قَاعِدًا ثُمَّ قَامَ مِنَ الرَّكْعَةِ

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں یہ بھی ہے: ابو قلابہ نے کہتے ہیں: پس انہوں نے ہمارے اس شیخ سیدنا عمرو بن سلمہ جرمی رضی اللہ عنہ، جو عہدِ نبوی میں امامت کرواتے تھے، کی نماز کی طرح نماز پڑھی۔ ایوب کہتے ہیں: میں نے عمرو بن سلمہ کو ایسا کام کرتے ہوئے دیکھا جو تم لوگوں کو کرتے ہوئے نہیں دیکھتا، جب وہ دو سجدوں سے اٹھتے تو بیٹھ کر برابر ہو جاتے پھر پہلی اور تیسری رکعت سے کھڑے ہوتے۔

(۱۷۵٤) تخریج: أخرجه ابوداود: ۸٤۳، والنسائی: ۲/ ۲۲۳، وأخرجه البخاری مختصرا وبالفاظ متقارب منه: ۸۲۳ (انظر: ۱۵۵۹۹)

(۱۷۵۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۸۰۲، ۸۱۸، وانظر الحدیث بالطریق الاول (انظر: ۲۰۵۳۹)

الْأُولٰی وَالثَّالِثَةِ۔ (مسند احمد: ۲۰۸۱۳)

فوائد: ......پہلی سند والی روایت کے صحیح بخاری میں یہ الفاظ ہیں: سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، جب آپ ﷺ اپنی نماز کی طاق رکعات میں ہوتے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہوتے، جب تک برابر ہو کر بیٹھ نہ جاتے۔ (صحیح بخاری:۸۲۳)

فوائد:......جلسۂ استراحت مسنون عمل ہے، ایک دلیل کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، مزید دو دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث، جس کے مطابق انھوں نے دس صحابہ میں نماز پڑھی تھی، میں ہے: ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَيَرْفَعُ وَيَثْنِيْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَعْتَدِلُ حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ اِلٰى مَوْضِعِهٖ ثُمَّ يَنْهَضُ۔ یعنی: ''پھر انھوں نے (دوسرا) سجدہ کیا، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے اس سے اٹھے اور اپنے دائیں پاؤں کو موڑ کر اعتدال کے ساتھ بیٹھ گئے، حتی کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ آئی، پھر کھڑے ہوئے۔

(ابوداود، دارمی، وروی الترمذی وابن ماجه معناه)

(۲) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے، جس میں صلوۃ التسبیح کا بیان ہے، اس کے مطابق اس نماز والا کلمہ آخری بار دس دفعہ اسی جلسۂ استراحت میں ہی پڑھا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس مقام میں جلسہ کیا جاتا ہے۔

جلسۂ استراحت کی نفی کے دلائل اور ان کی حقیقت:

(۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ۔ یعنی: نبی کریم ﷺ نماز میں سیدھے قدموں پر ہی کھڑے ہو جاتے تھے۔ لیکن یہ حدیث ضعیف ہے، اس میں خالد بن ایاس متروک الحدیث ہے اور صالح مولی التوامہ کو آخر میں اختلاط ہو گیا تھا۔ چونکہ احناف اس جلسہ کو تسلیم نہیں کرتے، اس لیے جناب طحاوی حنفی نے کہا: یہ احتمال ہے کہ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں جس جلسۂ استراحت کا بیان ہے، آپ ﷺ کسی بیماری کی وجہ سے کیا ہو، نہ کہ نماز کی سنت ہونے کی وجہ سے، اگر یہ مشروع ہوتا تو اس کے لیے کوئی مخصوص ذکر ہوتا۔ بڑی حیران کن بات ہے کہ آپ ﷺ کی نماز کو نقل کرنے والے صحابی سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اس جلسہ کو آپ ﷺ کا طریقہ اور سنت سمجھ کر اور اس پر عمل کرتے ہوئے آگے بیان کر رہے ہیں، لیکن بعد والے اذہان اپنی مخصوص ذہنیت کی وجہ سے مختلف احتمالات کا اظہار کر کے اس کو ردّ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، اب فقہ حنفی کا وہ قانون کہاں گیا کہ راوی کی رائے کو معتبر سمجھا جائے نہ کہ اس کی روایت کو۔ رہا مسئلہ مخصوص ذکر کا، تو یہ بتانا شارع کا حق ہے کہ کس مقام پر کون ساذکر کرنا ہے اور کس مقام پر نہیں کرنا، یہ ہمارے اپنے دماغ کی اختراع ہے کہ ہر بیٹھک کے لیے ذکر ضروری ہوتا ہے، پھر اس اختراع کی روشنی میں سنت کو ردّ کرنا شروع کر دیا۔ اصل قانون یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ہر سنت اصل الاصول اور قابل عمل ہوتی ہے، کسی بیماری یا علت کو وجہ قرار دینے کے لیے واضح دلیل کی ضرورت ہے۔

أَبْوَابُ الْقُنُوْتِ

دعائے قنوت کے ابواب

(١) بَابُ الْقُنُوْتِ فِي الصُّبْحِ وَسَبَبُهُ وَهَلْ هُوَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ أَوْبَعْدَهُ

صبح میں قنوت اور اس کا سبب اور کیا وہ رکوع سے پہلے ہے یا اس کے بعد؟

تنبیه: عام طور پر اس دعا کو قنوتِ نازلہ کہتے ہیں، یہ اس وقت مشروع ہے جب کافر مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہوں یا قتل کر رہے ہوں یا ان کو قید کر رکھا ہو۔ یہ دعا کسی بھی نماز میں آخری رکوع کے بعد یا اس سے پہلے کی جاتی ہے، امام بلند آواز سے یہ دعا کرے گا اور مقتدی آمین کہیں گے۔

(١٧٥٦) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا اِبْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ ثَنَا سَعِيْدٌ الْمَعْنٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ أَتَاهُ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ وَعُصَيَّةُ وَبَنُو لِحْيَانَ فَزَعَمُوْا أَنَّهُمْ قَدْأَسْلَمُوْا فَاسْتَمَدُّوْهُ عَلٰى قَوْمِهِمْ فَأَمَدَّهُمْ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِسَبْعِيْنَ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ أَنَسٌ كُنَّا نُسَمِّيْهِمْ فِيْ زَمَانِهِمُ الْقُرَّاءَ، كَانُوا يَحْتَطِبُوْنَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ، فَانْطَلَقُوْا بِهِمْ حَتّٰى إِذَا أَتَوْا بِئْرَ مَعُوْنَةَ غَدَرُوْا بِهِمْ فَقَتَلُوْهُمْ، فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان قبیلے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور یہ باور کرایا کہ وہ مسلمان ہوگئے ہیں، پھر انہوں نے اپنی قوم کے خلاف آپ ﷺ سے مدد مانگی، آپ ﷺ نے انصار کے ستر آدمیوں کے ساتھ ان کی مدد کی، ہم اس زمانہ میں ان کو قراء کا نام دیتے تھے، کیونکہ یہ دن کو لکڑیاں جمع کرتے اور رات کو نماز پڑھتے تھے، وہ قبیلوں والے ان کو لے کر چلے گئے، جب وہ جب بئرِ معونہ کے پاس پہنچے تو انھوں نے دھوکہ کیا اور ان (ستر صحابہ) کو قتل کر دیا، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں ایک مہینہ قنوت کی، جس میں آپ ان قبائل رعل، ذکوان، عصیہ، اور بنولحیان پر بد دعا کرتے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگوں نے اس واقعہ کے بارے میں قرآن

(١٧٥٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٦٤، ٤٠٨٨، ٤٠٩٠ (انظر: ١٢٠٦٤)

عَلٰی هٰذِهِ الْأَحْيَاءِ رِعْلٍ وَ ذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِي لِحْيَانَ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّهُمْ قَرَأُوْا بِهِ قُرْآنًا وَقَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ فِيْ حَدِيْثِهِ إِنَّا قَرَأْنَا بِهِمْ قُرْآنًا: بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا أَنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا۔ ثُمَّ رُفِعَ ذٰلِكَ بَعْدُ، قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ أَوْ رُفِعَ۔ (مسند احمد: ١٢٠٨٧)

پڑھا، ابن جعفر کی روایت کے مطابق وہ یہ آیت تھی: ﴿بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا أَنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا﴾ یعنی: "ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ بات پہنچا دو کہ ہم اپنے رب کو جا ملے ہیں، پس وہ خود بھی ہم سے راضی ہو گیا ہے اور ہم کو بھی راضی کر دیا ہے" پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی تھی۔

(١٧٥٧) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَاوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى سَرِيَّةٍ مَاوَجَدَ عَلَيْهِمْ، كَانُوْا يُسَمَّوْنَ الْقُرَّاءَ، قَالَ سُفْيَانُ نَزَلَ فِيْهِمْ: بَلِّغُوْا قَوْمَنَا عَنَّا أَنَّا قَدْ رَضِيْنَا وَرَضِيَ عَنَّا۔ قِيْلَ لِسُفْيَانَ: فِيْمَنْ نَزَلَتْ؟ قَالَ: فِيْ أَهْلِ بِئْرِ مَعُوْنَةَ۔ (مسند احمد: ١٢١١١)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کسی دستے پر اتنا غم محسوس نہیں کیا جتنا ان لوگوں پر محسوس کیا، ان کو قراء کہا جاتا تھا، سفیان کہتے ہیں: ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿بَلِّغُوْا قَوْمَنَا عَنَّا أَنَّا قَدْ رَضِيْنَا وَرَضِيَ عَنَّا﴾ یعنی: "ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم (اپنے رب سے) راضی ہو گئے ہیں اور وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے۔" کسی نے امام سفیان سے پوچھا کہ یہ آیت کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی؟ انھوں نے کہا: بئر معونہ والوں کے بارے میں۔

(١٧٥٨) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَدْعُوْا عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ، وَقَالَ: ((عُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ۔)) (مسند احمد: ١٢١٧٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد ایک مہینہ تک دعائے قنوت کی، اس میں آپ رعل اور ذکوان قبیلوں پر بددعا کرتے تھے، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: "عصیہ قبیلے نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔"

(١٧٥٩) (وَعَنْهُ أَيْضًا) قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا يَدْعُوْا بَعْدَ الرُّكُوْعِ عَلٰى

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ تک رکوع کے بعد دعائے قنوت کی، اس میں آپ

(١٧٥٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٧٧، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ١٢٠٨٧)

(١٧٥٨) تخريج: أخرجه البخاري: ١٠٠٣، ٤٠٩٤، ومسلم: ٦٧٧ (انظر: ١٢١٥٢)

(١٧٥٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٠٨٩، ومسلم: ٦٧٧ (انظر: ١٢١٥٠)

حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَكَهُ۔ (مسند احمد: ١٣٧٨٨)

عرب قبائل میں سے ایک قبیلہ پر بددعا کرتے تھے، پھر اسے ترک کر دیا تھا۔

(١٧٦٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ حِيْنَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ، قَالَ: ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا……۔)) دَعَا عَلٰى نَاسٍ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْيَتُوْبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ۔﴾ (مسند احمد: ٦٣٤٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر میں جب رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" یہ آخری رکعت کی بات تھی، پھر یہ بددعا کرنے لگے: "اے اللہ! تو فلاں پر لعنت کر، ……" منافق لوگوں پر آپ ﷺ نے بددعا کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: "(اے پیغمبر!) آپ کے اختیار میں کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی توبہ قبول کر لے یا عذاب دے، کیونکہ وہ ظالم ہیں۔"

فوائد: ……مسند احمد: ٥٦٧٤ کے مطابق آپ ﷺ نے حارث بن ہشام، سہیل بن عمرو اور صفوان بن امیہ کا نام لے کر ان پر لعنت کی ہے۔ امام بخاری (٤٠٧٠) نے اس کو مرسلاً ذکر کیا ہے۔

(١٧٦١) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ لَمَّا رَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ (وَفِيْ رِوَايَةِ الْفَجْرِ) قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْجِ الْوَلِيْدَ) ابْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ ابْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ بِمَكَّةَ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ۔)) (مسند احمد: ٧٢٥٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز میں آخری رکوع سے سر اٹھایا تو یہ دعا کی: "اے اللہ: ہمارے رب! اور تیرے لئے ہی ساری تعریف ہے، تو ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور مکہ کے کمزوروں کو نجات دے دے، اے اللہ! مضر قبیلے پر اپنا عذاب سخت کر دے اور اسے ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے کی قحط سالی کی طرح قحط کر دے۔"

(١٧٦٢) عَنْ خُفَافِ بْنِ إِيْمَاءِ بْنِ رَحْضَةَ الْغِفَارِيِّ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، جبکہ ہم آپ کے ساتھ تھے، جب

(١٧٦٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٠٦٩، ٤٥٥٩ (انظر: ٦٣٥٠)

(١٧٦١) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٢٠٠، ومسلم: ٦٧٥ (انظر: ٧٢٦٠)

(١٧٦٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٧٩ (انظر: ١٦٥٧١)

الصُّبْحَ وَنَحْنُ مَعَهُ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ لِحْيَانَ وَرِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ، عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَغِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، ثُمَّ وَقَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاجِدًا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَرَأَ عَلَى النَّاسِ: ((يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي أَنَا لَسْتُ قُلْتُهُ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَهُ.)) (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) قَالَ خُفَافٌ فَجُعِلَتْ لَعْنَةُ الْكَفَرَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ١٦٦٨٧)

آپ ﷺ نے آخری رکوع سے سر اٹھایا تو یہ بد دعا کی: ''اللہ لعنت کرے، لحیان پر، رعل پر، ذکوان پر اور عصیہ پر، انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔ اسلم کو اللہ سلامت رکھے اور غفار کو اللہ معاف فرمائے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ سجدے میں گر پڑے، جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اے لوگو! میں نے یہ کلمات نہیں کہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے کہے ہیں۔'' ایک روایت میں ہے: خفاف نے کہا: اسی وجہ سے کافروں پر لعنت کرنا بنا دیا گیا۔

فوائد: ......معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا کسی قوم کے لیے دعا کرنا اور کسی کے لیے بددعا کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی روشنی میں ہوتا تھا، غفار قبیلہ قدیم اسلام والا تھا اور اسلم قبیلے نے آپ ﷺ سے مصالحت کی تھی۔

(١٧٦٣) عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ هَلْ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ بَعْدَ الرُّكُوْعِ، ثُمَّ سُئِلَ بَعْدَ ذٰلِكَ مَرَّةً أُخْرٰى هَلْ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ قَالَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَسِيْرًا۔ (مسند احمد: ١٢١٤١)

ابن سیرین کہتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے قنوت کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں رکوع کے بعد کی ہے۔ اس کے بعد پھر ایک دفعہ ان سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں قنوت کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی، رکوع کے بعد کچھ عرصہ تک کی ہے۔

(١٧٦٤) عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْقُنُوْتِ أَقَبْلَ الرُّكُوْعِ أَوْبَعْدَ الرُّكُوْعِ؟ فَقَالَ: قَبْلَ الرُّكُوْعِ، قَالَ: قُلْتُ: فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ؟ فَقَالَ: كَذَبُوْا، إِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا يَدْعُوْا عَلَى نَاسٍ

عاصم احول کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے قنوت کے متعلق سوال کیا کہ آیا وہ رکوع سے پہلے ہے یا اس کے بعد؟ انہوں نے جواب دیا: رکوع سے پہلے ہے۔ میں نے کہا: لوگوں کا تو یہ خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد قنوت کی تھی، یہ سن کر انہوں نے کہا: لوگوں سے غلطی ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک مہینہ قنوت کی ہے جس میں

(١٧٦٣) تخريج: أخرجه البخارى: ١٠٠١، ومسلم: ٦٧٧ (انظر: ١٢١١٧)

(١٧٦٤) تخريج: أخرجه البخارى: ١٠٠٢، ٣١٧٠، ومسلم: ٦٧٧ (انظر: ١٢٧٠٥)

قَتَلُوْا أُنَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ۔ (مسند احمد: ١٢٧٣٥)

آپ ان لوگوں پر بددعا کرتے جنہوں نے آپ کے ان صحابہ کو قتل کر دیا تھا، جن کو قراء کہا جاتا تھا۔

(١٧٦٥) عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ: مَازَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا۔ (مسند احمد: ١٢٦٨٦)

سیدنا انس ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ فجر میں ہمیشہ قنوت کرتے رہے حتی کہ آپ دنیا سے جدا ہو گئے۔

فـوائـد:......قنوت نازلہ کا تعلق خاص اسباب سے ہے، جیسا کہ اس باب کے شروع میں اس کی مشروعیت کی وضاحت کی گئی تھی۔

(٢) بَابُ الْقُنُوْتِ فِي الظُّهْرِ وَصَلَوَاتٍ أُخْرٰى

ظہر اور دوسری نمازوں میں قنوت کا بیان

(١٧٦٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْا فِي دُبُرِ صَلَاةِ الظُّهْرِ: ((اَللّٰهُمَّ خَلِّصِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيْعَةَ، وَضَعَفَةَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ أَيْدِي الْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا۔)) (مسند احمد: ٩٢٧٤)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز کے آخر میں یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! ولید بن ولید، سلمۃ بن ہشام، عیاش بن ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو چھٹکارا عطا فرما، جو کسی حیلے کی طاقت رکھتے ہیں نہ نکلنے کا کوئی راستہ پاتے ہیں۔''

فوائد:......اگلی روایات سے معلوم ہوگا کہ نماز ظہر میں بھی قنوتِ نازلہ کرنا مسنون عمل ہے۔

(١٧٦٧) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ فِي الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ۔ (مسند احمد: ١٨٧١٩)

سیدنا براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صبح اور مغرب کی نماز میں قنوت کی۔

(١٧٦٥) تخريج: اسناده ضعيف، ابو جعفر عيسى بن ماهان الرازى سيء الحفظ، وقد خالف رواية الثقات لهذا الحديث عن انس، فالرواية الصحيحة عنه: ان رسول الله ﷺ قنت شهرا يدعو على أحياء من أحياء العرب: عصية وذكوان ورعل ولحيان۔ (انظر: ١٢٠٦٤)۔ أخرجه عبد الرزاق: ٤٩٦٤، وأخرج بنحوه ابن ابى شيبة: ٢/ ٣١٢، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ١/ ٢٤٤، والدارقطنى: ٢/ ٣٩، والبيهقى: ٢/ ٢٠١ (انظر: ١٢٦٥٧)

(١٧٦٦) تخريج: صحيح دون قوله: ((دبر صلاة الظهر))، وهذا اسناد ضعيف لضعف على بن زيد بن جدعان، وعبيد الله بن ابراهيم لم نجد له ترجمة (انظر: ٩٢٨٥)

(١٧٦٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٧٨ (انظر: ١٨٤٧٠)

(۱۷۶۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ قَنَتَ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، اَللّٰهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اَللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ۔)) (مسند احمد: ۱۰۰۷٤)

سیدنا ابوہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم عشاء کی نماز میں جب آخری رکوع سے سر اٹھاتے تو قنوت کرتے اور کہتے: ''اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دلا، اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دلا، اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دلا اے اللہ! کمزور مؤمنوں کو نجات دلا اے اللہ! مضر پر اپنا عذاب سخت کردے، اے اللہ! اسے ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے کی قحط سالی کی طرح قحط سالی کردے۔''

(۱۷۶۹) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا أَبُو قَطَنٍ وَأَبُو عَامِرٍ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامٌ يَعْنِي الدَّسْتَوَائِيَّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: وَاللّٰهِ لَأُقَرِّبَنَّ لَكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ (وَفِي رِوَايَةٍ إِنِّي لَأَقْرَبُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ) قَالَ فَكَانَ أَبُوهُرَيْرَةَ ﷺ يَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَصَلَاةِ الْعِشَاءِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ، قَالَ أَبُو عَامِرٍ فِي حَدِيثِهِ: الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ بَعْدَ مَا يَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَيَدْعُوا لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ الْكُفَّارَ، قَالَ أَبُو عَامِرٍ وَيَلْعَنُ الْكَافِرِينَ۔ (مسند احمد: ۷٤٥۷)

سیدنا ابوہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں ضرور رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کی نماز تمہارے سامنے رکھوں گا، ایک روایت میں ہے: بلاشبہ نماز کے لحاظ سے میں تم میں سب سے زیادہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کے قریب ہوں، پس سیدنا ابوہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے ظہر، عشاء اور فجر کی نمازوں کی آخری رکعت میں قنوت کیا کرتے تھے، جب ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' کہتے تھے، اس میں مؤمنوں کے لیے دعا کرتے اور کافروں پر لعنت کرتے تھے۔

(۱۷۶۸) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣٩٣، ومسلم: ٦٧٥ (انظر: ١٠٠٧٢)

(۱۷۶۹) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٩٧، ومسلم: ٦٧٦ (انظر: ٧٤٦٤)

فَصْلٌ مِنْهُ فِي الْقُنُوْتِ فِي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ
پانچوں نمازوں میں قنوت کے بارے میں ایک فصل

(۱۷۷۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا مُتَتَابِعًا فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ إِذَا قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) مِنَ الرَّكْعَةِ الْأَخِيْرَةِ، يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ، عَلٰى حَيٍّ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهُ، أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ يَدْعُوْهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَقَتَلُوْهُمْ، قَالَ عَفَّانُ فِيْ حَدِيْثِهِ قَالَ وَقَالَ عِكْرِمَةُ هٰذَا كَانَ مِفْتَاحَ الْقُنُوْتِ۔ (مسند احمد: ٢٧٤٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلسل ایک ماہ ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازوں میں قنوت کی، جب آپ آخری رکعت میں "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہتے تو یہ قنوت کرتے، جس میں بنو سلیم کے ایک قبیلے رعل، ذکوان اور عصیہ پر بددعا کرتے اور پیچھے والے مقتدی آمین کہتے، اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے کچھ صحابہ کو ان لوگوں کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لئے بھیجا، لیکن انہوں نے انہیں قتل کر دیا۔ عفان نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ عکرمہ کہتے تھے کہ یہ قنوت شروع ہونے کا سبب تھا۔

فوائد: ......احناف نے قنوتِ نازلہ کو نمازِ فجر کے ساتھ خاص کر دیا ہے، لیکن دوسری نمازوں پہ مشتمل روایات ان کے اس نظریے کا ردّ کرتی ہیں۔

(۳) بَابُ مَاجَاءَ فِي الْجَهْرِ بِالْقُنُوْتِ
بلند آواز سے قنوت کرنے کا بیان

(۱۷۷۱) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ عَلٰى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَرُبَّمَا قَالَ: إِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ، وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کے خلاف بددعا کرنے یا کسی کے حق میں دعا کرنے کا ارادہ کرتے تو رکوع کے بعد قنوت کرتے جب آپ ﷺ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" کہہ لیتے تو اس طرح دعا کرتے: ''اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور کمزور مؤمنوں کو نجات عطا فرما، اے اللہ! مضر قبیلے پر اپنا عذاب سخت کر دے اور اس کو ان پر یوسف علیہ السلام کے قحط کی طرح قحط بنا دے۔'' آپ ﷺ

(۱۷۷۰) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٤٤٣ (انظر: ٢٧٤٦)

(۱۷۷۱) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٥٦٠، ومسلم: ٦٧٥ (انظر: ٧٤٦٥)

سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ، قَالَ يَجْهَرُ بِذٰلِكَ، وَيَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ صَلَاتِهِ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا حَيَّيْنِ مِنَ الْعَرَبِ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ۔﴾ (مسند احمد: ٧٤٥٨)

یہ دعا جہری آواز کے ساتھ کرتے تھے، اور آپ ﷺ فجر کی نماز میں تو یہ بددعا کرتے تھے: اے اللہ! فلاں فلاں (عرب کے دو قبیلوں) پر لعنت کر، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی: ''(اے پیغمبر!) آپ کے اختیار میں کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی توبہ قبول کر لے یا عذاب دے، کیونکہ وہ ظالم ہیں۔''

(١٧٧٢) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) (١) قَالَ: رَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ إِلٰى أَنْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ)) ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا ـ (مسند احمد: ١٠٥٢٨)

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نماز میں رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور یہ دعا کی: اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دلا ...... اے اللہ! اس کو ان پر یوسف علیہ السلام والا قحط بنا دے۔''

(٤) بَابُ حُجَّةِ الْقَائِلِيْنَ بِعَدَمِ الْقُنُوْتِ فِي الصُّبْحِ اِلَّا عِنْدَ النَّوَازِلِ
ان لوگوں کی دلیل کا بیان جو صبح کی نماز میں مصائب کے علاوہ قنوت نہ کرنے کے قائل ہیں

(١٧٧٣) عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِيْ: يَا أَبَتِ! إِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ هٰهُنَا بِالْكُوْفَةِ قَرِيْبًا مِنْ خَمْسِ سِنِيْنَ، أَكَانُوْا يَقْنُتُوْنَ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ۔ (مسند احمد: ١٥٩٧٤)

ابو مالک اشجعی کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ سے کہا: اے ابا جان: بلاشبہ آپ نے رسول اللہ ﷺ، سیدنا عمر، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کی اقتدا میں اور یہاں کوفہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے پانچ سال نمازیں پڑھی ہیں، تو کیا یہ لوگ قنوت کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے یہ ایک نئی چیز ہے۔

(١٧٧٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: كَانَ أَبِيْ قَدْ صَلّٰى خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ سِتَّ عَشْرَةَ سَنَةً وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ

(دوسری سند) انھوں نے کہا: میرے باپ نے سولہ سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تھی، پھر انھوں نے سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم (کے پیچھے بھی نماز

(١٧٧٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٧٧٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه الترمذي: ٤٠٢، وابن ماجه: ١٢٤١ (انظر: ١٥٨٧٩)

(١٧٧٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢٧٢٠٩)

وَعُثْمَانَ، فَقُلْتُ لَهُ: أَكَانُوْا يَقْنُتُوْنَ؟ قَالَ: لَا، أَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ۔ (مسند احمد: ۲۷۷۵۱)

پڑھی) میں نے ان سے کہا: کیا وہ قنوت کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں، میرے پیارے بیٹے یہ نئی چیز ہے۔

فوائد: ......کئی احادیث ِ مبارکہ میں قنوت نازلہ کا ثبوت ملتا ہے، بعض کا ذکر اس باب سے پہلے بھی ہو چکا ہے۔ تو پھر اس روایت میں صحابی کا اس عمل کو بدعت یا نیا عمل کہنے کا کیا مطلب ہے؟ اس کے دو جوابات ہی زیادہ مناسب ہیں: (۱) صحابی کا مقصد دوام اور ہمیشگی کو ردّ کرنا ہے، کیونکہ آپ ﷺ بھی حادثات و واقعات کے مطابق کبھی کبھار قنوتِ نازلہ فرماتے تھے۔

(۲) ممکن ہے کہ اس صحابی نے آپ ﷺ کی اقتدا میں وہ نمازوں ادا نہ کی ہوں، جن میں آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی ہو، اس لیے یہ اپنے علم کے مطابق اس کو بدعت سمجھتا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ وگرنہ اس صحابی کے قول کی وجہ سے ہمیں یہ جسارت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ قنوتِ نازلہ کا علی الاطلاق ردّ کر دیں، کیونکہ ہمیں بہت سی ان احادیث کا علم ہو چکا ہے، جن کے مطابق آپ ﷺ نے اس قنوت کا اہتمام کیا ہے۔

(۵) بَابُ الْقُنُوْتِ فِي الْوِتْرِ وَأَلْفَاظِهِ
وتر میں قنوت اور اس کے الفاظ کا بیان

(۱۷۷۵) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُوْلُهُنَّ فِي قُنُوْتِ الْوِتْرِ: ((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ۔)) (مسند احمد: ۱۷۱۸)

سیدنا حسن بن علی ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قنوتِ وتر میں پڑھنے کے لیے ان کلمات کی تعلیم دی: اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ، وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ۔ اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں کے زمرہ میں شامل فرما جنہیں تو نے ہدایت دی اور مجھے عافیت دے کر ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے عافیت بخشی اور مجھے اپنا دوست بنا کر ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے اپنا دوست بنایا اور جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا اس میں برکت ڈال دے اور جس شر کا تو نے فیصلہ کیا ہے مجھے اس سے محفوظ رکھ۔ بیشک تو

(۱۷۷۵) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه النسائي: ۳/ ۲۴۸، وابن خزيمة: ۱۰۹۵، والطبراني: ۲۷۱۲، والبيهقي: ۲/ ۲۰۹ (انظر: ۱۷۱۸)

ہی فیصلہ صادر کرتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جاتا
اور جس کا تو والی بنا وہ کبھی ذلیل و خوار نہیں ہو سکتا ،اے ہمار
ے ربّ! تو برکت والا اور بلند و بالا ہے۔

فوائد: ......ابوداود کی روایت میں آخری جملے سے پہلے "وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ" (اور وہ شخص عزت نہیں پا سکتا جس سے تو دشمنی کرے۔) کے الفاظ کا بھی ذکر ہے، عام لوگوں کو ان الفاظ سمیت یہ دعا یاد ہے۔قنوت وتر میں "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِینُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ ...." پڑھنا کیسا ہے؟ کسی صحیح اور مرفوع روایت سے اس دعا کو قنوتِ وتر میں پڑھنا ثابت نہیں ہوتا، سنن بیہقی کے مطابق آپ ﷺ کو اس دعا کو قنوت نازلہ میں پڑھنے کی تعلیم دی گئی، لیکن یہ حدیث مرسل ہے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ دعا ثابت ہے، لیکن وہ بھی اس کو رکوع کے بعد والی قنوت نازلہ میں پڑھتے تھے، یہ بھی سنن بیہقی کی روایت ہے۔ رکوع سے پہلے قنوت وتر پڑھنی چاہیے: سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے، پہلی رکعت میں سورۂ اعلی، دوسری میں سورۂ کافرون اور تیسری میں سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے اور رکوع سے پہلے قنوت کرتے تھے۔ (نسائی: ۱۶۹۹) سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔ یعنی: رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ (ابن ماجہ: ۱۱۸۲)

❁❁❁❁

أَبْوَابُ التَّشَهُّدِ
تشہد کے ابواب

(۱) بَابُ مَاوَرَدَ فِيْ أَلْفَاظِهِ
اس کے الفاظ کے بارے میں ثابت ہونے والے مواد کا بیان
فَصْلٌ فِيْمَا رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ
فصل: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد

(۱۷۷٦) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ النَّخَعِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّشَهُّدَ فِيْ وَسْطِ الصَّلَاةِ وَفِيْ آخِرِهَا، فَكُنَّا نَحْفَظُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ حِيْنَ أَخْبَرَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَهُ إِيَّاهُ، فَكَانَ يَقُوْلُ إِذَا جَلَسَ فِيْ وَسْطِ الصَّلَاةِ وَفِيْ آخِرِهَا عَلٰى وَرِكِهِ الْيُسْرٰى ((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔)) قَالَ: ثُمَّ إِنْ كَانَ فِيْ وَسْطِ الصَّلَاةِ نَهَضَ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز کے درمیان میں اور اس کے آخر میں تشہد سکھایا، اسود بن یزید کہتے ہیں: ہم سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یاد کرتے تھے جب انہوں نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو تشہد کی تعلیم دی تھی، پس وہ کہتے تھے: جب آپ ﷺ نماز کے درمیان میں اور اس کے آخر میں بائیں سرین پر بیٹھتے تو پڑھتے: ”اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔“ پھر اگر نماز کے درمیان میں ہوتے تو تشہد سے فارغ ہونے کے بعد (تیسری رکعت کے لئے) کھڑے ہو جاتے اور اگر نماز کے آخر میں ہوتے تو اتنی

(۱۷۷٦) تخريج: أخرجه البخاري: ۸۳۱، ومسلم: ٤۰۲ (انظر: ۳٦۲۲، ٤۳۸۲)

حِيْنَ يَفْرُغُ مِنْ تَشَهُّدِهِ، وَإِنْ كَانَ فِي آخِرِهَا دَعَا بَعْدَ تَشَهُّدِهِ بِمَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدْعُوَ ثُمَّ يُسَلِّمُ۔ (مسند احمد: ٤٣٨٢)

دعائیں کرتے، جتنی اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتیں، پھر سلام پھیر دیتے۔تشہد کا ترجمہ: تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں صرف اللہ کیلئے ہیں، اے نبی: آپ پر اللہ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر (بھی) سلامتی ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں (یہ بھی) گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

فوائد: ......تشہد کے پہلے تین کلمات "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ" کا ایک ایک معنی ترجمہ میں بیان کر دیا ہے، ان الفاظ کے مزید معانی درج ذیل ہیں:

اَلتَّحِيَّاتُ: سلامتی، بقا، عظمت، آفات اور نقائص سے سلامتی، بادشاہت

الصَّلَوَاتُ: پانچ نمازیں، ہر نماز، تمام عبادات، دعائیں، رحمت

الطَّيِّبَاتُ: پاکیزہ کلام، اللہ کا ذکر، اعمالِ صالحہ

(١٧٧٧) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ قَالَ: أَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِيْ وَحَدَّثَنِيْ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ أَخَذَ بِيَدِهِ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ عَبْدِاللّٰهِ فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: ((قُلْ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ (كَمَا تَقَدَّمَ إِلٰى قَوْلِهِ) وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔ قَالَ: فَإِذَا قَضَيْتَ هٰذَا أَوْقَالَ فَإِذَا فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُوْمَ فَقُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ۔)) (مسند احمد: ٤٠٠٦)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور نماز میں (پڑھا جانے والے) تشہد کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: ''کہو: "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ ....أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ (سابقہ حدیث والا تشہد بیان کیا)۔'' پھر فرمایا: جب تو یہ پورا کرلے تو تو نے اپنی نماز پوری کر لی، اگر کھڑا ہونا چاہے تو کھڑا ہو جا اور اگر بیٹھنا چاہے تو بیٹھا رہ۔''

فوائد: ......اس حدیث کو ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کی عدمِ فرضیت پر دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، یعنی نماز سے نکلنے کے لیے سلام کہنا فرض نہیں، بلکہ کوئی خلافِ نماز حرکت کی جا سکتی ہے اور سلام کی فرضیت کے قائل اس حدیث کی یوں تاویل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے الفاظ ''تیری نماز مکمل ہو چکی ہے'' کا معنی یہ ہے کہ ''تو تکمیلِ نماز کے قریب

(١٧٧٧) تخريج: اسناد صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٩٧٠ (انظر: ٤٠٠٦)

پہنچ چکا ہے' اور آپ ﷺ کے الفاظ ''اگر تو جانا چاہتا ہے تو چلا جا'' کے معنی یہ ہیں کہ ''نماز سے خارج ہونے کا جو شرعی طریقہ ہے، اس کے ذریعے نماز سے خارج ہو جا۔'' ہم آئندہ آنے والے سلام کے ابواب میں یہ واضح کریں گے کہ سلام کے بغیر نماز سے خارج ہونا درست نہیں ہے، رہا مسئلہ اس حدیث کا تو سب سے پہلی گزارش یہ ہے کہ سرے سے اس حدیثِ مبارکہ کے "عَبْـــدُهٗ وَرَسُــوْلُــــهٗ" کے بعد والے الفاظ کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا ان کا تعلق نبی کریم ﷺ کی حدیث سے ہے یا سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کلام سے۔ میں اس مقام پر صرف علامہ عظیم آبادی کا کلام پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں، وہ کہتے ہیں: خطابی نے ''معالم'' میں کہا کہ اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ الفاظ آپ ﷺ کے قول کا حصہ ہیں یا عبد اللہ بن مسعود کے کلام کا، ....۔ ابو بکر خطیب نے کہا: یہ الفاظ نبی کریم ﷺ کے کلام کا حصہ نہیں ہیں، بلکہ یہ تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے، جو حدیث میں مدرج ہو گیا، شبابہ بن سوار نے زہیر بن معاویہ سے بیان کردہ روایت میں اس کی وضاحت کی ہے اور ابن مسعود کے کلام کو آپ ﷺ کی حدیث سے الگ کر کے بیان کیا ہے، اسی طرح عبد الرحمٰن بن ثابت نے بھی حسین بن ابی حسین سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کلام کو علیحدہ کر کے روایت کیا ہے۔ جبکہ ابو الحسن سندھی نے ''شرح شرح النخبۃ'' میں کہا: خطابی نے ''معالم'' میں اس کے بارے میں جو کچھ کہا، اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ اس کے وصل یا فصل کے بارے میں راویوں کا اختلاف ہے، پس بیشک حفاظ تو اس بات پر متفق ہیں کہ یہ مدرج کلام ہے۔ (عون المعبود: ۱/ ٤٨٤) ہمارا نظریہ یہ ہے کہ اگر ہم اس جملے کو آپ ﷺ کی حدیث کا حصہ مان بھی لیں تو اس کو آپ ﷺ کی دوسری احادیث کی روشنی میں سمجھا جائے گا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ نمازی تکمیلِ نماز کے قریب پہنچ چکا ہے، اس تاویل کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ سلام کے ساتھ نماز کو ختم کیا اور قولی احادیث کے ذریعے بھی اسی کی تعلیم دی، ان کی تفصیل سلام کے باب میں آئے گی۔ درود کے پڑھنے کا مسئلہ بھی آگے بیان ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۷۷۸) عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ مُحَمَّدًا عُلِّمَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَجَوَامِعَهُ وَخَوَاتِمَهُ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: وَإِنَّا كُنَّا لَا نَدْرِيْ مَا نَقُوْلُهُ فِيْ صَلَاتِنَا حَتّٰى عَلَّمَنَا) فَقَالَ: ((إِذَا قَعَدْتُمْ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَقُوْلُوْا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ (فَذَكَرَ مِثْلَ مَا تَقَدَّمَ إِلٰى قَوْلِهِ عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ) قَالَ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ أَحَدُكُمْ مِنَ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بلاشبہ محمد ﷺ کو خیر و بھلائی کی ابتدائی، جامع اور اختتامی چیزوں کی تعلیم دی گئی تھی، جبکہ ہم نہیں جانتے تھے کہ ہم نماز کے (تشہد) میں کیا کہیں، آپ ﷺ نے ہمیں اس چیز کی تعلیم دی اور فرمایا: ''جب تم دو رکعتوں کے بعد بیٹھو تو پڑھو: "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ ...... عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ" پھر تم سے ہر کوئی اپنی پسندیدہ دعا کا انتخاب کرے اور اس کے ساتھ اپنے ربّ کو پکارے۔''

(۱۷۷۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۸۳۱، ومسلم: ٤٠٢ (انظر: ۳٦۲۲، ٤١٦٠)

الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَلْيَدْعُ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ۔))

(مسند احمد: ٤١٦٠)

فوائد:......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درمیانے تشہد میں بھی خیر و بھلائی پر مشتمل کوئی دعا کی جا سکتی ہے، بعض مقتدی "عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ" تک پڑھ کر امام کی انتظار میں خاموش بیٹھے رہتے ہیں، یہ تعلیم کی کمی کے نتائج ہیں۔

''محمد ﷺ کو خیر و بھلائی کی ابتدائی، جامع اور اختتامی چیزوں کی تعلیم دی گئی تھی۔'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کو جوامع الکلم عطا کیے گئے تھے، سمندر کو کوزے میں بند کر دینا آپ ﷺ کے کلام کا وصف تھا اور آپ ﷺ کی گفتگو فصاحت و بلاغت کی شاہکار ہوتی تھی۔

ابتدائی اور اختتامی کلمات دیئے جانے کا مطلب ہے کہ آپ کو خیر و بھلائی کی ہر قسم کی باتوں کی تعلیم دی گئی ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(١٧٧٩) عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: عَلَّمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّشَهُّدَ وَأَمَرَهُ أَنْ يُعَلِّمَ النَّاسَ: ((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔))

(مسند احمد: ٣٩٢١)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے تشہد کی تعلیم دی اور یہ حکم بھی دیا کہ وہ لوگوں کو بھی یہ سکھائے: ((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔))

(١٧٨٠) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَخْبَرَةَ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّشَهُّدَ كَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، قَالَ:

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے قرآن کی سورت کی طرح اس تشہد کی تعلیم دی، جبکہ میری ہتھیلی آپ ﷺ کی دو ہتھیلیوں میں تھی: "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ

(١٧٧٩) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٨٩٩، والترمذي: ٢٨٩، والنسائي: ٢/ ٢٣٧، وانظر: ٧٠٨، ٧٠١ (انظر: ٣٩٢١)

(١٧٨٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٢٦٥، ومسلم: ٤٠٢، وانظر ما تقدم من حديث عبد الله بن مسعود (انظر: ٣٩٣٥)

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔)) وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ۔ (مسند احمد: ۳۹۳۵)

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔" جب آپ ہمارے درمیان موجود تھے (تو ہم "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ" کہتے تھے)، لیکن جب آپ ﷺ فوت ہو گئے تو ہم اس طرح کہتے تھے: اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ۔

فوائد: ......سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سمیت بعض صحابہ کا یہ نظریہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خطاب والا صیغہ استعمال کرتے ہوئے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ" نہ کہا جائے، کیونکہ آپ ﷺ موجود نہیں ہیں، اس لیے انھوں نے آپ ﷺ کی رحلت کے بعد "اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ" کہنا زیادہ مناسب سمجھا۔ آج کل جو لوگ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ" کے الفاظ سے آپ ﷺ کا سننے اور حاضر ہونے کا مفہوم کشید کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کو سب سے پہلے صحابہ کرام کے عقیدے پر غور کرنا چاہیے کہ وہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے سننے یا نہ سننے کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے تھے اور کس نظریہ کی بنا پر وہ خطاب والے الفاظ کہنے کو تیار نہ تھے؟ صحابہ کی ایک جماعت کے مطابق ہمارا نظریہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جن الفاظ کی تعلیم دی، انہی الفاظ کو نقل کر کے تشہد پڑھا جائے، کیونکہ خطاب والے الفاظ سے آپ ﷺ کا موجود ہونا یا آپ ﷺ کو سنانا یا سننا تو لازم نہیں آتا۔

(۱۷۸۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُوْلُوْا: اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ، وَلٰكِنْ إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں بیٹھتے تو ہم کہتے: "اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ" (اللہ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلامتی ہو اور فلاں اور فلاں پر سلامتی ہو" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ نہ کہا کرو کہ اللہ تعالیٰ پر سلامتی ہو، کیونکہ اللہ تو خود سلام ہے، (آئندہ) جب تم سے کوئی شخص بیٹھے تو وہ یہ کہا کرے: "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، جب تم یہ (دعا) کرو گے تو وہ زمین و

(۱۷۸۱) تخریج: أخرجه البخاري: ۸۳۵، ومسلم: ۴۰۲، وانظر ما تقدم من حديث ابن مسعود (انظر: ۴۱۰۱)

أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَلْيَدْعُ بِهِ۔ (مسند احمد: ٤١٠١)

آسمان کے مابین ہر عبادت گزار کو پہنچ جائے گی، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ" پھر تم میں سے ہر کوئی اپنی پسندیدہ دعا منتخب کر لے اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارے۔"

(١٧٨٢)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قِبَلَ عِبَادِهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيْلَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مِيْكَائِيلَ، اَلسَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ۔ اَلْحَدِيث كَمَا تَقَدَّمَ۔ (مسند احمد: ٣٦٢٢)

(دوسری سند) اس میں ہے: جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں بیٹھتے تو کہتے: اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قِبَلَ عِبَادِهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيْلَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مِيْكَائِيلَ، اَلسَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ۔ (اللہ پر سلام ہو اس کے بندوں کی طرف سے، جبریل پر سلام ہو، میکائیل پر سلام ہو، فلاں پر سلام ہو، .... آگے پہلی حدیث کی طرح۔

فوائد: ......سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد ہی عام لوگوں کو یاد ہے، قارئین کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جب لوگوں کو اس تشہد کی تعلیم دی جا رہی تھی، اس وقت نماز میں درود شریف پڑھنے کا مسئلہ پیدا نہیں ہوا تھا، اس لیے ان روایات میں صرف تشہد اور دعاؤں کا ذکر ہے، درود کے مسئلے کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔ اس مقام پر یہ تنبیہ بھی ضروری ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد کی طرح دوسرے صحابہ سے بھی اس تشہد کی احادیث مروی ہیں، جن کے الفاظ اِس تشہد سے مختلف ہیں، تو یہ ورائٹی خود رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے، اس لیے جو تشہد بھی پڑھ لیا جائے وہ کفایت کرے گا۔ یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ پہلے اور درمیانے تشہد میں بھی نمازی کو مختلف اور پسندیدہ دعائیں کرنے کا اختیار ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اِس تشہد میں درود پڑھنا بھی درست ہے، اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو نو رکعت (اکٹھی) نمازِ وتر ادا کرتے، مسلسل آٹھ رکعات ادا کرنے کے بعد (درمیانے تشہد) کیلئے بیٹھتے، اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرتے اور نبی پر درود بھیجتے اور سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو کر نویں رکعت ادا کرنے کے بعد بیٹھتے، اللہ کی حمد بیان کرتے، نبی پر درود بھیجتے، دعا کرتے اور سلام پھیر دیتے۔ (نسائی: ١٧٢١)

(١٧٨٢) تخريج: انظر ٧٠٨، ٧١٠ وما تقدم من حديث ابن مسعود رضی اللہ عنہ

فَصْلٌ فِيمَا رُوِيَ فِي ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

فصل: اس تشہد کے بارے میں جو سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

(١٧٨٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ، فَكَانَ يَقُوْلُ: ((اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ قَالَ حُجَيْرٌ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔)) (مسند احمد: ٢٦٦٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کی طرح ہمیں تشہد کی تعلیم دیتے تھے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔'' تشہد کا ترجمہ: تمام برکت والی قولی، بدنی اور مالی عبادتیں صرف اللہ کیلئے ہیں، اے نبی: آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر (بھی) سلامتی ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

فوائد: ......ایک روایت میں ''سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ'' کی بجائے ''السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ'' کے الفاظ ہیں۔

(١٧٨٤) عَنْ أَبِيْ مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَدِيثٍ ذَكَرَ فِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلَّمَهُمُ الصَّلَاةَ (إِلٰى أَنْ قَالَ:) ((فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُمْ أَنْ يَقُوْلَ: اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے ایسی حدیث نقل کرتے ہیں، جس میں آپ ﷺ نے ان کو نماز کی تعلیم دی، یہاں تک کہ فرمایا: ''جب تم سے کوئی قعدے میں ہو تو سب سے پہلے یہ کہے: ''اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔''

(١٧٨٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٠٣ (انظر: ٢٦٦٥)

(١٧٨٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٠٤ (انظر: ١٩٦٦٥)

إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ، وَأَشْهَـدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهٗـ)) (مسند احمد: ١٩٨٩٩)

(٢) بَابُ هَيْئَةِ الْجُلُوْسِ لِلتَّشَهُّدِ وَالْإِشَارَةِ بِالسَّبَابَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت، انگشت ِشہادت سے اشارہ کرنے کا اور دوسرے امور کا بیان

(١٧٨٥) عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَنِ افْتِرَاشِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخِذَهُ الْيُسْرٰى فِي وَسَـطِ الـصَّلَاةِ وَفِي آخِرِهَا وَقُعُودِهِ عَلٰى وَرِكِـهِ الْيُسْـرٰى وَوَضْعِهِ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَـخِـذِهِ الْيُسْـرٰى وَنَـصْبِـهِ قَـدَمَـهُ الْيُمْنٰى وَوَضْـعِـهِ يَـدَهُ الْيُـمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَنَـصْبِـهِ إِصْبَـعَـهُ السَّبَـابَةَ يُـوَحِّدُ بِهَا رَبَّهُ عَـزَّوَجَـلَّ عِـمْـرَانُ ابْنُ أَبِي أَنَسٍ أَخُوْ بَنِيْ عَـامِـرِ بْـنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ ثِقَةً عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ مِـقْسَـمٍ مَـوْلٰـى عَبْـدِالـلّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَـوْفَلٍ، قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قَـالَ صَـلَّيْـتُ فِيْ مَسْجِدِ بَنِيْ غِفَارٍ، فَلَمَّا جَـلَسْـتُ فِـيْ صَلَاتِـيْ اِفْتَـرَشْـتُ فَخِذِيَ الْيُسْـرٰى وَنَـصَبْـتُ السَّبَّـابَةَ، قَالَ: فَرَآنِيْ خُـفَـافُ بْـنُ إِيـمَـاءِ ابْنِ رَحَضَةَ الْغِفَارِيُّ وَكَـانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَصْـنَـعُ ذٰلِكَ، قَـالَ: فَـلَـمَّـا انْصَرَفْتُ مِنْ صَلَاتِـيْ، قَـالَ لِـيْ: أَيْ بُـنَـيَّ لِمَ نَصَبْتَ إِصْبَـعَكَ هٰـكَـذَا؟ قَـالَ: وَمَـا تُـنْكِرُ رَأَيْتُ الـنَّـاسَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: فَإِنَّكَ أَصَبْتَ،

ابن اسحاق کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے نماز کے درمیان اور اس کے آخر میں بائیں ران کو بچھانے، دائیں قدم کو کھڑا رکھنے، دائیں ہاتھ کو ران پر رکھنے اور انگلی کے ساتھ ربّ تعالیٰ کی توحید بیان کرنے کے بارے میں مجھے عمران بن ابو انس نے بیان کیا، .... مدینہ منورہ کے ایک باشندے نے کہا: میں نے مسجد بنو غفار کی مسجد میں نماز پڑھی، جب میں بیٹھا تو بائیں ران کو بچھا دیا اور انگشت ِ شہادت کو گاڑھ دیا، مجھے صحابی رسول خفاف بن ایماء رضی اللہ عنہ نے اس طرح کرتے ہوئے دیکھا، جب میں نماز سے فارغ ہوا تو انھوں نے مجھے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! تو اس طرح اپنی انگلی کو کیوں گاڑھا ہوا ہے؟ میں نے کہا: آپ کون سے چیز کا انکار کرنا چاہتے ہیں، بس میں نے لوگوں کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا؟ انھوں نے کہا: بیشک تو نے سنت کے مطابق کیا ہے، آپ ﷺ جب نماز پڑھتے تھے تو اسی طرح کرتے تھے اور ربّ تعالیٰ کی توحید بیان کرتے تھے، جبکہ مشرکین کہتے تھے: محمد اپنی انگلی سے اس طرح کر کے جادو کرتا ہے، اور انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔

(١٧٨٥) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الرجل الراوى عن خفاف بن ايماء۔ أخرجه البيهقى: ٢/ ١٣٣ (انظر: ١٦٥٧٢)

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَلّٰى يَصْنَعُ ذٰلِكَ، فَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَقُوْلُوْنَ إِنَّمَا يَصْنَعُ هٰذَا مُحَمَّدٌ بِإِصْبَعِهِ يَسْحَرُ بِهَا وَكَذَبُوْا، إِنَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ يُوَحِّدُ بِهَا رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند احمد: ١٦٦٨٨)

(١٧٨٦) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُوْلُ: قُلْنَا لِأَبْنِ عَبَّاسٍ فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ، فَقَالَ: هِيَ السُّنَّةُ، قَالَ: فَقُلْنَا: إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٨٥٣)

طاووس کہتے ہیں: ہم نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے قدموں پر بیٹھنے کے بارے میں پوچھا،انہوں نے کہا: یہ سنت ہے۔ ہم نے کہا: ہم تو اس کو آدمی کی اکھڑ مزاجی اور اجڈ پن خیال کرتے تھے۔ انھوں نے کہا: یہ تو تیری نبی کی سنت ہے۔

(١٧٨٧) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ طَاوُسٍ أَيْضًا قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَجْثُوْعَلَى صُدُوْرِ قَدَمِيْهِ فَقُلْتُ: هٰذَا يَزْعُمُ النَّاسُ أَنَّهُ مِنَ الْجَفَاءِ، قَالَ هُوَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٨٥٥)

(دوسری سند)طاووس کہتے ہیں: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ پاؤں کو کھڑا کر کے ان پر بیٹھ جاتے۔ میں نے کہا: لوگ تو اس کیفیت کو اکھڑ مزاجی اور اجڈ پن خیال کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا: یہ تو تیری نبی کی سنت ہے۔

فوائد: ......اس حدیث میں دراصل جلسۂ استراحت کی ایک کیفیت بیان کی گئی ہے،اس کو''اِقْعَاء'' کہتے ہیں، یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ''اِقْعَاء'' کی دوصورتیں ہیں،ایک صورت جائز اور مسنون ہےاور دوسری ناجائز اور غیر مسنون۔ جائز صورت: جلسۂ استراحت میں دونوں پاؤں کو کھڑا رکھنا اور ان کی ایڑھیوں پر بیٹھ جانا۔ ناجائز صورت: پنڈلیوں اور رانوں کو کھڑا کر کے سرینوں پر بیٹھنا اور ہاتھ زمین پر رکھنا۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ أَنْ تَضَعَ اِلْيَتَيْكَ عَلٰى عَقِبَيْكَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ۔ (المعجم الكبير للطبراني: ٣/١٠٦/١، الصحيحة: ٣٨٣)

یعنی: یہ سنت ہے کہ تو نماز میں دوسجدوں کے درمیان (جلسہ میں) اپنے سرینوں (چوتڑوں) کو اپنی ایڑیوں پر رکھے۔ نیز معاویہ بن خدیج رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے طاوس کو اقعاء کرتے ہوئے دیکھا اور کہا: آپ نماز میں اقعاء کر

(١٧٨٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٣٦ (انظر: ٢٨٥٣)

(١٧٨٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢٨٥٥)

رہے تھے، کیوں؟ انھوں نے کہا: تو نے صرف مجھے اقعا کرتے ہوئے نہیں دیکھا، بلکہ یہ تو نماز کا ایک طریقہ ہے، میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو یہ اقعاء کرتے ہوئے دیکھا۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث اور ان آثار سے معلوم ہوا کہ ''اقعاء'' کی مذکورہ قسم مشروع ہے، یہ سنت ہے اور ایسا کرنا عبادت ہے۔ یہ کسی عذر کی بنا پر نہیں تھا، جیسا کہ بعض متعصب لوگوں کا خیال ہے۔ ان کی بات کیسے درست ہو گی؟ جبکہ تین صحابہ نے سنت سمجھ کر اس پر عمل کیا اور جلیل القدر فقیہ تابعی طاوس نے ان کی پیروی کی اور امام احمد نے (مسائل المروزی: ۱۹) میں کہا: اہل مکہ بھی ''اقعاء'' کرتے تھے۔ پس جو آدمی اس سنت پر عمل کر کے اس کا احیاء کرنا چاہتا ہے، اس کے لیے یہی سلف کافی ہیں۔ ذہن نشین رہے کہ سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے دو طریقے ہیں:

(۱) دائیاں پاؤں کھڑا رکھنا اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا اور

(۲) دونوں پاؤں کو کھڑا رکھنا اور ان کی ایڑھیوں پر بیٹھ جانا، جسے اقعاء کہتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ آپ ﷺ کی سیرت کو اپناتے ہوئے مختلف اوقات میں دونوں طریقوں پر عمل کیا کریں، تاکہ آپ ﷺ کی کوئی سنت رہ نہ جائے۔ (صحیحہ: ۳۸۳)

(۱۷۸۸) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فِيْ صِفَةِ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَفْتَرِشَ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ، وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى، وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عَقِبِ الشَّيْطَانِ، وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيْمِ۔ (مسند احمد: ۲۶۱۳۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی نماز کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں: آپ ﷺ ہر دو رکعتوں میں التحیات پڑھتے تھے، آپ ﷺ ناپسند کرتے تھے کہ آدمی (سجدے میں) اپنے بازوؤں کو درندے کی طرح بچھائیں، آپ بائیں پاؤں کو بچھا لیتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے تھے اور آپ شیطان کی بیٹھک سے منع فرماتے تھے اور آپ نماز کو سلام کے ساتھ ختم کرتے تھے۔

فوائد:...... شیطان کی بیٹھک سے مراد ''اِقْعَاء'' کی ناجائز صورت ہے، گزشتہ حدیث میں اس کا بیان ہو چکا ہے۔

(۱۷۸۹) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ رضی اللہ عنہ يَصِفُ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ثُمَّ قَعَدَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى،

یہ مکمل حدیث صحیح ہے، مذکورہ الفاظ کو شاذ قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں، کیونکہ یہ ثقہ کی ایسی زیادتی نہیں ہے، جس سے ثقات کی روایت کی نفی ہو رہی ہو، ثقات کی روایت کے الفاظ ''وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ'' اور زائدہ بن قدامہ کی روایت کے الفاظ ''ثُمَّ رَفَعَ

(۱۷۸۸) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٩٨ (انظر: ٢٤٠٣٠)

(۱۷۸۹) تخريج: حديث صحيح دون قوله: "فرأيته يحركها يدعو بها" فهو شاذ انفرد به زائدة بن قدامة من بين اصحاب عاصم بن كليب

وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْأَيْمَنِ عَلَى فِخِذِهِ الْيُمْنٰى، ثُمَّ قَبَضَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَحَلَّقَ حَلْقَةً (وَفِيْ رِوَايَةٍ حَلَّقَ بِالْوُسْطٰى وَالْإِبْهَامِ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ) ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُوْبِهَا۔ (مسند احمد: ۱۹۰۷۵)

إِصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُوْبِهَا" میں سرے سے کوئی تضاد ہی نہیں ہے، امام البانی نے بھی اس کو صحیح کہا۔

سیدنا وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: پھر آپ بیٹھے، بایاں پاؤں بچھا دیا، بائیں ہتھیلی ران اور بائیں گھٹنے پر رکھی اور دائیں کہنی کو بائیں ران سے اٹھا کر رکھا، پھر اپنی انگلیاں بند کر کے حلقہ بنایا۔ اور ایک روایت میں ہے: انگوٹھے اور درمیانی (انگلی) کا حلقہ بنایا اور سبابہ سے اشارہ کیا۔ پھر اپنی انگلی اٹھائی تو میں نے آپ کو دیکھا آپ اسے ہلا کر اس کے ساتھ دعا کرتے تھے۔

فوائد: ...... "سَبَّابہ" کے معانی برا بھلا کہنے والی اور "سَبَّاحہ" کے معانی پاکی بیان کرنے والی کے ہیں۔ یہ دونوں انگشتِ شہادت کے اوصاف ہیں، کیونکہ کسی کو گالی دیتے وقت یا اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے وقت عام طور پر اسی انگلی سے اشارہ کیا جاتا ہے۔ ہم نے قارئین کی آسانی کے لیے ان الفاظ کا ترجمہ "انگشتِ شہادت" کیا، کیونکہ ہمارے ہاں اس انگلی کو یہی نام دیا جاتا ہے، بہرحال بعض مقامات پر لفظ "سَبَّابَہ" کا ذکر بھی آئے گا۔ دورانِ تشہد اشارے والی احادیث میں "دعا کرنے" سے مراد پورا تشہد، دعائیں اور درود ہوتا ہے۔

(۱۷۹۰) عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِ الرَّجُلِ بِإِصْبَعِهِ يَعْنِيْ هٰكَذَا فِي الصَّلَاةِ قَالَ ذَاكَ الْإِخْلَاصُ۔ (مسند احمد: ۳۱۵۲)

بنو تمیم کا ایک آدمی کہتا ہے: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آدمی کا نماز میں انگلی کے ساتھ اشارہ کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ اخلاص ہے۔

فوائد: ...... سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنا اخلاص اور توحید پر دلیل ہے۔

(۱۷۹۱) عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ

نافع کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے، اپنی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنی

أخرجه مسلم مختصرا: ٤٠١، وأخرجه ابوداود: ٧٢٧، والنسائي: ٢/ ١٢٦ (انظر: ١٨٨٦٦، ١٨٨٧٠)

(١٧٩٠) تخريج: حسن، وهذا اسناد ضعيف لجهالة الرجل الذى من بنى تميم، واسمه اربدة التميمى البصرى۔ أخرجه البيهقى: ٢/ ١٣٣ (انظر: ٣١٥٢)

(١٧٩١) تخريج: اسناده ضعيف، كثير بن زيد الاسلمى متكلم فيه۔ أخرجه البزار: ٥٦٣ (انظر: ٦٠٠٠)

يَـدَيْـهِ عَـلَى رُكْبَتَيْهِ وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ وَأَتْبَعَهَا بَـصَـرَهُ، ثُـمَّ قَـالَ: قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَهِـيَ أَشَـدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ)) يَعْنِي االسَّبَّابَةَ۔ (مسند احمد: ٦٠٠٠)

نظر اسی کے پیچھے لگاتے، پھر یہ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ انگلی شیطان پر لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے۔''

فوائد: ......نمازی انگشتِ شہادت سے اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے لیے عبادت میں اخلاص کا اظہار کرتا ہے اور یہ چیز شیطان کے لیے سب سے زیادہ باعثِ تکلیف ہے، اس لیے اسے اس سے لوہے کی ضرب سے بھی زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے شرّ سے محفوظ رکھے۔

(١٧٩٢) عَـنْ عَـامِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا جَـلَـسَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى فَـخِـذِهِ الْيُـمْـنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَلَمْ يُجَاوِزْ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ۔ (مسند احمد: ١٦١٩٩)

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور سبابہ کے ساتھ اشارہ کرتے اور آپ کی نظر آپ کے اشارے سے آگے نہ گزرتی تھی۔

(١٧٩٣) عَـنْ عَـلِـيِّ بْـنِ عَبْـدِ الـرَّحْمٰنِ الْـمُـعَـاوِيِّ أَنَّهُ قَالَ: رَآنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَـا أَعْبَـثُ بِالْحَصٰى فِي الصَّلَاةِ، فَـلَمَّا انْـصَـرَفَ نَهَـانِـيْ، وَقَالَ: اِصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَـصْـنَعُ۔ قُلْتُ: وَكَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ؟ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ ﷺ إِذَا جَـلَـسَ فِـي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَـلٰـى فَـخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَشَـارَ بِـإِصْبَـعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ وَوَضَعَ كَـفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى۔ (مسند احمد: ٥٣٣١)

علی بن عبد الرحمٰن معاوی کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے نماز میں کنکریوں سے کھیلتے ہوئے دیکھ لیا، جب وہ فارغ ہوئے تو مجھے ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا: تم اس طرح کیا کرو جس طرح رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ میں نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کیسے کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نماز میں بیٹھتے تو دائیں ہتھیلی دائیں ران پر رکھتے اور ساری انگلیاں بند کر لیتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے اشارہ کرتے اور بائیں ہتھیلی بائیں ران پر رکھتے۔

(١٧٩٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٧٩ (انظر: ١٦١٠٠/ ٢)

(١٧٩٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٨٠ (انظر: ٥٣٣١)

(١٧٩٤) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنٰى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ فَدَعَا بِهَا وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ بَاسِطَهَا عَلَيْهَا۔ (مسند احمد: ٦٣٤٨)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی دائیں انگلی کو اٹھا کر اس کے ساتھ دعا کرتے اور اپنا بایاں ہاتھ گھٹنے پر پھیلا کر رکھتے۔

فوائد: ......تشہد کے دوران شہادت والی انگلی سے اشارہ کرنا: مکمل تشہد، وہ پہلا ہو یا دوسرا، کے دوران انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنا جاری رکھا جائے گا، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَّ خَمْسِيْنَ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: يَدْعُوْ بِهَا)۔ (صحیح مسلم: ٥٨٠) جب رسول اللہ ﷺ تشہد کے لئے بیٹھتے تو بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھتے اور (دائیں ہاتھ کی) ترپن کی گرہ بنا کر شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے اور اس کے ساتھ دعا مانگتے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أِذَا قَعَدَ يَدْعُوْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَاَشَارَ بِأِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ ......۔ (صحیح مسلم: ٥٧٩) جب رسول اللہ ﷺ (نماز میں) تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھ جاتے تو دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے۔

تنبیہ: مذکورہ بالا دو احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تشہد کے دوران ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا اور رانوں پر رکھنا دونوں طرح درست ہے۔

تنبیہ: تشہد میں صرف "اَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہنے کے وقت انگلی اٹھانا اور پھر رکھ دینا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

اشارہ کرنے کے طریقے:

(۱) دو انگلیوں کو بند کر کے درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا لینا اور انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنا۔ (ابوداود: ٩٥٧، نسائی: ١٢٦٥، ابن ماجه: ٩١٢)

(۲) تین انگلیوں کو بند کر کے انگوٹھے کو درمیانی انگلی پر رکھنا اور انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنا۔ (صحیح مسلم: ٥٧٩)

(۳) ترپن کی گرہ لگانا (یعنی: تین انگلیوں کو ہتھیلی کے قریب ترین حصے کے ساتھ بند کر کے انگوٹھے کو شہادت والی

(١٧٩٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٨٠ وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٦٣٤٨)

انگلی کی آخری گرہ کے نیچے رکھنا)۔ (صحیح مسلم: ٥٨٠)

تنبیه: اشارے کے دوران انگلی کو حرکت دینا درست ہے، جیسا کہ حدیث نمبر (۱۷۸۹) سے ثابت ہو رہا ہے

(١٧٩٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى رَجُلاً سَاقِطًا يَدَهُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: ((لَاتَجْلِسْ هٰكَذَا، إِنَّمَا هٰذِهِ جِلْسَةُ الَّذِيْنَ يُعَذَّبُوْنَ.)) (مسند احمد: ٥٩٧٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے نماز میں اپنا ہاتھ گرایا ہوا تھا، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اس طرح نہ بیٹھ، یہ ان لوگوں کے بیٹھنے کی کیفیت ہے، جن کو عذاب دیا جاتا ہے۔''

(١٧٩٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَجْلِسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ يَعْتَمِدُ عَلٰى يَدَيْهِ۔ (مسند احمد: ٦٣٤٧)

(دوسری سند) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی نماز میں اپنے دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگا کر بیٹھے۔

(١٧٩٧) عَنْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ (يَعْنِيْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كَأَنَّهُ عَلَى الرَّضْفِ، قُلْتُ: حَتّٰى يَقُوْمَ، قَالَ: حَتّٰى يَقُومَ۔ (مسند احمد: ٣٦٥٦)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دو رکعتوں (کے تشہد میں اس طرح ہوتے کہ) گویا کہ آپ گرم پتھر پر ہیں، میں نے کہا: یہاں تک کہ کھڑے ہو جاتے؟ انھوں نے کہا: حتی کہ آپ کھڑے ہو جاتے۔

(١٧٩٨) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: كَأَنَّمَا كَانَ جُلُوْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّكْعَتَيْنِ عَلَى الرَّضْفِ۔ (مسند احمد: ٤٠٧٤)

(دوسری سند) انھوں نے کہا: گویا کہ رسول اللہ ﷺ کا دو رکعتوں میں بیٹھنا گرم پتھر پر ہوتا تھا۔

فوائد: ...... یہ حدیث ضعیف ہے، گزشتہ احادیث میں یہ تفصیل گزر چکی ہے کہ درمیانے تشہد میں ''عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ'' پر اکتفا کرنا بھی درست ہے اور اس کے پسندیدہ دعائیں اور درود ملانا بھی درست ہے۔

تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ:

درمیانے تشہد میں دایاں پاؤں کھڑا رکھیں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں۔ جن احادیثِ مبارکہ میں تشہد

(١٧٩٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف هشام بن سعد المدني، وقد روي موقوفا، وهو الصحيح۔ أخرج بنحوه ابوداود: ٩٩٤ موقوفا (انظر: ٥٩٧٢)

(١٧٩٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابوداود: ٩٩٢ (انظر: ٦٣٤٧)

(١٧٩٧) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو عبيدة لم يسمع من ابيه عبد الله بن مسعود۔ أخرجه ابوداود: ٩٩٥، والترمذي: ٣٦٦ (انظر: ٣٦٥٦)

(١٧٩٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٤٠٧٤)

میں اس طریقہ سے بیٹھنے کا عام ذکر ہے، ان کو پہلے تشہد پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ تورک والی احادیث مقید ہیں۔ آخری تشہد میں تورک کریں۔

تورک کا بیان

تورک کی دوصورتیں ہیں: مسنون اور جائز صورت: نمازی کا آخری تشہد میں سرین پر اس طرح بیٹھنا کہ دائیاں پاؤں کھڑا ہو اور اس کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو، اور بائیں پیر کو پھیلا کر دائیں پنڈلی کے نیچے سے دائیں طرف نکالنا۔ تورّک کی ناجائز صورت: نماز میں کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کو دونوں کولھوں کے برابر رکھنا، یہ ممنوع ہے۔ پہلی صورت مسنون ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) محمد بن عطاء کہتے ہیں: سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ میں موجود تھے، ان میں ایک سیدنا ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ تھے، سیدنا ابوحمید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تم سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ لیکن انھوں نے کہا: تم نہ تو ہماری بہ نسبت قدیم صحبت والے ہو اور نہ ہم سے زیادہ آپ کے پیروی کرنے والے ہو۔ تو انہوں نے کہا: کیوں نہیں، (یہ تمہاری بات تو ٹھیک ہے)۔ بہرحال ان لوگوں نے کہہ دیا کہ اچھا بیان کرو۔ سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے .... جب وہ آخری رکعت ہوتی جس میں نماز کا اختتام ہوتا تو اپنا بائیاں پاؤں (نیچے سے دائیں طرف) نکالتے اور اپنی سرین پر تورک کی حالت میں بیٹھ جاتے پھر سلام پھیرتے۔ (صحیح بخاری: ۸۲۸ ابوداود: ۷۳۰، ۹۶۳، وابن ماجه: ۸۶۲، والترمذی: ۳۰٤، والنسائی: ۲/ ۱۸۷) یہ حدیث "أَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ" (نماز کے طریقہ کے آداب) کے پہلے باب کے آخر میں گزر چکی ہے۔

(۲) سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں کو ران اور پنڈلی کے درمیان میں کر لیتے اور داہنا پاؤں بچھا لیتے۔ (صحیح مسلم: ٥٧٩)

(۳) بَابُ مَاجَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ عَقِبَ التَّشَهُّدِ الْأَخِيرِ وَكَذَا آلِهِ
آخری تشہد کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود بھیجنے کا بیان

تنبیہ: قارئین سے گزارش ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درود کے مختلف الفاظ اور صیغے منقول ہیں، چونکہ عام آدمی کے لیے ان سب کا یاد کرنا مشکل ہے، اس لیے مختصر الفاظ والا کوئی ایک طریقہ بھی یاد ہونا چاہیے، تا کہ جلدی کی صورت میں اس کا سہارا لے لیا جائے۔

(۱۷۹۹) عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ رَضِيَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ حَتّٰى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ

سیدنا ابومسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا، جبکہ ہم بھی آپ کے پاس موجود تھے، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو ہم پہچان

(۱۷۹۹) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۹۸۱، والنسائی: ۳/ ٤۷ (انظر: ۱۷۰۷۲)

رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَہُ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِيْ صَلَاتِنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَحْبَبْنَا أَنَّ الرَّجُلَ لَمْ يَسْأَلْهُ قَالَ: ((إِذَا أَنْتُمْ صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔)) (مسند احمد: ۱۷۲۰۰)

چکے کہ آپ پر سلام کیسے بھیجنا ہے، (اب سوال یہ ہے کہ) جب ہم نماز ادا کریں تو آپ پر درود پڑھنے کا کیا طریقہ ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے؟ آپ ﷺ جواباً خاموش ہو گئے (اور اتنی دیر خاموش رہے کہ ہم یہ چاہنے لگے کہ کاش اس آدمی نے سوال نہ کیا ہوتا، بالآخر آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مجھ پر درود بھیجو تو اس طرح کہا کرو: ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔“

ترجمہ: اے اللہ! تو اُمّی نبی محمد پر رحمت کر اور محمد کی آل پر، جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر اور برکت نازل فرما اُمّی نبی محمد پر، جیسے تو نے برکت نازل کی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔

(۱۸۰۰) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ فَقَالَ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔)) (مسند احمد: ۱۷۱۹۴)

(دوسری سند) انھوں نے کہا: آپ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس طرح کہو: ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔“

فوائد: ...... ”اُمّی“ سے مراد وہ شخص ہے جس نے کسی انسان سے پڑھنا لکھنا نہیں سیکھا، یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ اعلی درجے کا دانا، حکیم، فیصل، فصیح، بلیغ بلکہ رسول ہو، جیسے نبی کریم ﷺ یا دین و دنیا کے بارے میں کچھ نہ جانتا ہو۔

(۱۸۰۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۱۷۰۶۷)

(۱۸۰۱) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بِشْرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللّٰهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ، ثُمَّ قَالَ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْعَلِمْتُمْ۔)) (مسند احمد: ۲۲۷۰۹)

(دوسری سند) سیدنا عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سعد بن عبادہ کی مجلس میں تشریف لائے، سیدنا بشر بن سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر درود بھیجیں، پس ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہوگئے حتی کہ ہم یہ تمنا کرنے لگے کہ کاش اس نے آپ ﷺ سے سوال نہ کیا ہوتا، اتنے میں آپ نے فرمایا: ''تم اس طرح کہا کرو: ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ'' اور سلام کے بارے میں تو تم جان چکے ہو۔

فوائد: ......اللہ تعالیٰ کا درود کا حکم دینا، اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔﴾ (سورۂ احزاب: ۵۶)

یعنی: ''بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھی بھیجتے رہا کرو۔'' اس درود سے پہلے صحابہ کرام کو تشہد میں ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ......'' کے الفاظ سے سلام بھیجنے کا طریقہ سکھایا جا چکا تھا۔

(۱۸۰۲) عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ الْجَنْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يَدْعُوْ فِي الصَّلَاةِ وَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ

صحابی رسول سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں دعا کرتے ہوئے سنا، جبکہ اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا نہ آپ ﷺ پر درود بھیجا، اور فرمایا: ''اس بندے نے جلدی کی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اسے بلایا اور اسے اور دوسرے لوگوں سے فرمایا: ''جب تم میں سے

بِتَحْمِيْدِ رَبِّهِ وَثَنَاءٍ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لِيَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَاءَ۔)) (مسند احمد: ٢٤٤٣٤)

(١٨٠٣) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ عَلِمْنَا السَّلَامَ عَلَيْكَ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔)) (مسند احمد: ١٨٢٨٣)

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ معرفت تو ہم حاصل کر چکے ہیں کہ آپ پر سلام کیسے بھیجا جائے، اب سوال یہ ہے کہ درود بھیجنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح کہا کرو: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔"

(١٨٠٤) عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: لَقِيَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ: قَالَ: أَلَا أُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً؟ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ عَلِمْنَا أَوْ عَرَفْنَا كَيْفَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔)) (مسند احمد: ١٨٢٨٥)

ابن ابی لیلی کہتے ہیں: مجھے سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے اور کہا: کیا میں تجھے ایک ہدیہ نہ دوں؟ (اور وہ یہ ہے کہ) رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ ہم نے یہ تو پہچان لیا ہے کہ آپ پر سلام کیسے بھیجا جائے، اب درود پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس طرح کہا کرو: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔"

(١٨٠٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٧٠، ومسلم: ٤٠٦ (انظر: ١٨١٠٤)

(١٨٠٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣٥٧، ومسلم: ٤٠٦ (انظر: ١٨١٠٥)

(١٨٠٥) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ قَالُوا: كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔)) قَالَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ، قَالَ يَزِيْدُ فَلَا أَدْرِيْ أَشَيْءٌ زَادَهُ ابْنُ أَبِيْ لَيْلٰى مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ، أَوْشَيْءٌ رَوَاهُ كَعْبٌ۔ (مسند احمد: ١٨٣١٣)

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:: جب یہ آیت ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم آپ کیسے درود کیسے بھیجا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اس طرح کہا کرو: ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔'' وہ کہتے ہیں: ہم یہ درود پڑھتے وقت یہ الفاظ بھی کہہ دیتے تھے: ''وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ'' (اور ہم پر بھی ہو)۔ یزید راوی کہتا ہے: میں اس چیز کو نہ سمجھ سکا کہ یہ آخری الفاظ ابن ابی لیلی نے اپنی طرف سے زیادہ کیے ہیں یا سیدنا کعب نے ان کو باقاعدہ روایت کیا ہے۔

فوائد: ...... دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ''وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ'' کے الفاظ ابن ابی لیلی کی طرف سے کہے گئے ہیں۔

(١٨٠٦) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَلِمْنَاهُ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ فَقَالَ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ أَبْرَاهِيْمَ۔)) (مسند احمد: ١١٤٥٣)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہتے ہیں کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم یہ تو جانتے ہیں کہ آپ پر سلام کیسے بھیجا جائے، اب آپ پر درود بھیجنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اس طرح کہا کرو: ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مَحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ أَبْرَاهِيْمَ۔''

(١٨٠٥) تخريج: انظر الحديث: ٧٢٩، ٧٣٠ (انظر: ١٨١٣٣)

(١٨٠٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٧٩٨، ٦٣٥٨ (انظر: ١١٤٣٣)

(١٨٠٧) عَنْ بُرَيْدَةَ الْخُزَاعِيِّ ؓ قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔)) (مسند احمد: ٢٣٣٧٦)

سیدنا بریدہ خزاعی ؓ کہتے ہیں: ہم نے کہا: یا رسول اللہ! بلاشبہ ہم نے جان لیا ہے کہ ہم آپ پر سلام کیسے بھیجیں، اب ہم آپ پر درود کیسے پڑھا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس طرح پڑھا کرو: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ۔))

(١٨٠٨) عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔)) (مسند احمد: ١٣٩٦)

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ ؓ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر درود کیسے بھیجا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح کہو: ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔'' ۔

(١٨٠٩) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَارِجَةَ ؓ قَالَ: إِنِّيْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِنَفْسِيْ كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: ((صَلُّوْا وَاجْتَهِدُوْا، ثُمَّ قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔)) (مسند احمد: ١٧١٤)

سیدنا زید بن خارجہ ؓ کہتے ہیں: میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ پر درود کیسے بھیجا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(مجھ پر) درود پڑھو اور کوشش کرو، پھر کہو: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔''

(١٨٠٧) تخريج: اسناده ضعيف جدّا، ابوداود نفيع بن الحارث الاعمى متروك الحديث، وكذبه ابن معين۔ أخرجه أحمد بن منيع فى "مسنده" كما فى "أتحاف الخيرة": ٨٤٤٦، والخطيب البغدادى فى "تاريخ بغداد": ٨/ ١٤٢ (انظر: ٢٢٩٨٨)

(١٨٠٨) تخريج: اسناده قوى على شرط مسلم۔ أخرجه النسائى: ٣/ ٤٨ (انظر: ١٣٩٦)

(١٨٠٩) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه النسائى: ٣/ ٤٨، والبخارى فى "التاريخ الكبير" ٣/ ٣٨٣ (انظر: ١٧١٤)

فوائد: ......سنن نسائی (۱۲۹۲) میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ''صَلُّوْا عَلَيَّ وَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ، وقولوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ۔'' یعنی: ''مجھ پر درود بھیجو اور دعا میں کوشش کرو اور کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ۔'' دونوں روایات کو جمع کر کے درود کو مکمل کیا جائے، یعنی درود والے الفاظ نسائی کی روایت سے اور برکت والے الفاظ مسند احمد کی روایت سے لیے جائیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔﴾ (سورۂ احزاب: ۵۶)

یعنی: ''بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھی بھیجتے رہا کرو۔'' اگرچہ جمہور اہل علم نماز میں درود کے وجوب کے قائل نہیں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں درود وسلام کا حکم دیا ہے، جس کا کم از کم مصداق نماز ہے، جیسا کہ صحابہ کرام کے سوال سے بھی پتہ چلتا ہے، اس لیے محتاط بات یہ ہے کہ نماز میں درود پڑھنا واجب ہے، جبکہ اس حقیقت پر علمائے امت کا اجماع ہے کہ نماز کے علاوہ آپ ﷺ پر دورد بھیجنا واجب نہیں ہے۔

فَصْلٌ فِيْمَا يُسْتَدَلُّ بِهٖ عَلٰى تَفْسِيْرِ آلِ النَّبِيِّ ﷺ اَلْمُصَلّٰى عَلَيْهِمْ

فصل: نبی کریم ﷺ کی جس آل پر درود بھیجا جاتا ہے، اس کی تفسیر کا بیان

(۱۸۱۰) عَنِ ابْنِ طَاوُوْسٍ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔)) قَالَ ابْنُ طَاوُسٍ: وَكَانَ أَبِيْ يَقُوْلُ مِثْلَ ذَالِكَ۔ (مسند احمد: ۲۳۵۶۰)

ایک صحابی رسول سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اس طرح کہتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى أَهْلِ بَيْتِهِ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔'' ابن طاوس کہتے ہیں: میرا باپ بھی اسی طرح کہا کرتا تھا۔

(۱۸۱۰) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه عبد الرزاق فی ''مصنفه'': ۳۱۰۳، والطحاوی فی ''شرح مشكل الآثار'': ۲۲۳۹ (انظر: ۲۳۱۷۳)

(۱۸۱۱) عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَیْمٍ أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِی أَبُو حُمَیْدٍ السَّاعِدِیُّ أَنَّهُمْ قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّیَّتِهِ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ، وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّیَّتِهِ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔)) (مسند احمد: ۲۳۹۹۸)

سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح کہا کرو: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّیَّتِهِ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ، وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّیَّتِهِ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔"

فوائد: ...... درود کے الفاظ میں آپ ﷺ کی آل سے مراد کون لوگ ہیں؟ اس کے بارے میں درج ذیل تین اقوال پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) آپ ﷺ کی پوری امت　　(۲) بنو ہاشم اور بنو مطلب

(۳) آپ ﷺ کے اہل بیت اور اولاد

جس نے جس معنی کو راجح سمجھا، اس نے اس کے حق میں مختلف دلائل تو پیش کیے، لیکن ہمارا نظریہ یہ ہے کہ لفظ ''آل'' کا پہلا اطلاق تیسرے معنی پر ہی ہوتا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ جن روایات میں "وَآلِهِ" کی بجائے بخاری اور مسلم میں "وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّیَّتِهِ" کے الفاظ ہیں، ان سے آپ ﷺ کی آل کے افراد کی وضاحت ہو رہی ہے، تیسری بات یہ ہے کہ اسی معنی میں آپ ﷺ کی آل کی خاصیت اور امتیاز ہے۔

(۴) بَابُ التَّعَوُّذِ وَالدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ

نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کے بعد تعوذ اور دعا کا بیان

(۱۸۱۲) عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا فَرَغَ أَحَدُکُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْآخِرِ فَلْیَتَعَوَّذْ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ۔)) (مسند احمد: ۷۲۳۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آخری تشہد سے فارغ ہو تو وہ ان چار چیزوں سے پناہ مانگا کرے: جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، موت کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے شر سے۔''

(۱۸۱۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۶۹، ۶۳۶۰، ومسلم: ٤٠٧ (انظر: ۲۳۶۰۰)

(۱۸۱۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۵۸۸ (انظر: ۷۲۳۷)

فوائد: ...... "مَسِيح" کے مختلف معانی یہ ہیں: (۱) اس سے مراد "مَمْسُوْحُ الْعَيْن" ہے، یعنی جس کی ایک آنکھ مٹی ہوئی ہوگی۔ (۲) یہ فعیل بمعنی فاعل ہے، یعنی زمین کا سروے کرنے والا۔ (۳) اس سے مراد بھینگا ہے۔ "دَجَّال" کا مادہ "دجل" ہے، جس کے معانی ڈھانپنے کے ہیں، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ دجال اپنے باطل کے ذریعے حق پر پردہ ڈال دے گا۔

(۱۸۱۳) عَنِ ابْنِ طَاوُوْسٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ فِي الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ كَلِمَاتٍ كَانَ يُعَظِّمُهُنَّ جِدًّا، يَقُوْلُ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَاوَ الْمَمَاتِ، قَالَ: كَانَ يُعَظِّمُهُنَّ وَيَذْكُرُهُنَّ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲٦١٦٧)

جناب طاؤس نمازِ عشاء میں آخری تشہد کے بعد یہ کلمات پڑھتے تھے اور ان کو بہت عظیم سمجھتے تھے: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَاوَ الْمَمَاتِ۔" (میں جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور میں مسیح دجال کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور میں قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور میں زندگی و موت کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔) وہ ان کو عظیم سمجھتے تھے اور ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے ذکر کرتے تھے۔

(۱۸۱٤) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلَاةِ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔)) قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَمَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ

سیدنا عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو بتایا کہ نبی کریم ﷺ نماز میں یہ دعا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔" (اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں گناہ

(۱۸۱۳) تخریج: حدیث صحیح، لیکن عشاء کی نماز کی قید لگانا صحیح نہیں ہے۔ لم يسمع ابن جريج من ابن طاووس الا حديثا في محرم اصاب ذرات۔ أخرجه عبد الرزاق: ۳۰۸٦، وابن خزيمة: ۷۲۲ (انظر: ۲٥٦٤۸)

(۱۸۱٤) تخریج: أخرجه بتمامه و مختصرا البخارى: ۸۳۲، ۲۳۹۷، ومسلم: ٥۸۹ (انظر: ۲٤٥۷۸)

وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ۔)) (مسند احمد: ٢٥٠٨٥)

اور قرض سے)۔ کسی آدمی نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ آپ قرض سے بہت زیادہ پناہ مانگتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی مقروض ہوتا ہے تو بات کرتا ہے لیکن جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے لیکن اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔''

(١٨١٥) عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِرَجُلٍ: ((كَيْفَ تَقُوْلُ فِي الصَّلَاةِ؟)) قَالَ: أَتَشَهَّدُ ثُمَّ أَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ، أَمَا إِنِّيْ لَا أُحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ وَلَا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((حَوْلَهُمَا نُدَنْدِنُ۔)) (مسند احمد: ١٥٩٩٣)

ایک صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے پوچھا: ''تو نماز میں کیا کہتا ہے؟'' اس نے کہا: میں پہلے تشہد پڑھتا ہوں پھر اس طرح دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور آگ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ مجھ سے آپ اور معاذ کے گنگنانے کی طرح نہیں گنگنایا جا سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم بھی ان کے گرد ہی گنگناتے ہیں۔''

فوائد:...... ''دَنْدَنَه'' (گنگنانا) ایسے کلام کو کہتے ہیں، جس کو سمجھا نہ جا سکے، اس صحابی نے آپ ﷺ اور سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی دعاؤں کو ''دندنہ'' اس بنا پر کہا کہ وہ یا تو بدو ہونے کی وجہ سے ان کو نہ سمجھ سکا یا پھر نہ سمجھنے کی وجہ یہ ہے کہ سرّی آواز میں ان کو پڑھا جاتا تھا، معلوم ایسے ہوتا تھا کہ یہ صحابی سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے مقتدیوں میں سے تھا، تبھی تو ان کا بطورِ خاص ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم بھی ان کے گرد ہی گنگناتے ہیں۔'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہماری دعاؤں کا لب لباب بھی یہی ہوتا ہے کہ اچھی چیز کی طلب کا اور بری چیز سے بچنے کا سوال کیا جائے۔

(١٨١٦) عَنْ مِحْجَنِ بْنِ الْأَدْرَعِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدْ قَضٰى صَلَاتَهُ وَهُوَ يَتَشَهَّدُ وَهُوَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ يَا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ أَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ إِنَّكَ

سیدنا محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور دیکھا کہ ایک آدمی اپنی نماز پوری کر کے تشہد میں یہ دعا کر رہا ہے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ يَا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ أَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (اے اللہ! بیشک میں تجھ سے سوال کرتا

(١٨١٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابوداود: ٧٩٢، وابن ماجه: ٩١٠، ٣٨٤٧ (انظر: ١٥٨٩٨)

(١٨١٦) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود ٩٨٥ (انظر: ١٨٩٧٤)

أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ قَالَ: فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ غُفِرَ لَهُ، قَدْ غُفِرَ لَهُ، قَدْ غُفِرَ لَهُ۔)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (مسند احمد: ١٩١٨٣)

ہوں، اے اللہ! جو یکتا و یگانہ ہے، بے نیاز ہے، جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور کوئی بھی اس کا ہم سر نہیں ہے، یہ کہ تو میرے لیے میرے گناہ بخش دے، بیشک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اسے بخش دیا گیا ہے، بلاشبہ اسے بخش دیا گیا ہے۔ بلاشبہ اسے بخش دیا گیا ہے۔'' یعنی تین مرتبہ فرمایا۔

فوائد: ......آخری دو احادیث سے معلوم ہوا کہ تشہد میں کوئی بھی پسندیدہ دعا کی جا سکتی ہے، سابقہ ابواب میں بھی اس مسئلہ کی توضیح موجود ہے، مزید دعاؤں کا ذکر آنے والے دوسرے باب میں آئے گا۔

فَصْلٌ مِنْهُ فِيْ رَفْعِ الْأُصْبَعِ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ

فصل: نماز (کے تشہد میں) میں دعا کرتے وقت انگلی اٹھانا

(١٨١٧) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰی عَنْ أَبِيْهِ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ فَدَعَا وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ ثُمَّ كَانَ يُشِيْرُ بِإِصْبَعِهِ۔ (مسند احمد: ١٥٤٤٤)

سیدنا عبد الرحمن بن ابزی ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھ کر دعا کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی ران پر رکھتے، پھر انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے۔

(١٨١٨) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُشِيْرُ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّاحَةِ فِي الصَّلَاةِ۔ (مسند احمد: ١٥٤٤٢)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نماز میں انگشتِ شہادت کے ساتھ اشارہ کرتے تھے۔

(١٨١٩) عَنْ مَالِكِ بْنِ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ قَاعِدٌ فِي الصَّلَاةِ قَدْ وَضَعَ ذِرَاعَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى رَافِعًا بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ قَدْ حَنَاهَا

سیدنا نمیر خزاعی ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز میں بیٹھے ہوئے تھے اور دایاں بازو دائیں ران پر رکھا ہوا تھا اور انگشتِ شہادت کو اٹھا کر دعا کر رہے تھے، جبکہ اس انگلی کو کچھ جھکایا ہوا تھا۔

(١٨١٧) تخريج: حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف، وله شواهد (انظر: ١٥٣٦٨، ١٥٣٧٠)

(١٨١٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٨١٩) تخريج: حديث صحيح لغيره، دون قوله: قد حناها شيئا، وهذا اسناد ضعيف۔ مالك بن نمير الخزاعي البصري، قال الدارقطني: يعتبر به، وقال يحيىٰ القطان: لايعرف حاله، وقال الذهبي: لا يعرف۔ أخرجه ابوداود: ٩٩١، و النسائي: ٣/ ٣٩، وابن ماجه: ٩١١ (انظر: ١٥٨٦٦)

شَيْئًا وَهُوَ يَدْعُوْ۔ (مسند احمد: ۱۵۹٦٠)

(۱۸۲۰) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَدْعُوْ بِإِصْبَعَيْنِ فَقَالَ: ((أَحِّدْ يَاسَعْدُ!)) (مسند احمد: ۱۲۹۳۲)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ دو انگلیوں کے ساتھ دعا کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے سعد! ایک کے ساتھ دعا کرو۔''

فوائد: …… باب ''تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت، انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنے کا اور دوسرے امور کا بیان'' کے آخر میں دوران تشہد انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنے کے بارے میں مکمل تفصیل کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

بَابُ جَامِعِ اَدْعِيَةٍ مَنْصُوْصٍ عَلَيْهَا فِي الصَّلَاةِ
نماز میں جامع منقول دعاؤں کا بیان

(۱۸۲۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: عَلِّمْنِيْ دُعَاءً أَدْعُوْ بِهِ فِيْ صَلَاتِيْ، قَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا (وَفِيْ رِوَايَةٍ كَبِيْرًا بَدْلَ كَثِيْرًا) وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔)) (مسند احمد: ۲۸)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: مجھے کسی دعا کی تعلیم دیں تا کہ اسے نماز میں پڑھ سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دعا پڑھا کرو: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (اے اللہ! بلاشبہ میں نے اپنے نفس پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور تیرے علاوہ گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں ہے، سو تو مجھے بخش دے اپنی طرف سے بخش دینا اور مجھ پر رحم کر بلاشبہ تو ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے)۔''

(۱۸۲۲) عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ قَالَ: صَلّٰى بِنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ صَلَاةً فَأَوْجَزَ فِيْهَا فَأَنْكَرُوْا ذٰلِكَ، فَقَالَ: أَلَمْ أُتِمَّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ؟ قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: أَمَا إِنِّيْ دَعَوْتُ فِيْهَا

ابو مجلز کہتے ہیں: سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایک نماز پڑھائی، انھوں نے اس میں اختصار کیا، اس لیے لوگوں نے اس چیز کا انکار کیا، لیکن انھوں نے کہا: کیا میں نے رکوع وسجود کو پوری طرح ادا نہیں کیا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، پھر انھوں

(۱۸۲۰) تخريج: صحيح لغيره، وهذا الاسناد ضعيف لابهام الراوى عن انس (انظر: ۱۲۹۰۱)

(۱۸۲۱) تخريج: أخرجه البخارى: ۸۳٤، ٦۳۲٦، ومسلم: ۲۷۰۵ (انظر: ۸)

(۱۸۲۲) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه النسائى: ۳/ ۵۵ (انظر: ۱۸۳۲۵)

بِدُعَاءٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْ بِهِ: ((اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبِ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَحْيِنِيْ مَاعَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ، أَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَكَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا، وَالْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى، وَلَذَّةَ النَّظْرِ إِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَائِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَمِنْ فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ، اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْإِ يْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مَهْدِيِّيْنَ۔)) (مسند احمد: ١٨٥١٥)

نے کہا: میں نے تو اس نماز میں ایسی دعا کی ہے، جو رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے، وہ دعا یہ ہے: "اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبِ وَقُدْرَتِكَ .... وَالشَّهَادَةِ وَكَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا، وَالْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى، وَلَذَّةَ النَّظْرِ إِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَائِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَمِنْ فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ، اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْإِ يْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مَهْدِيِّيْنَ۔" (اے اللہ! میں تیرے علم غیب اور مخلوق پر تیری قدرت کی وجہ سے تجھ (سے سوال کرتا ہوں کہ) جب تک تو میرے لئے زندگی کو بہتر سمجھے مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے وفات بہتر ہو تو مجھے فوت کر دینا، میں تجھ سے خلوت اور جلوت (دونوں حالتوں میں) میں تیری خشیت کا، غصے اور خوشی میں کلمۂ حق کہنے کا، فقیری اور مالداری میں میانہ روی اختیار کرنے کا، تیرے چہرے کی طرف دیکھنے کی لذت کا اور تیری ملاقات کا شوق رکھنے کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں نقصان پہنچانے والی مصیبت سے اور گمراہ کرنے والے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ ہمیں ایمان کی زینت سے مزین کر دے اور ایسے رہنما بنا دے جو خود بھی ہدایت یافتہ ہوں)۔"

فوائد: ......حدیث مبارکہ کے ابتدائی حصے پر غور کریں، اگر رکوع وسجود مکمل ہوں تو قیام میں تخفیف کر لینے میں کوئی حرج نہیں، پھر سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے واضح کیا کہ ٹھیک ہے کہ اس نے لمبا قیام تو نہیں کیا، لیکن آپ ﷺ سے منقول ایسی دعا بھی تو کی ہے، جو بڑی خیر پر مشتمل ہے۔

(١٨٢٣) عَنْ زَاذَانَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ صَلَاةٍ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ۔)) قَالَ شُعْبَةُ: أَوْقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ

ایک انصاری صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو نماز میں یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ۔" (اے اللہ! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول کر، کیونکہ تو ہی توبہ

(١٨٢٣) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه النسائي: ١٠٣، وابن ابی شيبة: ١٠/ ٢٣٤ (انظر: ٢٣١٥٠)

اغْفِرْلِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ۔)) مِائَةَ مَرَّةٍ۔ (مسند احمد: ٢٣٥٣٧)

قبول کرنے والا بخشنے والا ہے۔'' آپ ﷺ نے سو دفعہ یہ دعا پڑھی۔

فوائد: ...... ہمیں بھی اپنی نمازوں کا جائزہ لینا چاہیے۔ ہماری جلد بازی اور دین میں عدم دلچسپی نے ہمیں بہت نقصان دیا ہے۔

(١٨٢٤) عَنْ أَبِي السَّلِيْلِ عَنْ عَجُوْزٍ مِنْ بَنِي نُمَيْرٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ وَوَجْهُهُ إِلَى الْبَيْتِ، قَالَتْ فَحَفِظْتُ مِنْهُ: ((رَبِّ اغْفِرْلِي خَطَايَايَ وَجَهْلِي۔)) (مسند احمد: ٢٢٦٨١)

بنو نمیر کی ایک بڑھیا نے نبی کریم ﷺ سے سنا، جبکہ آپ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور آپ کا چہرہ بیت اللہ کی طرف تھا، اور آپ ﷺ سے یہ دعا یاد کی: ''رَبِّ اغْفِرْلِي خَطَايَايَ وَجَهْلِي۔'' (اے میرے رب! میرے لیے میری خطائیں اور میرے جہالت والے امور معاف کر دے۔)''

(١٨٢٥) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ؓ قَالَ: لَقِيَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَامُعَاذُ! إِنِّي لَأُحِبُّكَ۔)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَأَنَا وَاللّٰهِ أُحِبُّكَ، قَالَ: ((فَإِنِّي أُوْصِيْكَ بِكَلِمَاتٍ تَقُوْلُهُنَّ فِي كُلِّ صَلَاةٍ: اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔)) (مسند احمد: ٢٢٤٧٧)

سیدنا معاذ بن جبل ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مجھے ملے اور فرمایا: ''اے معاذ! بلاشبہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔'' میں نے جواباً کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے چند کلمات کی وصیت کرتا ہوں، تو نے ہر نماز میں ان کو پڑھنا ہے، وہ یہ ہیں: اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔ (اے اللہ! اپنا ذکر، شکر اور اچھی عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔)''

فوائد: ...... عام طور پر چھوٹے کتابچوں میں اس دعا کو نماز کے بعد والے اذکار میں ذکر کیا جاتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کے بعض طرق سے ثابت ہوتا ہے کہ سلام سے پہلے کی دعا ہے، جیسا کہ اس حدیث کے الفاظ سے بھی ثابت ہو رہا ہے۔ جن روایات میں صرف ''دبر الصلوۃ'' کے الفاظ ہیں، صرف ان کو دیکھ کر یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ یہ دعا سلام کے بعد پڑھی جائے اور دوسرے طرق والے ''فی کل صلاۃ'' کے واضح الفاظ نہیں دیکھے گئے، جن سے یہ فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ یہ دعا سلام سے پہلے پڑھی جائے۔ جبکہ ''دبر الصلاۃ'' کے الفاظ میں بھی یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ اس سے مراد نماز سے خارج ہونے سے پہلے کہنا ہے۔ یہ مسنون دعائیں ہیں، دیگر احادیث سے بھی بعض دعائیں ثابت ہیں، ان کے علاوہ نمازی کوئی پسندیدہ دعا بھی کر سکتا ہے، جیسا کہ پہلے اس کا بیان ہو چکا ہے۔

(١٨٢٤) تخريج: حديث صحيح لغيره، وهذا اسناد منقطع، ابو السليل ضريب لم يسمع من احد الصحابة (انظر: ١٦٥٥٥)

(١٨٢٥) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٥٢٢، والنسائي: ٣/ ٥٣ (انظر: ٢٢١١٩)

اَبْوَابُ الْخُرُوْجِ مِنَ الصَّلاۃِ بِالسَّلامِ وَمَا يَتْبَعُ ذٰلِكَ

سلام کے ساتھ نماز سے خارج ہونے اور اس کے متعلقات کا بیان

(۱) بَابُ كَيْفِيَّةِ السَّلامِ وَلَفْظِهِ وَاَنَّهُ مَرَّتَانِ

سلام کی کیفیت، اس کے الفاظ اور اس کے دو مرتبہ ہونے کا بیان

(۱۸۲۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ وَقِيَامٍ وَقُعُوْدٍ وَيُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدَّيْهِ أَوْخَدِّهِ، وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۳۶٦۰)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے آپ نیچے جاتے، اوپر ہوتے، کھڑے ہوتے اور بیٹھتے وقت تکبیر کہتے تھے اور دائیں بائیں اس طرح سلام پھیرتے تھے کہ رخساروں کی سفیدی نظر آجاتی تھی، پھر میں نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو بھی ایسے کرتے دیکھا۔

(۱۸۲۷) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِ خَدِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَسْلِيْمَتِهِ الْيُسْرٰى۔ (مسند احمد: ٤٤٣٢)

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے رخسار کی سفیدی کی طرف دیکھ رہا ہوں، جبکہ آپ بائیں طرف سلام پھیر رہے ہوتے۔

(۱۸۲۸) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ دائیں اور بائیں طرف یہ کہتے ہوئے سلام پھیرتے تھے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

(۱۸۲٦) تخریج: صحیح، وھذا اسناد ضعیف، زھیر سمع من ابی اسحاق بعد اختلاطه، لکنه متابع۔ أخرجه النسائی: ۲/ ۲۰۵، والترمذی: ۲۵۳ (۳٦٦۰)

(۱۸۲۷) تخریج: صحیح، وھذا اسناد ضعیف، مغیرہ بن مقسم الضبی ضعیف فی حدیثه عن ابراھیم النخعی اذا عنعن ولم یصرح بالسماع، وانظر الحدیث بالطریق الاول (انظر: ٤٤۳۲)

(۱۸۲۸) تخریج: حدیث صحیح، وھذا اسناد ضعیف لضعف ابن لھیعة، وانظر: ۷۵۱ (انظر: ۳۹۲۳)

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، حَتّٰى يُرٰى أَوْ نَرٰى بَيَاضَ خَدَّيْهِ۔ (مسند احمد: ٣٩٣٣)

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، (آپ ﷺ اتنا چہرہ پھیرتے کہ) رخساروں کی سفیدی نظر آ جاتی۔

(١٨٢٩) عَنْ وَاسِعٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ كُلَّمَا وَضَعَ وَكُلَّمَا رَفَعَ، ثُمَّ يَقُوْلُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى يَمِيْنِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَلٰى يَسَارِهِ۔ (مسند احمد: ٦٣٩٧)

جناب واسع نے جب سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: آپ جب بھی نیچے جاتے اور اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے، پھر دائیں طرف اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اور بائیں طرف اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہتے۔

فوائد:......اس حدیث سے پتہ چلا کہ بائیں طرف صرف اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہنا بھی درست ہے۔

(١٨٣٠) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَأَبُو سَعِيْدٍ قَالَا ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ۔ (مسند احمد: ١٤٨٤)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ دائیں طرف سلام پھیرتے تو آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آ جاتی، اسی طرح جب بائیں طرف سلام پھیرتے تو رخسار کی سفیدی نظر آ جاتی۔

(١٨٣١) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ٢٣٢٥٢)

سیدنا سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی روایت بیان کی ہے۔

(١٨٣٢) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَ

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح

(١٨٢٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه النسائى: ٣/ ٦٢ (انظر: ٦٣٩٧)

(١٨٣٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٨٢ (انظر: ١٤٨٤)

(١٨٣١) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢٢٨٦٤)

(١٨٣٢) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ٢٩٨، والطيالسى: ١٠٢١، والطبرانى فى "الكبير": ٢٢/ ١٠٤، والبيهقى: ٢/ ٢٦ (انظر: ١٨٨٥٣)

مِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ۱۹۰۵۹)

کی حدیث بیان کی ہے۔

(۱۸۳۳) عَنْ عَدِيِّ بْنِ عُمَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَجَدَ، يُرٰى بَيَاضُ إِبْطِهِ، ثُمَّ إِذَا سَلَّمَ أَقْبَلَ بِوَجْهِهِ عَنْ يَمِينِهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ، ثُمَّ يُسَلِّمُ عَنْ يَسَارِهِ وَيُقْبِلُ بِوَجْهِهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ عَنْ يَسَارِهِ۔ (مسند احمد: ۱۷۸۷۸)

سیدہ عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو آپ کی بغل کی سفیدی نظر آ جاتی، اسی طرح جب سلام پھیرتے تو اپنے چہرے کو دائیں طرف اس قدر متوجہ کرتے کہ رخسار کی سفیدی نظر آ جاتی، پھر جب بائیں طرف سلام پھیرتے تو اپنے چہرے کو اتنا پھیرتے کہ بائیں طرف سے چہرے کی سفیدی نظر آ جاتی۔

فوائد: ......ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ سلام کے الفاظ کے دو طریقے ہیں: (۱) دونوں طرف اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہنا اور (۲) دائیں طرف تو یہی الفاظ کہنا، لیکن بائیں طرف صرف اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہنا۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ دائیں بائیں سلام پھیرتے وقت چہرے کو مکمل طور پر دائیں بائیں پھیرنا چاہیے۔ الفاظ کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ دائیں طرف چہرہ پھیرتے ہوئے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه" کہا جائے اور بائیں طرف "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ"۔ (ابوداود: ۹۹۷) صرف ایک طرف سلام پھیرنا بھی درست ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ وتر میں ایک ہی سلام پر اکتفا کیا۔ (صحیح مسلم: ۷۴۶) صرف ایک سلام پھیرتے وقت چہرے کو معمولی سا دائیں طرف پھیرا جائے گا۔ (جامع ترمذی: ۲۹۶) نماز سے خارج ہونے کے لیے سلام ہی پھیرنا چاہیے، مذکورہ بالا دلائل میں آپ ﷺ کا یہی عمل پیش کیا گیا ہے، نیز سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں صرف یہی کافی ہے کہ اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر رکھو اور اپنے دائیں بائیں والے بھائیوں پر سلام (یعنی اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ) کہو۔'' (صحیح مسلم: ۴۳۱) امام نووی نے کہا: ''جان لو! سلام نماز کے ارکان میں سے ایک رکن اور فرضوں میں سے ایک فرض ہے، اس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہے، یہ مذہب جمہور علماء صحابہ، تابعین اور ان کے بعد آنے والے لوگوں کا ہے۔'' (شرح النووی: ۵/۸۳) اٹھارہ (۱۸) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کا یہ مبارک فعل روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نماز سے خارج ہونے کیلئے سلام کہتے تھے۔ نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ)) یعنی ''تم نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔'' (صحیح بخاری: ۶۳۱)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ

(۱۸۳۳) تخريج: صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف ابن حريز۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ۱۷/ ۲۶۳، وابن خزيمة: ۶۵۰ مختصرا بشطره الاول (انظر: ۱۷۷۲۶)

وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ (وَفِيْ لَفْظٍ) مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الْوُضُوْءُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ۔))

یعنی: ''نماز کی چابی وضو ہے اور اس کی تحریم اللہ اکبر ہی ہے اور اس کی تحلیل سلام ہی ہے۔'' (ابوداود: ٦١، ٦١٨، ابن ماجه: ٢٧٥، الترمذی: ٣، مسند احمد: ١٠٠٦، ١٠٧٢) ''تحریم'' سے مراد یہ ہے کہ وہ تمام امور حرام ہو جاتے ہیں، جو نماز کے اندر ناجائز ہیں، اور ''تحلیل'' سے مطلب یہ ہے کہ جو امور نماز کی وجہ سے حرام ہو گئے تھے، وہ حلال ہو گئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں داخل ہونے کے لیے صرف اللہ اکبر کہا جائے گا اور نماز سے خارج ہونے کے لیے صرف سلام کہا جائے گا۔ چونکہ حدیثِ مبارکہ میں مذکورہ آخری دو جملوں میں خبر مقدم اور مبتدا مؤخر ہے، اس لیے معنی میں حصر پیدا ہو گیا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں نماز سے خارج ہونے کے لیے سلام کا اہتمام کیا، اسی کا حکم دیا اور اسی کا پابند رہنے کی تلقین کی، لہٰذا ہمیں بھی اسی پر عمل کرنا چاہیے۔ لیکن احناف کا مسلک یہ ہے کہ نمازی نماز کے منافی کوئی حرکت کر کے نماز مکمل کر سکتا ہے، سلام پھیرنا ضروری نہیں، جیسے کلام کر کے، جان بوجھ کر وضو توڑ کر، کھڑے ہو کر وغیرہ وغیرہ۔ اگر مذکورہ بالا احادیث ذہن نشین کر لی جائیں تو اس قسم کی رائے کے سوچنے کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔

(۲) بَابُ حَذْفِ السَّلَامِ وَكَرَاهَةِ الْإِشَارَةِ بِالْيَدِ مَعَهُ

سلام کی تخفیف کا اور اس کے ساتھ ہاتھ کے اشارے کی کراہیت کا بیان

(١٨٣٤) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سلام کی تخفیف سنت ہے۔''

(مسند احمد: ١٠٨٩٨)

فوائد: ...... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ سلام کے الفاظ کو لمبا کر کے ادا نہ کیا جائے، بلکہ امام کو چاہیے کہ وہ مناسب جلدی کے ساتھ سلام کہہ دے۔ اہل علم نے اسی صورت کو مستحب سمجھا ہے۔

(١٨٣٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا وَرَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِأَيْدِيْنَا يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْمُوْنَ بِأَيْدِيْهِمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ الْخَيْلِ الشُّمْسِ أَلَا يَسْكُنُ

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھتے تو ہاتھوں کے ساتھ دائیں بائیں اشارہ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے جو نماز میں اپنے ہاتھوں کے ساتھ یوں اشارہ کرتے ہیں جیسے وہ سرکش

(١٨٣٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف قرة بن عبد الرحمن۔ أخرجه ابوداود: ١٠٠٤، وبأثره: قال عيسى: نهانى ابن المبارك عن رفع هذ الحديث، وأخرجه مرفوعا ابن خزيمة: ٧٣٤، والحاكم: ١/ ٢٣١ (انظر: ١٠٨٨٥)

(١٨٣٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٣١ (انظر: ٢٠٨٠٦)

أَحَدُكُمْ وَيُشِيرُ بِيَدِهِ عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَى صَاحِبِهِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ۔)) (مسند احمد: ٢١٠٩١)

گھوڑوں کی دمیں ہیں، کیا تم میں سے ہر ایک کو یہ صورت کفایت نہیں کرتی کہ اپنا ہاتھ ران پر ہی رکھے اور دائیں بائیں سلام پھیر دے۔''

(١٨٣٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: كُنَّا نَنُوْلُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَلَّمْنَا: اَلسَّلَامَ عَلَيْكُمْ يُشِيرُ أَحَدُنَا بِيَدِهِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَالُ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ بِأَيْدِيْهِمْ فِي الصَّلَاةِ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ الْخَيْلِ الشُّمْسِ، أَلَا يَكْفِيْ أَحَدَكُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ۔)) (مسند احمد: ٢١٢٨١)

(دوسری سند) انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں جب سلام پھیرتے تو اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہتے اور ہم میں سے ہر کوئی اپنے ہاتھ سے دائیں اور بائیں اشارہ بھی کرتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے جو نماز میں اپنے ہاتھوں سے یوں اشارہ کرتے ہیں جیسے وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں، کیا تم میں سے ایک فرد کو اتنا کافی نہیں ہے کہ وہ اپنا ہاتھ ران پر ہی رکھے اور پھر دائیں بائیں سلام پھیر دے۔''

فوائد: ...... حدیثِ مبارکہ کا مفہوم واضح ہے اور ہمارے ہاں اسی سنت کے مطابق سلام پھیرا جاتا ہے۔ ایک تنبیہ ضروری ہے کہ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی اس موضوع سے متعلقہ مختصر روایت سے احناف نے یہ استدلال کشید کرنے کی کوشش کی ہے کہ رکوع والے رفع الیدین سے منع کیا جا رہا ہے، لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ ان کا یہ استدلال انتہائی کمزور ہے، کیونکہ تفصیلی روایت میں سلام کے وقت اشارہ کرنے کی وضاحت موجود ہے۔

(٣) بَابُ مَاجَاءَ فِيْ كَوْنِ السَّلَامِ فَرِيْضَةً وَالْإِجْتِزَاءِ بِتَسْلِيْمَةٍ وَاحِدَةٍ
سلام کے فرض ہونے اور ایک سلام کے کافی ہونے کے متعلق بیان

(١٨٣٧) عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ۔)) (مسند احمد: ١٠٧٢)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کی چابی وضو ہے اور اس کی تحریم اللہ اکبر ہی ہے اور اس کی تحلیل سلام ہی ہے۔''

(١٨٣٨) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها فِي صِفَةِ صَلَاةِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز بیان کرتی

(١٨٣٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢٠٩٧٢)

(١٨٣٧) تخريج: اسناده حسن ٠٠٠٠٠ أخرجه ابوداود: ٦١، ٦١٨، والترمذي: ٣، وابن ماجه: ٢٧٥ (انظر: ١٠٠٦، ١٠٧٢)

(١٨٣٨) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٣٤٦، ١٣٤٧، وأخرجه مختصرا: ٥٦، ١٣٤٩ (انظر: ٢٥٩٨٧، ٢٥٩٨٨)

رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بِاللَّیْلِ قَالَتْ: ثُمَّ یَجْلِسُ فَیَتَشَھَّدُ وَیَدْعُوْ ثُمَّ یُسَلِّمُ تَسْلِیْمَۃً وَاحِدَۃً، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَرْفَعُ بِھَا صَوْتَہُ یُوْقِظُنَا۔ (مسند احمد: ٢٦٥١٥)

ہوئی کہتی ہیں: پھر آپ ﷺ بیٹھ کر تشہد پڑھتے اور دعا کرتے اور پھر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہہ کر ایک سلام پھیرتے اور آواز کو اتنا بلند کرتے کہ ہمیں جگا دیتے۔

فوائد:...... ان دونوں مسائل پر گزشتہ سے پیوستہ باب میں بحث کی جا چکی ہے۔

(۴) بَابُ مِقْدَارِ مَکْثِ الْإِمَامِ عَقْبَ الصَّلَاۃِ وَجَوَازِ انْحِرَافِہٖ عَنِ الْیَمِیْنِ أَوِ الشِّمَالِ

نماز کے بعد امام کے ٹھہرنے کی مقدار کا اور اس کے دائیں یا بائیں طرف پھرنے کے جواز کا بیان

(١٨٣٩) عَنْ عَائِشَۃَ ؓ قَالَتْ: مَا کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَجْلِسُ بَعْدَ صَلَاتِہٖ إِلَّا قَدْرَ مَا یَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ۔)) (مسند احمد: ٢٦٥٠٦)

سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ اپنی نماز کے بعد یہ دعا پڑھنے کے بقدر ٹھہرتے تھے: "اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ۔" (اے اللہ! تو "السلام" ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے، اے جلال و اکرام والے تو بڑا ہی بابرکت ہے۔)

فوائد:...... اس حدیث کے دو مفہوم ممکن ہیں: (۱) بیٹھنے سے مراد قبلہ رخ ہو کر بیٹھنا ہے، یعنی آپ ﷺ قبلہ رخ ہی رہ کر یہ دعا پڑھتے، پھر دائیں، بائیں یا لوگوں کی طرف پھر جاتے اور دوسرے اذکار کرتے اور (۲) یہ معنی بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ بسا اوقات نماز کے بعد اتنی دیر ہی بیٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہوں۔ بہرحال فرضی نماز کے بعد مسنون اذکار کا اہتمام انتہائی اہم عمل ہے، اگرچہ ان کے لیے اسی مقام پر بیٹھا رہنا شرط نہیں ہے، بلکہ کھڑے ہو کر سنتوں یا کسی دوسرے کام میں مصروف ہو جانا بھی درست ہے۔

(١٨٤٠) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ النَّخْعِیِّ عَنْ أَبِیْہِ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا یَسْأَلُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ عَنِ انْصِرَافِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنْ صَلَاتِہٖ عَنْ یَمِیْنِہٖ کَانَ یَنْصَرِفُ أَوْ عَنْ یَسَارِہٖ؟ قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَنْصَرِفُ حَیْثُ أَرَادَ، کَانَ أَکْثَرُ انْصِرَافِ

اسود نخعی کہتے ہیں: میں نے ایک آدمی کو سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے رسول اللہ ﷺ کے اپنی نماز سے پھرنے کے بارے میں سوال کرتے ہوئے سنا کہ آپ دائیں طرف پھرتے تھے یا بائیں طرف؟ انھوں نے جواباً کہا: رسول اللہ ﷺ جدھر چاہتے پھر جاتے تھے، لیکن آپ ﷺ کا اکثر پھرنا اپنی بائیں طرف اپنے حجرے کی طرف ہوتا تھا۔ ایک روایت میں ہے: عام طور پر آپ ﷺ کا نماز سے پھرنا

(١٨٣٩) تخریج: أخرجه مسلم: ٥٩٢ (انظر: ٢٤٣٣٨، ٢٥٩٧٩)

(١٨٤٠) تخریج: صحیح۔ أخرجه ابن حبان: ١٩٩٩ (انظر: ٣٨٧٢) وانظر الحدیث بالطریق الثانی

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ صَلَاتِهِ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ إِلٰى حُجْرَتِهِ (وَفِيْ لَفْظٍ) كَانَ عَامَّةُ مَا يَنْصَرِفُ مِنَ الصَّلَاةِ عَلٰى يَسَارِهِ إِلَى الْحُجُرَاتِ۔ (مسند احمد: ٤٣٨٣)

بائیں طرف حجروں کی طرف ہوتا ہے۔

(١٨٤١) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: لَا يَجْعَلْ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ مِنْ نَفْسِهِ جُزْءًا لَا يَرٰى إِلَّا أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِيْنِهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّ أَكْثَرَ انْصِرَافِهِ لَعَلٰى يَسَارِهِ۔ (مسند احمد: ٣٦٣١)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کوئی آدمی شیطان کے لئے اپنے نفس میں سے کوئی حصہ نہ بنائے کہ وہ یہ خیال کرنے لگے کہ اس پر حق ہے کہ وہ نماز سے صرف دائیں جانب پھرے گا، جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کا اکثر پھرنا بائیں جانب ہوتا تھا۔

فوائد: ......سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے قول سے پتہ چل رہا ہے کہ اگر کسی مسئلے میں آپ ﷺ سے ایک سے زیادہ طریقے منقول ہوں تو کسی شخص کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی ایک کو اپنے اوپر لازم کر دے اور دوسرے کو چھوڑ دے۔

(١٨٤٢) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَحَافِيًا وَمُنْتَعِلًا (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ) وَيَنْفَتِلُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَيَسَارِهِ۔ (مسند احمد: ٧٣٧٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، ننگے پاؤں اور جوتا پہن کر تمام طریقوں سے نماز پڑھتے تھے، ایک روایت میں ہے: اور نماز کے بعد دائیں بائیں دونوں طرف پھرتے تھے۔

فوائد: ......"آپ ﷺ کا کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر نماز پڑھنا" اس صورت کو نفلی نماز پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ آپ ﷺ کو بیٹھ کر نفلی نماز ادا کرنے پر بھی پورا ثواب ملتا تھا۔ اگر فرضی نماز کو اس حدیث کا مصداق بنائیں تو بیٹھنا عذر کی بنا پر ہوگا، جیسا کہ دوسری احادیث میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے عذر کی بنا پر فرضی نماز بھی بیٹھ کر پڑھی ہے۔

(١٨٤٣) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ يَنْفَتِلُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ،

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ دائیں اور بائیں دونوں طرف پھرتے تھے، اور

(١٨٤١) تخريج: أخرجه مسلم: ٧٠٧ (انظر: ٣٦٣١)

(١٨٤٢) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الحميدى: ٩٩٧، والبيهقى: ٢/ ٢٩٥ (انظر: ٧٣٨٤)

(١٨٤٣) تخريج: صحيح لغيره۔ هذا الحديث هو ثلاثة احاديث: أما الحديث الاول وهو: رأيت رسول الله ﷺ يصلى ينفتل عن يمينه وعن شماله۔ فأخرجه ابن ماجه: ٩٣١۔ والحديث الثانى وهو قوله: رأيته يصلى حافيا ومنتعلا۔ فأخرجه ابوداود: ٦٥٣، وابن ماجه: ١٠٣٨۔ والحديث الثالث وهو: رأيته يشرب قائما وقاعدا۔ فأخرجه الترمذى: ١٨٨٣ (انظر: ٦٦٢٧، ٧٠٢١)

وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي حَافِيًا وَمُنْتَعِلًا، وَرَأَيْتُهُ يَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا۔ (مسند احمد: ٦٦٢٧)

میں نے دیکھا کہ آپ جوتے پہن کر بھی اور ننگے پاؤں بھی نماز پڑھتے تھے، نیز میں نے آپ ﷺ کو کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر پانی پیتے ہوئے دیکھا۔

(١٨٤٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الصَّلَاةِ عَنْ يَمِيْنِهِ۔ (مسند احمد: ١٢٣٨٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز سے اپنی دائیں طرف پھرے۔

فوائد: …… صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: سدی کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد کس سمت کی طرف پھروں۔ انھوں نے کہا: میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ زیادہ تر دائیں جانب پھرتے تھے۔ جبکہ اوپر سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزرا ہے کہ آپ ﷺ زیادہ تر بائیں جانب پھرتے تھے۔ جمع و تطبیق کی یہ صورت ہوگی کہ آپ ﷺ کبھی دائیں جانب پھرتے اور کبھی بائیں جانب، ہر ایک راوی نے اپنے مشاہدے کے مطابق جس عمل کو زیادہ پایا، اسے بیان کر دیا، ان میں سرے سے کوئی تضاد نہیں ہے۔

(٥) بَابُ اِسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ النَّاسَ بِوَجْهِهِ عَقْبَ السَّلَامِ وَتَبَرُّكِ الصَّحَابَةِ بِالنَّبِيِّ ﷺ

سلام کے بعد امام کا لوگوں کی طرف رخ کرنا اور صحابہ کا نبی کریم ﷺ سے برکت حاصل کرنا

(١٨٤٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ قَالَ: فَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ اَوِ الْفَجْرِ، قَالَ: ثُمَّ انْحَرَفَ جَالِسًا وَ اسْتَقْبَلَ النَّاسَ بِوَجْهِهِ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَ النَّاسِ فَذَكَرَ قِصَّتَهُمَا قَالَ وَنَهَضَ النَّاسُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَهَضْتُ مَعَهُمْ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ أَشَبُّ الرِّجَالِ وَأَجْلَدُهُ، قَالَ: فَمَا زِلْتُ أَزْحَمُ النَّاسَ

سیدنا یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع والا حج ادا کیا، آپ ﷺ نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی، پھر آپ ﷺ بیٹھے ہوئے ہی پھرے اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگوں کے پیچھے دو ایسے آدمی ہیں، جنھوں نے نماز نہیں پڑھی، راوی نے ان کا سارا قصہ بیان کیا، لوگ اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف آنے لگے، میں بھی ان کے ساتھ اٹھ پڑا، جبکہ میں اس وقت لوگوں میں سب سے زیادہ جوان اور طاقتور تھا، اس لیے میں لوگوں میں گھستا چلا گیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا، میں نے آپ ﷺ کا

(١٨٤٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٧٠٨ (انظر: ١٣٩٨٥)

(١٨٤٥) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٥٧٥، ٥٧٦ (انظر: ١٧٤٧٦، ١٧٤٧٧)

حَتّٰی وَصَلْتُ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَوَضَعْتُهَا إِمَّا عَلٰی وَجْهِي أَوْصَدْرِي، قَالَ: فَمَا وَجَدْتُ شَيْئًا أَطْيَبَ وَلَا أَبْرَدَ مِنْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ۔ (مسند احمد: ۱۷٦۱۵)

ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اپنے چہرے یا سینے پر رکھ لیا، میں نے کوئی ایسی چیز نہیں پائی جو سب سے زیادہ عمدگی اور ٹھنڈک والی ہو، رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کی بہ نسبت، اس وقت آپ ﷺ مسجد خیف میں تھے۔

(۱۸٤٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: ثُمَّ ثَارَ النَّاسُ يَأْخُذُوْنَ بِيَدِهِ يَمْسَحُوْنَ بِهَا وُجُوْهَهُمْ، قَالَ: فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَمَسَحْتُ بِهَا وَجْهِي فَوَجَدْتُهَا أَبْرَدَ مِنَ الثَّلْجِ وَأَطْيَبَ رِيْحًا مِّنَ الْمِسْكِ۔ (مسند احمد: ۱۷٦۱۷)

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: پھر لوگ اٹھ پڑے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے چہروں پر ملنے لگے، میں نے بھی آپ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے چہرے سے لگایا اور محسوس کیا کہ وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور خوشبو کے لحاظ سے کستوری سے زیادہ عمدہ ہے۔

(۱۸٤۷) عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ ؓ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْهَاجِرَةِ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَكَانَ يَمُرُّ مِنْ وَرَائِهَا الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ ثُمَّ قَامَ النَّاسُ فَجَعَلُوْا يَأْخُذُوْنَ يَدَهُ فَيَمْسَحُوْنَ بِهَا وُجُوْهَهُمْ، قَالَ: فَأَخَذْتُ يَدَهُ فَوَضَعْتُهَا عَلٰی وَجْهِي فَإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَأَطْيَبُ رِيْحًا مِنَ الْمِسْكِ۔ (مسند احمد: ۱۸۹۷٤)

سیدنا ابو جحیفہ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت بطحاء کی طرف نکلے، وضو کیا اور دو رکعت نمازِ ظہر اور دو رکعت نمازِ عصر ادا کی، جبکہ آپ ﷺ کے سامنے ایک برچھی (بطورِ سترہ) تھی اور اس کے پیچھے سے عورتیں اور گدھے گزرتے رہے، پھر لوگ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے چہروں سے ملنے لگے۔ میں نے بھی آپ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے چہرے پر رکھا (اور محسوس کیا کہ) وہ تو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور خوشبو کے لحاظ سے کستوری سے زیادہ عمدہ تھا۔

فوائد: ......ان دو ابواب کی احادیث سے ثابت ہوا کہ نماز سے فراغت کے بعد امام کے پھرنے کے تین طریقے مشروع ہیں، دائیں طرف، بائیں طرف اور لوگوں کی طرف۔ آج کل کئی لوگوں کو نہ صرف ایک طریقے پر پابند پایا گیا ہے، بلکہ وہ دوسرے طریقوں کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔

(۱۸٤٦) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه الدارمي: ۱۳٦۷، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۱۷٤۷۸)

(۱۸٤۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۵۵۳، ومسلم: ۵۰۳ (انظر: ۱۸۷٦۷)

(٦) بَابُ مَكْثِ الْإِمَامِ بِالرِّجَالِ قَلِيْلاً لِتَخْرُجَ النِّسَاءُ وَالْفَصْلِ بَيْنَ الْفَرْضِ وَالنَّافِلَةِ بِخُرُوْجٍ أَوْ كَلَامٍ أَوْ اِنْتِقَالٍ

امام کا مردوں کے ساتھ تھوڑی دیر تک ٹھہرنا تا کہ عورتیں نکل جائیں اور فرضی اور نفلی نمازوں کے درمیان باہر جانے یا کلام کرنے یا جگہ بدلنے کے ساتھ فاصلہ کرنا

(١٨٤٨) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِيْنَ يَقْضِي تَسْلِيْمَهُ وَيَمْكُثُ فِي مَكَانِهِ يَسِيْرًا قَبْلَ أَنْ يَقُوْمَ۔ (مسند احمد: ٢٧٠٧٦)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تھے تو آپ ﷺ کے سلام پھیرتے ہی عورتیں اٹھ کر چلی جاتیں اور آپ ﷺ اٹھنے سے پہلے اپنی جگہ میں تھوڑی دیر ٹھہرے رہتے۔

(١٨٤٩) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ النِّسَاءَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَثَبَتَ مَنْ صَلّٰى مِنَ الرِّجَالِ مَاشَاءَ اللّٰهُ، فَإِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ الرِّجَالُ۔ (مسند احمد: ٢٧٢٢٣)

(دوسری سند) عہد نبوی میں جب آپ ﷺ فرضی نماز سے سلام پھیرتے تو عورتیں کھڑی ہو کر چلی جاتیں اور رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے والے مرد بیٹھے رہتے، جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا، پھر جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے تو مرد بھی اٹھ جاتے تھے۔

(١٨٥٠) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ الْجُمْعَةَ فِي الْمَقْصُوْرَةِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ، إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمْعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتّٰى تَتَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ، فَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِذٰلِكَ، لَا تُوْصِلْ صَلَاةً بِصَلَاةٍ حَتّٰى تَخْرُجَ أَوْتَتَكَلَّمَ۔ (مسند احمد: ١٦٩٩١)

سائب بن یزید کہتے ہیں: میں نے سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز جمعہ مقصورہ میں ادا کی، جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں اپنی جگہ میں ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا، جب وہ (اپنی منزل میں) داخل ہوئے تو مجھے بلا بھیجا، جب میں ان کے پاس گیا تو انھوں نے کہا: تو نے جو کچھ آج کیا، آئندہ اس طرح نہ کرنا، جب تو جمعہ کی نماز ادا کر لے تو اس کے ساتھ یعنی اس کے بعد کوئی نماز نہ پڑھ، جب تک تو کلام کر لے یا وہاں سے نکل جائے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے یہی حکم دیا ہے کہ تو کسی (فرضی) نماز کے ساتھ کوئی نماز نہ ملا،

(١٨٤٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٨٣٧، ٨٤٩، ٨٧٠ (انظر: ٢٦٥٤١)

(١٨٤٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٨٦٦، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢٦٦٨٨)

(١٨٥٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٨٨٣ (انظر: ١٦٨٦٦)

حتی کہ تو وہاں سے نکل جائے یا کلام کر لے۔

(۱۸۵۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ إِذَا صَلَّى أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْيَتَأَخَّرَ أَوْ عَنْ يَمِيْنِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ۔)) (مسند احمد: ۹۴۹۲)

سیدنا ابوہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس سے عاجز آ گئے ہو کہ (فرضی) نماز پڑھنے کے بعد آگے یا پیچھے یا دائیں یا بائیں ہو جاؤ (اور پھر اگلی نماز پڑھو)۔''

فوائد:......اس مسئلہ سے متعلقہ مزید احادیث یہ ہیں: سیدنا مغیرہ بن شعبہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يُصَلِّيْ الْإِمَامُ فِيْ مَقَامِهِ الَّذِيْ صَلَّى فِيْهِ الْمَكْتُوْبَةَ حَتّٰى يَتَنَحّٰى عَنْهُ۔)) یعنی: ''امام اس مقام میں نماز نہ پڑھے، جہاں اس نے فرضی نماز پڑھائی، حتی کہ اس سے ایک طرف ہٹ جائے۔'' (ابوداود: ۶۲۹، ابن ماجہ: ۱۴۲۸)

ایک صحابی رسول ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کہتے ہیں: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى الْعَصْرَ، فَقَامَ رَجُلٌ يُصَلِّيْ فَرَآهُ عُمَرُ، فَقَالَ لَهُ: اِجْلِسْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِصَلَاتِهِمْ فَصْلٌ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحْسَنَ ابْنُ الْخَطَّابِ۔)) یعنی: رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عصر پڑھائی، (سلام کے بعد) ایک آدمی نے فوراً نماز پڑھنا شروع کر دی، عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے اسے دیکھا اور کہا: بیٹھ جا، اہل کتاب اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں میں وقفہ نہیں ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن خطاب نے اچھا کیا۔'' (مسند أحمد: ۵/۳۶۸، الصحيحة: ۲۵۴۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْعَصْرَ، فَقَامَ رَجُلٌ يُصَلِّيْ بَعْدَهَا فَرَآهُ عُمَرُ فَأَخَذَ بِرِدَائِهِ أَوْ بِثَوْبِهِ فَقَالَ لَهُ: اِجْلِسْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِصَلَاتِهِمْ فَصْلٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحْسَنَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: صَدَقَ) ابْنُ الْخَطَّابِ۔)) یعنی: عبداللہ بن رباح ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عصر پڑھائی، ایک آدمی مزید نماز پڑھنے کے لئے اُس نماز کے بعد فوراً کھڑا ہوا، عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ نے اسے دیکھا اور اس کی چادر یا کپڑے کو پکڑ کر کہا: بیٹھ جا، اہل کتاب اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں میں وقفہ نہیں ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن خطاب نے اچھا کیا ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''(ابن خطاب نے) سچ کہا ہے۔'' (مسند أحمد: ۵/۳۶۸، وابو يعلى في "مسنده": ۱۳/ ۱۰۷/ ۳۱۶۶، الصحيحة: ۳۱۷۳) امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: یہ حدیث اس امر پر واضح نص ہے کہ فرضی نماز کے متصل بعد نفلی نماز ادا کرنا حرام ہے، الا یہ کہ وہ

(۱۸۵۱) تخريج: اسناده ضعيف جدا، ابراهيم بن اسماعيل و حجاج بن عبيد مجهولان، وليث بن ابي سليم ضعيف، واسانيد الحديث فيها اضطراب لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے، جیسا کہ امام البانی کا نظریہ ہے۔ أخرجه ابوداود: ۱۰۰۶ (انظر: ۹۴۹۶)

نمازی خارجی کلام کر لے یا آگے پیچھے ہو جائے۔ اکثر عجمیوں اور بالخصوص ترکوں کی یہ عادت ہے کہ وہ فرض نماز کے فوراً بعد اسی مقام پر سنتوں کی ادائیگی شروع کر دیتے ہیں۔ حرمین شریفین میں بھی ان کا یہی انداز ہوتا ہے کہ جونہی امام سلام پھیرتا ہے، یہ لوگ اسی مقام پر سنت رکعات کی ادائیگی کے لیے فوراً کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (صحیحہ: ۲۵۴۹) معلوم ہوا کہ فرض نماز اور اس کے بعد ادا کی جانے والی نفلی نماز کے درمیان کچھ وقفہ ہونا چاہیے، اگر چہ وہ آگے پیچھے ہو جانے یا خارجی کلام کر لینے کی صورت میں ہو۔ لیکن اس وقت یہ سنت چھوڑی جا چکی ہے، شاذ و نادر لوگ ہیں جو اس کا خیال رکھتے ہیں۔ اصل مصیبت یہ ہے کہ عوام و خواص کے ہاں کسی سنت کے زیادہ اہم یا کم اہم ہونے یا اس پر عمل کرنے یا نہ کرنے کے سلسلے میں معیار ان کا اپنا ذہن یا اپنا مسلک ہے، جس سنت کو ہمارے بڑوں نے اہمیت دیئے رکھی، وہ ہمارے نزدیک بھی اہم ہوگی اور جس سنت پر ہم سے پہلے عمل نہیں کیا گیا، اس کے بارے میں ہم بھی خیال نہیں ہوتے۔ یہاں یہ مثال ذکر کر دینا بھی مناسب ہے کہ میرا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ جب لوگوں سے ان کی نماز کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو بے نمازی یوں جواب دیتے ہیں: جھوٹ کیوں بولیں جی، نماز کے بارے میں ہم سے غفلت ہو جاتی ہے۔ قارئین کرام! آپ خود سوچیں کہ ایک آدمی نماز کے بارے میں قطعاً سنجیدہ نہیں ہے اور وہ نماز چھوڑ کر کفر اور بغاوت کا اظہار کرتا ہے، لیکن جھوٹ بولتے ہوئے اسے ڈر لگنے لگتا ہے، جو ''تقوی'' جھوٹ بولنے کے سامنے روڑے اٹکاتا ہے، وہ نماز ترک کرنے کے سامنے حائل کیوں نہیں ہوتا؟ دراصل بات یہ ہے کہ ہم اسلام کے ایک دو امور کا اہتمام کر لینے کے بعد اپنے آپ کو کامل مسلمان سمجھنا شروع کر دیتے ہیں اور اس طرح اپنے حق میں بڑے دھوکے باز ثابت ہوتے ہیں۔

(۷) بَابُ فَضْلِ جُلُوْسِ الْمُصَلِّيْ فِيْ مُصَلَّاهُ بَعْدَ الصَّلَاةِ

نمازی کا نماز کے بعد نماز والی جگہ میں ہی بیٹھے رہنا، اس کی فضیلت کا بیان

(۱۸۵۲) عَنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا جَلَسَ فِيْ مُصَلَّاهُ بَعْدَ الصَّلَاةِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ، وَصَلَاتُهُمْ عَلَيْهِ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ۔)) (مسند احمد: ۱۲۱۹)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ بندہ جب نماز کے بعد اپنی نماز والی جگہ میں بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کے حق میں رحمت کی دعا کرتے ہیں اور ان کی رحمت کی دعا یہ ہوتی ہے: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ۔'' (اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما)۔''

(۱۸۵۳) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى أَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ

(دوسری سند) عطا بن سائب کہتے ہیں: میں ابو عبد الرحمن سُلَمی کے پاس گیا، جبکہ وہ نماز فجر پڑھ کر اپنی جائے نماز میں ہی

(۱۸۵۲) تخريج: حسن لغيره، وانظر الحديث بالطريق الثاني (انظر: ۱۲۱۹)

(۱۸۵۳) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه البزار: ۵۹۶ (انظر: ۱۲۵۱)

وَقَدْ صَلَّى الْفَجْرَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَجْلِسِ فَقُلْتُ: لَوْ قُمْتَ إِلَى فِرَاشِكَ كَانَ أَوْطَأَ لَكَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا ﷺ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ جَلَسَ فِيْ مُصَلَّاهُ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ......)) (وَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيثِ الْمُتَقَدِّمِ)۔ (مسند احمد: ۱۲۵۱)

بیٹھے ہوئے تھے، میں نے ان سے کہا: اگر آپ اٹھ کر اپنے بستر پر چلے جائیں تو یہ آپ کے لیے زیادہ موافق ہوگا۔ انھوں نے جواباً کہا: میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو نمازِ فجر ادا کر کے اپنی جائے نماز میں بیٹھ جائے تو فرشتے اس کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں،......'' پھر گزشتہ حدیث کی طرح ذکر کیا۔

فوائد: ......دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فضیلت نمازِ فجر کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ ہر فرضی نماز سے متعلقہ ہے، نیز اس کی دو شرطیں بھی ہیں، درج ذیل حدیث ملاحظہ فرمائیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِيْ صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ يَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ، مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ))...... ''جب تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں داخل ہوتا ہے تو جب تک نماز اسے روکے رکھتی ہے، وہ نماز میں ہی رہتا ہے، اور جب تک تم میں سے کوئی آدمی (نماز کے بعد) اسی جگہ میں بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کے لیے یوں دعا کرتے رہتے ہیں: اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما، اے اللہ! اس پر رجوع کر، (یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک) وہ بے وضو نہ ہو جائے اور یا کسی کو تکلیف نہ دے دے۔''

❁❁❁❁

أَبْوَابُ الْأَذْكَارِ الْوَارِدَةِ عَقْبَ الصَّلَاةِ

نماز کے بعد کیے جانے والے اذکار کے ابواب

(۷) بَابُ الْأَدْعِيَةِ الْوَارِدَةِ مِنْ ذٰلِكَ

ان اذکار میں سے کی جانے والی دعاؤں کا بیان

(۱۸۵٤) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ﷺ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِيْ دُبُرِ صَلَاتِهِ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا شَهِيْدٌ أَنَّكَ أَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ (قَالَ أَبْرَاهِيْمُ مَرَّتَيْنِ) رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، أَنَا شَهِيْدٌ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، أَنَا شَهِيْدٌ أَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ إِخْوَةٌ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ! اِجْعَلْنِيْ مُخْلِصًا لَكَ وَأَهْلِيْ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ مِنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! اِسْمَعْ وَاسْتَجِبْ، اَللّٰهُ الْأَكْبَرُ الْأَكْبَرُ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، اَللّٰهُ الْأَكْبَرُ الْأَكْبَرُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، اَللّٰهُ الْأَكْبَرُ الْأَكْبَرُ۔)) (مسند احمد: ۱۹۵۰۸)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا شَهِيْدٌ أَنَّكَ أَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، أَنَا شَهِيْدٌ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، أَنَا شَهِيْدٌ أَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ إِخْوَةٌ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ! اِجْعَلْنِيْ مُخْلِصًا لَكَ وَأَهْلِيْ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ مِنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! اِسْمَعْ وَاسْتَجِبْ، اَللّٰهُ الْأَكْبَرُ الْأَكْبَرُ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، اَللّٰهُ الْأَكْبَرُ الْأَكْبَرُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، اَللّٰهُ الْأَكْبَرُ الْأَكْبَرُ۔" (اے اللہ! ہمارے رب اور ہر چیز کے رب میں گواہ ہوں کہ تو ہی اکیلا رب ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! میں گواہ ہوں کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں، اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! میں گواہ ہوں کہ

(۱۸۵٤) تخریج: اسناده ضعيف لضعف داود الطفاوي، ولجهالة ابي مسلم البجلي۔ أخرجه ابوداود: ۱۵۰۸ (انظر: ۱۹۲۹۳)

سارے بندے بھائی بھائی ہیں، اے اللہ! ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! مجھے اور میرے اہل کو دنیا و آخرت کی ہر گھڑی میں اپنے لئے مخلص بنادے، اے جلال و اکرام والے! سن لے اور قبول کرلے، اللہ سب سے بڑا ہے، سب سے بڑا ہے، آسمانوں اور زمین کا نور ہے اللہ سب سے بڑا ہے، سب سے بڑا ہے، مجھے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، سب سے بڑا ہے۔)

(١٨٥٥) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ التُّجِيْبِيَّ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبَلِيُّ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَ بِيَدِهِ يَوْمًا ثُمَّ قَالَ: ((يَامُعَاذُ! إِنِّيْ لَأُحِبُّكَ۔)) فَقَالَ لَهُ مُعَاذٌ: بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَأَنَا أُحِبُّكَ، قَالَ: ((أُوْصِيْكَ يَامُعَاذُ! لَا تَدَعَنَّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ فِيْ كُلِّ صَلَاةٍ) أَنْ تَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔)) قَالَ: وَأَوْصٰى بِذٰلِكَ مُعَاذٌ الصُّنَابِحِيَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَأَوْصٰى أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ۔ (مسند احمد: ٢٢٤٧٠)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''اے معاذ! یقیناً میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔'' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اے اللہ کے رسول! میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تو ہر نماز میں یہ دعا پڑھنا ہرگز نہ چھوڑنا: ''اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔'' (اے اللہ! اپنا ذکر، شکر اور اچھے انداز میں عبادت کرنے پر میری مدد فرما)۔'' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے ابو عبد الرحمن صنابحی کو اور انھوں عقبہ بن مسلم کو یہی نصیحت کی۔

فوائد: ...... باب ''نماز میں جامع منقول دعاؤں کا بیان'' کے آخر میں یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ یہ دعا سلام سے پہلے پڑھنی چاہیے۔

(١٨٥٦) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(١٨٥٥) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٥٢٢، والنسائی: ٣/ ٥٣ (انظر: ٢٢١١٩)
(١٨٥٦) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابو نعيم: ٩/ ٢٢٣، والحاكم: ١/ ٤٤٩ (انظر: ٧٩٨٢)

قَالَ: ((أَتُحِبُّوْنَ أَنْ تَجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ؟ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ أَعِنَّا عَلٰى شُكْرِكَ وَذِكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔)) (مسند احمد: ٧٩٦٩)

''کیا تم چاہتے ہو کہ پوری کوشش کے ساتھ دعا کیا کرو؟ تو پھر اس طرح کہا کرو: ''اَللّٰهُمَّ أَعِنَّا عَلٰى شُكْرِكَ وَذِكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔'' (اے اللہ! اپنے شکر، ذکر اور اچھی عبادت کرنے پر ہماری مدد فرما)۔''

(١٨٥٧) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ يُسَلِّمُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا (وَفِيْ رِوَايَةٍ طَيِّبًا) وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا۔)) (مسند احمد: ٢٧٢٦٧)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز سے سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا۔'' (اے اللہ! بلاشبہ میں تجھ سے نفع دینے والے علم، وسیع رزق اور قبول ہونے والے عمل کا سوال کرتا ہوں)۔'' ایک روایت میں ''وَاسِعًا'' کی بجائے ''طَيِّبًا'' کے الفاظ ہیں۔

(١٨٥٨) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ فِيْ صِفَةِ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَإِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔)) (مسند احمد: ٧٢٩)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو یہ دعا پڑھی: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔'' (اے اللہ! میرے لیے بخش دے وہ (گناہ) جو میں نے پہلے کیے اور جو بعد میں کیے اور جو مخفی انداز میں کیے اور جو اعلانیہ کیے اور جو میں نے زیادتی کی اور وہ جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی آگے کرنے والا اور پیچھے کرنے والا ہے، نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی)۔''

فوائد:...... صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ثُمَّ يَكُوْنُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ۔ یعنی: پھر آخری (دعا) جو آپ ﷺ تشہد اور سلام کے مابین پڑھتے تھے، (وہ یہ ہوتی تھی)۔

(١٨٥٧) تخريج: اسناده ضعيف، لابهام مولى ام سلمة۔ أخرجه ابن ماجه: ٩٢٥، والطيالسي: ١٦٠٥ (انظر: ٢٦٦٠٢)

(١٨٥٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٧٧١ (انظر: ٧٢٩)

(١٨٥٩) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَّانَ الْكِنَانِيِّ أَنَّ مُسْلِمَ بْنَ الْحَارِثِ التَّمِيْمِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْهِ ﷛ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمَ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ: اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ مِنْ يَوْمِكَ ذٰلِكَ كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَكَ جِوَارًا مِنَ النَّارِ، وَإِذَاصَلَّيْتَ الْمَغْرِبَ فَقُلْ قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ، اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ تِلْكَ كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَ لَكَ جِوَارًا مِنَ النَّارِ۔)) (مسند احمد: ١٨٢١٨)

سیدنا حارث تمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''جب تو صبح کی نماز پڑھے تو کسی آدمی سے کوئی بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ یہ دعا پڑھ: ''اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ'' (اے اللہ! مجھے آگ سے بچا۔) پس اگر تو اس دن میں فوت ہوگیا تو اللہ تعالیٰ تیرے لئے آگ سے بچاؤ لکھ دے گا اور اسی طرح جب تو مغرب کی نماز پڑھے تو کسی آدمی سے کوئی بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ یہ دعا پڑھ: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ، اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ'' (اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! مجھے آگ سے بچالے۔) پس اگر تو اس رات کو ہوگیا تو اللہ تعالیٰ تیرے لئے آگ سے بچاؤ لکھ دے گا۔''

(١٨٦٠) عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ ﷛ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا كَلِمَاتٍ نَدْعُوْ بِهِنَّ فِيْ صَلَاتِنَا أَوْ قَالَ فِيْ دُبُرِ صَلَاتِنَا ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَأَسْأَلُكَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ، وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا وَلِسَانًا صَادِقًا، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ۔)) (مسند احمد: ١٧٢٦٣)

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز میں یا نماز کے آخر میں پڑھنے کے لیے چند کلمات کی تعلیم دیتے تھے، وہ کلمات یہ ہیں: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَأَسْأَلُكَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ، وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا وَلِسَانًا صَادِقًا، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ۔'' (اے اللہ بلاشبہ میں تجھ سے ہر معاملہ میں ثابت قدمی کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے بھلائی کی پختگی کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے تیری نعمت کے شکر ادا کرنے کا اور اچھے انداز میں تیری

(١٨٥٩) تخريج: اسناده ضعيف، مسلم بن الحارث جهله الدارقطني، ولم يؤثر توثيقه عن غير ابن حبان۔ أخرجه ابوداود: ٥٠٨٠ (انظر: ١٨٠٥٤)
(١٨٦٠) تخريج: حسن بطرقه۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ١٠/ ٢٧١، وابن حبان: ٩٣٥، والطبرانی: ٧١٥٧ (انظر: ١٧١١٤، ١٧١٣٣)

عبادت کرنے کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے سالم دل اور سچی زبان کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے ان (گناہوں کی) کی بخشش کا سوال کرتا ہوں جن کو تو جانتا ہے، میں تجھ سے ہر اس خیر کا سوال کرتا ہوں، جس کو تو جانتا ہے اور میں تجھ سے ہر اس شرّ سے پناہ چاہتا ہوں، جس کو تو جانتا ہے)۔''

فوائد:...... یہ دعا تو سلام سے پہلے کرنی چاہیے، جیسا کہ ''فی صلاتنا'' کے الفاظ سے واضح ہو رہا ہے۔

(۲) بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّسْبِيحِ وَالتَّحْمِيدِ وَالتَّكْبِيرِ وَالْاِسْتِغْفَارِ عَقْبَ الصَّلَوَاتِ

نمازوں کے بعد تسبیح، تحمید، تکبیر اور استغفار کا بیان

(۱۸٦۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، فَتِلْكَ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ، ثُمَّ قَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، غُفِرَلَهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔)) (مسند احمد: ۸۸۲۰)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور تینتیس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا، یہ ننانوے (کلمات) ہو گئے، پھر اس نے سو (۱۰۰) کو پورا کرنے کے لئے کہا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

(۱۸٦۲) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ أَبَاذَرٍّ ؓ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ذَهَبَ أَصْحَابُ الدُّثُوْرِ بِالْأُجُوْرِ يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَلَهُمْ فُضُوْلُ أَمْوَالِهِمْ يَتَصَدَّقُوْنَ بِهَا، وَلَيْسَ لَنَا مَانَتَصَدَّقُ بِهِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوذر ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! صاحبِ مال لوگ تو سارا اجر لے گئے ہیں، (وہ اس طرح کہ) وہ نماز پڑھتے ہیں، ہم بھی نماز پڑھتے ہیں اور وہ روزہ رکھتے ہیں، ہم بھی روزہ رکھتے ہیں، لیکن ان کے پاس زائد مال ہیں جن کا وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہمارے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ ہم بھی صدقہ کر سکیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں ایسے کلمات کی طرف تیری رہنمائی نہ کر

(۱۸٦۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۵۹۷ (انظر: ۸۸۳٤)

(۱۸٦۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۸٤۳، ٦۳۲۹، ومسلم: ۵۹۵ (انظر: ۷۲٤۳)

كَلِمَاتٍ إِذَا عَمِلْتَ بِهِنَّ أَدْرَكْتَ مَنْ سَبَقَكَ وَلَا يَلْحَقُكَ إِلَّا مَنْ أَخَذَ بِمِثْلِ عَمَلِكَ؟)) قُلْتُ: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((تُكَبِّرُ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَتُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَتَحْمَدُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَتَخْتِمُهَا بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (وَفِي لَفْظٍ:) تُسَبِّحُ اللّٰهَ خَلْفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَتَحْمَدُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَتُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَّ ثَلَاثِيْنَ۔ (مسند احمد: ٧٢٤٢)

دوں کہ جب تو ان پر عمل کرے گا تو تو سبقت لے جانے والوں کو پا لے گا اور تیرے (مقام) کو کوئی بھی نہیں پا سکے گا، مگر وہ جو تیرے عمل کی طرح کا عمل کرے گا؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ کہنا ہے اور اس دعا کے ساتھ اس کو ختم کرنا ہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ ایک روایت میں ہے: ''تو نے ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہنا ہے۔''

(١٨٦٣) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ؓ قَالَ: أُمِرْنَا أَنْ نُسَبِّحَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَنَحْمَدَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَنُكَبِّرَ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَأُتِيَ رَجُلٌ فِي الْمَنَامِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقِيْلَ لَهُ: أَمَرَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُسَبِّحُوْا فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ الْأَنْصَارِيُّ فِي مَنَامِهِ: نَعَمْ، قَالَ: فَاجْعَلُوْهَا خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ، خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ، وَاجْعَلُوْا فِيْهَا التَّهْلِيْلَ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَافْعَلُوْا۔)) (مسند احمد: ٢١٩٣٦)

سیدنا زید بن ثابت ؓ کہتے ہیں: ہمیں حکم تو یہ دیا گیا کہ ہر نماز کے بعد ہم تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، چونتیس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہیں، لیکن ایک انصاری کو خواب آیا اور اس سے خواب میں پوچھا گیا: کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تم ہر نماز کے بعد اتنی اتنی دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ (اور دوسرے اذکار) کہو؟ اس نے خواب میں جواب دیا: جی ہاں، تو خواب میں آنے والے نے کہا: تم پچیس پچیس مرتبہ کرلو اور پچیس مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اضافہ کرلو۔ جب صبح ہوئی تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو اس خواب کی خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے ہی کرلو۔''

فوائد: ......اس حدیث مبارکہ سے ان تسبیحات کی یہ تعداد ثابت ہوئی: پچیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، پچیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، پچیس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور پچیس مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ عام طور پر لوگوں کو اس عمل کا علم نہیں ہے، اگر کسی کو معلوم ہے تو شاید وہ عمل نہ کر سکا ہو، ہمیں اپنی زندگیوں میں نبی کریم ﷺ کی تمام سنتوں پر عمل کرنا چاہیے۔

(١٨٦٣) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه الترمذي: ٣٤١٣، والنسائي: ٣/ ٧٦ (انظر: ٢١٦٠٠)

(١٨٦٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَلَّتَانِ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهِمَا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ وَهُمَا يَسِيْرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيْلٌ۔)) قَالُوْا: وَمَا هُمَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((أَنْ تَحْمَدَ اللّٰهَ وَتُكَبِّرَهُ وَتُسَبِّحَهُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ عَشْرًا عَشْرًا وَإِذَا أَتَيْتَ إِلٰى مَضْجَعِكَ تُسَبِّحُ اللّٰهَ وَتُكَبِّرُهُ وَتَحْمَدُهُ مِائَةَ مَرَّةٍ، فَتِلْكَ خَمْسُوْنَ وَمِائَتَانِ بِاللِّسَانِ وَأَلْفَانِ وَخَمْسُمِائَةٍ فِي الْمِيْزَانِ، فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَمِائَةِ سَيِّئَةٍ؟)) قَالُوا: كَيْفَ مَنْ يَعْمَلُ بِهَا قَلِيْلٌ؟ قَالَ: ((يَجِيْءُ أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ فِيْ صَلَاتِهِ فَيُذَكِّرُهُ حَاجَةَ كَذَا وَكَذَا فَلَا يَقُوْلُهَا وَيَأْتِيْهِ عِنْدَ مَنَامِهِ فَيُنَوِّمُهُ فَلَا يَقُوْلُهَا۔)) قَالَ: وَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَعْقِدُهُنَّ بِيَدِهِ۔ (مسند احمد: ٦٤٩٨)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو خصلتیں ہیں، جوان پر محافظت کرے گا، وہ اسے جنت میں داخل کر دیں گی، وہ دو آسان تو ہیں لیکن عمل کرنے والے تھوڑے ہیں۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ دو ہیں کون سی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر فرض نماز کے بعد دس دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنا، پھر جب تو اپنے بستر پر آئے تو سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے، یہ زبان پر تو کل دو سو پچاس کلمات ہوں گے، لیکن ترازو میں دو ہزار پانچ سو ہوں گے، (اب ذرا یہ تو بتاؤ کہ) تم میں سے کون ہے جو ایک دن رات میں دو ہزار پانچ سو برائیاں کرتا ہو؟'' صحابہ نے کہا: تو پھر عمل کرنے والے کم کیسے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان نماز میں ہی تمہارے پاس آ جاتا ہے اور ضروریات یاد کروانا شروع کر دیتا ہے، پس وہ (سلام کے بعد فوراً کھڑا ہو جاتا ہے اور) یہ کلمات کہہ نہیں پاتا، اسی طرح وہ (رات کو) سوتے وقت بھی آ جاتا ہے اور اس ذکر سے پہلے ہی اسے سلا دیتا ہے، پس وہ یہ کلمات نہیں کہہ پاتا۔'' راوی کہتا ہے: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ سے ان کو شمار کرتے تھے۔

فوائد: ...... قارئین کرام! آپ کو اس ذکر کی عظمت کا اندازہ تو ہو چکا ہوگا کہ یہ انتہائی آسان عمل روزانہ ڈھائی ہزار نیکیوں کا سبب بنتا ہے، لیکن آپ مانیں یا نہ مانیں، نمازیوں کی بھاری اکثریت اس کا اہتمام کرنے سے عاجز ہے، اب ہم ایسی قوم بن چکے ہیں کہ چائے کی ایک ایک مجلس میں ڈیڑھ دو دو گھنٹے ضائع کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے گھر کے بارے میں ہمارے آلودہ ذہنوں میں ایک ہی قانون رچ بس چکا ہے کہ مسجد میں آنے میں دیر کی جائے اور جلدی جلدی وہاں سے نکل جایا جائے، اگر کسی مسجد میں فرضی نماز کے بعد کوئی اجتماعی دعا یا پانچ چھ منٹوں کا درس ہو جائے تو سارے نمازی اس ذکر سے محروم ہو جاتے ہیں، سلام پھیرنے کے بعد اکثر نمازیوں کی مسجد سے نکلنے کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اگر

(١٨٦٤) تخريج: حديث حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٥٠٦٥، والترمذي: ٣٤١٠، والنسائي: ٣/ ٧٤ (انظر: ٦٤٩٨، ٦٩١٠)

مسجد میں زیادہ دیر لگ گئی تو کوئی آفت آ دبوچے گی۔ رہا مسئلہ سوتے وقت یہ تسبیحات کہنے کا تو وہ تو شیطان نے جو ٹھیکہ لیا تھا، وہ اس میں کامیاب ہو گیا ہے، ہم عام طور پر عشاء کی نماز کے بعد اپنے گھروں میں دو تین چار گھنٹوں تک جاگتے رہتے ہیں، کوئی کھانے میں مصروف، کوئی گپ شپ کی محفل میں مگن، کوئی کسی گیم اور کھیل میں مشغول اور کوئی کسی ڈرامے کو دیکھنے سننے میں یا انٹرنیٹ اور کمپیوٹر پر اتنا مگن کہ کسی کے لیے کوئی فرصت نہیں، .... علی ہذا القیاس۔ لیکن جب سونے کی باری آئے گی اور ہم اپنا سر نرم سے تکیے پر رکھیں گے تو زبان موٹی ہو کر گنگ ہو جائے اور بہت جلدی آنکھیں پھڑ پھڑانا شروع ہو جائیں گی اور بالآخر اللہ کا ذکر کا کوئی کلمہ کہنے سے پہلے مجازی موت مر جائیں گی۔ یہ کوئی جذباتی الفاظ یا تقریر نہیں ہے، یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کو حقیقت سمجھے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے، جس کی وجہ اللہ تعالیٰ سے قلتِ معرفت اور دینی اور اخروی امور میں عدم دلچسپی ہے۔

(١٨٦٥) عَنْ عَلِيٍّ ؓ وَقَدْ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ هُوَ وَفَاطِمَةُ ؓ يَطْلُبَانِ خَادِمًا مِنَ السَّبْيِ يُخَفِّفُ عَنْهُمَا بَعْضَ الْعَمَلِ فَأَبَى عَلَيْهِمَا ذٰلِكَ فَذَكَرَ قِصَّةً قَالَ: ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُمَا: ((أَلَا أُخْبِرُكُمَا بِخَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَانِي؟)) قَالَا: بَلٰى۔ فَقَالَ: ((كَلِمَاتٌ عَلَّمَنِيهِنَّ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ تُسَبِّحَانِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا، وَتَحْمَدَانِ عَشْرًا، وَتُكَبِّرَانِ عَشْرًا، وَإِذَا أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ۔)) قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ۔ قَالَ: فَقَالَ لَهُ ابْنُ الْكَوَّاءِ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ؟ فَقَالَ: قَاتَلَكُمُ اللّٰهُ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ، نَعَمْ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ۔ (مسند احمد: ٨٣٨)

سیدنا علی ؓ سے روایت ہے کہ وہ اور سیدہ فاطمہ ؓ قیدیوں میں سے ایک خادم کا سوال کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، تاکہ بعض کام وہ کر دے اور اس طرح ان پر ذرا تخفیف ہو جائے۔ لیکن آپ ﷺ نے ان کو خادم دینے سے انکار کر دیا، ...... سارا قصہ ذکر کیا ...... ۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دے دوں جو اس چیز سے بہتر ہے، جس کا تم نے سوال کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چند کلمات ہیں، جبریل علیہ السلام نے مجھے ان کی تعلیم دی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور دس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہو، پھر جب تم اپنے بستر پر آؤ تو تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰه، تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰه اور چونتیس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہو۔'' سیدنا علی ؓ نے کہا: اللہ کی قسم! جب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ کلمات سکھائے، تب سے میں نے ان کو ترک نہیں کیا۔ ابن کوا نے کہا: کیا صفین والی رات بھی نہیں چھوڑے تھے؟ انہوں نے کہا: اے اہل عراق! تمہیں اللہ

(١٨٦٥) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٤١٥٢، وابن ابی شيبة: ١٠/ ٢٣٢ (انظر: ٨٣٨)

تباہ کرے، ہاں ہاں میں نے صفین والی رات کو بھی ان کو ترک نہیں کیا تھا۔

فوائد: ......قصہ سے مراد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شکایات کی تفصیل ہے، نیز اس میں اس ساز و سامان کا بھی ذکر ہے، جو آپ ﷺ نے سیدہ کو ان کی شادی کے موقع پر دیا تھا۔ صفین والی رات سے مراد وہ لڑائی ہے جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی وجہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اہل شام کے درمیان لڑی گئی تھی، ویسے فرات کے قریب ایک جگہ کا نام صفین ہے، جس میں یہ جنگ ہوئی تھی۔

(١٨٦٦) عَنْ أَبِيْ عُمَرَ الصِّينِيِّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا نَزَلَ بِهِ ضَيْفٌ قَالَ: يَقُوْلُ لَهُ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ: مُقِيْمٌ فَنُسَرِّحُ أَوْ ظَاعِنٌ فَنَعْلِفُ؟ قَالَ: فَإِنْ قَالَ لَهُ ظَاعِنٌ قَالَ لَهُ: مَاأَجِدُ لَكَ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ شَيْءٍ أَمَرَنَا بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَهَبَ الْأَغْنِيَاءُ بِالْأَجْرِ، يَحُجُّونَ وَلَا نَحُجُّ، وَيُجَاهِدُوْنَ وَلَا نُجَاهِدُ، وَكَذَا، وَكَذَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ جِئْتُمْ مِنْ أَفْضَلِ مَايَجِيءُ بِهِ أَحَدٌ مِنْهُمْ، أَنْ تُكَبِّرُوا اللّٰهَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ، وَتُسَبِّحُوْهُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدُوْا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ۔)) (مسند احمد: ٢٨٠٦٥)

ابو عمر صینی کہتے ہیں: سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی مہمان آتا تو وہ اسے کہتے: کیا آپ ٹھہریں گے کہ ہم آپ کی سواری کو چراگاہ میں چرائیں یا آپ جائیں گے کہ ہم یہیں اس کو چارہ ڈال دیں۔ جب وہ مہمان کہتا کہ وہ تو جانے والا ہے تو سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اسے کہتے: میں تیرے لئے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں پاتا کہ جس کا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا، بات یہ ہے کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! سارا اجر تو مالدار لوگ لیے جا رہے ہیں، وہ حج کرتے ہیں اور ہم حج نہیں کر سکتے، وہ جہاد کرتے ہیں اور ہم جہاد نہیں کر سکتے اور وہ فلاں فلاں عمل بھی کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہاری ایسی چیز کی طرف رہنمائی نہ کر دوں کہ اگر تم نے اس کو تھامے رکھا تو تم ایسا افضل عمل کرو گے کہ ان میں سے کوئی ایک ایسا عمل کرتا ہے، تم ہر نماز کے بعد چونتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا کرو۔''

(١٨٦٧) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: نَزَلَ بِأَبِي الدَّرْدَاءِ رَجُلٌ فَقَالَ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ: مُقِيْمٌ

(دوسری سند) سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی بطور مہمان آیا، انھوں نے اس سے پوچھا: کیا تم ٹھہرو گے کہ ہم

(١٨٦٦) تخريج: صحيح بطرقه وشواهده، وهذا اسناد ضعيف لجهالة حال ابى عمر الصينى۔ أخرجه النسائى فى "الكبرى": ٩٩٧٨، وابن ابى شيبة: ١٠/ ٢٣٥ (انظر: ٢٧٥١٥) وانظر الحديث بالطريق الثانى

(١٨٦٧) تخريج: صحيح بطرقه و شواهده۔ أخرجه الطيالسى: ٩٨٢، والطبرانى فى "الدعاء": ٧١١، والنسائى فى "عمل اليوم والليلة" كما فى "تحفة الأشراف": ٨/ ٢٣٧، وابن ابى شيبة: ١٠/ ٢٣٥ (انظر: ٢١٧٠٩) وانظر الحديث بالطريق الاول

فَتُسَرِّحُ أَمْ ظَاعِنٌ فَتَعْلِفُ؟ قَالَ: بَلْ ظَاعِنٌ، قَالَ: فَإِنِّي سَأُزَوِّدُكَ زَادًا لَوْ أَجِدُ مَا هُوَ أَفْضَلُ مِنْهُ لَزَوَّدْتُكَ، أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! ذَهَبَ الْأَغْنِيَاءُ بِالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، نُصَلِّي وَيُصَلُّونَ وَنَصُومُ وَيَصُومُونَ، وَيَتَصَدَّقُونَ وَلَا نَتَصَدَّقُ. قَالَ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى شَيْءٍ إِنْ أَنْتَ فَعَلْتَهُ لَمْ يَسْبِقْكَ أَحَدٌ كَانَ قَبْلَكَ وَلَمْ يُدْرِكْكَ أَحَدٌ بَعْدَكَ إِلَّا مَنْ فَعَلَ الَّذِي تَفْعَلُ، دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَسْبِيحَةً، وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً، وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً. (مسند احمد: ۲۲۰۵۲)

سواری کو چراگاہ میں لے جائیں یا چلے جاؤ گے کہ ہم اس کو یہیں چارہ ڈال دیں؟ اس نے کہا: جی، میں تو جانے والا ہوں۔ یہ سن کر انھوں نے کہا: تو پھر میں تجھے زادراہ دیتا ہے اور وہ ایسا زادِ راہ ہے کہ اگر کوئی چیز اس سے بہتر ہوتی تو میں تجھے وہ دے دیتا، (تفصیل یہ ہے) کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول ! مالدار لوگ تو دنیا و آخرت لیے جا رہے ہیں، ہم نماز پڑھتے ہیں، وہ بھی نماز پڑھتے ہیں، ہم روزہ رکھتے ہیں، وہ بھی روزہ رکھتے ہیں، لیکن وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہم صدقہ نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تیری رہنمائی ایسی چیز کی طرف کر دوں کہ اگر تو نے اس پر عمل کیا تو تجھ سے پہلے والے بھی تجھ سے سبقت نہیں لے جا سکیں گے اور تیرے بعد والے بھی (تیرے مقام) کو نہیں پہنچ پائیں گے، مگر وہ جو تیرے والا ہی عمل کرے گا۔ ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور چونتیس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا۔''

(۱۸۶۸) عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ مِنْ صَلَاتِهِ اِسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.)) (مسند احمد: ۲۲۷۲۳)

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنی نماز سے سلام پھیرتے تو تین دفعہ بخشش طلب کرتے اور پھر یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔'' (اے اللہ! تو سلام ہے اور تیری طرف سے ہی سلامتی ہے تو بابرکت ہے اے شان وعزت والے۔)

فوائد:...... ایک روایت میں ''إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ'' کی بجائے ''إِذَا انْصَرَفَ'' کے الفاظ ہیں اور اس مقام پر ''انصراف'' کے معانی سلام کے ہیں۔ علمائے اسلام کا اتفاق ہے کہ سلام کے بعد درج بالا اور دیگر مسنون اذکار مستحب ہیں، فرض نہیں ہے، بہرحال اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑی اہمیت کا حامل ہے، خصوصاً ہم جیسے لوگوں کے لیے جن کی نمازوں میں بڑا نقص موجود ہے۔

(۱۸۶۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۵۹۱ (انظر: ۲۲۳۶۵)

(۳) بَابُ جَامِعِ الْاَذْكَارِ وَتَعَوُّذَاتٍ وَاَدْعِيَةٍ وَقِرَاءَةٍ بَعْضِ سُوَرٍ عَقْبَ الصَّلَوَاتِ

نمازوں کے بعد اذکار، تعوذات، ادعیہ اور بعض سورتوں کے پڑھنے کا جامع بیان

(۱۸٦۹) عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔)) (مسند احمد: ۲۰٦۸۰)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے: "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔" (اے اللہ! میں کفر، فقر اور عذابِ قبر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔)

(۱۸۷۰) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّهُ مَرَّ بِوَالِدِهِ وَهُوَ يَدْعُو وَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِوَعَذَابِ الْقَبْرْ، قَالَ فَأَخَذْتُهُنَّ عَنْهُ وَكُنْتُ أَدْعُوبِهِنَّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ، قَالَ: فَمَرَّ بِيْ وَأَنَا أَدْعُوْ بِهِنَّ فَقَالَ: يَابُنَيَّ! أَنّٰى عَقَلْتَ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ؟ قَالَ: يَاأَبَتَاهُ سَمِعْتُكَ تَدْعُوْبِهِنَّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ فَأَخَذْتُهُنَّ عَنْكَ، قَالَ: فَالْزَمْهُنَّ يَا بُنَيَّ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ بِهِنَّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ۔ (مسند احمد: ۲۰۷۲۰)

(دوسری سند) مسلم بن ابی بکرہ کہتے ہیں: میں اپنے والد کے پاس سے گزرا اور وہ یہ دعا کر رہے تھے: "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔" تو میں نے بھی ان سے یہ دعا یاد کر لی اور ہر نماز کے بعد اس کو پڑھنا شروع کر دیا۔ ایک دفعہ (میرے والد) میرے پاس سے گزرے اور میں یہ دعا کر رہا تھا، انہوں نے مجھ سے پوچھا: بچو! یہ کلمات تو نے کہاں سے سیکھے ہیں؟ میں نے کہا: ابا جان! میں نے آپ کو ہر نماز کے بعد ان کو پڑھتے ہوئے سنا تھا، اس طرح میں نے یہ کلمات آپ سے سیکھ لیے۔ انھوں کہا: پیارے بیٹے! ان کو لازم پکڑ کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان کو پڑھتے تھے۔

(۱۸۷۱) عَنْ عَلِيٍّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ آخِرِ وِتْرِهِ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَاأُحْصِي ثَنَاءً

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ وتر کے آخر میں یہ دعا پڑھتے تھے: "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَاأُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ

(۱۸٦۹) تخریج: اسناده قوی علی شرط مسلم۔ أخرجه النسائی: ۳/ ۷۳ (انظر: ۲۰۳۸۱، ۲۰٤۰۹)

(۱۸۷۰) تخریج: اسناده قوی علی شرط مسلم۔ أخرجه البیهقی فی "کتاب الدعوات": ۲۹٤، وأخرج بنحوه الترمذی: ۳۵۰۳، والحاکم: ۱/ ۵۳۳، وانظر الحدیث بالطریق الاول (انظر: ۲۰٤٤۷)

(۱۸۷۱) تخریج: اسناده قوی۔ أخرجه ابوداود: ۱٤۲۷، والنسائی: ۳/ ۲٤۸، وابن ماجه: ۱۱۷۹ (انظر: ۷۵۱، ۹۵۷)

عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ۔)) (مسند احمد: ٩٥٧)

عَلَى نَفْسِكَ۔" (اے اللہ! بلاشبہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضامندی کی پناہ مانگتا ہوں، میں تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ طلب کرتا ہوں اور میں تجھ سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں، میں تیری ثنا بیان نہیں کر سکتا، تو تو ویسے ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی ثنا بیان کی۔)

فوائد: ......اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر ناراضگی اور سزا بھی ہو سکتی ہے اور رضامندی و معافی بھی، اس لیے جس چیز کا نتیجہ بندے کے حق اچھا ہے، اس کا سوال کیا جا رہا ہے اور دوسری چیزوں سے پناہ طلب کی جا رہی ہے۔

(١٨٧٢) عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ الْمُغِيرَةَ ؓ كَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَلَّمَ قَالَ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔)) (مسند احمد: ١٨٣٦٧)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ کے کاتب وَرَّاد سے روایت ہے سیدنا مغیرہ ؓ نے سیدنا معاویہ ؓ کی طرف لکھا کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو کہتے تھے: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔" (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ساری بادشاہت اور ساری تعریف اسی کیلئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! تیری عطا کو کوئی روکنے والا نہیں اور تیری روکی ہوئی چیز کو کوئی عطا کرنے والا نہیں، اور دولت مند کو (اس کی) دولت تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔)

(١٨٧٣) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيْرَةِ أَنِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: كَانَ إِذَا صَلَّى فَفَرَغَ قَالَ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ مَا تَقَدَّمَ)۔ (مسند احمد: ١٨٣٤١)

(دوسری سند) سیدنا معاویہ ؓ نے سیدنا مغیرہ ؓ کی طرف لکھا کہ میری طرف ایسی چیز لکھو جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، انہوں نے کہا: جب آپ ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو کہتے: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ............۔" پہلی حدیث کی طرح ذکر کی۔

(١٨٧٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣٣٠، ومسلم: ٥٩٣، وانظر الحديث بالطريق الثالث (انظر: ١٨١٨٣)

(١٨٧٣) تخريج: أخرجه البخاري ومسلم، وانظر الحديث بالطريق الثالث (انظر: ١٨١٥٨)

(۱۸۷٤) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ أَنَّ وَرَّادًا مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ كَتَبَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ، كَتَبَ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لَهُ وَرَّادٌ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ حِيْنَ يُسَلِّمُ ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) (اَلْحَدِيث) وَفِي آخِرِهِ قَالَ وَرَّادٌ: ثُمَّ وَفَدْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَسَمِعْتُهُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَأْمُرُ النَّاسَ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ وَيُعَلِّمُهُمُوْهُ۔ (مسند احمد: ۱۸۳۱۹)

(تیسری سند) عبدۃ بن ابی لبابہ کہتے ہیں: سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام ورّاد نے انہیں بتایا کہ سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا، وراد نے خود یہ خط لکھا تھا، بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ جب آپ سلام پھیرتے تو کہتے تھے: ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ............“ مکمل حدیث بیان کی، اس روایت کے آخر میں ہے: وراد نے کہا: اس کے بعد میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، میں نے ان سے سنا کہ وہ منبر پر لوگوں کو اس دعا کا حکم دے رہے تھے اور ان کو اس کی تعلیم دے رہے تھے۔

(۱۸۷۵) عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔)) (مسند احمد: ۲٦۰۲۲)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ”اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔“ (اے اللہ تو ہی سلام ہے اور تیری طرف سے ہی سلامتی ہے، تو بابرکت ہے، اے شان اور عزت والے۔

(۱۸۷٦) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ أَوِ الصَّلَوَاتِ يَقُوْلُ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، أَهْلَ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ

ابو زبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس منبر پر بیان کرتے ہوئے سنا، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز یا نمازوں کے آخر میں سلام پھیرتے تو کہتے: ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، أَهْلَ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔“ (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں،

(۱۸۷٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٦١٥، ومسلم: ٥٩٣ (انظر: ١٨١٣٩)

(۱۸۷۵) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٩٢ (انظر: ٢٥٥٠٧)

(۱۸۷٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٩٤ (انظر: ١٦١٢٢)

الْكَافِرُوْنَ۔)) (مسند احمد: ١٦٢٢١)

ساری بادشاہت اور ساری تعریف اسی کیلئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، برائی سے بچنے کی قوت اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے، مگر اللہ کے ساتھ، ہم نہیں عبادت کرتے مگر اسی کی، اے نعمت و فضل اور اچھی ثنا والے، نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر اللہ، ہم اسی کے لیے دین کو خالص کرنے والے ہیں، اگرچہ کافر ناپسند کریں۔)

(١٨٧٧) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ حِيْنَ يُسَلِّمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَفِيْهِ بَعْدَ قَوْلِهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ) لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ (الْحَدِيث) قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ۔ (مسند احمد: ١٦٢٠٤)

(دوسری سند) ہشام بن عروہ کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب سلام پھیرتے تو ہر نماز کے بعد کہتے: "لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ ...." اسی طرح کی حدیث ذکر کی، البتہ اس میں "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کے بعد یہ الفاظ ہیں: "لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ"۔ وہ کہتے ہیں: اور رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ اللہ کی توحید کا اعلان کرتے تھے۔

(١٨٧٨) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ وَيَثْنِيَ رِجْلَهُ مِنْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَالصُّبْحِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ

سیدنا عبد الرحمن بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے مغرب اور صبح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد (اپنی جائے نماز سے) پھرنے اور ٹانگ موڑنے سے پہلے دس مرتبہ یہ دعا پڑھی: "لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔" (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ساری بادشاہت ہے اور اسی کے لئے ساری تعریف ہے، اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے وہ

(١٨٧٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٩٤، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ١٦١٠٥)

(١٨٧٨) تخريج: حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف لارساله، ولضعف شهر بن حوشب، وقد اضطرب في سنده و متنه۔ أخرجه ابن حجر في "نتائج الافكار": ٢/ ٣٠٥، وعبد الرزاق: ٣١٩٢ (انظر: ١٧٩٩٠)

وَكَانَتْ حِرْزًا مِنْ كُلِّ مَكْرُوهٍ وَحِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَلَمْ يَحِلَّ لِذَنْبٍ يُدْرِكُهُ إِلَّا الشِّرْكُ، فَكَانَ مِنْ أَفْضَلِ النَّاسِ عَمَلاً إِلَّا رَجُلاً يَفْضُلُهُ يَقُولُ أَفْضَلَ مِمَّا قَالَ۔)) (مسند احمد: ۱۸۱۵۳)

زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔) تو ایسے شخص کے لیے ہر دفعہ یہ کہنے کے عوض دس نیکیاں لکھی جائیں گی، دس برائیاں مٹا دی جائیں گی اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جائیں گے اور یہ کلمات اس کے لیے ہر ناپسندیدہ چیز سے بچاؤ اور مردود شیطان سے بچاؤ ہوں گے اور شرک کے علاوہ کسی گناہ کے لیے حلال نہیں ہوگا کہ وہ ایسے آدمی کو ہلاک کر سکے اور ایسا آدمی عمل کے لحاظ سے سب لوگوں میں افضل ترین ہوگا، سوائے اس آدمی کے، جو اس سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے، یعنی اس سے زیادہ یہ ذکر کرتا ہے۔''

(۱۸۷۹) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا أَبُوْ النَّضْرِ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ حَدَّثَنِيْ شَهْرٌ قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ زَعَمَتْ أَنَّ فَاطِمَةَ جَاءَتْ إِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ تَشْتَكِيْ إِلَيْهِ الْخِدْمَةَ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ لَقَدْ مَجِلَتْ يَدِيْ مِنَ الرَّحٰى أَطْحَنُ مَرَّةً وَأَعْجِنُ مَرَّةً، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ يَرْزُقْكِ اللّٰهُ شَيْئًا يَأْتِكِ، وَسَأَدُلُّكِ عَلٰى خَيْرٍ مِنْ ذٰلِكِ؟ إِذَا لَزِمْتِ مَضْجَعَكِ فَسَبِّحِي اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَكَبِّرِيْ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَاحْمَدِيْ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ، فَذٰلِكِ مِائَةٌ، فَهُوَ خَيْرٌ لَّكِ مِنَ الْخَادِمِ، وَإِذَا صَلَّيْتِ صَلَاةَ الصُّبْحِ فَقُوْلِيْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ

سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کام کا شکوہ کرتے ہوئے کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! چکی کی وجہ سے میرے ہاتھ پر چھالے پڑ گئے ہیں، کبھی آٹا پیستی ہوں اور کبھی گوندھتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ تیرے لیے کوئی چیز عطا کرے گا تو وہ تیرے پاس پہنچ جائے گی اور میں اس سے بہتر چیز پر تیری رہنمائی کر دیتا ہوں، جب تو اپنے بستر پر جائے تو تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، تینتیس دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ اور چونتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہہ، یہ ایک سو ہو گئے، یہ تیرے لئے خادم سے بہتر ہیں اور جب تو صبح کی نماز ادا کر لے تو دس دفعہ یہ دعا پڑھ: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔'' مغرب کی نماز کے بعد بھی دس دفعہ پڑھ۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کی وجہ سے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس برائیاں معاف ہو جاتی

(۱۸۷۹) تخريج: اس حدیث میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا خادم طلب کرنا اور آپ ﷺ کا سوتے وقت کے ذکر کی تعلیم دینا صحیح لغیرہ ہے، یہ سند شھر بن حوشب کے اضطراب کی وجہ سے ضعیف ہے۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۳/ ۷۸۷ (انظر: ۲٦٥٥۱)

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ بَعْدَ صَلَاۃِ الصُّبْحِ وَعَشْرَ مَرَّاتٍ بَعْدَ صَلَاۃِ الْمَغْرِبِ، فَإِنَّ کُلَّ وَاحِدَۃٍ مِنْھُنَّ تُکْتَبُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَتَحُطُّ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ، وَکُلُّ وَاحِدَۃٍ مِنْھُنَّ کَعِتْقِ رَقَبَۃٍ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِیْلَ، وَلَا یَحِلُّ لِذَنْبٍ کُسِبَ ذٰلِکَ الْیَوْمَ أَنْ یُدْرِکَہُ إِلَّا أَنْ یَکُوْنَ الشِّرْکُ، لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ، وَھُوَ حَرَسُکِ مَابَیْنَ أَنْ تَقُوْلِیْہِ غُدْوَۃً إِلٰی أَنْ تَقُوْلِیْہِ عَشِیَّۃً مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَمِنْ کُلِّ سُوْءٍ۔ (مسند احمد: ۲۷۰۸۶)

ہیں اور ان میں سے ہر ایک اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنے کی طرح ہے اور کسی گناہ کے لئے، جس کا اس دن ارتکاب کیا گیا، حلال نہیں کہ ایسے شخص کو ہلاک کر سکے، الا یہ کہ وہ شرک ہو اور یہ ذکر صبح کے وقت کہنے سے شام کے وقت کہنے تک ہر شیطان اور ہر بری چیز سے تیرا محافظ ہوگا۔‘‘

(۱۸۸۰) عَنْ أَبِیْ أَیُّوْبَ الْأَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ إِذَا صَلَّی الصُّبْحَ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ کُنَّ کَعَدْلِ أَرْبَعِ رِقَابٍ وَکُتِبَ لَہُ بِھِنَّ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمُحِیَ عَنْہُ بِھِنَّ عَشْرُ سَیِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَہُ بِھِنَّ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَکُنَّ لَہُ حَرَسًا مِنَ الشَّیْطَانِ حَتّٰی یُمْسِیَ، وَإِذَا قَالَھَا بَعْدَ الْمَغْرِبِ فَمِثْلُ ذٰلِکَ۔)) (مسند احمد: ۲۳۹۱۵)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس شخص نے نمازِ فجر ادا کر کے یہ دعا دس دفعہ پڑھی: ’’لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ‘‘ تو یہ چار غلاموں کو آزاد کرنے کے برابر ہوگا اور اس کے بدلے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گئیں، دس برائیاں مٹا دی جائیں گی، اس کے دس درجے بلند کئے جائیں گے اور یہ کلمات شام تک اس کے لئے شیطان سے حفاظت کرنے والے ہوں گے اور جب وہ مغرب کے بعد پڑھے گا تو اسی طرح ہوگا۔‘‘

(۱۸۸۱) عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ الْجُھَنِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ دُبُرَ کُلِّ صَلَاۃٍ۔ (مسند احمد: ۱۷۹۴۵)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر نماز کے بعد معوّذات سورتیں پڑھوں۔

(۱۸۸۰) تخریج: حدیث صحیح، وھذا اسناد ضعیف، عبد اللہ بن یعیش جھّلہ الحسینی وابن حجر۔ أخرجہ ابن حبان: ۲۰۲۳، والطبرانی فی ’’الکبیر‘‘: ۴۰۹۲ (انظر: ۲۳۵۲۰)

(۱۸۸۱) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجہ ابوداود: ۱۵۲۳، والنسائی: ۳/ ۶۸، والترمذی: ۲۹۰۳ (انظر: ۱۷۴۱۷، ۱۷۷۹۲)

فوائد: ...... "معوّذات" سے مراد سورۃ الاخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس ہیں۔

(۴) بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ عَقْبَ الْأُنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ

نماز سے فارغ ہونے کے بعد بآواز بلند ذکر کرنے کا بیان

(١٨٨٢) عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ أَنَّ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَّهُ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوْا بِذٰلِكَ إِذَا سَمِعْتُهُ۔ (مسند احمد: ٣٤٧٨)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام ابو معبد کو بتلایا کہ عہد نبوی میں جب لوگ فرضی نماز سے فارغ ہوتے تو ذکر کے ساتھ آواز کو بلند کرتے تھے۔ مزید انھوں نے کہا: بلکہ جب میں (اس ذکر کی) آواز سنتا تھا تو پہچان جاتا تھا کہ لوگ نماز سے فارغ ہو گئے ہیں۔

(١٨٨٣) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ مَا كُنْتُ أَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا بِالتَّكْبِيْرِ، قَالَ عَمْرٌو قُلْتُ لَهُ حَدَّثْتَنِيْ؟ قَالَ لَا، مَا حَدَّثْتُكَ بِهِ۔ (مسند احمد: ١٩٣٣)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ختم ہونا تکبیر کے ساتھ ہی پہچانتا تھا۔ عمرو کہتے ہیں: میں نے (ابو معبد) سے کہا: تو نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے؟ اس نے کہا: نہیں، میں نے تجھے یہ بیان نہیں کی۔

فوائد: ...... یہ دونوں احادیث، ایک حدیث ہی ہیں، یہ احتمال قوی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی حدیث کے عموم کو دوسری حدیث کے خصوص کی روشنی میں سمجھا جائے، یعنی مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ صرف ''اللہ اکبر'' کے ساتھ آواز بلند ہونی چاہیے۔ بعض جن احادیث سے آپ ﷺ کا کچھ دوسری دعاؤں کو جہری آواز کے ساتھ پڑھنا بھی ثابت ہے، ان سے مراد لوگوں کو تعلیم دینا ہے۔

عمرو کی اپنے استاد ابو معبد سے بات کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ابو معبد نے عمرو سے حدیث تو بیان کی ہے لیکن وہ حدیث بیان کر کے بھول گئے۔ اس لیے انہوں نے اپنے شاگرد عمرو کے پوچھنے پر اس کا انکار کیا۔ استاد حدیث بیان کر کے اگر بھول جائے تو صحیح ترین رائے کے مطابق اگر شاگرد ثقہ ہو تو اس کی روایت قابل حجت ہوگی۔ اس کی تفصیلات کے لیے اصول حدیث میں ''مَنْ حَدَّثَ وَ نَسِيَ'' والی بحث دیکھیں۔ (مزید: مسند امام احمد محقق: ۳/ ۴۰۷) (عبد اللہ رفیق)

(١٨٨٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٨٤١، ومسلم: ٥٨٣ (انظر: ٣٤٧٨)

(١٨٨٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٨٤١، ومسلم: ٥٨٣ (انظر: ١٩٣٣)

أَبْوَابُ مَايُبْطِلُ الصَّلَاةَ وَمَا يُكْرَهُ فِيْهَا وَمَا يُبَاحُ
نماز کو باطل کرنے والے اور اس میں مکروہ اور جائز امور کا بیان

(۱) بَابُ النَّهْيِ مِنَ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ
نماز میں کلام کرنے کی ممانعت کا بیان

(۱۸۸٤) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يُكَلِّمُ صَاحِبَهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْحَاجَةِ فِي الصَّلَاةِ حَتَّى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ۔ (مسند احمد: ۱۹٤۹۳)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آدمی نبی کریم ﷺ کے زمانے میں نماز میں اپنے ساتھی سے ضرورت کی کوئی بات کر لیتا تھا، حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ (اور اللہ تعالیٰ کے لیے فرمانبردار ہو کر کھڑے رہا کرو) اس کے بعد ہمیں خاموش رہنے کا حکم دے دیا گیا۔

(۱۸۸٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ يَعْنِي (ابْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ) قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلَاةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا، فَقَالَ: ((إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا۔)) (مسند احمد: ۳٥٦۳)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے تھے، جب کہ آپ نماز میں ہوتے، اور آپ ہمیں جواب دیتے تھے، لیکن جب ہم نے نجاشی کے پاس سے واپس آئے اور آپ ﷺ کو سلام کہا تو آپ نے ہمیں جواب نہ دیا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نماز میں آپ کو سلام کہتے تھے تو آپ جواب دیتے تھے، (لیکن آج؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقینا نماز میں مصروفیت ہوتی ہے۔''

(۱۸۸٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ إِذَا كُنَّا بِمَكَّةَ قَبْلَ أَنْ

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: جب ہم حبشہ کی طرف جانے سے پہلے مکہ میں ہوتے تھے تو رسول اللہ ﷺ پر نماز میں سلام

(۱۸۸٤) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۲۰۰، ٤٥۳٤، ومسلم: ٥۳۹ (انظر: ۱۹۲۷۸)

(۱۸۸٥) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۹۹، ۱۲۱٦، ومسلم: ٥۳۸ (انظر: ۳٥٦۳)

(۱۸۸٦) تخریج: صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۹۲٤، والنسائی: ۳/ ۱۹، وانظر الحدیث بالطریق الاول (انظر: ۳٥۷٥)

نَأْتِيَ أَرْضَ الْحَبَشَةِ ، فَلَمَّا قَدِمْنَا مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ أَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ، فَأَخَذَنِي مَا قَرُبَ وَمَا بَعُدَ حَتّٰى قَضَوُا الصَّلَاةَ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحْدِثُ فِي أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ أَنْ لَا نَتَكَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ۔)) (مسند احمد: ۳۵۷۵)

کہتے تھے (اور آپ سلام کا جواب دیتے تھے)، لیکن جب ہم حبشہ کے علاقے سے واپس آئے اور آپ ﷺ کو سلام کہا تو آپ نے جواب نہ، مجھے تو قریب کی اور دور کی وجوہات نے پکڑ لیا (کہ جواب نہ دینے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے، بالآخر) جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ ﷺ نے سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے نیا حکم کرتا ہے، اب اس سے نیا حکم یہ دیا ہے کہ ہم نماز میں کلام نہ کریں۔''

فوائد: ...... یہ لوگ مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے، پھر جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ بھی حبشہ سے مدینہ پہنچ گئے تھے، اس وقت یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

(۱۸۸۷) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ أُمِّيَاهُ! مَاشَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ؟ قَالَ: فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُونَنِي، لٰكِنِّي سَكَتُّ، فَلَمَّا صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ، وَاللّٰهِ! مَا كَهَرَنِي وَلَا شَتَمَنِي وَلَا ضَرَبَنِي، قَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ هٰذَا، إِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ۔)) أَوْكَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا قَوْمٌ حَدِيثُ عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ وَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ

سیدنا معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، اچانک ایک آدمی نے چھینکا، میں نے اسے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہا، اس وجہ سے لوگ تو مجھے گھورنے لگ گئے، میں نے ان سے کہا: ہائے میری ماں مجھے گم پائے! تم کو کیا ہو گیا ہے کہ میری طرف دیکھ رہے ہو؟ لوگ تو اپنے ہاتھ رانوں پر مارنے لگے، جب میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کروا رہے ہیں (تو میں نے کچھ کہنا چاہا) لیکن میں خاموش ہو گیا، جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے، پس میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کوئی ایسا استاد نہیں دیکھا ہے جو تعلیم میں آپ ﷺ سے اچھا ہو، اللہ کی قسم! نہ آپ نے مجھے جھڑکا، نہ برا بھلا کہا اور نہ مجھے مارا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ نماز ہے، اس میں لوگوں کے کلام سے کوئی چیز بھی درست نہیں ہے، یہ تو صرف تسبیح، تکبیر اور قراءتِ قرآن ہے۔'' یا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگوں کا جاہلیت والا زمانہ قریب ہے، اب

(۱۸۸۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۵۳۷ (انظر: ۲۳۷۶۲)

بِـالْإِ سْلَامِ، وَإِنَّ مِـنَّا قَوْمًا يَأْتُوْنَ الْكُهَّانَ۔ قَـالَ: ((فَلَا تَـأْتُوْهُمْ۔)) قُلْتُ: إِنَّ مِنَّا قَوْمًا يَتَـطَيَّـرُوْنَ، قَالَ: ((ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُوْنَهُ فِيْ صُـدُوْرِهِـمْ فَلَا يَـصُدَّنَّهُمْ۔)) قُلْتُ: إِنَّ مِنَّا قَـوْمًا يَخُطُّوْنَ۔ قَالَ: ((كَانَ نَبِيٌّ يَخُطُّ فَمَنْ وَّافَـقَ خَـطَّـهُ فَـذٰلِكَ۔)) قَـالَ وَكَانَتْ لِيْ جَارِيَةٌ تَرْعٰى غَنَمًا (فَذَكَرَ قِصَّتَهَا)۔ (مسند احمد: ۲۴۱۶۳)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام عطا کیا ہے، تو ہم میں بعض لوگ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جاتے ہیں (اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان کے پاس نہ جایا کرو۔'' میں نے کہا: اور ہم میں کچھ لوگ بری فال لیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ اس چیز کو اپنے دلوں میں محسوس تو کر جاتے ہیں، لیکن یہ ان کو کسی کام سے روکنے نہ پائے۔'' میں نے کہا: ہم میں بعض لوگ لکیریں کھینچتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک نبی خط کھینچتا تھا، جس کا خط اس کے موافق ہوگیا وہ تو درست ہوگا۔'' میں نے کہا: اور میری ایک لونڈی بکریاں چراتی تھی، .... پھر اس کا واقعہ ذکر کیا۔

فوائد: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں کلام کرنا حرام ہے، اس مسئلہ میں اس بات پر تو اہل علم کا اتفاق ہے کہ جان بوجھ کر کلام کرنے والی کی نماز باطل ہو گی، بشرطیکہ اسے اس مسئلہ کا علم ہو۔ البتہ اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے جو بھول کر یا جہالت کی بنا پر نماز میں کلام کرتا ہے، راجح مسلک یہ ہے کہ ایسے شخص کی نماز متاثر نہیں ہو گی، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے۔ اس مسلک کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) مذکورہ بالا سیدنا معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس کے مطابق آپ ﷺ نے جہالت کی وجہ سے کلام کرنے والے کو اس مسئلہ کی تعلیم دی اور اسے نماز دوہرانے کا حکم نہیں دیا، جبکہ اس وقوعہ سے پہلے نماز میں کلام کرنے کی حرمت کا حکم آ چکا تھا۔

(۲) ذوالیدین کے قصے پر مشتمل حدیث، جس کے مطابق آپ ﷺ نے بھول کر ظہر یا عصر کی دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا اور باتیں بھی کیں، لیکن اس کے باوجود مزید صرف دو رکعتیں ہی ادا کیں۔ اگر بھول کر کلام کرنے سے نماز باطل ہو جاتی تو آپ ﷺ پہلی دو رکعتوں کو باطل قرار دے کر از سرِ نو چار رکعت نماز ادا کرتے۔ اس حدیث کی تفصیل سہو والے سجدوں کے ایک باب ''دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دینے والے اور ذوالیدین کے قصے کا بیان'' میں آئے گی۔ یہ واقعہ سات سن ہجری کے بعد پیش آیا، جبکہ دو سن ہجری سے پہلے نماز میں کلام کرنا حرام ہو چکا تھا۔

(۳) قَوْلُهُ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰـهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِيَ الْخَطَأُ وَالنِّسْيَانُ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ۔)) ...... آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا، بھول چوک اور جس پر اس کو مجبور کر دیا جائے، کا گناہ اٹھا دیا ہے۔'' (ابن ماجہ: ۲۰۴۳) لیکن امام ابوحنیفہ اور بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ بھول کر یا جہالت کی وجہ سے کلام کرنے سے نماز باطل ہو جائے گی، انھوں نے اپنے حق میں وہ عام دلائل پیش کیے ہیں، جن کا تذکرہ اس باب میں

ہوا ہے۔لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ جب ان دلائل کے بیان کے بعد والے واقعات میں بھول کر یا جہالت کی وجہ سے کلام کی گئی اور نماز پر بطلان کا حکم نہیں لگایا گیا تو اِن خاص احادیث کی روشنی میں مسئلہ کو سمجھنا چاہیے۔ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اگر کوئی روزے دار رمضان میں بھول کر کھا پی لیتا ہے تو اہل الحدیث کی طرح احناف کے ہاں بھی اس سے روزہ متاثر نہیں ہوتا، حالانکہ نماز میں کلام کرنے کی طرح فرضی روزے کی حالت میں کھانا پینا بھی حرام ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ نماز میں بھول کر یا جہالت کی وجہ سے کلام ہو جائے تو نماز متاثر نہیں ہوگی، وگرنہ باطل ہو جائے گی۔ انسان طبعی طور پر کسی چیز سے بری فال کو محسوس کر جاتا ہے اور اس پر اس کی کوئی گرفت بھی نہیں ہوگی، البتہ ایسا محسوس ہونے کی صورت میں اس کی وجہ سے نقصان سے متاثر ہو کر زندگی کے معمولات کو نہیں روکنا چاہیے۔ حدیثِ مبارکہ کے آخری حصے پر غور کریں کہ ''ایک نبی خط کھینچتا تھا، جس کا خط اس کے موافق ہو گیا وہ درست ہوگا۔'' کا راجح مفہوم یہ ہے کہ موافقت کی صورت میں خط کھینچنا جائز ہوگا، لیکن موافقت یا مخالفت کا علم حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہا، اس لیے اب یہ عمل مطلق طور پر ناجائز ہوگا۔

(۲) بَابُ مَایَقْطَعُ الصَّلَاۃَ
نماز کو توڑ دینے والے امور کا بیان

(۱۸۸۸) عَنْ حُصَیْنِ الْمُزَنِیِّ قَالَ: قَالَ عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ رضی اللہ عنہ عَلَی الْمِنْبَرِ: أَیُّهَا النَّاسُ! إِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((لَا یَقْطَعُ الصَّلَاۃَ إِلَّا الْحَدَثُ، لَا أَسْتَحْیِیْکُمْ مِمَّا لَا یَسْتَحْیِیْ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: وَالْحَدَثُ أَنْ یَفْسُوَ أَوْ یَضْرِطَ۔ (مسند احمد: ۱۱۶٤)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے منبر پر کہا: لوگو! بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''نماز کو حَدَث کے علاوہ کوئی چیز نہیں توڑتی۔'' میں اس چیز سے تم سے شرم محسوس نہیں کرتا، جس سے رسول اللہ ﷺ نہیں شرماتے تھے، حَدَث یہ ہے کہ بندہ پھسکی چھوڑے یا گوز مارے۔

(۱۸۸۹) عَنْ حُمَیْدِ بْنِ هِلَالٍ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الصَّامِتِ عَنْ أَبِی ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَقْطَعُ صَلَاۃَ الرَّجُلِ إِذَا لَمْ یَکُنْ بَیْنَ یَدَیْهِ کَآخِرَۃِ الرَّحْلِ

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نمازی کے سامنے کجاوے کی پچھلی لکڑی (جتنی بلند) کوئی چیز نہ ہو تو عورت، گدھا اور سیاہ کتا اس کی نماز کو توڑ دیتے ہیں۔'' عبد اللہ بن صامت نے کہا: سرخ کتے میں سے سیاہ

(۱۸۸۸) تخریج: حسن لغیره، وهذا اسناد ضعیف لضعف حبان بن علی، وحصین المزنی لم یرو عنه غیر ضرار بن مرة، وقال ابن معین: لا اعرفه، وذکره ابن حبان فی "الثقات" أخرجه الطبرانی فی "الاوسط": ۱۹۸٦، والبیهقی: ۱/ ۲۲۰ (انظر: ۱۱٦٤)

(۱۸۸۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۵۱۰ (انظر: ۲۱۳۲۳)

الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ۔)) قُلْتُ: مَا بَالُ الْأَسْوَدِ مِنَ الْأَحْمَرِ؟ قَالَ: اِبْنَ أَخِي! سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي، فَقَالَ: ((اَلْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ۔)) (مسند احمد: ٢١٦٤٩)

کتے (کو مخصوص کرنے) کا کیا معاملہ ہے؟ انھوں نے کہا: بھتیجے! جس طرح تو نے مجھ سے سوال کیا، اسی طرح میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا، پس آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔''

فوائد: …… باب ''نمازی کے آگے سترہ رکھنے اور اس کے پیچھے سے گزرنے کا حکم'' سترہ کی مقدار اور موضوع پر تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔

(١٨٩٠) عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ إِلَّا الْحِمَارَ وَالْكَافِرَ وَالْكَلْبَ وَالْمَرْأَةَ۔)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ قُرِنَّا بِدَوَابِّ سُوْءٍ ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٥٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کی نماز کو گدھے، کافر، کتے اور عورت کے علاوہ کوئی چیز نہیں توڑتی۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ ہمیں تو برے جانوروں کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔

فوائد: …… یہ روایت ضعیف ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی اور محفوظ روایت اگلی حدیث کے بعد آ رہی ہے۔

(١٨٩١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ (زَادَ فِيْ رِوَايَةِ الْحَائِضُ) وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ۔)) (مسند احمد: ٢٠٨٤٨)

سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حائضہ عورت، گدھا اور کتا نماز کو توڑ دیتے ہیں۔''

(١٨٩٢) عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ بَلَغَهَا أَنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ: إِنَّ الصَّلَاةَ يَقْطَعُهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ۔ قَالَتْ: أَلَا أَرَاهُمْ قَدْ عَدَلُوْنَا بِالْكِلَابِ وَالْحُمُرِ رُبَمَا رَأَيْتُ

اسود کہتے ہیں: جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پہنچی کہ لوگ کہتے ہیں کہ کتا، گدھا اور عورت نماز کو توڑ دیتے ہیں تو وہ کہنے لگیں: کیا میں لوگوں کو اس طرح نہیں دیکھ رہی کہ انھوں نے ہمیں کتوں اور گدھوں کے برابر کر دیا ہے، حالانکہ بسا اوقات

(١٨٩٠) تخريج: اسناده ضعيف، وفي متنه نكارة، راشد بن سعد المقرئي الحبراني كثير الارسال وقد عنعن في روايته عن عائشة، وضعفه الدارقطني (انظر: ٢٤٥٤٦)

(١٨٩١) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ٩٥١ (انظر: ١٦٧٩٧، ٢٠٥٧٢)

(١٨٩٢) تخريج: ذكره الامام احمد في عدة اماكن مطولا ومختصرا۔ أخرجه البخاري: ٣٨٣، ٣٨٤، ٥١٥، ٥١٩، ومسلم: ٥١٢، ٧٤٤ (انظر: ٢٤٠٨٨، ٢٤١٥٣)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ وَأَنَا عَلَى السَّرِيْرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَتَكُوْنُ لِيَ الْحَاجَةُ فَأَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلِ السَّرِيْرِ كَرَاهِيَةَ أَنْ أَسْتَقْبِلَهُ بِوَجْهِيْ۔ (مسند احمد: ٢٤٦٥٤)

ایسے ہوتا تھا کہ آپ ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں آپ اور قبلہ کے درمیان چارپائی پر لیٹی ہوتی تھی، جب مجھے کوئی ضرورت پڑتی تو چارپائی کی پاؤں والی طرف سے کھسک جاتی، اس چیز کو ناپسند کرتے ہوئے کہ میں اپنا چہرہ آپ ﷺ کے سامنے کروں۔

(١٨٩٣) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: بِئْسَمَا عَدَلْتُمُوْنَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ، قَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ غَمَزَ يَعْنِيْ رِجْلِيْ فَضَمَمْتُهَا إِلَيَّ ثُمَّ يَسْجُدُ۔ (مسند احمد: ٢٤٦٧٠)

(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: بری بات ہے کہ تم نے ہمیں کتے اور گدھے کے برابر کردیا، حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ میں آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھی اور جب آپ سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو میری ٹانگ دباتے تھے، پس میں اس کو اپنی طرف کھینچ لیتی پھر آپ سجدہ کرتے۔

فوائد: ...... بلا شک وشبہ آپ ﷺ سے یہ روایت ثابت ہے کہ کتا، گدھا اور عورت نماز کو کاٹ دیتے ہیں، صرف اس باب کے مطابق چار صحابہ نے اس کو بیان کیا ہے، لیکن یہ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم میں نہیں تھی، اس پر مستزاد یہ کہ انھوں نے چارپائی سے کھسک جانے اور ٹانگ کو پیچھے کھینچ لینے سے عورت کا سامنے سے گزر جانے کا استدلال کیا، حالانکہ اس سے گزرنا لازم نہیں آتا، اگر یہ گزرنا ہوتا تو قطعی طور پر آپ ﷺ اس کی اجازت نہ دیتے، جیسا کہ دوسری قولی اور فعلی احادیث سے اندازہ ہوتا ہے۔

(١٨٩٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعًا: يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَالْمَرْأَةُ الْحَائِضُ۔ (مسند احمد: ٣٢٤١)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کتا، اور حائضہ عورت نماز کو توڑ دیتے ہیں۔''

(١٨٩٥) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ وَالْحِمَارُ۔)) (مسند احمد: ٧٩٧٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عورت، کتا اور گدھا نماز کو توڑ دیتے ہیں۔''

(١٨٩٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٥١٩، ومسلم: ٧٤٤، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢٤١٦٩)

(١٨٩٤) تخريج: اسناده على شرط الشيخين۔ أخرجه ابوداود: ٧٠٣، وابن ماجه: ٩٤٩، والنسائي: ٢/ ٦٤ (انظر: ٣٢٤١)

(١٨٩٥) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه الحاكم: ١/ ٤٩٩، وابونعيم: ٩/ ٢٢٣ (انظر: ٧٩٨٣)

فوائد: ...... یہ اس موضوع سے متعلقہ مختلف احادیثِ مبارکہ ہیں، درج ذیل حدیث بھی ذہن نشین کر لیں: سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تو پالان کی پچھلی لکڑی جتنی اونچی چیز اس کے لیے سترہ بن سکتی ہے، اگر اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کی (اونچائی) جتنی کوئی چیز نہ ہو تو گدھا، عورت اور کالا کتا اس کی نماز کو کاٹ دیں گے۔'' (صحیح مسلم: ۵۱۰) اس میں کوئی شک نہیں کہ دیگر مثالوں کی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے انکار والی روایت کو ان کی لاعلمی پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ مثبت کو منفی پر مقدم کیا جاتا ہے اور کئی صحابہ کرام یہ حدیث بیان کرنے والے موجود ہیں کہ گدھا، کتا اور عورت نماز کاٹ دیتے ہیں۔ بہرحال ان احادیث کے مختلف مفاہیم بیان کیے گئے ہیں، غور فرمائیں، پہلے اقوال نقل کرتے ہیں: امام نووی نے ''الخلاصۃ'' میں کہا: جمہور نے مختلف احادیث میں جمع و تطبیق کی صورت پیش کرتے ہوئے کہا کہ نماز کو کاٹنے سے مراد اس کے خشوع کو ختم کرنا ہے۔ سیدنا علی، سیدنا عثمان اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم کا خیال ہے کہ نمازی کے سامنے سے گزر جانے والی کوئی چیز اس کی نماز کو نہیں کاٹ سکتی۔ امام مالک، امام شافعی اور اصحاب الرائے کا بھی یہی مسلک ہے۔ جبکہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور حسن بصری اس طرف گئے ہیں کہ عورت، گدھا اور کتا واقعی نماز کو کاٹ دیتے ہیں، حسن بصری نے بطور دلیل یہ حدیث پیش کی: آپ ﷺ نے فرمایا: ((یَقْطَعُ صَلَاۃَ الرَّجُلِ اِذَا لَمْ یَکُنْ بَیْنَ یَدَیْہِ قِیْدُ آخِرَۃِ الرَّحْلِ، اَلْحِمَارُ وَالْکَلْبُ الْاَسْوَدُ وَالْمَرْاَۃُ)) یعنی: ''اگر نمازی کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز نہ ہو تو گدھا، کالا کتا اور عورت اس کی نماز کو کاٹ دیتے ہیں۔'' سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول مروی ہے کہ حائضہ عورت اور کالا کتا نماز کو قطع کر دیتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور امام احمد اور امام اسحاق کا خیال یہ ہے صرف کالے کتے سے نماز متاثر ہوتی ہے۔ یہ مختلف اقوال ہیں، اس ضمن میں درج ذیل حدیث بھی قابل غور ہے: سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا یَقْطَعُ الصَّلَاۃَ شَیْءٌ، وَادْرَؤُوْا مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَاِنَّمَا ھُوَ شَیْطَانٌ۔)) یعنی: ''کوئی چیز نماز کو نہیں کاٹ سکتی اور جتنی طاقت رکھتے ہو، (گزرنے والے کو) ہٹاؤ، کیونکہ وہ شیطان ہوتا ہے۔''

(ابوداود: ۷۱۹) اس کی سند میں مجالد بن سعید سیء الحفظ ہے، لیکن درج ذیل روایات سے اس کو قوت ملتی ہے:

(۱) سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا یَقْطَعُ الصَّلَاۃَ شَيْءٌ۔)) یعنی: ''کوئی چیز نماز کو نہیں کاٹتی۔'' (طبرانی: ۷۶۸۸، دارقطنی: ۱/ ۳۶۸) اس کی سند میں عُفَیر بن معدان ضعیف ہے۔

(۲) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا یَقْطَعُ صَلَاۃَ الْمَرْءِ امْرَاَۃٌ، وَلَا کَلْبٌ، وَلَا حِمَارٌ۔)) یعنی: ''آدمی کی نماز کو نہ عورت کاٹتی ہے، نہ کتا اور نہ گدھا۔'' (دارقطنی: ۱/ ۳۶۸)

(۳) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا یَقْطَعُ الصَّلَاۃَ شَیْءٌ۔)) یعنی: ''کوئی چیز نماز کو قطع نہیں کرتی۔'' (دارقطنی: ۱/۳۶۷) ان روایات میں بھی ضعف موجود ہے۔

(۴) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جو چیز نمازی کے سامنے سے گزرتی ہے، وہ اس کی نماز نہیں کاٹتی۔ (مؤطا

امام مالك: ١/ ١٥٦، سنده صحیح علی شرط الشیخین)

(۵) سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما نے کہا: کوئی چیز نماز کو قطع نہیں کرتی، البتہ حسبِ استطاعت (گزرنے والی چیزوں) کو پیچھے ہٹاؤ۔(ابن ابی شیبہ: ١/ ٢٨٠، سنده صحیح) (انظر: ٣٢٤١، ٧٩٨٣)معلوم ایسے ہوتا ہے کہ ''حائضہ عورت، کتے اور گدھے کے نماز کاٹ دینے'' سے مراد یہ ہے کہ اس کے خشوع اور اجروثواب میں کمی آجاتی ہے، اس تاویل کی وجہ درج بالا احادیث کے ساتھ ساتھ درج ذیل حدیث بھی ہے۔

سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ۔)) (ابوداود: ٦٩٥، والنسائی: ٢/ ٦٢، مسند احمد ١٦٠٩٠) یعنی: ''جب تم میں سے کوئی سُترے کی طرف نماز پڑھے تو وہ اس کے قریب ہو جائے تا کہ شیطان اس پر اس کی نماز قطع نہ کرے۔'' اس حدیث میں بھی قطع کرنے سے مراد خشوع وخضوع اور اجر وثواب میں کمی ہے، تو جب خود شیطان کے گزرنے سے نماز قطع نہیں ہوتی تو جن چیزوں کو شیطان کے مشابہ قرار دیا گیا ہے، ان کی وجہ سے بھی نماز منقطع نہیں ہونی چاہیے۔خلاصۂ کلام یہ ہے کہ نمازی کو سترہ کا اہتمام کرنا چاہیے، ہم باب ''نمازی کے آگے سترہ رکھنے اور اس کے پیچھے سے گزرنے کا حکم'' میں اس کی مکمل وضاحت کر چکے ہیں، لیکن اگر نمازی کے سامنے سے حائضہ عورت، گدھا یا کتا گزر جاتا ہے تو اس کے خشوع اور ثواب میں کمی آجاتی ہے۔

مولفِ فوائد حفظہ اللہ نے خود ذکر کیا ہے کہ چار صحابہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ عورت، کتے اور گدھے کے نمازی کے آگے سے گزر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نماز نہ ٹوٹنے کے حوالہ سے فہم اور استدلال کی مولف نے تردید کی ہے۔نماز نہ ٹوٹنے کے متعلق جو روایات پیش کی گئی ہیں وہ سب ضعیف ہیں۔

ابن عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے اقوال آخر میں ذکر کیے گئے ہیں، وہ اگر سنداً ثابت بھی ہوں تو وہ ہمارے لیے حجت نہیں ہیں۔ پھر یہ اقوال صحیح احادیث کے مخالف ہیں۔ آخر میں سہل بن ابی حثمہ کی حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ جب شیطان کے آگے سے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی تو شیطان کے مشابہ چیز کے گزرنے سے نماز کیسے ٹوٹے گی۔ حالانکہ اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ نمازی ستر کے قریب ہو کر نماز پڑھے تا کہ وہ آدمی کی نماز توڑ نہ دے۔(ترجمہ بھی اسی طرح کیا گیا ہے) اس حدیث میں سترہ کے قریب نہ ہونے کی نماز کے قطع ہونے کا اشارہ مل رہا ہے، نہ کہ نماز کے قطع نہ ہونے کی بات۔ بہر حال صحیح صریح مرفوع روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت، کتے اور گدھے کے نمازی کے آگے سے گزرنے سے نماز قطع ہو جاتی ہے۔(عبداللہ رفیق)

(۳) بَابُ مَاجَاءَ فِيْ عَقْصِ الشَّعْرِ وَالْعَبَثِ بِالْحَصٰی وَالنَّفْخِ فِي الصَّلَاةِ
نماز میں بال باندھنے، کنکریوں سے کھیلنے اور پھونکنے کا بیان

(۱۸۹۶) عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُصَلِّيْ وَرَأْسُهُ مَعْقُوْصٌ مِنْ وَرَائِهِ فَقَامَ وَرَائَهُ وَجَعَلَ يَحُلُّهُ وَأَقَرَّ لَهُ الْآخَرُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: مَالَكَ وَرَأْسِيْ؟ قَالَ: إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّمَا مَثَلُ هٰذَا كَمَثَلِ الَّذِيْ يُصَلِّيْ وَهُوَ مَكْتُوْفٌ۔)) (مسند احمد: ۲۷٦٧)

کریب کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن حارث کو اس حالت میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ ان کے سر کے بال پیچھے سے بندھے ہوئے تھے، وہ ان کے بال کھولنے لگے اور انھوں نے بھی ان کو ایسا کرنے پر برقرار رکھا۔ لیکن وہ (نماز کے بعد) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ پر متوجہ ہوئے اور کہا: آپ کو میرے سر کے ساتھ کیا تھا؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص اس طرح کر کے نماز پڑھتا ہے، اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جو اس حال میں نماز ادا کرتا ہے کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں۔''

فوائد: ......مرفوع حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس طرح ہاتھ سجدہ کرتے ہیں، اسی طرح بال بھی سجدہ کرتے ہیں، جس طرح ہاتھوں کا بندھا ہوا ہونا مناسب نہیں، اسی طرح بالوں کا بندھا ہوا ہونا بھی نامناسب ہے۔

(۱۸۹۷) عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ (مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ) قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَشَعْرُهُ مَعْقُوْصٌ۔ (مسند احمد: ۲۷۷۲٦)

مولائے رسول اللہ سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کے بال باندھے ہوئے ہوں۔

فوائد: ......امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: قدیم عربوں کی یہ طبعی عادت تھی کہ جن کے لمبے بال ہوتے تھے، وہ ان کو اکٹھا کر کے باندھ لیتے تھے، اب بھی بعض علاقوں میں کچھ لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے نماز کی حالت میں اس طرح کرنے سے منع کر دیا اور بالوں کو کھولنے کا حکم دیا تا کہ سجدہ کی ادائیگی بدرجۂ اتم ہو سکے۔ (صحیحہ: ۲۳۸٦)

(۱۸۹۸) عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمَعَاوِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَقَلَبْتُ الْحَصٰی، فَقَالَ: لَا تَقْلِبِ الْحَصٰی فَإِنَّهُ مِنَ

علی بن عبدالرحمٰن معاوی کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز پڑھی اور نماز میں کنکریوں کو الٹ پلٹ کیا، انہوں نے کہا: کنکریوں کو الٹ پلٹ نہ کرو، کیونکہ ایسا

(۱۸۹٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٩٢ (انظر: ٢٧٦٧)

(۱۸۹۷) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ١٠٤٢ (انظر: ٢٣٨٥٦، ٢٧١٨٤)

(۱۸۹۸) تخريج: أخرجه بنحوه مسلم: ٥٨٠ (انظر: ٤٥٧٥)

الشَّيْطَانِ وَلٰكِنْ كَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ ﷺ يَفْعَلُ، كَانَ يُحَرِّكُهُ هٰكَذَا، قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ يَعْنِي مَسْحَةً۔ (مسند احمد: ٤٥٧٥)

کرنا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، البتہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اس طرح حرکت دے لیتے تھے۔ امام ابوعبداللہ احمد نے کہا: یعنی ایک دفعہ

فوائد: ......اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ کو ضرورت ہوتی تو ایک دفعہ ہاتھ مار کر ان کو درست یا صاف کر لیتے تھے۔ آنے والے تیسری روایت میں اسی مسئلہ کا بیان ہے۔

(١٨٩٩) عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصٰى (وَفِي رِوَايَةٍ) فَلَا يُحَرِّكِ الْحَصٰى، أَوْ لَا يَمَسَّ الْحَصٰى۔ (مسند احمد: ٢١٦٥٦)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہو تو کنکریوں کو صاف نہ کرے یا ان کو حرکت نہ دے یا ان کو نہ چھوئے، کیونکہ رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے۔''

(١٩٠٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ مَسْحِ الْحَصٰى فَقَالَ: ((وَاحِدَةً، وَلَئِنْ تُمْسِكْ عَنْهَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ مِائَةِ بَدَنَةٍ كُلُّهَا سُوْدُ الْحَدَقَةِ (زَادَفِي رِوَايَةٍ) فَإِنْ غَلَبَ أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ فَلْيَمْسَحْ مَسْحَةً وَاحِدَةً)) (مسند احمد: ١٤٢٥٣)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے کنکریوں کو چھونے کے بارے سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مرتبہ کر لو، اور اگر اس سے بھی رک جاؤ تو یہ تمہارے لیے سیاہ آنکھوں والے سو اونٹوں سے بہتر ہے اور اگر تم میں سے کسی پر شیطان غالب آ جائے تو وہ ایک دفعہ صاف کر لیا کرے۔''

فوائد: ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ (سورۂ بقرہ: ٢٣٨) یعنی: ''نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے فرمانبردار ہو کر کھڑے رہا کرو۔'' عاجزی و انکساری اور خشوع و خضوع کا تعلق نمازی کے دل و دماغ اور ظاہری جسم دونوں سے ہے، نماز میں جسم پر بھی خوف و خشیت کے آثار نمایاں ہونے چاہئیں اور فضول حرکات و سکنات سے پرہیز کرنا چاہیے۔ بعض نمازی طبعی طور پر سر میں خارش کرنے، داڑھی کے بالوں کو چھیڑنے، ناک میں انگلی ڈالنے اور کپڑوں اور بالوں کو سنوارنے کے عادی ہوتے ہیں۔ یہ حدیثِ مبارکہ اس امر میں واضح دلیل ہے کہ نمازی کو فضول حرکات سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے، ہاں اگر واقعی کوئی ضرورت محسوس ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(١٨٩٩) تخريج: اسناده محتمل للتحسين۔ أخرجه ابوداود: ٩٤٥، وابن ماجه: ١٠٢٧، والترمذي: ٣٧٩، والنسائي: ٣/ ٦ (انظر: ٢١٣٣٠)

(١٩٠٠) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شرحبيل بن سعد الخطمي لیکن یہ حدیث شاہد کی بنا پر صحیح ہے، ملاحظہ ہو سلسلہ احادیث صحیحہ: ٣٠٦٢ أخرجه ابن ابي شيبة: ٢/ ٤١١، وابن خزيمة: ٨٩٧ (انظر: ١٤٢٠٤)

(۱۹۰۱) عَنْ مُعَيْقِيبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ الْمَسْحُ فِي الْمَسْجِدِ يَعْنِي الْحَصَى فَقَالَ: ((إِنْ كُنْتَ لَابُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً۔)) (مسند احمد: ۲٤۰۰۹)

سیدنا معیقیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ سجدہ گاہ میں کنکریوں کو چھونا کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ضروری کرنا ہی ہو تو ایک دفعہ کر لیا کر۔''

(۱۹۰۲)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ: ((إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً۔)) (مسند احمد: ۲٤۰۱۱)

(دوسری سند) جو آدمی سجدے والی جگہ سے مٹی صاف کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''اگر تو نے کرنا ہی ہے تو ایک دفعہ کر لیا کر۔''

(۱۹۰۳) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ فَآخُذُ قَبْضَةً مِنْ حَصًى فِي كَفِّي لِتَبْرُدَ حَتّٰى أَسْجُدَ عَلَيْهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ (وَفِي رِوَايَةٍ) فَأَجْعَلُهَا فِي يَدِي الْأُخْرٰى حَتّٰى تَبْرُدَ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ۔ (مسند احمد: ۱٤٥٦۱)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھتا تھا، گرمی کی شدت کی وجہ سے میں مٹھی بھر کنکریاں اپنی ہتھیلی میں پکڑ لیتا تا کہ وہ ٹھنڈی ہو جائیں اور پھر میں ان پر سجدہ کر سکوں۔ ایک روایت میں ہے: گرمی کی شدت کی وجہ سے میں ان کو دوسرے ہاتھ میں کر لیتا تا کہ وہ ٹھنڈی ہو جائیں۔

فوائد: ...... سبحان اللہ! یہ صحابہ کرام کا ایمان تھا کہ دوپہر کی سخت گرمی اور تپتی زمین کی وجہ سے ان کی نمازیں متاثر نہیں ہوتی تھیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی اپنی تکلیف کو دور کرنے کے لیے اس قسم کا کام کر سکتا ہے۔

(۱۹۰٤) عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ (زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ) فَدَخَلَ عَلَيْهَا ابْنُ أَخٍ لَهَا فَصَلّٰى فِي بَيْتِهَا رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا سَجَدَ نَفَخَ التُّرَابَ، فَقَالَتْ لَهُ أُمُّ سَلَمَةَ: اِبْنَ أَخِي! لَا تَنْفُخْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ

ابو صالح کہتے ہیں: میں زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، جبکہ ان کے پاس ان کا ایک بھتیجا بھی آ گیا تھا، اس نے ان کے گھر میں دو رکعت نماز پڑھی، جب اس نے سجدہ کیا تو مٹی کو پھونک ماری، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اسے کہا: بھتیجے! پھونک نہ مار، کیونکہ آپ ﷺ کے یسار نامی غلام نے پھونک

(۱۹۰۱) تخریج: أخرجه مسلم: ٥٤٦ (انظر: ۲۳٦۰۹)
(۱۹۰۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۲۳٦۱۲)
(۱۹۰۳) تخریج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۹۹، وأخرج النسائی بنحوه: ۲/ ۲۰٤ (انظر: ۱٤٥۰۷)
(۱۹۰٤) تخريج: اسناده ضعيف، سعيد بن عثمان لم نقف له على ترجمة۔ أخرجه الترمذی: ۳۸۱ وفی سنده ابو حمزه ميمون الاعور ضعيف (انظر: ۲٦٥۷۲، ۲٦۷٤٤)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِغُلَامٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ يَسَارٌ وَنَفَخَ: ((تَرِّبْ وَجْهَكَ لِلّٰهِ)) (مسند احمد: ٢٧١٠٧)

ماری اور آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اللہ کے لئے اپنے چہرے کو مٹی لگنے دے۔''

فوائد: ...... تمام احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں، ان کا لب لباب یہ ہے کہ ضرورت کے علاوہ نماز میں کوئی زائد حرکت اور فعل نہیں کرنا چاہیے۔ ان احادیث سے یہ استدلال کرنا درست ہے کہ عینک والے حضرات کو نماز شروع کرنے سے پہلے عینک اتار کر رکھ لینی چاہیے، نہ کہ سجدے کی طرف جھکتے ہوئے، اسی طرح موبائل وغیرہ نماز شروع کرنے سے پہلے بند کرنا چاہیے، تاکہ دوران نماز زائد حرکات سے بچا جا سکے۔ علی ہذا القیاس۔

(١٩٠٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (ابْنِ الْعَاصِ) ؓ يَصِفُ صَلَاةَ النَّبِيِّ ﷺ فِي كُسُوْفِ الشَّمْسِ قَالَ .... وَجَعَلَ يَنْفُخُ فِي الْأَرْضِ وَيَبْكِي وَهُوَ سَاجِدٌ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَجَعَلَ يَقُوْلُ: ((رَبِّ لِمَ تُعَذِّبُهُمْ وَأَنَا فِيهِمْ، رَبِّ لِمَ تُعَذِّبُنَا وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ۔)) فَرَفَعَ رَأْسَهُ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، الْحَدِيثَ۔ (مسند احمد: ٦٤٨٣)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ سورج گرہن کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی نماز کی کیفیت بیان کرتے کہا: .... پھر آپ ﷺ نے دوسری رکعت میں سجدے کی حالت میں زمین پر پھونک مارنا، رونا اور یہ کہنا شروع کر دیا: ''رَبِّ لِمَ تُعَذِّبُهُمْ وَأَنَا فِيهِمْ، رَبِّ لِمَ تُعَذِّبُنَا وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ۔'' (اے میرے ربّ! تو ان کو کیوں عذاب دیتا ہے، جب کہ میں ان میں موجود ہوں، تو ہمیں کیوں عذاب دیتا ہے، جبکہ ہم تجھ سے بخشش طلب کر رہے ہیں)۔'' جب آپ ﷺ نے سر اٹھایا تو سورج صاف ہو چکا تھا، ......۔ الحدیث

فوائد: ...... معلوم ہوا کہ اس طرح پھونک مارنے سے نماز متاثر نہیں ہوتی۔ نیز اس دعا سے پتہ چلا کہ سجدے میں دعا اور تسبیح کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ سے خطاب کیا جا سکتا ہے۔

(۴) بَابُ مَاجَاءَ فِي الضِّحْكِ وَالْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ وَتَفْقِيعِ الْأَصَابِعِ وَتَشْبِيكِهَا

نماز میں ہنسنے، اِدھر اُدھر متوجہ ہونے، انگلیوں کے پٹاخے نکالنے اور ان میں تشبیک ڈالنے کا بیان

(١٩٠٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلَاثٍ وَنَهَانِي عَنْ ثَلَاثٍ، أَوْصَانِي بِالْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ، وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيْ

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین چیزوں کا حکم دیا اور تین چیزوں سے منع فرمایا، مجھے (حکم دیتے ہوئے) یہ وصیت فرمائی کہ میں سونے سے پہلے وتر پڑھ لوں، ہر ماہ میں تین روزے رکھوں اور چاشت کی دو رکعت پڑھا

(١٩٠٥) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه مطولا و مختصرا ابوداود: ١١٩٤، والنسائي: ٣/ ١٤٩ (انظر: ٦٤٨٣)

(١٩٠٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف يزيد بن ابى زياد الهاشمى۔ أخرجه الطيالسى: ٢٥٩٣ (انظر: ٧٥٩٥)

الضُّحٰی۔ قَالَ: وَنَهَانِیْ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ وَإِقْعَاءٍ كَإِقْعَاءِ الْقِرْدِ، وَنَقْرٍ كَنَقْرِ الدِّيْكِ۔ (مسند احمد: ۷۵۸۵)

کروں۔ اور آپ ﷺ نے مجھے (نماز میں) اِدھر اُدھر متوجہ ہونے، بندر کے بیٹھنے کی طرح بیٹھنے اور مرغ کی طرح ٹھونگے مارنے سے منع کیا۔

(۱۹۰۷) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ وَنَهَانِیْ عَنْ نَقْرَةٍ كَنَقْرَةِ الدِّيْكِ، وَإِقْعَاءٍ كَإِقْعَاءِ الْكَلْبِ وَالْتِفَاتٍ كَالْتِفَاتِ الثَّعْلَبِ۔ (مسند احمد: ۸۰۹۱)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: اور آپ نے مجھے مرغ کی طرح ٹھونگے مارنے سے، کتے کی طرح بیٹھنے سے اور لومڑ کی طرح جھانکنے سے منع فرمایا۔

فوائد: ...... یہ حدیث اگر چہ ضعیف ہے، لیکن اس میں بیان کردہ احکام دوسری احادیث میں ثابت ہیں۔ ٹھونگے مارنے سے مراد سجدہ کرتے وقت کی جلد بازی ہے، اور کتے یا لومڑ کی بیٹھک سے مراد "اِقْعَاء" کی ممنوع صورت ہے۔ ذہن نشین رہے کہ نماز میں "اِقْعَاء" کی دو صورتیں ہیں، ایک صورت ناجائز ہے اور ایک جائز۔ "اِقْعَاء" کی ناجائز صورت: پنڈلیوں اور رانوں کو کھڑا کر کے سرینوں پر بیٹھنا اور ہاتھ زمین پر رکھنا۔ اس حدیث میں اسی صورت سے منع کیا جا رہا ہے۔ "اِقْعَاء" کی جائز صورت: نماز میں دو سجدوں کے درمیان نمازی کا اپنے پاؤں کھڑے کر کے سرینوں کو اپنی ایڑیوں پر رکھنا۔ یہ صورت مسنون ہے۔ "أَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ" میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

(۱۹۰۸) عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيْهِ ‎رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَلضَّاحِكُ فِی الصَّلَاةِ وَالْمُلْتَفِتُ وَالْمُفَقِّعُ أَصَابِعَهُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ)) (مسند احمد: ۱۵۷۰۶)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "نماز میں ہنسنے والا، جھانکنے والا اور اپنی انگلیوں کے پٹاخے نکالنے والا ایک درجہ کے لوگ ہیں۔"

فوائد: ...... اگر چہ یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن دیگر عام اور مطلق دلائل سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ مکروہ اور ناپسندیدہ امور ہیں۔

(۱۹۰۹) عَنْ أَبِی ذَرٍّ ‎رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ فِی صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ، فَإِذَا صَرَفَ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی نماز کی طرف متوجہ رہتے ہیں، جب تک وہ ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتا، پس جب وہ چہرہ

(۱۹۰۷) تخریج: اسناده ضعيف لضعف شريك بن عبد الله النخعي ويزيد بن ابی زياد الهاشمی، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۸۱۰۶)

(۱۹۰۸) تخریج: اسناده ضعيف، لضعف زبان بن فائد، وسهل بن معاذ فی رواية زبان عنه، وابن لهيعة ضعيف ايضا۔ أخرجه والطبرانی فی "الكبير": ۲۰/ ۴۱۹، والدار قطنی: ۱/ ۱۷۵ (انظر: ۱۵۶۲۱)

(۱۹۰۹) تخریج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ۹۰۹، والنسائی: ۳/ ۸ (انظر: ۲۱۵۰۸)

وَجْهَهُ انْصَرَفَ عَنْهُ)) (مسند احمد: ٢١٨٤٠)

پھیرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے پھر جاتے ہیں۔''

(١٩١٠) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ التَّلَفُّتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: ((اِخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ.)) (مسند احمد: ٢٤٩١٦)

سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز میں جھانکنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''یہ تو اچکنا ہے، جسے شیطان بندے کی نماز سے اچک لیتا ہے۔''

(١٩١١) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ؓ مَرْفُوعًا: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِيَّاكُمْ وَالْإِلْتِفَاتَ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِلْمُلْتَفِتِ، فَإِنْ غُلِبْتُمْ فِي التَّطَوُّعِ فَلَا تُغْلَبُنَّ فِي الْفَرَائِضِ)) (مسند احمد: ٢٨٠٤٥)

سیدنا ابو درداء ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'اے لوگو! التفات سے بچو، کیونکہ التفات کرنے والے کی کوئی نماز نہیں ہے، اگر تم نفلی نماز میں مغلوب ہو جاؤ (تو دیکھ لیا کرو) بہرحال فرائض میں ہرگز مغلوب نہ ہونا۔''

فوائد: ......قیام کے دوران نمازی کا سر جھکا ہوا ہو اور اس کی نگاہ سجدہ گاہ پر ہو، جیسا سنن بیہقی اور مستدرک حاکم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونا، ان احادیث سے اس چیز کے حکم کا اندازہ ہو جاتا ہے، جب تک بندہ قبلہ رخ رہتا ہے، اس وقت تک ادھر ادھر دیکھنا مکروہ ہے اور نماز کے اجر و ثواب میں کمی آ جاتی ہے، لیکن اگر کوئی نمازی اتنا پھر جاتا ہے کہ وہ قبلہ رخ ہی نہیں رہتا، جبکہ اس کا عذر بھی کوئی نہیں ہوتا، تو اس کی نماز باطل ہو جائے اور وہ دوبارہ نماز شروع کرے گا۔ ذہن نشیں رہے کہ ضرورت کے وقت نماز میں ادھر ادھر دیکھنا جائز ہے، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی سیدنا سہل بن حنظلیہ ؓ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نماز فجر میں گھاٹی کی طرف متوجہ ہو کر دیکھتے تھے، سنن ابی داود کی روایت کے مطابق اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے گھاٹی کی طرف رات کے پہرے کے لیے ایک گھوڑ سوار بھیجا ہوا تھا۔ اسی طرح صحیح بخاری کی سیدنا سہل بن سعد ساعدی ؓ کی روایت کے مطابق سیدنا ابو بکر صدیق ؓ نے لوگوں کے تالیاں بجانے کی وجہ سے نماز میں پیچھے دیکھا تھا، پھر وہ پیچھے ہٹ آئے تھے اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ گئے تھے۔

(١٩١٢) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ ؓ قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَقَدْ شَبَّكْتُ بَيْنَ أَصَابِعِي، فَقَالَ لِي:

سیدنا کعب بن عجرہ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مجھ پر مسجد میں داخل ہوئے جبکہ میں نے اپنی انگلیوں کے درمیان تشبیک کی ہوئی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:

(١٩١٠) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه البخاري: ٧٥١، ٣٢٩١ (انظر: ٢٤٤١٢، ٢٤٧٤٦)

(١٩١١) تخريج: اسناده ضعيف، ميمون ابو محمد المرائي التميمي ذكره الذهبي في "الميزان" فقال: ميمون ابو محمد شيخ، حدث عنه محمد بن بكر البرساني، لايعرف۔ (انظر: ٢٧٤٩٧)

(١٩١٢) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابوداود: ٥٦٢، وابن ماجه: ٩٦٧ (انظر: ١٨١٠٣، ١٨١١٥)

((يَا كَعْبُ! إِذَا كُنْتَ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا تُشَبِّكْ بَيْنَ أَصَابِعِكَ فَأَنْتَ فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتَ الصَّلَاةَ)) (مسند احمد: ١٨٣١٠)

''کعب! جب تو مسجد میں ہو تو اپنی انگلیوں کے درمیان تشبیک نہ ڈالا کر، کیونکہ جب تک تو نماز کی انتظار میں رہے گا، نماز میں ہی ہو گا۔''

(١٩١٣) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَطَهَّرُ رَجُلٌ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ إِلَّا كَانَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يَقْضِيَ صَلَاتَهُ، وَلَا يُخَالِفُ أَحَدُكُمْ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ.)) (مسند احمد: ١٨٢٩٢)

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی بھی گھر میں وضو کر کے صرف نماز کے لیے (مسجد کی طرف) نکلتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے، جب تک نماز پوری نہیں کر لیتا، اور تم سے کوئی نماز میں اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان مخالفت نہ کرے (یعنی تشبیک نہ ڈالے)۔''

فوائد: ......تشبیک: ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں مضبوطی کے ساتھ داخل کرنا۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ تشبیک اس وقت منع ہے، جب آدمی نماز کے قصد سے مسجد کی طرف جا رہا ہو، یا نماز کا انتظار کر رہا ہو یا نماز ادا کر رہا ہو۔ ان صورتوں کے علاوہ کئی مقامات پر آپ ﷺ سے تشبیک کرنا ثابت ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ذوالیدین رضی اللہ عنہما والی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا اور مسجد میں پڑی ہوئی ایک لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے، جب کہ آپ ﷺ نے تشبیک کی ہوئی تھی۔ (بخاری، مسلم) اسی طرح سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مومن دوسرے مومن کے لیے ایک عمارت کی طرح ہے، کہ اس کا بعض اس کے بعض کو مضبوط کرتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے بات سمجھانے کے لیے تشبیک کی۔ (صحیح بخاری)

(٥) بَابُ مَاجَاءَ فِي رَفْعِ الْبَصَرِ وَالْإِشَارَةِ بِالْيَدِ وَاتِّخَاذِ مَكَانٍ مَخْصُوصٍ لِلصَّلَاةِ فِيهِ

(نماز میں) نظر اٹھانے، ہاتھ سے اشارہ کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے مخصوص جگہ کا اہتمام کرنے کا بیان

(١٩١٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ؟!)) وَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ: ((لَيَنْتَهُنَّ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: (ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔'' پھر اس کے متعلق آپ نے بڑی سختی کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ لوگ یا تو ایسا کرنے سے ضرور

(١٩١٣) تخريج: حديث حسن، وانظر الحديث المتقدم برقم: ٨٢٢ (انظر: ١٨١١٢)
(١٩١٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٥٠ (انظر: ١٢١٠٤)

عَنْ ذٰلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ۔)) (مسند احمد: ۱۲۰۸۸)

باز آجائیں گے یا ان کی نظریں اچک لی جائیں گی۔''

(۱۹۱۵) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ۔ (مسند احمد: ۸۳۸۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی روایت بیان کرتے ہیں۔

(۱۹۱۶) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهِ فَلَا يَرْفَعْ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ أَنْ يُلْتَمَعَ بَصَرُهُ۔)) (مسند احمد: ۱۵۷۳۷)

ایک صحابی رسول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں ہو تو وہ اپنی نظر آسمان کی طرف نہ اٹھائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی نظر اچک لی جائے۔''

(۱۹۱۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((أَمَا يَخْشٰى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ أَنْ لَا يَرْجِعَ إِلَيْهِ بَصَرُهُ۔)) (مسند احمد: ۲۱۱۲۶)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں اپنا سر اٹھاتا ہے تو کیا وہ اس سے نہیں ڈرتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی نگاہ ہی واپس نہ لوٹے۔''

فوائد: ......نماز میں نظر کا محل متعین ہے، اسی کا خیال رکھنا چاہیے، ان احادیث سے آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے کی نہی کا علم ہوتا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ نماز کے علاوہ بھی ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

(۱۹۱۸) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَهُمْ حِلَقٌ فَقَالَ مَالِيْ أَرَاكُمْ عِزِيْنَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَقَدْ رَفَعُوْا أَيْدِيَهُمْ فَقَالَ قَدْ رَفَعُوْهَا كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اسْكُنُوْا فِي الصَّلَاةِ۔ (مسند احمد: ۲۱۳۴۰)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور لوگ مختلف حلقوں کی صورت میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ تم کو ٹولیوں کی صورت میں دیکھ رہا ہوں؟'' پھر آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ لوگوں نے (نماز میں) سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں سکون اختیار کرو۔''

(۱۹۱۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۴۲۹ (انظر: ۸۴۰۸)
(۱۹۱۶) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه النسائی: ۳/ ۷ (انظر: ۱۵۶۵۲)
(۱۹۱۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۴۲۸ (انظر: ۲۰۹۶۵)
(۱۹۱۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۴۳۰ (انظر: ۲۰۸۷۴، ۲۰۸۷۵)

فوائد: ......حدیث کے پہلے حصے میں افتراق سے منع کیا گیا اور اجتماعیت کا حکم دیا گیا۔ دوسرے حصے کی وضاحت سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی اسی موضوع سے متعلقہ دوسری روایت سے ہوتی ہے کہ صحابہ کرام سلام پھیرتے وقت ہاتھوں کو دائیں بائیں حرکت دیتے تھے، آپ ﷺ نے ان کو سکون اختیار کرنے یعنی ہاتھوں کو رانوں پر ہی رکھ کر سلام پھیرنے کا حکم دیا۔ احناف نے اس حدیث سے رکوع والے رفع الیدین کی نفی کا مفہوم کشید کرنے کی کوشش کی ہے، جو کہ کسی طرح درست نہیں ہے، اس کی وضاحت ''سلام کی تخفیف کا اور اس کے ساتھ ہاتھ کے اشارے کی کراہیت کا بیان'' میں گزر چکی ہے۔ اس حدیث سے پتہ چلا کہ نماز میں غیر شرعی اشارہ کرنا درست نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے کن مواقع پر اشارہ کیا؟ اس پر تفصیلی بحث آگے آئے گی۔

(۱۹۱۹) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ الْأَنْصَارِيِّ ؓ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى فِيْ الصَّلَاةِ عَنْ ثَلَاثٍ، نَقْرِ الْغُرَابِ، وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ وَأَنْ يُوْطِنَ الرَّجُلُ الْمُقَامَ الْوَاحِدَ كَإِيْطَانِ الْبَعِيْرِ۔ (مسند احمد: ۱۵٦۱۸)

سیدنا عبدالرحمن بن شبل انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں تین چیزوں سے منع کیا ہے: کوے کے ٹھونگے سے، درندے کی طرح (ہاتھوں کو) بچھانے سے اور اس سے کہ آدمی اونٹ کی طرح (مسجد میں) ایک جگہ مقرر کرلے۔''

(۱۹۲۰) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ ثَلَاثٍ، عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ، وَعَنْ اِفْتِرَاشِ السَّبُعِ، وَأَنْ يُوْطِنَ الرَّجُلُ مَقَامَهُ فِي الصَّلَاةِ كَمَا يُوْطِنُ الْبَعِيْرُ۔ (مسند احمد: ۱۵٦۱۷)

(دوسری سند) انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان تین چیزوں سے منع کرتے ہوئے سنا: کوے کے ٹھونگے سے، درندے کی طرح بازو بچھانے سے اور اس سے کہ آدمی نماز کے لیے یوں جگہ مقرر کرلے، جیسے اونٹ کرتا ہے۔'' نماز میں اپنے کھڑے ہونے کی جگہ مقرر کرلے جیسے اونٹ، مقرر کرتا ہے۔

فوائد: ......دوسرے شواہد اور روایات سے یہ تینوں امور ثابت ہیں۔ ''کوے کی طرح ٹھونگ لگانا'' اس سے مراد سجدے کا اختصار اور تخفیف ہے۔ ''درندے کی طرح بازو بچھانا'' اس سے مراد سجدے میں بازوؤں کو زمین پر بچھا دینا ہے، جیسا کہ کتے اور بھیڑیے وغیرہ کرتے ہیں۔ ''اونٹ کی طرح جگہ مقرر کرنا'' اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی مسجد میں اپنے لیے ایک جگہ خاص کرلے، وہ صرف اسی میں نماز پڑھے اور اس جگہ کا اتنا اہتمام کرے کہ وہاں بیٹھ جانے والے کو اٹھا دے۔

(۱۹۱۹) تخريج: اسناده ضعيف، علته تميم بن محمود، ذكره العقيلي والدولابي وابن الجارود في الضعفاء، وقال ابن حجر: فيه لين، وذكره ابن حبان في "الثقات"۔ أخرجه ابوداود: ۸٦۲، وابن ماجه: ۱٤۲۹ (۱۵۵۳۲، ۱۵۵۳۳)

(۱۹۲۰) تخريج: اسناده ضعيف، وانظر الحديث بالطريق الاول

(٦) بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ وَهُوَ حَاقِنٌ وَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَبِمُدَافَعَةِ النُّعَاسِ

پیشاب یا پاخانہ کو روک کر، کھانے کی موجودگی میں اور اونگھ کے غلبہ کی صورت میں نماز پڑھنے کی کراہت کا بیان

(١٩٢١) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ حَجَّ فَكَانَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ يُؤَذِّنُ وَيُقِيمُ، فَأَقَامَ يَوْمًا الصَّلَاةَ وَقَالَ: لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَذْهَبَ إِلَى الْخَلَاءِ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلْيَذْهَبْ إِلَى الْخَلَاءِ)) (مسند احمد: ١٦٠٥٥)

عروہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے حج کیا، وہ (اس سفر کے دوران) اذان دیتے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تھے، ایک دن وہ نماز تو کھڑی کرنے لگے، لیکن اتنے میں کہا: تم میں سے کوئی بندہ نماز پڑھا دے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم میں کسی کا قضائے حاجت کے لیے جانے کا ارادہ ہو اور نماز بھی کھڑی کر دی جائے تو وہ پہلے قضائے حاجت کر لے۔''

(١٩٢٢) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَأْتِ أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ وَهُوَ حَاقِنٌ وَلَا يَدْخُلْ بَيْتًا إِلَّا بِإِذْنٍ، وَلَا يَؤُمَّنَّ إِمَامٌ قَوْمًا فَيَخُصَّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةٍ دُوْنَهُمْ۔)) (مسند احمد: ٢٢٥٠٤)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تم سے کوئی آدمی اس حالت میں نماز کی طرف نہ آئے کہ وہ پاخانہ یا پیشاب روکنے والا ہو اور کسی گھر میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہوا جائے اور کوئی امام کسی قوم کی اس طرح امامت نہ کرائے کہ ان کو چھوڑ کر دعا میں اپنے نفس کو خاص کر دے۔''

فوائد:...... آخری جملے کا مصداق وہ صورت ہے کہ جب امام اجتماعی دعا کر رہا ہو اور مقتدی اس پر آمین کہہ رہے ہوں، جیسے قنوتِ نازلہ وغیرہ۔

(١٩٢٣) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يُصَلّٰى بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٦٦٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھانے کی موجودگی میں نماز نہ پڑھی جائے اور نہ اس وقت جب دو خبیث چیزیں مدافعت کر رہی ہوں۔''

(١٩٢١) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه النسائى: ٢/ ١١٠، وابن ماجه: ٦١٦ (انظر: ١٥٩٥٩)

(١٩٢٢) تخريج: صحيح لغيره، دون قوله: ((ولا يؤمّن ......)) وهذا اسناد ضعيف لضعف السفر بن نسير الازدى الحمصى، ثم قد اختلف فيه على يزيد بن شريح الحضرمى الحمصى أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٧٥٠٧، والبخارى تعليقا فى "التاريخ الكبير": ٨/ ٣٤١ (انظر: ٢٢١٥٢)

(١٩٢٣) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه مسلم: ٥٦٠ (انظر: ٢٤١٦٦)

فوائد: ...... ''دو خبیث چیزیں مدافعت کر رہے ہوں۔'' سے مراد پاخانہ یا پیشاب کا زور ڈالنا ہے۔

(١٩٢٤) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ أَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ (رضي الله عنها) قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُ وْا بِالْعَشَاءِ، وَقَالَ وَكِيْعٌ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَالْعَشَاءُ، وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ)) (مسند احمد: ٢٦١٣٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کا کھانا لگا دیا جائے اور نماز کے لیے اقامت بھی کہہ دی جائے تو کھانے سے ابتدا کیا کرو۔''

فوائد: ...... وکیع (راوی حدیث) نے حدیث اس طرح بیان کی ہے ''جب نماز کا وقت ہو جائے اور شام کا کھانا بھی حاضر ہو جائے ......''

(١٩٢٥) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنَّهُ إِذَا صَلّٰى وَهُوَ يَنْعَسُ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ)) (مسند احمد: ٢٤٧٩١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سے کوئی نماز میں اونگھنے لگے تو اسے چاہیے کہ وہ سو جائے، یہاں تک نیند کا اثر ختم ہو جائے، کیونکہ جب وہ اسی اونگھنے والی حالت میں نماز پڑھے گا تو ممکن ہے کہ وہ (بزعم خود) بخشش طلب کر رہا ہو، جبکہ وہ اپنے آپ کو گالیاں دے رہا ہو۔''

فوائد: ...... سنن نسائی کی روایت میں یہ مثال بھی دی گئی ہے کہ نمازی کا مقصود ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ'' (اے اللہ مجھے بخش دے) کہنا ہو، جبکہ نیند کے غلبے کی وجہ سے اس کی زبان سے ''اَللّٰهُمَّ اعْفِرْ'' (اے اللہ مجھ پر مٹی ڈال، مجھے خاک آلود کر دے) نکل رہا ہے، پہلا جملہ دعا ہے اور دوسرا بد دعا۔

(١٩٢٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَنَمْ حَتّٰى يَعْلَمَ مَا يَقُوْلُ۔)) (مسند احمد: ١٢٥٤٨)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز میں اونگھنے لگے تو وہ نماز چھوڑ کر سو جائے حتیٰ کہ وہ اپنے کہے ہوئے کلمات کو سمجھنے لگ جائے۔''

فوائد: ...... ان احادیث میں ہمیں نماز میں جن امور سے منع کیا گیا ہے، ان سے یہ اندازہ تو ہو جانا چاہیے کہ

(١٩٢٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧١، ومسلم: ٥٥٨ (انظر: ٢٤١٢٠، ٢٤٢٤٦)

(١٩٢٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٢، ومسلم: ٧٨٦ (انظر: ٢٤٢٨٧)

(١٩٢٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٣ (انظر: ١٢٤٤٦، ١٢٥٢٠)

ہمیں نماز کا حکم دینے سے اللہ تعالیٰ کا مقصود کیا ہے، کیا یہی مقصد نظر نہیں آتا ہے کہ گویا کہ بندہ ایک عالَم سے دوسرے عالَم میں گھس جائے اور اسے اپنے وجود تک کی کوئی فکر اور ضرورت باقی نہ رہے۔ جبکہ ہماری صورتحال یہ ہے کہ بھوک بھی نہیں لگی ہوتی اور قضائے حاجت کی ضرورت وغیرہ بھی محسوس نہیں ہو رہی ہوتی، لیکن اس کے باوجود ہماری روح کو اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے کا احساس تک نہیں ہوتا اور آپ مانیں یا نہ مانیں جب ہم نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو تازگی، خوشی اور ایمان کی بڑھتی ہوئی حلاوت کی بجائے ہمیں ذہنی تھکاوٹ کا احساس ہو رہا ہوتا ہے، جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہمارا ذہن اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے مختلف امور میں غور وفکر کرنے میں مصروف ہوتا ہے۔

(۷) بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ بِالْإِشْتِمَالِ وَالسَّدْلِ وَالْإِسْبَالِ وَفِيْ ثَوْبٍ لَهُ اَعْلَامٌ وَفِيْ مَلَاحِفِ النِّسَاءِ

نماز میں گونگی بکل، سدل، اسبال، نقش ونگار والے کپڑوں اور عورتوں کی چادروں کی کراہت کا بیان

(۱۹۲۷) عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِيِّ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ، أَمَّا الْبَيْعَتَانِ الْمُلَامَسَةُ وَالْمُنَابَذَةُ، وَالـلِّبْسَتَانِ اشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالْاِحْتِبَاءُ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ۔ (مسند احمد: ۱۱۰۳۶)

سیدنا ابو سعید خدری ‌رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ‌صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے لباسوں اور دو قسم کے سودوں سے منع کیا، دو سودے ملامسہ اور منابذہ ہیں اور دو لباس یہ ہیں: گونگی بکل اور ایک کپڑے میں اس طرح گوٹھ مارنا کہ اس کی شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو۔

فوائد: ...... ''اِشْتِمَالُ الصَّمَّاء'' سے کیا مراد ہے؟ حافظ ابن حجر نے کہا: اہلِ لغت کہتے ہیں: کسی شخص کا ایک کپڑے کو اپنے جسم پر اس طرح لپیٹنا کہ نہ تو وہ اس سے کسی جانب کو بلند کرتا ہو اور نہ ہی اتنی جگہ باقی ہو کہ اس کا ہاتھ نکل سکے۔ ابن قتیبہ نے کہا: ''صمّاء'' کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی صورت تمام سوراخوں کو بند کر دیتی ہے، اس طرح وہ سخت چٹان کی طرح ہو جاتی ہے، جس میں کوئی سوراخ نہیں ہوتا۔ جبکہ فقہا نے کہا: آدمی اپنے جسم پر کپڑا لپیٹے اور پھر اس کا ایک کنارہ اٹھا کر کندھے پر رکھ دے اور اس طرح اس کی شرم گاہ ننگی ہونے لگے۔ (فتح الباری: ۱/ ۶۲۹) سنن ابی داود (۴۰۸۰) کی روایت سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے، اس میں ہے: رسول اللہ ‌صلی اللہ علیہ وسلم نے لباس کی دو قسموں سے منع کیا ہے: آدمی کا اس طرح گوٹھ مارنا کہ اوپر سے اس کی شرمگاہ ننگی ہو رہی ہو اور اس طرح کپڑا پہننا کہ ایک جانب ننگی رہ جائے اور کپڑا کندھے پر ڈال دے۔'' اگرچہ اس حدیث کے ایک راوی سیدنا ابو سعید خدری ‌رضی اللہ عنہ کی تعریف، فقہا کی تعریف سے ملتی جلتی ہے، لیکن علامہ عظیم آبادی کہتے ہیں: لفظ ''صمّاء'' کو سامنے رکھا جائے تو اس معنی کی گنجائش نہیں ملتی، اصمعی کا بیان کردہ معنی اس لفظ کے زیادہ قریب ہے، وہ کہتے ہیں: آدمی کا ایک کپڑے سے اپنا سارا جسم اس طرح

(۱۹۲۷) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٢٨٤ (انظر: ١١٠٢٢)

ڈھانپ لینا کہ ہاتھ نکالنے کے لیے بھی کوئی سوراخ نہ بچے اور اس طرح وہ اپنے ہاتھوں سے موذی چیزوں سے دفاع نہ کر سکے۔(عون المعبود: ۱/ ۱۱۲۲) حبوہ (گوٹھ مارنا): سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کر کے ان کے گرد سہارا لینے کے لیے دونوں ہاتھ باندھ لینا یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھنا۔ آپ ﷺ خود اس انداز میں بیٹھ جایا کرتے تھے، اس لیے ایسے انداز میں بیٹھنا جائز ہے، بشرطیکہ بیٹھنے والا ننگا نہ ہو رہا ہو، جیسا کہ اس حدیث سے بھی معلوم ہو رہا ہے۔

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہم (فتح الباری: ۱/ ۴۷۷ میں) فرماتے ہیں کہ کتاب اللباس میں ابوسعید خدری سے مروی یونس کی روایت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں مذکور (اشتمال صماء کی) وضاحت مرفوع ہے اور فقہاء کے قول کے مطابق ہے اگر اسے صحابی کا قول سمجھا جائے تو پھر بھی وہ صحیح رائے کے مطابق حجت ہے کیونکہ یہ راوی کی وضاحت حدیث کے خلاف نہیں، علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ حافظ ابن حجر کی مذکورہ عبارت نقل کر کے فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث (بخاری: ۵۸۲۱) میں مذکور (اشتمال صماء کی) وضاحت یقیناً مرفوع ہے اور یہ یونس کے واسطہ سے مروی ابوسعید کی حدیث کے مطابق ہے اور یہی بات قابل اعتماد ہے۔

اس مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ اشتمال صماء کی وضاحت حدیث کا حصہ ہے یا پھر حدیث کے مطابق اور وہ (ابوہریرہ سے مروی) حدیث ابوداود (۴۰۸۰) میں بھی موجود ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اشتمال صماء کی فقہاء والی تشریح بھی علامہ عظیم آبادی کے نزدیک درست ہے۔ فوائد کے تحت علامہ عظیم آبادی کے حوالہ سے بات محل نظر ہے۔ (عبداللہ رفیق)
(دیکھیں عون المعبود: ٤/ ٩٧)

ملامسہ اور منابذہ کی تفصیل کتاب البیوع میں آئے گی۔

(١٩٢٨) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ السَّدْلِ یَعْنِیْ فِی الصَّلَاةِ ـ (مسند احمد: ٨٤٧٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں ''سدل'' سے منع کیا۔

فوائد:...... ''سدل'' کیا ہے؟ چار تعریفات قلم بند کی جاتی ہیں:

(۱) چادر یا رومال وغیرہ کا وسط سر پر رکھ کر دونوں کناروں کو دائیں بائیں چھوڑ دینا اور ان کو کندھوں پر نہ ڈالنا، اکثر اہل علم کی یہی رائے ہے۔

(۲) آدمی کا یوں کپڑا لٹکانا کہ اس کے دونوں کنارے سامنے لٹک رہے ہوں اور ان کو لپیٹا نہ گیا ہو، لپیٹ لینے کی صورت میں ''سدل'' نہیں ہوگا۔

(۳) کپڑے کو اتنا لٹکانا کہ وہ زمین پر لگنے لگ جائے اور یہ تکبر کی علامت ہے۔

(۴) جسم کی چاروں طرف سے کپڑا لپیٹ لینا اور ہاتھوں کو اس کے اندر ہی رہنے دینا اور رکوع و سجود کے وقت اسی

(١٩٢٨) تخریج: اسناده ضعیف، لضعف عسل بن سفیان۔ أخرجه ابوداود: ٦٤٣، والترمذی: ٣٧٨ (انظر: ٧٩٣٤)

کیفیت میں رہنا، جیسا کہ یہودی لوگ کرتے تھے۔ اگر ان سب صورتوں کو ''سدل'' سمجھ کر نماز میں ترک کر دیا جائے تو یہ عمل زیادہ محتاط اور قوی ہوگا۔ کئی لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ سر پر رومال اوڑھ کر نماز پڑھتے ہیں، جبکہ اس کے دونوں کنارے اس کے سامنے لٹک رہے ہوتے ہیں، یہ لوگ دوسری تعریف کے مطابق سدل کرتے ہیں۔

(۱۹۲۹) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّيْ وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ إِذْ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذْهَبْ فَتَوَضَّأْ۔)) قَالَ: فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذْهَبْ فَتَوَضَّأْ۔)) قَالَ: فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: مَالَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالَكَ أَمَرْتَهُ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ سَكَتَّ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ عَبْدٍ مُسْبِلٍ إِزَارَهُ۔)) (مسند احمد: ١٦٧٤٥)

ایک صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا، جبکہ اس کا تہبند (ٹخنوں سے نیچے) لٹک رہا تھا، اچانک رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''جا اور وضو کر۔'' پس وہ چلا گیا اور وضو کر کے آ گیا، لیکن آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''جا اور وضو کر۔'' پھر وہ چلا گیا اور وضو کر کے آ گیا، اتنے میں ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ آپ نے اسے حکم دیا، وہ وضو کر کے آیا اور پھر آپ خاموش رہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اس حال میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کا ازار لٹکا ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ تہبند لٹکانے والے آدمی کی نماز قبول نہیں کرتا۔''

(۱۹۳۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى فِيْ خَمِيْصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ: ((شَغَلَتْنِيْ أَعْلَامُهَا، اِذْهَبُوْا بِهَا إِلٰى أَبِيْ جَهْمٍ وَأْتُوْنِيْ بِأَنْبِجَانِيَّةٍ۔)) (مسند احمد: ٢٤٥٨٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک نقش و نگار والی چادر میں نماز پڑھی، جب آپ نے نماز پوری کر لی تو فرمایا: ''اس کے نقش و نگار تو مجھے مشغول کرنے لگے تھے، اس لیے اس کو ابو جہم کی طرف لے جاؤ اور میرے پاس انبجانیہ کپڑا لے آؤ۔''

(۱۹۳۱) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ خَمِيْصَةٌ فَأَعْطَاهَا أَبَا جَهْمٍ وَأَخَذَ أَنْبِجَانِيَّةً لَهُ، فَقَالُوا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!

(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ کی نقش و نگار والی چادر تھی، آپ ﷺ نے وہ ابو جہم کو دے دی اور اس سے انبجانیہ چادر لے لی، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ

(١٩٢٩) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابی جعفر الانصاری المدنی۔ أخرجه ابوداود: ٦٣٨، ٤٠٨٦ (انظر: ١٦٦٢٨)

(١٩٣٠) تخريج: أخرجه البخاری: ٣٧٣، ٧٥٢، ومسلم: ٥٥٦ (انظر: ٢٤٠٨٧)

(١٩٣١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢٤١٩٠)

إِنَّ الْخَمِيْصَةَ هِيَ خَيْرٌ مِنَ الْأَنْبِجَانِيَّةِ، قَالَتْ: فَقَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عَلَمِهَا فِي الصَّلَاةِ۔)) (مسند احمد: ٢٤٦٩٤)

نقش و نگار والی چادر سادہ چادر سے بہتر تھی، (آپ نے وہ واپس کیوں کر دی؟) آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ میں نماز میں اس کے نقش کی طرف دیکھتا تھا۔''

فوائد: ...... صحیح بخاری کی ایک روایت کے الفاظ ''فَأَخَافُ أَنْ تَفْتِنَنِيْ ❶'' اور مؤطا امام مالک کی روایت کے الفاظ ''فَكَادَ يَفْتِنُنِيْ ❷'' کی روشنی میں یہ ترجمہ کیا گیا: ''اس کے نقش و نگار تو مجھے مشغول کرنے لگے تھے۔'' ابوجہم نے آپ ﷺ کو یہ کپڑا بطور ہدیہ دیا تھا، پھر آپ ﷺ ان سے انبجان علاقے والا طلب کیا تا کہ وہ ہدیہ واپس آنے کی وجہ سے پریشان نہ ہوں۔ جونہی آپ ﷺ کو احساس ہوا تو آپ نے نقش و نگار والے کپڑے کو فوراً ردّ کر دیا، چونکہ ہم نماز کے حقیقی تصور کو ہی نہ سمجھ سکے، جس کی وجہ سے ہم مسجد کی منقش دیواروں، گھروں کے جاذب نظر پردوں، جائے نمازوں اور قالینوں کے مختلف ڈیزائنوں اور اپنے رنگا رنگ کے کپڑوں سے متاثر ہی نہیں ہوتے، یہ فیصلہ محض ہماری سوچ ہے، وگرنہ اگر رسول اللہ ﷺ کو متاثر ہونے کا خطرہ لاحق ہوسکتا ہے اور پھر آپ ﷺ بچنے کے اسباب کا استعمال بھی کرتے ہیں تو اس سے ہمیں اپنی اہلیت کا اندازہ ہو جانا چاہیے۔ آج کل مسجدوں کی سامنے والی دیواروں پر بیشمار چارٹ اور سٹکرز آویزاں کیے جاتے ہیں، جن سے کوئی نمازی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اگر کوئی اِن میں کوئی اچھی چیز ہو تو دائیں بائیں کی دیواروں کا انتخاب کرنا چاہیے۔

❶ مجھے ڈر محسوس ہوا کہ وہ (چادر) مجھے فتنہ میں ڈال دے گی۔
❷ قریب تھا کہ وہ مجھے فتنہ میں ڈال دیتی۔

(١٩٣٢) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا عَفَّانُ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَرِهَ الصَّلَاةَ فِي مَلَاحِفِ النِّسَاءِ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنِيْ إِمَّا قَالَ كَثِيْرٌ وإِمَّا قَالَ عَبْدُ رَبِّهِ شَكَّ هَمَّامٌ عَنْ أَبُو عِيَاضٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مِنْ صُوفٍ لِعَائِشَةَ عَلَيْهَا بَعْضُهُ وَعَلَيْهِ بَعْضُهُ۔ (مسند احمد: ٢٦٣٦٦)

ابن سیرین کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی چادروں میں نماز پڑھنا ناپسند فرمایا۔ ابوعیاض کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس حالت میں نماز پڑھی کہ آپ پر عائشہ کی ایک اونی چادر تھی، کچھ حصہ عائشہ پر اور کچھ آپ پر تھا۔

فوائد: ...... آخری حدیث میں بظاہر تعارض نظر آ رہا ہے کہ ایک طرف تو آپ ﷺ عورتوں کی چادروں میں نماز پڑھنا ناپسند کرتے تھے اور دوسری طرف نماز کی حالت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر کا کچھ حصہ آپ ﷺ پر تھا۔

(١٩٣٢) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٢٥٨٤٢)

پہلا سوال یہ ہے کہ عورتوں کی چادروں میں نماز پڑھنا مکروہ اور ناپسند کیوں ہے؟ یہی وجہ مناسب نظر آتی ہے کہ عورتوں کی اس قسم کی چادروں میں نجاست کا احتمال ہوتا ہے۔ احتمال کا سبب حیض، نفاس، عورتوں کا غیر محتاط ہونا اور بچوں کا عورتوں کے ساتھ رہنا ہے۔ لیکن جب بعض قرائن کی وجہ سے یہ یقین ہو جائے کہ فلاں عورت کی چادر پاک ہے تو اس میں نماز پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ آپ ﷺ نے کیا ہے، اس طرح تعارض ختم ہو جاتا ہے۔

(۸) بَابُ نَهْيِ الْمُصَلِّيْ عَنِ التَّنَخُّمِ جِهَةَ الْإِمَامِ اَوِ الْيَمِيْنِ اَوْ عَنِ الْاِخْتِصَارِ فِي الصَّلَاةِ

نمازی کا امام کی طرف یا دائیں جانب کھنکارنے اور نماز میں کوکھوں پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت کا بیان

(۱۹۳۳) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَامَ فَحَكَّهَا أَوْ قَالَ فَحَتَّهَا بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قِبَلَ وَجْهِ أَحَدِكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قِبَلَ وَجْهِهِ فِي صَلَاتِهِ۔)) (مسند احمد: ٤٥٠٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد کی قبلہ والی سمت میں کھنکار دیکھا، پس آپ ﷺ نے اٹھ کر اسے اپنے ہاتھ سے کھرچ دیا، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، ان پر غصے کا اظہار کیا اور فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نماز میں تمہارے چہرے کے سامنے ہوتا ہے، اس لیے کوئی آدمی نماز میں اپنے چہرے کے سامنے کی طرف نہ تھوکا کرے۔''

(۱۹۳٤) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ مُنَاجٍ رَبَّهُ فَلَا يَتْفُلَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ عَنْ يَمِيْنِهِ، قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ فَلَا يَتْفُلُ أَمَامَهُ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْتَحْتَ قَدَمَيْهِ۔ (مسند احمد: ١٢٠٨٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے، اس لیے تم میں سے کوئی بھی اپنے آگے اور اپنی دائیں جانب نہ تھوکا کرے، البتہ اپنی بائیں طرف یا اپنے قدموں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔''

(۱۹۳۵) عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے قبلہ کی جانب ایک کھنکار دیکھا، آپ ﷺ نے اسے کھرچ دیا (ایک

(۱۹۳۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۲۱۳، ومسلم: ۵٤۷ (انظر: ٤٥٠٩)

(۱۹۳٤) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۳۱، ومسلم: ۵۵۱ (انظر: ۱۲۰۶۳، ۱۲۸۰۹)

(۱۹۳۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۵۵۰ (انظر: ۹۳۶۶)

قَـالَ: يَقُوْلُ مَرَّةً: فَحَتَّهَا قَالَ: ثُمَّ قَالَ: قُمْتُ فَحَتَّيْتُهَا ثُمَّ قَالَ: ((أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ إِذَا كَانَ فِي صَلَاتِهِ أَنْ يُتَنَخَّعَ فِي وَجْهِهِ أَوْ يُبْزَقَ فِي وَجْهِهِ؟ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ تَحْتَ قَدَمِهِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ بِثَوْبِهِ هٰكَذَا۔)) (مسند احمد: ۹۳۵۵)

روایت کے مطابق ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اور اسے میں نے کھرچا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ جب وہ نماز میں ہو تو اس کے چہرے پر کھنکار پھینک دیا جائے یا تھوک دیا جائے؟ جب تم سے کوئی آدمی نماز میں ہو تو وہ ہرگز اپنے سامنے اور دائیں جانب نہ تھوکا کرے، البتہ بائیں جانب قدم کے نیچے تھوک لیا کرے، اگر وہ (جگہ) نہ پائے تو اپنے کپڑے میں تھوک لیا کرے۔''

فوائد:......سیدنا طارق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، نبی پاک سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ((إِذَا صَلَّيْتَ فَلَا تَبْصُقْ بَيْنَ يَدَيْكَ، وَلَا عَنْ يَمِينِكَ، وَلٰكِنِ ابْصُقْ تِلْقَاءَ شِمَالِكَ إِنْ كَانَ فَارِغاً وَإِلَّا فَتَحْتَ قَدَمَيْكَ وَادْلُكْهُ۔)) (سنن نسائی: ۱/ ۱۱۹، مسند احمد: ٦/ ۳۹٦) یعنی: ''جب تو نماز پڑھے تو نہ اپنے سامنے تھوک اور نہ ہی دائیں طرف، بلکہ اگر بائیں جانب خالی ہے تو اُدھر تھوک لے، وگرنہ اپنے قدموں تلے تھوک کر اس کو مل دے۔'' اس میں نمازی کی قدر ومنزلت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنا رُخِ انور اس کی طرف پھیر دیتے ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ظاہری طور پر اور باطنی طور پر یکسوئی اختیار کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو بے توجہی اور برائی سے نفرت ہے۔ نیز اس حدیث سے نمازی کو ضرورت کے مطابق تھوکنے کی گنجائش ملتی ہے، اس پر تفصیلی بحث یہ ہے۔ عصر حاضر میں مساجد کی خوبصورت عمارتوں اور اس میں بچھی ہوئی خوبصورت چٹائیوں اور قالینوں کی وجہ سے درج بالا حدیث کو سمجھنے میں دقت پیش آئی ہے۔ یہ احادیث اس وقت بیان کی گئی تھیں، جب مساجد کا فرش نرم مٹی اور ریت پر مشتمل ہوتا تھا اور ان میں بچھانے کے لئے صفیں بھی نہیں ہوتی تھیں۔ درحقیقت مسئلہ یوں ہے کہ بوقتِ ضرورت مسجد میں تھوکنا جائز ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی قبلہ والی سمت میں تھوک دیکھی، جو آپ پر بڑی گراں گزری، بہرحال آپ ﷺ نے اس کو صاف کیا اور فرمایا: ((اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهٖ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ، فَلَا يَبْزُقَنَّ فِي قِبْلَتِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ۔)) (بخاری: ۴۰۵) یعنی: ''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے ربّ سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے، اس لئے وہ قبلہ والی سمت میں نہ تھوکے، البتہ بائیں جانب یا اپنے پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔'' پھر (تیسرا طریقہ بیان کرتے ہوئے) آپ ﷺ نے اپنی چادر کا کنارہ پکڑا، اس میں تھوکا اور اس کو مل دیا اور فرمایا: ''یا پھر اس طرح کر لیا کرے۔'' اس موضوع پر دلالت کرنے والی کئی احادیث ہیں، لیکن درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رخصت اس وقت ہے جب آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور اسے مجبوراً تھوکنا پڑ جائے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا۔)) (بخاری: ۴۱۵) یعنی: ''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ تھوک کو دفن

کر دینا ہے۔'' رہا مسئلہ قبلہ والی سمت میں تھوکنے کا، تو وہ بھی منع ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے پتہ چلتا ہے، نیز اس موضوع پر کئی دوسری احادیث موجود ہیں۔ بہرحال مساجد کی موجودہ صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے آخری طریقہ اختیار کیا جائے یعنی کپڑے یا ٹشو پیپر وغیرہ پر تھوک لیا جائے۔

(١٩٣٦) عَنْ زِيَادِ بْنِ صُبَيْحٍ الْحَنَفِيِّ قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا أُصَلِّي إِلَى الْبَيْتِ وَشَيْخٌ إِلَى جَانِبِي فَأَطَلْتُ الصَّلَاةَ فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى خَصْرِي، فَضَرَبَ الشَّيْخُ صَدْرِي بِيَدِهِ ضَرْبَةً لَا يَأْلُو، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: مَا رَابَهُ مِنِّي، فَأَسْرَعْتُ الْإِنْصِرَافَ، فَإِذَا غُلَامٌ خَلْفَهُ قَاعِدٌ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا الشَّيْخُ؟ فَقَالَ: هٰذَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، فَجَلَسْتُ حَتَّى انْصَرَفَ فَقُلْتُ: أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا رَابَكَ مِنِّي؟ قَالَ: أَنْتَ هُوَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ذَاكَ الصَّلْبُ فِي الصَّلَاةِ، كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْهُ۔ (مسند احمد: ٤٨٤٩)

زیاد بن صبیح حنفی کہتے ہیں: میں بیت اللہ کی طرف نماز پڑھ رہا تھا، جبکہ میری ایک جانب ایک بزرگ آدمی تھا، میں نے نماز کو لمبا کیا، اس لیے اپنا ہاتھ کوکھ پر رکھ لیا، لیکن اس شیخ نے اپنے ہاتھ سے میرے سینے پر بڑی لاپرواہی سے ضرب لگائی، میں نے اپنے دل میں کہا: اس کو میرے بارے میں کیا شک ہوا ہے، بہرحال میں جلدی جلدی نماز سے فارغ ہوا اور دیکھا کہ ایک لڑکا اُس کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، میں نے اسے پوچھا: یہ بزرگ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں، پس میں بیٹھا رہا، یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے، میں نے ان سے کہا: اے ابو عبدالرحمن! آپ کو میرے بارے میں کیا گمان ہوا ہے؟ انھوں نے کہا: تم وہی ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: نماز میں یہ تو سولی پر لٹکنا ہے، رسول اللہ ﷺ اس سے منع کرتے تھے۔

فوائد: ......سولی پر لٹکنے سے مراد کوکھ پر ہاتھ رکھنے ہیں، کیونکہ جس شخص کو سولی پر لٹکایا جاتا ہے، اس کے ہاتھ بھی لکڑی پر کھینچ دیے جاتے ہیں۔

(١٩٣٧) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ هَارُوْنَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نُهِيَ عَنِ الْإِخْتِصَارِ فِي الصَّلَاةِ، قَالَ: قُلْنَا لِهِشَامٍ: مَا الْإِخْتِصَارُ؟ قَالَ: يَضَعُ يَدَهُ عَلَى خَصْرِهِ وَهُوَ يُصَلِّي، قَالَ يَزِيْدُ: قُلْنَا لِهِشَامٍ: ذَكَرَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ بِرَأْسِهِ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ٧٨٨٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نماز میں ''اختصار'' سے منع کیا گیا ہے۔ راوی نے کہا: ہم نے ہشام سے پوچھا: اختصار کیا ہے؟ انہوں نے کہا: بندے کا کوکھ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا۔ یزید نے کہا: ہم نے ہشام سے پوچھا کہ انہوں نے یہ بات نبی کریم ﷺ سے ذکر کی تھی؟ انہوں نے سر سے اشارہ کرتے ہوئے ہاں میں جواب دیا۔

(١٩٣٦) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٩٠٣، والنسائي: ٢/ ١٢٧ (انظر: ٤٨٤٩، ٥٨٣٦)

(١٩٣٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٨٧ (انظر: ٧٨٩٧)

فوائد: ......قیام کی حالت میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا تعین ہو چکا ہے، ان احادیث میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۹) بَابُ جَوَازِ التَّسْبِيحِ وَالتَّصْفِيقِ وَالْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ لِلْحَاجَةِ

نماز میں سبحان اللہ کہنے، تالی بجانے اور اشارہ کے جواز کا بیان

(نماز میں سلام کا جواب دینے کی بحث)

(۱۹۳۸) عَنْ جَابِرِ (بْنِ عَبْدِاللّٰهِ) رضی اللہ عنہ قَالَ: أَرْسَلَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلٰى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّيْ عَلٰى بَعِيْرِهٖ فَكَلَّمْتُهُ فَقَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا، ثُمَّ كَلَّمْتُهُ فَقَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا، وَأَنَا أَسْمَعُهُ يَقْرَأُ وَيُوْمِيءُ بِرَأْسِهٖ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِي أَرْسَلْتُكَ؟ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّيْ۔)) (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) وَهُوَ مُوَجِّهٌ حِيْنَئِذٍ إِلَى الْمَشْرِقِ۔ (مسند احمد: ۱٤٦۹۷)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے (کسی کے لئے کام) بھیجا، جبکہ آپ خود بنو مصطلق کی طرف جا رہے تھے، جب میں آپ کے پاس واپس آیا جبکہ آپ اونٹ پر نماز پڑھ رہے تھے، میں نے اسی حالت میں آپ سے بات کی، لیکن آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا، میں نے پھر بات کرنا چاہی، لیکن آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کر دیا، جبکہ میں سن رہا تھا آپ ﷺ تلاوت کر رہے تھے اور سر سے اشارہ کر رہے تھے، جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''جس کام کیلئے میں نے تجھے بھیجا تھا، اس کا کیا بنا؟ مجھے بولنے سے روکنے والی چیز صرف یہ تھی کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔'' اس وقت آپ ﷺ مشرق کی طرف متوجہ تھے۔

فوائد: ......اس حدیث میں آپ ﷺ نے نماز میں اشارہ کر کے بات کرنے والے کو بات کرنے سے روکنا چاہا، پھر بعد میں وضاحت بھی کر دی کہ نماز کی وجہ سے بات تو نہیں کی جا سکتی تھی۔ سبحان اللہ! جہاں اس حقیقت پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ دانستہ طور پر کلام کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، وہاں اللہ تعالیٰ نے نماز میں صبر و تحمل، خشوع و خضوع اور عاجزی و انکساری کو برقرار رکھنے کے لئے جن امور کی اجازت دی ہے، ان میں ایک کا بیان ان احادیثِ مبارکہ میں ہے کہ ضرورت کے وقت کسی کو کوئی اشارہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ اسلام کی کمال حکمتِ عملی ہے کہ اس نے اشارہ کرنے کی رخصت دے کر نمازیوں کو کئی قسم کی بے چینیوں اور خشوع و خضوع کے منافی امور سے محفوظ کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر کوئی آدمی دورانِ نماز کسی کو روکنا چاہتا ہو یا اس حالت میں کوئی فرد اس سے اجازت طلب کرتا ہے، تو بجائے اس کے کہ وہ جلدی جلدی اور انتہائی بے سکون انداز میں نماز کی تکمیل کرے، اسے چاہیے کہ وہ شریعت کی رخصتوں پر عمل کرتے ہوئے اشارہ کر کے یا سبحان اللہ کہہ کر اپنے مقصود کی طرف اشارہ کر دے۔ امام البانی رحمہ اللہ نے ایک حدیث

(۱۹۳۸) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٤٠ (انظر: ١٤٣٤٥)

سے استنباط کرتے ہوئے لکھا ہے: اس حدیث سے بڑی وضاحت و صراحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ دورانِ نماز مردوں کا سبحان اللہ کہہ کر اور عورتوں کا تالی بجا کر اجازت کا جواب دینا جائز ہے۔ ہاتھ اور سر سے اشارہ کرنا تو بالاولی جائز ہوگا اور اس کا جواز کئی احادیث سے ثابت ہوتا ہے، میں نے بعض کی تخریج صحیح ابوداود میں ان نمبروں (۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۷۰) کے تحت کی ہے۔ احناف نے اس موضوع پر یہ حدیث پیش کی ہے: ((مَنْ اَشَارَ فِیْ صَلَاتِہٖ اِشَارَۃً تُفْھَمُ عَنْہُ فَلْیُعِدْ لَھَا۔)) یعنی: ''جس نے نماز میں ایسا اشارہ کیا، جس سے کوئی بات سمجھی جا سکتی ہے، تو وہ اپنی نماز دوبارہ ادا کرے۔'' میں نے اس حدیث کے ضعف کی حقیقت کی وضاحت (ضعیف ابی داود: ۱۶۹) اور (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ: ۱۱۰۴) میں کی ہے۔ (صحیحہ: ٤٩٧) ہم قارئین کے استفادہ کے لیے مذکورہ بالا حدیث پر کی گئی بحث نقل کر دیتے ہیں، امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ((مَنْ اَشَارَ فِیْ صَلَاتِہٖ اِشَارَۃً تُفْھَمُ عَنْہُ فَلْیُعِدْ لَھَا۔)) یَعْنِیْ الصَّلَاۃَ۔ یعنی: ''جس نے نماز میں ایسا اشارہ کیا، جس سے کوئی بات سمجھی جا سکتی ہے، تو وہ اپنی نماز دوبارہ ادا کرے۔'' یہ حدیث منکر ہے، اس کو امام ابوداود (۹۴۴)، امام طحاوی (۱/ ۲۶۳) اور امام دارقطنی (۱۹۵۔ ۱۹۶) نے روایت کیا ہے، اس حدیث کے ضعف کی وجہ ابن اسحٰق ہے، جو مدلس ہے اور اس نے یہ روایت ''عن'' کے ساتھ بیان کی ہے۔ بڑی عجیب بات ہے کہ جناب زیلعی حنفی نے اس حدیث کو (نصب الرایۃ: ۲/ ۹۰) میں ''حدیث جید'' کہا، حالانکہ وہ ابن جوزی سے یہ بیان کر چکے ہیں کہ انھوں نے اس کو اسی علّت کی بنا پر ''التحقیق'' میں معلول کہا۔ فقہ حنفی کی کتاب (الھدایۃ) میں حنفی مسلک کے حق میں اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا گیا: ''نمازی زبان سے سلام کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ ہاتھ سے اشارہ کر کے دے سکتا ہے، کیونکہ یہ معنوی طور پر کلام ہوگی۔ اگر کوئی نمازی سلام کی نیت سے کسی سے مصافحہ کرتا ہے تو اس کی نماز باطل ہوگی۔'' اس مسلک کی دلیل یہی حدیث ہے، جس کا ضعف واضح ہو چکا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث دوسری احادیثِ صحیحہ کے مخالف بھی ہے، جن کے مطابق نبیٔ کریم ﷺ سے نماز میں اشارہ کرنا ثابت ہے۔ اسی لیے ہم نے اس حدیث کو منکر کہا، ابن ابوداود کے سابقہ کلام میں یہ اشارہ موجود ہے، اسی لیے عبد الحق اشبیلی نے اپنی کتاب احکام (۱۳۷۰) میں اس حدیث کے بعد کہا: صحیح بات یہ ہے کہ صحیح مسلم وغیرہ کی احادیث کی روشنی میں اشارہ کرنا جائز ہے۔ ان کی مراد سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس کے مطابق آپ ﷺ نے اشارہ کے ذریعے سلام کا جواب دیا تھا، میں نے اس کی تخریج (صحیح ابی داود: ۸۵۹) میں کی ہے، اور سیدنا انس (صحیح ابی داود: ۸۷۱) کی حدیث سے بھی اشارے کا ثبوت ملتا ہے۔ (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ: ۱۱۰۴)

نماز کے دوران ضرورت کے پیش نظر اشارہ کرنے کے مزید دلائل

(۱) سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سورج گرہن کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نمازِ کسوف پڑھا رہے تھے، خواتین وحضرات آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے ان سے کہا: لوگوں کو کیا ہوا (کہ وہ اب نماز پڑھ رہے ہیں)؟ انھوں نے نماز ہی میں آسمان (یعنی سورج) کی طرف اشارہ کیا اور

''سبحان اللہ'' کہا۔ میں نے کہا: یہ کوئی نشانی ہے؟ انھوں نے ''جی ہاں'' کا اشارہ کیا۔ (بخاری: ۱۰۵۳) یہ واقعہ نہ صرف نبی کریم ﷺ کی موجودگی کا ہے، بلکہ آپ کی اقتدا میں کھڑے ہونے والی عورتوں کا ہے، اس میں دو دفعہ اشارے اور ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے کا ذکر ہے۔

(۲) سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ صلح کرانے کے لیے بنو عمرو کی طرف گئے، مسجد نبوی میں نماز کا وقت ہو گیا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امامت کے فرائض ادا کرنا شروع کیے، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور صف میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے ابو بکر صدیق کو متنبہ کرنے کے لیے تالیاں بجائیں، چونکہ وہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتے تھے، اس لیے لوگوں نے کثرت سے تالیاں بجانا شروع کر دیں، بالآخر انھوں نے پیچھے دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صف میں کھڑے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ اپنے مقام پر ٹھہرے رہو اور (نماز کی امامت جاری رکھو)۔'' آخر میں آپ ﷺ نے ایسی صورتحال میں مردوں کو سبحان اللہ کہنے اور عورتوں کو تالی بجانے کا حکم دیا۔ (بخاری: ۶۸۴)

(۳) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے بیمار ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی، جبکہ آپ کی اقتدا کرنے والے لوگ کھڑے تھے، آپ ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر امام کی اقتدا کے مسئلہ کی وضاحت کی۔ (بخاری: ۶۸۸)

(۴) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب آپ ﷺ عصر کی نماز کے بعد ظہر کے بعد والی دو رکعتیں ادا کر رہے تھے، تو اس دوران آپ ﷺ نے سوال کرنے والی لونڈی کی طرف اشارہ کیا تھا، جس کی وجہ سے وہ پیچھے ہٹ گئی تھی۔ (بخاری: ۱۲۳۳)

(۵) سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے، جب سجدہ کرتے تو حسن اور حسین اچھل کر آپ کی پیٹھ پر چڑھ جاتے۔ جب صحابہ ارادہ کرتے کہ انھیں روکیں تو آپ ﷺ اشارہ کرتے کہ ان کو (اپنے حال پر) چھوڑ دو۔ جب نماز پوری کرتے تو انھیں اپنی گودی میں بٹھا لیتے اور فرماتے: ''جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ ان دونوں سے محبت کرے۔'' (صحیح ابن خزیمہ: ۸۸۷، مسند ابو یعلی: ۶۰/ ۲، صحیحہ: ۳۱۲)

(۶) سیدنا عبد اللہ بن زید اور حضرت ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کو ایک دن وادیٔ بطحا میں نماز پڑھا رہے تھے، ایک عورت نے سامنے سے گزرنا چاہا، آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ ٹھہر جا۔ پس وہ پیچھے ہٹ گئی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو وہ سامنے سے گزر گئی۔ (مسند أحمد: ۵/۲۱۶، صحیحہ: ۳۰۴۲) ان اور اس موضوع پر دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے دورانِ نماز کسی کی طرف اشارہ کرنے کی رخصت برقرار رکھی ہے۔

(۱۹۳۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ: صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَجَعَلَ يَهْوِي بِيَدِهِ قَالَ خَلَفٌ يَهْوِي فِي الصَّلَاةِ قُدَّامَهُ، فَسَأَلَهُ الْقَوْمُ حِيْنَ انْصَرَفَ، فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ هُوَ كَانَ يُلْقِيْ عَلَيَّ شَرَرَ النَّارِ لِيَفْتِنَنِي عَنْ صَلَاةِ، فَتَنَاوَلْتُهُ فَلَوْ أَخَذْتُهُ مَا انْفَلَتَ مِنِّي حَتّٰى يُنَاطَ إِلٰى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وِلْدَانُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ.)) (مسند احمد: ۲۱۳۱۲)

سیدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی، (عبدالرزاق اور خلف دونوں راویوں کے الفاظ کا اکٹھا مفہوم یہ ہے کہ) آپ نماز میں ہی اپنے سامنے اپنا ہاتھ جھکانے لگ گئے یا خود جھکنے لگ گئے۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو لوگوں نے ایسا کرنے کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ شیطان مجھ پر آگ کی چنگاریاں ڈال رہا تھا تا کہ مجھے میری نماز سے فتنے میں ڈال دے تو مجھے اسے پکڑنے کا خیال آیا اور اگر میں اسے پکڑ لیتا تو وہ مجھ سے نہ چھوٹ پاتا اور اسے مسجد کے کسی ستون کے ساتھ باندھ دیا جاتا اور اہل مدینہ کے بچے اس کی طرف دیکھتے۔''

فوائد:......اس قسم کے مختلف واقعات منقول ہیں، بعض صحیح روایات کی روشنی میں آپ ﷺ نے شیطان کو پکڑ بھی لیا تھا، پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔ باب ''نمازی کے آگے گزرنے والے آدمی وغیرہ کو روکنے کا بیان'' میں اس حدیث کا ذکر ہو چکا ہے۔

(۱۹٤۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ عَنْ صُهَيْبٍ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ إِلَيَّ إِشَارَةً وَقَالَ: لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ إِشَارَةً بِإِصْبَعِهِ. (مسند احمد: ۱۹۱۳۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صہیب نامی صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کو سلام کہا تو آپ نے اشارہ کر کے مجھ پر (سلام کا جواب) لوٹایا، راوی کہتا ہے: میں تو نہیں جانتا مگر یہی بات کہ انھوں نے انگلی کے ساتھ اشارہ کرنے کی بات کی تھی۔

(۱۹٤۱) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قُلْتُ لِبِلَالٍ: كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِيْنَ كَانُوا يُسَلِّمُوْنَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: كَانَ يُشِيْرُ بِيَدِهِ. (مسند احمد: ۲٤۳۸۳)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ لوگ جب نماز میں نبی کریم ﷺ کو سلام کہتے تھے تو آپ کیسے جواب دیتے تھے؟ انھوں نے کہا: آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے۔

(۱۹۳۹) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطبراني: ۱۹۲۵، والبيهقي في "الدلائل": ۷/ ۹۷ (انظر: ۲۱۰۰۰)

(۱۹٤۰) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۹۲۵، والترمذي: ۳٦۷، والنسائي: ۳/ ۵ (انظر: ۱۸۹۳۱)

(۱۹٤۱) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۹۲۷، والترمذي: ۳٦۸ (انظر: ۲۳۸۸٦)

فوائد: ......ابوداود کی روایت کے مطابق ہاتھ سے اشارہ کرنے کی کیفیت یہ تھی: ہاتھ کو اس طرح پھیلانا کہ ہتھیلی کی پشت اوپر کی طرف اور اندرونی حصہ نیچے کی طرف ہو۔ اس حدیث میں لوگوں سے مراد اہل قبا ہے، کیونکہ بعض روایات میں یہ وضاحت موجود ہے کہ آپ ﷺ قبا میں جاتے تھے، وہاں کے لوگ آ کر آپ ﷺ کو سلام کہتے تھے، جبکہ آپ ﷺ نماز میں ہوتے تھے، اس لیے آپ ﷺ جواباً اشارہ کرتے تھے۔

(۱۹۴۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيْرُ فِي الصَّلَاةِ۔ (مسند احمد: ۱۲۴۳۴)

سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں اشارہ کیا کرتے تھے۔

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نمازی کو سلام کہنا اور اس کا اشارے کے ساتھ جواب دینا مشروع ہے، درج بالا تین احادیث کے مطالعہ کرنے کے بعد درج ذیل کا مطالعہ مفید رہے گا: عَنْ أَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلاً سَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَرَدَّ النَّبِيُّ بِإِشَارَةٍ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّا كُنَّا نَرُدُّ السَّلَامَ فِي صَلَاتِنَا، فَنُهِيْنَا عَنْ ذٰلِكَ۔)) (المعجم الاوسط: ۲/۲۴۶/۱/۸۷۹۵، مسند البزار: ۱/ ۲۶۸/ ۵۵۴، شرح المعانی للطحاوی: ۱/ ۲۶۳، الصحیحة: ۲۹۱۷) سیدنا ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کو سلام کہا جبکہ آپ ﷺ نماز میں تھے، آپ ﷺ نے اشارہ کے ذریعے اس کے سلام کا جواب دیا۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''ہم نماز میں (زبان کے ساتھ) سلام کا جواب دیا کرتے تھے، لیکن اب ہمیں ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔'' امام نافع کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، وہ نماز پڑھ رہا تھا، آپ نے اسے سلام کہا، اس نے بول کر جواب دیا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ اس کی طرف پلٹ کر آئے اور اسے کہا: جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اسے سلام کہا جائے تو وہ بول کر جواب نہ دے، بلکہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کر دیا کرے۔ (مؤطا امام مالک)

ابتدائے اسلام میں نماز کے دوران کسی سے ہم کلام ہونا جائز تھا، لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ (سورۂ بقرہ: ۲۳۸) یعنی: ''(تمام) نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی (عصر کی) نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو۔'' تو نماز میں کلام کرنا حرام ہو گیا۔ لیکن نماز کے دوران بعض امور کو اشاروں کے ذریعے سرانجام دینے کی رخصت دی گئی، ان میں سے ایک سلام کا جواب دینا ہے، جس کا ان احادیثِ مبارکہ میں ذکر ہے۔ امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ (سیدنا ابوسعید خدری ؓ کی) حدیث انتہائی صراحت کے ساتھ اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ دورِ مکہ کے دوران ابتدائے اسلام میں نمازی بول کر سلام کا جواب دیتا تھا، مدینہ منورہ میں اس طریقہ کو منسوخ کر کے اشارہ کے ساتھ جواب دینے کی اجازت دی گئی۔ اگر

(۱۹۴۲) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابوداود: ۹۴۳ (انظر: ۱۲۴۰۷)

معاملہ اس طرح ہے تو نمازی کو سلام کہنا مستحب ہو گا، کیونکہ حضرت محمد ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سلام کو برقرار رکھا، جب انھوں نے آپ کو سلام کہا اور آپ نماز ادا کر رہے تھے۔ اسی طرح بعض دوسرے صحابہ نے بھی آپ کو سلام کہا تھا اور آپ نے ان کے سلام کو برقرار رکھا۔ اس مسئلہ کی وضاحت مختلف اسانید سے ثابت ہونے والی کافی ساری معروف احادیث سے ہوتی ہے۔ لہٰذا انصار السنہ کو چاہیے کہ وہ ان احادیث پر عمل کریں، ان کو لوگوں تک پہنچانے میں اور ان کو ان پر عمل کرنے کی ترغیب دلانے میں نرمی برتیں، کیونکہ لوگوں کو جس چیز کا علم نہ ہو، وہ اس کے دشمن بن جاتے ہیں، بالخصوص خواہش پرست اور بدعتی لوگ۔ (صحیحہ: ۲۹۱۷) امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا: ''نمازی، مؤذن اور قاریٔ قرآن پر سلام کہنے کا حکم'' اور کہا: امام مروزی نے (المسائل: ص۲۲) میں کہا: میں نے امام احمد سے کہا: کیا نماز میں مصروف لوگوں کو سلام کہا جائے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر انھوں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا قصہ بیان کیا کہ جب ان سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ ﷺ (نماز میں) سلام کا جواب کیسے دیتے تھے؟ تو انھوں نے کہا: آپ ﷺ اشارہ کرتے تھے۔ فقہ مالکی کے بعض محققین نے نمازی کا اشارہ کے ساتھ سلام کا جواب دینے والا مسلک اختیار کیا۔ قاضی ابو بکر بن عربی نے (العارضۃ: ۲/ ۱۶۲) میں کہا: نماز میں کبھی تو سلام کا جواب دینے کے لیے اشارہ کیا جاتا ہے اور بسا اوقات نمازی کو پیش آنے والی ضرورت کی وجہ سے۔ سلام کے جواب کے بارے میں مختلف صحیح آثار و احادیث مروی ہیں، جیسے نبی کریم ﷺ نے مسجدِ قبا میں کیا۔ میں ایک دن طُرطوشی کی مجلس میں تھا، اسی مسئلہ پر مذاکرہ ہونے لگا، ہم نے بطورِ دلیل ایک حدیث پیش کی اور اس سے حجت پکڑی۔ مجلس کے آخر سے ایک عام آدمی کھڑا ہوا اور کہا: شاید آپ ﷺ کے اشارے کا مطلب سلام کہنے والوں کو سلام کہنے سے منع کرنا ہو۔ ہمیں اس کی (نام نہاد) فقہ پر بڑی حیرانگی ہوئی۔ پھر ہم نے دیکھا کہ سلام والی حدیث کو روایت کرنے والا صحابی آپ ﷺ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا ہی سمجھا تھا، اس لیے اصولِ فقہ کے قوانین کے مطابق یہ حدیث اپنے باب میں قطعی ہو گی۔ (حیرانگی سے مراد اس کی فقہ پر تنقید کرنا ہے) بڑی حیران کن بات ہے کہ امام نووی نے (الأذکار) میں پہلے نمازی پر سلام کہنے کو مکروہ قرار دیا اور پھر کہا: مستحب یہ ہے کہ نمازی اشارہ کر کے سلام کا جواب دے دے، زبان سے کوئی لفظ نہ کہے۔ میں (البانی) کہتا ہوں: حیرانی کی بات یہ ہے کہ اشارے کے ساتھ سلام کا جواب دینے کو مستحب کہہ دیا اور سلام کرنے کو مکروہ، حالانکہ جواب کو مستحب کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سلام کہنا بھی مستحب ہے اور جواب کو مکروہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سلام کہنا بھی مکروہ ہے۔ اگر جواب دینا مکروہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ سلام کا اشارے کے ساتھ جواب نہ دے کر اس کی وضاحت کر دیتے، کیونکہ یہ مسلمہ قانون ہے کہ کسی مسئلہ کی وضاحت کو اس کی ضرورت و حاجت کے وقت سے مؤخر نہیں کیا جا سکتا۔ اس حدیث اور اس بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ مؤذن اور قاریٔ قرآن کو بھی سلام کہنا چاہیے، کیونکہ ہر ایک کو سلام کہنا مشروع ہے، اس کی دلیل پہلے گزر چکی ہے، اگر نمازی کو سلام کہنا مستحب ہے تو مؤذن اور قاری تو بالاولی سلام کے مستحق ٹھہریں گے۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں نے مسند میں ایک حدیث پڑھی تھی، جس کے مطابق نبی کریم ﷺ

نے قرآن مجید کی تلاوت کرنے والی ایک جماعت کو سلام کہا تھا، میں چاہتا ہوں کہ اس حدیث تک رسائی حاصل کر کے اس کی سند پر بحث کروں، لیکن فی الحال وہ مجھے نہیں مل رہی۔ رہا یہ مسئلہ کہ کیا مؤذن اور قاری سلام کا جواب لفظ کے ساتھ دیں یا اشارے کے ساتھ؟ پہلی بات زیادہ واضح معلوم ہو رہی ہے، امام نووی نے کہا: عام حالات کی طرح مؤذن کا بول کر سلام کا جواب دینا مکروہ نہیں ہے، کیونکہ یہ معمولی سا عمل ہے، اس سے اذان باطل ہوتی ہے نہ اس میں خلل پڑتا ہے۔ (صحیحہ: ۱۸۵)

نمازی کا اشارہ کے ساتھ سلام کا جواب دینا، اس موضوع پر دلالت کرنے والی تمام روایات نماز میں کلام کے حرام ہو جانے کے بعد پیش آئیں، اس کا لامحالہ نتیجہ یہ ہے کہ اشارے کا کلام کی حرمت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے کہ دونوں کو ایک سمجھ کر نا جائز قرار دیا جائے۔ جو لوگ سلام کا اشارے کے ذریعے جواب دینے کے قائل نہیں ہے، انھوں نے اپنے حق میں درج ذیل دلیل بھی پیش کی ہے۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ يَعْنِي (ابْنَ مَسْعُوْدٍ ﷛) قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا ، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلَاةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا ، فَقَالَ: ((إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا۔)) (بخاری: ۱۱۹۹، ۱۲۱۶، مسلم: ۵۳۸، مسند احمد: ۳۵۶۳) سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷛ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے تھے، جب کہ آپ نماز میں ہوتے، اور آپ ہمیں جواب دیتے تھے، لیکن جب ہم نجاشی کے پاس سے واپس آئے اور آپ ﷺ کو سلام کہا تو آپ نے ہمیں جواب نہ دیا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نماز میں آپ کو سلام کہتے تھے تو آپ جواب دیتے تھے، لیکن آج؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً نماز میں مصروفیت ہوتی ہے۔'' ''اور آپ ﷺ کو سلام کہا لیکن آپ نے ہمیں جواب نہ دیا۔'' سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے جواب دینے کے لیے نہ کلام کی اور نہ اشارہ کیا۔ لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ یہ استدلال کمزور ہے، اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷛ خود بھی اشارے کے ذریعے جواب دینے والی روایت نقل کرتے ہیں اور دوسری روایات کی روشنی میں اس حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ آپ ﷺ بول کر جواب نہیں دیا، جبکہ آپ ﷺ نے یہ نماز پڑھنے کے بعد وضاحت بھی یہ فرمائی کہ آپ ﷺ کے جواب نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے کلام کرنے سے منع کر دیا ہے۔

(۱۹۴۳) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ اِسْتَأْذَنْتُ عَلٰى سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَسَبَّحَ لِيْ ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: إِنَّ إِذْنَ الرَّجُلِ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ يُسَبِّحُ وَإِنَّ إِذْنَ الْمَرْأَةِ أَنْ تُصَفِّقَ۔ (مسند احمد: ۷۸۸۰)

یزید بن کیسان سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سالم بن ابو جعد سے اجازت طلب کی جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے مجھے (جواباً) سبحان اللہ کہا، پھر جب سلام پھیرا تو کہا: جب مرد نماز پڑھ رہا ہو تو اس کا اجازت دینا یہ ہے کہ وہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہے اور عورت تالی بجائی۔

(۱۹۴۳) تخريج: هذا اثر صحيح (انظر: ۷۸۹۳)

(١٩٤٤) عَنْ عَلِيٍّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: كُنْتُ آتِي النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْتَأْذِنُ فَإِنْ كَانَ فِيْ صَلَاةٍ سَبَّحَ، وَإِنْ كَانَ فِيْ غَيْرِ صَلَاةٍ أَذِنَ لِيْ۔ (مسند احمد: ٥٩٨)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا، پس جب میں اجازت مانگتا اور آپ نماز میں ہوتے تو سبحان اللہ کہہ دیتے اور اگر نماز میں نہ ہوتے تو مجھے اجازت دے دیتے۔

فوائد:…… یہ روایت ضعیف ہے، لیکن آنے والی دوسری حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہو جاتا ہے۔

(١٩٤٥) عَنْ جَابِرِ (بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ) قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا أَنْسَانِيَ الشَّيْطَانُ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِيْ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّقِ النِّسَاءُ)) (مسند احمد: ١٤٧٠٨)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب شیطان نماز سے کوئی چیز مجھے بھلا دے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔''

(١٩٤٦) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ، إِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ وَالتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ۔)) (مسند احمد: ٢٣١٨٧)

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جسے نماز میں کوئی ضرورت پیش آ جائے تو وہ سبحان اللہ کہے، تالی بجانا عورتوں کے لیے اور سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے۔''

فوائد:…… یہ اسلام کی انتہائی با کمال حکمت ہے کہ اگر نماز میں کلام کو حرام قرار دیا گیا ہے تو نمازی کو سبحان اللہ کہہ کر اپنے مطلوب کی طرف اشارہ کرنے کی اجازت دے دی گئی، اس رخصت کا مقصود یہ ہے کہ نمازی کو بے چینی سے محفوظ کر دیا جائے۔

(١٩٤٧) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ ﷺ: ((اَلتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ۔)) (مسند احمد: ٩٦٧٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ کہنا مردوں کے لئے اور تالی بجانا عورتوں کے لئے ہے۔''

(١٩٤٤) تخريج: اسناده ضعيف، تكلموا على عبيد الله بن زحر، وعلى بن يزيد، و القاسم بن عبد الرحمن الشامى، واذا اجتمع هؤلاء الثلاثة فى سند خبر لم يكن متن ذالك الخبر الا مما عملته ايديهم۔ (انظر: ٥٩٨)

(١٩٤٥) تخريج: صحيح لغيره، عبد الله بن لهيعة قد توبع۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ٢/ ٣٤١، ٣٤٢، والبزار: ٥٧٣، والطبرانى فى "الاوسط": ٥٢١ (انظر: ١٤٦٥٤، ١٤٨٥٩)

(١٩٤٦) تخريج: أخرجه مختصرا ومطولا البخارى: ١٢٠١، ١٢١٨، ١٢٠٤، ومسلم: ٤٢١ (انظر: ٢٢٨٠١، ٢٢٨٠٧، ٢٢٨٤٥)

(١٩٤٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٢٢ (انظر: ٧٥٥٠)

فوائد: ...... اِن اور اس موضوع کی دیگر احادیث سے امام کو متنبہ کرنے کے لیے مرد مقتدیوں کو سبحان اللہ کہنے اور عورتوں کو تالی بجانے کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ اگر امام کو سبحان اللہ کہنے یا تالی بجانے کا مقصد سمجھ نہ آ رہا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ مقتدیوں کی طرف دیکھے اور مقتدی اشارہ کے ذریعے اس پر اپنے مقصود کی وضاحت کر دیں، جیسا کہ اس باب کے شروع میں اشارہ کے جواز پر جتنے دلائل پیش کیے گئے، ان میں سے دوسری دلیل سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز میں پیچھے مڑ کر دیکھا اور آپ ﷺ نے ان کو اپنی نماز جاری رکھنے کا حکم دیا، لیکن وہ پھر بھی واپس ہٹ آئے تھے اور آپ ﷺ آگے بڑھ گئے تھے۔

(۱۰) بَابُ جَوَازِ الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

اللہ کے ڈر سے نماز میں رونے کے جائز ہونے کا بیان

(۱۹٤۸) عَنْ مُطَرِّفٍ (بْنِ عَبْدِاللّٰهِ) عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنْتَهَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي وَلِصَدْرِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) مِنَ الْبُكَاءِ۔ (مسند احمد: ۱٦٤۲۱)

سیدنا عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حال میں پہنچا کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینے سے ہنڈیا کے ابلنے کی طرح آواز آ رہی تھی۔

(۱۹٤۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فِي حَدِيثِ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔)) قَالَتْ عَائِشَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيْقٌ لَا يَمْلِكُ دَمْعَهُ، وَإِنَّهُ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ بَكٰى، قَالَتْ: مَا قُلْتُ ذٰلِكَ إِلَّا كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتَأَثَّمَ النَّاسُ بِأَبِيْ بَكْرٍ أَنْ يَكُوْنَ أَوَّلَ مَنْ قَامَ مَقَامَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ۔)) فَرَاجَعْتُهُ، فَقَالَ: ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ۔)) (مسند احمد: ۲٤٥٦۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی اس بیماری کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں، جس میں آپ ﷺ فوت ہو گئے تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ ابو بکر نرم دل آدمی ہیں، اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں پا سکتے، اس لیے جب وہ قرآن پڑھیں گے تو رو پڑیں گے۔ میں نے یہ بات صرف اس چیز کو ناپسند کرتے ہوئے کہی تھی کہ لوگ گناہ میں پڑ جائیں گے کہ ابو بکر سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے مقام پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔'' میں نے تکرار کرتے ہوئے پھر وہی بات کہی، لیکن اس بار آپ نے فرمایا: ''ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، یقیناً تم حضرت

(۱۹٤۸) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابوداود: ۹۰٤ (انظر: ۱٦۳۱۲)

(۱۹٤۹) تخريج: أخرجه مسلم: ٤۱۸ (انظر: ۲٤۰٦۱)

یوسف علیہ السلام کی صواحب کی طرح ہو۔''

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اس انداز میں نماز کے اندر رونا پسندیدہ چیز ہے۔ یہ فرق کرنا خواہ مخواہ کا تکلف ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ڈر یا جنت وجہنم کی یاد کی وجہ سے رونا آجائے تو نماز باطل نہیں ہوگی اور اگر کسی تکلیف یا مصیبت کی وجہ سے رونا آجائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ یہ فرق کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں ہوتا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بجائے کسی اور صحابی کا تعین کر دیں، بلکہ وہ اپنے باپ کے حق میں مزید تاکید چاہتی تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر ابوبکر کا ہی نام لیں گے۔

صاحب فوائد فاضل حفظہ اللہ نے اس بات کا کوئی حوالہ نہیں دیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا ''مزید تاکید'' چاہتی تھیں۔ جبکہ زیر مطالعہ حدیث جو کہ صحیح مسلم میں بھی ہے اور اس سے پتا چلتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پیش نظر لوگوں کا گناہ میں پڑ جانے کا خطرہ تھا۔ صحیح بخاری (۴۴۴۵) میں بھی صاف آ رہا ہے کہ عائشہ کا خیال تھا کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلے والی برکت باقی نہ رہنے کی وجہ سے) آپ کی جگہ آنے والے پہلے شخص کے ساتھ لوگ نحوست محسوس کریں گے اور عائشہ رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس صورتِ حال سے الگ کرنا چاہتی تھیں۔ بہرحال اصل اعتبار تو بخاری و مسلم کے حوالہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اپنے بیان کا ہے، نہ کہ دلیل کے بغیر صرف ظن اور رائے کا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی صاحبات سے مراد ''زلیخا'' ہے، جس نے مختلف خواتین کو بلایا تو دعوت کے لیے تھا، لیکن اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ یوسف کا حسن کا اندازہ کر لیں اور اسے یوسف کی محبت میں معذور سمجھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کو تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بھی کہہ تو کچھ اور رہی تھیں، لیکن ان مقصد کچھ اور تھا۔ حدیث میں لفظ تو جمع استعمال کیے گئے ہیں، لیکن ان مراد ایک ایک خاتون ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور زلیخا۔

اس جگہ صواحب یوسف سے مراد صرف زلیخا نہیں بلکہ دیگر عورتیں بھی ہیں۔

وہ کوئی چال چل رہی تھیں درج ذیل قرآنی عبارات سے اس بات پر روشنی پڑتی ہے۔

۱۔ یوسف علیہ السلام کی بات: ﴿رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْهِ﴾ ''اے میرے رب! قید مجھے اس سے زیادہ پسند ہے، جس کی طرف یہ (عورتیں) مجھے بلا رہی ہیں۔

۲۔ یوسف علیہ السلام کی بات: ﴿اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ﴾ ''یقیناً میرا رب ان کی چال کو خوب جانتا ہے۔''

۳۔ عزیز مصر کا عورتوں سے سوال: ﴿مَا خَطْبُکُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ﴾ ''تمہارا کیا معاملہ ہے جب تم نے یوسف کو اس کے نفس کے بارے بہکایا۔''

اس بات کی تفصیل مذکورہ آیات کے تحت تفسیر القرآن الکریم از حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ میں دیکھیں۔

((اِنَّکُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ)) سے مراد صرف عائشہ رضی اللہ عنہا نہیں۔ (صحیح بخاری: ۶۷۹) میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہنے پر حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بجائے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امامت کرانے کے

حوالہ سے نبی کریم ﷺ سے بات کی تھی۔

(۱۱) بَابُ جَوَازِ قَتْلِ الْاَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ وَالْمَشْيِ الْيَسِيرِ وَالْإِلْتِفَاتِ فِيْهَا لِحَاجَةٍ
نماز میں دو سیاہ جانوروں (بچھو اور سانپ) کو قتل کرنے، معمولی مقدار میں چلنے اور اس سلسلے میں کسی ضرورت کی وجہ سے اِدھر اُدھر متوجہ ہونے کے جواز کا بیان

(۱۹۵۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ، اَلْعَقْرَبِ وَالْحَيَّةِ۔ (مسند احمد: ۷۳۷۳)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو سیاہ چیزوں یعنی بچھو اور سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

فوائد: ......اس ضمن میں تھوڑا یا زیادہ چلنے کا یا قبلہ رخ رہنے یا نہ رہنے کا فرق کرنا، یہ سب امور بلا دلیل ہیں۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی کو چاہیے کہ وہ ان دو جانوروں کو قتل کرے۔ لامحالہ طور پر وہ کچھ کرنا پڑے گا، جس سے ان جانوروں کو قتل کرنا پڑتا ہے۔

(۱۹۵۱) عَــنْ عُــرْوَةَ عَــنْ عَــائِشَةَ ؓ قَــالَــتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُــصَــلِّيْ فِي الْبَيْتِ وَالْبَــابُ عَــلَيْــهِ مُغْلَقٌ فَجِئْتُ فَمَشٰى حَتّٰى فَتَــحَ لِيْ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى مَقَامِهِ، وَوَصَفَتْ أَنَّ الْبَابَ فِي الْقِبْلَةِ۔ (مسند احمد: ۲٤٥۲۸)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ گھر میں نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور دروازہ بند ہوتا تھا، پھر جب میں آتی تھی تو آپ ﷺ (آگے) چلتے اور میرے لیے دروازہ کھول کر اپنے مقام پر واپس آ جاتے تھے۔ پھر انھوں نے بیان کیا کہ وہ دروازہ قبلہ کی سمت میں تھا۔

فوائد: ......اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز میں ہر قسم کی زائد حرکت منع ہے، کیونکہ اس سے نماز کا خشوع وخضوع متاثر ہوتا ہے، باب ''نماز میں بال باندھنے، کنکریوں سے کھیلنے اور پھونکنے کا بیان'' میں اس قسم کے بعض امور کا ذکر ہو چکا ہے، لیکن بعض دفعہ کسی اشد ضرورت کی بنا پر نماز کے اندر کوئی خارجی کام یا حرکت کرنے کی نوبت آ جاتی ہے، سب سے پہلے ہم شریعت میں ثابت ہونے والی ایسی مثالوں کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا﴾ یعنی: ''جب تمہیں خوف ہو تو پیدل ہی سہی یا سوار ہی سہی۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۳۸) اس آیت میں خوف کے وقت پیدل چلتے ہوئے یا سواری پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

(۲) سانپ اور بچھو کو قتل کرنا۔ اِس اور اگلے دو امور کا ذکر اسی باب میں ہے۔

(۱۹۵۰) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۹۲۱، والترمذی: ۳۹۰، وابن ماجه: ۱۲٤٥، والنسائی: ۳/ ۱۰ (انظر: ۷۳۷۹، ۱۰۱۱٦، ۱۰۱٥٤)

(۱۹۵۱) تخریج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ۹۲۲، والترمذی: ٦۰۱ (انظر: ۲٤۰۲۷)

(۳) قبلہ کی سمت میں واقع دروازہ کھولنا۔

(۴) سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ کا سواری کی لگام پکڑ کر نماز پڑھنا اور اس کے ساتھ پیچھے ہٹ جانا، پھر اس فعل کا رسول اللہ ﷺ کی سنتوں سے استدلال کرنا۔

(۵) آپ ﷺ کا بچی کو اٹھا کر نماز پڑھنا اور رکوع کرتے وقت اس کو زمین پر بٹھا دینا اور پھر اگلی رکعت میں اٹھا لینا۔ (اس کا ذکر اگلے باب میں آ رہا ہے)۔

(۶) نماز کسوف میں آپ ﷺ کا جنت کے انگور کا خوشہ پکڑنے کے لیے آگے بڑھنا اور جہنم کو دیکھ کر پیچھے ہٹنا۔ (بخاری: ۱۲۱۲)

(۷) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جو کہ آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے تھے، آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور ان کے کان کو مروڑا اور گھما کر دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ (بخاری: ۱۸۳، ۹۹۲، ۱۱۹۸، مسلم: ۱۸۲)

(۸) سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ صلح کرانے کے لیے بنو عمرو کی طرف گئے، مسجد نبوی میں نماز کا وقت ہو گیا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امامت کے فرائض ادا کرنا شروع کیے، اتنے میں رسولِ اللہ ﷺ تشریف لائے اور صف میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے ابو بکر صدیق کو متنبہ کرنے کے لیے تالیاں بجائیں، چونکہ وہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتے تھے، اس لیے لوگوں نے کثرت سے تالیاں بجانا شروع کر دیں، بالآخر انھوں نے پیچھے دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صف میں کھڑے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ اپنے مقام پر ٹھہرے رہو اور (نماز کی امامت جاری رکھو)۔'' لیکن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھائے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو نماز جاری رکھنے کے بارے حکم دینے پر اللہ کی حمد بیان کی اور پھر پیچھے ہو گئے اور آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر امامت سنبھال لی۔ (بخاری: ٦٨٤، مسلم: ١٠٣)

(۹) صحابہ کرام کو تعلیم دینے کی خاطر نبی کریم ﷺ نے منبر پر نماز پڑھائی اور سجدے کرنے کے لئے نیچے اتر آئے اور پھر منبر پر چڑھ گئے۔ (بخاری، مسلم)

(۱۰) آپ ﷺ کے سامنے ایک صحابی نے سخت گرمی کی وجہ سے کچھ کنکریاں ہاتھ میں پکڑ لیں، تا کہ وہ ٹھنڈی رہیں، جب بھی وہ سجدہ کرتے تو زمین کی حرارت سے بچنے کے لئے ان کو زمین پر بچھا دیتے۔ (ابوداود)

(۱۱) نمازی کا اپنے آگے سے گزرنے والے کو روکنا، وگرنہ اس سے لڑائی کرنا۔ ان احادیث اور اس موضوع سے متعلقہ دوسری احادیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اس قسم کی حرکات و سکنات میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہ شریعتِ اسلامیہ کی کمال حکمت ہے کہ جہاں اس نے دورانِ نماز عجز و انکساری اور خشوع و خضوع کو اپنانے اور فضول حرکتوں سے گریز کرنے کا حکم دیا، وہاں انسانی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور نماز کے سکون کو تحفظ فراہم کرتے

ہوئے بعض گنجائشوں کو بھی برداشت کر لیا۔ مثال کے طور پر ایک دفعہ ہم گھر کے سارے افراد گھر میں باجماعت نماز پڑھ رہے تھے، دوران نماز ایک چھوٹی سی بچی ہاتھ اٹھا کر سٹینڈ والے پنکھے کی طرف بڑھی، ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ اگر وہ اسی انداز میں پنکھے تک پہنچ گئی تو انگلیوں کو شدید نقصان ہو سکتا ہے، یہ صورتحال دیکھ کر ایک نمازی آگے بڑھا اور بچی کو اٹھا کر واپس اپنی جگہ پر آ کر نماز کو جاری رکھا۔ اس نمازی کا یہ فعل روحِ شریعت کے عین مطابق ہے۔ قارئین کرام! اگر وہ آدمی آگے بڑھ کر بچی کو نہ اٹھاتا تو سارے افراد نماز کے بقیہ حصے کو کس کشمکش میں ادا کرتے اور یہ کیسی عبادت ہوتی کہ ایک بچی کی انگلیاں کٹ رہی ہوں اور کسی کو اس کو بچانے کی اجازت نہ ہو۔ ہمارے ہاں سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ جتنی لوگوں کے علم اور مطالعہ میں سستی اور کمی ہے، اتنی ہی فتوی بازی میں تیزی اور کثرت ہے، ہم لوگ صرف ظاہر کو دیکھتے ہیں، عبادت کا مقصد کیا ہے، اس کی روح کیا اور شریعت میں دی گئی رخصتوں کی تفصیل کیا ہے، ان امور سے ہمارا کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ ہماری عوام کا عملی نظریہ یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی نماز کا ایک کلمہ بھی سوچے سمجھے بغیر اور انتہائی بے توجہی کے عالَم میں نماز ادا کر لے تو اس کی نماز میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر کوئی آدمی نماز کے ایک ایک جملے کو سمجھتا ہے، لیکن دورانِ نماز کسی ضرورت کی وجہ سے بچہ اٹھا لیتا ہے تو فتوی باز عوام اور جاہلوں کے نزدیک اس کی نماز بڑی حد تک متاثر ہو گی یا پھر باطل ہو جائے گی۔ ضروری تنبیہ یہ ہے کہ اگر نمازی، نماز کے کلمات کو سمجھ کر ادا کر رہا ہو تو ایسی حرکات سے نماز میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارے ہاں سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ لوگوں نے بغیر کسی غور وفکر کے نماز، ذکر اور قرآن کے الفاظ رٹے ہوتے ہیں، جب بیچ میں کوئی معمولی سی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے تو ان کی نماز ان پر خلط ملط ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ سلام پھیرنے کے بعد دوسروں پر برس پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو علم ہونا چاہیے کہ اگر محمد رسول اللہ ﷺ نے نماز میں خشوع وخضوع اور عجز وانکساری اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے تو آپ ﷺ نے ہی یہ رخصتیں عطا کی ہیں، جو آدمی ان رخصتوں کو قبول کرنے سے کتراتا ہے، دوسرے الفاظ میں وہ آپ ﷺ سے آگے بڑھنے کی مذموم کوشش کرتا ہے۔

(۱۹۵۲) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: اِسْتَفْتَحْتُ الْبَابَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يُصَلِّي فَمَشٰى فِي الْقِبْلَةِ إِمَّا عَنْ يَمِينِهِ وَإِمَّا عَنْ يَسَارِهِ حَتّٰى فَتَحَ لِيْ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى مُصَلَّاهُ۔ (مسند احمد: ۲۶۴۹۹)

(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: میں نے دروازے پر دستک دی، جبکہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، پس آپ دائیں طرف سے یا بائیں طرف سے قبلہ کی طرف چلے، یہاں تک کہ میرے لیے دروازہ کھول دیا، پھر آپ ﷺ اپنی جائے نماز پر لوٹ گئے۔

(۱۹۵۳) عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: كَانَ أَبُوْبَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ رضی اللہ عنہ بِالْأَهْوَازِ عَلٰى

ازرق بن قیس کہتے ہیں: سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ اہواز مقام میں دریا کے ایک کنارے پر تھے، انھوں نے سواری کی لگام

(۱۹۵۲) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۲۵۹۷۲)

(۱۹۵۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۲۱۱ دون تعيين الصلاة وعدد ركعاتها (انظر: ۱۹۷۷۰)

حَرْفِ نَهْرٍ وَقَدْ جَعَلَ اللِّجَامَ فِيْ يَدِهِ وَجَعَلَ يُصَلِّيْ، فَجَعَلَتِ الدَّابَّةُ تَنْكُصُ وَجَعَلَ يَتَأَخَّرُ مَعَهَا، فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنَ الْخَوَارِجِ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اخْزِ هٰذَا الشَّيْخَ كَيْفَ يُصَلِّيْ؟ قَالَ: فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ: قَدْ سَمِعْتُ مَقَالَتَكُمْ، غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سِتًّا أَوْسَبْعًا أَوْثَمَانِيًا فَشَهِدْتُ أَمْرَهُ وَتَيْسِيْرَهُ، فَكَانَ رُجُوْعِيْ مَعَ دَابَّتِيْ أَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ تَرْكِهَا فَتَنْزِعُ إِلٰى مَأْلَفِهَا فَيَشُقُّ عَلَيَّ، وَصَلّٰى أَبُو بَرْزَةَ الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۰۰۰۸)

اپنے ہاتھ میں پکڑ کر نماز شروع کر دی، اتنے میں سواری پیچھے ہٹنے لگ گئی اور وہ بھی اس کے ساتھ پیچھے ہونے لگ گئے، ایک خارجی آدمی نے یہ منظر دیکھ کر کہا: اے اللہ! اس شیخ کو ذلیل کر، یہ کیسے نماز پڑھ رہا ہے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو کہا: میں نے تمہاری بات سنی ہے، (حقیقت یہ ہے کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھ یا سات یا آٹھ غزوے کیے، میں نے آپ ﷺ کے معاملات اور آسانی کا مشاہدہ کیا، (جن سے میں نے یہ استدلال کیا کہ) میرا نماز کے اندر سواری کے ساتھ پیچھے ہٹ جانا، یہ اس سے ہلکا تھا کہ میں اس کو چھوڑ دیتا اور وہ اپنی چراگاہ کی طرف چلی جاتی اور یہ میرے لیے مشقت کا باعث بنتی۔ سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے دو رکعت عصر کی نماز پڑھی تھی۔

فوائد:...... یقیناً اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی طرف سے دی گئی رخصتوں کی روشنی میں اس انداز میں نماز پڑھنے کو درست سمجھا۔

(۱۹۵٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي يَلْتَفِتُ يَمِيْنًا وَشِمَالاً وَلاَ يَلْوِي عُنُقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ۔ (مسند احمد: ۲٤۸٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز کی حالت میں دائیں بائیں جھانک لیتے تھے، لیکن اپنی گردن کو اپنے پیٹھ کی طرف نہیں موڑتے تھے۔

فوائد:...... نماز کو باطل کر دینے والی چیزوں کے تحت باب نمبر۴ میں اس مسئلے پر بحث کی گئی ہے۔

(۱۹۵٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِنْدٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ عِكْرِمَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَلْحَظُ فِيْ صَلَاتِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَلْوِيَ عُنُقَهُ۔ (مسند احمد: ۲٤۸٦)

عکرمہ کا ایک شاگرد بیان کرتا ہے کہ جنابِ عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نماز میں گردن موڑے بغیر اِدھر اُدھر دیکھ لیا کرتے تھے۔

(۱۹۵٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَسْتَشْرِفُ لِشَيْءٍ وَهُوَ فِي

انس بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ کسی چیز کے لئے نظر اٹھاتے، جبکہ وہ نماز

(۱۹۵٤) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه الترمذی: ٥٨٧، والنسائی: ۳/ ۹ (انظر: ۲٤۸٥)

(۱۹۵٥) تخریج: هذا مرسل۔ أخرجه الترمذی: ٥٨٨ (انظر: ۲٤۸٦)

(۱۹۵٦) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین (انظر: ٤٠٨٣)

الصَّلَاةِ، يَنْظُرُ إِلَيْهِ۔ (مسند احمد: ٤٠٨٣)

میں ہوتے اور اس کی طرف دیکھ لیتے تھے۔

فوائد: ......یقینی طور پر ان احادیث کو ضرورت پر محمول کریں گے کہ آپ ﷺ نے کسی بڑی مصلحت کی بنا پر ادھر ادھر دیکھنے کو مناسب سمجھا، ہم اس موضوع پر باب ''نماز میں ہنسنے، اِدھر اُدھر متوجہ ہونے، انگلیوں کے پٹاخے نکالنے اوران میں تشبیک ڈالنے کا بیان'' میں گفتگو کر آئے ہیں۔

(١٢) بَابٌ فِيْ جَوَازِ حَمْلِ الصَّغِيْرِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں بچہ اٹھانے کے جواز کا بیان

(١٩٥٧) عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ يَقُوْلُ: بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ جُلُوْسٌ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَحْمِلُ أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ ابْنِ الرَّبِيْعِ وَأُمُّهَا زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ صَبِيَّةٌ يَحْمِلُهَا عَلٰى عَاتِقِهِ فَصَلّٰى ﷺ وَهِيَ عَلٰى عَاتِقِهِ، يَضَعُهَا إِذَا رَكَعَ وَيُعِيْدُهَا عَلٰى عَاتِقِهِ إِذَا قَامَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ عَلٰى عَاتِقِهِ حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهُ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ بِهَا۔ (مسند احمد: ٢٢٩٥٤)

سیدنا ابوقتادہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ایک دفعہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ سیدہ امامہ بنت ابی العاص بن ربیع کو اٹھائے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے، یہ ایک بچی تھی اور اس کی ماں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ زینب ؓ تھیں، آپ نے اسے اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا، پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی، جبکہ وہ بچی آپ کے کندھے پر تھی، جب آپ رکوع کرتے تو اسے رکھ دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو دوبارہ اسے کندھے پر اٹھا لیتے، رسول اللہ ﷺ نے اسی حالت میں نماز پڑھی کہ وہ آپ کے کندھے پر تھی، حتیٰ کہ نماز پوری ہوگئی، آپ ﷺ اس کے ساتھ اسی طرح کرتے رہے (کہ ہر رکوع کے وقت رکھ دیتے تھے)۔

فوائد:......صحیح مسلم کی روایت کے مطابق آپ ﷺ اس حالت میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔

(١٩٥٨) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ يَقُوْلُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى وَأُمَامَةُ بِنْتُ زَيْنَبَ ابْنَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي الْعَاصِ ابْنِ الرَّبِيْعِ

سیدنا ابو قتادہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس حالت میں نماز پڑھی کہ سیدہ امامہ بنت زینب بنت نبی کریم ؓ آپ ﷺ کی گردن پر تھی اور یہ ابو العاص بن ربیع کی بیٹی تھی، جب آپ رکوع کرتے تو اسے رکھ دیتے اور جب سجدے کر کے کھڑے ہوتے تو اسے اپنی گردن پر دوبارہ اٹھا لیتے۔ عامر کہتے ہیں: میں نے عمرو بن سلیم سے یہ نہیں پوچھا

(١٩٥٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٩٩٦، ومسلم: ٥٤٣ (انظر: ٢٢٥٨٤)

(١٩٥٨) تخريج: انظر الحديث السابق رقم: ٨٦٤ (انظر: ٢٢٥٨٩)

بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى عَلٰى رَقَبَتِهِ فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ مِنْ سُجُودِهِ أَخَذَهَا فَأَعَادَهَا عَلٰى رَقَبَتِهِ ، فَقَالَ عَامِرٌ وَلَمْ أَسْأَلْهُ أَيُّ صَلَاةٍ هِيَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَحُدِّثْتُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَتَّابٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّهَا صَلَاةُ الصُّبْحِ قَالَ أَبُو عَبْدِالرَّحْمَنِ: جَوَّدَهُ ـ (مسند احمد: ۲۲۹۵۹)

کہ وہ کون سی نماز تھی۔ ابن جریج کہتے ہیں: مجھے زید بن ابی عتاب سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ نمازِ فجر تھی، ابوعبدالرحمٰن نے کہا: ابن جریج نے (نماز فجر کے ذکر) والی روایت کو جیّد کہا۔

(۱۹۵۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي إِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ وَهُوَ حَامِلُ حَسَنٍ أَوْ حُسَيْنٍ فَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَهُ ثُمَّ كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ فَصَلّٰى فَسَجَدَ بَيْنَ ظَهْرَيْ صَلَاتِهِ سَجْدَةً أَطَالَهَا ، قَالَ: إِنِّي رَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الصَّبِيُّ عَلٰى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ سَاجِدٌ ، فَرَجَعْتُ فِي سُجُودِي ، فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ ، قَالَ النَّاسُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ سَجَدْتَ بَيْنَ ظَهْرَيِ الصَّلَاةِ سَجْدَةً أَطَلْتَهَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ أَوْ أَنَّهُ يُوحٰى إِلَيْكَ ، قَالَ: ((كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ ، وَلٰكِنِ ابْنِي ارْتَحَلَنِي فَكَرِهْتُ أَنْ أُعَجِّلَهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ۔)) (مسند احمد: ۲۸۱۹۹)

سیدنا شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ پچھلے پہر کی ظہر یا عصر کی نماز کے لیے ہمارے پاس مسجد میں تشریف لائے، جبکہ آپ ﷺ نے سیدنا حسن یا سیدنا حسین کو اٹھایا ہوا تھا، آپ ﷺ آگے بڑھے اور اسے بٹھا کر نماز کے لیے تکبیر کہی اور نماز پڑھنا شروع کر دی، بیچ میں آپ نے ایک طویل سجدہ کیا، جب میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا (کہ کیا وجہ ہے) تو اچانک وہی بچہ رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ پر تھا، جبکہ آپ ﷺ سجدے کی حالت میں تھے، تو میں اپنے سجدہ میں لوٹ گیا، جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کر لی تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے نماز کے درمیان ایک سجدہ اتنا لمبا کیا کہ ہم یہ سمجھنے لگے کہ کوئی معاملہ پیش آ گیا تھا یا آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی کوئی بات نہیں تھی، یہی میرا بیٹا مجھ پر سوار ہو گیا تھا اور میں نے ناپسند کیا کہ اس سے جلدی کروں، یہاں تک کہ وہ اپنا شوق پورا کر لے۔''

فوائد: ......پہلی حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے اپنی نواسی کو اٹھا کر نماز پڑھی۔ اس فعل کو آپ ﷺ کے ساتھ خاص سمجھنا یا اس کے منسوخ ہونے کا دعوی کرنا، سب باطل امور ہیں۔ آپ ﷺ کے اس فعلِ مبارک سے ہمیں

(۱۹۵۹) تخریج: اسناده صحيح۔ أخرجه النسائي: ۲/ ۲۲۹ ، وابن ابي شيبة: ۱۲/ ۱۰۰ (انظر: ۱٦۰۳۳ ، ۲۷٦٤۷)

یہ رخصت ملتی ہے کہ اگر کسی مجبوری کی بنا پر ایسے کرنا پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، میں نے کئی گھروں میں دیکھا کہ بعض مائیں اس تلاش میں پھر رہی ہوتی ہیں کہ کوئی ان کے چھوٹے بچے کو اٹھائے تا کہ وہ نماز پڑھ سکیں، اس طرح ان کی کئی نمازیں قضا ہو جاتی ہیں، اگر ان کو اس رخصت کا علم ہو جائے تو اس میں ان کے لیے کئی آسانیاں ہیں، بشرطیکہ وہ رخصت قبول کرنے والی ہوں۔ بعض فقہا نے کہا ہے کہ چونکہ عرب لوگ بچیوں کو ناپسند کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ بعض عرب ان کو زندہ دفن کر دیتے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے ان کی مخالفت کرنے میں مبالغہ کیا اور نماز میں بچی کو اٹھا کر اس کی اہمیت کو ظاہر کیا۔ واللہ اعلم۔

(۱۳) بَابُ جَوَازِ الصَّلاةِ فِي الثَّوْبِ الْمُخَطَّطِ وَفِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَفِيْ ثَوْبٍ بَعْضُهُ عَلَى الْمُصَلِّيْ وَبَعْضُهُ عَلَى الْحَائِضَةِ

دھاری دار کپڑے میں، صرف ایک کپڑے میں اور ایسے کپڑے میں جس کا کچھ حصہ نمازی پر اور کچھ حائضہ عورت پر ہو نماز کے جواز کا بیان

(۱۹۶۰) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى فِيْ بُرْدَةٍ حِبَرَةٍ قَالَ أَحْسَبُهُ عَقَدَ بَيْنَ طَرَفَيْهَا۔ (مسند احمد: ۱۱۹۶۷)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دھاری دار یمنی چادر میں نماز پڑھی، میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے دونوں کناروں کے درمیان گرہ لگائی ہوئی تھی۔

فوائد: ......دو کناروں کے درمیان گرہ لگانے سے مراد ''توشیح'' ہے، جس کی تعریف یہ ہے کہ کپڑے کا ایک کنارہ بائیں ہاتھ کے نیچے سے لے جا کر دائیں کندھے پر اور دوسرا کنارہ دائیں کے تلے سے بائیں کندھے پر ڈال دیا جائے، پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینہ پر گرہ دے دی جائے۔ لباس کا مکمل بیان ''شرمگاہ کو ڈھانپنے کے بارے میں ابواب'' میں گزر چکا ہے۔

(۱۹۶۱) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: آخِرُ صَلاةٍ صَلَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ الْقَوْمِ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ خَلْفَ أَبِيْ بَكْرٍ۔ (مسند احمد: ۱۳۵۹۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ آخری نماز جو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں پڑھی تھی وہ ایک کپڑے میں تھی، اس سے آپ ﷺ نے توشیح کر رکھی تھی۔

(۱۹۶۰) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه الطیالسی: ۲۱٤۰، والترمذی فی "الشمائل": ۱۲۷ (انظر: ۱۱۹٤٥، ۱۳٥۱۰)

(۱۹۶۱) تخریج: حدیث صحیح، وھذا اسناد ضعیف لضعف علی بن عاصم۔ أخرجه النسائی: ۲/ ۷۹، والترمذی: ۳٦۳ (انظر: ۱۲٦۱۷، ۱۳٥٥٦)

فوائد:......توشیح کا بیان اوپر والی حدیث میں گزر چکا ہے۔

(١٩٦٢) عَنْ مُوسَى بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَهُوَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا وَرِدَاؤُهُ مَوْضُوعٌ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: تُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي هٰكَذَا۔ (مسند احمد: ١٢٣٠٥)

ابراہیم بن ابو ربیعہ کہتے ہیں: ہم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے اور وہ ایک کپڑا لپیٹ کر نماز پڑھ رہے تھے اور ان کی چادر علیحدہ رکھی ہوئی تھی، میں نے کہا: آپ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

(١٩٦٣) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ فَلْيَجْعَلْ طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ۔ (مسند احمد: ١١١٣٢)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو وہ اس کے دونوں کناروں کے درمیان مخالفت ڈالے اور ان کے کناروں کو کندھوں پر ڈال دے۔''

(١٩٦٤) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُونَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى وَعَلَيْهِ مِرْطٌ لِبَعْضِ نِسَائِهِ وَعَلَيْهَا بَعْضُهُ، قَالَ سُفْيَانُ أُرَاهُ قَالَ حَائِضٌ۔ (مسند احمد: ٢٧٣٤٠)

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس حال میں نماز پڑھی کہ آپ پر آپ کی کسی بیوی کی چادر تھی اور اس کا کچھ حصہ اس بیوی پر تھا، سفیان کہتے ہیں: میرا خیال ہے انہوں نے کہا تھا کہ وہ حائضہ تھیں۔

(١٩٦٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ: سَمِعْتُ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ تَكُونُ حَائِضًا وَهِيَ مُفْتَرِشَةٌ بِحِذَاءِ مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

عبداللہ بن شداد بن ہاد کہتے ہیں: میں نے اپنی خالہ زوجۂ رسول سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ وہ حائضہ ہوتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی سجدہ گاہ کے سامنے لیٹی ہوئی ہوتی تھی، جبکہ آپ اپنی چٹائی پر نماز پڑھ رہے

(١٩٦٢) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ١/ ٣١١، وابو يعلی: ٤٠٣٠، والبزار: ٥٩٢ (انظر: ١٢٢٨٠)

(١٩٦٣) تخريج: صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة (انظر: ١١١١٦)

(١٩٦٤) تخريج: أخرجه البخاری: ٣٣٣، ٣٧٩، ٥١٧، ومسلم: ٥١٣ (انظر: ٢٦٨٠٤، ٢٦٨٠٦)

(١٩٦٥) تخريج: انظر الحديث السابق: ٨٧١ (انظر: ٢٦٨٠٦)

وَهُوَ يُصَلِّيْ عَلَى خُمْرَتِهِ إِذَا سَجَدَ أَصَابَنِيْ طَرَفُ ثَوْبِهِ۔ (مسند احمد: ۲۷۳٤۲)

ہوتے تھے، جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کے کپڑے کا ایک کنارہ مجھے لگ جاتا تھا۔

(۱۹٦٦) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا نَائِمَةٌ إِلَى جَنْبِهِ فَإِذَا سَجَدَ أَصَابَنِيْ ثِيَابُهُ وَأَنَا حَائِضٌ۔ (مسند احمد: ۲۷۳٤۳)

(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اٹھتے اور رات کو نماز پڑھتے تھے، جب کہ میں آپ ﷺ کے پہلو میں سوئی ہوتی تھے، جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کے کپڑے مجھے لگ جاتے تھے، جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔

فوائد:......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اگر نماز کا کپڑا حائضہ کو لگ رہا ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۱۴) بَابُ جَوَازِ نَوْمِ الْمَرْأَةِ اَمَامَ الْمُصَلِّيْ فِي الظَّلَامِ
تاریکی میں نمازی کے سامنے عورت کے سونے کے جواز کا بیان

(۱۹٦۷) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَيَّ فِيْ قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهَا وَالْبُيُوْتُ لَيْسَ يَوْمَئِذٍ فِيْهَا مَصَابِيْحُ۔ (مسند احمد: ۲٥٦٦۳)

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سویا کرتی تھی اور میری ٹانگیں آپ کے قبلہ کی سمت میں ہوتی تھی، جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے دباتے، پس میں اپنی ٹانگوں کو اکٹھا کر لیتی، جب آپ کھڑے ہوتے تو میں ان کو پھیلا دیتی، ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔

(۱۹٦۸) عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَأَنَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ مُضْطَجِعَةً۔ (مسند احمد: ۲٥٦٤۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے، وہ کہتی ہیں: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور میں (کبھی) آپ کی دائیں اور (کبھی) بائیں جانب لیٹی ہوتی تھی۔

(۱۹٦۹) عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ صَلَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ۔ (مسند احمد: ۲٤٥٨٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کی نماز پڑھا کرتے تھے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان اس طرح لیٹی ہوتی تھی، جس طرح جنازہ پڑھا ہوتا ہے۔

(۱۹٦٦) تخریج: انظر الحدیث السابق: ۸۷۱ (انظر: ۲٦۸۰۷)

(۱۹٦۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۸۲، ٥۱۳، ۱۲۰۹، ومسلم: ٥۱۲ (انظر: ۲٥۱٤۸)

(۱۹٦۸) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابو یعلی: ٤۸۱۹ (انظر: ۲٤٦٤۲، ۲٥۱۳۰)

(۱۹٦۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۸٤، ومسلم: ٥۱۲ (انظر: ۲٤۰۸۸)

(۱۹۷۰) عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَقَالَ: أَلَيْسَ هُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ وَأَخَوَاتِكُمْ وَعَمَّاتِكُمْ۔ (مسند احمد: ۲٤۸٦۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے (یہ بھی) روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اس حال میں نماز پڑھتے تھے کہ وہ آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھی۔ جناب عروہ نے کہا: کیا یہ عورتیں تمہاری مائیں، بہنیں اور پھوپھیاں نہیں ہیں۔

فوائد: ......قولی حدیث کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ ہر خاتون کسی نہ کسی کی ماں، خالہ یا پھوپھی ہوتی ہے، اس لیے نمازی کے سامنے ان کے اس طرح لیٹنے سے نماز متاثر نہیں ہوتی۔

(۱۹۷۱) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ عَلَى السَّرِيْرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ۔ قُلْتُ: أَبَيْنَهُمَا جَدْرُ الْمَسْجِدِ؟ قَالَ: لَا، فِي الْبَيْتِ إِلَى جَدْرِهِ۔ (مسند احمد: ۲٦۱٦٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس حال میں نماز پڑھتے کہ وہ آپ کے اور قبلہ کے درمیان چارپائی پر لیٹی ہوئی ہوتی تھی۔ عطا کہتے ہیں: میں نے عروہ سے پوچھا: کیا ان دونوں کے درمیان مسجد کی دیوار ہوتی؟ انہوں نے کہا: نہیں، گھر میں اس کی دیوار کی طرف۔

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے سامنے سونے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ بعض ضعیف روایات سے پتہ چلتا ہے کہ نمازی کے سامنے سونا منع ہے، اگر وہ ثبوت کے درجہ تک پہنچ جائیں تو ان کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ جب سونے والے آدمی کی وجہ سے نمازی کا خشوع و خضوع متاثر ہو رہا ہو۔

❀❀❀❀

(۱۹۷۰) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الطیالسی دون القولی منه: ۱٤۵۲ (انظر: ۲٤۳۵۹)

(۱۹۷۱) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه عبد الرزاق: ۱۰۷۳، واسحاق بن راھویه فی "مسندہ": ۸۲۱، وانظر الحدیث رقم: ۸۷۵ (انظر: ۲۵٦٤۷)

أَبْوَابُ سُجُوْدِ السَّهْوِ
سجدہ سہو کے ابواب

(۱) بَابُ مَايَصْنَعُ مَنْ شَكَّ فِيْ صَلَاتِهِ؟
نماز میں شک کرنے والا کیا کرے؟

تنبیه: اس باب میں پیچیدگی صرف اس مقام پر ہوتی ہے کہ کون سی صورت میں سجدے سلام سے پہلے کیے جائیں اور کون سی صورت میں بعد میں، اس لیے قارئین توجہ سے تمام احادیث کا مطالعہ کریں اور ہر حدیث پر ٹھہر کر اس میں بیان شدہ مسئلے کو سمجھیں۔

(۱۹۷۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَهُ عُمَرُ: يَاغُلَامُ! هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذَا شَكَّ الرَّجُلُ فِي صَلَاتِهِ مَاذَا يَصْنَعُ؟ قَالَ: فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ أَقْبَلَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَ: فِيْمَ أَنْتُمَا؟ فَقَالَ عُمَرُ: سَأَلْتُ هٰذَا الْغُلَامَ هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذَا شَكَّ الرَّجُلُ فِي صَلَاتِهِ مَاذَا يَصْنَعُ؟ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ أَوَاحِدَةً صَلّٰى أَمْ ثِنْتَيْنِ فَلْيَجْعَلْهَا وَاحِدَةً، وَإِذَا لَمْ يَدْرِ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے لڑکے! کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے یا آپ ﷺ کے کسی صحابی سے کوئی ایسی حدیث سنی ہے کہ اگر نمازی کو نماز میں شک ہو جائے تو وہ کیا کرے؟ یہی بات ہو رہی تھی کہ اتنے میں سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پہنچ گئے اور انھوں نے پوچھا: تم کیا بات کر رہے ہو؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس لڑکے سے پوچھا ہے کہ کیا اس نے رسول اللہ ﷺ سے یا کسی صحابی سے کوئی اس قسم کی حدیث سنی ہے کہ جب آدمی کو نماز میں شک ہو جائے تو وہ کیا کرے؟ یہ سن کر سیدنا عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور وہ یہ نہ جان سکے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے

(۱۹۷۲) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه الترمذي: ۳۹۸، وابن ماجه: ۱۲۰۹ (انظر: ۱٦٥٦)

ثِنْتَيْنِ صَلّٰى أَمْ ثَلَاثًا فَلْيَجْعَلْهَا ثِنْتَيْنِ، وَإِذَا لَمْ يَدْرِ أَثَلَاثًا صَلّٰى أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَجْعَلْهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ يَسْجُدُ إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ سَجْدَتَيْنِ۔)) (مسند احمد: ١٦٥٦)

یا دو تو وہ ایک رکعت ہی سمجھ لے، جب اسے یہ پتہ نہ چل سکے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو وہ ان کو دو ہی سمجھ لے اور جب اسے یہ معلوم نہ ہو سکے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو وہ ان کو تین ہی سمجھ لے، پھر جب نماز سے فارغ ہونے لگے تو بیٹھے بیٹھے اور سلام سے پہلے دو سجدے کر لے۔''

فوائد:...... جب نمازی کو رکعات کی تعداد میں شک ہو جائے اور وہ کوئی ظن غالب قائم نہ کر سکے تو احتیاط کرتے ہوئے کم تعداد پر بنیاد رکھ کر نماز مکمل کرے اور ایسی صورت میں سلام سے پہلے دو سجدے کر لے، ان کو سجدۂ سہو کہتے ہیں۔

(١٩٧٣) عَنْ مُرَّةَ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي كَبْشَةَ عَنْ عُثْمَانَ (بْنِ عَفَّانَ) رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي صَلَّيْتُ فَلَمْ أَدْرِ أَشَفَعْتُ أَمْ أَوْتَرْتُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيَّايَ وَأَنْ يَتَلَعَّبَ بِكُمُ الشَّيْطَانُ فِي صَلَاتِكُمْ، مَنْ صَلّٰى مِنْكُمْ فَلَمْ يَدْرِ أَشَفَعَ أَوْ أَوْتَرَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ فَإِنَّهُمَا تَمَامُ صَلَاتِهِ۔)) (مسند احمد: ٤٥٠)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے نماز پڑھی لیکن (بھول گیا)، جس کی وجہ سے اب یہ پتہ نہیں چل رہا کہ جفت رکعات پڑھی ہیں یا طاق؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنے آپ کو اس سے ڈراتا ہوں کہ شیطان تمہاری نماز میں تم سے کھیلنے لگ جائے، تم میں سے جو آدمی نماز پڑھے اور وہ یہ نہ جان سکے کہ جفت رکعات پڑھ لی ہیں یا طاق تو وہ دو سجدے کر لے، ان سے اس کی نماز کی تکمیل ہو جائے گی۔''

فوائد: ...... اس حدیث کو دوسری روایات کی روشنی میں سمجھیں گے کہ ایسا نمازی کمی کی صورت میں پہلے کمی کو پورا کرے گا، پھر سجدے کرے گا۔

(١٩٧٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: صَلّٰى بِنَا يَزِيدُ ابْنُ أَبِي كَبْشَةَ الْعَصْرَ فَانْصَرَفَ إِلَيْنَا بَعْدَ صَلَاتِهِ فَقَالَ: إِنِّي صَلَّيْتُ مَعَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَسَجَدَ مِثْلَ

(دوسری سند) مرہ بن معبد کہتے ہیں: یزید بن ابو کبشہ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں نے مروان بن حکم کے ساتھ نماز پڑھی تھی، انہوں نے اسی طرح دو سجدے کیے تھے، پھر وہ ہماری

(١٩٧٣) تخريج: حسن وانظر الحديث بالسند الثاني (انظر: ٤٥٠)

(١٩٧٤) تخريج: اسناده حسن۔ أورده البخاري في "تاريخه الكبير": ٨/ ٣٥٥، وأخرجه أبو نعيم في "معرفة الصحابة": ٢٨٥ (انظر: ٤٥١)

هَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ ثُمَّ انصَرَفَ إِلَيْنَا فَأَعْلَمَنَا أَنَّهُ صَلَّى مَعَ عُثْمَانَ (بْنِ عَفَّانَ رضي الله عنه) وَحَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ مِثْلَهُ أَوْنَحْوَهُ. (مسند احمد: ٤٥١)

طرف پھرے اور ہمیں یہ بتلایا کہ انھوں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی تھی اور انھوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا تھا، پھراوپر والی حدیث کی طرح کی حدیث بیان کی۔

(١٩٧٥) عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (بْنِ مَسْعُوْدٍ) رضي الله عنه قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةً فَلَا أَدْرِيْ زَادَ أَمْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ، قِيْلَ لَهُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: ((لَا، وَمَا ذَاكَ؟)) قَالُوْا: صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَثَنّٰى رِجْلَيْهِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ، فَلَمَّا سَلَّمَ، قَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ، وَإِذَاشَكَّ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّلَاةَ، فَإِذَا سَلَّمَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ۔)) (مسند احمد: ٣٦٠٢)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھائی، مجھے یہ یادنہیں رہا کہ زیادتی ہوگئی تھی یا کمی، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز میں کوئی نئی چیز مشروع ہو گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: (نہیں، اور وہ کیا ہے (جوتم محسوس کر رہے ہو)؟''لوگوں نے کہا: آپ نے اتنی اتنی نماز پڑھائی ہے۔ تو آپ ﷺ نے اپنے پاؤں موڑے اور سہو کے دو سجدے کئے، پھر جب سلام پھیرا تو فرمایا: ''میں تو ایک انسان ہی ہوں، جیسے تم بھول جاتے ہو اسی طرح میں بھی بھول جاتا ہوں، جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو وہ نماز (کی رکعات کی تعداد کی درست صورت کو) تلاش کرے اور جب سلام پھیرے تو دو سجدے کر لے۔''

(١٩٧٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ) وَفِيْهِ فَثَنّٰى رِجْلَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: ((لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَأَنْبَأْتُكُمُوْهُ وَلٰكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِنْ نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِي وَأَيُّكُمْ مَا شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ أَقْرَبَ ذٰلِكَ لِلصَّوَابِ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ وَيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٤١٧٤)

(دوسری سند)اسی قسم کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: پس آپ ﷺ نے اپنا پاؤں موڑا، قبلہ رخ ہوئے اور دو سجدے کیے، پھر ہم پر متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اگر نماز میں کوئی نئی چیز مشروع ہوتی تو میں تمہیں ضرور بتاتا، بات یہ ہے کہ میں صرف ایک انسان ہوں، میں بھی اسی طرح بھول جاتا ہوں، جیسے تم بھولتے ہو، پس اگر میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کرا دیا کرو اور تم میں جس کسی کو بھی نماز میں شک ہو جائے تو وہ ایسی صورت کو تلاش کرے جو درستگی کے زیادہ قریب ہو، پھر اس نماز کو مکمل

(١٩٧٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٠١، ٦٦٧١، ومسلم: ٥٧٢ (انظر: ٣٦٠٢)

(١٩٧٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٤١٧٤)

کرے اور سلام پھیر کر دو سجدے لے۔''

فوائد: ......''وہ ایسی صورت کو تلاش کرے جو درستگی کے زیادہ قریب ہو۔'' اس سے مراد ظن غالب ہے کہ وہ مختلف قرائن کو دیکھ کر ایسا فیصلہ کرے جس پر اس کے نفس کو اطمینان ہو۔ یہ صورت اس صورت سے مختلف ہے، جس میں بندے کو ایسا شک ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے لیے کم پر یقین کیے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا، اس شک والی صورت کی وضاحت اس باب کی پہلی حدیث میں ہو چکی ہے۔

(۱۹۷۷) عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كُنْتَ فِي الصَّلَاةِ فَشَكَكْتَ فِي ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ، وَأَكْثَرُ ظَنِّكَ عَلَى أَرْبَعٍ، تَشَهَّدْتَ ثُمَّ سَجَدْتَ سَجْدَتَيْنِ وَأَنْتَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ تُسَلِّمَ، ثُمَّ تَشَهَّدْتَ أَيْضًا ثُمَّ سَلَّمْتَ۔)) (مسند احمد: ٤٠٧٥)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز میں ہو اور تین یا چار رکعتوں میں شک ہو جائے، البتہ تیرا زیادہ گمان چار پر ہو، تو تو تشہد پڑھ اور سلام سے پہلے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر، پھر تشہد پڑھ اور اس کے بعد سلام پھیر۔''

(۱۹۷۸) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: ((إِذَا شَكَكْتَ فِي صَلَاتِكَ وَأَنْتَ جَالِسٌ فَلَمْ تَدْرِ ثَلَاثًا صَلَّيْتَ أَمْ أَرْبَعًا، فَإِنْ كَانَ أَكْبَرُ ظَنِّكَ أَنَّكَ صَلَّيْتَ ثَلَاثًا فَقُمْ فَارْكَعْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلِّمْ ثُمَّ اسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدْ ثُمَّ سَلِّمْ، وَإِنْ كَانَ أَكْبَرُ ظَنِّكَ أَنَّكَ صَلَّيْتَ أَرْبَعًا فَسَلِّمْ ثُمَّ اسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدْ ثُمَّ سَلِّمْ۔ (مسند احمد: ٤٠٧٦)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تجھے اپنی نماز میں شک ہو جائے اور تو بیٹھا ہوا ہو اور تجھے یہ پتہ نہ چل سکے کہ تو نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار، تو اگر تیرا غالب ظن یہ ہو کہ تو نے تین رکعتیں پڑھ لی ہیں تو تو کھڑا ہو جا اور ایک رکعت ادا کر، پھر سلام پھیر، پھر دو سجدے کر، پھر تشہد پڑھ اور پھر سلام پھیر، اور اگر غالب ظن یہ ہو کہ تو نے چار رکعتیں پڑھ لی ہیں تو سلام پھیر دے، پھر دو سجدے کر، پھر تشہد پڑھ اور پھر سلام پھیر دے۔''

(۱۹۷۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ ((يَأْتِي أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز میں ہوتا ہے تو اس کے پاس

(۱۹۷۷) تخریج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو عبيدة لم يسمع من ابيه عبد الله بن مسعود، وخصيف بن عبد الرحمن الجزرى سيء الحفظ۔ أخرجه ابوداود: ۱۰۲۸ (انظر: ٤٠٧٥)

(۱۹۷۸) تخریج: اسناده ضعيف لانقطاعه، وهذا موقوف والحديث بالطريق الاول مرفوع (انظر: ٤٠٧٦)

(۱۹۷۹) تخریج: أخرجه البخارى: ۱۲۳۲، ومسلم: ۳۸۹ (انظر: ۷۲۸٦)

7/2

فِیْ صَلَاتِہٖ فَیُلَبِّسُ عَلَیْہِ حَتّٰی لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ وَھُوَ جَالِسٌ)) (مسند احمد: ٧٢٨٤)

شیطان آتا ہے تو اس پر اس کی نماز کو اتنا خلط ملط کر دیتا ہے کہ وہ یہ بھی نہیں جان سکتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھ لی ہے، پس جو آدمی ایسی صورتحال پائے تو وہ دو سجدے کرے، اس حال میں کہ وہ بیٹھا ہوا ہو۔''

(١٩٨٠) عَنْ أَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((إِذَا صَلّٰی أَحَدُکُمْ فَلَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ وَھُوَ جَالِسٌ، وَإِذَا جَاءَ أَحَدَکُمُ الشَّیْطَانُ فَقَالَ إِنَّکَ قَدْ أَحْدَثْتَ فَلْیَقُلْ کَذَبْتَ إِلَّا مَا وَجَدَ رِیْحَہُ بِأَنْفِہٖ أَوْ سَمِعَ صَوْتَہُ بِأُذُنِہٖ۔)) (مسند احمد: ١١٠٩٨)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور وہ (اس قدر بھول جائے کہ یہ) بھی نہ جان سکے کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے تو وہ بیٹھے بیٹھے ہی دو سجدے کر لے اور جب شیطان کسی کے پاس آ کر کہے کہ تو بے وضو ہو گیا ہے تو وہ اسے کہے کہ تو نے جھوٹ کہا، الا یہ کہ وہ اپنے ناک سے بو محسوس کر لے یا اپنے کان سے آواز سن لے۔''

فوائد: ......اگلی حدیث میں اس تفصیل کا بیان ہے کہ سجدۂ سہو کرنے سے پہلے رکعات کی تکمیل کیسے کرنی ہوگی۔
شیطان کا بے وضو کہنے سے مراد بے وضگی کا وسوسہ ڈالنا ہے، ایسی صورت میں نمازی کو اس کے وسوسے سے متاثر نہیں ہونا چاہیے اور ایسے خیال کو فوراً دفع کر دینا چاہیے، ہاں اگر نمازی کو وضو ٹوٹ جانے کا یقین ہو جائے تو وہ دوبارہ وضو کرے۔

(١٩٨١) وَعَنْہُ أَیْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا شَکَّ أَحَدُکُمْ فِیْ صَلَاتِہٖ فَلَمْ یَدْرِکَمْ صَلّٰی فَلْیَبْنِ عَلَی الْیَقِیْنِ حَتّٰی إِذَا اسْتَیْقَنَ أَنْ قَدْ أَتَمَّ فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ قَبْلَ أَنْ یُسَلِّمَ، فَإِنَّہُ إِنْ کَانَتْ صَلَاتُہُ وِتْرًا صَارَتْ شَفْعًا وَإِنْ کَانَتْ شَفْعًا کَانَ ذٰلِکَ تَرْغِیْمًا لِلشَّیْطَانِ)) (مسند احمد: ١١٧١٢)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سے کسی کو نماز میں شک ہو جائے اور وہ یہ نہ جان سکے کہ اس نے کتنی نماز پڑھ لی ہے، تو وہ یقین پر بنیاد رکھے (اور مزید رکعات ادا کرے) حتی کہ اسے نماز کے مکمل ہونے کا یقین ہو جائے، پھر وہ سلام سے پہلے دو سجدے کرے، اگر اس کی (پڑھی ہوئی زائد نماز) طاق رکعات ہوں گی تو وہ (سہو کے دو سجدوں) کی بنا پر جفت بن جائے گی اور اگر اس کی نماز جفت (یعنی پوری ہی) ہو گی تو یہ سجدے شیطان کو خاک آلود کریں گے۔''

(١٩٨٠) تخریج: صحیح لغیرہ، وھذا اسناد ضعیف لجھالۃ عیاض۔ أخرجہ ابوداود: ١٠٢٩، والترمذی: ٣٩٦، وابن ماجہ: ١٢٠٤ (انظر:)

(١٩٨١) تخریج: أخرجہ مسلم: ٥٧١ (انظر: ١١٦٨٩)

فوائد: ......اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی چار رکعتی نماز کی پانچ رکعتیں ادا کر لیتا ہے تو چار رکعت بطورِ فرض قبول ہوں گے اور بقیہ ایک رکعت، سہو کے دو سجدوں کے ساتھ مل کر دو نفل کے قائم مقام ہو جائے گی۔ اور اگر اس نے نماز پوری ہی پڑھی ہوگی تو سہو کے سجدوں کی وجہ سے شیطان ذلیل ہوگا کہ اس نے تو نماز کو باطل ہو جانے اور نمازی پر اس کو خلط ملط کر دینے کی کوشش کی تھی، لیکن اس نے زائد دو سجدوں کے ذریعے اسے مزید ذلیل کر دیا۔

(١٩٨٢) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رضي الله عنه قَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِحَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالُوا: بَلٰى۔ قَالَ: فَأَشْهَدُ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰى صَلَاةً يَشُكُّ فِي النُّقْصَانِ فَلْيُصَلِّ حَتّٰى يَشُكَّ فِي الزِّيَادَةِ۔)) (مسند احمد: ١٦٨٩)

سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تمہیں وہ حدیث نہ بیان کروں جو میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ انھوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جو شخص نماز پڑھتا ہے اور اسے اس کے کم ہونے کا شک ہوتا ہے تو وہ نماز پڑھتا رہے، یہاں تک کہ اسے زیادہ ہونے میں شک ہونے لگے۔''

فوائد: ...... یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن اس کا مفہوم درج ذیل حدیث کی بنا پر درست ہے: سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو نماز میں شک ہو جائے اور اسے یہ پتہ نہ چل سکے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو، تو وہ اس کو ایک سمجھے اور اگر اسے یہ شک پڑ جائے کہ دو رکعات پڑھی ہیں یا تین، تو ان کو تین سمجھے، ....'' (حسن لغیرہ، مسند احمد: ١٦٥٦، ترمذی: ٣٩٨، ابن ماجہ: ١٢٠٩)

(١٩٨٣) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔)) وَفِيْ لَفْظٍ: ((فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ۔)) (مسند احمد: ١٧٦١)

سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز میں شک کرے تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔'' ایک روایت میں ہے: ''وہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کر لے۔''

(١٩٨٤) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(١٩٨٢) تخريج: اسناده ضعيف، اسماعيل بن مسلم المكي البصري متروك الحديث، قاله النسائي۔ أخرجه البزار: ٩٩٧، وابويعلى: ٨٥٥، والدارقطني: ١/ ٣٦٩، والبيهقي: ٢/ ٣٣٢ (انظر: ١٦٨٩)

(١٩٨٣) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الله بن مسافع لا يعرف بجرح ولا تعديل، ومصعب بن شيبة لين الحديث، وعقبة (والصواب: عتبة) بن محمد ليس بمعروف، وذكره ابن حبان في "الثقات" و ضعّفه ابن قدامة في "المغني"، ثم هو مضطرب۔ أخرجه النسائي: ٣/ ٣٠ (انظر: ١٧٤٧، ١٧٦١)

(١٩٨٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابوداود: ٩٢٨، ٩٢٩ (انظر: ٩٩٣٦، ٩٩٣٧)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا إِغْرَارَ فِیْ صَلَاةٍ وَلَا تَسْلِیْمَ۔)) (مسند احمد: ۹۹۳۸)

فرمایا: ''نہ نماز (کے ارکان) میں نقص پیدا کرنا جائز ہے اور نہ (نماز میں) سلام کہنا ہے۔''

فوائد: ......امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابوعمرو شیبانی نے کہا: ''لَا غِرَارَ'' کا معنی یہ ہے کہ آدمی اپنی نماز سے اس حال میں نہ نکلے کہ اسے نماز کے کسی حصے کے باقی رہنے کا گمان ہو، بلکہ (وہ اس وقت سلام پھیرے) جب اسے نماز کے مکمل ہونے کا یقین ہو۔ ابن اثیر نے کہا: ''غِرَارُ الصَّلَاةِ'' سے مراد نماز کی کیفیات وارکان میں نقص کرنا ہے اور ''غِرَارُ التَّسْلِیْمِ'' سے مراد یہ ہے کہ نمازی (جوابًا) ''وَعَلَیْكَ'' کہے۔ امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: ''وَلَا تَسْلِیْمَ'' کا یہ معنی نہیں کہ غیر نمازی، نمازی کو سلام نہ کہے، کیونکہ کئی احادیث میں ثابت ہے کہ صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کو سلام کہتے تھے (اور آپ ﷺ اشارے سے جواب دیتے تھے)۔ جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد قبا میں گئے اور نماز پڑھ رہے تھے، اسی اثنا میں انصاری لوگ آئے اور آپ کو سلام کہا، حالانکہ آپ نماز میں تھے۔ میں نے سیدنا بلال سے پوچھا: جب یہ لوگ آپ ﷺ کو حالتِ نماز میں سلام کہتے تو آپ ﷺ ان کا جواب کیسے دیتے تھے؟ انھوں نے کہا: آپ (اشارہ کرتے ہوئے) اس طرح کرتے تھے۔ پھر (آپ کے ہاتھ کی کیفیت بیان کرنے کے لیے) سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اپنی ہتھیلی کو آگے کی طرف پھیلا دیا۔ (ابوداود) (صحیحہ: ۳۱۸)

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ جب تک نمازی کو نماز کی تکمیل کا یقین نہ ہو جائے وہ سلام نہیں پھیر سکتا، نیز وہ سلام کا جواب بول کر نہیں دے سکتا، کیونکہ اسے کلام کہتے ہیں، جو نماز میں حرام ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(۱۹۸۵) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ ثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ (یَعْنِیْ اِبْنَ مَهْدِیٍّ) عَنْ سُفْیَانَ (یَعْنِیْ الثَّوْرِیَّ) قَالَ: سَمِعْتُ أَبِیْ یَقُوْلُ: سَأَلْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّیْبَانِیَّ عَنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((لَا إِغْرَارَ فِی الصَّلَاةِ۔)) فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ لَا غِرَارَ فِی الصَّلَاةِ، وَمَعْنٰی غِرَارَ یَقُوْلُ لَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَهُوَ یَظُنُّ أَنَّهُ قَدْ بَقِیَ عَلَیْهِ مِنْهَا شَیْءٌ حَتّٰی یَكُوْنَ عَلَی الْیَقِیْنِ وَالْكَمَالِ۔ (مسند احمد: ۹۹۳۸) ذكر الامام احمد هذا القول بعد الحديث السابق: ۸۸۷

سفیان ثوری کہتے ہیں: میرے باپ نے ابوعمرو شیبانی سے رسول اللہ ﷺ کے قول ''لَا إِغْرَارَ فِی الصَّلَاةِ۔'' (نماز میں نقص پیدا کرنا نہیں ہے۔) کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے کہا: یہ روایت اس طرح ہے: ''لَا غِرَارَ فِی الصَّلَاةِ۔'' اور ''لَا غِرَار'' کا معنی یہ ہے کہ بندہ اس حال میں نماز سے نہ نکلے کہ اسے یہ گمان بھی ہو کہ اس کی نماز کا کچھ حصہ باقی ہے، (وہ اس وقت نکلے) جب اسے مکمل ہونے کا یقین ہو۔

فوائد: ......اس باب کی صحیح احادیث میں سہو کے دو سجدوں کی درج ذیل تین صورتیں بیان کی گئی ہیں:

(۱) اگر نمازی کو رکعات کی تعداد میں شک ہو جائے اور وہ حتمی فیصلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے کم تعداد پر بنیاد رکھے تو وہ

سلام سے پہلے دوسجدے کرے۔

(۲) اگر نمازی کو رکعات کی تعداد میں شک ہو جائے اور مختلف قرائن کی روشنی میں اسے کسی صورت پر ظن غالب ہو جائے تو وہ سلام کے بعد سجدے کرے۔

(۳) اگر سلام کے بعد کسی زیادتی کا پتہ چلے یا ایسی کمی کا جس کا اعادہ نہیں کیا جاتا، تو اسی وقت سجدے کئے جائیں اور پھر سلام پھیرا جائے۔ (بخاری، مسلم) مثلا سلام پھیرنے کے بعد پتہ چلے کہ پانچ رکعتیں پڑھ لی گئی ہیں یا تشہد رہ گیا ہے۔ باقی صورتوں کا ذکر اگلے ابواب میں آرہا ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ وَسْوَسَةِ الشَّيْطَانِ لِلْمُصَلِّيْ وَمَا يَدْفَعُ ذٰلِكَ
نمازی کے لیے شیطان کے وسوسے ڈالنے اور اسے دفع کرنے کا بیان

(۱۹۸٦) عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عَمَّارًا (يَعْنِي بْنَ يَاسِرٍ) ؓ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ الْحَارِثِ: يَا أَبَا الْيَقْظَانِ! لا أَرَاكَ إِلَّا خَفَّفْتَهُمَا۔ قَالَ: هَلْ نَقَصْتُ مِنْ حُدُودِهَا شَيْئًا؟ قَالَ: لا، وَلٰكِنْ خَفَّفْتَهُمَا، قَالَ: إِنِّي بَادَرْتُ بِهِمَا السَّهْوَ، إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّيْ وَلَعَلَّهُ أَنْ لا يَكُوْنَ لَهُ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَّا عُشْرُهَا أَوْ تُسْعُهَا أَوْ ثُمْنُهَا أَوْ سُبْعُهَا، ......)) حَتَّى انْتَهٰى إِلٰى آخِرِ الْعَدَدِ۔ (مسند احمد: ۱۹۰۸۵)

سیدنا عمار بن یاسر ؓ نے دو رکعت نماز پڑھی، عبدالرحمن بن حارث نے ان سے کہا: اے ابو الیقظان! میرا خیال یہ ہے کہ آپ نے ان میں تخفیف کی ہے۔ انہوں نے کہا: کیا میں نے اس کی حدود و قیود میں سے کسی چیز کی کمی کی ہے؟ وہ کہنے لگے: نہیں، لیکن آپ نے ان میں تخفیف کی ہے۔ انہوں نے کہا: (اصل بات یہ ہے کہ) میں نے بھولنے سے پہلے جلدی جلدی ان کو ادا کر لیا ہے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بیشک آدمی تو نماز پڑھتا ہے، لیکن ممکن ہے کہ اس کے لیے اس کی نماز سے نہ ہو مگر دسواں حصہ، یا نواں حصہ، یا آٹھواں حصہ، یا ساتواں حصہ، ......۔'' حتی کہ آپ ﷺ آخری عدد تک پہنچ گئے۔

(۱۹۸۷) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ ابْنِ لَاسٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: دَخَلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ أَخَفَّهُمَا

(دوسری سند) ابن لاس خزاعی کہتے ہیں: سیدنا عمار بن یاسر ؓ مسجد میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز ادا کی، وہ بہت تخفیف والی تھیں، لیکن مکمل بھی تھیں، پھر وہ بیٹھ گئے، ہم

(۱۹۸٦) تخريج: صحيح۔ أخرجه البزار فی "مسنده": ۱٤۲۰، وابن حبان: ۱۸۸۹، ورواه النسائی فی "الكبری": ٦۱۱، وابن ابی شيبة: ۱/ ۳٤۰ مختصرا (انظر: ۱۸۸۷۹)

(۱۹۸۷) تخريج: حديث صحيح، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۱۸۳۲۳)

وَأَتَمَّهُمَا، قَالَ: ثُمَّ جَلَسَ، فَقُمْنَا إِلَيْهِ فَجَلَسْنَا عِنْدَهُ ثُمَّ قُلْنَا لَهُ لَقَدْ خَفَّفْتَ رَكْعَتَيْكَ هَاتَيْنِ جِدًّا يَا أَبَا الْيَقْظَانِ! فَقَالَ: إِنِّي بَادَرْتُ بِهِمَا الشَّيْطَانَ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيَّ فِيهِمَا، قَالَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔ (مسند احمد: ۱۸۵۱۳)

کھڑے ہوئے اور ان کے پاس بیٹھ گئے، ہم نے کہا: ابو الیقظان! آپ نے ان دو رکعتوں میں تخفیف کی ہے؟ انھوں نے کہا: جی میں نے ان کو اپنے اندر شیطان کے داخل ہونے سے پہلے ادا کرلیا ہے، پھراسی طرح کی حدیث ذکر کی۔

فوائد: ......سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ انھوں نے نماز تو اختصار سے پڑھی ہے، لیکن پوری توجہ کے ساتھ ادا کی ہے، اگر وہ طوالت اختیار کرتے تو ممکن تھا کہ شیطان دوسرے خیالات میں مبتلا کر دیتا۔ لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ ہماری شریعت میں طویل قیام محبوب عمل ہے اور نماز میں شیطان کے وسوسوں سے بچنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریقہ بتلایا ہے، اس کا بیان اگلی حدیثِ مبارکہ میں آ رہا ہے۔

(۱۹۸۸) عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيرِ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! حَالَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلَاتِي وَبَيْنَ قِرَاءَ تِي قَالَ: ((ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خِنْزَبٌ فَإِذَا أَنْتَ حَسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَاتْفُلْ عَنْ يَسَارِكَ ثَلَاثًا۔)) قَالَ: فَفَعَلْتُ ذَاكَ فَأَذْهَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنِّي۔ (مسند احمد: ۱۸۰۵۷)

سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! شیطان میرے اور میری نماز اور قراءت کے درمیان حائل ہوگیا ہے، آپ نے فرمایا: ''یہ شیطان ہے، اس کو ''خنزب'' کہتے ہیں، جب تو اسے محسوس کرے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگ اور تین دفعہ اپنی بائیں جانب تھوک دے۔'' انھوں نے کہا: پس میں نے یہ عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ وسوسہ ختم کردیا۔

فوائد: ......یقینی طور پر اس وقت نمازیوں کی بھاری تعداد حقیقی نماز سے غافل ہے اور کئی قسم کے وسوسوں میں مبتلا ہے، لیکن جب کسی کو اِس حدیث میں مذکورہ طریقہ بتلایا جاتا ہے تو غفلت کی وجہ سے یا دوسرے لوگوں سے جھجک کر اس پر عمل بھی نہیں کیا جاتا ہے۔ قارئین کرام! آپ شہادت دیں گے کہ آپ نے بہت کم کسی نمازی کو دیکھا ہوگا کہ وہ نماز کے اندر اس طرح شیطان سے پناہ مانگے، حالانکہ یہ بات یہ یقینی ہے کہ اس وقت نمازیوں کی بھاری تعداد حقیقی نماز سے غافل ہے اور کئی قسم کے وسوسوں میں مبتلا ہے، لیکن اس کے باوجود یہ طریقۂ نبوی استعمال نہیں کیا جاتا، اس کی کئی وجوہات ہیں، مثلا: غفلت، دین میں عدم دلچسپی، فکرِ آخرت کی کمی، لوگوں سے جھجک، جلد بازی، عبادت کے معیار سے ناواقفیت، نماز کے کلمات کو نہ سمجھنا۔ وغیرہ۔

(۱۹۸۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۲۰۳ (انظر: ۱۷۸۹۷)

بَابُ مَنْ سَلَّمَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ وَفِيهِ ذِكْرُ قِصَّةِ ذِي الْيَدَيْنِ

دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دینے والے کا بیان اور اس میں سیدنا ذوالیدین رضی اللہ عنہ کے قصے کا تذکرہ

(۱۹۸۹) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ (يَعْنِي ابْنَ سِيرِينَ) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ، قَالَ: ذَكَرَهَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَنَسِيَهَا مُحَمَّدٌ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَأَتٰى خَشَبَةً مَعْرُوْضَةً فِي الْمَسْجِدِ (وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ أَتٰى جِذْعًا فِي الْقِبْلَةِ كَانَ يُسْنِدُ إِلَيْهِ ظَهْرَهُ فَأَسْنَدَ إِلَيْهِ ظَهْرَهُ) فَقَالَ بِيَدِهِ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضْبَانُ وَخَرَجَتِ السَّرْعَانُ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ قَالُوْا: قُصِرَتِ الصَّلَاةُ، قَالَ: وَفِي الْقَوْمِ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ، فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ، وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طُوْلٌ، يُسَمّٰى ذَا الْيَدَيْنِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَسِيْتَ أَمْ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ؟ فَقَالَ: ((لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرِ الصَّلَاةُ (وَفِي رِوَايَةٍ مَاقُصِرَتْ وَمَا نَسِيْتُ).)) قَالَ: فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ، قَالَ: ((كَمَا يَقُوْلُ ذُوالْيَدَيْنِ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، فَجَاءَ فَصَلَّى الَّذِي تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھلے پہر کی (ظہر اور عصر کی) دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تو اس نماز کا ذکر کیا تھا، لیکن ابن سیرین اس کو بھول گئے تھے، بہرحال آپ نے دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا اور مسجد میں پڑی ہوئی ایک لکڑی کے پاس آ گئے۔ ایک روایت میں ہے: پھر آپ قبلہ کی سمت پڑے ہوئے ایک تنے کے پاس آئے آپ اس کے ساتھ کمر کی ٹیک لگا لیا کرتے تھے۔ پس آپ نے اس کے ساتھ کمر کی ٹیک لگا لی اور اپنا ہاتھ بھی اس پر رکھ لیا، گویا کہ آپ غصے میں ہیں، اُدھر مسجد کے دروازوں سے جلد باز لوگ یوں کہتے ہوئے نکلتے گئے: نماز کم ہو گئی ہے۔ لوگوں میں سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے، لیکن وہ دونوں آپ ﷺ سے بات کرنے سے گھبرا گئے، لوگوں میں ایک آدمی تھا، اس کے ہاتھ ذرا لمبے تھے، اسی وجہ سے اسے ''ذوالیدین'' کہتے تھے، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم ہو گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کم ہوئی ہے۔'' وہ کہنے لگا: یقیناً آپ نے دو رکعتیں پڑھائی ہیں۔ آپ نے پوچھا: ''(بات ایسے ہی ہے) جیسے ذوالیدین کہہ رہا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور نماز کی جتنی رکعتیں رہ گئی تھیں، وہ ادا کیں، پھر سلام پھیرا، پھر اللہ اکبر کہا اور عام سجدوں کی طرح یا ان سے بھی لمبا سجدہ کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا، پھر عام سجدوں کی طرح یا

(۱۹۸۹) تخريج: أخرجه مطولا و مختصرا البخاري: ٤٨٢، ١٢٢٩، ٦٠٥١، ومسلم: ٥٧٣ (انظر: ٧٢٠١، ٧٣٧٦)

سُجُوْدِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ، قَالَ: فَكَانَ مُحَمَّدٌ يُسْئَلُ: ثُمَّ سَلَّمَ؟ فَيَقُوْلُ: نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۷۲۰۰)

لمبا سجدہ کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا، ابن عون کہتے ہیں: جب محمد بن سیرین سے پوچھا گیا کہ کیا (سجدوں کے بعد) سلام پھیرا تھا، تو انھوں نے کہا: مجھے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بتلایا گیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا تھا۔

(۱۹۸۹م) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا سُفْيَانُ سَمِعَ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ صَلّٰى ﷺ إِحْدٰى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ إِمَّا الظُّهْرَ وَأَكْثَرُ ظَنِّيْ أَنَّهَا الْعَصْرُ فَذَكَرَ نَحْوَ مَاتَقَدَّمَ۔ (مسند احمد: ۷۳۷۰)

(دوسری سند) محمد بن سیرین کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھلے پہر کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی ظہر یا عصر پڑھی، اور میرا زیادہ گمان یہ ہے انھوں نے نمازِ عصر کا ذکر کیا تھا، پھر سابقہ حدیث کی طرح کی حدیث ذکر کی۔

(۱۹۹۰) (وِمِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِيْ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُوالشِّمَالَيْنِ بْنُ عَبْدِ عَمْرٍو، وَكَانَ حَلِيْفًا لِبَنِيْ زُهْرَةَ: أَخُفِّفَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيْتَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا يَقُوْلُ ذُوالْيَدَيْنِ؟)) قَالُوْا: صَدَقَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَأَتَمَّ بِهِمُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ نَقَصَ۔ (مسند احمد: ۷۶۵۳)

(تیسری سند) سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا، سیدنا ذوالشمالین بن عبد عمرو رضی اللہ عنہ، بنو زہرہ کے حلیف تھے، نے آپ سے کہا: آیا نماز میں تخفیف کردی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ذوالیدین کیا کہہ رہا ہے؟'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اس نے سچ کہا ہے، پھر آپ نے ان کو ساتھ لے کر وہ دو رکعتیں مکمل کیں، جو رہ گئی تھیں۔

فوائد: ...... ائمۂ حدیث کا اتفاق ہے کہ اس حدیث میں امام زہری کو وہم ہوا، جس کی وجہ سے انھوں نے اس قصے کو ''ذوالشمالین بن عبد عمرو'' کی طرف منسوب کر دیا، حالانکہ یہ صحابی غزوۂ بدر میں شہید ہو گئے تھے اور اس حدیث میں بیان کیا گیا واقعہ سات سن ہجری کے بعد پیش آیا تھا، مزید تفصیل آگے آ رہی ہے، سنن نسائی کی ایک روایت میں بھی ''ذوالشمالین'' ہے، لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔

(۱۹۸۹م) تخريج: أخرجه البخاری: ۷۱٤، ۱۲۲۸، ۷۲۵۰، ومسلم: ۵۷۳، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۷۳۷٦)

(۱۹۹۰) تخريج: أخرجه مالك فی "الموطا": ۱/ ۹٤، وابوداود: ۱۰۱۳، والنسائی: ۳/ ۲۵، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۷٦۵۳)

(۱۹۹۱) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ رَابِعٍ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، قَالُوْا: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۸۹۹۸)

(چوتھی سند) رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا، لوگوں نے کہا: کیا نماز کم ہوگئی ہے؟ یہ سن کر آپ ﷺ کھڑے ہوئے، دو رکعتیں پڑھیں، پھر سلام پھیرا اور بعدازاں دو سجدے کیے۔

(۱۹۹۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ خَامِسٍ) قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا أُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الظُّهْرِ، سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ رَكْعَتَيْنِ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيْتَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمْ تُقْصَرْ وَلَمْ أَنْسَهْ۔)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَحَقٌّ مَا يَقُوْلُ ذُوالْيَدَيْنِ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: فَقَامَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ آخِرَتَيْنِ قَالَ يَحْيٰى حَدَّثَنِيْ ضَمْضَمُ بْنُ جَوْسٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ ثُمَّ سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَجْدَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۹۴۵۸)

(پانچویں سند) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا، آپ ﷺ نے دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا، بنوسلیم کا ایک آدمی اٹھ کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہ نماز کم ہوئی ہے اور نہ میں بھولا ہوں۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے صرف دو رکعتیں پڑھیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو کچھ ذوالیدین کہہ رہا ہے، کیا وہ سچ ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں! پس آپ ﷺ نے اٹھ کر آخری دو رکعتیں پڑھائیں، ((ضمضم بن جوس کی ابو ہریرہ سے روایت کے مطابق)) پھر آپ ﷺ نے دو سجدے کیے۔

فوائد: ...... اس سند کے الفاظ سے ثابت ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس وقوعہ میں موجود تھے، کیونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ ''ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا''۔ اور یاد رہنا چاہیے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سات سن ہجری میں غزوۂ خیبر کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے، اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ یہ واقعہ سات سن ہجری کے بعد کا ہے، اس لیے اس کو منسوخ نہیں سمجھا جا سکتا۔

(۱۹۹۳) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ سَادِسٍ) قَالَ: (چھٹی سند) سیدنا ابو ہریرہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے

(۱۹۹۱) تخريج: أخرجه البخارى: ۷۱۵، ۱۲۲۷، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۹۰۱۰)
(۱۹۹۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۵۷۳، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۹۴۴٤)
(۱۹۹۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۵۷۳ وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۹۹۲۵)

صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلَاۃَ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ مِنْ رَکْعَتَیْنِ، فَقَامَ ذُوالْیَدَیْنِ فَقَالَ: قُصِرَتِ الصَّلَاۃُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ أَمْ نَسِیْتَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: ((کُلُّ ذٰلِكَ لَمْ یَکُنْ۔)) فَقَالَ: قَدْ کَانَ ذٰلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلَی النَّاسِ، فَقَالَ: ((أَصَدَقَ ذُوالْیَدَیْنِ؟)) فَقَالُوا: نَعَمْ، فَأَتَمَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا بَقِیَ مِنْ صَلَاتِہِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ وَھُوَ جَالِسٌ۔ (مسند احمد: ۹۹۲۷)

ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور آپ ﷺ نے دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا، سیدنا ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: کیا نماز کم ہوگئی ہے اے اللہ کے رسول! یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ بھی نہیں ہوا۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یقیناً کچھ تو ہوا ہے، آپ ﷺ لوگوں پر متوجہ ہو کر فرمانے لگے: ''کیا ذوالیدین نے سچ کہا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں، سو رسول اللہ ﷺ نے اپنی بقیہ نماز مکمل فرمائی، پھر دو سجدے کیے، جب کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے۔

(۱۹۹٤) عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ ابْنَ الزُّبَیْرِ صَلَّی الْمَغْرِبَ فَسَلَّمَ فِی رَکْعَتَیْنِ وَنَھَضَ لِیَسْتَلِمَ الْحَجَرَ فَسَبَّحَ الْقَوْمُ، فَقَالَ: مَاشَأْنُکُمْ؟ قَالَ: فَصَلّٰی مَا بَقِیَ وَسَجَدَ سَجْدَتَیْنَ، قَالَ: فَذُکِرَ ذٰلِكَ لِاَبْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: مَا أَمَاطَ عَنْ سُنَّۃِ نَبِیِّہِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۳۲۸۵)

عطا کہتے ہیں: سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر کر حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، لوگوں نے سبحان اللہ کہا، انہوں نے کہا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ (جب صورتحال بتائی گئی) تو انھوں نے بقیہ نماز پڑھی اور دو سجدے کیے، جب سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے لئے اس کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے تصدیق کرتے ہوئے کہا: وہ اپنے نبی کی سنت سے نہیں ہٹے۔

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نمازی کسی رکن کی ادائیگی کے بغیر سلام پھیر دے، تو سابقہ نماز کو بنیاد بنا کر اپنی نماز مکمل کرے اور سلام پھیر کر سجدے کرے، لیکن سہو کے سجدوں کے بعد پھر سلام پھیرا جائے گا، جیسا کہ اگلے باب میں مذکورہ صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، اس حدیث سے ایک اور اہم مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ نہ بھول کر نماز میں کلام کرنے والے کی نماز باطل ہوتی ہے اور نہ اس شخص کی کہ جو یہ سمجھ کر کلام کر رہا ہو کہ وہ نماز میں نہیں ہے۔ حدیث میں مذکور صحابی ''ذوالیدین'' کا نام خرباق تھا، یہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد بھی کچھ عرصہ زندہ رہا تھا، انھوں نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی یہ حدیث بیان کی تھی، ایک صحابی ''ذوالشمالین'' تھے، یہ خزاعی تھے اور ان کا نام عمیر بن عبد عمرو تھا، یہ غزوۂ بدر میں شہید ہوگئے تھے۔ یہ صحابی اس حدیث کے راوی نہیں ہیں، جیسا کہ احناف کا خیال

(۱۹۹٤) تخریج: حدیث صحیح، مطر بن طھمان الوراق قد تابعہ عن عطاء غیر واحد۔ أخرجہ الطیالسی: ۲٦٥۸، والبیھقی: ۲/ ۳٦۰، وعبد الرزاق: ۳٤۹۲ (انظر: ۳۲۸٥)

ہے۔ احناف نے اس حدیث کو منسوخ قرار دیا ہے، لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ حدیث محکم ہے، کیونکہ مدنی دور کے شروع میں نماز میں کلام کی حرمت کا نزول ہو گیا تھا، جبکہ اس حدیث میں مذکورہ واقعہ تو سات سن ہجری کے بعد پیش آیا، جیسا کہ ابھی ابھی تفصیل گزر چکی ہے، نیز اس موضوع پر ''نماز میں کلام کرنے کی ممانعت کا بیان'' میں بحث ہو چکی ہے۔

(۴) بَابُ مَایَفْعَلُ مَنْ سَلَّمَ وَقَدْ بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةٌ

سلام پھیر دینے والا وہ آدمی کیا کرے، جس کی ابھی تک ایک رکعت باقی ہو

(۱۹۹۵) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ وَكَانَ فِي يَدِهِ طُولٌ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَخَرَجَ إِلَيْهِ، فَذَكَرَ لَهُ صَنِيْعَهُ، فَجَاءَ فَقَالَ: ((أَصَدَقَ هٰذَا؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، فَصَلَّى الرَّكْعَةَ الَّتِي تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۲۰۰۶٦)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عصر کی تین رکعات کے بعد سلام پھیر دیا اور پھر اٹھ کر گھر چلے گئے، ایک آدمی اٹھ کر آپ ﷺ کی طرف گیا، اسے خرباق کہا جاتا تھا اور اس کے ہاتھ کچھ لمبے تھے اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب آپ ﷺ اس کی طرف آئے تو اس نے آپ ﷺ پر یہ بات واضح کی، آپ ﷺ یہ سن کر تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا یہ سچ کہہ رہا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں! تو آپ نے جو رکعت چھوڑی تھی، وہ ادا کی، پھر سلام پھیرا، پھر دو سجدے کیے اور پھر سلام پھیرا۔

(۱۹۹٦) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى يَوْمًا وَانْصَرَفَ وَقَدْ بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةٌ فَأَدْرَكَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: نَسِيْتَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً، فَرَجَعَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ رَكْعَةً، فَأَخْبَرْتُ بِذَالِكَ النَّاسَ، فَقَالُوْا لِي: أَتَعْرِفُ الرَّجُلَ؟ قُلْتُ: لَا، إِلَّا أَنْ أَرَاهُ، فَمَرَّ بِي، فَقُلْتُ هُوَ هٰذَا، فَقَالُوْا: طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ۲۷۷۹٦)

سیدنا معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ایک نماز پڑھائی اور سلام پھیر کر چلے گئے، جب کہ اس نماز سے ایک رکعت باقی تھی، ایک آدمی آپ ﷺ کو جا ملا اور کہا: آپ نماز سے ایک رکعت بھول گئے ہیں، پس آپ ﷺ دوبارہ مسجد میں داخل ہوئے اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، پس انھوں نے نماز کو کھڑا کیا اور آپ ﷺ نے لوگوں کو ایک رکعت نماز پڑھائی۔ جب میں نے یہ بات لوگوں کو بتائی تو وہ مجھ سے پوچھنے لگے: کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا: جی نہیں، ہاں اگر میں اس کو دیکھ لوں تو پہچان لوں گا، اتنے میں وہ میرے پاس سے گزر پڑا، میں نے کہا کہ یہ وہ

(۱۹۹۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۵۷٤ (انظر: ۱۹۸۲۸)

(۱۹۹٦) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۱۰۲۳، والنسائی: ۲/ ۱۸ (انظر: ۲۷۲۵٤)

آدمی ہے، لوگوں نے کہا: یہ تو سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

فوائد: ......اس باب کا مفہوم پچھلے باب والا ہی ہے کہ جب کوئی آدمی کم رکعات پر سلام پھیر دے تو وہ ان رکعات کی ادائیگی کر کے سجدۂ سہو کرے۔

(۵) بَابُ مَنْ نَسِيَ الْجُلُوْسَ الْاَوَّلَ حَتَّى انْتَصَبَ قَائِمًا لَمْ يَرْجِعُ

(۵) جو شخص پہلے تشہد کے لیے بیٹھنا بھول جائے اور سیدھا کھڑا ہو جائے تو بیٹھنے کے لیے واپس نہ لوٹے

(۱۹۹۷) عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْأَعْرَجِ أَنَّ ابْنَ بُحَيْنَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِي الثِّنْتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ، نَسِيَ الْجُلُوْسَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَى أَنْ يُسَلِّمَ، سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ خَتَمَ بِالتَّسْلِيْمِ (وَفِي رِوَايَةٍ:) فَلَمَّا صَلَّى الْأُخْرَيَيْنِ انْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهُ فَكَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ سَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۲۳۳۰۷)

سیدنا ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے اور بیٹھنا بھول گئے تھے، پھر جب آپ ﷺ نماز مکمل کر کے سلام پھیرنے لگے تو دو سجدے کئے اور پھر سلام پھیر کر نماز ختم کی۔ایک روایت میں ہے: جب آپ نے آخری دو رکعتیں پڑھ لیں تو لوگ آپ کے سلام پھیرنے کے انتظار میں تھے تو آپ نے تکبیر کہہ کر سجدہ کیا، پھر تکبیر کہی اور دوسرا سجدہ کیا اور پھر سلام پھیر دیا۔

(۱۹۹۸) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَيْضًا صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةً نَظُنُّ أَنَّهَا الْعَصْرُ فَقَامَ فِي الثَّانِيَةِ لَمْ يَجْلِسْ، فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ (زَادَفِي رِوَايَةٍ:) وَسَجَدَ هُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَانَسِيَ مِنَ الْجُلُوْسِ۔ (مسند احمد: ۲۳۳۰۸)

(دوسری سند) سیدنا ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک نماز پڑھائی، ہمارا خیال ہے کہ وہ عصر تھی، ہوا یوں کہ آپ ﷺ دوسری رکعت کے بعد بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہو گئے، جب سلام پھیرنے کے قریب تھے تو دو سجدے کئے اور لوگوں نے بھی سجدے کیے، یہ (سجدے) بیٹھنا بھول جانے کی وجہ سے کیے تھے۔

(۱۹۹۹) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ مَوْلَى عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْهِ يُوْسُفَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ

یوسف سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ان کے آگے یعنی ان کا امام بن کر نماز ادا کی،

(۱۹۹۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۲۲۵، ومسلم: ۵۷۰ (انظر: ۲۲۹۱۹، ۲۲۹۳۰)

(۱۹۹۸) تخریج: أخرج بنحوه البخاری: ۸۲۹، ۱۲۳۰، ۶۶۷۰، ومسلم: ۵۷۰ (انظر: ۲۲۹۲۰، ۲۲۹۳۱)

(۱۹۹۹) تخریج: صحیح لغیره۔ أخرجه النسائی: ۳/ ۳۳ (انظر: ۱۶۹۱۷)

أَبِيْ سُفْيَانَ رضي الله عنه أَنَّهُ صَلَّى اَمَامَهُمْ، فَقَامَ فِي الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ فَسَبَّحَ النَّاسُ فَتَمَّ عَلَى قِيَامِهِ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ أَنْ أَتَمَّ الصَّلَاةَ، ثُمَّ قَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ نَسِيَ مِنْ صَلَاتِهِ شَيْئًا فَلْيَسْجُدْ مِثْلَ هَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ)) (مسند احمد: ١٧٠٤١)

ایک مقام پر آپ بیٹھنے کے بجائے کھڑے ہو گئے، لوگوں نے سبحان اللہ تو کہا لیکن وہ کھڑے ہو گئے اور نماز جاری رکھی، پھر سہو کے دو سجدے کیے، جب کہ وہ نماز مکمل کرنے کے بعد بیٹھے ہوئے تھے، پھر منبر پر بیٹھ گئے اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جو شخص نماز سے کوئی چیز بھول جائے تو وہ اس طرح دو سجدے کر لیا کرے۔''

(٢٠٠٠) عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: صَلّٰى بِنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَلَمَّا صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قَامَ وَلَمْ يَجْلِسْ فَسَبَّحَ بِهِ مَنْ خَلْفَهُ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ قُوْمُوْا، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ١٨٣٤٦)

زیاد بن علاقہ نے کہا: سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی، وہ دو رکعتیں ادا کرنے کے بعد بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہو گئے، جب لوگوں نے سبحان اللہ کہا تو انہوں نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ وہ بھی کھڑے ہو جائیں، جب اپنی نماز سے فارغ ہونے لگے تو انھوں نے سلام پھیرا، پھر دو سجدے کیے اور پھر سلام پھیرا، اس کے بعد کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔

(٢٠٠١) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضي الله عنه قَالَ أَمَّنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ فَقَامَ، فَقُلْنَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ يَعْنِي قُوْمُوْا، فَقُمْنَا، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِذَا ذَكَرَ أَحَدُكُمْ قَبْلَ أَنْ يَسْتَتِمَّ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ وَإِذَا اسْتَتَمَّ قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ۔)) (مسند احمد: ١٨٤٠٩)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر میں ہماری امامت کرائی اور آپ (درمیانے تشہد کو چھوڑ کر) تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے، جب ہم نے سبحان اللہ کہا تو آپ ﷺ نے ہمیں متنبہ کرنے کے لیے سبحان اللہ کہا اور ہمیں کھڑے ہونے کا اشارہ کیا، پس ہم بھی کھڑے ہو گئے، جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہونے لگے تو آپ ﷺ نے دو سجدے کئے اور فرمایا: ''جب کسی کو مکمل سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آ جائے تو وہ بیٹھ جائے اور جب وہ مکمل سیدھا کھڑا ہو جائے تو پھر نہ بیٹھے۔''

(٢٠٠٠) تخريج: حديث صحيح بطرقه۔ أخرجه ابوداود: ١٠٣٦، ١٠٣٧، والترمذي: ٣٦٥، وابن ماجه: ١٢٠٨ (انظر: ١٨١٦٣، ١٨٢٢٣)

(٢٠٠١) تخريج: حديث صحيح بطرقه۔ انظر الحديث السابق: ٨٩٧(انظر: ١٨٢٢٢)

فوائد: ……ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر تین یا چار رکعتی نماز میں درمیانہ تشہد رہ جائے تو سلام سے پہلے یا سلام کے بعد سہو کے دو سجدوں کے ذریعے اس کی کی تلافی کی جائے گا، جب سلام کے بعد سجدے کیے جائیں گے تو اِن سجدوں کے بعد پھر سلام پھیرا جائے گا، نیز آخری حدیث اس امر پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جب کوئی درمیانہ تشہد چھوڑ کر بھول کر کھڑا ہو رہا ہو اور سیدھا کھڑے ہونے سے پہلے بھول جانے کا احساس ہو جائے تو وہ بیٹھ جائے، لیکن اگر سیدھا کھڑا ہو جائے تو درمیانے تشہد کے لیے واپس نہ لوٹے اور اپنی نماز کو جاری رکھے، لیکن اس کمی کو پورا کرنے کے لیے سلام سے پہلے یا سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کر لے۔

(٦) بَابُ مَايَفْعَلُ مَنْ صَلَّى الرُّبَاعِيَّةَ خَمْسًا
جو شخص چار رکعت والی نماز کی پانچ رکعتیں ادا کر لے

(٢٠٠٢) عَنْ عَبْدِاللهِ (بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷛) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا، فَقِيْلَ: زِيْدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قِيْلَ: صَلَّيْتَ خَمْسًا، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٣٥٦٦)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ﷛ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر کی پانچ رکعات پڑھا دیں، کسی نے پوچھا: کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ کسی نے کہا: آپ نے تو پانچ رکعتیں پڑھا دی ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے دو سجدے کئے۔

(٢٠٠٣) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ خَمْسًا، ثُمَّ انْفَتَلَ فَجَعَلَ بَعْضُ الْقَوْمِ يُوَشْوِشُ إِلَى بَعْضٍ، فَقَالُوا لَهُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! صَلَّيْتَ خَمْسًا؟ فَانْفَتَلَ فَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ۔)) (مسند احمد: ٤٢٨٢)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو پانچ رکعات پڑھا دیں اور سلام پھیر کر ان کی طرف رخ کر کے بیٹھ گئے، بعض لوگ ایک دوسرے کے ساتھ پوشیدہ طور پر باتیں کرنے لگے پس انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ نے پانچ رکعات پڑھا دی ہیں، آپ ﷺ پھرے اور دو سجدے کر کے سلام پھیر دیا اور فرمایا: ''میں ایک انسان ہی ہوں، جیسے تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔''

(٢٠٠٤) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ، وَقَالَ مَرَّةً: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ السَّجْدَتَيْنِ فِي السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ۔ (مسند احمد: ٣٥٧٠)

(تیسری سند) سیدنا عبداللہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے سلام کے بعد سجدے کیے اور ایک مرتبہ فرمایا: یقیناً نبی کریم ﷺ نے سہو میں سلام کے بعد دو سجدے کئے۔

(٢٠٠٢) تخريج: أخرجه البخاري: ١٢٢٦، ٧٢٤٩، ومسلم: ٥٧٢ (انظر: ٣٥٦٦)

(٢٠٠٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٧٢، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٤٢٨٢)

(٢٠٠٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٣٥٧٠)

(۲۰۰۵) (وَمِنْ طَرِيقٍ رَابِعٍ) عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرِ خَمْسًا ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَاتَانِ السَّجْدَتَانِ لِمَنْ ظَنَّ مِنْكُمْ أَنَّهُ زَادَ أَوْنَقَصَ۔)) (مسند احمد: ۳۸۸۳)

(چوتھی سند) سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھا دیں اور پھر سہو کے دو سجدے کیے اور اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دو سجدے اس شخص کے لیے ہیں، جسے یہ خیال آنے لگے کہ اس سے زیادتی ہوگئی ہے یا کمی۔''

(۲۰۰۶) (وَمِنْ طَرِيقٍ خَامِسٍ) عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَهَا فِي الصَّلَاةِ فَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ الْكَلَامِ۔ (مسند احمد: ۴۳۵۸)

(پانچویں سند) رسول اللہ ﷺ نماز میں بھول گئے، پھر آپ ﷺ نے کلام کرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کیے۔

فوائد:...... ان روایات کا مفہوم واضح ہے کہ اگر سلام کے بعد کسی زیادتی کا پتہ چلے یا ایسی کمی کا جس کا اعادہ نہیں کیا جاتا، تو اسی وقت سہو کے دو سجدے کئے جائیں اور پھر سلام پھیرا جائے، مثلا سلام پھیرنے کے بعد پتہ چلے کہ پانچ رکعتیں پڑھ لی گئیں یا تشہد رہ گیا ہے۔

(۷) بَابُ مَاجَاءَ فِي السُّجُوْدِ بَعْدَ السَّلَامِ لِكُلِّ سَهْوٍ
بھول جس قسم کی بھی ہو، اس کے لئے سلام کے بعد سجدے کرنا

(۲۰۰۷) عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ (مَوْلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ مَايُسَلِّمُ)) (مسند احمد: ۲۲۷۸۱)

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر بھول کے لئے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے ہیں۔''

(۲۰۰۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۲۰۰۵) تخريج: اسناده ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفي۔ أخرجه عبد الرزاق: ۳۴۵۶، والطبراني في "الكبير": ۹۸۵۳، وقد سلف باسانيد صحيحة (انظر: ۳۸۸۳)

(۲۰۰۶) تخريج: أخرجه مسلم: ۵۷۲، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۴۳۵۸)

(۲۰۰۷) تخريج: اسناده ضعيف، زهير بن سالم العنسي روى عنه جمع وذكره ابن حبان في "الثقات"، وقال الدارقطني: حمصي متروك الحديث۔ أخرجه ابوداود: ۱۰۳۸، وابن ماجه: ۱۲۱۹ (انظر: ۲۲۴۱۷)

(۲۰۰۸) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه أحمد: ۹۹۲۵، ومسلم: ۵۷۳ وفيه قصة ذي اليدين، وهو تقدم برقم: ۸۹۱ (انظر: ۹۷۷۷)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰی بِهِمْ فَسَهَا فَلَمَّا سَلَّمَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ۔ (مسند احمد: ۹۷۷۶)

انہیں نماز پڑھائی اور آپ ﷺ بھول گئے، پھر جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو دو سجدے کیے اور پھر سلام پھیرا۔

(۲۰۰۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَايُسَلِّمُ۔)) (مسند احمد: ۱۷۵۲)

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کر لے۔''

فوائد: ......مسند احمد میں سہو اور اس کی مختلف کیفیات سے متعلقہ تمام روایات کا احاطہ نہیں کیا گیا، اس لیے درج ذیل میں اس باب کا خلاصہ ذکر کیا جاتا ہے، قارئین از بر کر لیں: (۱/۲۳۶۔ الحلبي، والترمذي: ۲/۲۴۳۔ شاكر، وابن ماجه: ۱/۳۶۳، وأحمد: ۳/۱۲، وأخرج مسلم نحوه) نماز میں بھول جانا ایک ایسا فطرتی عمل ہے کہ کسی کو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا، بہر حال اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے ذریعے بھول چوک کی مختلف صورتوں اور ان کے ازالے کی وضاحت کر دی ہے، سہو کے بارے میں مختلف احادیثِ صحیحہ کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

(۱) اگر درمیانہ تشہد رہ جائے تو اس کا اعادہ کئے بغیر سہو کے سجدے سلام سے پہلے کیے جائیں۔ (بخاری، مسلم) اور سلام کے بعد کرنا بھی جائز ہیں۔ (ترمذی)

(۲) اگر رکعات کی تعداد میں شک ہو جائے اور کوئی حتمی فیصلہ نہ ہو سکے تو کم تعداد پر بنیاد رکھ کر نماز مکمل کی جائے اور سہو کے سجدے قبل از سلام کئے جائیں۔ (ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ) مثال کے طور پر نمازی چار رکعت نماز ادا کر رہا تھا، اسے یہ شک پڑ گیا کہ وہ تین رکعات ادا کر چکا ہے یا چار۔ ایسی صورت میں اسے چاہیے کہ وہ تین رکعتیں ہی سمجھ کر چوتھی پوری کر کے سجدۂ سہو کرے۔ (۳) کسی رکن کی ادائیگی کے بغیر سلام پھیر دیا، تو سابقہ نماز کو بنیاد بنا کر اپنی نماز مکمل کرے اور سلام پھیر کر سجدے کرے اور پھر سلام پھیرے۔ (مسلم) مثلا چار رکعت والی نماز میں تین رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا، جب حقیقتِ حال کا علم ہوا تو ایک رکعت مکمل کر کے سجدۂ سہو کیا جائے۔ (۴) نماز میں شک پڑ جائے اور مختلف قرائن کی مدد سے ایک صورت پر ظن غالب ہو جائے تو بعد از سلام سجدے کئے جائیں۔ (بخاری، مسلم)

(۵) اگر سلام کے بعد کسی زیادتی کا پتہ چلے یا ایسی کمی کا جس کا اعادہ نہیں کیا جاتا، تو اسی وقت سجدے کئے جائیں اور پھر سلام پھیرا جائے۔ (بخاری، مسلم) مثلا سلام پھیرنے کے بعد پتہ چلے کہ پانچ رکعتیں پڑھ لی گئی ہیں یا تشہد رہ گیا ہے۔ یہ مختلف صورتیں نبی کریم ﷺ سے فعلی طور پر یا قولی طور پر ثابت ہیں۔ اب نمازی کو چاہیے کہ بھول چوک کی

(۲۰۰۹) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الله بن مسافع لايعرف بجرح ولاتعديل، ومصعب بن شيبة: لين الحديث، و عتبة بن محمد ليس بمعروف قاله النسائي، وذكره ابن حبان في الثقات وضعفه ابن قدامة في "المغني"۔ أخرجه ابوداود: ۱۰۳۳، والنسائي: ۳/ ۳۰ (انظر: ۱۷۴۷، ۱۷۵۲)

مذکورہ بالا اوران سے ملتی جلتی صورتوں میں مندرجہ بالا طریقے اختیار کرے، اگرکسی کا نسیان مذکورہ بالا صورتوں سے بالکل مختلف ہوتو سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل کیا جائے، جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ۔)) (ابوداود، ابن ماجه)...... ''ہرسہو میں دوسجدے بعد از سلام کئے جائیں گے۔''

تنبیه: نمازی کے لیے یہ فیصلہ کرنا کیسے ممکن ہے کہ اسے بھول چوک کی فلاں کیفیت پر سجدۂ سہو کرنا چاہیے اور فلاں پر نہیں؟ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ معمولی بھوک چوک پر سجدۂ سہو کرنے کی ضرورت نہیں ہے، مثلا پہلی رکعت کے بعد دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے کے بجائے نمازی تشہد کے لیے بیٹھ جائے اور تشہد کے ایک دو کلمات ادا کرنے کے بعد اسے اپنی خطا کا احساس ہو جائے اور وہ دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے۔علی ہذا القیاس۔ایسی صورت میں (ان شاء اللہ) سہو کے سجدے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا قَامَ الْإِمَامُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَإِنْ ذَكَرَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوِيَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ (وَلَا سَهْوَ عَلَيْهِ) وَإِنْ اسْتَوٰى قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ ، وَيَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ۔)) (ابوداود: ١٠٣٦، ابن ماجه: ١٢٠٨، صحیحه: ٣٢١، قوسین والے الفاظ دارقطنی کے ہیں)...... ''اگر امام دو رکعتوں کے بعد (تشہد کے لیے بیٹھنے کے بجائے) کھڑا ہو جائے اور مکمل کھڑا ہونے سے پہلے اسے یاد آ جائے تو وہ بیٹھ جائے، ایسی صورت میں اس پر کوئی سہو نہیں ہو گا اور اگر وہ سیدھا کھڑا ہو جائے تو (تشہد کے لیے) نہ بیٹھے (اور اپنی نماز جاری رکھے) اور سہو کے دو سجدے کر لے۔'' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بھول کر کھڑا ہونا، لیکن یاد آ جانے کی وجہ سے مکمل کھڑا ہونے سے پہلے بیٹھ جانا معمولی بھول چوک ہے، اس لیے آپ ﷺ نے ایسی صورت میں سہو کے حکم کی نفی کر دی ہے۔لیکن اگر نمازی سمجھتا ہے کہ اس کی بھول چوک کی مقدار اس قدر ہے کہ اسے معتبر سمجھ کر سجدۂ سہو کرنا چاہیے، جبکہ وہ کیفیت احادیث میں بیان شدہ کیفیات سے مختلف ہوتو وہ درج حدیث پر عمل کر لے: سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ مَايُسَلِّمُ۔)) (ابوداود، ابن ماجه) ''ہرسہو میں دوسجدے بعد از سلام کئے جائیں گے۔'' بہر حال ہر نمازی کو چاہیے کہ مذکورہ بالا تمام صورتیں مستحضر کر لے، تا کہ نماز کے دوران کسی بھول چوک کی بنا پر سجدۂ سہو کے بارے میں اس کا فیصلہ بصیرت والا اور طریقۂ محمدی کے قریب تر ہو۔ ہم نے تنبیہ میں سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ذکر کی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز کھڑے ہونے والے نمازی کو تشہد کی طرف لوٹنے سے روکتی ہے، وہ اس کا مکمل کھڑا ہونا ہے۔اگر اسے مکمل کھڑا ہونے سے پہلے اپنی غلطی کا احساس ہو جائے، تو بیٹھ جانا ضروری ہے۔اس مسئلہ میں بعض مسلک والوں نے یہ فرق پیش کیا ہے کہ اگر نمازی کھڑے ہونے کے قریب ہو تو کھڑا ہو جائے اور بیٹھنے کے قریب ہونے کی صورت میں بیٹھ جائے۔ یہ تفصیل جہاں بے دلیل ہے، وہاں اس حدیث کی مخالف بھی ہے۔ پس حدیث پر عمل کرو اور اس کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور لوگوں کی آراء کو ترک کر دو۔ جب حدیث آ جاتی ہے تو غور وفکر کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی نہر رواں ہو جاتی ہے تو عقل کی ندیاں باطل ہو جاتی ہیں۔

اَبْوَابُ سُجُوْدِ التَّلَاوَةِ وَالشُّكْرِ

سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر کے ابواب

(۱) بَابُ مَاجَاءَ فِيْ فَضْلِهٖ وَعَدَدِ مَوَاضِعِهٖ

سجدہ تلاوت کی فضیلت اور اس کے مقامات کی تعداد کا بیان

(۲۰۱۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اِعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِيْ يَقُوْلُ: يَاوَيْلَهُ، أُمِرَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَعَصَيْتُ فَلِيَ النَّارُ۔)) (مسند احمد: ۹۷۱۱)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب انسان سجدہ والی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان علیحدہ ہوکر روتا ہے اور کہتا ہے: ہائے افسوس! اس انسان کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، اس نے سجدہ کیا، پس اس کے لئے جنت ہے اور مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، لیکن میں نے نافرمانی کی، سو میرے لئے آگ ہے۔''

(۲۰۱۱) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ؓ قَالَ سَجَدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِحْدٰى عَشْرَةَ سَجْدَةً، مِنْهُنَّ سَجْدَةُ النَّجْمِ۔ (مسند احمد: ۲۸۰۴۲)

سیدنا ابو الدرداء ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدے کئے، ان میں سے ایک سجدہ سورۂ نجم کا تھا۔

فوائد: ...... یہ روایت ضعیف ہے، بہر حال سورۂ نجم، سجدۂ تلاوت پر مشتمل ہے، جیسا کہ دوسری روایات سے واضح ہوتا ہے، سجدۂ تلاوت مستحب ہے، اس حکم کی وضاحت اگلے ابواب میں آ رہی ہے اور راجح قول کے مطابق سجدۂ تلاوت کے باوضو یا قبلہ رخ ہونا شرط نہیں ہے، نیز یہ سجدہ اسی وقت کرنا مسنون ہے، جب اس سجدے والی آیت تلاوت کی جائے۔ قرآن مجید کے سجودِ تلاوت کی تعداد کے بارے میں درج ذیل اختلاف ہے۔

(۲۰۱۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۸۱ (انظر: ۹۷۱۳)

(۲۰۱۱) تخريج: اسناده ضعيف لضعف رشدين بن سعد، ولجهالة عمر الدمشقي، ولابهام الراوى عن ام الدرداء۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۰۵۵ (انظر: ۲۱۶۹۲، ۲۷٤۹٤)

امام ابو حنیفہ: کل چودہ سجدے ہیں، ان کے نزدیک سورۂ حج کا دوسرا سجدہ نہیں ہے۔
امام شافعی: کل چودہ سجدے ہیں، ان کے نزدیک سورۂ ص کا سجدہ، سجدۂ تلاوت نہیں ہے، بلکہ صرف سجدۂ شکر ہے۔
امام مالک: کل گیارہ، ان کے نزدیک مفصلات سورتوں کے سجدے اور سورۂ حج کا دوسرا سجدہ نہیں ہے۔ لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ سورۂ ص کا سجدہ، سورۂ حج کا دوسرا سجدہ اور مفصلات سورتوں کے سجدے آنے والے اور دیگر دلائل سے ثابت ہیں، اس طرح قرآن مجید میں کل پندرہ سجدے بنتے ہیں، یہ امام احمد کا قول ہے اور یہی راجح ہے، ہمارے ہاں چھپنے والے قرآن مجید میں سورۂ حج کے دوسرے سجدے پر صرف ''السجدۃ عند الشافعی'' لکھ دیا جاتا ہے اور اس کو باقی سجدوں میں شمار نہیں کیا جاتا، جس کی وجہ سے قرآن مجید کے آخری سجدے پر (۱۴) نمبر لکھا جاتا ہے، اس وجہ سے ہمارے ہاں چودہ سجدے مشہور ہو گئے ہیں، حالانکہ راجح قول کے مطابق کل (۱۵) سجدے ہیں اور قرآن مجید کے سجدوں کی نمبر نگ کرنے والوں کو چاہیے تھا کہ تمام سجدوں پر نمبر لگاتے اور قرآن مجید کے آخر میں مسئلہ کی وضاحت کر دیتے۔ قرآن مجید کی درج ذیل چودہ سورتیں سجودِ تلاوت پر مشتمل ہیں: سورۂ اعراف، سورۂ رعد، سورۂ نحل، سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ مریم، سورۂ حج، سورۂ فرقان، سورۂ نمل، سورۂ سجدہ، سورۂ ص، سورۂ حم سجدہ، سورۂ نجم، سورۂ انشقاق، سورۂ علق۔ سورۂ حج میں دو سجدے ہیں، آخری تین سورتیں مفصلات میں سے ہیں۔

(۲) بَابُ مَایُقَالُ فِیْ سَجْدَةِ التِّلَاوَةِ

سجدۂ تلاوت میں کیا پڑھا جائے؟

(۲۰۱۲) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِ الْقُرْآنِ: ((سَجَدَ وَجْہِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ بِحَوْلِہٖ وَقُوَّتِہٖ)) (مسند احمد: ۲٤۵۲۳)

سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کے سجدہ میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "سَجَدَ وَجْہِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ بِحَوْلِہٖ وَقُوَّتِہٖ۔" (میرے چہرے نے اس ذات کے لئے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اور اپنی طاقت اور قوت سے اس کے کان اور نظر کو کھولا)۔

فوائد: ...... اس حدیث میں سجدۂ تلاوت کی اس دعا کا ذکر ہے:
سَجَدَ وَجْہِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ بِحَوْلِہٖ وَقُوَّتِہٖ، فَتَبَارَكَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۔ (ترمذی، مسند احمد) آخری الفاظ "فَتَبَارَكَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ" مستدرک حاکم میں زائد ہیں۔
دوسری دعا: سیدنا ابو سعید خدری ؓ کہتے ہیں: میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک درخت کے نیچے ہوں اور درخت سورۂ

(۲۰۱۲) تخریج: حدیث صحیح، وھذا اسناد ضعیف، خالد بن مھران الحذاء لم یسمع ابا العالیة، بینھما رجل مبھم کما فی الروایة: ۲۵۸۲۱۔ أخرجه ابوداود: ۱٤۱٤، والترمذی: ۵۸۰، ۳٤۲۵، والنسائی: ۲/ ۲۲۲ (انظر: ۲٤۰۲۲)

ص کی تلاوت کر رہا ہے، جب اس نے سجدہ والی آیت پڑھی تو اس نے سجدۂ تلاوت کیا اور اس میں یہ دعا پڑھی: ''اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا اَجْرًا، وَحُطَّ عَنِّيْ بِهَاوِزْرًا، وَاَحْدِثْ لِيْ بِهَا شُكْرًا، وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ۔'' اے اللہ! میرے لیے اس سجدے کی وجہ سے اجر لکھ، اس کے ذریعے مجھ سے گناہ دور کر دے، اس کے ذریعے مجھے شکر کرنے کی از سرِ نو توفیق دے اور یہ سجدہ مجھ سے اس طرح قبول کر، جس طرح کہ تو نے اپنے بندے داود(علیہ السلام) سے قبول کیا تھا، جب صبح ہوئی تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ساری بات بتائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابو سعید! کیا تو نے بھی سجدہ کیا تھا؟'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو تو درخت کی بہ نسبت سجدہ کرنے کا زیادہ حقدار تھا۔'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ ص کی تلاوت کی، یہاں تک کہ سجدہ والی آیت تک پہنچے، (پھر سجدہ کیا اور) اس میں وہی دعا پڑھی جو درخت نے پڑھی تھی۔ (مسند أبو يعلى ١/٢٩٨، معجم اوسط: رقم ٤٩٠٤، صحيحه: ٢٧١٠)

قِرَاءَةُ السَّجْدَةِ فِي الصَّلَاةِ الْجَهْرِيَّةِ وَالسِّرِّيَّةِ

جہری اور سری نماز میں سجدۂ تلاوت والی آیت پڑھنا

(٢٠١٣) عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ أَوْ قَالَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَقَرَأَ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ فَسَجَدَ فِيْهَا، فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! مَاهٰذِهِ السَّجْدَةُ؟ فَقَالَ: سَجَدْتُ فِيْهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ هَا حَتّٰى أَلْقَاهُ۔ (مسند احمد: ٧١٤٠)

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نمازِ عشاء پڑھی، انہوں نے سورۂ انشقاق پڑھی اور اس میں سجدہ بھی کیا، میں نے کہا: اے ابو ہریرہ! یہ کون سا سجدہ ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں یہ سجدہ کیا تھا، لہٰذا ہمیشہ میں یہ سجدہ کرتا رہوں گا حتی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملوں۔

فوائد:...... سورۂ انشقاق مفصلات سورتوں میں سے ہے اور یہ واضح دلیل ہے کہ مفصلات سورتوں میں سجدے ہیں۔

(٢٠١٤) عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ، فَرَأٰى أَصْحَابُهُ أَنَّهُ قَرَأَ تَنْزِيْلَ السَّجْدَةِ قَالَ وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ۔ (مسند احمد: ٥٥٥٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز کی پہلی رکعت میں سجدہ کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال تھا کہ آپ نے سورۂ سجدہ کی تلاوت کی ہے۔ راویٔ حدیث سلیمان تیمی نے کہا: میں نے یہ حدیث ابو مجلز سے نہیں سنی۔

(٢٠١٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٦٦، ١٠٧٨، ومسلم: ٥٧٨ (انظر: ٧١٤٠)

(٢٠١٤) تخريج: منقطع كما صرح سليمان بن طرخان التيمي۔ أخرجه ابوداود: ٨٠٧ (انظر: ٥٥٥٦)

فوائد: ...... بلا شک وشبہ اگر امام سرّی نماز میں سجدۂ تلاوت پر مشتمل آیت کی تلاوت کرتا ہے تو وہ سجدۂ تلاوت کرے گا، رہا مسئلہ مقتدی تو امام کی اقتدا اور اتباع کے عام دلائل سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی امام کے ساتھ سجدہ کریں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۴) بَابُ إِذَا سَجَدَ الْقَارِیءُ سَجَدَ الْمُسْتَمِعُ

جب تلاوت کرنے والا سجدہ کرے گا تو سننے والا بھی کرے گا

(۲۰۱۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّوْرَةَ فَيَقْرَأُ السَّجْدَةَ فِي غَيْرِ صَلَاةٍ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ حَتّٰى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَكَانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ۔ (مسند احمد: ٤٦٦٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہم پر سجدۂ تلاوت والی سورت کی تلاوت کرتے، جبکہ آپ ﷺ نماز میں نہیں ہوتے تھے، پھر جب آپ ﷺ سجدۂ تلاوت کرتے تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کرتے، حتیٰ کہ ہم میں سے بعض افراد اپنا ماتھا نیچے رکھنے کے لئے جگہ بھی نہیں پاتے تھے۔

(۲۰۱٦) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ فَإِذَا مَرَّ بِسُجُوْدِ الْقُرْآنِ سَجَدَ وَسَجَدْنَا مَعَهُ۔ (مسند احمد: ٦٤٦١)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں قرآن کی تعلیم دیتے، پس جب آپ ﷺ قرآن کی سجدے والی آیت سے گزرتے تو سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے۔

فوائد: ...... سجدۂ تلاوت، تلاوت کرنے والے اور سننے والے دونوں کے لیے مشروع ہے۔

(۵) بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ بِعَدَمِ سَجَدَاتِ التِّلَاوَةِ فِيْ سُوَرِ الْمُفَصَّلِ

اس شخص کی دلیل کا بیان جو مفصل سورتوں میں تلاوت کے سجدوں کے نہ ہونے کا قائل ہے

(۲۰۱۷) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ النَّجْمَ فَلَمْ يَسْجُدْ۔ (مسند احمد: ٢١٩٢٧)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ پر سورۂ نجم کی تلاوت کی اور آپ ﷺ نے اس میں سجدۂ تلاوت نہیں کیا۔

فوائد: ...... سورۂ ق یا سورۂ حجرات سے لے کر قرآن مجید کے آخر تک کے حصے کو مُفَصَّل کہتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے کہ سورۂ نجم میں یا مفصل سورتوں میں سرے سے سجدۂ تلاوت نہیں ہے، کیونکہ اگلے

(۲۰۱۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۰۷۵، ۱۰۷٦، ۱۰۷۹، ومسلم: ۵۷۵ (انظر: ٤٦٦٩)

(۲۰۱٦) تخريج: حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف العمري عبد الله المكبر۔ أخرجه ابوداود: ۱٤۱۳ (انظر: ٦٤٦١)

(۲۰۱۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ومسلم: ۵۷۷ (انظر: ۲۱۵۹۱)

باب کی احادیث سے یہ ثبوت مل رہا ہے کہ آپ ﷺ نے سورۂ نجم میں سجدہ کیا ہے، البتہ اس باب کی حدیث سے یہ استدلال کرنا درست ہے کہ سجدۂ تلاوت کو چھوڑا بھی جا سکتا ہے، اس کا معنی یہ ہوا کہ سجدہ فرض اور واجب نہیں ہے، اس ضمن میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ایک عمل بھی قابل توجہ ہے، ایک دفعہ انھوں نے جمعہ کے دن منبر پر سورۂ نحل کی تلاوت کی اور جب سجدہ والی آیت آئی تو انھوں نے اتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا، اگلے خطبہ جمعہ میں انھوں نے پھر یہی سورت تلاوت کی، جب سجدے والی آیت آئی تو انھوں نے کہا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّا لَمْ نُؤْمَرْ بِالسُّجُوْدِ فَمَنْ سَجَدَ فَقَدْ أَصَابَ وَمَنْ لَّمْ يَسْجُدْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ۔ (لوگو! یقیناً ہمیں ان سجدوں کا حکم نہیں دیا گیا، لہٰذا جس شخص نے سجدہ کیا تو یقیناً اس نے درست کام کیا اور جس نے سجدہ نہ کیا، اس پر کوئی گناہ نہیں)۔ (صحیح بخاری: ١٠٧٧)

(٦) بَابُ حُجَّةِ الْقَائِلِيْنَ بِمَشْرُوْعِيَّةِ سُجُوْدِ التَّلَاوَةِ فِيْ سُوَرِ الْمُفَصَّلِ

(٦) مفصل سورتوں میں سجدۂ تلاوت کی مشروعیت کے قائلین کی دلیل کا بیان

(٢٠١٨) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ الْمُسْلِمُونَ إِلَّا رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ فَسَجَدَ عَلَيْهِ، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَرَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا۔ (مسند احمد: ٣٦٨٢)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ نجم میں سجدہ کیا اور مسلمانوں نے بھی سجدہ کیا، البتہ قریش کا ایک آدمی تھا، اس نے مٹھی بھر مٹی اپنی پیشانی کی طرف اٹھائی اور اسی پر سجدہ کر لیا۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا تھا کہ وہ آدمی بحالتِ کفر قتل ہو گیا تھا۔

فوائد:...... سجدۂ تلاوت نہ کرنے والا یہ شخص امیہ بن خلف تھا۔

(٢٠١٩) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ النَّجْمَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ إِلَّا رَجُلَيْنِ أَرَادَا الشُّهْرَةَ۔ (مسند احمد: ٨٠٢١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ نجم پڑھی اور سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا، البتہ دو آدمیوں نے سجدہ نہیں کیا تھا، ان کا مقصد شہرت طلبی تھا۔

(٢٠٢٠) عَنْ جَعْفَرِبْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِيْ وَدَاعَةَ السَّهْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ سُوْرَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ

سیدنا مطلب بن ابو وداعہ سہمی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مکہ میں سورۂ نجم کی تلاوت کی اور سجدہ کیا اور جو لوگ آپ کے پاس تھے، انہوں نے بھی سجدہ کیا، البتہ میں

(٢٠١٨) تخريج: أخرجه البخارى: ٤٨٦٣، ومسلم: ٥٧٦ (انظر: ٣٦٨٢، ٤١٦٤)

(٢٠١٩) تخريج: اسناده قوى۔ أخرجه الطحاوى: ١/ ٣٥٣ (انظر: ٨٠٣٤)

(٢٠٢٠) تخريج: صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، جعفر بن المطلب بن ابى وداعة السهمى مقبول۔ أخرجه النسائى: ٢/ ١٦٠ (انظر: ١٥٤٦٥)

وَسَجَدَ مَنْ عِنْدَهُ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي وَأَبَيْتُ أَنْ أَسْجُدَ۔ وَلَمْ يَكُنْ أَسْلَمَ يَوْمَئِذٍ الْمُطَّلِبُ، وَكَانَ بَعْدُ لَا يَسْمَعُ أَحَدًا قَرَأَهَا إِلَّا سَجَدَ۔ (مسند احمد: ١٥٥٤٤)

نے اپنا سر اٹھا لیا تھا اور سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ دراصل سیدنا مطلب رضی اللہ عنہ ان دنوں مسلمان نہیں ہوئے تھے، قبولیتِ اسلام کے بعد وہ جب بھی کسی کو اس کی تلاوت کرتے سنتے تو سجدہ کرتے تھے۔

(٢٠٢١) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ) فَقَالَ الْمُطَّلِبُ: فَلَا أَدَعُ السُّجُودَ فِيهَا أَبَدًا۔ (مسند احمد: ١٥٥٤٣)

(دوسری سند) سیدنا مطلب رضی اللہ عنہ نے کہا: قبولیتِ اسلام کے بعد میں نے اس سورت میں کبھی بھی سجدہ ترک نہیں کیا۔

(٢٠٢٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ وَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾۔ (مسند احمد: ٩٩٤٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سورۂ انشقاق اور سورۂ علق میں سجدۂ تلاوت کیے۔

فوائد: ......اس باب کی احادیث سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے مفصل حصے کی تین سورتوں (نجم، انشقاق اور علق) سجودِ تلاوت پر مشتمل ہیں، لہٰذا اس معاملے میں مالکیہ کی رائے درست نہیں۔

(٧) بَابُ مَاجَاءَ فِي سَجْدَتَيْ سُوْرَةِ الْحَجِّ وَسَجْدَةِ سُوْرَةِ صٓ

سورۂ حج کے دو سجدوں اور سورۂ ص کے سجدہ کا بیان

(٢٠٢٣) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! أَفُضِّلَتْ سُوْرَةُ الْحَجِّ عَلَى سَائِرِ الْقُرْآنِ بِسَجْدَتَيْنِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَمَنْ لَمْ يَسْجُدْهُمَا فَلَا يَقْرَأْهُمَا۔ (مسند احمد: ١٧٥٤٧)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا سورۂ حج کو دو سجدوں کی وجہ سے باقی قرآن پر فضیلت دی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، اور جو یہ سجدے نہ کرے، وہ اس کی تلاوت بھی نہ کرے۔''

(٢٠٢١) تخريج: صحيح لغيره، وهذا سند منقطع، عكرمة لم يسمع من المطلب، وبينهما جعفر بن المطلب ابن ابى وداعة كما فى سند الحديث بالطريق الاول۔ أخرجه الحاكم: ٣/ ٦٦٣، وعبد الرزاق: ٥٨٨١، والطبرانى فى "الكبير": ٢٠/ ٦٧٩ (انظر: ١٥٤٦٤)

(٢٠٢٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه النسائى: ٢/ ١٦٢، وابن خزيمة: ٥٥٤ (انظر: ٩٩٣٩)

(٢٠٢٣) تخريج: حسن بطرقه وشواهده دون قوله: ((ومن لم يسجدهما فلايقرأهما))، وهذا الاسناد ضعيف۔ أخرجه ابوداود: ١٤٠٢، والترمذى: ٥٧٨ (انظر: ١٧٣٦٤، ١٧٤١٢)

فوائد: ......کئی صحابہ سے مروی ہے کہ سورۂ حج میں دو سجدے ہیں، دیکھیں: مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/ ۱۱، مستدرك حاكم: ۲/ ۳۹۰

(۲۰۲٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَجَدَ فِيْ صٓ۔ (مسند احمد: ۲۵۲۱)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے سورۂ ص میں سجدہ کیا۔

(۲۰۲۵) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّهُ قَالَ فِي السُّجُوْدِ فِيْ صٓ: لَيْسَتْ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُوْدِ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَسْجُدُ فِيْهَا۔ (مسند احمد: ۳۳۸۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، انہوں نے سورۂ ص کے سجدہ کے بارے میں کہا: یہ ضروری سجدوں میں سے نہیں ہے، البتہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

فوائد: ......((ليست من عزائم السجود)) (ضروری سجدوں میں سے نہیں ہے) کا مفہوم یہ ہے کہ ''امر'' وغیرہ کا صیغہ استعمال کر کے عزیمت کے طور پر اس سجدے کا حکم نہیں دیا گیا، دراصل بات یہ ہے کہ مستحبات کی بعض اقسام بعض سے زیادہ تاکید والی ہوتی ہیں، لیکن یہ ان حضرات کی رائے ہے جو وجوب کے قائل نہیں ہے۔

(۲۰۲٦) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ (رَضِیَ اللهُ عَنْهُ) سَجَدَ فِيْ صٓ۔ (مسند احمد: ۵٤۱)

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سورۂ ص میں سجدہ کیا۔

(۲۰۲۷) عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ السَّجْدَةِ الَّتِيْ فِيْ صٓ، فَقَالَ نَعَمْ، سَأَلْتُ عَنْهَا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ أَتَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ؟ (وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ) وَفِيْ آخِرِهَا (فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ) قَالَ أُمِرَ نَبِيُّكُمْ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يَقْتَدِيَ بِدَاوُدَ۔ (مسند احمد: ۳۳۸۸)

عوّام بن حوشب کہتے ہیں: میں نے مجاہد سے سورۂ ص والے سجدے کے بارے میں پوچھا، انہوں نے فرمایا: جی ہاں، یہ سجدہ ہے، اور میں نے اس کے بارے میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا تو انہوں نے کہا تھا: کیا تو یہ آیت پڑھتا ہے: ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاودَ وَ سُلَيمَانَ﴾، اسی کے آخر میں ہے: ﴿فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ (اے محمد! آپ بھی ان کی ہدایت کی پیروی کریں)۔ دیکھیں کہ تمہارے نبی کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ داود علیہ السلام کی پیروی کریں۔

(۲۰۲٤) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۰٦۹، ۳٤۲۲ (انظر: ۲۵۲۱، ۳۳۸۷)
(۲۰۲۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۰٦۹، ۳٤۲۲، وانظر الحديث السابق: ۹۱٦ (انظر: ۳۳۸۷)
(۲۰۲٦) تخريج: صحيح۔ أخرجه عبد الرزاق: ۵۸٦٤، وابن ابی شيبة: ۲/ ۹، والبيهقي: ۲/ ۳۱۹ (انظر: ۵٤۱)
(۲۰۲۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۳٤۲۱، ٤۸۰٦، ٤۸۰۷ (انظر: ۳۳۸۸)

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سورۂ حج میں دو سجدے ہیں اور سورۂ ص میں ایک، لہٰذا احناف اور شوافع کی رائے درست نہیں ہے۔

فَصْلٌ مِّنْهُ فِيْ رُؤْيَا أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے خواب کے متعلق اسی باب کی ایک فصل

(۲۰۲۸) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَأَى رُؤْيَا أَنَّهُ يَكْتُبُ صٓ فَلَمَّا بَلَغَ إِلٰى سَجْدَتِهَا، قَالَ: رَأَى الدَّوَاةَ وَالْقَلَمَ وَكُلَّ شَيْءٍ بِحَضْرَتِهِ انْقَلَبَ سَاجِدًا، قَالَ فَقَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ يَسْجُدُ بِهَا بَعْدُ۔ (مسند احمد: ۱۱۷۶۳)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ خواب دیکھا کہ وہ سورۂ ص لکھ رہے ہیں، جب اس کی سجدہ والی آیت کے پاس پہنچے تو انہوں نے دوات، قلم اور اپنے پاس والی ہر چیز کو دیکھا کہ وہ سجدے کی حالت میں ہوگئی، پھر جب انہوں نے یہ خواب نبی کریم ﷺ پر بیان کیا تو آپ ﷺ نے اس میں سجدہ کرنا شروع کر دیا۔

فوائد: ...... یہ روایت تو منقطع ہے، لیکن اس موضوع سے متعلقہ درج ذیل دو روایات صحیح ہیں: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رَاَيْتُ فِيْمَا يُرٰى النَّائِمُ كَاَنِّي تَحْتَ شَجَرَةٍ، وَكَاَنَّ الشَّجَرَةُ تَقْرَأُ صٓ۔ فَلَمَّا اَتَتْ عَلَى السَّجْدَةِ سَجَدَتْ، فَقَالَتْ فِي سُجُوْدِهَا: اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا اَجْرًا، وَحُطَّ عَنِّي بِهَا وِزْرًا، وَاَحْدِثْ لِي بِهَا شُكْرًا، وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ سَجْدَتَهُ۔ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ، فَقَالَ: ((سَجَدْتَ اَنْتَ يَا اَبَا سَعِيْدٍ؟)) فَقُلْتُ: لَا۔ قَالَ: ((اَنْتَ كُنْتَ اَحَقَّ بِالسُّجُوْدِ مِنَ الشَّجَرَةِ۔)) فَقَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُوْرَةَ صٓ حَتّٰى اَتٰى عَلَى السَّجْدَةِ، فَقَالَ فِي سُجُوْدِهِ مَاقَالَتِ الشَّجَرَةُ فِي سُجُوْدِهَا۔ ...... میں نے خواب دیکھا جیسا کہ سونے والا دکھایا جاتا ہے کہ میں ایک درخت کے نیچے ہوں اور درخت سورۂ ص کی تلاوت کر رہا ہے، جب اس نے سجدہ والی آیت پڑھی تو اس نے سجدۂ تلاوت کیا اور اس میں یہ دعا پڑھی: اے اللہ! میرے لیے اس سجدے کی وجہ سے اجر لکھ، اس کے ذریعے مجھ سے گناہ دور کر دے، اس کے ذریعے مجھے شکر کرنے کی از سرِ نو توفیق دے اور یہ سجدہ مجھ سے اس طرح قبول کر، جس طرح کہ تو نے اپنے بندے داود (علیہ السلام) سے قبول کیا تھا۔ جب صبح ہوئی تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور ساری بات بتائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوسعید! کیا تو نے بھی سجدہ کیا تھا؟'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو تو درخت کی بہ نسبت سجدہ کرنے کا زیادہ حقدار تھا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے سورۂ ص کی تلاوت کی، یہاں تک کہ سجدہ والی آیت تک پہنچے، (پھر سجدہ کیا اور) اس میں وہی دعا پڑھی جو درخت نے پڑھی تھی۔

(۲۰۲۸) تخریج: اسناده ضعيف لانقطاعه، بكر بن عبد الله المزنی لم يسمع من ابی سعيد الخدری۔ أخرجه الحاكم: ۲/ ۴۳۲، والبيهقی فی "السنن": ۲/ ۳۲۰ (انظر: ۱۱۷۴۱)

(مسند ابو یعلی: ۱/ ۲۹۸، معجم اوسط: رقم ٤٩٠٤؛ صحیحہ: ۲۷۱۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ لنَّبِيَّ ﷺ كُتِبَتْ عِنْدَهُ سُورَةُ النَّجْمِ، فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ سَجَدَ، وَسَجَدْنَا مَعَهُ، وَسَجَدتِ لدَّوَاةُ وَالْقَلَمُ۔ ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سورۂ نجم لکھی گئی، جب سجدہ والی آیت تک پہنچے تو آپ ﷺ نے اور ہم نے سجدہ کیا اور دوات اور قلم نے بھی سجدہ کیا۔ (مسند بزار: ۱/ ۳٦۰/ ۷۵۳، صحیحہ: ۳۰۳۵) دراصل کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوتی ہے اور اس کی تسبیح و تعریف بیان کرتی ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ (سورۂ نحل: ٤٩)...... ''آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے۔'' مزید ارشاد فرمایا: ﴿وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ﴾ (سورۂ اسراء: ٤٤)...... ''ہر چیز اس کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتی ہے، لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو نہیں سمجھ پاتے۔'' انسان کے سامنے جتنی مخلوقات ہیں، وہ ان کی بندگی کا یہ انداز نہیں سمجھ سکتے، بسا اوقات اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر یہ دکھا دیتے ہیں، جیسا کہ ان احادیث سے پتہ چل رہا ہے۔

(۸) بَابُ مَاجَاءَ فِيْ سَجْدَةِ الشُّكْرِ

سجدۂ شکر کا بیان

(۲۰۲۹) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (وَفِي رِوَايَةٍ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ) فَاتَّبَعْتُهُ حَتّٰى دَخَلَ نَخْلاً فَسَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ، حَتّٰى خِفْتُ أَوْ خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ قَدْ تَوَفَّاهُ أَوْ قَبَضَهُ، قَالَ: فَجِئْتُ أَنْظُرُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: ((مَالَكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ؟ قَالَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: ((إِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِيْ: أَلَا أُبَشِّرُكَ؟ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ لَكَ مَنْ

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں مسجد میں داخل ہوا اور جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں سے نکلتے ہوئے دیکھا، تو میں آپ کے پیچھے ہولیا، حتیٰ کہ آپ نے کھجوروں کے ایک باغ میں داخل ہوکر سجدہ کیا اور اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے یہ خوف آنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فوت کر دیا ہے، پس میں آپ ﷺ کو دیکھنے کے لیے آپ ﷺ کے قریب آیا، اتنے میں آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن! تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے ساری بات آپ ﷺ کو بتلا دی، آپ ﷺ نے سن کر فرمایا: ''جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا: کیا میں آپ کو یہ خوشخبری نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کہا ہے کہ جو آپ پر درود پڑھے گا،

(۲۰۲۹) تخریج: حسن لغیره، وهذا اسناد ضعیف، ابو الحویرث عبد الرحمن بن معاویة فیه ضعف من قبل حفظه، ومحمد بن جبیر لا یصح سماعه من عبد الرحمن بن عوف۔ أخرجه الحاکم: ۱/ ۲۲۲، والبیهقی: ۲/ ۳۷۰ (انظر: ۱٦٦۲)

صَلَّى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ)) (مسند احمد: ١٦٦٢)

میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا، میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔"

(٢٠٣٠) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِالْوَاحِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ﷺ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَوَجَّهَ نَحْوَ صَدَقَتِهِ فَدَخَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَخَرَّ سَاجِدًا فَأَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَبَضَ نَفْسَهُ فِيهَا، فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَجَلَسْتُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قُلْتُ: عَبْدُالرَّحْمٰنِ، قَالَ: ((مَاشَأْنُكَ؟)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! سَجَدْتَ سَجْدَةً خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ قَبَضَ نَفْسَكَ فِيهَا، فَقَالَ: ((أَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِي فَبَشَّرَنِي فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ، وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَسَجَدْتُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ شُكْرًا۔)) (مسند احمد: ١٦٦٤)

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ بلند کھجوروں کی طرف نکلے، ان میں داخل ہوئے اورقبلہ رخ ہو کر سجدہ میں گر پڑے، آپ ﷺ نے اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے تو یہ گمان ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کر لی ہے، بہرحال میں آپ کے قریب ہو کر بیٹھ گیا اور اتنے میں آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھا لیا اور فرمایا: "یہ کون ہے؟" میں نے کہا: عبدالرحمن ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تجھے کیا ہوا ہے؟" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسا سجدہ کیا ہے کہ میں ڈر گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فوت کر دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "بات یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے یہ خوشخبری دی: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جو آدمی آپ کے لیے رحمت کی دعا کرے گا، میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا، میں بھی اس پر سلام بھیجوں گا، تو میں نے اللہ تعالیٰ کے لئے شکرانے کے طور پر سجدہ کیا۔"

(٢٠٣١) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ﷺ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ أَتَاهُ بَشِيْرٌ يُبَشِّرُهُ بِظَفَرِ جُنْدٍ لَهُ عَلٰى عَدُوِّهِمْ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ عَائِشَةَ ﷺ فَقَامَ فَخَرَّ سَاجِدًا، ثُمَّ أَنْشَأَ يُسَائِلُ الْبَشِيْرَ

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھا کہ ایک بشارت دینے والا آپ ﷺ کے پاس آیا، وہ آپ ﷺ کو یہ خوشخبری دینے آیا تھا کہ آپ کا لشکر دشمن پر غالب آ گیا ہے، اس وقت آپ ﷺ کا سر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

(٢٠٣٠) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه الحاكم: ١/ ٥٥٠، والبيهقي: ٢/ ٣٧١ (انظر: ١٦٦٤)

(٢٠٣١) تخريج: اسناده ضعيف لضعف بكار بن عبد العزيز، وأبوه عبد العزيز بن ابي بكرة روى عنه جمع، وذكره ابن حبان والعجلي في "الثقات"، ولسجود الشكر شواهد۔ أخرجه البزار: ٣٦٩٢، والحاكم: ٤/ ٢٩١، وأخرج قصة سجود الشكر ابوداود: ٢٧٧٤، والترمذي: ١٧٨، وابن ماجه: ١٣٩٤ (انظر: ٢٠٤٥٥)

فَـأَخْبَرَهُ فِيْمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَلِيَ أَمْرَهُمُ امْرَأَةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْآنَ هَلَكَتِ الرِّجَالُ إِذَا أَطَاعَتِ النِّسَاءَ، هَلَكَتِ الرِّجَالُ إِذَا أَطَاعَتِ النِّسَاءَ۔)) ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ٢٠٧٢٩)

کی گود میں تھا، آپ ﷺ اٹھ کر سجدہ کی حالت میں گر گئے، پھر بشارت دینے والے سے سوال و جواب کرنے لگے، اس نے مختلف باتیں بتائیں، ان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ ان کے حکومتی معاملات کی والی ایک عورت بن گئی ہے، یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اب وہ مرد ہلاک ہوگئے، جو عورتوں کی اطاعت کرنے لگ گئے، وہ مرد ہلاک ہوگئے جو عورتوں کی اطاعت کرنے لگے۔'' آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ ارشاد دہرایا۔

فوائد:...... یہ سجدہ کسی نعمت کے حصول، مصیبت و تکلیف سے چھٹکارے اور خوشی و مسرت کے موقع پر کیا جاتا ہے۔

❁❁❁❁

اَبْوَابُ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ
نفل نماز کے ابواب

(۱) بَابُ مَاجَاءَ فِيْ فَضْلِهَا وَأَنَّهَا تَجْبُرُ نَقْصَ الْفَرِيْضَةِ
نفل نماز کی فضیلت اوراس چیز کا بیان کہ یہ فرض نماز میں ہو جانے والی کمی پوری کرتی ہے

(۲۰۳۲) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ أُخْتِهِ أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَامِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلّٰى) لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كُلَّ يَوْمٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَفِي أُخْرَى: فِي لَيْلِهِ وَنَهَارِهِ) ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً (وَفِي رِوَايَةٍ سَجْدَةً) تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ، أَوْ بَنَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔)) فَقَالَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ: فَمَا بَرِحْتُ أُصَلِّيْهِنَّ بَعْدُ، وَقَالَ عَمْرٌو: مَا بَرِحْتُ أُصَلِّيْهِنَّ بَعْدُ، وَقَالَ النُّعْمَانُ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۲۷۳۱۷)

زوجۂ رسول سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان بندہ اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر ایک دن اور رات میں اللہ تعالیٰ کے لیے فرضی نماز کے علاوہ بارہ رکعت نماز پڑھتا ہے، اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے، یا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔'' سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں ہمیشہ سے یہ رکعتیں ادا کر رہی ہوں۔ (سند کے راوی) عمرو کہتے ہیں میں بھی حدیث پڑھنے کے بعد ان رکعات کو پڑھ رہا ہوں۔ (سند کے ایک اور راوی) نعمان کہتے ہیں میں بھی یہ رکعات ہمیشہ سے پڑھ رہا ہوں۔

فوائد:...... ترمذی کی روایت کے مطابق ان بارہ رکعات کی تفصیل یہ ہے: فجر سے پہلے دو، ظہر سے پہلے چار اور

(۲۰۳۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۷۲۸ (انظر: ۲٦۷۸۱)

اس کے بعد دو، مغرب کے بعد دو اور عشاء کے بعد دو، اسی نفلی نماز کو ہمارے معاشرے میں سننِ مؤکدہ کہا جاتا ہے۔ لیکن نسائی کی روایت میں عصر سے پہلے دو سنتوں کا ذکر ہے اور عشاء کے بعد والی سنتوں کا ذکر نہیں ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں عصر سے پہلے اور عشاء کے بعد والی دو دو سنتوں کا ذکر ہے، لیکن انھوں نے ظہر کی نماز سے پہلے صرف دو سنتوں کا ذکر کیا ہے اور امام ترمذی نے ظہر سے پہلے چار اور اس کے بعد دو کو ثابت کیا ہے۔ امام شوکانی نے اس اختلاف کو یوں حل کیا: یہ بات تو متعین ہی ہے کہ ان احادیث میں جتنی رکعات کا بیان ہے، وہ سب ہی مشروع ہیں، اگر چہ ان کی تعداد چودہ بن جاتی ہے، جبکہ مذکورہ ثواب کے حصول کا تعلق تو بارہ رکعتوں سے ہے، لیکن اس چیز کا علم نہیں ہو رہا کہ ان چودہ میں سے وہ بارہ رکعتیں کون سی ہیں، ایک ہی صورت رہ جاتی ہے کہ چودہ رکعتیں ہی ادا کی جائیں، تاکہ کوئی اشکال باقی نہ رہے، اس طرح سے اللہ تعالیٰ کے ہاں مطلوبہ بارہ بھی ادا ہو جائیں گی۔

(۲۰۳۳) عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوْسَى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْفَرِيْضَةِ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند احمد: ١٩٩٤٦)

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دن رات میں فرض نماز کے علاوہ بارہ رکعتیں ادا کیں، اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا۔''

(۲۰۳٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ قَالَ أَبِي وَلَمْ يَرْفَعْهُ: مَامِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ فِيْ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ۔ (مسند احمد: ١٠٤٦٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''جو مسلمان دن میں بارہ رکعت نفلی نماز پڑھے گا، اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا۔''

(۲۰۳٥) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ يَقُوْلُ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَنْتَقِصُ أَحَدُكُمْ مِنْ صَلَاتِهِ شَيْئًا إِلَّا أَتَمَّهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ سُبْحَتِهِ)) (مسند احمد: ٢٤٠٣٧)

عبد الرحمٰن بن معاویہ بن حدیج کہتے ہیں: میں نے کندہ کے ایک آدمی سے سنا، اس نے کہا: ایک انصاری صحابی نے مجھے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی فرض نماز میں کمی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نفلی نماز سے اس کی کمی کو پورا کر دیتا ہے۔''

(۲۰۳۳) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٩٤٣٢، والبزار: ٧٠١ (انظر: ١٩٧٠٩)
(۲۰۳٤) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ١١٤٢ (انظر: ١٠٤٦٢)
(۲۰۳٥) تخريج: صحيح لغيره، وهذا اسناده ضعيف لابهام الرجل الكندي، وابن لهيعة سيء الحفظ (انظر: ٢٣٦٣٧)

فوائد: ......کئی احادیثِ مبارکہ میں نفلی نماز کی اقسام اور فضائل بیان کیے گئے ہیں، آنے والے کئی ابواب کا موضوع نفلی نماز ہی ہے۔

(۲) بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ
نفل نماز گھر میں پڑھنے کی فضیلت کا بیان

(۲۰۳٦) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا قَضٰى أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ حِيْنَئِذٍ فَلْيُصَلِّ فِي بَيْتِهِ رَكْعَتَيْنِ، وَلْيَجْعَلْ فِي بَيْتِهِ نَصِيبًا مِنْ صَلَاتِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْرًا۔)) (مسند احمد: ۱۱۱۲۸)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں نماز ادا کرلے، تو پھر وہ اپنے گھر واپس جائے تو اپنے گھر میں دو رکعتیں ادا کرے، بندے کو چاہیے کہ گھر میں بھی نفلی نماز پڑھتا رہا کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں اس کی نماز کی وجہ سے خیر و برکت نازل کرتا ہے۔''

فوائد: ......اللہ تعالیٰ کے ذکر سے گھروں میں برکت ہوتی ہے اور نماز، ذکر الٰہی کا سب سے عظیم ذریعہ ہے، کئی احادیث میں گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، اس سے مراد نفلی نماز ہے، تاکہ گھروں میں خیر و برکت نازل ہو، رحمت والے فرشتوں کا نزول ہو اور عمل مخفی ہو اور ریاکاری کا خطرہ کم ہو جائے۔

(۲۰۳۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدِهِ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيبًا مِنْ صَلَاتِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْرًا)) (مسند احمد: ۱٤٤٤٤)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں کوئی آدمی مسجد میں نماز پڑھ لے تو وہ اپنی نماز کا کچھ حصہ اپنے گھر کے لئے بھی رکھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں اس کی نماز کی وجہ سے خیر و بھلائی کرے گا۔''

(۲۰۳۸) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((صَلُّوْا أَيُّهَا النَّاسُ! فِي بُيُوْتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ۔)) (مسند احمد: ۲۱۹٦۲)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو، کیونکہ فرضی نماز کے علاوہ آدمی کی سب سے افضل نماز اس کے گھر میں پڑھی جانے والی ہے۔''

(۲۰۳٦) تخريج: حديث صحيح، وهذا اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة، ولعنعنة ابی الزبير- أخرجه ابن ماجه: ۱۳۷٦ (انظر: ۱۱۱۱۲، ۱۱٥٦۷)

(۲۰۳۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۷۷۸ (انظر: ۱٤۳۹۱، ۱۱٥٦۷)

(۲۰۳۸) تخريج: أخرجه مطوّلا البخاری: ٦۱۱۳، ومسلم: ۷۸۱ (انظر: ۲۱٦۲٤، ۲۱٦۳۲)

(۲۰۳۹) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلُّوْا فِي بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا۔)) (مسند احمد: ۲۲۰۱۷)

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور انہیں قبریں نہ بنا دو۔''

فوائد: ...... ''گھروں کو قبریں نہ بناؤ'' اس کے دو مفہوم ہیں: (۱) مردوں کی طرح نہ ہو جاؤ، جو اپنی قبروں میں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ (۲) جو آدمی اپنے گھر میں نفلی نماز نہیں پڑھے گا، اس نے اپنے آپ کو میت اور اپنے گھر کو قبر بنا دیا ہے۔
ان الفاظ کا ظاہری مفہوم بھی مراد لیا گیا ہے کہ اپنے گھروں میں فوت شدگان کو دفن نہ کرو اور اس طرح ان کو قبرستان نہ بناؤ۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (ج۱،ص:۵۲۹) میں یہ مفہوم نقل کر کے فرمایا ہے کہ الفاظِ حدیث کا ظاہر یہی ہے، خاص کر جب اس حدیث کے پہلے الفاظ ((اِجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلٰوتِكُمْ)) کو دوسرے جملے سے الگ سمجھا جائے۔ (عبداللہ رفیق)

(۲۰٤۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اِجْعَلُوْا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَجْعَلُوْهَا عَلَيْكُمْ قُبُوْرًا۔)) (مسند احمد: ۲٤۸۷۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھروں میں نماز ادا کیا کرو اور انہیں قبریں نہ بنا دو۔''

(۲۰٤۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الْبَيْتِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّا الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ وَالصَّلَاةُ فِيْ بَيْتِيْ فَقَدْ تَرٰى مَا أَقْرَبَ بَيْتِيْ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَلَأَنْ أُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِيْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً۔)) (مسند احمد: ۱۹۲۱٦)

سیدنا عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے گھر میں اور مسجد میں نماز کے بارے میں پوچھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں نماز اور گھر میں نماز، تو دیکھتا تو ہے کہ میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے، لیکن مجھے اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے، الاّ یہ کہ وہ فرضی نماز ہو۔''

(۲۰۳۹) تخريج: صحيح لغيره، وهذا اسناد منقطع، عطاء لم يسمع من زيد بن خالد۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ۲/ ۲۵۵، والبزار فى "مسنده": ۳۷۷۷، والطبرانى فى "الكبير": ۵۲۷۸ (انظر: ۱۷۰۳۰، ۲۱٦۷۷)

(۲۰٤۰) تخريج: حديث صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة۔ أخرجه مالك فى "المؤطا": ۱/ ۱٦۸، وابو يعلى: ٤۸٦۷ (انظر: ۲٤۳٦٦)

(۲۰٤۱) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه مطولا و مختصرا ابوداود: ۲۱۱، ۲۱۲، وابن ماجه: ٦۵۱، ۱۳۷۸ (انظر: ۱۹۰۰۷)

(٢٠٤٢) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ بَيْتِهِ تَطَوُّعًا نُوْرٌ فَمَنْ شَاءَ نَوَّرَ بَيْتَهُ)) (مسند احمد: ٨٦)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندے کا اپنے گھر میں نفلی نماز ادا کرنا نور ہے، جو چاہتا ہے، اپنے گھر کو منور اور روشن کر لے۔''

فوائد: ...... عصر حاضر میں لوگ دو گروہوں میں منقسم ہو چکے ہیں، کچھ جدت پرستوں کی مساجد سے لاتعلق اور بیزاری یوں لگتی ہے کہ شاید وہ مسجد کو گرجا گھر سمجھ بیٹھے ہیں اور بعض لوگ فرضی اور نفلی تمام نمازوں کے لیے مسجد کا ہی تعین کرتے ہیں، یہ دونوں گروہ راہِ اعتدال سے منحرف ہو کر افراط وتفریط کا شکار ہیں، چاہیے یہ کہ فرضی نمازوں کے لئے بہر صورت اللہ تعالیٰ کی مساجد کا اہتمام کیا جائے اور نفلی نمازوں کے لیے گھروں کو اور مخفی مقامات، جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو، کو ترجیح دی جائے، اس موقع پر درج ذیل حدیث ذہن نشین رکھی جائے: ایک صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: تَطَوُّعُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ يَزِيْدُ عَلٰى تَطَوُّعِهِ عِنْدَ النَّاسِ، كَفَضْلِ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ عَلٰى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ۔ (مصنف عبد الرزاق: ٣/ ٧٠/ ٤٨٣٥، ابن أبي شيبة: ٢/ ٢٥٦، صحيحه: ٣١٤٩)
یعنی: ''آدمی کا گھر میں نفلی نماز پڑھنے کا ثواب لوگوں کے پاس پڑھنے کی بہ نسبت اتنا زیادہ ہے جتنا کہ اکیلی فرضی نماز کے مقابلے میں باجماعت نماز کا اجر وثواب ہے۔'' یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے، لیکن اس کا حکم مرفوع کا ہے، کیونکہ اس کا اجتہاد اور ذاتی رائے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(٣) بَابُ جَامِعِ تَطَوُّعِ النَّبِيِّ ﷺ بِالنَّهَارِ وَرَوَاتِبِ الْفَرَائِضِ
نبی کریم ﷺ کے دن کے نفل اور فرضوں کی سنتوں کا جامع بیان

(٢٠٤٣، ٢٠٤٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِجْعَلُوا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا۔)) وَفِيْ لَفْظٍ: ((صَلُّوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا۔)) (مسند احمد: ٤٦٥٣)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی نمازوں کا کچھ حصہ گھروں میں بھی ادا کیا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔'' ایک روایت میں ہے: ''اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور ان کو قبریں نہ بنالو۔''

(٢٠٤٥) عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا رضی اللہ عنہ عَنْ تَطَوُّعِ

عاصم بن ضمرة کہتے ہیں: ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کے دن کے وقت کی نفلی نماز کے بارے میں

(٢٠٤٢) تخريج: اسناده قوي۔ أخرجه ابن ابي شيبة: ٢/ ٥١٣، والبزار: ٢١٠، وابويعلى: ١٦٥، وابن خزيمة: ٢١٧٢ (انظر: ٨٦)
(٢٠٤٣، ٢٠٤٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٣٢، ١١٨٧ ومسلم: ٧٧٧ (انظر: ٤٥١١، ٤٦٥٣)
(٢٠٤٥) تخريج: اسناده قوي۔ أخرجه ابن ماجه: ١١٦١، والترمذي: ٤٢٤، ٤٢٩، والنسائي: ٢/ ١٢٠ (انظر: ٦٥٠)

النَّبِيِّ ﷺ بِالنَّهَارِ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ لَا تُطِيقُوْنَهُ، قَالَ: قُلْنَا: أَخْبِرْنَا بِهِ، نَأْخُذُ مِنْهُ مَا أَطَقْنَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ أَمْهَلَ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مِقْدَارَهَا مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ هٰهُنَا يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ، قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مِقْدَارَهَا مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْ هٰهُنَا يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ، قَامَ فَصَلّٰى أَرْبَعًا وَأَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَأَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ: تِلْكَ سِتَّ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعُ النَّبِيِّ ﷺ بِالنَّهَارِ وَقَلَّ مَنْ يُدَاوِمُ عَلَيْهَا۔ (مسند احمد: ٦٥٠)

پوچھا، انہوں نے کہا: تم تو اس کی ادائیگی کی طاقت ہی نہیں رکھتے۔ ہم نے کہا: آپ ہمیں بتا تو دیں، جتنی طاقت ہم میں ہوئی، ہم اس کے مطابق عمل کریں گے، انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو ٹھہر جاتے حتیٰ کہ جب سورج مشرق کی سمت میں اتنا بلند ہو جاتا جتنا کہ عصر کی نماز کے وقت مغرب کی طرف ہوتا ہے، اس وقت آپ اٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے، پھر آپ ﷺ ٹھہر جاتے، حتیٰ کہ جب سورج مشرق کی سمت میں وہاں آ جاتا، جہاں ظہر کے وقت مغرب میں ہوتا ہے تو آپ ﷺ چار رکعت ادا کرتے، پھر چار رکعتیں ظہر سے پہلے پڑھتے، جبکہ سورج ڈھل چکا ہوتا تھا، ظہر کے بعد دو رکعتیں اور عصر سے پہلے چار رکعت ادا کرتے تھے اور ہر دو رکعتوں کے درمیان مقرب فرشتوں، نبیوں اور ان کی پیروی کرنے والے مومنوں اور مسلمانوں کے لیے سلامتی کی دعا کرنے کے ساتھ فرق کرتے (یعنی سلام پھیرتے)۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ سولہ رکعات نبی کریم ﷺ کی دن کے وقت نفل نماز ہے اور ایسے لوگ کم ہی ہیں، جو ان پر ہمیشگی کرتے ہیں۔

(٢٠٤٦) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ حَبِيْبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ لِأَبِي إِسْحَاقَ حِيْنَ حَدَّثَهُ: يَا اَبَا إِسْحَاقَ! يَسْوٰى حَدِيثُكَ هٰذَا مِلْءَ مَسْجِدِكَ ذَهَبًا، (وَفِي لَفْظٍ:) قَالَ حَبِيْبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ! مَاأُحِبُّ أَنَّ لِي بِحَدِيْثِكَ هٰذَا مِلْءَ مَسْجِدِكَ هٰذَا ذَهَبًا۔ (مسند احمد: ١٢٠٨)

حبیب بن ابی ثابت نے کہا: اے ابو اسحاق! اے ابو اسحاق! آپ کی یہ حدیث تو آپ کی سونے سے بھری ہوئی مسجد کے برابر ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے: حبیب بن ابی ثابت نے کہا: اے ابو اسحاق! میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرے لئے آپ کی اس حدیث کے بدلے سونے سے بھری ہو مسجد ہو۔

(٢٠٤٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ١٢٠٨)

(٢٠٤٧) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ التَّطَوُّعِ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَبِالنَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔ (مسند احمد: ١٢٦١)

اور اس سے یہ بھی روایت ہے فرمایا: نبی کریم ﷺ رات کے وقت نوافل آٹھ رکعات اور دن کے وقت بارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔

فوائد:......ابواسحاق سے صحیح اسانید سے مروی روایات میں دن میں سولہ رکعت نفلی نماز کا ذکر ہے، جیسا کہ حدیث نمبر (۹۳۵) میں گزر چکا ہے۔

(٢٠٤٨) عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي عَلٰى كُلِّ إِثْرِ صَلَاةٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ) مَكْتُوبَةٍ رَكْعَتَيْنِ إِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ۔ (مسند احمد: ١٢٢٦)

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر اور عصر کے علاوہ ہر فرض نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

(٢٠٤٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ، قَالَ: وَحَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَيُنَادِي الْمُنَادِي بِالصَّلَاةِ قَالَ أَيُّوبُ (أَحَدُ الرُّوَاةِ) أُرَاهُ قَالَ خَفِيفَتَيْنِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فِي بَيْتِهِ۔ (مسند احمد: ٤٥٠٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعت، اس کے بعد دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعت گھر میں، عشاء کے بعد دو رکعت گھر میں نماز پڑھی، اور مجھے سیدہ حفصہ ؓ نے بتایا کہ جب فجر طلوع ہو جاتی اور مؤذن نماز کے لئے اذان کہہ دیتا تو آپ ﷺ ہلکی پھلکی دو رکعتیں ادا کرتے اور جمعہ کے بعد دو رکعتیں گھر میں پڑھتے تھے۔

(٢٠٥٠) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ الظُّهْرِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَهَا سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ

(دوسری سند) سیدنا ابن عمر ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو، اس کے بعد دو، مغرب کے بعد دو، عشاء کے بعد دو اور جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھیں،

(٢٠٤٧) تخريج: سعيد بن خثيم وفضيل بن مرزوق صدوقان يهمان۔ أخرجه ابويعلى: ٤٩٥ (انظر: ١٢٦١)

(٢٠٤٨) تخريج: اسناده قوى۔ أخرجه ابوداود: ١٢٧٥ (انظر: ١٠١٢، ١٢٢٦)

تخريج: أخرجه مطولا و مختصرا البخارى: ١١٦٥، ١١٨٠، ومسلم: ٨٨٢، وابوداود: ١١٢٨، والترمذى: ٤٢٥، ٤٣٢، والنسائى: ٣/ ١١٣ (انظر: ٤٥٠٦، ٤٥٩١)

(٢٠٥٠) تخريج: أخرجه البخارى: ١١٧٢، ومسلم: ٧٢٩، ورواية البخارى: فأما المغرب والعشاء ففى بيته، ورواية مسلم: فأما المغرب والعشاء والجمعة، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٤٦٦٠)

سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْجُمْعَةِ سَجْدَتَيْنِ، فَأَمَّا الْجُمْعَةُ وَالْمَغْرِبُ فِي بَيْتِهِ، قَالَ: وَأَخْبَرَتْنِي أُخْتِي حَفْصَةُ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ، قَالَ وَكَانَتْ سَاعَةً لَا أَدْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِيهَا۔ (مسند احمد: ٤٦٦٠)

آپ ﷺ جمعہ اور مغرب کے بعد والی نماز گھر میں پڑھتے تھے۔ اور مجھے میری بہن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ جب فجر طلوع ہوتی تو آپ ﷺ ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھتے تھے، یہ ایسی گھڑی تھی کہ میں اس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں جاتا تھا۔

فوائد: ...... اس حدیث سے ظہر سے پہلے دو سنتیں ثابت ہو رہی ہے، اگلے باب کی آخری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ ظہر سے پہلے چار سنتیں پڑھا کرتے تھا، اب اس سے مراد یہ ہے کہ بسا اوقات آپ ﷺ دو رکعتیں ہی ادا کرتے تھے یا سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو صرف دو رکعتوں کا علم ہو سکا، جبکہ آپ ﷺ چار ہی پڑھا کرتے تھے، یہ دونوں احتمال ممکن ہیں، بہرحال چار کی افضلیت مسلّم ہے۔

(٢٠٥١) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّتِي لَا يَدَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ۔ (مسند احمد: ٥١٢٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ظہر سے پہلے دو، اس کے بعد دو، مغرب کے بعد دو، عشاء کے بعد دو اور فجر سے پہلے دو رکعتیں، یہ ایسی نماز تھی کہ آپ ﷺ جس کو ترک نہیں کرتے تھے۔

(٢٠٥٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ التَّطَوُّعِ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا فِي بَيْتِي ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِهِ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بِهِمُ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي

عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نفل نماز کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا: آپ ظہر سے پہلے میرے گھر میں چار رکعتیں پڑھ کر نکلتے تھے، پھر لوگوں کو نماز پڑھا کر میرے گھر واپس آتے اور دو رکعتیں ادا کرتے، پھر آپ ﷺ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھا کر گھر میں واپس آتے اور دو رکعت نماز پڑھتے، پھر آپ عشاء کی نماز پڑھا کر میرے گھر میں داخل ہوتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور آپ ﷺ رات کو وتر سمیت نو رکعت نماز پڑھتے

(٢٠٥١) تخريج: حديث صحيح، انظر الحديث السابق: ٩٣٨ (انظر: ٥١٢٧)

(٢٠٥٢) تخريج: أخرجه بتمامه و مختصرا مسلم: ٧٣٠ (انظر: ٢٤٠١٩)

رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الْوِتْرُ، وَكَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا جَالِسًا، فَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ وَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَاعِدٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ وَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْفَجْرِ۔ (مسند احمد: ۲۴۵۲۰)

تھے، اور آپ ﷺ رات کو کافی وقت کھڑے ہو کر اور کافی وقت بیٹھ کر نماز پڑھتے اور جب آپ ﷺ کھڑے ہو کر قراءت کر رہے ہوتے تو رکوع اور سجدہ بھی کھڑے ہو کر ہی ادا کرتے تھے اور جب قراءت بیٹھ کر کرتے تو رکوع اور سجدہ بھی بیٹھ کر ہی ادا کرتے اور جب فجر طلوع ہو جاتی تو آپ ﷺ دو رکعت نماز ادا کر کے چلے جاتے اور جا کر لوگوں کو نماز پڑھاتے۔

فوائد: ......سجدے تو بیٹھ کر ہی کیے جاتے ہیں، اس حدیث میں سجدوں سے پہلے والی کیفیت بیان کی گئی ہے کہ آپ ﷺ اس وقت کھڑے ہوتے یا بیٹھے ہوتے۔ لیکن یہ بھی سنت ہے کہ بیٹھ کر قراءت شروع کی جائے، پھر اسی رکعت میں کھڑے ہو کر کچھ تلاوت کر کے رکوع و سجود کیے جائیں، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَدَّنَ وَثَقُلَ يَقْرَأُ مَا شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا غَبَرَ مِنَ السُّوْرَةِ ثَلَاثُوْنَ أَوْأَرْبَعُوْنَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ سَجَدَ۔ ......رسول اللہ ﷺ جب عمر رسیدہ اور بھاری ہو گئے، تو جتنی اللہ تعالیٰ چاہتا آپ بیٹھ کر تلاوت کرتے اور جب سورت کی تیس یا چالیس آیتیں باقی رہ جاتیں تو کھڑے ہو جاتے اور ان کی تلاوت کر کے پھر سجدہ کرتے۔'' (بخاری: ۱۱۴۸، مسلم: ۷۳۱)

(۲۰۵۳) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَثِنْتَيْنِ بَعْدَهَا، وَثِنْتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ، وَثِنْتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَثِنْتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، ثُمَّ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ تِسْعًا۔ قُلْتُ أَقَائِمًا أَوْ قَاعِدًا؟ قَالَتْ: يُصَلِّيْ لَيْلًا طَوِيْلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيْلًا قَاعِدًا۔ قُلْتُ كَيْفَ يَصْنَعُ إِذَا كَانَ قَائِمًا وَكَيْفَ يَصْنَعُ إِذَا كَانَ قَاعِدًا؟ قَالَتْ: إِذَا قَرَأَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا، وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ۔ (مسند احمد: ۲۶۳۳۹)

وہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ ظہر سے پہلے چار، اس کے بعد دو، عصر سے پہلے دو، مغرب کے بعد دو اور عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے، اور رات کو نو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ میں نے کہا: کھڑے ہو کر پڑھتے یا بیٹھ کر؟ انہوں نے کہا: کافی دیر کھڑے ہو کر اور کافی دیر بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے، میں نے کہا: جب آپ ﷺ کھڑے ہو کر اور جب بیٹھ کر پڑھتے تو کیسے کرتے؟ انہوں نے کہا: جب آپ ﷺ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر قراءت کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے اور نمازِ فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

(۲۰۵۳) تخريج: نظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۲۵۸۱۹)

(٢٠٥٤) عَنْ قَابُوْسٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَرْسَلَ بِيْ اِمْرَأَةَ إِلٰى عَائِشَةَ يَسْأَلُهَا أَيُّ الصَّلَاةِ كَانَتْ أَحَبَّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُوَاظِبَ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا يُطِيْلُ فِيهِنَّ الْقِيَامَ وَيُحْسِنُ فِيهِنَّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ، فَأَمَّا مَالَمْ يَكُنْ يَدَعُ صَحِيحًا وَلَا مَرِيْضًا وَلَا غَائِبًا وَلَا شَاهِدًا، فَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ۔ (مسند احمد: ٢٤٦٦٥)

قابوس کے باپ نے ایک عورت کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا کہ وہ ان سے یہ پوچھ کر آئے کہ کون سی نماز رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھی کہ آپ اس پر ہمیشگی کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے اور ان میں لمبا قیام کرتے اور اچھے انداز میں رکوع و سجود ادا کرتے، رہا مسئلہ اس نماز کا کہ جسے آپ ﷺ تندرستی کی حالت میں، بیماری کی حالت میں، اور سفر میں اور حضر میں نہ چھوڑتے ہوں، وہ فجر سے پہلے والی دو رکعتیں ہیں۔

فوائد: ...... یہ حدیث اس سیاق کے ساتھ صحیح ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کسی صورت میں ظہر سے پہلے چار اور فجر سے پہلے دو سنتیں نہیں چھوڑا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: ١١٨٢، مسند احمد: ٢٤٣٤٠)

(۴) بَابُ رَاتِبَةِ الظُّهْرِ وَمَاجَاءَ فِيْ فَضْلِهَا
ظہر کی سنن رواتب اور ان کی فضیلت کا بیان

(٢٠٥٥) عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ بِعَنْبَسَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ الْمَوْتُ، اِشْتَدَّ جَزَعُهُ، فَقِيْلَ لَهُ: مَا هٰذَا الْجَزَعُ؟ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ أُمَّ حَبِيْبَةَ يَعْنِي أُخْتَهُ تَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَ اللّٰهُ لَحْمَهُ عَلَى النَّارِ۔)) فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ۔ (مسند احمد: ٢٧٣٠٠)

حسان بن عطیہ کہتے ہیں: جب عنبسہ بن ابی سفیان کی موت کا وقت آیا تو ان کی گھبراہٹ بڑھ گئی، کسی نے ان سے کہا: یہ گھبراہٹ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے اپنی بہن سیدہ ام حبیبہ سے سنا ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ظہر سے پہلے چار اور اس بعد چار رکعات پڑھیں، اللہ تعالیٰ اس کے گوشت کو آگ پر حرام کر دے۔'' اور میں نے جب سے ان سے یہ حدیث سنی ہے، ان آٹھ رکعات کو ترک نہیں کیا۔

(٢٠٥٤) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة المرأة التى أرسلها والد قابوس، وقابوس فيه لين، وقال ابن حبان: كان رديء الحفظ، ينفرد عن أبيه بما لا أصل له۔ أخرجه الطيالسي: ١٥٧٥، وأخرجه مختصرا ابن ماجه: ١١٥٦، وابن ابى شيبة: ٢/ ٢٠٠ (انظر: ٢٤١٦٤)

(٢٠٥٥) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه الترمذى: ٤٢٨، والنسائى: ٣/ ٢٦٤، ٢٦٥ (انظر: ٢٦٧٦٤)

(٢٠٥٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ أَرْبَعًا وَيَقُوْلُ: ((إِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ فَأُحِبُّ أَنْ أُقَدِّمَ فِيْهَا عَمَلًا صَالِحًا۔)) (مسند احمد: ١٥٤٧١)

سیدنا عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے لیکن زوال کے بعد چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ''اس وقت آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ میں اس میں نیک عمل آگے بھیجوں۔''

(٢٠٥٧) عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ أَدْمَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاهٰذِهِ الرَّكَعَاتُ الَّتِيْ أَرَاكَ قَدْ أَدْمَنْتَهَا؟ قَالَ: ((إِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ فَلَا تُرْتَجُ حَتّٰى يُصَلَّى الظُّهْرُ فَأُحِبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِيْهَا خَيْرٌ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَقْرَأُ فِيْهِنَّ كُلِّهِنَّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: قُلْتُ: فَفِيْهَا سَلَامٌ فَاصِلٌ؟ قَالَ: ((لَا۔)) (مسند احمد: ٢٣٩٢٩)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج ڈھلنے کے بعد ہمیشہ چار رکعات پڑھا کرتے تھے، ایک دن میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ رکعتیں کیسی ہیں کہ آپ دوام کے ساتھ ان کو ادا کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''زوالِ آفتاب کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، پھر اس وقت تک بند نہیں ہوتے، جب تک نمازِ ظہر نہ پڑھ لی جائے، تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا نیک عمل اس میں بلند ہو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ان ساری رکعات میں قراء ت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' میں نے کہا: ان میں فاصلہ کرنے والا سلام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔''

فوائد: ...... فاصلہ کرنے والے سلام سے مراد یہ ہے چار رکعتوں کو دو دو رکعتیں کر کے ادا کیا جائے، لیکن آپ ﷺ نے ان کو اکٹھا ادا کرنے کی تعلیم دی ہے، یہ بات علیحدہ ہے کہ ان سنتوں کو دو دو رکعت کر کے بھی ادا کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى۔)) ...... ''رات اور دن کی نماز دو دو رکعت ہے۔''

امام البانی کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے، میں نے اس کی تخریج (صحیح ابی داود: ١١٧٢) اور (الحوض المورود فی زوائد منتقی ابن الجارود: ١٢٣) میں کی ہے۔ اس باب کی حدیث سے چار رکعت سنت کو ایک سلام کے ساتھ اور اس حدیث سے دو سلاموں کے ساتھ پڑھنا ثابت ہوتا ہے، ان کے مابین جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ

(٢٠٥٦) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه الترمذي: ٤٧٨ (انظر: ١٥٣٩٦)

(٢٠٥٧) تخريج: حسن لغيره، وهذا اسناده ضعيف لضعف عبيدة، ولاضطرابه۔ أخرجه ابن ماجه: ١١٥٧ (انظر: ٢٣٥٣٢)

باب کی حدیث کو جواز پر اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو افضلیت پر محمول کیا جائے، جیسا کہ رات کی نفلی نماز کا معاملہ ہے۔ واللہ اعلم۔ (صحیحہ: ۲۳۷) یعنی چار رکعت سنتوں کو ایک سلام کے ساتھ بھی ادا کیا جا سکتا ہے اور دو دو رکعت کر کے بھی۔ شیخ البانی کی ''اس باب کی حدیث'' سے مراد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عصر سے پہلے والی چار سنتیں ایک سلام کے ساتھ ادا کی جائیں، یہ حدیث کچھ صفحات پہلے اس عنوان ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن کے نفل اور فرضوں کی سنتوں کا جامع بیان'' میں گزر چکی ہے۔

(۲۰۵۸) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّكَ تُدِيمُ هٰذِهِ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُهُ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: ((إِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَرْتَفِعَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ۔)) (مسند احمد: ۲۳۹٤۷)

(دوسری سند) سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ ظہر سے پہلے دوام کے ساتھ چار رکعات پڑھا کرتے تھے، کسی نے ان سے کہا: آپ بڑی باقاعدگی کے ساتھ یہ نماز پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ عمل کرتے ہوئے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ ایسی گھڑی ہے کہ جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ میرا نیک عمل اس وقت میں بلند ہو۔''

(۲۰۵۹) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَافَرْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا فَلَمْ أَرَهُ تَرَكَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ۔ (مسند احمد: ۱۸۷۸٤)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ سفر کیے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر سے پہلے دو رکعتوں کو ترک کیا ہو۔

(۲۰٦۰) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ عَلَى حَالٍ۔ (مسند احمد: ۲٤۸٤٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی حالت میں بھی ظہر سے پہلے چار اور فجر سے پہلے دو رکعتیں نہیں چھوڑتے تھے۔

(۲۰۵۸) تخريج: صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، شريك بن عبد الله النخعي سيء الحفظ، وعلى بن الصلت مجهول۔ أخرجه ابن ابي شيبة: ۲/ ۱۹۹، وابن خزيمة: ۱۲۱۵، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۲۳۵۵۱)

(۲۰۵۹) تخريج: اسناده ضعيف، لجهالة ابي بسرة الغفاري، قال الذهبي: لا يعرف۔ أخرجه ابوداود: ۱۲۲۲، والترمذي: ۵۵۰ (انظر: ۱۸۵۸۳)

(۲۰٦۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۱۸۲ (انظر: ۲٤۳٤۰)

(۵) بَابُ رَاتِبَةِ الْعَصْرِ وَمَا جَاءَ فِيْ فَضْلِهَا

عصر کی سنن رواتب اور ان کی فضیلت کا بیان

(۲۰۶۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا۔)) (مسند احمد: ۵۹۸۰)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرے، جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔''

(۲۰۶۲) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ۔ (مسند احمد: ۱۳۷۵)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عصر سے پہلے چار رکعات پڑھتے اور ان میں سے ہر دو رکعتوں کے درمیان مقرب فرشتوں، نبیوں اور ان کی پیروی کرنے والے مسلمانوں اور مومنوں پر سلامتی کی دعا کرنے کے ساتھ فرق کرتے۔ یعنی ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے۔

فوائد: ......عصر سے پہلے دو رکعتیں ادا کرنا بھی سنت ہے، اس کے کئی دلائل موجود ہیں، بعض کا تذکرہ اگلے ابواب میں بھی آئے گا۔

(۶) بَابُ مَاجَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

عصر کے بعد دو رکعتوں کا بیان

(۲۰۶۳) عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔ (مسند احمد: ۱۹۹۷۰)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

(۲۰۶۴) عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي الصِّدِّيْقَةُ بِنْتُ الصِّدِّيْقِ حَبِيْبَةُ حَبِيْبِ اللّٰهِ الْمُبَرَّأَةُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَلَمْ أُكَذِّبْهَا۔ (مسند احمد: ۲۶۵۷۲)

جناب مسروق کہتے ہیں: مجھے صدیقہ بنت صدیق، اللہ کے محبوب کی محبوبہ، بہتان سے بری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے، میں نے ان کی تکذیب نہیں کی۔

(۲۰۶۱) تخریج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ۱۲۷۱، والترمذی: ۴۳۰ (انظر: ۵۹۸۰)

(۲۰۶۲) تخریج: اسناده قوی۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۱۶۱، والترمذی: ۴۲۴، ۴۲۹، ۵۹۹، والنسائی: ۲/ ۱۲۰ (انظر: ۶۵۰، ۱۳۷۵)

(۲۰۶۳) تخریج: حدیث صحیح لغیره۔ أخرجه الطبرانی فی "الاوسط": ۷۱۳۰، والبخاری فی "تاریخه الکبیر": ۱/ ۴۴ (انظر: ۱۹۷۳۲)

(۲۰۶۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۹۱، ومسلم: ۸۳۵ (انظر: ۲۴۲۳۵، ۲۶۰۴۴)

(٢٠٦٥) عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ أَبِیْ قَالَ: قَالَتْ لِیْ عَائِشَةُ: یَا ابْنَ أُخْتِیْ! مَاتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّجْدَتَیْنِ (وَفِیْ رِوَایَةٍ: رَكْعَتَیْنِ) بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِیْ قَطُّ۔ (مسند احمد: ٢٤٧٣٩)

ہشام نے کہا: مجھے میرے باپ نے خبر دی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: اے میرے بھانجے! رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد میرے پاس کبھی بھی دو رکعتیں نہیں چھوڑیں تھیں۔

(٢٠٦٦) عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَسْوَدَ بْنَ یَزِیْدَ وَمَسْرُوْقًا یَقُوْلَانِ: نَشْهَدُ عَلٰی عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَاكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدِیْ فِیْ یَوْمٍ إِلَّا صَلّٰی رَكْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔ (مسند احمد: ٢٥٥٤١)

اسود بن یزید اور مسروق دونوں نے کہا: ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر شہادت دیتے ہیں کہ انہوں نے یہ کہا: رسول اللہ ﷺ جب بھی رسول اللہ ﷺ میرے پاس ہوتے تو عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

(٢٠٦٧) عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَیْحٍ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَقَالَتْ: صَلِّ، إِنَّمَا نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَوْمَكَ أَهْلَ الْیَمَنِ عَنِ الصَّلَاةِ إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔ (مسند احمد: ٢٥٦٣٩)

شریح کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عصر کے بعد نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: نماز پڑھ لیا کر، رسول اللہ ﷺ نے تو تیری قوم اہل یمن کو اس وقت نماز پڑھنے سے منع کیا تھا، جب سورج طلوع ہو رہا ہو۔

(٢٠٦٨) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: صَلَاتَانِ لَمْ یَتْرُكْهُمَا النَّبِیُّ ﷺ سِرًّا وَلَا عَلَانِیَةً رَكْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَرَكْعَتَیْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ۔ (مسند احمد: ٢٥٧٧٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: دو نمازیں ایسی ہیں کہ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے خفیہ طور پر چھوڑا نہ ظاہری طور پر، یعنی عصر کے بعد دو رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں۔

فوائد:......اس باب کی احادیث سے ثابت ہوا کہ عصر کے بعد نماز پڑھنا درست ہے اور آپ ﷺ خود بھی دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ سب سے پہلے اس ضمن میں یہ بات ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ جب تک سورج بلند نظر آ رہا ہو، اس وقت تک عصر کے بعد نفلی نماز پڑھی جا سکتی ہے، جن احادیث مبارکہ میں عصر کے بعد مطلق طور پر نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے، درج ذیل حدیث کی روشنی میں ان کی تخصیص کی جائے گی: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

(٢٠٦٥) تخریج: أخرجه البخاری: ٥٩١، ومسلم: ٨٣٥ (انظر: ٢٤٢٣٥)
(٢٠٦٦) تخریج: أخرجه البخاری: ٥٩٣، ومسلم: ٨٣٥ (انظر: ٢٤٢٣٥، ٢٥٠٢٧)
(٢٠٦٧) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه ابن حبان: ١٥٦٨ (انظر: ٢٥١٢٦)
(٢٠٦٨) تخریج: أخرجه البخاری: ٥٩٢، ومسلم: ٨٣٥ (انظر: ٢٥٢٦٢)

نَهٰى ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ۔ (ابوداود: ۱/ ۲۰۰، نسائی: ۱/ ۹۷، صحیحة: ۲۰۰) یعنی: رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا، الا یہ کہ سورج بلند ہو۔

اب ہم اس باب میں مذکورہ مسئلے پر بحث کرتے ہیں:

نماز عصر کے بعد نفلی نماز پڑھنا اس وقت تک درست ہے، جب تک سورج بلند اور صاف نظر آ رہا ہو۔ شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام ابن ابی شیبہ نے سلف کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ وہ عصر کے بعد دو رکعات پڑھتے تھے، ان میں سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ، ابو الشعثاء، عمرو بن میمون، اسود بن یزید اور ابووائل شامل ہیں۔ نیز محمد بن منتشر اور مسروق بھی یہ نماز ادا کرتے تھے۔ رہا مسئلہ یہ کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس نماز کی ادائیگی پر کیوں مارا کرتے تھے؟ تو یہ ان کا ذاتی اجتہاد تھا، جس کا تعلق "باب سدّ الذریعة" سے ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۲/ ٦٥) میں درج ذیل دو روایات بیان کر کے اس کی وضاحت کی ہے۔

(أ) زید بن خالد کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے عصر کے بعد دو رکعتوں کی ادائیگی پر سزا دی .... پس سیدنا عمر نے کہا: يَا زَيْدُ! لَوْلَا أَنِّي أَخْشٰى أَنْ يَتَّخِذَهُمَا النَّاسُ سُلَّمًا إِلَى الصَّلَاةِ حَتَّى اللَّيْلِ لَمْ أَضْرِبْ فِيهِمَا۔ ...... اے زید! اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ لوگ ان دو رکعتوں کو ذریعہ بنا کر رات تک نماز ادا کرتے رہیں گے، تو میں نے ان کی وجہ سے سزا نہیں دینی تھی۔ (مسند احمد: ٤/ ١٥٥، مصنف عبد الرزاق: ٢/ ٤٣١، ٤٣٢) اسی قسم کی روایت سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ کے ساتھ جواب دیا تھا: وَلٰكِنِّي أَخَافُ أَنْ يَأْتِيَ بَعْدَكُمْ قَوْمٌ يُصَلُّوْنَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ حَتّٰى يَمُرُّوْا بِالسَّاعَةِ الَّتِيْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ فِيْهَا۔ ...... میں ڈرتا ہوں کہ تمہارے بعد جو لوگ آئیں گے وہ اس نماز کو عصر سے مغرب تک پڑھیں گے اور (بالآخر اس نماز کو) اس گھڑی میں لے جائیں گے، جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (مسند احمد: ٤/ ١٠٢) شریح کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کیا؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ ظہر کی نماز اور اس کے بعد دو رکعت سنت ادا کرتے، پھر عصر کی نماز اور اس کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے۔ میں نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو عصر کے بعد والی دو رکعتوں کی وجہ سے منع کرتے اور پڑھنے والے کو سزا دیتے تھے، اس کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خود بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ آپ ﷺ نے پڑھی ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ تیری قوم کے لوگ کم سمجھ اور انجان ہیں، یہ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد عصر تک نفلی نماز ادا کرتے رہتے ہیں، پھر اسی طرح نمازِ عصر ادا کر کے (ان دو رکعتوں کی رخصت سے گنجائش نکالتے ہوئے) مغرب تک نماز پڑھتے رہتے ہیں، اس لیے عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو سزا دی اور بالکل درست کیا۔ (مسند السراج: ق ١٣٢/ ١) میں (البانی) کہتا ہوں: اس کی سند صحیح ہے، یہ سابقہ دو آثار کا قوی شاہد ہے، انتہائی صراحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی دو رکعتوں سے منع کرنے کی وجہ دو رکعتیں نہیں تھی، جیسا کہ اکثر لوگوں کو یہ وہم

ہوا ہے۔سیدنا عمر کو یہ خطرہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ اس نماز کی ادائیگی میں اتنی تاخیر کر دیں کہ سورج زرد ہو جائے اور پھر اس کو کراہت کے وقت میں ادا کریں۔ خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ عصر کے بعد دو رکعتیں ادا کرنا مسنون ہے، بشرطیکہ سورج کے زرد ہونے سے پہلے ادا کی جائیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سزا دینا ان کا اجتہادی مسئلہ تھا، بعض صحابہ نے ان کی موافقت کی تھی اور بعض نے مخالفت، یعنی یہ نماز ادا کرنی چاہیے یا نہیں؟ اس کے بارے میں صحابہ کرام میں بھی دو فریق پائے جاتے تھے، ایسی صورت میں سنت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی نمازِ عصر کے بعد کی دو رکعتوں کا ثبوت ملتا ہے، وہ کہتے ہیں: میں بھی اپنے ساتھیوں کی طرح نماز پڑھتا ہوں، کسی کو دن یا رات کی کسی گھڑی میں نماز پڑھنے سے نہیں روکتا، ہاں اتنا کہوں گا کہ طلوع آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھی جائے۔ (بخاری: ۵۸۹) سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک تھا، وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے قبل نماز عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے، لیکن جب آپ خلیفہ بنے تو انھوں نے یہ نماز ترک کر دی، جب سیدنا عمر فوت ہو گئے تو انھوں نے ان دو رکعتوں کی ادائیگی شروع کر دی۔ جب ان سے وجہ پوچھی گئی تو انھوں نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان دو رکعات کی وجہ سے لوگوں کو سزا دیتے تھے، اس لیے میں نے ان کو چھوڑ دیا تھا۔ ابن طاوس کہتے ہیں: میرے باپ طاوس تابعی بھی ان دو رکعتوں کو نہیں چھوڑتے تھے۔ (مصنف عبد الرزاق: ۲/ ۴۳۳، اس اثر کی سند صحیح ہے) اب ہم یہ کہنا مناسب سمجھتے ہیں کہ جو اہل سنت سنتوں کو زندہ کرنے اور بدعتوں کا قلع قمع کرنے' کے حریص ہیں، ان کو نماز عصر کے بعد ان دو رکعتوں کی ادائیگی کا التزام کرنا چاہیے، بشرطیکہ جب نماز عصر کو اس کے اول وقت میں ادا کیا جائے، (یا یوں کہیے کہ جب تک سورج زرد نہ ہو۔) وباللہ التوفیق۔ (صحیحہ: ۲۹۲۰)

فَصْلٌ مِنْهُ فِیْ ذِکْرِ سَبَبِهِمَا وَمَنْ قَالَ اِنَّهَا قَضَاءٌ عَنْ رَاتِبَةِ الظُّهْرِ

عصر کے بعد والی دو رکعتوں کے سبب کا بیان اور اس کا ذکر کہ جس نے ان کو ظہر کی سنتوں کی قضائی قرار دیا

(۲۰۶۹) عَنْ أَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: أَجْمَعَ أَبِیْ عَلَی الْعُمْرَةِ، فَلَمَّا حَضَرَ خُرُوْجُهُ، قَالَ: أَیْ بُنَیَّ! لَوْ دَخَلْنَا عَلَی الْأَمِیْرِ فَوَدَّعْنَاهُ، قُلْتُ: مَاشِئْتَ، قَالَ: فَدَخَلْنَا عَلٰی مَرْوَانَ وَعِنْدَهُ

ابو بکر بن عبد الرحمن کہتے ہیں: میرے باپ نے عمرہ کرنے کا ارادہ کیا، جب ان کے سفر کے لئے نکلنے کا وقت آیا تو انھوں نے مجھے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اگر ہم امیر (مروان بن حکم) کے پاس جائیں اور اس سے الوداع ہوں (تو اچھا ہو گا)، میں نے کہا: جیسے آپ چاہیں، پھر ہم مروان کے پاس

(۲۰۶۹) تخریج: هذا اسناد ضعیف علی قلب، فیه عبید الله بن عبد الرحمن ابن عبد الله بن موهب ضعیف، وعمه عبید الله بن عبد الله مجهول، وأبو أحمد الزبیری انما یروی عن عبید الله بن عبد الرحمن بن موهب، عن عمه عبید الله بن عبد الله بن موهب، کما فی مصادر الرجال، وهذا القلب قدیم، وقد بیض له الحافظ فی "أطراف المسند": ۹/ ۴۲۳ (انظر: ۲۶۵۶۰)

نَفَرٌ فِيهِمْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ ، فَذَكَرُوا الرَّكْعَتَيْنِ الَّتِي يُصَلِّيهِمَا ابْنُ الزُّبَيْرِ بَعْدَ الْعَصْرِ ، فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: مِمَّنْ أَخَذْتَهُمَا يَا ابْنَ الزُّبَيْرِ؟ قَالَ: أَخْبَرَنِي بِهِمَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ ، فَأَرْسَلَ مَرْوَانُ إِلٰى عَائِشَةَ: مَا رَكْعَتَانِ يَذْكُرُهُمَا ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ عَنْكِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ؟ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَخْبَرَتْنِي أُمُّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا ، فَأَرْسَلَ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ: مَا رَكْعَتَانِ زَعَمَتْ عَائِشَةُ أَنَّكِ أَخْبَرْتِيهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ، فَقَالَتْ: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِعَائِشَةَ ، لَقَدْ وَضَعَتْ أَمْرِيْ عَلٰى غَيْرِ مَوْضِعِهِ ، صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ وَقَدْ أُتِيَ بِمَالٍ ، فَقَعَدَ يَقْسِمُهُ حَتّٰى أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ بِالْعَصْرِ ، فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيَّ وَكَانَ يَوْمِيْ ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ، فَقُلْنَا: مَاهَاتَانِ الرَّكْعَتَانِ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ أُمِرْتَ بِهِمَا؟ قَالَ: ((لَا ، وَلٰكِنَّهُمَا رَكْعَتَانِ كُنْتُ أَرْكَعُهُمَا بَعْدَ الظُّهْرِ فَشَغَلَنِي قَسْمُ هٰذَا الْمَالِ حَتّٰى جَاءَنِي الْمُؤَذِّنُ بِالْعَصْرِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَدَعَهُمَا۔)) فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، أَلَيْسَ قَدْ صَلَّاهُمَا مَرَّةً وَاحِدَةً؟ وَاللّٰهِ! لَا أَدَعُهُمَا أَبَدًا ، وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: مَارَأَيْتُهُ صَلَّاهُمَا قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا۔ (مسند احمد: ٢٧٠٩٥)

گئے اور اس وقت اس کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، ان میں سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے، انہوں نے ان دو رکعتوں کا تذکرہ کیا، جنہیں سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد پڑھتے تھے، مروان نے ان سے کہا: اے ابن زبیر! آپ نے دو رکعتیں کس سے لی ہیں؟ انہوں نے کہا: جی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے مجھے ان کے بارے میں بتایا ہے، مروان نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ ان دو رکعتیں کی حقیقت کیا ہے، جو سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وساطت سے آپ کی طرف منسوب کر رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد ان کو ادا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواباً یہ پیغام بھیجا کہ مجھے تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا تھا، یہ سن کر مروان نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ ان دو رکعتوں کی کیا حقیقت ہے، جن کے متعلق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خیال کیا ہے کہ آپ نے انہیں بتایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد یہ دو رکعتیں پڑھی ہیں، انہوں نے کہا: اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو معاف فرمائے، انھوں نے میری خبر کو اس کے غیر محل پر رکھ دیا ہے، بہرحال معاملہ اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی، اسی وقت آپ کے پاس کچھ مال لایا گیا اور آپ ﷺ اسے تقسیم کرنے بیٹھ گئے، حتیٰ کہ مؤذن عصر کا پیغام لے کر آپ ﷺ کے پاس آ گیا، آپ ﷺ نے عصر پڑھی اور پھر میری طرف آئے، کیونکہ یہ میری باری کا دن تھا، اس وقت آپ نے ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھیں، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ دو رکعتیں کیسی ہیں؟ آپ کو اِن کے متعلق کوئی نیا حکم دیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بات یہ ہے کہ میں ظہر کے بعد جو دو رکعتیں پڑھا کرتا تھا، مال کی تقسیم نے مجھے ان سے مشغول

کر دیا، حتیٰ کہ مؤذن عصر کا پیغام لے کر میرے پاس آ گیا، اب میں نے ان کو چھوڑنا ناپسند کیا۔ یہ سن کر سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ اکبر، آپ ﷺ نے ایک مرتبہ تو یہ رکعتیں پڑھی ہیں، لہٰذا اللہ کی قسم ہے کہ میں تو ان کو نہیں چھوڑوں گا، لیکن سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انھوں نے تو آپ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے اس واقعہ سے پہلے یہ دو رکعتیں پڑھی ہوں یا بعد میں۔

(۲۰۷۰) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ ثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ قَالَ ثَنَا طَلْحَةُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ زَعَمَ لِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ مُعَاوِیَةَ أَرْسَلَ إِلٰی عَائِشَةَ ؓ یَسْأَلُهَا هَلْ صَلَّی النَّبِیُّ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ شَیْئًا؟ قَالَتْ: أَمَّا عِنْدِی فَلَا، وَلٰكِنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْنِیْ أَنَّهُ فَعَلَ ذٰلِكَ فَأَرْسِلْ إِلَیْهَا فَاسْئَلْهَا، فَأَرْسَلَ إِلٰی أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَتْ: نَعَمْ، دَخَلَ عَلَیَّ بَعْدَ الْعَصْرِ فَصَلّٰی سَجْدَتَیْنِ، قُلْتُ: یَا نَبِیَّ اللّٰهِ! أُنْزِلَ عَلَیْكَ فِیْ هَاتَیْنِ السَّجْدَتَیْنِ؟ قَالَ: ((لَا وَلٰكِنْ صَلَّیْتُ الظُّهْرَ فَشُغِلْتُ فَاسْتَدْرَكْتُهَا بَعْدَ الْعَصْرِ۔)) (مسند احمد: ۲۷۱۶۸)

عبید اللہ بن عبد اللہ نے کہا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف یہ بات پوچھنے کے لیے بھیجا کہ کیا نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد کوئی نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا: میرے پاس تو ایسے نہیں ہوا، البتہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا تھا کہ آپ ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھی تھیں، لہٰذا تم ان کی طرف پیغام بھیج کر ان سے پوچھ لو، پس انھوں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا، انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ عصر کے بعد میرے پاس آئے اور یہ دو رکعتیں پڑھیں، میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا ان دو رکعتوں کے بارے میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، بات یہ ہے کہ میں ظہر کی نماز پڑھ کر مصروف ہو گیا تھا، اس لیے اب عصر کے بعد ان کو ادا کیا ہے۔''

فوائد: ......پچھلے باب کی احادیث میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بیان کر چکی ہے کہ نبی کریم ﷺ تسلسل کے ساتھ عصر کے بعد دو رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے، لیکن اس حدیث میں انھوں نے اس نماز کی نفی کر دی ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان کی نفی سے مراد سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بیان کردہ واقعہ کی نفی ہے، نہ کہ صرف دو رکعتوں کی۔

(۲۰۷۰) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه النسائی: ۱/ ۲۸۲، وابن ابی شیبة: ۲/ ۳۵۳۔ وأخرجه مطوّلا البخاری: ۱۲۳۳، ۴۳۷۰، ومسلم: ۸۳۴ (انظر: ۲۶۵۱۵، ۲۶۶۱۴، ۲۶۶۳۳)

(۲۰۷۱) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عُبَيْدَةُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَقَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ عَلٰى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! لَقَدْ ذَكَرْتَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ أُنَاسًا يُصَلُّوْنَهَا، وَلَمْ نَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّاهُمَا وَلَا أَمَرَ بِهِمَا؟ قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ذَاكَ مَا يَقْضِي النَّاسَ بِهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ فَجَاءَ ابْنُ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ: مَارَكْعَتَانِ تَقْضِي بِهِمَا النَّاسَ؟ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ، فَأَرْسَلَ إِلٰى عَائِشَةَ رَجُلَيْنِ، إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ، وَيَقُولُ: مَارَكْعَتَانِ زَعَمَ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّكِ أَمَرْتِيهِ بِهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ؟ قَالَ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ: ذَاكَ مَا أَخْبَرَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ، قَالَ: فَدَخَلْنَا عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ، فَأَخْبَرْنَاهَا مَاقَالَتْ عَائِشَةُ، فَقَالَتْ: يَرْحَمُهَا اللّٰهُ، أَوَلَمْ أُخْبِرْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَهٰى عَنْهُمَا۔ (مسند احمد: ۲۷۱۲۱)

یزید بن ابی زیاد کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن حارث سے عصر کے بعد والی دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا: میں اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، انھوں نے کہا: ابن عباس! تو نے عصر کے بعد والی دو رکعتوں کا ذکر کیا ہے اور مجھے یہ خبر ملی ہے کہ لوگ ان کو ادا کرتے ہیں، حالانکہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا ہے کہ آپ نے یہ نماز پڑھی ہو اور نہ آپ ﷺ نے اس قسم کا کوئی حکم دیا ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ وہ چیز ہے کہ جس کے متعلق سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ لوگوں سے بات کرتے ہیں یعنی وہ ان کو پڑھنے کا فتویٰ دیتے ہیں، پس سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ان دو رکعتوں کی کیا حقیقت ہے کہ جن کے بارے میں آپ لوگوں سے بات کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: مجھے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث بیان کی ہے، یہ سن کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دو آدمیوں کو یہ پیغام دے کر بھیجا: امیر المومنین آپ کو سلام کہتے ہیں اور وہ پوچھ رہے ہیں کہ ان دو رکعتوں کی حقیقت کیا ہے جن کے بارے میں سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے انہیں عصر کے بعد پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: یہ وہ چیز ہے، جس کی مجھے تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی تھی، چنانچہ ہم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلے گائے اور انہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات بتلائی، آگے سے انہوں نے کہا: اللہ عائشہ پر رحم کرے، کیا میں نے انہیں یہ خبر نہیں دے دی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے منع فرمایا ہے۔

(۲۰۷۱) تخریج: هذا اسناد ضعیف لضعف یزید بن ابی زیاد۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۱۵۹ (انظر: ۲۶۵۸۶)۔

(۲۰۷۲) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ أَرَ رَسُولَ للّٰهِ ﷺ صَلّٰى بَعْدَ الْعَصْرِ قَطُّ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً، جَاءَهُ نَاسٌ بَعْدَ الظُّهْرِ، فَشَغَلُوْهُ فِيْ شَيْءٍ فَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَ الظُّهْرِ شَيْئًا حَتّٰى صَلَّى الْعَصْرَ، قَالَتْ: فَلَمَّا صَلَّى الْعَصْرَ دَخَلَ بَيْتِي فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۷۱۸۱)

زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد کبھی نماز پڑھی ہو، البتہ ایک مرتبہ ایسے ہوا تھا کہ لوگ ظہر کے بعد آپ ﷺ کے پاس آئے انہوں نے اور آپ ﷺ کو کسی کام میں مصروف کر دیا، اس طرح آپ ﷺ ظہر کے بعد کوئی نماز نہ پڑھ سکے، یہاں تک کہ عصر کی نماز ادا کی، پھر جب آپ میرے گھر تشریف لائے تو وہ دو رکعتیں پڑھیں۔

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ظہر کی بعد والی سنتیں رہ جائیں تو ان کو عصر کی نماز کے بعد ادا کیا جا سکتا ہے۔

(۲۰۷۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَقَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَشُغِلَ عَنْهُمَا حَتّٰى صَلَّى الْعَصْرَ، فَلَمَّا فَرَغَ رَكَعَهُمَا فِيْ بَيْتِيْ، فَمَا تَرَكَهُمَا حَتّٰى مَاتَ، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِيْ قَيْسٍ: فَسَأَلْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْهُ، قَالَ قَدْ كُنَّا نَفْعَلُهُ ثُمَّ تَرَكْنَاهُ۔ (مسند احمد: ۲۶۰۶۲)

عبد اللہ بن ابی قیس کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عصر کے بعد والی دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے، ایک دن آپ مشغول ہو گئے اور یہ دو رکعتیں ادا نہ کر سکے، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھ لی، پھر جب آپ ﷺ فارغ ہو کر میرے گھر میں آئے تو ان کو ادا کیا، پھر آپ ﷺ نے ان کو وفات پانے تک ترک نہیں کیا۔ عبد اللہ بن ابی قیس کہتے ہیں: پھر جب میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: ہم یہ نماز پڑھتے تو تھے، لیکن بعد میں اس کو ترک کر دیا تھا۔

فوائد: ......یعنی جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو وہ احادیث موصول ہوئیں، جن میں نماز عصر کے بعد نماز سے مطلق طور پر منع کیا گیا ہے تو انھوں نے ان دو رکعتوں کو ترک کر دیا تھا، بہرحال اثبات کو منفی پر مقدم کیا جاتا ہے۔

(۲۰۷۲) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه النسائي: ۱/ ۲۸۱، وعبد الرزاق: ۳۹۷۰، والطبراني في "الكبير": ۲۳/ ۵۳۴، وهذا حديث قد اختلف فيه على أبي سلمة، وانظر: ۹۵۶ (انظر: ۲٦٦٤٥)

(۲۰۷۳) تخريج: حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لاضطرابه۔ أخرجه اسحاق: ۱٦٦۸، ۱٦٦۹ (انظر: ۲۵۵٤٦)

(٢٠٧٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى الصَّدَقَةِ قَالَتْ فَجَاءَتْهُ عِنْدَ الظُّهْرِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ وَشُغِلَ فِي قِسْمَتِهِ حَتّٰى صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ صَلَّاهَا۔ (مسند احمد: ٢٥٤٥٨)

عبد اللہ بن ابی موسیٰ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو صدقہ وصول کرکے لیے بھیجا تھا، وہ آپ کے پاس ظہر کے وقت واپس آیا، رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی اور تقسیم میں مصروف ہو گئے، حتیٰ کہ آپ نے عصر کی نماز پڑھی، پھر وہ دو رکعتیں ادا کیں۔

(٢٠٧٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ: صَلّٰى مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ الْعَصْرَ فَالْتَفَتَ فَإِذَا أُنَاسٌ يُصَلُّوْنَ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَدَخَلَ وَدَخَلَ عَلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَا مَعَهُ فَأَوْسَعَ لَهُ مُعَاوِيَةُ عَلَى السَّرِيْرِ، فَجَلَسَ مَعَهُ، قَالَ: مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ الَّتِي رَأَيْتُ النَّاسَ يُصَلُّونَهَا وَلَمْ أَرَ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّيْهَا وَلَا أَمَرَ بِهَا؟ قَالَ: ذَاكَ مَا يُفْتِيْهِمُ ابْنُ الزُّبَيْرِ، فَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَسَلَّمَ فَجَلَسَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: يَا ابْنَ الزُّبَيْرِ! مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ الَّتِي تَأْمُرُ النَّاسَ يُصَلُّونَهَا؟ لَمْ نَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّاهَا وَلَا أَمَرَ بِهَا، قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّاهَا عِنْدَهَا فِي بَيْتِهَا، قَالَ: فَأَمَرَنِي مُعَاوِيَةُ وَرَجُلًا آخَرَ أَنْ نَأْتِيَ عَائِشَةَ فَنَسْأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا

عبد اللہ بن حارث کہتے ہیں: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی، جب مڑ کر دیکھا تو کچھ لوگ عصر کے بعد نماز پڑھ رہے تھے، وہ گھر چلے گئے اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس چلے گئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے چار پائی پر جگہ بنائی اور وہ ان کے ساتھ بیٹھ گئے، انھوں نے پوچھا: یہ کون سی نماز ہے، جو میں نے لوگوں کو ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے، حالانکہ نہ تو میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور نہ آپ نے اس کے بارے میں کوئی حکم دیا؟ انہوں نے کہا: لوگوں کو اس کا فتوی دینے والے سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر ان کو بلایا گیا اور وہ آ گئے اور سلام کہہ کر بیٹھ گئے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن زبیر! اس نماز کی کیا حقیقت ہے، جس کے پڑھنے کا آپ لوگوں کو حکم دیتے ہیں؟ ہم نے تو نہ رسول اللہ ﷺ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور نہ آپ ﷺ نے اس کا کوئی حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے تو ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر

(٢٠٧٤) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه البيهقي: ٤/ ٢١١ (انظر: ٢٤٩٤٥)

(٢٠٧٥) تخريج: هذا اسناد ضعيف لضعف علي بن عاصم الواسطي، ولضعف شيخه حنظلة السدوسي، وقد اختلف فيه۔ (انظر: ٢٥٥٠٦)

فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَالِكَ فَأَخْبَرْتُهَا بِمَا أَخْبَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْهَا، فَقَالَتْ: لَمْ يَحْفَظِ ابْنُ الزُّبَيْرِ، إِنَّمَا حَدَّثْتُهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِيْ، فَسَأَلْتُهُ، قُلْتُ: إِنَّكَ صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ لَمْ تَكُنْ تُصَلِّيْهِمَا؟ قَالَ: ((إِنَّهُ كَانَ أَتَانِيْ شَيْءٌ فَشُغِلْتُ فِي قِسْمَتِهِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَأَتَانِيْ بِلَالٌ فَنَادَانِيْ بِالصَّلَاةِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَحْبِسَ النَّاسَ فَصَلَّيْتُهُمَا.)) قَالَ فَرَجَعْتُ فَأَخْبَرْتُ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: أَلَيْسَ قَدْصَلَّاهُمَا؟ فَلَا أَدَعُهُمَا، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: لَاتَزَالُ مُخَالِفًا أَبَدًا (وَفِي رِوَايَةٍ: إِنَّكَ لَمُخَالِفٌ، لَا تَزَالُ تُحِبُّ الْخِلَافَ مَا بَقِيْتَ)۔ (مسند احمد: ٢٦٠٢١)

میں ان کے پاس یہ نماز پڑھی ہے۔سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے اور ایک اور آدمی کو حکم دیا کہ ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر ان سے اس کے بارے میں دریافت کریں، پس میں سیدہ کے پاس پہنچا اور ان سے اس کے بارے میں پوچھا اور ان کے حوالے جو بات سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کر رہے تھے، وہ ان کو بتادی،، وہ کہنے لگیں: ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے یاد نہیں رکھا، میں نے تو انہیں یہ بیان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد میرے پاس دو رکعت نماز پڑھی، میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ آج آپ نے یہ دو رکعتیں پڑھی ہیں، پہلے تو نہیں پڑھتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس کوئی مال لایا گیا تھا اور میں اسے تقسیم کرنے کی وجہ سے ظہر کے بعد والی دو رکعتوں سے مشغول ہو گیا، اتنے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ میرے پاس آ گئے اور انہوں نے نماز عصر کے لئے مجھے بلالیا، اس وقت میں نے ناپسند سمجھا کہ ان دو رکعتوں کی وجہ سے لوگوں کو روک لوں، اس لیے اب میں نے وہ دو رکعتیں ادا کی ہیں۔'' میں نے واپس آ کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو ساری بات بتائی، لیکن سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ نے یہ دو رکعتیں پڑھی ہیں، لہٰذا میں تو ان کو نہیں چھوڑوں گا، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ان سے کہنے لگے: آپ ہمیشہ مخالف ہی رہتے ہیں، جب تک آپ زندہ ہیں، آپ مخالفت کو ہی پسند کرتے رہیں گے۔

فَصْلٌ فِيْمَنْ قَالَ اِنَّهَا رَاتِبَةُ الْعَصْرِ

اس آدمی کے متعلق بیان جو یہ کہتا ہے کہ عصر سے پہلے والی دو رکعتیں اس کی سننِ رواتب میں سے ہیں

(٢٠٧٦) عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَاتَتْهُ رَكْعَتَانِ قَبْلَ الْعَصْرِ

زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عصر سے پہلے والے دو رکعتیں رہ گئیں تھیں، آپ ﷺ

(٢٠٧٦) تخريج: حديث صحيح لغيره، وتقدم هذا الحديث بالفاظ مختلفة (انظر: ٢٦٨٣٢)

فَصَلَّاهُمَا بَعْدُ۔ (مسند احمد: ۲۷۳۶۹)

نے ان کو عصر کے بعد پڑھا تھا۔

(۲۰۷۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ: صَلّٰى بِنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَأَرْسَلَ إِلٰى مَيْمُوْنَةَ (زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ) ثُمَّ أَتْبَعَهُ رَجُلًا آخَرَ، فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُجَهِّزُ بَعْثًا وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ ظَهْرٌ، فَجَاءَ ظَهْرٌ مِنَ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَ يُقَسِّمُهُ بَيْنَهُمْ، فَحَبَسُوْهُ حَتّٰى أَرْهَقَ الْعَصْرُ وَكَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ أَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ، فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلّٰى مَا كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَهَا، وَكَانَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً أَوْ فَعَلَ شَيْئًا يُحِبُّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۲۷۳۷۶)

عبد اللہ بن حارث کہتے ہیں: سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھائی اور زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی طرف (ایک آدمی) بھیجا اور پھر اس کے پیچھے ایک اور آدمی بھی بھیج دیا، میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک لشکر تیار کر رہے تھے، آپ ﷺ کے پاس سواریاں نہیں تھیں، لیکن اسی اثنا میں آپ ﷺ کے پاس صدقے کی سواریاں لائی گئیں، آپ انہیں صحابہ میں تقسیم کرنے لگے اور انہوں نے آپ ﷺ کو روک دیا، حتی کہ عصر کا وقت ہو گیا اور آپ ﷺ عصر سے پہلے دو یا اس سے زائد رکعتیں، جتنی اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتیں، پڑھتے تھے، (اس دن آپ ﷺ یہ رکعتیں ادا نہ کر سکے تھے) اس لیے جب عصر پڑھ کر واپس آئے تو وہ پہلے والی نماز ادا کی، اصل بات یہ تھی کہ جب آپ کوئی نماز پڑھتے یا کوئی کام کرتے تو اس پر ہمیشگی کرنا پسند فرماتے تھے۔

فوائد: ......دوسرے شواہد کی بنا پر اس حدیث میں سے دو امور قابل حجت ہیں: آپ ﷺ کا عصر کے بعد دو رکعتیں ادا کرنا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ جب آپ ﷺ کوئی نماز پڑھتے یا کوئی اور کام شروع کرتے تو اس پر دوام کرنا پسند فرماتے تھے۔ کچھ صفحات پہلے اس عنوان ''نفل نماز کی فضیلت اور اس چیز کا بیان کہ یہ فرض نماز میں ہو جانے والی کمی پوری کرتی ہے'' میں یہ بات گزر چکی ہے کہ امام شوکانی کی جمع و تطبیق کے مطابق عصر سے پہلے والی دو سنتیں بھی سننِ رواتب میں داخل ہیں، اس لیے جیسے فجر اور ظہر سے پہلے والی سنتیں رہ جائیں اور بعد میں ان کو ادا کیا جاتا ہے، اسی طرح عصر کا مسئلہ ہوگا۔

(۲۰۷۷) تخريج: صلاته ﷺ ركعتين بعد العصر: صحيح، وقولها: وكان اذا صلى صلاة، او فعل شيئا، يحب ان يداوم عليه: صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف حنظلة السدوسي۔ أخرجه ابويعلى: ۷۰۸۵، ۷۱۱۱، والطبراني في "الكبير": ۲۴/ ۶۹، وفي "الاوسط": ۹۳۱ (انظر: ۲۶۸۳۹)

(٧) بَابُ مَاجَاءَ فِيْ رَاتِبَةِ الْمَغْرِبِ
مغرب کی سنن رواتب کا بیان

(٢٠٧٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِيْ بَيْتِهِ۔ (مسند احمد: ٤٧٥٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

(٢٠٧٩) عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ ؓ قَالَ أَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَنِيْ عَبْدِ الْأَشْهَلَ فَصَلّٰى بِهِمُ الْمَغْرِبَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: ((اِرْكَعُوْا هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ فِيْ بُيُوْتِكُمْ۔)) قَالَ أَبُوْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: قُلْتُ لِأَبِيْ: إِنَّ رَجُلًا قَالَ: مَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي الْمَسْجِدِ لَمْ تُجْزِهِ إِلَّا أَنْ يُصَلِّيَهُمَا فِيْ بَيْتِهِ، لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((هٰذِهِ مِنْ صَلَاةِ الْبُيُوْتِ۔)) قَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قُلْتُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: مَا أَحْسَنَ مَا قَالَ أَوْمَا أَحْسَنَ مَاانْتَزَعَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ) مَا أَحْسَنَ مَا نَقَلَ۔ (مسند احمد: ٢٤٠٢٨)

سیدنا محمود بن لبید ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنو عبدالاشہل کے پاس آئے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے انہیں مغرب کی نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''یہ دو رکعتیں گھروں میں پڑھا کرو۔'' ابوعبد الرحمن نے کہا: میں نے اپنے باپ سے کہا کہ ایک آدمی کا یہ خیال ہے کہ جس نے مغرب کے بعد دو رکعتیں مسجد میں پڑھیں، تو یہ اسے کفایت نہیں کریں گی، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کو اپنے گھر میں ادا کرے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ گھروں کی نماز میں سے ہیں۔'' میرے باپ نے پوچھا: یہ کون آدمی ہے؟ میں نے کہا: محمد بن عبد الرحمن ہے، انہوں نے کہا: کتنی اچھی بات اس نے کہی ہے یا کتنی اچھی روایت اس نے بیان کی ہے یا کتنی اچھی روایت اس نے نقل کی ہے۔

فوائد: ......لیکن یہ کہنا کہ اگر مغرب کی سنتیں مسجد میں ادا کی جائیں تو وہ کفایت ہی نہیں کرتیں، یہ بات انتہائی قابل نظر ہے۔ ہاں یہ بات واضح ہے کہ نفلی نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

(٢٠٨٠) عَنْ عُبَيْدٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ وَسُئِلَ أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بِصَلَاةٍ بَعْدَ

مولائے رسول سیدنا عبید ؓ سے روایت ہے، جبکہ ان سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ فرض نماز کے بعد کسی نماز

(٢٠٧٨) تخريج: أخرجه مطولا و مختصرا البخاري: ١١٦٥، ١١٨٠، ومسلم: ٨٨٢، وابوداود: ١١٢٨، والترمذي: ٤٢٥، ٤٣٢، والنسائي: ٣/ ١١٣ (انظر: ٤٥٠٦، ٤٧٥٧)

(٢٠٧٩) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ١١٦٥ (انظر: ٢٣٦٢٤، ٢٣٦٢٨)

(٢٠٨٠) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة الراوي عن عبيد۔ أخرجه البخاري في "تاريخه": ٥/ ٤٤٠، والبيهقي: ٣/ ٢٠ (انظر: ٢٣٦٥٢، ٢٣٦٥٤)

الْمَكْتُوبَةِ؟ قَالَ نَعَمْ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۔ (مسند احمد: ۲۴۰۵۲)

کا حکم دیا کرتے تھے، انہوں نے کہا: جی ہاں، مغرب اور عشاء کے درمیان۔

(۸) بَابُ مَاجَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ
مغرب سے پہلے دو رکعتوں کا بیان

(۲۰۸۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: كَانَ إِذَا قَامَ الْمُؤَذِّنُ فَأَذَّنَ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ قَامَ مَنْ شَاءَ فَصَلَّى حَتَّى تُقَامَ الصَّلَاةُ وَمَنْ شَاءَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَعَدَ، وَ ذَالِكَ بِعَيْنَي النَّبِيِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۳۰۸۹)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب مؤذن اٹھتا اور مدینہ منورہ کی مسجد میں مغرب کی اذان کہتا تو جو چاہتا اٹھ کر نماز پڑھتا رہتا، حتیٰ کہ نماز کھڑی ہوجاتی اور جو چاہتا، دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھ جاتا اور یہ سارا کچھ نبی کریم ﷺ کی آنکھوں کے سامنے ہوتا تھا۔

فوائد: ......ایک دوسری روایت میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ابوفزارہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مغرب سے پہلے والی دو رکعتوں کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے جواباً کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہ دو رکعتیں ادا کرنے کے لیے لپکتے تھے۔ (مسند احمد: ۱۲۲۳۱۰، ابوداود طیالسی: ۲۱۴۴، سنده صحيح على شرط مسلم) یہ حدیث مسلم: ۸۳۶ میں بھی ہے، لیکن اس کے الفاظ اس سے ذرا مختلف ہیں۔

(۲۰۸۲) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ الْمُؤَذِّنُ إِذَا أَذَّنَ قَامَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ حَتَّى يَخْرُجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُمْ كَذٰلِكَ، يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ إِلَّا قَرِيْبٌ۔ (مسند احمد: ۱۴۰۲۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب مؤذن مغرب کی اذان کہتا تو صحابہ کرام مغرب سے پہلے دو رکعتیں ادا کرنے کے لیے ستونوں کی طرف لپکتے، اور جب رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے تو وہ اسی حالت میں ہوتے تھے، اور اذان اور اقامت کے درمیان تھوڑا سا وقفہ ہوتا تھا۔

فوائد: ......اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کرام مسجد میں بھی سترے کا اہتمام کرتے تھے۔ ایک روایت میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ الْمُؤَذِّنُ يُؤَذِّنُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ، فَيَبْتَدِرُ لُبَابُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ السَّوَارِيَ، يُصَلُّوْنَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، حَتَّى يَخْرُجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ

(۲۰۸۱) تخريج: هذا الحديث يحتمل التحسين (انظر: ۱۳۰۵۸)

(۲۰۸۲) تخريج: أخرجه البخاری: ٦٢٥ (انظر: ۱۳۹۸۳)

فَيَجِيْءُ الْغَرِيْبُ فَيَحْسَبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيْهَا، وَكَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ يَسِيْرٌ۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے عہد میں جب مؤذن نمازِ مغرب کی اذان سے فارغ ہوتا تو برگزیدہ صحابۂ کرام ستونوں کی طرف لپکتے اور (انھیں سترہ بنا کر) مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے، جب آپ ﷺ تشریف لاتے تو وہ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ لوگ اتنی کثرت سے یہ دو رکعتیں پڑھتے کہ اجنبی آدمی کو محسوس ہوتا کہ نماز پڑھی جا چکی ہے (اور لوگ بعد والی سنتیں ادا کر رہے ہیں)۔ اور اذان اور اقامت کے درمیان تھوڑا سا وقفہ ہوتا تھا۔ (صحیح بخاری: ۲/۸۵، صحیح مسلم: ۲/۲۱۲)

(۲۰۸۳) عَنْ أَبِي الْخَيْرِ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا تَمِيْمِ الْجَيْشَانِيَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَالِكٍ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ حِيْنَ يَسْمَعُ أَذَانَ الْمَغْرِبِ، قَالَ: فَأَتَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ لَهُ: أَلَا أُعَجِّبُكَ مِنْ أَبِي تَمِيْمٍ الْجَيْشَانِيِّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَغْمِصَهُ، قَالَ عُقْبَةُ: أَمَا إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ: مَا يَمْنَعُكَ الْآنَ؟ قَالَ: اَلشُّغْلُ۔ (مسند احمد: ۱۷۵۵۲)

ابو الخیر کہتے ہیں: میں نے ابو تمیم عبد اللہ بن مالک جیشانی کو مغرب کی اذان سنتے ہی دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا، یہ دیکھ کر میں سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے کہا: کیا میں آپ کو ابو تمیم جیشانی کی بات سنا کر تعجب میں نہ ڈالوں، وہ تو مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میں ان پر عیب لگاؤں، سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: خبردار! ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہ نماز پڑھا کرتے تھے، میں نے کہا: تو پھر اب آپ کو کونسی چیز منع کرتی ہے؟ انہوں نے کہا: مصروفیت۔

فوائد: ......آج کل بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو نماز مغرب سے پہلے دو رکعت ادا کرنے سے مکمل اجتناب کرتے ہیں اور ایسا کرنے والوں پر اس وجہ سے عیب لگاتے ہیں، اِن لوگوں کو سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا جواب یاد رکھنا چاہیے۔ یہ صحابۂ کرام کی انصاف پسندی ہے کہ وہ حدیثِ رسول پر آنچ نہیں آنے دیتے۔

(۲۰۸٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ الْمُزَنِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ۔)) ثُمَّ قَالَ عِنْدَ الثَّالِثَةِ: ((لِمَنْ شَاءَ۔)) كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً۔ (مسند احمد: ۲۰۸۲٦)

سیدنا عبد اللہ مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرو۔'' پھر فرمایا: ''مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرو۔'' جب تیسری دفعہ یہ فرمایا تو یہ اضافہ کیا: ''جو چاہے، وہ پڑھ لے۔'' یہ آخری بات اس لیے کہی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ اسے ضروری طریقہ سمجھ لیں۔

(۲۰۸۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۸٤ (انظر: ۱۷٤۱٦)

(۲۰۸٤) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۸۳، ۷۳٦۸ (انظر: ۲۰۵۵۲)

(۲۰۸۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَیْنَ کُلِّ أَذَانَیْنِ صَلَاةٌ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لِمَنْ شَاءَ۔)) (مسند احمد: ۲۰۸۱۸)

سیدنا عبد اللہ بن مغفل ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: ''ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، اُس کے لئے جو چاہے۔''

فوائد: ......نماز مغرب سے پہلے والی دو رکعت نماز پر دلالت کرنے والے مزید دلائل بھی موجود ہیں، یہاں ان کا احاطہ مقصود نہیں ہے، البتہ ایک فعلی حدیث ذکر کر دیتے ہیں، تاکہ مسئلہ زیادہ واضح ہو جائے۔ سیدنا عبد اللہ مزنی ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کہتے ہیں: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰی قَبْلَ الْمَغْرِبِ۔...... رسول اللہ ﷺ نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں۔ (صحیح ابن حبان: ۱۵۸٦) علامہ سندھی حنفی نے کہا: ظاہر تو یہی ہے کہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں جائز بلکہ مندوب ہیں، میں منع کرنے والوں کے پاس کوئی شافی جواب نہ پا سکا۔ (حاشیة السندھی علی النسائی: ۱/ ۲۸۳، ۲/ ۲۸) معلوم نہیں کہ بعض لوگ اس موضوع پر صحیح اور صریح روایات ہونے کے باوجود ان دو رکعتوں کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ امام البانی ‌رحمہ ‌اللہ نے سیدنا انس ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کی حدیث کے تحت لکھا: اس حدیثِ مبارکہ سے نمازِ مغرب سے قبل دو رکعت پڑھنے کی واضح مشروعیت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ کبار صحابہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہم نے ان کا اہتمام کیا اور نبی کریم ﷺ نے ان کو برقرار رکھا، دوسری عام احادیث سے بھی اس نماز کا ثبوت ملتا ہے، مثلاً سیدنا عبد اللہ بن زبیر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا مِنْ صَلَاةٍ مَفْرُوْضَةٍ إِلَّا وَبَیْنَ یَدَیْهَا رَکْعَتَانِ۔)) (صحیح ابن حبان: ٦١٥، صحیحة: ۲۳۲) ...... ''نہیں ہے کوئی فرضی نماز، مگر اس سے پہلے (کم از کم) دو رکعت (نفلی نماز) ہے۔'' امام احمد، امام اسحق اور محدثین کا یہی مذہب ہے، لیکن بعض مقلد مغرب سے پہلے دو رکعت نفل پر دلالت کرنے والی ان صریح احادیث کو ردّ کر دیتے ہیں۔ (صحیحہ: ۲۳۴)

(۹) بَابُ مَاجَاءَ فِیْ رَاتِبَةِ الْعِشَاءِ
عشا کی سنن رواتب کا بیان

(۲۰۸٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلَّی الْعِشَاءَ رَکَعَ أَرْبَعَ رَکَعَاتٍ وَأَوْتَرَ بِسَجْدَةٍ ثُمَّ نَامَ حَتّٰی یُصَلِّیَ بَعْدُ صَلَاتَهُ بِاللَّیْلِ۔ (مسند احمد: ۱٦۲۰۸)

سیدنا عبد اللہ بن زبیر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو چار رکعتیں ادا کرتے اور ایک رکعت وتر بھی پڑھ لیتے اور پھر سوجاتے، بعد میں رات کو اپنی نماز ادا کرتے۔

(۲۰۸۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۸۳۸ (انظر: ۲۰۵٤٤)

(۲۰۸٦) تخریج: ضعیف منقطع، نافع بن ثابت من رجال ((التعجیل)) لم یدرك جده عبد الله۔ أخرجه البزار: ۷۳۲، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۵۰ (انظر: ۱٦۱۰۹)

(۲۰۸۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ۔ (مسند احمد: ٥٢٩٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ عشاء کے بعد آپ کے گھر میں دو رکعتیں پڑھیں۔

(۲۰۸۸) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: وَكَانَ يُصَلِّي بِهِمُ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الْوِتْرُ۔ (مسند احمد: ٢٤٥٢٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کر میرے گھر تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور رات کو نمازِ وتر سمیت (۹) رکعتیں ادا کرتے تھے۔

(۲۰۸۹) عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: لَمْ تَكُنْ صَلَاةٌ أَحْرَى أَنْ يُؤَخِّرَهَا إِذَا كَانَ عَلَى حَدِيثٍ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَمَا صَلَّاهَا قَطُّ فَدَخَلَ عَلَيَّ إِلَّا صَلَّى بَعْدَهَا أَرْبَعًا أَوْ سِتًّا وَمَا رَأَيْتُهُ يَتَّقِي عَلَى الْأَرْضِ بِشَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنِّي أَذْكُرُ أَنَّ يَوْمَ مَطَرٍ أَلْقَيْنَا تَحْتَهُ بَتًّا فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى خَرْقٍ فِيهِ يَنْبُعُ مِنْهُ الْمَاءُ۔ (مسند احمد: ٢٤٨٠٩)

شریح بن ہانی کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: جب آپ گفتگو میں مصروف ہوتے تو عشاء کی نماز سے زیادہ مناسب کوئی ایسی نماز نہ ہوتی کہ جسے آپ مؤخر کریں، پھر جب آپ ﷺ یہ نماز پڑھ کر میرے پاس آتے تو اس کے بعد چار یا چھ رکعتیں ادا کرتے اور میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ کوئی چیز بچھا کر زمین سے بچتے ہوں، ہاں یہ مجھے یاد آ رہا ہے کہ ایک بارش والے دن ہم نے آپ کے نیچے ایک چٹائی ڈالی تھی، لیکن گویا کہ میں اب بھی دیکھ رہی ہوں کہ اس کی پھٹی ہوئی جگہ سے پانی پھوٹ رہا تھا۔

(۲۰۹۰) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ فَذَكَرَ مِثْلَهُ، قَالَ بَتًّا يَعْنِي النَّطْعَ فَصَلَّى عَلَيْهِ، فَلَقَدْ رَأَيْتُ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ۔ (مسند احمد: ٢٤٨١٠)

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث ہے، اس میں زائد چیز یہ ہے کہ "بَتًّا" کا معنی "النَّطْع" بیان کیا ہے، اس سے مراد چمڑے کی چٹائی ہے، جو نماز کے لیے اور کھانا کھانے کے لیے بچھائی جاتی تھی۔

(۲۰۸۷) تخریج: أخرجه مطولا و مختصرا البخاری: ٩٣٧، ١١٦٥، ١١٨٠، ومسلم: ٨٨٢، وابوداود: ١١٢٨، والترمذی: ٤٢٥، ٤٣٢، والنسائی: ٣/ ١١٣ (انظر: ٤٥٠٦، ٥٢٩٦)

(۲۰۸۸) تخریج: أخرجه بتمامه ومختصرا مسلم: ٧٣٠ (انظر: ٢٤٠١٩)

(۲۰۸۹) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة مقاتل بن بشير العجلی۔ أخرجه ابوداود: ١٣٠٣ (انظر: ٢٤٣٠٥)

(۲۰۹۰) تخریج: اسناده ضعيف وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢٤٣٠٦)

فوائد: ......بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عصر کی طرح عشاء سے پہلے بھی چار رکعت سنتیں غیر مؤکدہ ہیں، لیکن ان کی یہ بات بلا دلیل ہے، البتہ عام دلائل سے عشاء سے پہلے دو رکعتیں ثابت ہوتی ہیں، جیسے یہ حدیث مبارکہ ہے:
((مَامِنْ صَلَاةٍ مَفْرُوْضَةٍ إِلَّا وَبَيْنَ يَدَيْهَا رَكْعَتَانِ۔)) (صحيح ابن حبان: ٦١٥، صحيحة: ٢٣٢)
"نہیں ہے کوئی فرضی نماز، مگر اس سے پہلے (کم از کم) دو رکعت (نفلی نماز) ہے۔" اس طرح سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عشاء سے پہلے کم از کم دو رکعتیں ادا کرنی چاہئیں، ہاں اگر وقت ہو تو دوسری عام روایات کی روشنی میں نفلی نماز پڑھی جا سکتی ہے، جس کی کوئی حد معین نہیں ہے۔ رہا مسئلہ عشاء کی نماز کے بعد کی سنتوں کا تو وہ رکعتیں ہی ثابت ہیں۔ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ دوسری نمازوں کی طرح نماز عشاء کی کل چھ رکعتیں ہے، چار فرض اور دو سنتیں، نماز وتر رات کی نماز ہے، یہ عشاء کی نماز کا حصہ نہیں ہے۔

عمومی دلائل سے عشاء اور مغرب پہلے بھی دو رکعت نماز ثابت ہوتی ہے، لیکن ان کو ان نمازوں کی مستقل رکعتوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

(١٠) بَابُ مَاجَاءَ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَفَضْلِهِمَا وَتَأْكِيْدِهِمَا
فجر کی دو رکعتوں، ان کی فضیلت اور تاکید کا بیان

(٢٠٩١) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ قَالَ: ((هُمَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيْعًا۔)) (مسند احمد: ٢٤٧٤٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ سے فجر سے پہلے دو رکعتوں کے بارے میں روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: "یہ دو رکعتیں مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔"

(٢٠٩٢) وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَسْرَعَ مِنْهُ إِلٰى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ وَلَا إِلٰى غَنِيْمَةٍ يَطْلُبُهَا۔ (مسند احمد: ٢٥٨٤١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کسی چیز کی طرف اتنی جلدی کرتے ہوں جتنی جلدی نماز فجر سے پہلے والی دو رکعتوں کی طرف کرتے تھے، اور نہ ہی اتنی جلدی آپ ﷺ کوئی غنیمت حاصل کرنے کے لیے کرتے تھے۔

(٢٠٩٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَاتَدْعُوْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَإِنْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فجر کی دو سنتیں کسی صورت میں نہ چھوڑو، اگرچہ (دشمن

(٢٠٩١) تخريج: أخرجه مسلم: ٧٢٥ (انظر: ٢٤٢٤١)

(٢٠٩٢) تخريج: اسناده ضعيف لضعف حكيم بن جبير۔ أخرجه عبد الرزاق: ٤٧٧٧ (انظر: ٢٥٣٢٧)

(٢٠٩٣) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابن سيلان وهو عبد ربه، وقيل: جابر۔ أخرجه ابوداود: ١٢٥٨ (انظر: ٩٢٥٣)

طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ۔)) (مسند احمد: ٩٢٤٢)

کے) گھوڑ سواروں کی جماعت تمہارا پیچھا کر رہی ہو۔''

(٢٠٩٤) عَنْ عَائِشَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِشَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ۔ (مسند احمد: ٢٤٧٧٥)

سیدہ عائشہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی نفلی نماز پر اتنی زیادہ پابندی نہیں کرتے تھے، جو نمازِ فجر سے پہلے والی دو رکعتوں پر کرتے تھے۔

(٢٠٩٥) عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ (‌رضی ‌اللہ ‌عنہا): مَا كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ؟ قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَخْرُجُ۔ (مسند احمد: ٢٥٢٩٦)

شریح کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلنے سے پہلے کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھتے تھے، پھر نکلتے تھے۔

فوائد: ......اس حدیث کے مسند احمد کے دوسرے طرق سے پتہ چلتا ہے کہ ان دو رکعتوں سے مراد فجر سے پہلے والی دو سنتیں ہیں۔

(٢٠٩٦) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ قَالَ كَانَ أَبِي وَجَدِّي وَعَمِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ، قَالَ سَلَمَةُ: أَوْصَانِي أَبِي بِصَلَاةِ السَّحَرِ، قُلْتُ: يَا أَبَتِ! إِنِّي لَا أُطِيقُهَا، قَالَ: فَانْظُرِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا تَدَعَنَّهُمَا، وَلَا تَشْخَصْ فِي الْفِتْنَةِ۔ (مسند احمد: ١٨٩٣٠)

سلمہ بن نبیط کہتے ہیں: میرے باپ، دادا اور چچا نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، میرے باپ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو عرفہ کے دن پچھلے پہر سرخ اونٹ پر سوار خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ پھر میرے باپ نے مجھے تہجد کی نماز پڑھنے کا حکم دیا، لیکن میں نے کہا: ابا جان! مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے، یہ سن کر انھوں نے کہا: تو پھر فجر سے پہلے دو رکعتوں کا خیال رکھنا اور ان کو ہرگز ترک نہ کرنا اور فتنہ میں اپنے آپ کو ظاہر نہ کرنا۔

فوائد: ......تمام احادیث اپنے مفہوم میں واضح ہیں۔

(٢٠٩٤) تخريج: أخرجه البخاري: ١١٦٩، ومسلم: ٧٢٤ (انظر: ٢٤١٦٧)

(٢٠٩٥) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه اسحاق بن راهويه: ١٥٧٩ (انظر: ٢٤٧٨٦، ٢٦١٦٨)

(٢٠٩٦) تخريج: صحيح، وهذا اسناد ضعيف لاضطرابه۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ١٤/ ٣٧، وأخرجه احمد فى "الزهد": ص ٢٣٣ مختصرا (انظر: ١٨٧٢٣)

(۱۱) بَابُ تَخْفِيفِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَمَا يُقْرَأُ فِيهِمَا
فجر سے پہلے والی دو رکعتوں کی تخفیف اوران میں قراءت کا بیان

(۲۰۹۷) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ ابْنَةِ عُمَرَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قَبْلَ الصُّبْحِ فِي بَيْتِي يُخَفِّفُهُمَا جِدًّا، قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ يُخَفِّفُهُمَا كَذَالِكَ۔ (مسند احمد: ۲۶۹۷۰)

زوجۂ رسول سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر سے پہلے والی دو رکعتیں میرے گھر میں پڑھا کرتے اوران کو بڑی تخفیف کے ساتھ ادا کرتے تھے۔

(۲۰۹۸) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ الْمُؤَذِّنُ إِذَا سَكَتَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۵۳۷۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب مؤذن فجر کی اذان سے خاموش نبی کریم ﷺ ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

(۲۰۹۹) وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ فَيُخَفِّفُهُمَا، حَتّٰى إِنِّي لَأَشُكُّ أَقَرَأَ فِيهِمَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ أَمْ لَا۔ (مسند احمد: ۲۶۰۴۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے اوران میں اتنی تخفیف کرتے کہ مجھے یہ شک ہونے لگتا کہ آیا آپ ﷺ نے سورۂ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں۔

(۲۱۰۰) وَعَنْهَا ؓ قَالَتْ: كَانَ قِيَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ۔ (مسند احمد: ۲۶۳۴۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا نماز فجر کی سنتوں میں قیام سورۂ فاتحہ پڑھنے کے برابر ہوتا تھا۔

(۲۰۹۷) تخريج: أخرجه البخاری: ۱۱۷۳، ۱۱۸۱، ومسلم: ۷۲۳ (انظر: ۲۶۴۲۳، ۲۶۴۳۸)۔
(۲۰۹۸) تخريج: أخرجه البخاری: ۶۳۱۰ (انظر: ۲۴۰۵۷)
(۲۰۹۹) تخريج: أخرجه البخاری: ۱۱۷۱، ومسلم: ۷۲۴ (انظر: ۲۴۱۲۵)
(۲۱۰۰) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، محمد بن سيرين لم يسمع من عائشة۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ۲/ ۲۴۳، واسحاق بن راهويه: ۱۳۴۲ (انظر: ۲۵۸۲۴)

(۲۱۰۱) عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ بِـ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ (وَفِيْ رِوَايَةٍ:) وَكَانَ يُسِرُّ بِهِمَا۔ (مسند احمد: ۲۶۰۲۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو سنتوں میں آہستہ آواز کے ساتھ سورۂ کافروں اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

(۲۱۰۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((نِعْمَ السُّوْرَتَانِ هُمَا يُقْرَأُ بِهِمَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾۔ (مسند احمد: ۲۶۵۵۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ سورتیں بہترین ہیں، جن کی نمازِ فجر سے پہلے والی سنتوں میں تلاوت کی جاتی ہیں، یعنی سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص۔''

(۲۱۰۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾۔ (مسند احمد: ۵۷۴۲)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے غور سے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نماز فجر سے پہلے والی دو رکعتوں میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

فوائد:...... اس حدیث کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ایک ماہ تک غور سے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ فجر سے پہلے والی دوسنتوں میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔ (مسند احمد: ۵۶۹۱)

فوائد:...... ہمارے ہاں خواص وعوام کی یہ فطرت بن چکی ہے کہ وہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد بغیر سوچے سمجھے سورۂ اخلاص کی تلاوت شروع کر دیتے ہیں۔ ذہن نشین کر لیں کہ جب تک آدمی احادیث کے مطابق نماز میں مختلف سورتوں کی تلاوت یا اذکار کی پابندی نہیں کرتا، شاید وہ دورانِ نماز خشوع وخضوع سے بھی محروم رہتا ہو، کاش اسے اس چیز کا احساس ہو جائے۔ آپ ﷺ نے جن مختصر سورتوں کی تعیین کے ساتھ بعض نمازوں کی بعض رکعتوں میں

(۲۱۰۱) تخریج: منقطع، محمد بن سیرین لم یسمع من عائشة۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ۲/ ۲۴۲، واسحاق بن راهویه: ۱۳۳۹، والطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ۱/ ۲۹۷ (انظر: ۲۵۵۱۰)

(۲۱۰۲) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۱۵۰ (انظر: ۲۶۰۲۲)

(۲۱۰۳) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه الترمذی: ۴۱۷، وابن ماجه: ۱۱۴۹، والنسائی: ۲/ ۱۷۰ (انظر: ۴۷۶۳، ۵۶۹۱، ۵۷۴۲)

تلاوت کی، ہمیں بھی ان کا اہتمام کرنا چاہیے، ویسے بھی جب تک سورۂ فاتحہ کے بعد تلاوت کے سلسلے میں تنوع پیدا نہ کیا جائے، اس وقت تک نمازی نماز کے حقیقی لطف سے محروم رہتا ہے۔

(۱۲) بَابُ تَعْجِيلِهِمَا أَوَّلَ الْوَقْتِ وَالضَّجْعَةُ بَعْدَهُمَا

ان دو سنتوں کو اول وقت میں جلدی جلدی ادا کرنے اور ان کے بعد لیٹنے کا بیان

(۲۱۰٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، كَأَنَّ الْأَذَانَ فِيْ أُذُنِيْهِ۔ (مسند احمد: ٦٠٩٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر سے پہلے والی دو رکعتیں (اتنی جلدی سے) ادا کر لیتے کہ یوں لگتا کہ اذان ابھی تک آپ کے کانوں میں ہے۔

(۲۱۰٥) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عِنْدَ الْإِقَامَةِ۔ (مسند احمد: ٥٦٩)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر کی دو سنتیں اقامت کے وقت پڑھتے تھے۔

(۲۱۰٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٢٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

فوائد: ......معلوم ہوا کہ اذان فجر کے فوراً بعد اور تخفیف کے ساتھ فجر کی سنتیں ادا کر لینی چاہئیں، بہر حال یہ سنتیں اذان اور اقامت کے درمیان کسی وقت بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

(۲۱۰۷) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَلْيَضْطَجِعْ عَلٰى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ)) (مسند احمد: ٩٣٥٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز فجر سے پہلے والی دو رکعتیں پڑھے تو وہ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جائے۔''

(۲۱۰٤) تخریج: أخرجه مطولا البخاری: ۹۹۵، ومسلم: ۷٤۹ (انظر: ٥٦٠٩)

(۲۱۰٥) تخریج: اسناده ضعیف لضعف الحارث بن عبد الله الاعور۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۱٤۷، والبزار: ۸٥٦، وعبد الرزاق: ٤٧٧٢ (انظر: ٥٦٩، ٦٥٩)

(۲۱۰٦) تخریج: أخرجه البخاری: ٦١٩، ومسلم: ٧٢٤ (انظر: ٢٤٥١٧، ٢٤٢٦٢)

(۲۱۰۷) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابوداود: ۱۲٦۱، والترمذی: ٤٢٠، وابن ماجه: ۱۱۹۹، والنسائی: ۱٤٥٦ (انظر: ۹۳٦۸)

(٢١٠٨) عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَكَعَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اِضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ۔ (مسند احمد: ٢٦٦٩٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر کی دو رکعتیں پڑھتے تو اپنی دائیں جانب پر لیٹ جاتے۔

(٢١٠٩) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَلّٰى رُبَّمَا اضْطَجَعَ۔ (مسند احمد: ٢٦٦٩٩)

(دوسری سند)اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ جب یہ نماز پڑھتے تو بسا اوقات لیٹ جاتے۔

(٢١١٠) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَكَعَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اِضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ۔ (مسند احمد: ٦٦١٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر کی دو رکعتیں پڑھتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی دوسنتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنا چاہیے، ان کی مزید کوئی تاویل نہیں کی جا سکتی، لیکن نمازیوں کی اکثریت یا تمام نمازی اس سنت پر عمل کرنے سے غافل ہیں۔ ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی نمازی نمازِ فجر سے پہلے دوسنتیں ادا نہ کر سکے تو اسے یہ اختیار ہے کہ وہ فرض نماز کے بعد یہ سنتیں پڑھ لے یا طلوع آفتاب کے بعد، دلائل درج ذیل ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔)) ''جو فجر کی دوسنتیں نہ پڑھ سکا، وہ طلوعِ آفتاب کے بعد ادا کر لے۔'' (ترمذی: ٤٢٣، صحیحہ: ٢٣٦١) سیدنا قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز فجر ادا کی، (میں نے فرض نماز سے فارغ ہو کر پہلے والی دوسنتیں ادا کرنا شروع کر دیں) جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ((مَهْلًا يَا قَيْسُ! أَصَلَاتَانِ مَعًا؟)) یعنی ''قیس! ٹھہر جاؤ، کیا دو (فرض) نمازیں ایک وقت میں؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں فجر کی دوسنتیں (نماز سے پہلے) ادا نہ کر سکا (لہٰذا اب پڑھی ہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((فَلَا اِذَنْ)) ...... ''تو پھر کوئی حرج نہیں۔'' (ابو داود: ١٢٦٧، ترمذی: ٤٢٢) صحابی رسول کہتے ہیں کہ جب میں مسجد میں آیا تو نبی کریم ﷺ نمازِ فجر پڑھا رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو میں فجر کی دوسنتیں ادا کرنے لگا، آپ ﷺ نے مجھ سے کہا:

(٢١٠٨) تخريج: أخرجه البخاري: ١١٦٠، ومسلم: ٧٣٦ (انظر: ٢٦١٦٩)

(٢١٠٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٢١١٠) تخريج: حديث صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف عبد الله بن لهيعة۔ أخرجه الطبراني: ٢/ ٢١٨ (انظر: ٦٦١٩)

((مَا هَاتَانِ الرَّكْعَتَانِ؟)) یعنی ''یہ دو رکعتیں کونسی نماز ہے؟'' میں نے کہا: یہ دو سنتیں ہیں جو میں فجر سے پہلے نہ پڑھ سکا، یہ سن کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور کچھ نہ کہا۔ (دارقطنی: ۱۴۲۴، بیھقی: ۲/ ۴۸۳، ابن حبان: ۶۲۴، مستدرك حاكم: ۱/ ۲۷۴) معلوم ہوا کہ جب مؤذن نمازِ فجر کیلیے اقامت کہنا شروع کر دے، اور کسی نمازی کی سنتیں رہتی ہوں تو وہ سب سے پہلے فرضی نماز باجماعت ادا کرے گا اور نماز کے بعد یا طلوع آفتاب کے بعد دو سنتیں ادا کر لے گا۔

(۱۳) بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْفَصْلِ بَيْنَ صَلَاةِ الْفَرْضِ وَرَاتِبَتِهِ

فرض نماز اور اس کی سنتوں کے درمیان فاصلہ کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

(۲۱۱۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْعَصْرَ فَقَامَ رَجُلٌ يُصَلِّيْ ، فَرَآهُ عُمَرُ فَقَالَ لَهُ: اِجْلِسْ ، فَإِنَّمَا هَلَكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِصَلَاتِهِمْ فَصْلٌ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((أَحْسَنَ ابْنُ الْخَطَّابِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۵۰۹)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی، اس کے بعد فوراً ایک آدمی اٹھ کر نماز پڑھنے لگا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر کہا: بیٹھ جا، اہل کتاب صرف اس وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ ان کی نماز میں فاصلہ نہیں ہوتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن خطاب نے اچھا کیا ہے۔''

فوائد: ......''ان کی نماز میں فاصلہ نہیں ہوتا تھا'' اس سے مراد فرضی اور نفلی نماز میں فرق کرنا ہے، یہ فرق اپنی ہی جگہ پر بیٹھے کلام کرنے کے ساتھ یا اپنی جگہ سے آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو کر کیا جا سکتا ہے، آگے دلائل پیش کیے جا رہے ہیں۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْعَصْرَ ، فَقَامَ رَجُلٌ يُصَلِّي بَعْدَهَا فَرَآهُ عُمَرُ فَأَخَذَ بِرِدَائِهِ أَوْ بِثَوْبِهِ فَقَالَ لَهُ: اِجْلِسْ ، فَإِنَّمَا هَلَكَ أَهْلَ الْكِتَابِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِصَلَاتِهِمْ فَصْلٌ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحْسَنَ (وَفِي رِوَايَةٍ: صَدَقَ) ابْنُ الْخَطَّابِ۔)) عبداللہ بن رباح رضی اللہ عنہ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عصر پڑھائی، ایک آدمی مزید نماز پڑھنے کے لیے فوراً کھڑا ہوا، عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا اور اس کی چادر یا کپڑے کو پکڑ کر کہا: بیٹھ جا، اہل کتاب اس لیے ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں میں فرق نہیں ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن خطاب نے اچھا کیا ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''(ابن خطاب نے) سچ کہا ہے۔'' (أحمد: ۵/ ۳۶۸، صحیحه: ۳۱۷۳) اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ فرضی نماز کے متصل بعد نفلی نماز ادا نہیں کرنی چاہیے، الا یہ کہ وہ نمازی خارجی کلام کر لے یا آگے پیچھے ہو جائے، اکثر عجمیوں اور بالخصوص ترکوں کی یہ عادت ہے کہ وہ

(۲۱۱۱) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۱۰۰۷ (انظر: ۲۳۱۲۱)

فرض نماز کے فوراً بعد اسی مقام پر سنتوں کی ادائیگی شروع کر دیتے ہیں، بلکہ حرمین شریفین میں بھی اکثریت کا یہی انداز ہوتا ہے، درج ذیل روایات سے اس موضوع کی خوب وضاحت ہو جاتی ہے: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((أَیَعْجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَتَقَدَّمَ اَوْ یَتَاَخَّرَ اَوْ عَنْ یَمِیْنِہٖ اَوْ عَنْ شِمَالِہٖ فِیْ الصَّلَاۃِ۔)) (ابوداود)...... ''کیا تم ایسا کرنے سے عاجز آ گئے ہو کہ (فرضی) نماز ادا کرنے کے بعد (نفلی نماز پڑھنے کے لیے) آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو جاؤ۔'' سائب کہتے ہیں: میں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کی، جب انھوں نے سلام پھیرا تو میں اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر سنتیں پڑھنے لگا، جب وہ اپنے مقام میں چلے گئے تو مجھے بلا بھیجا۔ جب میں ان کے پاس گیا تو انھوں نے کہا: آئندہ ایسا نہ کرنا، جب تم جمعہ کی نماز ادا کر لو تو اس کے بعد والی نماز اس وقت تک ادا نہ کرو، جب تک کسی سے کلام نہ کر لو یا اس جگہ سے اپنی جگہ سے الگ نہ ہو جاؤ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی ادائیگی سے پہلے کلام کر لیں یا آگے پیچھے ہو جائیں۔ (مسلم: ۸۸۳)

حضرت عصمہ بن مالک خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((إِذَا صَلّٰی أَحَدُکُمُ الْجُمُعَۃَ فَلَا یُصَلِّ بَعْدَھَا شَیْئًا حَتّٰی یَتَکَلَّمَ أَوْ یَخْرُجَ۔)) ''جب تم میں سے کوئی آدمی جمعہ کی نماز پڑھے تو اس کے بعد اس وقت تک کوئی نماز ادا نہ کرے جب تک کسی سے کلام نہ کر لے یا اپنی جگہ سے الگ ہو جائے۔'' (الدیلمي: ۱/۱/٦٤، صحیحہ: ۱۳۲۹) اس باب کی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عصر کے بعد مزید نماز پڑھنا جائز ہے، کیونکہ ناجائز ہونے کی صورت میں اس آدمی پر انکار کر دیا جاتا، یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فعلی حدیث کے موافق ہے، جس کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ مزید یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں تھی۔ پہلے بھی اس مسئلہ پر گفتگو ہر چکی ہے۔ معلوم ہوا کہ فرض نماز اور اس کے بعد ادا کی جانے والی نفلی نماز کے درمیان کچھ فرق ہونا چاہیے، اگرچہ وہ آگے پیچھے ہو جانے یا خارجی کلام کر لینے کی صورت میں ہو۔

أَبْوَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالْوِتْرِ
رات کی نماز اور وتر کے ابواب

(۱) بَابُ مَاجَاءَ فِيْ فَضْلِ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالْحَثِّ عَلَيْهَا وَأَفْضَلِ أَوْقَاتِهَا
رات کی نماز کی فضیلت، اس کی ترغیب اور اس کے افضل وقت کا بیان

تنبیہ: ہم رات کے قیام کے حوالے سے جتنی روایات کا ان ابواب میں مطالعہ کرنے چاہتے ہیں، ان کا مطالعہ کرنے سے پہلے نمازِ تہجد اور نمازِ وتر کے احکام کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے، تاکہ قارئین ایک ہی موضوع کی مختلف مفاہیم پر مشتمل احادیث کا مطالعہ کرتے وقت ہر قسم کی متوقع اور غیر متوقع پریشانی سے محفوظ رہیں: تہجد کو صلاۃ اللیل اور قیام اللیل بھی کہتے ہیں، رمضان المبارک میں اسی نماز کو عرفِ عام میں تراویح کہا جاتا ہے، لیکن یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ نمازِ وتر اور نمازِ تہجد ایک ہی نماز کے دو نام ہیں، جس رات کو آپ ﷺ نے لگا تار اور ایک سلام کے ساتھ (۹) وتر پڑھے تھے، تو آپ ﷺ کی تہجد کی نماز وہی وتر ہی تھے۔ نمازِ تہجد اور نمازِ وتر دونوں نمازوں کا وقت نماز عشاء سے لے کر طلوعِ فجر تک ہے، اس نماز سے پہلے سونے یا نہ سونے کوئی قید اور شرط نہیں ہے، البتہ دو تہائی رات کے بعد یہ نماز ادا کرنا افضل ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی مختلف اوقات میں نمازِ تہجد کی کمیت یہ تھی

(۱) تیرہ رکعات (صحیح مسلم: ۷۳۸)

(۲) گیارہ رکعات (صحیح بخاری: ۲۰۱۳، صحیح مسلم: ۷۳۸)

(۳) نو رکعات (صحیح بخاری: ۱۱۳۹)

(۴) سات رکعات (صحیح بخاری: ۱۱۳۹) لیکن قولی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کی نماز مذکورہ بالا رکعات سے کم یا زیادہ بھی پڑھی جا سکتی ہے، بشرطیکہ نماز کے قواعد وضوابط کا مکمل خیال رکھا جائے۔

رات کی نماز دو، دو رکعت کر کے ادا کرنی چاہیے۔ (صحیح بخاری: ۱۱۳۷، صحیح مسلم: ۷۴۹) نیز رات کی نماز میں لمبی قراءت کرنا پسندیدہ عمل ہے۔ (صحیح مسلم: ۷۵۶)

نمازِ وتر

رکعات کی تعداد

(۱) ایک وتر (صحیح بخاری: ۹۹۰، صحیح مسلم: ۷۴۹)

(۲) تین وتر (صحیح بخاری: ۲۰۱۳، صحیح مسلم: ۷۳۸) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین وتر نہ پڑھو، پانچ یا سات وتر پڑھو (اور تین پڑھ کر) مغرب کی مشابہت نہ کرو۔ (دارقطنی: ۲/۲٤ حدیث: ۱٦۳٤، بیهقی: ۳/۳۱، شرح معانی الآثار: ۱/۲۹۲) معلوم ہوا کہ تین وتر یا تو ایک سلام اور ایک تشہد کے ساتھ پڑھے جائیں یا پھر دو سلام کے ساتھ۔ ان دو صورتوں میں نمازِ وتر کی نمازِ مغرب کے ساتھ مشابہت نہیں رہتی۔

(۳) پانچ وتر، بیچ میں کوئی تشہد نہیں۔ (صحیح مسلم: ۲۳۷)

(۴) سات وتر (صحیح مسلم: ۷٤٦) چھ رکعات کے بعد درمیانہ تشہد ہوگا۔ (صحیح مسلم: ۷٤٦ مختصرًا، ابوداود: ۱۳٤۲، نسائی: ۱٦۰۲)

(۵) نو وتر، آٹھویں رکعت کے بعد درمیانہ تشہد ہوگا۔ (صحیح مسلم: ۷٤٦) اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ بعض احباب نے اِن بیّن دلائل کے باوجود نمازِ وتر کی صرف تین رکعات والی اور اُس کی بھی صرف ایک صورت پر اکتفا کیوں کیا ہے؟

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ صلوٰۃ الوتر، قیام اللیل کے فضائل کا صحیح ادراک نہیں اور رخصتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کا مزاج بن چکا ہے، اللہ کے قریب ہونے کے لیے اضافی محنت کرنے کا شوق نہیں۔ نبی کریم ﷺ کے صلوٰۃ الوتر کے مختلف طریقوں پر عمل کرنے کا ذوق مفقود ہے۔ اس لیے ایک ہی اور آسان طریقہ پر عمل پیرا ہونا عادت سی بن گئی ہے۔ اللہ ہم سب کو اپنا قرب تلاش کرنے کی توفیق دے اور سچا متبعِ سنت بنائے۔ (عبداللہ رفیق)

(۲۱۱۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ بَعْدَ الْمَكْتُوْبَةِ؟ قَالَ: ((اَلصَّلَاةُ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ۔)) قِيْلَ: أَيُّ الصِّيَامِ أَفْضَلُ بَعْدَ رَمَضَانَ؟ قَالَ: ((شَهْرُ اللّٰهِ الَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ الْمُحَرَّمَ۔)) (مسند احمد: ۸۰۱۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ فرض نماز کے بعد کون سی نماز سب سے زیادہ فضیلت والی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رات کے آخری ایک تہائی حصے میں نماز پڑھنا۔'' پھر کہا گیا: رمضان کے بعد کون سا روزہ سب سے فضیلت والا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا وہ مہینہ، جسے تم محرم کہتے ہو۔''

(۲۱۱۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۱٦۳ (انظر: ۸۰۲٦)

(۲۱۱۳) عَنِ الْأَغَرِّ أَبِيْ مُسْلِمٍ قَالَ: أَشْهَدُ عَلٰى أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَأَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہما أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُمْهِلُ حَتّٰى يَذْهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، ثُمَّ يَهْبِطُ فَيَقُوْلُ هَلْ مِنْ دَاعٍ فَيُسْتَجَابَ لَهُ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَيُغْفَرَلَهُ۔)) (مسند احمد: ۸۹۶۲)

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ پر گواہی دی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ تاخیر کرتا ہے، حتی کہ رات کا تہائی حصہ ختم ہو جاتا ہے، پھر وہ اتر کر کہتا ہے کہ کیا کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے، کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دیا جائے۔''

فوائد: ...... جیسے اللہ تعالیٰ کی شان کو لائق ہے، وہ اس کے مطابق آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے، ہم اُس کے اِس نزول کو بلا تاویل تسلیم کرتے ہیں، لیکن اس کی کیفیت بیان نہیں کرتے کہ وہ کیسے اترتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اِس نزول کا وقت کیا ہے؟ اس کے بارے میں مختلف روایات منقول ہیں: صحیح مسلم کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کا خلاصہ یہ ہے: (۱) رات کے پہلے ایک تہائی کے بعد، (۲) نصف رات کے بعد یا (۳) رات کے آخری ایک تہائی حصے میں۔ قاضی عیاض نے کہا: مشائخ الحدیث کا خیال ہے کہ رات کے آخری ایک تہائی حصے والی بات زیادہ راجح ہے، زیادہ تر روایات کا یہی مفہوم بنتا ہے۔ لیکن اگر تمام صحیح روایات کو مختلف حالات پر محمول کر لیا جائے تو بہتر ہے۔

(۲۱۱۴) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَأَيْقَظَ اِمْرَأَتَهُ، فَصَلَّتْ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا الْمَاءَ وَرَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلّٰى فَإِنْ أَبٰى نَضَحَتْ فِيْ وَجْهِهِ بِالْمَاءِ۔)) (مسند احمد: ۹۶۲۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرے، جس نے رات کو اٹھ کر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو جگایا اور اس نے بھی نماز پڑھی اور اگر اس نے انکار کیا تو اس کے چہرے میں پانی چھڑکا، اسی طرح اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم کرے، جس نے رات کو اٹھ کر نماز پڑھی اور اپنے شوہر کو جگایا اور اس نے بھی نماز پڑھی اور اگر اس نے انکار کیا تو اس کے چہرے پر پانی چھڑک کر اسے جگایا۔''

(۲۱۱۵) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنْبِئْنِيْ عَنْ أَمْرٍ إِذَا أَخَذْتُ بِهِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، قَالَ: ((أَفْشِ السَّلَامَ وَأَطْعِمِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتائیں کہ اگر میں اس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں، آپ ﷺ نے

(۲۱۱۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۷۵۸ (انظر: ۸۹۷۴، ۱۱۲۹۵)

(۲۱۱۴) تخريج: اسناده قوي۔ أخرجه ابوداود: ۱۳۰۸، ۱۴۵۰، وابن ماجه: ۱۳۳۶، والنسائي: ۳/ ۲۰۵ (انظر: ۷۴۱۰)

(۲۱۱۵) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه الحاكم: ۴/ ۱۲۹، وابن حبان: ۲۵۵۹ (انظر: ۷۹۳۲)

الطَّعَامَ وَصِلِ الْأَرْحَامَ وَصَلِّ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، ثُمَّ ادْخُلِ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔)) (مسند احمد: ۷۹۱۹)

فرمایا: ''سلام عام کر، کھانا کھلا، صلہ رحمی کر اور رات کو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو تو اٹھ کر نماز پڑھ، پھر سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جا۔''

(۲۱۱٦) عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ: أَيُّ قِيَامِ اللَّيْلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِيْ، يَشُكُّ عَوْفٌ فَقَالَ: ((جَوْفُ اللَّيْلِ الْغَابِرُ أَوْ نِصْفُ اللَّيْلِ، وَقَلِيْلٌ فَاعِلُهُ۔)) (مسند احمد: ۲۱۸۸۸)

ابومسلم کہتے ہیں: میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا: رات کا کون سا قیام افضل ہے؟ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جیسے تو نے مجھ سے سوال کیا ہے، ایسے ہی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''رات کے آخری ایک تہائی حصے کو یا نصف رات کو قیام کر، بہرحال ایسا عمل کرنے والے لوگ کم ہیں۔''

(۲۱۱۷) عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَجَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَجْوَبُهُ دَعْوَةً۔)) قُلْتُ: أَوْجَبُهُ؟ قَالَ: (لَا، بَلْ أَجْوَبُهُ۔)) يَعْنِي بِذَالِكَ الْإِجَابَةَ۔ (مسند احمد: ۱۹٦۷٦)

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور رات کے آخری (ایک تہائی) حصے میں دعا سب سے زیادہ قبول ہوتی ہے۔'' میں نے کہا: کیا اس حصے میں دعا کرنا واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، نہیں، (میں کہہ رہا ہوں کہ) دعا سب سے زیادہ قبول ہوتی ہے۔'' آپ ﷺ کی مراد قبولیت تھی۔

فوائد:......اس حدیث کی سند ضعیف ہے، لیکن پہلے دو جملے ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور رات کا آخری حصہ دعا کی زیادہ قبولیت والا ہے'' دوسرے طرق اور شواہد کی بنا پر صحیح ہیں۔

(۲۱۱۸) عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ يَضْحَكُ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کی طرف دیکھ کر ہنستا ہے:

(۲۱۱٦) تخریج: صحیح لغیرہ، وھذا اسناد ضعیف، المھاجر ابو خالد لین الحدیث لیس بذاك، ولیس المتقن، یکتب حدیثه، وابومسلم الجذمی روی عنه جمع وذکرہ ابن حبان فی ''الثقات'' أخرجه النسائی فی ''الکبری'': ۱۳۰۸، وابن حبان: ۲۵٦٤ (انظر: ۲۱۵۵۵)

(۲۱۱۷) تخریج: ھذا اسناد ضعیف لضعف ابی بکر بن عبد اللّٰه الغسانی۔ أخرجه ابونعیم فی ''الحلیة'': ۵/ ۱۵٤ (انظر: ۱۹٤٤۷)

(۲۱۱۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف مجالد بن سعید الھمدانی، وھشیم بن بشیر مدلس وقد عنعن، وھو لم یسمع من مجالد۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۰۰ بلفظ: ((وللرجل یقاتل خلف الکتیبة)) بدل قوله: ((والقوم اذا صفوا للقتال))، وأخرجه ابن ابی شیبة: ۵/ ۲۸۹، وابو یعلی: ۱۰۰٤ (انظر: ۱۱۷٦۱)

اَللّٰهُ إِلَيْهِمْ، اَلرَّجُلُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يُصَلِّيْ، وَالْقَوْمُ إِذَا صَفُّوْا لِلصَّلَاةِ، وَالْقَوْمُ إِذَا صَفُّوْا لِلْقِتَالِ)) (مسند احمد: ۱۱۷۸۳)

(۱) جو آدمی رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے، (۲) جب لوگ نماز کے لیے صفیں بناتے ہیں اور (۳) جب لوگ لڑائی کے لئے صفیں بناتے ہیں۔''

(۲۱۱۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَكَانَ يَصُوْمُ نِصْفَ الدَّهْرِ وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ كَانَ يَرْقُدُ شَطْرَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُوْمُ ثُمَّ يَرْقُدُ آخِرَهُ۔)) ثُمَّ يَقُوْمُ ثُلُثَ اللَّيْلِ بَعْدَ شَطْرِهِ۔ (مسند احمد: ۶۹۲۱)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے اور وہ آدھا زمانہ روزہ رکھتے تھے، اور اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ قیام بھی داؤد علیہ السلام کا تھا، وہ رات کا پہلا نصف سوتے، پھر قیام کرتے، پھر اس کے آخری حصے میں سو جاتے، پھر نصف کے بعد ایک تہائی رات کا قیام کرتے۔''

فوائد: ......اس حدیث کے الفاظ ''ثُمَّ يَقُوْمُ ثُلُثَ اللَّيْلِ بَعْدَ شَطْرِهِ۔'' راویٔ حدیث عمرو بن اوس کے کلام سے مدرج ہیں، صحیح مسلم کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔''وہ آدھا زمانہ روزہ رکھتے تھے'' اس سے مراد ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا ہے۔ دوسری روایت کی روشنی میں حضرت داود علیہ السلام کے قیام کی یہ روٹین بنتی ہے: نصف رات سونا، پھر ایک تہائی رات قیام کرنا، پھر رات کا چھٹا حصہ سو جانا۔ مثال کے طور پر اگر رات کی مقدار چھ گھنٹے ہو تو تین گھنٹے سونے کے بعد دو گھنٹے قیام کرنا اور پھر ایک گھنٹہ سو جانا۔

(۲۱۲۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَيْسٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا قَالَتْ: عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُهُ، فَإِنْ مَرِضَ قَرَأَ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّ أَحَدَكُمْ يَقُوْلُ بِحَسْبِيْ أَنْ أُقِيْمَ مَا كُتِبَ لِيْ، وَأَنّٰى لَهُ ذٰلِكَ۔ (مسند احمد: ۲۵۴۵۸)

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: رات کے قیام کا اہتمام کرو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اسے ترک نہیں کرتے تھے، اگر آپ بیمار ہوتے تو بیٹھ کر یہ نماز پڑھ لیتے۔ میں جانتی ہوں کہ تم تو یہ کہہ دیتے ہو کہ ہم اتنی نماز پڑھیں گے، جو ہمارے مقدر میں لکھ دی گئی ہے، تو پھر اسے مقام کیسے ملے گا۔

فوائد: ......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کہنا چاہتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ رات کے قیام کا اس قدر اہتمام کرتے تھے، جبکہ آپ ﷺ معصوم تھے اور آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے تھے، تو ہم جیسے گنہگاروں کو تو بالاولی یہ اہتمام کرنا چاہیے، اگرچہ ہم عبادت کے سلسلے میں آپ ﷺ سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔

(۲۱۱۹) تخريج: أخرجه البخاری: ۱۱۳۱، ۳۴۲۰، ومسلم: ۱۱۵۹ (انظر: ۶۴۹۱)

(۲۱۲۰) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه البيهقی: ۴/ ۲۱۱ (انظر: ۲۴۹۴۵)

(۲۱۲۱) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى قَامَ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ رِجْلَاهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَصْنَعُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَلَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ فَقَالَ: ((يَاعَائِشَةُ! أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا۔)) (مسند احمد: ۲۵۳۵۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے تو اتنا قیام کرتے حتیٰ کہ آپ کے قدم پھٹ جاتے، اس لیے انھوں نے ایک دن کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اتنا لمبا قیام کیوں کرتے ہیں، جبکہ آپ کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ بخش دیے گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! کیا میں بہت زیادہ شکر گزار بندہ نہ بنوں۔''

(۲۱۲۲) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ)، فَقِيْلَ لَهُ: أَلَيْسَ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ ﷺ: ((أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا۔)) (مسند احمد: ۱۸۴۲۷)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو (اس قدر لمبی) نماز پڑھتے حتیٰ کہ آپ کے قدم سوج جاتے تھے، کسی نے آپ سے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے پہلے اور پچھلے تمام گناہ بخش نہیں دیے ہیں؟ (تو پھر آپ یہ طویل قیام کیوں کرتے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ شکر گزار بندہ نہ بنوں۔''

(۲۱۲۳) عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا نَامَ الْبَارِحَةَ وَلَمْ يُصَلِّ شَيْئًا حَتّٰى أَصْبَحَ، فَقَالَ ﷺ: ((بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ أُذُنِهِ۔)) قَالَ يُوْنُسُ: وَقَالَ الْحَسَنُ: إِنَّ بَوْلَهُ وَاللّٰهِ ثَقِيْلٌ۔ (مسند احمد: ۹۵۱۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: فلاں شخص گزشتہ رات سویا رہا ہے اور اس نے صبح تک کوئی نماز نہیں پڑھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا تھا۔'' حسن نے کہا: اللہ کی قسم! اس کا پیشاب تو بڑا بھاری ہوگا۔

فوائد: ...... اصحاب السنن کا میلان اس طرف ہے کہ اس سے مراد تہجد کی نماز ہے، یہی معنی زیادہ درست معلوم ہوتا ہے۔ ذہن نشین کر لینا چاہیے تہجد کا اہتمام کرنے والا اللہ کا بندہ ہی محسوس کر سکتا ہے کہ رات کا قیام نہ کرنے کی صورت میں انسان کس قسم کی نحوست، بدمزاجی، بے سکونی، بے اطمینانی اور غفلت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ زمانے بیت جانے کے باوجود جس شخص نے رات کے قیام کا اہتمام نہیں کیا، اس کے لیے بہت مشکل ہوگا کہ وہ ایسی احادیث کے

(۲۱۲۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۸۳۷، ومسلم: ۲۸۲۰ (انظر: ۲۴۸۴۴)

(۲۱۲۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۳۰، ۶۴۷۱، ومسلم: ۲۸۱۹ (انظر: ۱۸۱۹۸، ۱۸۲۳۸)

(۲۱۲۳) تخریج: صحیح لغیره (انظر: ۹۵۱۶)

مفہوم کا ادراک کر سکے، یہ اس کے بس کی بات ہی نہیں ہوتی، کیونکہ وہ اس میدان کا شہسوار ہی نہیں ہے۔ایک قول کے مطابق اس حدیث سے مرادِ نمازِ عشاء لی گئی ہے۔کیا شیطان کے پیشاب کرنے کو حقیقت پر محمول کیا جائے یا اس کا یہ مجازی معنی مراد لیا جائے کہ شیطان اس کے کان کو اذان یا مرغ کی آواز سننے سے یا ایسی آواز سننے سے روک دیتا ہے، کہ عام طور پر جس کی وجہ سے اہل توفیق نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں یا لغویات اور باطل کلام کی وجہ سے اس کے کانوں کو بھاری کر دیتا ہے۔ راجح بات حقیقی معنی ہی بیان کرنا ہے کہ شیطان واقعی اس کے کان میں پیشاب کر جاتا ہے، لیکن اس کی حقیقت و کیفیت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے شیطان کا کھانا، پینا، قے کرنا، گوز مارنا، انسان کے اندر داخل ہو جانا وغیرہ جیسے حقائق ہیں۔واللہ اعلم بالصواب

(٢١٢٤) عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ ﷺ قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰى فَاطِمَةَ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَ ذَالِكَ مِنَ السَّحَرِ) فَأَيْقَظَنَا لِلصَّلَاةِ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى بَيْتِهِ فَصَلّٰى هَوِيًّا مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ: فَلَمْ يَسْمَعْ لَنَا حِسًّا، قَالَ: فَرَجَعَ إِلَيْنَا فَأَيْقَظَنَا وَقَالَ: ((قُوْمَا فَصَلِّيَا۔)) قَالَ: فَجَلَسْتُ وَأَنَا أَعْرُكُ عَيْنَيَّ، وَأَقُوْلُ: إِنَّا وَاللّٰهِ مَا نُصَلِّي إِلَّا مَا كُتِبَ لَنَا، إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا۔ قَالَ: فَوَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ وَيَضْرِبُ عَلٰى فَخِذِهِ: ((مَا نُصَلِّيْ إِلَّا مَا كُتِبَ لَنَا، مَا نُصَلِّيْ إِلَّا مَا كُتِبَ لَنَا، وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۔)) (مسند احمد: ٧٠٥)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ رات کو سحری کے وقت میرے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، ہمیں نماز کے لئے بیدار کیا اور پھر اپنے گھر کو لوٹ گئے اور کچھ دیر کے لیے نماز پڑھتے رہے، لیکن جب آپ ﷺ نے ہماری کوئی آواز محسوس نہ کی تو دوبارہ ہماری طرف آئے اور بیدار کرتے ہوئے فرمایا: ''اٹھو اور نماز پڑھو۔'' میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور اپنی آنکھوں کو ملتے ہوئے یوں کہنے لگا: اللہ کی قسم! ہم اتنی ہی نماز پڑھیں گے، جتنی ہمارے مقدر میں لکھی گئی ہے، ہمارے نفس تو صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں، جب وہ چاہے گا تو تب ہمیں اٹھائے گا۔ رسول اللہ ﷺ واپس چلے گئے اور اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے جا رہے تھے: ''ہم اتنی ہی نماز پڑھیں گے، جتنی ہمارے مقدر میں لکھی گئی ہے، ہم اتنی ہی نماز پڑھیں گے، جتنی ہمارے مقدر میں لکھی گئی ہے، اصل بات یہ ہے کہ انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑا کرنے والا ہے۔''

فوائد: ......اس حدیث سے پتہ چلا کہ قرآن مجید کے ذریعے اپنے آپ کو ضبط میں لایا جا سکتا ہے، پہلے تو آپ ﷺ شکوہ کرتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ دوہراتے رہے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ پڑھ کر اپنے آپ کو تسلی دی کہ انسان بحث مباحثہ کرتا ہی رہتا ہے۔اس حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ

(٢١٢٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٣٤٧، ٧٤٦٥، ومسلم: ٧٧٥ (انظر: ٥٧١، ٥٧٥، ٧٠٥)

کی ایک منقبت کا بیان ہے کہ انھوں نے ایسی چیز کو بھی نہیں چھپایا جس میں معمولی عیب یا ملامت پائی جاتی تھی اور نشرِ علم کی مصلحت کو کتمان پر مقدم کیا۔ اس حدیث سے درج ذیل امور کا بھی علم ہوتا ہے: امام کا نوافل کے سلسلے میں سختی نہ کرنا اور سمجھانے اور رغبت دلانے پر اکتفا کرنا، انسان کا طبعی طور پر قول و فعل کے ذریعے اپنا دفاع کرنا، آدمی کو چاہیے کہ وہ نصیحت قبول کر کے اپنے نفس کی اصلاح کرے، اگرچہ معاملے کا تعلق غیر واجب کام سے ہو۔

(٢١٢٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (بْنِ الْعَاصِ) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَاعَبْدَاللّٰهِ! لَاتَكُوْنَنَّ مِثْلَ فُلَانٍ، كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ۔)) (مسند احمد: ٦٥٨٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے عبد اللہ! فلاں شخص کی طرح ہرگز نہ ہو جانا، وہ رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے اس قیام کو ترک کر دیا۔“

(٢١٢٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا نَامَ أَحَدُكُمْ عُقِدَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثُ عُقَدٍ بِجَرِيْرٍ، فَإِنْ قَامَ فَذَكَرَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، أُطْلِقَتْ وَاحِدَةٌ، وَإِنْ مَضَى فَتَوَضَّأَ أُطْلِقَتِ الثَّانِيَةُ، فَإِنْ مَضَى فَصَلَّى أُطْلِقَتِ الثَّالِثَةُ، فَإِنْ أَصْبَحَ وَلَمْ يَقُمْ شَيْئًا مِنَ اللَّيْلِ وَلَمْ يُصَلِّ أَصْبَحَ وَهُوَ عَلَيْهِ، يَعْنِيْ الْجَرِيْرَ (وَفِيْ لَفْظٍ: وَإِنْ هُوَ بَاتَ وَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى يُصْبِحَ) أَصْبَحَ وَعَلَيْهِ الْعُقَدُ جَمِيْعًا۔ (مسند احمد: ١٠٤٦١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم سے کوئی آدمی سوتا ہے تو اس کے سر پر چمڑے کی رسی کے ساتھ تین گرہیں لگا دی جاتی ہیں، اگر آدمی وہ اٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھول دی جاتی ہے، اگر وہ آگے بڑھے اور وضوء بھی کر لے تو دوسری گرہ کھول دی جاتی ہے اور اگر وہ نماز بھی پڑھ لے تو تیسری گرہ بھی کھول دی جاتی ہے۔ اور اگر وہ اس حال میں صبح کرے کہ نہ تو وہ رات کو اٹھا ہو، نہ ذکر کیا ہو، نہ وضو کیا ہو اور نہ نماز پڑھی ہو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ وہ گرہیں اس پر موجود ہوتی ہیں۔

(٢١٢٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ ذَكَرٍ وَلَا أُنْثَى

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر مرد و زن جب سوتا ہے تو اس کے سر پر چمڑے

(٢١٢٥) تخريج: أخرجه البخاری: ١١٥٢، ومسلم: ١١٥٩ (انظر: ٦٥٨٤)

(٢١٢٦) تخريج: حديث صحيح، وهذا اسناد منقطع، الحسن البصری لم يسمع من ابی هريرة۔ أخرجه البخاری: ١١٤٢، ٣٢٦٩، ومسلم: ٧٧٦ بلفظ مقارب منه (انظر: ٧٣٠٨، ١٠٤٥٧)

(٢١٢٧) تخريج: اسناده قوی علی شرط مسلم۔ أخرجه ابن خزيمة: ١١٣٣، وابن حبان: ٢٥٥٤ (انظر: ١٤٣٨٧)

إِلَّا وَعَلٰى رَأْسِهِ جَرِيرٌ مَعْقُودٌ ثَلَاثَ عُقَدٍ حِينَ يَرْقُدُ، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالَى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِذَا قَامَ فَتَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ انْحَلَّتْ عُقَدُهُ كُلُّهَا۔)) (مسند احمد: ١٤٤٤٠)

کی ایک رسی ہوتی ہے اور اس سے اس کے سر پر تین گرہیں لگا دی جاتی ہیں، جب وہ بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، جب وہ اٹھ کر وضو کرتا ہے دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب وہ نماز پڑھتا ہے تو ساری گرہیں کھل جاتی ہیں۔''

فــوائــد:...... رات کی نماز مومن کی عظیم صفت اور پارسا و متقی لوگوں کا شیوہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَّعُيُونٍ.... كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ. وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ.﴾ (سورۂ ذاریات: ١٥ تا ١٨) ......''بیشک پرہیزگار لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے۔...... (ان کی صفات یہ ہیں کہ) وہ رات کو کم سوتے ہیں اور سحریوں کے وقت بخشش طلب کرتے ہیں۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((شَرَفُ الْمُؤْمِنِ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ، وَعِزُّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ۔)) ''مومن کا اعزاز رات کی نمازِ (تہجد) میں ہے اور اس کی عزت و آبرو اس چیز سے بے نیاز ہو جانے میں ہے جو (دنیا کی صورت میں) لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔'' (صحیحہ: ١٩٠٣، عقيلي في "الضعفاء": صـ ١٢٧، ابن عساكر في "تاريخ دمشق": ٤/ ٩٩/ ١، ٨/ ٣٧/ ١) رات کو نماز ادا کرنا اور لالچی و حریص نہ ہونا، دو ایسی صفاتِ جمیلہ ہیں کہ انسان کے عزت و احترام کو چار چاند لگا دیتی ہیں۔ اس کے دل و دماغ کو تسکین اور اس کو زندگی کا لطف نصیب ہوتا ہے اور چہرے پر نورانی کرنوں کا اضافہ ہوتا ہے۔ جو انسان ان دو صفات سے محروم ہے اور پھر بھی اپنے آپ کو مطمئن اور معزز سمجھتا ہے تو یہ محض اس کی خام خیالی ہے اور یہ بات بجا طور پر درست ہوگی کہ اسے سکون اور عدم سکون کا تجربہ ہی نہیں ہے، اگر کسی کو میری گزارشات سے اتفاق نہیں تو وہ چند دن تجربہ کر کے دیکھ لے۔ کئی آیات و احادیث میں رات کے قیام کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے، لیکن یہ ایک المیہ ہے کہ چند افراد کے علاوہ امتِ مسلمہ اس عبادت سے غافل ہے، اللہ تعالیٰ توفیقِ خاص سے نوازے۔

(٢) بَابُ مَاجَاءَ فِي أَذْكَارِهِ ﷺ وَقِرَائَتِهِ وَدَعْوَاتِهِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ

رات کی نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اذکار، قراءت اور دعاؤں کا بیان

(٢١٢٨) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَنْ

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کی نماز پڑھی، جب آپ نماز میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی: اَللّٰهُ أَكْبَرُ

(٢١٢٨) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٨٧٤، والنسائي: ٢/ ١٩٩، وأخرجه مسلم: ٧٧٢ بسياق آخر (انظر: ٢٣٢٦١، ٢٣٣٧٥)

رَجُلٍ مِنْ عَبْسٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ: ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ ذُوا الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظْمَةِ.)) قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ الْبَقَرَةَ ثُمَّ رَكَعَ وَكَانَ رُكُوْعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ وَكَانَ يَقُوْلُ: ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ)) ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَكَانَ قِيَامُهُ نَحْوًا مِنْ رُكُوْعِهِ، وَكَانَ يَقُوْلُ: ((لِرَبِّيَ الْحَمْدُ، لِرَبِّيَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ سَجَدَ فَكَانَ سُجُوْدُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، وَكَانَ يَقُوْلُ: ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى)) ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَكَانَ مَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِنَ السُّجُوْدِ، وَكَانَ يَقُوْلُ: ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ، رَبِّ اغْفِرْلِيْ)) قَالَ حَتّٰى قَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وَالنِّسَاءَ وَالْمَائِدَةَ أَوِ الْأَنْعَامَ شُعْبَةُ الَّذِي يَشُكُّ فِي الْمَائِدَةِ وَالْأَنْعَامِ۔ (مسند احمد: ٢٣٧٦٧)

ذُوا الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظْمَةِ" (اللہ سب سے بڑا ہے، جو بادشاہی، قہر، بڑائی اور عظمت والا ہے۔)، پھر آپ نے سورۂ بقرہ کی تلاوت کی، اس کے بعد رکوع کیا اور آپ کا رکوع آپ کے قیام جتنا تھا، آپ رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" کہتے رہے، پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا تو آپ کا یہ قومہ آپ کے رکوع کے برابر تھا، آپ اس میں "لِرَبِّيَ الْحَمْدُ لِرَبِّيَ الْحَمْدُ" کہتے رہے، پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور آپ کا سجدہ آپ کے قیام کے برابر تھا، آپ سجدے میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى" کہتے رہے، پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور جلسہ میں بیٹھ گئے، یہ جلسہ سجدے کے برابر تھا، اس جلسہ میں آپ ﷺ "رَبِّ اغْفِرْلِيْ رَبِّ اغْفِرْلِيْ" کہتے رہے۔ آپ ﷺ نے اس نماز میں سورۂ بقرۃ، سورۂ آل عمران، سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ یا سورۂ انعام کی تلاوت کر دی، آخری دو سورتوں میں راویٔ حدیث امام شعبہ کو شک ہوا۔

(٢١٢٩) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ لِأُصَلِّيَ بِصَلَاتِهِ فَافْتَتَحَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً لَيْسَتْ بِالْخَفِيَّةِ وَلَا بِالرَّفِيْعَةِ قِرَاءَةً حَسَنَةً يُرَتِّلُ فِيْهَا يُسْمِعُنَا، قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، (فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ مَا تَقَدَّمَ وَفِيْهِ) قَالَ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ هُوَ تَطَوُّعُ اللَّيْلِ۔ (مسند احمد: ٢٣٨٠٣)

(دوسری سند) سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تا کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھوں، آپ ﷺ نے قراءت شروع کی، آپ ﷺ کی قراءت نہ زیادہ آہستہ تھی اور نہ ہی زیادہ بلند تھی، آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر اور ہمیں سناتے ہوئے پڑھ رہے تھے، پھر جب آپ ﷺ نے رکوع کیا تو وہ آپ ﷺ کے قیام کے برابر تھا،......، اس کے بعد پہلی حدیث کی طرح کی حدیث بیان کی، عبدالملک بن عمیر نے کہا: یہ رات کی نفل نماز تھی۔

(٢١٢٩) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابن اخي حذيفة (انظر: ٢٣٤١١)

(۲۱۳۰) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) قَالَ: قُمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَرَأَ السَّبْعَ الطُّوَلَ فِيْ سَبْعِ رَكَعَاتٍ وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) ثُمَّ قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِي الْمَلَكُوتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظْمَةِ)) وَكَانَ رُكُوْعُهُ مِثْلَ قِيَامِهِ، وَسُجُوْدُهُ مِثْلَ رُكُوْعِهِ، فَانْصَرَفَ وَقَدْ كَادَتْ تَنْكَسِرُ رِجْلَايَ۔ (مسند احمد: ۲۳۶۸۹)

(تیسری سند) میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قیام کیا، آپ نے سات رکعات میں سات لمبی سورتوں کی تلاوت کی، جب آپ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تھے تو "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ))" کہتے، اس کے بعد یہ پڑھتے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِي الْمَلَكُوتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظْمَةِ" اور آپ کا رکوع آپ کے قیام کے برابر اور آپ کا سجدہ رکوع کے برابر تھا، جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو ایسا لگتا تھا کہ میری ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں۔

(۲۱۳۱) عَنْ رَبِيْعَةَ الْجُرَشِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقُلْتُ: مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ وَبِمَ كَانَ يَسْتَفْتِحُ؟ قَالَتْ: كَانَ يُكَبِّرُ عَشْرًا وَيُسَبِّحُ عَشْرًا وَيُهَلِّلُ عَشْرًا وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا، وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ عَشْرًا، وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الضِّيْقِ يَوْمَ الْحِسَابِ عَشْرًا۔ (مسند احمد: ۲۵۶۱۵)

ربیعہ جرشی کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو قیام کرتے تو کیا کہا کرتے تھے اور کس سے نماز شروع کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ دس دفعہ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، دس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، دس دفعہ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اور دس دفعہ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، دس مرتبہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ اور دس مرتبہ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الضِّيْقِ يَوْمَ الْحِسَابِ کہتے۔

فوائد: ......آخری دو جملوں کے معانی یہ ہیں: اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق دے۔ اے اللہ! میں قیامت کے دن تنگی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(۲۱۳۲) عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَأَلْتُ

ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو قیام کرتے تو نماز

(۲۱۳۰) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابن عم حذيفة (انظر: ۲۳۳۰۰)

(۲۱۳۱) تخريج: حديث حسن، وهذا اسناد غير محفوظ۔ أخرجه ابوداود: ۷٦٦، والنسائي: ۳/ ۲۰۸، وابن ماجه: ۱۳٤٦ (انظر: ۲۵۱۰۲)

(۲۱۳۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۷۷۰ الى قوله: صراط مستقيم۔ وما بعده حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف، عكرمة بن عمار روايته عن يحيىٰ ضعيفة، وهو مرسل، وتفسير همزه ونفخه ونفثه مدرجة في الحديث (انظر: ۲۵۲۲٦)

عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا قَامَ كَبَّرَ وَيَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔)) قَالَ يَحْيٰى: قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْثِهِ وَنَفْخِهِ۔)) قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ۔)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا هَمْزُهُ وَنَفْخُهُ وَنَفْثُهُ؟ قَالَ: ((أَمَّا هَمْزُهُ فَهٰذِهِ الْمُوتَةُ الَّتِي تَأْخُذُ بَنِي آدَمَ، وَأَمَّا نَفْخُهُ فَالْكِبْرُ، وَأَمَّا نَفْثُهُ فَالشِّعْرُ۔)) (مسند احمد: ٢٥٧٤١)

کس دعا سے شروع کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور یہ دعاء پڑھتے: ”اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اِهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔“ (اے اللہ! اے جبریل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! آسمان و زمین کو پیدا کرنے والے! غیب وحاضر کو جاننے والے! تو ہی اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہے، جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں، اپنے حکم سے اس حق کی طرف میری راہنمائی کر جس میں اختلاف کیا گیا ہے، یقیناً تو ہی جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے) یحیی کہتے ہیں: سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب رات کا قیام کرتے تو کہتے: ”اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْثِهِ وَنَفْخِهِ۔“ (اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، شیطان مردود سے، یعنی اس کے جنون، تکبر اور شعروں سے) مزید آپ ﷺ فرماتے تھے: ”شیطان مردود کے ”هَمْز“، ”نَفْخ“ اور ”نَفْث“ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کے ”هَمْز“، ”نَفْخ“ اور ”نَفْث“ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس کے ”هَمْز“ سے مراد لوگوں کو لگنے والی مرگی ہے، اس کے ”نَفْخ“ سے مراد تکبر ہے اور ”نَفْث“ سے مراد شعر ہے۔“

فوائد: ......اس حدیث میں ایک دعائے استفتاح اور ایک تعوذ کا بیان ہے۔ یہ تعوذ اس طرح بھی پڑھا جا سکتا ہے اور یہی الفاظ عام لوگوں کو یاد بھی ہیں: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ، مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ۔ (ابوداود: ٧٧٥، ترمذی: ٢٤٢) (میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود (کی شر) سے، اس کے خطرے سے،

اس کی پھونکوں سے اور اس کے وسوسے سے۔) یہ تعوذ بھی ثابت ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ (مصنف عبد الرزاق: ۲۵۸۹، الاوسط لابن المنذر: ۱۳۷۷) میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود (کے شر) سے۔

(۲۱۳۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَ وَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِي مَاقَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔))

(مسند احمد: ۲۷۱۰)

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز کے لئے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے: ”اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَ وَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِي مَاقَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ“ (اے اللہ! تیرے لئے تعریف ہے، تو ہی آسمان و زمین کو پیدا کرنے والا ہے، تیرے لئے ہی ہر قسم کی تعریف ہے، تو ہی آسمانوں و زمین اور جو ان میں ہے، ان سب کا رب ہے، تو حق ہے، تیری بات حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے اور قیامت حق ہے، اے اللہ تیرے لئے میں فرمانبردار ہوا، تیرے ساتھ میں ایمان لایا، تجھ پر میں نے توکل کیا، تیری طرف میں نے رجوع کیا ہے اور تیری توفیق سے میں نے جھگڑا کیا ہے اور تیری طرف ہی میں فیصلہ لے کر آیا ہوں، تو میرے لیے میرے وہ گناہ بخش دے، جو میں نے پہلے کیے، جو بعد میں کیے، جو پوشیدہ طور پر کیے اور جو ظاہری طور پر کیے، تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے۔)

(۲۱۳۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۱۲۰، ۶۳۱۷، ومسلم: ۷۶۹ (انظر: ۲۷۱۰، ۳۳۶۸)

(٢١٣٤) عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ رَمَقَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِيْ صَلَاتِهِ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا رَزَقْتَنِيْ۔)) (مسند احمد: ١٦٧١٦)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے تو نماز میں یہ دعا کر رہے تھے: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا رَزَقْتَنِيْ" (اے اللہ! میرے لیے میرے گناہ بخش دے، اور میرے لئے میرا گھر وسیع کر دے اور میرے لئے اس رزق میں برکت ڈال جو تو نے مجھے عنایت کیا ہے۔"

(٢١٣٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ نَوْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْجَنَابَةِ، أَيَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ؟ فَقَالَتْ: كُلَّ ذَالِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَمَا اِغْتَسَلَ فَنَامَ وَرُبَمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ، قَالَ: قُلْتُ لَهَا: كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ أَيَجْهَرُ أَمْ يُسِرُّ؟ قَالَتْ: كُلَّ ذَالِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ، وَرُبَمَا جَهَرَ وَرُبَمَا أَسَرَّ۔ (مسند احمد: ٢٥٦٧٥)

عبد اللہ بن ابی قیس کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا جنابت کی حالت میں سونا کیسے ہوتا تھا؟ کیا آپ سونے سے پہلے غسل کرتے؟ انہوں نے کہا: آپ اس طرح کرتے تھے کہ بسا اوقات غسل کر کے سو جاتے اور بسا اوقات وضو کر کے سو جاتے۔ میں نے ان سے پھر کہا: رات کو رسول اللہ ﷺ کی قراءت کیسے ہوتی تھی؟ کیا آپ بلند آواز سے قراءت کرتے تھے یا آہستہ آواز سے؟ انہوں نے کہا: آپ دونوں طرح کرتے تھے، بسا اوقات بآواز بلند قراءت کرتے تھے اور کبھی کبھار پست آواز میں کرتے تھے۔

فوائد: ......سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابوبکر! تیرے پاس سے میرا گزر ہوا، تم بالکل پست آواز میں نماز پڑھ رہے تھے۔" انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس ہستی کو تو سنا رہا تھا، جس سے میں سرگوشی کر رہا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تیرے پاس سے میرا گزر ہوا، تم بلند آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔" انھوں نے کہا: میں اونگھنے والے کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ابوبکر! تم اپنی آواز کو معمولی بلند کرو۔" اور عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم اپنی آواز کو معمولی پست کرو۔" (ابوداود: ١٣٢٩، ترمذی: ٤٤٧) معلوم ہوا کہ جب نمازی اکیلا نماز پڑھ رہا ہو تو دھیمی آواز کے ساتھ تلاوت کیا کرے۔

(٢١٣٤) تخريج: المرفوع منه حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة حال عبيد بن القعقاع، وقد اختلف فيه على شعبة (انظر: ١٦٥٩٩)

(٢١٣٥) تخريج: أخرجه مسلم: بقصة الغسل من الجنابة: ٣٠٧ (انظر: ٢٥١٦٠)

(۲۱۳۶) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَدَّنَ وَثَقُلَ يَقْرَأُ مَا شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا غَبَرَ مِنَ السُّوْرَةِ ثَلَاثُوْنَ أَوْأَرْبَعُوْنَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ سَجَدَ۔ (مسند احمد: ۲٤٦٩٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب عمر رسیدہ اور بھاری ہوگئے، تو جتنی اللہ تعالیٰ چاہتا آپ بیٹھ کر تلاوت کرتے اور جب سورت کی تیس یا چالیس آیتیں باقی رہ جاتیں تو کھڑے ہوجاتے اور ان کی تلاوت کر کے پھر سجدہ کرتے۔"

فوائد: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک ہی رکعت میں بیٹھنا اور پھر کھڑے ہو جانا درست ہے۔

(۲۱۳۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلَى لِسَانِهِ فَلَمْ يَدْرِ مَايَقُولُ فَلْيَضْطَجِعْ)) (مسند احمد: ۸۲۱٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی رات کا قیام کرے، لیکن (نیند کے غلبے کی وجہ سے) اس کی زبان پر قرآن مشکل ہوجائے اور اسے یہ سمجھ بھی نہ آرہی ہو کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے، تو وہ لیٹ جائے۔"

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ میں جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے، وہ تو واضح ہے، لیکن اس نقطہ پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ نماز کے اندر کتنی فکر مطلوب ہے، اگر ایک آدمی کو نیند تو نہ آرہی ہو اور وہ نماز میں تلاوت بھی کر رہا ہو، لیکن سرے سے اس کی تلاوت اور کہے ہوئے اذکار پر کوئی توجہ نہ ہو تو یہ ایسا شخص ہوگا جس کا جسم جاگ رہا ہوگا اور روح سوئی ہوئی ہوگی۔ اس باب میں استفتاح کی بعض دعاؤں کا ذکر ہے، ان کے علاوہ احادیث سے اور دعائیں بھی ثابت ہیں، بعض کا ذکر نمازوں کے ابواب میں اس عنوان "دعائے استفتاح اور قراءت سے پہلے تعوذ کا بیان" میں گزر چکا ہے۔

(۳) بَابُ مَارُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فِي صِفَةِ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث، جس میں رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کی کیفیت بیان کی گئی

(۲۱۳۸) عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ رضی اللہ عنہا وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ: فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہ کے پاس رات گزاری، یہ ان کی خالہ تھیں، وہ کہتے ہیں: میں تکیے کی چوڑائی والی طرف میں لیٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اہلیہ اس کی لمبائی والی طرف میں لیٹ گئے اور آپ ﷺ سو گئے، جب نصف رات یا اس

(۲۱۳٦) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۱٤۸، ومسلم: ۷۳۱ (انظر: ۲٤۱۹۱، ۲٤۲٥۸)

(۲۱۳۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۷۸۷ (انظر: ۸۲۳۱)

(۲۱۳۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۸۳، ۹۹۲، ۱۱۹۸، ومسلم: ۷٦۳ (انظر: ۲۱٦٤)

طُولِهَا، فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيْلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيْلٍ، اِسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوْئَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ الَّذِيْ صَنَعَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِيْ وَأَخَذَ أُذُنِي الْيُمْنٰى فَفَتَلَهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔ (مسند احمد: ٢١٦٤)

سے تھوڑا پہلے یا تھوڑا بعد کا وقت ہوا تو آپ ﷺ بیدار ہوئے اور بیٹھ گئے اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر نیند کو دور کرنے لگے، پھر آپ ﷺ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کی، بعد ازاں لٹکے ہوئے ایک مشکیزے کی طرف گئے اور اس سے بڑے اچھے انداز میں وضو کیا، پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے۔ سیدنا ابن عباس ؓ کہتے ہیں: میں بھی اٹھ کھڑا ہوا اور آپ ﷺ جیسا وضو کر کے آپ کی ایک جانب کھڑا ہوگیا، آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کر اسے بل دیا، پھر آپ نے دو رکعتیں پڑیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں ادا کیں، اور پھر وتر پڑھ کر لیٹ گئے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کے پاس مؤذن آیا، اس وقت آپ ﷺ اٹھے اور ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھیں اور پھر چلے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

فوائد: ......آپ ﷺ کا سیدنا ابن عباس ؓ کے کانوں کو مروڑنا، اس کی وجہ یہ تھی ان پر نیند غالب آ رہی تھی، اس سے بچوں کی تربیت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

روایات میں صراحت آ رہی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابن عباس ؓ کا کان پکڑ کر اسے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا تھ۔ وہ پہلے آپ کی بائیں جانب آ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ کان مروڑنے کی ظاہری وجہ تو یہ محسوس ہوتی ہے۔ و اللہ اعلم بالصواب۔ (عبداللہ رفیق)

(٢١٣٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ فَصَلّٰى أَرْبَعًا ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى أَرْبَعًا، قَالَ: ((نَامَ الْغُلَيِّمُ؟)) أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، قَالَ:

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: میں نے زوجۂ رسول سیدہ میمونہ ؓ، جو کہ میری خالہ ہیں، کے پاس رات گزاری، رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر گھر آ کر چار رکعتیں ادا کیں اور پھر سو گئے، پھر اٹھے اور چار رکعت نماز پڑھی اور پوچھا: ''کیا چھوٹا بچہ سویا ہوا ہے؟'' یا اس قسم کی بات کی،

(٢١٣٩) تخريج: أخرجه البخاري: ١١٧، ١٣٤٢ (انظر: ٣١٧٠)

فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ صَلَّى، خَمْسَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ أَوْ خَطِيطَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ۔ (مسند احمد: ٣١٧٠)

پس میں آیا اور آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے مجھے اپنے دائیں جانب کھڑا کر دیا، پھر آپ ﷺ نے پانچ رکعتیں ادا کیں، اس کے بعد دو رکعت نماز ادا کی اور پھر سو گئے اور اس قدر سوئے کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی، پھر آپ نمازِ فجر کے لیے تشریف لے گئے۔

(٢١٤٠) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَأَتَى حَاجَتَهُ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا بَيْنَ الْوُضُوءَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فَقُمْتُ فَتَمَطَّأْتُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَرَى أَنِّي كُنْتُ أَرْتَقِبُهُ، فَتَوَضَّأْتُ فَقَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَتَتَامَّتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ، فَأَتَاهُ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَسَارِي نُورًا، وَمِنْ فَوْقِي نُورًا، وَمِنْ تَحْتِي نُورًا، وَمِنْ أَمَامِي نُورًا، وَمِنْ خَلْفِي نُورًا، وَأَعْظِمْ لِي نُورًا۔)) قَالَ كُرَيْبٌ وَسَبْعٌ فِي التَّابُوتِ، قَالَ فَلَقِيتُ بَعْضَ وَلَدِ الْعَبَّاسِ فَحَدَّثَنِي بِهِنَّ فَذَكَرَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات گزاری، رسول اللہ ﷺ رات کو بیدار ہوئے، قضائے حاجت کی، پھر (صفائی اور نشاط کے لیے) چہرہ اور ہاتھ دھوئے، پھر اٹھ کر مشکیزے کے پاس آئے، اس کا تسمہ کھولا اور درمیانہ سا وضو کیا، بہرحال وضو مکمل ضرور تھا، پھر کھڑے ہوئے اور نماز شروع کر دی، میں بھی اٹھا اور میں نے انگڑائی لی (اور ظاہر کرایا کہ میں سو رہا تھا)، تاکہ آپ ﷺ کو اس چیز کا پتا نہ چلے کہ میں نے آپ ﷺ (کی حرکات و سکنات کو نوٹ کرنے کے لیے) آپ ﷺ پر نگاہ رکھی ہوئی ہے، بہرحال میں نے وضوء کیا، اُدھر آپ ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، میں بھی آیا اور آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے میرا کان پکڑ کر مجھے اپنی دائیں طرف گھما دیا، اس دن رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز تیرہ رکعات رہی، پھر آپ لیٹ کر سو گئے حتی کہ آپ ﷺ کے خراٹے سنائی دینے لگے، عام طور پر آپ جب بھی سوتے تو خراٹوں کی آواز آتی تھی، اتنے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاس آ کر آپ کو نماز کی اطلاع دی، پس آپ ﷺ نے اٹھ کر نماز پڑھی اور وضوء نہیں کیا، آپ ﷺ اپنی دعا میں یہ کہہ رہے تھے: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي

(٢١٤٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣١٦، ومسلم: ٧٦٣ (انظر: ٣١٩٤)

عَصَبِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ وَشَعْرِيْ وَبَشَرِيْ قَالَ وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۳۱۹٤)

نُوْرًا، وَعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا، وَعَنْ يَسَارِيْ نُوْرًا، وَمِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا، وَمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا، وَمِنْ أَمَامِيْ نُوْرًا، وَمِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا، وَأَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا۔" (اے اللہ! میرے دل میں، میری آنکھ میں، میرے کان میں، میری دائیں جانب، میری بائیں جانب، میرے اوپر، میرے نیچے، میرے سامنے اور میرے پیچھے نور بنا دے اور میرے لیے نور بڑا کر دے) کریب کہتے ہیں: سات چیزیں تابوت میں تھیں، (لیکن اب مجھے بھول گئی ہیں)، میں سیدنا عباس کے کسی بچے کو ملا، اس نے مجھے وہ چیزیں بیان کرتے ہوئے اس طرح ذکر کیں: "عَصَبِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ وَشَعْرِيْ وَبَشَرِيْ" (میرے پٹھے، میرے گوشت، میرے خون، میرے بال اور میرے چمڑے میں نور بنا دے) اور انھوں نے دو اور خصلتوں کا ذکر بھی کیا تھا۔

فوائد: ......کریب کہتے ہیں: "وَسَبْعٌ فِي التَّابُوتِ" (سات چیزیں تابوت میں ہیں) کا معنی ومفہوم مختلف فیہ ہے، حافظ ابن حجر نے کہا: ابن بطال اور داودی نے کہا: اس سے مراد سینہ ہے، ابن بطال نے یہ مثال بھی بیان کی کہ جیسے علم یاد کرنے والے شخص کو کہا جاتا ہے کہ اس کا علم تابوت میں رکھا ہوا ہے۔ امام نووی وغیرہ نے کہا: تابوت سے مراد دل کا احاطہ کرنے والی پسلیاں اور دوسری اشیا ہیں، ان کو اس تابوت سے تشبیہ دی گئی ہے، جس میں حفاظت سے سامان رکھا جاتا ہے، مرادی معنی یہ ہے کہ راوی یہ کہنا چاہتا ہے کہ سات کلمات اس کے دل میں تھے، لیکن وہ بھول گیا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد سات انوار ہیں، جو اس تابوت میں لکھے ہوئے تھے، جس میں بنی اسرائیل کے لیے سکینت تھی۔ ابن جوزی نے کہا: تابوت سے راوی کی مراد صندوق ہے، یعنی سات چیزیں اس کے پاس صندوق میں لکھی ہوئی، جو اسے اس وقت یاد نہیں ہیں۔ میں (ابن حجر) کہتا ہوں: آخری معنی کی تائید ابوعوانہ (۲/۳۱۲) کی اس روایت سے ہوتی ہے، جس کے مطابق کریب کہتے ہیں: اور چھ میرے پاس تابوت میں لکھے ہوئے ہیں۔ جبکہ قرطبی نے "المفھم" میں اور کوئی ایک نے بالیقین کہا ہے کہ تابوت سے مراد جسم ہے، یعنی سات مذکورہ چیزیں انسان کے جسم سے متعلقہ ہیں، بخلاف ان کے جو گزر گئی ہیں، کیونکہ ان کا تعلق معانی اور اعراض سے ہے، جیسے جہاتِ ستہ ہیں۔ داودی نے کہا: تابوت سے مراد صحیفہ ہے جو عباس کی اولاد کے پاس تھا۔ حدیث کے آخر میں "دو خصلتوں" سے مراد زبان اور نفس ہیں، جیسا کہ مسلم (۷٦۳) کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۱۱۷) آپ ﷺ نے مختلف جہات اور اعضاء

میں جس نور کا سوال کیا ہے، اس سے مراد حق کی وضاحت، اس کی روشنی اور اس کی طرف ہدایت ہے، آپ ﷺ نے اپنی جہاتِ ستہ اور بیشتر اعضاء کا تذکرہ کر کے نور کا سوال کیا ہے، تا کہ کہیں سے بھی ہدایت سے دور ہونے کی گنجائش نہ رہے۔

(۲۱٤۱) عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدِ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَيْتُ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ فَبِتُّ عِنْدَهَا فَوَجَدْتُ لَيْلَتَهَا تِلْكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءِ ثُمَّ دَخَلَ بَيْتَهُ فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلٰى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ، فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ رَأْسِيْ عَلٰى نَاحِيَةٍ مِنْهَا، فَاسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ فَإِذَا عَلَيْهِ لَيْلٌ فَسَبَّحَ وَكَبَّرَ حَتّٰى نَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ أَوْ قَالَ ثُلُثَاهُ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَضٰى حَاجَتَهُ، ثُمَّ جَاءَ إِلٰى قِرْبَةٍ عَلٰى شَجْبٍ، فِيْهَا مَاءٌ فَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ، قَالَ يَزِيْدُ حَسِبْتُهُ قَالَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ أَتٰى مُصَلَّاهُ فَقُمْتُ وَصَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ، ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُصَلِّيَ بِصَلَاتِهِ، فَأَمْهَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا عَرَفَ أَنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُصَلِّيَ بِصَلَاتِهِ لَفَتَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنی خالہ سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور ان کے پاس رات گزاری، اس رات کو رسول اللہ ﷺ کی باری انہی کے گھر تھی، رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر اپنے گھر میں داخل ہوئے اور چمڑے کے ایک تکیے پر سر رکھا اور سو گئے، اس تکیے میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے، میں آیا اور اس کے کنارے پر سر رکھ کر سو گیا، جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ابھی تک تو رات کا بڑا حصہ باقی ہے، اس لیے آپ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کا ذکر کرتے کرتے سو گئے، پھر آپ بیدار ہوئے، یہ نصف یا دو تہائی رات گزر جانے کا وقت تھا، رسول اللہ ﷺ اٹھے، قضائے حاجت کی، پھر لکڑیوں پر لٹکے ہوئے ایک مشکیزے کی طرف آئے، اس میں پانی تھا، آپ ﷺ نے تین مرتبہ کلی کی، تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھایا، تین مرتبہ چہرہ دھویا اور تین تین مرتبہ بازو دھوئے اور اپنے سر اور کانوں کا مسح کیا، پھر پاؤں بھی تین تین بار دھوئے، پھر اپنی جائے نماز کی طرف آ گئے، میں بھی اٹھا اور ایسے ہی کیا جیسے آپ ﷺ نے کیا تھا، پھر میں آ کر آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا، میں چاہتا تھا کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھوں، رسول اللہ ﷺ کچھ دیر تو ٹھہرے رہے، لیکن جب آپ نے جان لیا کہ میں بھی آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتا ہوں تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ موڑ کر

(۲۱٤۱) تخريج: حديث حسن، وهذا اسناد ضعيف، عباد بن منصور ضعيف لسوء حفظه وتغيره و تدليسه۔ أخرجه ابن خزيمة: ١٠٩٤، وأخرج ابوداود قصة الوضوء فقط: ١٣٣ (انظر: ٣٤٩٠)

يَمِينِهِ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي حَتَّى أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا رَأَى أَنَّ عَلَيْهِ لَيْلاً رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّ الْفَجْرَ قَدْ دَنَا قَامَ فَصَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ أَوْتَرَ بِالسَّابِعَةِ، حَتَّى إِذَا ضَاءَ الْفَجْرُ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ وَضَعَ جَنْبَهُ فَنَامَ حَتَّى سَمِعْتُ فَخِيخَهُ ثُمَّ جَاءَ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ فَخَرَجَ فَصَلَّى وَمَا مَسَّ مَاءً، فَقُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ: مَا أَحْسَنَ هٰذَا، فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: أَمَا وَاللَّهِ! لَقَدْ قُلْتُ ذَاكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: مَهْ، إِنَّهَا لَيْسَتْ لَكَ وَلَا لِأَصْحَابِكَ، إِنَّهَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنَّهُ كَانَ يُحْفَظُ۔ (مسند احمد: ٣٤٩٠)

میرا کان پکڑا اور مجھے گھما کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا، پھر آپ ﷺ نے جب تک سمجھا کہ ابھی تک رات باقی ہے، دو رکعتیں پڑھتے رہے، پھر جب سمجھا کہ فجر قریب آ چکی ہے، تو اٹھ کر چھ رکعات ادا کیں اور ساتواں وتر پڑھا، پھر جب فجر روشن ہوئی تو اٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں، پھر اپنے پہلو پر سو گئے، حتیٰ کہ مجھے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز آنے لگی، اتنے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے پاس آ کر آپ کو نمازِ فجر کی اطلاع دی، آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لے گئے اور نماز ادا کی، لیکن پانی کو تو چھوا تک نہیں۔ یہ سن کر عکرمہ نے سعید بن جبیر سے کہا: یہ تو بڑی اچھی بات ہے (کہ آپ ﷺ نے سونے کے بعد وضو نہیں کیا)۔ لیکن سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: خبردار! اللہ کی قسم! میں نے یہی بات سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کی تھی، لیکن انھوں نے کہا تھا: رہنے دو اس بات کو، یہ رخصت نہ تیرے لیے ہے اور نہ تیرے ساتھیوں کے لیے، یہ صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے تھی، کیونکہ آپ ﷺ کی حفاظت کی جاتی تھی۔

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ میں ایک نئی چیز کا ذکر موجود ہے، اور وہ یہ کہ اگر بندے کو رات کو جاگ آ جائے اور وہ دوبارہ سونا چاہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تکبیر کرتے ہوئے دوبارہ سو جانا چاہیے۔ یہ نبی کریم ﷺ کا خاصہ تھا کہ نیند آپ ﷺ کے لیے ناقضِ وضو نہیں تھی، کیونکہ آپ ﷺ کا دل بیدار رہتا تھا۔ رہا مسئلہ آپ ﷺ کے امتیوں کا تو ان کے لیے نیند ناقضِ وضو ہے۔

(٢١٤٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ حَدَّثَ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَنَظَرَ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي آلِ عِمْرَانَ ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اللہ کے نبی ﷺ کے ہاں ایک رات گزاری، آپ ﷺ رات کو بیدار ہوئے اور باہر آ کر آسمان کی طرف دیکھا اور سورۂ آل عمران کی یہ آیات تلاوت کیں: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ......

(٢١٤٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٦ (انظر: ٢٤٨٨، ٣٢٧٦)

اَللَّيْلِ وَالنَّهَارِ...... حَتّٰى بَلَغَ ......سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ اضْطَجَعَ ثُمَّ رَجَعَ أَيْضًا فَنَظَرَ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ، ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى۔ (مسند احمد: ٣٢٧٦)

......سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ پھر گھر کی طرف واپس آئے، مسواک کیا، وضوء کیا اور پھر قیام شروع کر دیا، پھر لیٹ گئے، پھر جب دوبارہ جاگے تو باہر گئے، آسمان کی طرف دیکھ کر یہی آیات تلاوت کیں، پھر واپس آئے، وضو کیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔

فوائد:......رات کو بیدار ہونے کے بعد سورۂ آل عمران کی آخری آیات کی تلاوت کرنا، اذکار کی بحثوں میں اس کا تذکرہ آئے گا، اس حدیثِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب یہ آیات تلاوت کی جائیں تو ایک دفعہ آسمان کی طرف دیکھا جائے تا کہ ان آیات میں جن مخلوقات کا ذکر ہے، حسبِ امکان وہ بھی سامنے ہوں اور مخلوقات کے الق کی طرف توجہ کرنے کا بھی ایک انداز آسمان کی طرف نظر اٹھانا ہے کیونکہ وہ آسمانوں کے اوپر ہے۔

(٢١٤٣) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كُنْتُ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ مَعَهُ عَلٰى يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهِ ثُمَّ صَلّٰى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً حَزَرْتُ قَدْرَ قِيَامِهِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ۔﴾ (مسند احمد: ٣٤٥٩)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھا، نبی کریم ﷺ اٹھ کر رات کو نماز پڑھنے لگے، میں بھی آپ کے ساتھ آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا، لیکن آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کر دیا، پھر آپ ﷺ نے تیرہ رکعت نماز پڑھی، میرے اندازے کے مطابق آپ ﷺ کی ہر رکعت سورۂ مزمل کے برابر تھی۔

(۴) بَابُ مَارُوِیَ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فِيْ صِفَةِ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز بیان کی گئی ہے

(٢١٤٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يُصَلِّيْ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٤٥١٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھ کر نماز پڑھتے تو ہلکی پھلکی دو رکعتوں سے اپنے قیام کا آغاز کرتے۔

(٢١٤٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابو داود: ١٣٦٥ (انظر: ٣٤٥٩)
(٢١٤٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٧٦٧ (انظر: ٢٤٠١٧)

فوائد: ...... یہ دو رکعتیں قیام اللیل کی تمہید ہیں، ان سے نمازی قیام کے لیے مستعد اور نشیط ہو جاتا ہے، درج ذیل حدیثِ مبارکہ میں اس انداز میں دو رکعتیں پڑھنے کا حکم بھی دیا گیا ہے: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ فَلْيَبْدَأْ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔)) ''جب تم میں سے کوئی آدمی رات کو نماز پڑھنے لگے تو وہ ہلکی پھلکی دو رکعتوں سے اپنے قیام کی ابتدا کرے۔'' (مسلم: ۷۶۸)

(۲۱۴۵) وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ فِي كُلِّ اثْنَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ وَيَسْجُدُ فِي سُبْحَتِهِ بِقَدْرِ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ بِخَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْأُولَى مِنْ أَذَانِهِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ فَيَخْرُجَ مَعَهُ۔ (مسند احمد: ۲٤۹٦٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نمازِ عشاء سے نمازِ فجر تک کل گیارہ رکعات پڑھتے تھے، ہر دو رکعتوں میں سلام پھیرتے اور ایک وتر پڑھتے تھے، اس نماز میں آپ ﷺ کا ایک ایک سجدہ پچاس پچاس آیتوں کے برابر ہوتا، جب مؤذن پہلی اذان سے فارغ ہوتا تو آپ اٹھ کر ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھتے اور پھر اپنی دائیں جانب پر لیٹ جاتے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس مؤذن آ جاتا، پھر آپ ﷺ اس کے ساتھ مسجد میں تشریف لے جاتے۔

فوائد: ...... اس سے اذان مراد ہے۔ حدیث میں اقامت کو بھی اذان کہا گیا ہے اور وہ بعد میں ہوتی ہے گویا وہ دوسری اذان ہے تو اس جگہ اقامت نہیں اذان مراد ہے جس کے بعد آپ ﷺ فجر کی دو رکعت ادا کرتے تھے۔

(۲۱٤٦) عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَسَأَلَهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِالتَّاسِعَةِ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ وَذَكَرَتِ الْوُضُوءَ أَنَّهُ كَانَ يَقُومُ إِلَى صَلَاتِهِ فَيَأْمُرُ بِطُهْرِهِ وَسِوَاكِهِ فَلَمَّا بَدَّنَ صَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ وَأَوْتَرَ بِالسَّابِعَةِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ

سعد بن ہشام سے روایت ہے، وہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: آپ ﷺ رات کو آٹھ رکعت نماز پڑھتے، نواں یعنی ایک رکعت وتر ادا کرتے اور اس کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے، پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وضو کا ذکر کیا، رات کو نماز کے لیے اٹھنے کی وجہ سے آپ ﷺ وضو کے پانی اور مسواک کا اہتمام کر دینے کا حکم دیتے تھے، پھر جب آپ ﷺ عمر رسیدہ ہو گئے تو چھ رکعات ادا کرتے،

(۲۱٤٥) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابوداود: ۱۳۳٦، ۱۳۳۷، والنسائی: ۲/ ۳۰، وابن ماجه: ۱۱۷۷، ۱۳٥۸ (انظر: ۲٤٤٦۱)

(۲۱٤٦) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه النسائی مختصرا: ۳/ ۲٤۲ (انظر: ۲٤٦٥۸)

وَهُوَ جَالِسٌ، قَالَتْ: فَلَمْ يَزَلْ عَلٰى ذَالِكَ حَتّٰى قُبِضَ، قُلْتُ: إِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنِ التَّبَتُّلِ فَمَا تَرَيْنَ فِيْهِ؟ قَالَتْ: فَلَا تَفْعَلْ، أَمَا سَمِعْتَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً﴾ فَلَا تَبَتَّلْ، قَالَ فَخَرَجَ وَقَدْ فَقُهَ فَقَدِمَ الْبَصْرَةَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى خَرَجَ إِلٰى أَرْضِ مَكْرَانَ فَقُتِلَ هُنَاكَ عَلٰى أَفْضَلِ عَمَلِهِ۔ (مسند احمد: ٢٥١٦٥)

ساتواں وتر پڑھتے اور دو رکعتیں بیٹھ کر ادا کرتے، پھر آپ ﷺ اسی روٹین پر برقرار رہے کہ وفات پا گئے۔ سعد بن ہشام نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: میں آپ سے (عبادت میں مشغول ہونے کے لیے) شادی نہ کرنے کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا: ایسے نہیں کرنا، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً﴾ (اور یقیناً ہم نے آپ سے پہلے کئی رسول بھیجے ہیں اور ہم نے ان کے لئے بیویاں اور اولادیں بنائیں)، لہٰذا تبتّل نہیں کرنا۔ اس طرح سعد بن ہشام فقیہ بن گئے اور پھر بصرہ روانہ ہو گئے، لیکن کچھ دن ہی ٹھہرے تھے کہ پھر مکران کے علاقہ کی طرف گئے اور وہاں اپنے سب سے بہتر عمل پر شہید ہو گئے۔

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی لوگوں کو چاہیے کہ وہ رات کو وضو کے پانی اور مسواک وغیرہ کا اہتمام کر کے سوئیں، مسواک کی اہمیت کا اندازہ لگانا چاہیے، وضوتو نماز کی شرط ہے، چونکہ اس آیت سے یہ پتہ چل رہا ہے کہ انبیاء ورسل نے شادیاں کیں، بلکہ کئی ہستیوں کی ایک سے زائد بیویاں تھیں، پھر ان کی اولادیں ہوئیں، جبکہ وہ سب سے بڑھ کر عبادت کرنے والے بھی تھے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کی رہنمائی کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کی ہے، اس طرح سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے استدلال کر کے سعد بن ہشام کو مسئلہ سمجھا اور کیا خوب استدلال کیا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ نے کس گہرے فہم سے قرآن مجید کا مطالعہ کیا ہوا تھا۔

(٢١٤٧) عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ: سَأَلْتُ الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيْدَ عَمَّا حَدَّثَتْهُ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِيْ آخِرَهُ، ثُمَّ إِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلٰى أَهْلِهِ قَضٰى حَاجَتَهُ ثُمَّ نَامَ قَبْلَ

ابو اسحاق کہتے ہیں: میں نے اسود بن یزید سے اس چیز کے بارے میں پوچھا، جو انہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے حوالے سے بیان کی تھی، انھوں نے جواب دیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا: آپ رات کے ابتدائی حصہ میں سوتے اور اس کے آخر میں جاگتے تھے، پھر اگر

(٢١٤٧) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه البخارى: ، مسلم: ٧٣٩ دون لفظة: قبل ان يمس ماء، واخرجه هذه اللفظ ابوداود، والنسائى وابن ماجه (انظر: ٢٤٧٠٦)

أَنْ يَمَسَّ مَاءً، فَإِذَا كَانَ عِنْدَ النِّدَاءِ الْأَوَّلِ قَالَتْ: وَثَبَ، وَلَا وَاللّٰهِ! مَاقَالَتْ قَامَ، فَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَلَا وَاللّٰهِ! مَاقَالَتْ اِغْتَسَلَ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا تُرِيْدُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جُنُبًا تَوَضَّأَ وُضُوءَ الرَّجُلِ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٥٢١٣)

آپ ہم بستری کی ضرورت محسوس کرتے تو حق زوجیت ادا کر کے سو جاتے، جبکہ پانی کو چھوا تک نہ ہوتا، جب پہلی اذان ہوتی تو یوں سمجھیں کہ اچھل پڑتے، اپنے اوپر پانی بہاتے اور اگر جنبی نہ ہوتے تو عام نماز والا وضو کرتے اور پھر دو رکعتیں ادا کرتے۔ راوی کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ نے یہ نہیں کہا کہ آپ ﷺ کھڑے ہوتے اور غسل کرتے، جبکہ مجھے علم تھا کہ آپ رضی اللہ عنہا کیا کہنا چاہتی ہیں۔

(٢١٤٨) عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ، فَقَالَتْ: كَانَ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلّٰى۔ (مسند احمد: ٢٥٢٩٩)

مسروق کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: جب آپ ﷺ آواز دینے والے مرغے کو سنتے تو اٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔

فوائد:...... عام طور پر مرغے نصف رات یا آخری ایک تہائی یا آخری چھٹے حصے میں آواز نکالتے ہیں۔

(٢١٤٩) عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِاللَّيْلِ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ ثُمَّ يُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَنَامُ، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ وَضُوْئُهُ مُغَطًّى وَسِوَاكُهُ، اِسْتَاكَ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَقَامَ فَصَلّٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِيهِنَّ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَاشَاءَ اللّٰهُ مِنَ الْقُرْآنِ، فَلَا يَقْعُدُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَإِنَّهُ يَقْعُدُ فِيهَا فَيَتَشَهَّدُ ثُمَّ يَقُومُ وَلَا يُسَلِّمُ، فَيُصَلِّي رَكْعَةً وَاحِدَةً ثُمَّ يَجْلِسُ فَيَتَشَهَّدُ وَيَدْعُوْ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمَةً

زرارۃ بن اوفی کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا: آپ عشاء کی نماز پڑھتے، پھر اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے اور سو جاتے، رات کو جب آپ ﷺ بیدار ہوتے اور آپ کے پاس وضو کا ڈھکا ہوا پانی اور مسواک پڑی ہوتی، آپ ﷺ مسواک کر کے وضو کرتے اور آٹھ رکعات ادا کرتے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ اتنی قراءت کرتے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتی، آپ ﷺ یہ تمام رکعات اکٹھی ادا کرتے اور آٹھویں کے بعد بیٹھ جاتے، تشہد پڑھتے، پھر سلام پھیرے بغیر نویں رکعت کے لیے کھڑے ہو جاتے اور ایک رکعت پڑھ کر تشہد میں بیٹھ جاتے، تشہد پڑھتے اور دعائیں

(٢١٤٨) تخريج: أخرجه البخاري: ١١٣٢، ومسلم: ٧٤١ (انظر: ٢٤٦٢٨)

(٢١٤٩) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٣٤٦، ١٣٤٧، والنسائي: ٣/ ٦٠، ١٩٩ (انظر: ٢٤٢٦٩، ٢٥٩٨٧)

وَّاحِدَةً ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ)) يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ حَتّٰى يُوقِظَنَا، ثُمَّ يُكَبِّرُ وَهُوَ جَالِسٌ فَيَقْرَأُ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَيُصَلِّي جَالِسًا رَكْعَتَيْنِ، فَهٰذِهِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، فَلَمَّا كَثُرَ لَحْمُهُ وَثَقُلَ جَعَلَ التِّسْعَ سَبْعًا لَا يَقْعُدُ إِلَّا كَمَا يَقْعُدُ فِي الْأُولٰى وَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَاعِدًا، فَكَانَتْ هٰذِهِ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ۔ (مسند احمد: ٢٦٥١٤)

کرتے، پھر ''السلام علیکم'' کہہ کر ایک سلام پھیرتے اور آواز کو اتنا بلند کرتے حتیٰ کہ ہمیں جگا دیتے، پھر آپ ﷺ بیٹھے بیٹھے تکبیر تحریمہ کہہ کر قراءت شروع کر دیتے اور بیٹھ کر ہی دو رکعت ادا کرتے، یہ آپ ﷺ کی گیارہ رکعت نماز ہوتی تھی، جب آپ ﷺ کا گوشت زیادہ ہوگیا اور آپ ﷺ بھاری ہوگئے تو آپ نے نو کے بجائے سات رکعت قیام کیا، ان کو بھی لگاتار ادا کرتے اور پہلے طریقے کی طرح (چھ رکعات کے بعد) تشہد میں بیٹھتے تھے، پھر بیٹھ کر دو رکعتیں ادا کرتے، اس کے بعد آپ ﷺ کی یہی نماز جاری رہی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دے دی۔

فوائد: ......اس حدیث سے نمازِ وتر کی سات اور نو رکعتیں ثابت ہوئیں، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ ان میں ایک سلام پھیرنا بھی درست ہے۔

(٢١٥٠) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: قُلْتُ لِأُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَائِمًا يَرْفَعُ صَوْتَهُ كَأَنَّهُ يُوْقِظُنَا بَلْ يُوْقِظُنَا، ثُمَّ يَدْعُو بِدُعَاءٍ يُسْمِعُنَا، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ۔ (مسند احمد: ٢٦٥١٥)

(دوسری سند) سعد بن ہشام کہتے ہیں: میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کیسے تھی؟ انہوں نے کہا: آپ عشاء کی نماز پڑھتے، پھر پہلے کی طرح حدیث ذکر کی، البتہ اس میں یہ الفاظ ہیں: پھر آپ ﷺ کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھتے اور اس میں اپنی آواز کو بلند رکھتے، ایسے لگتا تھا کہ آپ ہمیں بیدار کر رہے ہیں، بلکہ آپ ﷺ ہمیں بیدار کردیتے تھے، پھر آپ دعا کرتے اور ہم سن رہے ہوتے اور پھر بلند آواز سے ایک سلام پھیرتے۔

(٢١٥١) عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: وَأَيُّكُمْ يَسْتَطِيْعُ مَا كَانَ

علقمہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسی تھی؟ انھوں نے کہا: تم سے کون اس چیز کی استطاعت رکھتا ہے، جو رسول اللہ ﷺ کو حاصل تھی،

(٢١٥٠) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه مختصرا ابوداود: ٥٦، ١٣٤٩، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢٥٩٨٨)

(٢١٥١) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٤٦٦، ومسلم: ٧٨٣ (انظر: ٢٤١٦٢)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَطِيْعُ، كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً۔ (مسند احمد: ٢٤٦٦٣)

آپ ﷺ کا عمل ہمیشگی والا ہوتا تھا۔

(٢١٥٢) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ ؓ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَتْ: مَارَأَيْتُهُ كَانَ يُفَضِّلُ لَيْلَةً عَلٰى لَيْلَةٍ۔ (مسند احمد: ٢٥٤٦٨)

(دوسری سند) ابراہیم کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا: میں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ کسی ایک رات کو کسی دوسری رات پر فضیلت دیتے ہوں۔

فوائد: ...... دوسری سند والی روایت ضعیف ہے، لیکن سیدہ عائشہ ؓ کی یہ حدیث اس کا شاہد بن جاتی ہے کہ آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ قیام نہیں کرتے تھے۔ (بخاری: ١١٤٧، ٢٠١٣، مسلم: ٧٣٨) یعنی زیادہ تر آپ ﷺ کا قیام گیارہ رکعت رہا۔ رہا مسئلہ قیام کی کیفیت کا، تو اس میں تبدیلی آتی رہتی تھی، بسا اوقات آپ ﷺ طویل قیام کرتے اور کبھی کبھار زیادہ لمبا نہیں کرتے تھے، البتہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اس معاملے میں سب سے زیادہ محنت کرتے تھے۔

(٢١٥٣) عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ اِضْطَجَعَ، فَإِنْ كُنْتُ يَقْظَانَةً تَحَدَّثَ مَعِي وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً نَامَ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ۔ (مسند احمد: ٢٤٥٧٣)

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات کو نماز پڑھتے تھے، جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو لیٹ جاتے، لیکن اگر میں جاگ رہی ہوتی تو میرے ساتھ باتیں کرتے اور اگر میں سوئی ہوئی ہوتی تو آپ بھی سو جاتے، یہاں تک کہ مؤذن آپ ﷺ کے پاس آجاتا۔

(٢١٥٤) عَنْ مُسْلِمِ بْنِ مِخْرَاقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّ نَاسًا يَقْرَأُ أَحَدُهُمُ الْقُرْآنَ فِيْ لَيْلَةٍ مَرَّتَيْنِ أَوْثَلَاثًا؟ فَقَالَتْ: أُولٰئِكَ قَرَءُوْا وَلَمْ يَقْرَءُوْا، كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْمُ اللَّيْلَةَ التَّمَامَ، فَيَقْرَأُ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَسُوْرَةَ آلِ عِمْرَانَ وَسُوْرَةَ

مسلم بن مخراق کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ ؓ سے کہا: اے ام المومنین! یقیناً کچھ لوگ ایسے ہیں، جن میں سے بعض تو ایک رات میں دو تین مرتبہ قرآن پڑھ لیتے ہیں، انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے پڑھ کر بھی نہیں پڑھا، جب رسول اللہ ﷺ ساری رات قیام کرتے تو پھر آپ سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء کی تلاوت کر سکتے ہوتے، اور اس

(٢١٥٢) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابراهيم بن يزيد النخعي لم يسمع من عائشة، ورواية مغيرة عنه ضعيفة۔ أخرجه ابن راهويه في "مسنده": ١٦٣٧ (انظر: ٢٤٩٥٥)

(٢١٥٣) تخريج: أخرجه البخاري: ١١٦١، ١١٦٨، ومسلم: ٧٤٣ (انظر: ٢٤٠٧٢)

(٢١٥٤) تخريج: حديث صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة حال مسلم بن مخراق۔ أخرجه ابن المبارك في "مسنده": ٥٨، والبيهقي: ٢/ ٣١٠ (انظر: ٢٤٦٠٩، ٢٤٨٧٥)

النِّسَاءِ، ثُمَّ لَا يَمُرُّ بِآيَةٍ فِيهَا اسْتِبْشَارٌ إِلَّا دَعَا اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَرَغِبَ وَلَا يَمُرُّ بِآيَةٍ فِيهَا تَخْوِيفٌ إِلَّا دَعَا اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَاسْتَعَاذَ. (مسند احمد: ٢٥٣٨٧)

میں بھی جب آپ ﷺ کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں بشارت ہوتی، تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور رغبت کا اظہار کرتے، اور جب کسی ایسی آیت سے گزرتے کہ جس میں تخویف ہوتی، تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور اس کی پناہ طلب کرتے۔

فوائد: ...... ''جنہوں نے پڑھ کے بھی نہیں پڑھا'' سے مراد یہ ہے کہ ان لوگوں نے بظاہر تو قرآن مجید پڑھا ہے، لیکن اس کے معنی و مفہوم کو سمجھنے کے لحاظ سے گویا کہ نہیں پڑھا، دوسری احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کم از کم تین دنوں میں قرآن مجید پڑھا جا سکتا ہے اور زیادہ سے زیادہ چالیس دنوں میں قرآن مجید کی ایک دفعہ تلاوت ہو جانی چاہیے۔

(٥) بَابُ مَارُوِیَ عَنْ غَيْرِهِمَا فِيْ صِفَةِ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ

رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں سیدنا عبد اللہ بن عباس اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ دوسرے صحابہ سے مروی احادیث

(٢١٥٥) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا رَوْحٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ ابْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعِ بْنِ الْعَمْيَاءِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلصَّلَاةُ مَثْنٰى مَثْنٰى تَشَهَّدُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَبَأَّسُ وَتَمَسْكَنُ وَتُقْنِعُ يَدَيْكَ وَتَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَللّٰهُمَّ، فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَالِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ.)) قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ صَلَاتُهُ خِدَاجٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا الْإِقْنَاعُ؟ فَبَسَطَ يَدَيْهِ كَأَنَّهُ يَدْعُوْ. (مسند احمد: ١٧٦٦٤)

سیدنا مطلب سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نماز دو دو رکعتیں ہے، ہر دو رکعتوں میں تو تشہد پڑھے، تنگی اور مسکینی کا اظہار کرے اور تو اپنے ہاتھ اٹھائے اور کہے: اے اللہ! اے اللہ! (پھر اپنی دعا کرے) اور جو اس طرح نہیں کرے گا اس کی نماز ناقص ہو گی۔'' شعبہ کہتے ہیں: میں نے کہا: یعنی اس کی نماز ناقص ہو گی؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، پھر میں نے ان سے کہا: ''اِقْنَاع'' سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے اس طرح اپنے ہاتھ پھیلائے کہ گویا وہ دعا کر رہے ہیں۔

(٢١٥٥) تخریج: اسناده ضعیف لجهالة عبد الله بن نافع بن العمياء۔ أخرجه ابوداود: ١٢٩٦، وابن ماجه: ١٣٢٥ (انظر: ١٧٥٢٣)

(۲۱۵۶) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ رَبِيْعَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَإِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ فَلْيَتَشَهَّدْ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لِيُلْحِفْ فِي الْمَسْأَلَةِ، ثُمَّ إِذَا دَعَا فَيَتَسَاكَنْ وَلْيَتَبَأَّسْ وَلْيَتَضَعَّفْ فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَالِكَ فَذَاكَ الْخِدَاجُ أَوْ كَالْخِدَاجِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۶۶۷)

(دوسری سند) سیدنا مطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعتیں ہے اور جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو ہر دو رکعتوں کے بعد تشہد کے لیے بیٹھے، پھر وہ اصرار کے ساتھ مانگنے، پھر جب دعا کرے تو مسکینی ہے ظاہر کرے، تنگی کی حالت بنا لے اور کمزوری کا اظہار کرے، جو اس طرح نہیں کرے گا، تو وہ ناقص ہے یا ناقص کی طرح ہے۔''

(۲۱۵۷) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اَلصَّلَاةُ مَثْنٰى مَثْنٰى وَتَشَهَّدُ وَتُسَلِّمُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، ......)) الحديث بنحوما تقدم۔ (مسند احمد: ۱۷۶۶۹)

(تیسری سند) آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز دو دو رکعتیں ہے اور تو ہر دو رکعتوں کے تشہد کے لیے بیٹھے اور سلام پھیرے، ......) پھر پہلے کی طرح کی حدیث بیان کی۔

فوائد: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے، البتہ دو رکعتوں کے بعد تشہد اور دوسرے اذکار کے احکام واضح ہیں۔

(۲۱۵۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ فَلْيَبْدَأْ (وَفِي رِوَايَةٍ فَلْيَفْتَتِحْ صَلَاتَهُ) بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ)) (مسند احمد: ۷۱۷۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی رات کو نماز پڑھنے لگے تو وہ ہلکی پھلکی دو رکعتوں کے ساتھ اپنے قیام کی ابتدا کرے۔''

(۲۱۵۹) عَنْ شُرَحْبِيْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ فِي قِصَّةِ رُجُوْعِهِمْ مِنْ غَزْوَةِ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ: ثُمَّ أَخَذْتُ بِزِمَامِ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، جو کہ غزوہ حدیبیہ سے واپسی کا واقعہ بیان کر رہے ہیں، کہتے ہیں: پھر میں نے آپ ﷺ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی اور اسے بٹھا دیا، آپ ﷺ کھڑے

(۲۱۵٦) تخريج: اسناده ضعيف جدا لجهالة عبد الله بن نافع بن العمياء، ولضعف يزيد بن عياض، وقد كذبه مالك وغيره، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۱۷۵۲٦)

(۲۱۵۷) تخريج: اسناده ضعيف، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۱۷۵۲۸)

(۲۱۵۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۷٦۸ (انظر: ۷۱۷٦)

(۲۱۵۹) تخريج: حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف لضعف شرحبيل بن سعد الخطمي المدني۔ أخرجه ابن ابي شيبة: ۲/ ٤۹۱، وابن خزيمة: ۱۱٦۵، وابن حبان: ۲٦۲۹، وعبد الرزاق: ٤۷۰۵ بألفاظ مختلف فيها، و أخرج بنحوه مسلم ضمن حديث طويل: ۳۰۱۰ (انظر: ۱۵۰٦٤)

نَـاقَتِهِ ﷺ فَـأَنَـخْتُهَـا، فَقَامَ فَصَلَّى الْعَتَمَةَ وَجَابِرٌ فِيْمَا ذَكَرَ إِلَى جَنْبِهِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَجْدَةً۔ (مسند احمد: ۱۵۱۳۰)

ہوئے اور نمازِ عشاء ادا کی۔ اس وقت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پہلو میں تھے، پھر آپ ﷺ نے تیرہ رکعت نماز پڑھی۔

(۲۱۶۰) عَـنْ صَـفْـوَانَ بْـنِ الْـمُـعَـطَّـلِ السُّلَمِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِـيْ سَـفَـرٍ، فَرَمَقْتُ صَلَاتَهُ لَيْلَةً، فَصَلَّى الْـعِشَـاءَ الْآخِـرَةَ ثُمَّ نَامَ، فَلَمَّا كَانَ نِصْفُ اللَّيْلِ اسْتَيْـقَـظَ فَتَلَا الْآيَـاتِ الْـعَشْرَ، آخِرَ سُـورَـةِ آلِ عِـمْـرَانَ، ثُمَّ تَسَوَّكَ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثُمَّ قَـالَ: فَـصَـلّٰـى رَكْـعَتَيْنِ، فَلَا أَدْرِي أَقِيَامُهُ أَمْ رُكُوعُهُ أَمْ سُجُودُهُ أَطْوَلُ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ، ثُمَّ لَـمْ يَـزَلْ يَفْعَلُ كَمَا يَفْعَلُ أَوَّلَ مَرَّةٍ حَتّٰى صَلّٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً۔ (مسند احمد: ۲۳۰۴۰)

سیدنا صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، میں نے رات کے وقت آپ کی نماز پر نگاہ رکھی، آپ نے نمازِ عشاء پڑھی اور سو گئے، جب نصف رات ہوئی تو آپ ﷺ بیدار ہوئے اور سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت کیں، پھر مسواک کر کے وضو کیا اور دو رکعتیں پڑھیں، میں نہیں جانتا کہ ان میں آپ کا قیام زیادہ طویل تھا یا رکوع یا سجدہ، پھر آپ نماز سے فارغ ہو کر سو گئے، پھر آپ ﷺ بار بار بیدار ہوتے رہے اور پہلی مرتبہ کی طرح عمل کرتے رہے، یہاں تک کہ کل گیارہ رکعتیں ہو گئیں۔

فوائد: ......آج کل کے نمازیوں اور تہجد گزاروں میں یہ سنت مفقود ہے کہ ان کے رکوع و سجود تین تسبیحات سے زیادہ نہیں ہوتے اور وہ بھی روایتی سی معلوم ہوتی ہیں، درحقیقت رکوع و سجود اللہ تعالیٰ کے سامنے بڑی عاجزی کا مقام ہیں، اس لیے ان کو لمبا کرنا چاہیے۔ اس حدیثِ مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رات کی ہر بیداری کے بعد سورۂ آل عمران کی آخری آیات کی تلاوت کرنی چاہیے۔

(۲۱۶۱) عَـنْ أَبِيْ أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَـانَ يَسْتَاكُ مِنَ اللَّيْلِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَإِذَا قَامَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ صَلّٰى أَرْبَعَ رَكَـعَـاتٍ لَا يَتَـكَلَّمُ وَلَا يَأْمُرُ بِشَيْءٍ، وَيُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۳۹۳۷)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو دو یا تین مرتبہ مسواک کرتے اور جب رات اٹھ کر نماز پڑھتے تو چار رکعت ادا کرتے، ان میں نہ کلام کرتے اور نہ کسی چیز کا حکم دیتے اور ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے تھے۔

(۲۱۶۰) تـخـريـج: حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف، عبد الله بن جعفر بن نجيح ضعيف، وابو بكر بن عبد الرحمن بن الحارث لم يسمع من صفوان۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ۷۳۴۳ (انظر: ۲۲۶۶۳)

(۲۱۶۱) تـخـريـج: اسـنـاده ضعيف جدا، واصل بن السائب و ابو سورة ابن اخي ابي ايوب مجمع على تـضـعـيـفـهـما، وقيل: لايعرف لأبي سمرة سماع من ابي ايوب۔ أخرجه عبد بن حميد: ۲۱۹، والطبراني: ۴۰۶۶، وابن ابي شيبة: ۱/ ۱۷۰ (انظر: ۲۳۵۴۰)

فوائد:...... یہ بات تو ثابت ہے کہ آپ ﷺ وقفے وقفے سے دو دو کر کے چار چار رکعتیں ادا کرتے تھے، لیکن پہلی دو رکعتوں سے سلام پھیرنے کے بعد کلام کرنے یا نہ کرنے کی کوئی پابندی نہیں ہے، اتفاقا ایسی بات ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی ہو سکتی۔

(٢١٦٢) عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ وَقِرَاءَتِهِ، فَقَالَتْ: مَالَكُمْ وَلِصَلَاتِهِ وَبِقِرَاءَتِهِ، كَانَ يُصَلِّي قَدْرَ مَا يَنَامُ، وَيَنَامُ قَدْرَ مَا يُصَلِّي، وَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا۔ (مسند احمد: ٢٧٠٩٩)

یعلی بن مملک کہتے ہیں: میں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز اور قراءت کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا: تمہارا آپ ﷺ کی نماز اور قراءت سے کیا تعلق ہے، آپ ﷺ جتنا سوتے تھے، اتنی نماز پڑھتے اور جتنی نماز پڑھتے تھے، اتنا سوتے تھے، پھر وہ آپ کی قراءت کی کیفیت بیان کر رہی تھیں کہ وہ ایک ایک حرف کے لحاظ سے بالکل واضح ہوتی تھی۔

فوائد:...... ''تمہارا آپ ﷺ کی نماز اور قراءت سے کیا تعلق ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی رات کی نماز اور قراءت تمہارے بس سے بڑھ کر ہے، تم اس کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ ان ابواب کی اور دیگر کئی احادیث سے آپ ﷺ کے قیام اللیل کی کیفیت و کمیت اور معیار و مقدار کا اندازہ ہو جاتا ہے اور قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرنے کا مسئلہ واضح ہے۔

(٢١٦٣) عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ قَالَ: سُئِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ سِتَّ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔ (مسند احمد: ١٢٣٤)

عاصم بن ضمرہ کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: آپ رات کو سولہ رکعات پڑھتے تھے۔

(٢١٦٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ سِتَّ عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى الْمَكْتُوبَةِ۔ (مسند احمد: ١٢٤١)

(دوسری سند) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو فرض نماز کے علاوہ سولہ رکعات پڑھتے تھے۔

(٢١٦٢) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة يعلى بن مملك۔ أخرجه بتمامه ومختصرا ابوداود: ١٤٦٦، والترمذي: ٢٩٢٣، والنسائي: ٢/ ١٨١، ٣/ ٢١٤ (انظر: ٢٦٥٢٦)

(٢١٦٣) تخريج: اسناده قوي، لكن قوله في هذا الحديث "من الليل" خطأ من أحد الرواة ولعله من ابي اسحاق نفسه (انظر: ١٢٣٤)

(٢١٦٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول (انظر: ١٢٤١)

فوائد: ......اس حدیث میں رات کا ذکر کرنا کسی راوی کی غلطی ہے، آپ ﷺ دن کو جو نفلی نماز پڑھتے تھے، ان کی رکعات کی تعداد سولہ تھی، اس کی تفصیل کا ذکر اس عنوان کے تحت دوسری حدیث میں گزر چکا ہے: ''نبی کریم ﷺ کے دن کے نفل اور فرضوں کی سنتوں کا جامع بیان''

(۲۱٦۵) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ التَّطَوُّعِ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَبِالنَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔ (مسند احمد: ۱۲٦۱)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (رات) کو آٹھ رکعت نفل نماز اور دن کو بارہ رکعت ادا کرتے تھے۔

فوائد: ......ابو اسحاق سے صحیح اسانید سے مروی روایات میں دن میں سولہ رکعت نفلی نماز کا ذکر ہے، جیسا کہ پچھلی حدیث کی شرح میں حوالہ دیا گیا ہے۔

(۲۱٦٦) عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ رضی اللہ عنہ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ: مَاكُنَّا نَشَاءُ أَنْ نَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْنَاهُ وَمَا كُنَّا نَشَاءُ أَنْ نَرَاهُ قَائِمًا إِلَّا رَأَيْنَاهُ وَكَانَ يَصُوْمُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى نَقُوْلَ لَايُفْطِرُ مِنْهُ شَيْئًا وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلُ لَا يَصُوْمُ مِنْهُ شَيْئًا۔ (مسند احمد: ۱۲۰۳۵)

حمید کہتے ہیں: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں سوال کیا گیا، انہوں نے کہا: ہم نہیں چاہتے تھے کہ رات کو آپ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھیں، مگر ہم آپ کو اُیسے ہی دیکھ لیتے اور ہم نہیں چاہتے تھے کہ ہم آپ کو سویا ہوا دیکھیں مگر ہم آپ کو ایسے بھی دیکھ لیتے، اور آپ ﷺ کسی مہینہ میں اتنے روزے رکھنا شروع کر دیتے کہ ہم کہتے کہ اب آپ ﷺ اس ماہ کا کوئی روزہ ترک نہیں کریں گے، لیکن پھر جب آپ ﷺ روزے ترک کرنا شروع کرتے تو ہم کہتے کہ اب اس ماہ کا کوئی روزہ نہیں رکھیں گے۔

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ نہ آپ ﷺ ساری رات سوئے رہتے اور نہ ساری رات قیام کرتے، بلکہ وقفے وقفے سے دونوں کام کرتے رہتے، اس طرح کوئی آپ ﷺ کو قیام کرتے دیکھ لیتا اور کوئی سوتے ہوئے دیکھ لیتا۔

مطلب یہ ہے کہ آپ ایک عادت پر استمرار نہیں کرتے تھے۔ کبھی رات کے ایک حصہ میں قیام کر رہے ہیں، تو اس حصہ میں قیام کرنے کی عادت بدل دیتے۔ دیکھنے والا سمجھتا کہ اس وقت میں آپ کی عادت قیام کرنے کی ہے تو قیام کر رہے ہوں گے لیکن آپ نے اس وقت قیام کی بجائے آرام کرنا شروع کر دیا ہوتا۔ اسی طرح آرام کے حوالے سے ایک

(۲۱٦۵) تخريج: سعيد بن خثيم وفضيل بن مرزوق صدوقان يهمان۔ أخرجه ابويعلى: ٤٩٥ (انظر: ۱۲٦۱)

(۲۱٦٦) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۱٤۱ (انظر: ۱۲۰۱۲)

وقت کی عادت بدل دیتے۔ گویا کبھی پہلی رات آرام کرنے کی عادت بدل کر قیام کرنا شروع کر دیا کبھی درمیانی رات قیام کرنے کی عادت بدل کر آرام کرنا شروع کر دیا۔ وَ عَلٰی هٰذَا الْقِيَاسِ . (عبداللہ رفیق)

(٢١٦٧) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبِ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: كُنْتُ أَبِيْتُ عِنْدَ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أُعْطِيْهِ وَضُوْءَهُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ كُنْتُ أَنَامُ فِيْ حُجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْمَعُهُ بَعْدَ هَوِيٍّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَاَسْمَعُهُ بَعْدَ هَوِيٍّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (وَفِي رِوَايَةٍ:) ثُمَّ يَقُوْلُ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ)) الْهَوِيَّ۔ (مسند احمد: ١٦٦٩٢)

سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے پاس رات گزارتا تھا تاکہ آپ ﷺ کو وضو کا پانی دے سکوں، ایک روایت میں ہے: میں نبی کریم ﷺ کے حجرے میں سویا کرتا تھا، میں آپ کو رات کا ایک حصہ گزرنے کے بعد "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہتے ہوئے سنتا اور پھر رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" کہتے ہوئے سنتا اور ایک روایت میں ہے: میں آپ کو رات کا کچھ حصہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ" کہتے ہوئے سنتا۔

فوائد: ......اس حدیث سے ثابت یہ ہوا کہ نمازِ تہجد کی ساری کیفیات اور اذکار میں طوالت ہوتی تھی۔

❁❁❁❁

(٢١٦٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه الترمذی: ٣٤١٦، والنسائی: ٣/ ٢٠٩، وابن ماجه: ٣٨٧٩، والطيالسی: ١١٧٢ (انظر: ١٦٥٧٤، ١٦٥٧٥)

أَبْوَابُ الْوِتْرِ
وتر کے ابواب

(۱) بَابُ مَاجَاءَ فِيْ فَضْلِ الْوِتْرِ وَتَأْكِيْدِهِ وَحُكْمِهِ
وتر کی فضیلت، تاکید اور حکم کا بیان

(۲۱۶۸) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَاأَهْلَ الْقُرْآنِ! أَوْتِرُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ۔)) (مسند احمد: ۸۷۷)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اہل قرآن! وتر پڑھا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ وتر (طاق) ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔''

فوائد: ......احادیثِ مبارکہ سے نمازِ وتر کی یہ تعداد ثابت ہے: ۱، ۳، ۵، ۷، ۹۔ یہ پانچوں کمیتیں طاق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات بھی طاق ہے، اگرچہ وہ صرف ایک ہے، تین یا پانچ نہیں، لیکن اس سے یہ اندازہ ہو جانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو توحید کس قدر پسند ہے کہ جو چیز طاق ہے، اللہ تعالیٰ اس سے اس وجہ سے محبت کرتا ہے کہ وہ بھی طاق ہے۔ سبحان اللہ۔ اس سے ان لوگوں کو متنبہ ہو جانا چاہیے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص چیزوں کو مخلوق کے لیے ثابت کرتے ہیں، مثلا: بشر کو عالم الغیب کہنا، بندے کے لیے نذر و نیاز کرنا، مردوں سے مدد مانگنا، مخلوق کے ماوراء الاسباب سننے کا قائل ہونا اور اس وجہ سے اس کو پکارنا۔ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ وتر نفلی نماز ہے، آپ سے گزارش ہے کہ درج ذیل تمام احادیث اور ان کے تحت ذکر کردہ فوائد کا بغور مطالعہ کریں۔

(۲۱۶۹) عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے)

(۲۱۶۸) تخريج: اسناده قوي، ابن ابي زائدة قد توبع۔ أخرجه ابوداود: ۱٤۱٦، وابن ماجه: ۱۱٦۹، والترمذي: ٤٥۳، والنسائي: ۳/ ۲۲۸ (انظر: ۸۷۷، ۱۲٦۲)

(۲۱٦۹) تخريج: صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف عبد الله بن عمر العمري۔ أخرجه البزار: ۷٤۳ (انظر: ٥۸۸۰)

33/2

وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ۔)) قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَصْنَعُ شَيْئًا إِلَّا وِتْرًا۔ (مسند احمد: ٥٨٨٠)

نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ہر کام میں وتر (یعنی طاق) کا خیال رکھتے تھے۔

(٢١٧٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ٧٤٩٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ کی اسی طرح کی ایک حدیث بیان کی ہے۔

فوائد: ......اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ((ان للہ تسعة و تسعين اسما، مئة غير واحد، من احصاها دخل الجنة، انه وتر يحب الوتر۔)) یعنی: ''بیشک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، یعنی ایک کم سو، جس نے ان کو یاد کر لیا وہ جنت میں داخل ہوگا، بیشک اللہ تعالیٰ وتر (طاق) ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔

(٢١٧١) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا۔)) (مسند احمد: ٩٧١٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو وتر نہیں پڑھتا، وہ ہم سے نہیں ہے۔''

(٢١٧٢) عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا۔)) قَالَهَا ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ٢٣٤٠٧)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین بار فرمایا: ''وتر حق ہے، جو وتر نہیں پڑھتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

فوائد: ......ہم نے ان دونوں احادیث کا حکم (ارواء الغلیل: ٢/ ١٤٧) سے نقل کیا ہے، جناب شعیب الارنؤوط نے اس کو ''حسن لغیرہ'' قرار دیا ہے، لیکن پہلی حدیث کا ضعف سخت ہے۔

(٢١٧٣) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ أَنَّ ابْنَ مُحَيْرِيزٍ الْقُرَشِيَّ ثُمَّ الْجُمَحِيَّ أَخْبَرَهُ وَكَانَ بِالشَّامِ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ مُعَاوِيَةَ،

ابن محیریز جمحی شام میں تھے، انھوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی پایا تھا، انھوں نے بتایا کہ بنو کنانہ کے مخدجی آدمی نے بتلایا کہ شام میں سکونت پذیر ایک انصاری آدمی ابو محمد نے کہا کہ وتر

(٢١٧٠) تخريج: أخرجه البخاری: ٦٤١٠، ومسلم: ٢٦٧٧ (انظر: ٧٥٠٢)

(٢١٧١) تخريج: ضعيف، الخليل بن مرة ضعفه يحيیٰ والنسائی وقال البخاری: منكر الحديث، وفی الاسناد انقطاع، معاوية بن قرة لم يسمع من أبی هريرة۔ أخرجه اسحاق بن راهويه: ٩٧، وابن ابی شيبة: ٢/ ٢٩٧ (انظر: ٩٧١٧)

(٢١٧٢) تخريج: ضعيف، ابو المنيب العتكی، قال البخاری: عنده مناكير۔ أخرجه ابوداود: ١٤١٩ (انظر: ٢٣٠١٩)

(٢١٧٣) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٤٢٠، والنسائی: ١/ ٢٣٠، وابن ماجه: ١٤٠١ (انظر: ٢٢٦٩٣)

فَـأَخْبَرَهُ أَنَّ الْمُخْدِجِيَّ رَجُلاً مِنْ بَنِي كِنَانَةَ أَخْبَـرَهُ أَنَّ رَجُلاً مِـنَ الْأَ نْصَارِ كَانَ بِالشَّامِ يُكَنّٰى أَبَا مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ، فَـذَكَـرَ الْـمُـخْدِجِيُّ أَنَّهُ رَاحَ إِلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ فَذَكَرَلَهُ أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ: اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ، فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ: كَـذَبَ أَبُـو مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَـعَـالَـى عَـلَـى الْـعِبَادِ مَنْ أَتَى بِهِنَّ، لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اِسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهُ عِـنْـدَ الـلّٰـهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْـجَـنَّةَ، وَمَـنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ الـلّٰـهِ عَهْـدٌ، إِنْ شَـاءَ عَـذَّبَـهُ وَإِنْ شَـاءَ غَفَرَلَهُ۔)) (مسند احمد: ٢٣٠٦٩)

واجب ہے، یہ سن کر مخدجی، سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان کو بتایا کہ ابو محمد انصاری کہہ رہا ہے کہ وتر واجب ہے۔ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو محمد نے جھوٹ بولا ہے، میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''پانچ نمازیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے بندوں پر فرض کیا ہے، جس نے ان کو ادا کیا اور کسی کے حق کو کمزور سمجھتے ہوئے ان میں سے کسی نماز کو ضائع نہیں کیا، تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لئے یہ عہد ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا، لیکن جس نے ان کو ادا نہ کیا تو اس کے لئے اللہ کے ہاں کوئی عہد نہیں ہے، اگر اس نے چاہا تو اسے عذاب دے گا اور چاہا تو بخش دے گا۔''

(٢١٧٤) عَـنْ نَـافِـعٍ سَأَلَ رَجُلٌ اِبْنَ عُمَرَ عَـنِ الْـوِتْرِ أَوَاجِبٌ هُوَ؟ فَقَالَ: أَوْتَرَ رَسُولُ الـلّٰهِ ﷺ وَالْـمُـسْـلِـمُـوْنَ۔ (مسند احمد: ٥٢١٦)

جناب نافع کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے وتر کے بارے میں سوال کیا کہ کیا یہ نماز واجب ہے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اور مسلمانوں نے نمازِ وتر پڑھی ہے۔

(٢١٧٥) (وَمِـنْ طَـرِيـقٍ ثَـانٍ) قَالَ رَجُلٌ لِابْـنِ عُـمَـرَ: أَرَأَيْـتَ الْوِتْرَ أَسُنَّةٌ هُوَ؟ قَالَ: مَـا سُـنَّةٌ؟ أَوْتَـرَ رَسُـولُ الـلّٰـهِ ﷺ وَأَوْتَـرَ الْمُسْلِمُونَ، قَالَ: لَا، أَسُنَّةٌ هُوَ؟ قَالَ: مَهْ، أَتَـعْـقِـلُ؟ أَوْتَـرَ رَسُـولُ الـلّٰـهِ ﷺ وَأَوْتَـرَ

(دوسری سند) ایک آدمی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: وتر کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا وہ سنت ہے؟ انہوں نے کہا: ''سنت'' کیا ہوتی ہے؟ بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز وتر پڑھی ہے اور مسلمانوں نے بھی یہ نماز پڑھی ہے۔ اس نے کہا: نہیں، نہیں، میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا وہ سنت

(٢١٧٤) تـخـريـج: اسـنـاده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابن أبي شيبة: ٢/ ٢٩٥، ١٤/ ٢٣٦، ومالك في "المؤطا": ١/ ١٢٤ بلاغا، وابن عدي في "الكامل": ٥/ ١٦٨٠ (انظر: ٤٨٣٤، ٥٢١٦)

(٢١٧٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

الْمُسْلِمُونَ۔ (مسند احمد: ٤٨٣٤)

ہے؟ انہوں نے فرمایا: ٹھہر جا ذرا، کیا تیری عقل کام کرتی ہے؟ میں کہہ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ وتر پڑھی ہے اور مسلمانوں نے بھی ہے، (لہٰذا ہمیں پڑھنی چاہیے)۔

(٢١٧٦) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ التَّنُوْخِيِّ قَاضِيْ إِفْرِيْقِيَةَ أَنَّ مُعَاذَ ابْنَ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَدِمَ الشَّامَ وَأَهْلُ الشَّامِ لَا يُوْتِرُوْنَ، فَقَالَ لِمُعَاوِيَةَ: مَا لِي أَرٰى أَهْلَ الشَّامِ لَا يُوتِرُونَ؟ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: وَوَاجِبٌ ذَالِكَ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((زَادَنِيْ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةً وَهِيَ الْوِتْرُ، وَوَقْتُهَا مَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلٰى طُلُوْعِ الْفَجْرِ)) (مسند احمد: ٢٢٤٤٦)

قاضی افریقہ عبد الرحمٰن بن رافع تنوخی سے روایت ہے کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ شام میں آئے، جبکہ اہل شام وتر نہیں پڑھتے تھے، انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا وجہ ہے کہ اہل شام وتر نہیں پڑھتے؟ انھوں نے کہا: کیا یہ نماز ان پر ضروری ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے رب نے مجھے ایک اور نماز دی ہے اور وہ وتر ہے اور اس کا وقت عشاء سے لے کر فجر کے طلوع ہونے تک ہے۔

(٢١٧٧) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَلْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَالصَّلَاةِ وَلٰكِنَّهُ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ۔ (مسند احمد: ٧٦١)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وتر کی نماز فرضی نمازوں کی طرح حتمی نہیں ہے، بلکہ یہ سنت ہے، جسے رسول اللہ ﷺ نے مسنون قرار دیا ہے۔

فوائد: ...... نماز وتر کے واجب یا سنت ہونے کے بارے میں مذکورہ بالا اور دیگر کئی احادیث پائی جاتی ہیں، چونکہ بعض احادیث میں نماز وتر کا حکم بھی دیا گیا ہے، اسی قسم کی حدیث پر بحث کرتے شیخ البانی کہتے ہیں: اس حدیث میں نماز وتر پڑھنے کا حکم دیا گیا اور امر کا ظاہری معنی وجوب کا تقاضا کرتا ہے، احناف اسی کے قائل ہے، لیکن جمہور علما کے نزدیک نمازِ وتر واجب نہیں، بلکہ مستحب ہے۔ اگر انتہائی قطعی دلائل کی روشنی میں ایک دن اور رات میں حصر کے ساتھ صرف پانچ فرض نمازوں کا تذکرہ نہ ہوتا تو احناف کا قول برحق ہوتا۔ لیکن ایک دن میں صرف پانچ نمازوں کی فرضیت پر دلالت کرنے والی احادیث کی روشنی میں یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اس حدیثِ مبارکہ میں دیا گیا حکم وجوب کے لیے نہیں، بلکہ استحباب کی تاکید کے لیے ہے۔ اس تاویل پر حیرانگی کی ضرورت نہیں کیونکہ احادیث مبارکہ میں مذکورہ کئی اوامر کو قطعی دلائل سے کم اہمیت والے قرائن کی روشنی میں وجوب سے پھیر دیا گیا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس معاملے

(٢١٧٦) تخريج: المرفوع منه صحيح، وهذا اسناد ضعيف، عبيد الله بن زحر وعبد الرحمن بن رافع التنوخي ضعيفان، ثم انه منقطع، عبد الرحمن بن رافع لم يدرك معاذا (انظر: ٢٢٠٩٥)

(٢١٧٧) تخريج: اسناده قوي۔ أخرجه الترمذي: ٤٥٣، ٤٥٤، وابن ماجه: ١١٦٩، والنسائي: ٣/ ٢٢٨ (انظر: ٧٦١، ١٢٦٢)

احناف نے خود امر کے حقیقی معانی سے انحراف کیا ہے اور نماز وتر کو پانچ نمازوں کی طرح واجب نہیں قرار دیا۔ ان کا خیال ہے کہ فرض نمازوں اور سنت نمازوں کے درمیان کا مرتبہ نماز وتر کا ہے، ثبوت کے لحاظ سے یہ نماز، فرض نمازوں سے کمزور اور تاکید کے اعتبار سے سنت نمازوں سے قوی ہے۔ واضح رہے کہ حنفیوں کے اس قول کی بنیاد ان کی مخصوص اور جدید اصطلاح پر ہے، صحابہ کرام اور سلف صالحین اس اصطلاح سے غیر متعارف تھے۔ اِن کا خیال ہے کہ ثبوت اور ثواب کے لحاظ سے واجب اور فرض میں فرق ہے، ان کی کتب میں مزید تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔ احناف کی اصطلاح کا مطلب یہ ہوا کہ وتر کی نماز ترک کرنے والے کو فرض نماز ترک کرنے والے کی بہ نسبت کم عذاب دیا جائے گا، یہی ان لوگوں کے تقلیدی مسلک کا تقاضا ہے۔ اِن سے پوچھا جائے گا کہ جب ایک بدو نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنے عزم کا یوں اظہار کیا تھا کہ وہ ان پانچ فرض نمازوں کی ادائیگی میں کوئی کمی نہیں کرے گا، لیکن ان سے زیادہ بھی نہیں پڑھے گا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ آدمی اپنے دعوے میں سچا ہے تو کامیاب ہو جائے گا۔'' (بخاری، مسلم) سوال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صرف پانچ نمازوں کی ادائیگی پر کامیابی کی جو بشارت سنائی ہے، کیا اس کے ساتھ وتر کی نماز ترک کرنے کی وجہ سے عذاب بھی ہوگا؟ کوئی شک نہیں کہ بدو کے عزم پر کامیابی و کامرانی کی بشارت سنانا وتر کو غیر واجب ثابت کرنے کے لیے کافی ہے، اسی لیے جمہور علما کا اِس نماز کے سنت ہونے اور واجب نہ ہونے پر اتفاق ہے اور یہی مسلک برحق ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم خیر خواہی کرتے ہوئے اور وعظ و نصیحت کرتے ہوئے کہیں گے کہ نمازِ وتر کا اہتمام کیا جائے اور اس معاملے میں کاہلی و سستی برتنے سے گریز کیا جائے۔ واللہ اعلم۔ (صحیحہ: ۱۰۸)

مزید دو دلائل پر غور کریں

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تھا، تو ان کو جو ہدایات دی تھیں، ان میں سے ایک یہ تھی: ((فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوٰاتٍ فِيْ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ۔)) یعنی: ''ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔'' (صحیح بخاری، صحیح مسلم)) ہمارے نزدیک وتر کے واجب نہ ہونے کی سب سے واضح دلیل یہی حدیث ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے اپنی وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے سیدنا معاذ کو یمن کی طرف بھیجا تھا، لیکن صرف پانچ نمازوں کی تعلیم دینے کی ہدایت کی تھی۔ قارئین کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ وتر نمازِ عشاء کا حصہ نہیں ہے، بلکہ یہ رات کی علیحدہ نماز ہے، اگر اس کو فرض سمجھا جائے تو ایک دن رات میں چھ نمازیں بنتی ہیں، جبکہ آپ ﷺ اپنی زندگی کے آخری ایام میں پانچ نمازوں کی تلقین کر رہے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ اَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهُ وَيُوْتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ اَنَّهُ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهَا الْمَكْتُوْبَةَ۔ ......رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نفلی نماز پڑھتے تھے، جس جہت کی طرف وہ متوجہ ہوتی (آپ ﷺ اس چیز کی کوئی پروا نہ کرتے تھے) اور آپ ﷺ نمازِ وتر بھی سواری پر ادا کر

لیتے تھے، لیکن فرضی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ (مسلم: ۷۰۰) اس حدیث سے پتہ چل رہا ہے کہ وتر نفل ہیں، کیونکہ آپ ﷺ سواری پر اس کی ادائیگی کر لیتے تھے، جبکہ آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ صرف نفلی نماز سواری پر پڑھا کرتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ مجبوری میں فرض نماز بھی سواری پر ادا کی جا سکتی ہے۔

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اہل نجد میں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ......، اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ۔)) قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: ((لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ۔)) ......ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔'' اس نے کہا: کیا مجھ پر کوئی اور نماز فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، الا یہ کہ تم نفل پڑھو۔'' یہ ساری باتیں سن کر اس آدمی نے کہا تھا کہ میں نہ ان (فرائض) میں کمی کروں گا اور نہ ان سے زیادہ کچھ کروں گا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اگر یہ آدمی اپنے دعوے میں سچا ہے تو کامیاب ہو جائے گا۔'' (بخاری، مسلم) شیخ البانی نے اسی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے۔ امام احمد، امام شافعی، امام مالک اور جمہور علما کا بھی یہی مسلک ہے کہ وتر کا حکم سنت مؤکدہ کا ہے۔ مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ کہنا درست ہے کہ وتر نفلی نماز ہے، چونکہ یہ دلائل قوی ہیں، اس لیے جن احادیثِ مبارکہ میں نمازِ وتر کا حکم دیا گیا ہے، اس حکم سے مراد استحباب لیں گے، نہ کہ وجوب، مذکورہ بالا احادیث اس حکم کو وجوب سے استحباب کی طرف پھیرنے کے لیے قرینہ صارفہ ہیں۔

(۲) بَابُ مَاجَاءَ فِي وَقْتِهِ
وتر کے وقت کا بیان

(۲۱۷۸) عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ جُمُعَةٍ فَقَالَ: إِنَّ أَبَا بَصْرَةَ حَدَّثَنِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ زَادَكُمْ صَلَاةً وَهِيَ الْوِتْرُ، فَصَلُّوْهَا فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ۔)) قَالَ أَبُوْ تَمِيمٍ: فَأَخَذَ بِيَدِي أَبُوْذَرٍّ فَسَارَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَى أَبِي بَصْرَةَ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا قَالَ عَمْرٌو؟ قَالَ أَبُوْبَصْرَةَ: أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۴۳۵۲)

ابو تمیم جیشانی سے روایت ہے کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا: سیدنا ابو بصرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک نماز اور دی ہے اور وہ وتر ہے، تم اس کو نمازِ عشاء اور نمازِ فجر کے درمیانے وقت میں ادا کیا کرو۔'' ابو تمیم کہتے ہیں: سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد میں سیدنا ابو بصرۃ رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور ان سے کہا: جو بات سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کیا آپ نے وہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، انھوں نے کہا: ہاں، میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

(۲۱۷۸) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه الطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۴۴۹۲، والطبرانی: ۲۱۶۸ (انظر: ۲۳۸۵۱)

(۲۱۷۹) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَان) بِنَحْوِهِ وَزَادَ: فَانْطَلَقْنَا إِلٰى أَبِيْ بَصْرَةَ فَوَجَدْنَاهُ عِنْدَ الْبَابِ الَّذِي يَلِي دَارَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ أَبُوْذَرٍ: يَا أَبَا بَصْرَةَ! أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ زَادَكُمْ صَلَاةً، صَلُّوْهَا فِيْمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلٰى صَلَاةِ الصُّبْحِ، الْوِتْرُالْوِتْرُ۔))؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ۲۷۷۷۱)

(دوسری سند)اسی طرح ہی ہے، البتہ کچھ تفصیل اس طرح ہے: تو ہم سیدنا ابو بصرہ رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور ان کو اس دروازے کے پاس پایا جو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب تھا، سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو بصرہ! کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک اور نماز دی ہے، تم اس کو نماز عشاء اور نمازِ فجر کے درمیانی وقت میں ادا کیا کرو، وہ وتر ہے، وہ وتر ہے۔''؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، انہوں نے پھر کہا: کیا آپ نے آپ ﷺ سے سنا تھا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، انہوں نے پھر کہا: کیا آپ نے واقعی آپ ﷺ سے سنا تھا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

(۲۱۸۰) عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ضِفْتُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَتَنَاوَلَ امْرَأَتَهُ فَضَرَبَهَا وَقَالَ: يَا أَشْعَثُ! اِحْفَظْ عَنِّيْ ثَلَاثًا، حَفِظْتُهُنَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: لَاتَسْأَلِ الرَّجُلَ فِيْمَ ضَرَبَ امْرَأَتَهُ وَلَا تَنَمْ إِلَّا عَلٰى وِتْرٍ وَنَسِيْتُ الثَّالِثَةَ۔ (مسند احمد: ۱۲۲)

اشعث بن قیس کہتے ہیں: میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مہمان بنا، پہلے تو انہوں نے اپنی بیوی کو پکڑ کر مارا اور پھر کہا: اے اشعث! تین چیزیں مجھ سے یاد کرلو، میں نے یہ رسول اللہ ﷺ سے یاد کی تھیں، آدمی سے یہ سوال مت کرو کہ اس نے اپنی بیوی کو کیوں مارا ہے، وتر ادا کیے بغیر نہ سوؤ اور تیسری بات میں بھول گیا ہوں۔

فوائد: …… یہ روایت تو ضعیف ہے، بہرحال جس آدمی کو نہ جاگنے کا خطرہ ہو اس کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ سونے سے پہلے نمازِ وتر ادا کرلیا کرے، لیکن اس نماز کو رات کے آخری ایک تہائی میں ادا کرنا افضل ہے۔

(۲۱۸۱) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوتِرُ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَفِي وَسَطِهِ وَفِي آخِرِهِ، ثُمَّ ثَبَتَ لَهُ الْوِتْرُ فِي آخِرِهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۱۸)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کبھی تو رات کے ابتدائی حصے، کبھی درمیانی حصے میں اور بسا اوقات آخری حصے میں وتر ادا کرتے تھے، پھر بعد میں آپ ﷺ کا وتر کے آخری حصہ رات میں ہی ہوتا تھا۔

(۲۱۷۹) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه الحارث فی "مسنده": ۲۲۷، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۲۷۲۲۹)

(۲۱۸۰) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عبد الرحمن المسلمی۔ أخرجه ابوداود: ۲۱۴۷، وابن ماجه: ۱۹۸۶ (انظر: ۱۲۲)

(۲۱۸۱) تخريج: اسناده قوی۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۱۸۶ (انظر: ۶۵۳)

فوائد: ...... یہ حدیث مسند احمد میں دوسرے مقامات میں بھی موجود ہے، ان میں آخری جملہ ان الفاظ کے ساتھ ہے: ”فانتھی وترہ الی السحر“) یا ”وانتھی وترہ الی آخر اللیل“ کہ آپ ﷺ کی نمازِ وتر پڑھنے کا وقت سحری تک یا رات کے آخری حصہ تک پہنچ جاتا تھا۔۔

(۲۱۸۲) وَعَنْهُ اَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي زَوَائِدِ عَبْدِ اللّٰهِ عَلٰى مُسْنَدِ اَبِيْهِ مِثْلُهُ۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی اسی طرح کی ایک اور حدیث بیان کی، ہے جو مسند احمد کی حدیث جیسی اور ”زوائد عبداللہ“ میں ہے۔

(۲۱۸۳) وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَ يُوْتِرُ عِنْدَ الْأَذَانِ وَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ) عِنْدَ الْإِقَامَةِ۔ (مسند احمد: ٦٥٩)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اذان کے وقت وتر پڑھتے اور اقامت کے وقت فجر کی دو سنتیں ادا کرتے تھے۔

فوائد: ...... اگر اذان اور اقامت کے وقت سے مراد یہ ہو کہ اذان سے پہلے پہلے وتر پڑھ لیتے اور اقامت سے پہلے پہلے فجر کی سنتیں پڑھ لیتے، تو اس روایت کا مفہوم درست ہوگا۔

(۲۱۸٤) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْوِتْرُ بِلَيْلٍ۔)) (مسند احمد: ١١٠١٤)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”وتر رات کی نماز ہے۔“

(۲۱۸۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِأَبِيْ بَكْرٍ: ((مَتٰى تُوْتِرُ؟)) قَالَ: أَوَّلَ اللَّيْلِ بَعْدَ الْعَتَمَةِ، قَالَ: ((فَأَنْتَ يَاعُمَرُ؟)) قَالَ: آخِرَ اللَّيْلِ، قَالَ: ((أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَابَكْرٍ! فَأَخَذْتَ بِالثِّقَةِ وَأَمَّا أَنْتَ يَاعُمَرُ! فَأَخَذْتَ بِالْقُوَّةِ)) (مسند احمد: ١٤٣٧٤)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تم کب وتر پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا: رات کے شروع میں ہی عشاء کی نماز کے بعد، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عمر! تم کب پڑھتے ہو؟“ انہوں نے کہا: رات کے آخر میں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوبکر! تم نے احتیاط کو اور اے عمر! تم نے قوت کو اختیار کیا ہے۔“

(۲۱۸۳) تخریج: اسناده ضعيف، الحارث بن عبد الله الاعور ضعيف، وشريك بن عبد الله القاضي توبع في هذا الحديث۔ أخرجه ابن ماجه: ١١٤٧ (انظر: ٦٥٩)

(۲۱۸٤) تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه مسلم بلفظ ((أوتروا قبل أن تصبحوا۔)): ٧٥٤ (انظر: ١١٠٠١، ١١٠٩٧)

(۲۱۸۵) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ١٢٠٢، الطيالسى: ١٦٧١ (انظر: ١٤٣٢٣)

(٢١٨٦) عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ ؓ كَانَ يَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰى بِاللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ وِتْرًا، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِذَالِكَ، فَإِذَا كَانَ الْفَجْرُ فَقَدْ ذَهَبَتْ كُلُّ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَالْوِتْرُ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَوْتِرُوْا قَبْلَ الْفَجْرِ)) (مسند احمد: ٦٣٧٢)

جناب نافع سے روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کہتے تھے کہ جو رات کو نماز پڑھے وہ آخر میں وتر پڑھا کرے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہی حکم دیا ہے، اور جب فجر ہو گئی تو رات کی ساری نماز اور وتر (کا وقت) ختم ہو گیا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر سے پہلے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔''

(٢١٨٧) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ: ((أَوْتِرُوْا قَبْلَ الصُّبْحِ)) (مسند احمد: ١١١١٣)

سیدنا ابو سعید خدری ؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے وتر کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبح سے پہلے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔''

(٢١٨٨) عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيِّ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَأَوْسَطَهُ وَآخِرَهُ. (مسند احمد: ٢٢٢٢١)

سیدنا ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی تو رات کے ابتدائی حصے میں، کبھی درمیانے حصے میں اور بسا اوقات آخری حصے میں نمازِ وتر پڑھتے تھے۔

(٢١٨٩) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَانْتَهٰى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ. (مسند احمد: ٢٤٦٩٢)

سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ رات کے ہر حصے میں رسول اللہ ﷺ نے نمازِ وتر پڑھی ہے، البتہ آپ ﷺ کا وتر سحری تک ختم ہو جاتا تھا۔

(٢١٩٠) وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رُبَّمَا أَوْتَرَ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ، وَرُبَّمَا أَوْتَرَ بَعْدَ أَنْ يَنَامَ، وَرُبَّمَا اِغْتَسَلَ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ، وَرُبَّمَا نَامَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنَ

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بسا اوقات سونے سے پہلے وتر پڑھا کرتے اور کبھی کبھار سونے کے بعد پڑھ لیتے، اسی طرح بسا اوقات سونے سے پہلے غسل جنابت کر لیا کرتے اور کبھی کبھار اِس غسل سے پہلے سو جاتے۔

(٢١٨٦) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه مختصرا الترمذي: ٤٦٩، وأخرجه ابو عوانة: ٢/ ٣١٠، والحاكم: ١/ ٣٠٢، والبيهقي: ٢/ ٤٧٨ (انظر: ٦٣٧٢)

(٢١٨٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٧٥٤ (انظر: ١١٠٩٧)

(٢١٨٨) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابراهيم بن يزيد النخعي لم يسمع ابا عبد الله الجدلي۔ أخرجه الطيالسي: ٦٠٦، والطبراني في "الكبير": ١٧/ ٦٧٩، وفي "الاوسط": ٦٩٨٥ (انظر: ١٧٠٧١)

(٢١٨٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٩٩٦، ومسلم: ٧٤٥ (انظر: ٢٤١٨٨)

(٢١٩٠) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه مسلم بقصة الغسل من الجنابة: ٣٠٧، وأخرجه مطولا ومختصرا ابوداود: ٢٢٦، والنسائي: ١/ ١٢٥ (انظر: ٢٤٤٥٣، ٢٥٠٧٠)

الْجَنَابَةِ۔ (مسند احمد: ۲۵۵۸٤)

(۲۱۹۱) عَنْ أَبِي نَهِيكٍ أَنَّ أَبَاالدَّرْدَاءِ ؓ كَانَ يَخْطُبُ النَّاسَ أَنْ لَا وِتْرَ لِمَنْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ، فَانْطَلَقَ رِجَالٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى عَائِشَةَ ؓ فَأَخْبَرُوهَا، فَقَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصْبِحُ فَيُوتِرُ۔ (مسند احمد: ۲٦٥٨٦)

ابونہیک سے مروی ہے کہ سیدنا ابو الدردا ؓ لوگوں کو خطبہ دیا کرتے تھے، ایک دن انھوں نے کہا کہ جو آدمی صبح کو پا لے، اس کے لیے کوئی وتر نہیں ہے، یہ سن کر کچھ لوگ سیدہ عائشہ ؓ کے پاس چلے گئے اور ان کو یہ بات بتلائی، لیکن انھوں نے آگے سے کہا: رسول اللہ ﷺ تو صبح ہو جانے کے باوجود وتر پڑھ لیتے تھے۔

فوائد: ......''رسول اللہ ﷺ تو صبح ہو جانے کے باوجود وتر پڑھ لیتے تھے'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کسی عذر کی بنا پر طلوع فجر تک وتر نہ پڑھ سکتے تو بعد میں ادا کر لیا کرتے تھے، امام مالک نے ''موطا: ۱/ ۱۲٦'' میں کئی صحابہ سے طلوع فجر کے بعد وتر پڑھنے کے آثار نقل کیے ہیں اور پھر کہا: وہ شخص طلوع فجر کے بعد وتر پڑھے گے جو سو جائے گا، وگرنہ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ جان بوجھ نماز وتر کی ادائیگی میں تاخیر کرے، یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جائے۔

درج حدیث میں اسی مسئلے کی وضاحت کی گئی ہے:

سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ نَسِيَهُ، فَلْيُوتِرْ إِذَا ذَكَرَهُ أَوِ اسْتَيْقَظَ۔)) یعنی: ''جو آدمی سو جانے یا بھول جانے کی وجہ سے وتر وقت پر نہ پڑھ سکے تو وہ اس وقت یہ نماز ادا کرے جب اسے یاد آئے یا جب بیدار ہو۔'' (مسند احمد: ۱۱۲٦٤، ابوداود: ۱٤۳۱، ترمذی: ٤٦٠، ابن ماجہ: ۱۱۸۸) معلوم ہوا کہ جو آدمی جان بوجھ طلوعِ فجر سے پہلے وتر ادا نہیں کرے گا، اس کے لیے اس نماز کو پا لینے کی کوئی صورت باقی نہیں رہے گا اور اس طرح وہ اس رات کو نمازِ وتر سے محروم ہو جائے گا۔

فَصْلٌ مِّنْهُ فِيْ أَنَّ وَقْتَهُ الْمُسْتَحَبَّ آخِرُ اللَّيْلِ
فصل: وتر کا مستحب وقت رات کا آخری حصہ ہے

(۲۱۹۲) عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَنَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْوِتْرِ؟ فَمَنْ كَانَ مِنَّا

عبد خیر کہتے ہیں: ہم مسجد میں تھے، سیدنا علی بن ابی طالب ؓ ہمارے پاس آئے اور پوچھا کہ وتر کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے، ہم سے جو ایک رکعت پڑھ چکا تھا، (لیکن اس

(۲۱۹۱) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الطبراني في "الاوسط"، والبيهقي: ۲/ ٤۷۹ (انظر: ۲٦۰۵۸)

(۲۱۹۲) تخريج: حسن لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف ابي اسرائيل اسماعيل بن خليفة الملائي۔ أخرجه مختصرا البزار: ۷۹۰ (انظر: ۹۷٤)

فِی رَکْعَةٍ شَفَعَ إِلَيْهَا أُخْرٰى حَتّٰى اِجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ ثُمَّ أَوْتَرَ فِی وَسَطِهِ، ثُمَّ اَثْبَتَ الْوِتْرَ فِی هٰذِهِ السَّاعَةِ، قَالَ: وَذَالِكَ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ۔ (مسند احمد: ٩٧٤)

کی ایک رکعت باقی تھی تو) اس نے وہ رکعت ادا کی، یہاں تک کہ ہم سب ان کے پاس جمع ہو گئے، انہوں نے کہا: پہلے تو رسول اللہ ﷺ رات کے شروع میں وتر پڑھتے تھے، پھر اس کے درمیان میں پڑھنے لگے، لیکن بعد میں اس وقت میں نمازِ وتر کی ادائیگی کو برقرار رکھا۔ یہ طلوعِ فجر کے قریب کا وقت تھا۔

فوائد: ......رات کے آخری وقت کے افضل ہونے کی بعض وجوہات پہلے بھی گزر چکی ہیں کہ اس وقت میں آسمانِ دنیا پر اللہ تعالیٰ کا نزول ہوتا ہے، دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اس وقت میں پڑھی جانے والی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

(٢١٩٣) عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِی أَسَدٍ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا عَلِیُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ ؓ فَسَأَلُوْهُ عَنِ الْوِتْرِ، قَالَ: فَقَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُوْتِرَ هٰذِهِ السَّاعَةَ، ثَوِّبْ يَا ابْنَ التَّيَّاحِ! أَوْ أَذِّنْ أَوْ أَقِمْ (وَفِی لَفْظٍ:) قَالَ: خَرَجَ عَلِیٌّ حِيْنَ ثَوَّبَ الْمُثَوِّبُ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ (مسند احمد: ٦٨٩)

بنو اسد کے ایک آدمی سے مروی ہے، وہ کہتا ہے: ہمارے پاس سیدنا علی بن ابی طالب ؓ تشریف لائے، لوگوں نے ان سے وتر کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس وقت وتر پڑھیں۔ پھر کہا: ابن تیاح! "الصلاۃ خیر من نوم" کہو یا اذان کہو یا اقامت کہو۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں: سیدنا علی ؓ اس وقت نکلے، جب مؤذن نے نمازِ فجر کے لیے "الصلاۃ خیر من نوم" کے الفاظ پر مشتمل اذان کہی۔ پھر باقی حدیث ذکر کی۔

(٢١٩٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّی اللَّيْلَ مَثْنٰى مَثْنٰى، ثُمَّ يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، ثُمَّ يَقُوْمُ كَأَنَّ الْأَذَانَ أَوِ الْإِقَامَةَ فِی أُذُنَيْهِ۔ (مسند احمد: ٤٨٦٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو دو دو رکعت نماز پڑھتے اور رات کے آخری حصے میں ایک رکعت وتر ادا کرتے، پھر (فجر کی دو سنتیں ادا کرنے کے لیے) کھڑے ہوتے اور (اتنا جلدی ادا کر لیتے) کہ گویا کہ اذان یا اقامت آپ ﷺ کے کان میں ہوتی۔

فوائد: ......صحیح مسلم کی روایت میں آخری الفاظ یہ ہیں: "وَيُصَلِّی رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ كَأَنَّ الْأَذَانَ بِأُذُنَيْهِ" (اور آپ ﷺ نماز فجر سے پہلے (اتنی جلدی سے) دو رکعتیں ادا کر لیتے کہ یوں لگتا کہ اذان ابھی تک آپ کے کانوں میں ہے)۔ ان ہی الفاظ کی روشنی میں حدیثِ مبارکہ کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

(٢١٩٣) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة الرجل من بنی اسد الراوی عن علی (انظر: ٦٨٩)

(٢١٩٤) تخريج: أخرجه البخاری: ٩٩٥ (انظر: ٤٨٦٠)

متن میں زیرِ مطالعہ حدیث میں لفظ ''اذان یا اقامت'' شک کے ساتھ ہے، اور فوائد کے تحت درج صحیح مسلم کی حدیث میں شک کے بغیر اذان کا لفظ ہے لیکن شارح صحیح مسلم نے بھی لکھا ہے کہ اس سے مراد اقامت ہے مگر ایک دوسری حدیث میں بھی اقامت کو اذان کہا گیا ہے ((بَیْنَ كُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوةٌ)) (بخاری: ٦٣٢) حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ صبح کی سنتیں آپ جلدی ادا کر لیتے گویا آپ اقامت کی آواز سن رہے ہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(٢١٩٥) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَادِرُوْا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ۔)) (مسند احمد: ٤٩٥٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وتر کی نماز کو صبح سے پہلے پہلے ادا کر لیا کرو۔''

(٢١٩٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْمَغْرِبِ وِتْرُ صَلَاةِ النَّهَارِ، فَأَوْتِرُوْا صَلَاةَ اللَّيْلِ، وَصَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ۔)) (مسند احمد: ٥٥٤٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مغرب کی نماز، دن کی نماز کا وتر ہے، اورتم (نماز وتر ادا کر کے) رات کو نماز کو طاق کر لیا کرو، اور رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور رات کے آخر میں وتر ایک رکعت ہے۔''

(٢١٩٧) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا۔)) (مسند احمد: ٤٧١٠)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وتر کو اپنی رات کی آخری نماز بناؤ۔''

فوائد:...... کیا نماز وتر کے بعد نفل پڑھے جا سکتے ہیں؟ اس کا ذکر اگلے ساتویں باب میں آئے گا۔

(٢١٩٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ ظَنَّ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَسْتَيْقِظَ آخِرَهُ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهُ، وَمَنْ ظَنَّ مِنْكُمْ أَنَّهُ يَسْتَيْقِظُ آخِرَهُ فَلْيُوْتِرْ آخِرَهُ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُوْرَةٌ وَهِيَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جس شخص کو یہ گمان ہو کہ وہ رات کے آخر حصے میں بیدار نہیں ہو سکے گا تو وہ رات کے شروع میں ہی وتر پڑھ لے، لیکن جس شخص کا یہ خیال ہو کہ وہ رات کے آخر میں بیدار ہو جائے گا، تو وہ اس کے آخر میں ہی وتر پڑھے،

(٢١٩٥) تخریج: أخرجه مسلم: ٧٥٠، وابوداود: ١٤٣٦، والترمذی: ٤٦٧ (انظر: ٤٩٥٢، ٤٩٥٤)

(٢١٩٦) تخريج: صحيح دون قوله: ((صلاة المغرب وتر صلاة النهار، فأوتروا صلاة الليل)) وهذه الجملة موقوفة على ابن عمر۔ أخرجه عبد الرزاق: ٤٦٧٦، والنسائی فی "الكبرى": ١٣٨٢، والطبرانی فی "الاوسط": ٩٦٥ (انظر: ٤٨٤٧، ٥٥٤٩)

(٢١٩٧) تخريج: أخرجه البخاری: ٩٩٨، ومسلم: ٧٥١ (انظر: ٤٧١٠)

(٢١٩٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٧٥٥ (انظر: ١٤٢٠٧)

أَفْضَلُ۔)) (مسند احمد: ۱٤۲٥٦)

کیونکہ رات کے آخری حصے کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور وہ سب سے بہتر ہے۔''

(۹۹ ۲۱) عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ: أَيُّ سَاعَةٍ تُوْتِرِيْنَ؟ قَالَتْ: مَا أُوْتِرُ حَتّٰى يُؤَذِّنُوْا وَمَا يُؤَذِّنُوْنَ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ، قَالَتْ: وَكَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُؤَذِّنَانِ، بِلَالٌ وَعَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَذَّنَ عَمْرٌو فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا، فَإِنَّهُ رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ وَإِذَا أَذَّنَ بِلَالٌ فَارْفَعُوْا أَيْدِيَكُمْ فَإِنَّ بِلَالًا لَا يُؤَذِّنُ (كَذَا قَالَ) حَتّٰى يُصْبِحَ۔ (مسند احمد: ۲٦۰۳۷)

اسود بن یزید کہتے ہیں: میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ کس وقت وتر پڑھتی ہیں؟ انہوں نے کہا: میں تو اس وقت تک وتر نہیں پڑھتی، جب تک مؤذن اذانیں نہ دے دیں اور وہ اذانیں بھی طلوعِ فجر کے بعد دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے دو مؤذن تھے، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ: ''جب عمرو اذان کہے تو تم کھا پی لیا کرو، کیونکہ وہ نابینا آدمی ہے، لیکن جب بلال اذان کہے تو کھانے پینے سے ہاتھ اٹھالیا کرو، کیونکہ جب تک صبح نہ ہو جائے، اس وقت تک بلال اذان نہیں دیتا۔

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلی اذان دینے والے سیدنا عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اور دوسری اذان دینے والے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہوتے تھے، جبکہ درج ذیل حدیث کی ترتیب اس کے الٹ نظر آتی ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بلال رات کو اذان دیتا ہے، اس لیے (سحری کا کھانا پینا) کھاتے پیتے رہا کرو، یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے دیں۔'' (بخاری: ٦۲۲، ٦۳، مسلم: ۱۰۹۲) جمع وتطبیق یہ صورت ہے کہ ان دو مؤذنوں کی باریاں بدلتی رہتی تھی، کبھی بلال رضی اللہ عنہ پہلی اذان دیتے تھے اور کبھی سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس عمل سے پتہ چلتا ہے کہ بلاضرورت طلوع فجر کے بعد نماز وتر ادا کرنا درست ہے، ممکن ہے کہ ان کی مراد پہلا مؤذن اور فجر کاذب کا طلوع ہونا ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض اوقات وہ کسی شرعی عذر کی وجہ سے لیٹ ہو جاتی ہوں اور اسی عمل کو یہاں بیان کر دیا ہو۔ (واللہ اعلم) مرفوع احادیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت پچھلے باب میں ہو چکی ہے، نیز اس سے پہلے کئی ایسی احادیث گزر چکی ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ نماز وتر کی ادائیگی طلوع فجر سے پہلے ہونی چاہیے۔

(۲۱۹۹) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن خزيمة: ٤۰۷، وابن خزيمة: ٤۰۸، والبيهقي: ۱/ ٤۲۹ (انظر: ۲٥٥۲۱)

(٣) بَابُ الْوِتْرِ بِرَكْعَةٍ وَّبِثَلَاثٍ وَخَمْسٍ وَسَبْعٍ وَتِسْعٍ بِسَلَامٍ وَّاحِدٍ وَمَا يَتَقَدَّمُهَا مِنَ الشَّفْعِ

ایک، تین، پانچ، سات اور نو رکعت وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھنے اور اس سے پہلے جفت رکعات ادا کرنے کا بیان

الْوِتْرُ بِوَاحِدَةٍ

ایک رکعت وتر پڑھنے کا بیان

(٢٢٠٠) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّهُ حَدَّثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ (رضي الله عنه) أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا، فَقِيْلَ لَهُ: أَتُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ لَا تَزِيْدُ عَلَيْهَا يَا أَبَا إِسْحَاقَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الَّذِيْ لَا يَنَامُ حَتّٰى يُوْتِرَ حَازِمٌ۔))
(مسند احمد: ١٤٦١)

محمد بن عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں نماز عشاء ادا کرتے اور اس کے بعد صرف ایک رکعت وتر ادا کرتے، مزید کوئی نفل نہ پڑھتے، کسی نے ان سے کہا: اے ابو سحاق! کیا آپ ایک ہی رکعت پڑھتے ہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھتے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو شخص وتر پڑھ کر ہی سوتا ہے، وہ محتاط ہے۔''

(٢٢٠١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رضي الله عنه) قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَأْمُرُنَا أَنْ نُصَلِّيَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَ: ((يُصَلِّيْ أَحَدُكُمْ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ الصُّبْحَ صَلّٰى وَاحِدَةً فَأَوْتَرَتْ لَهُ مَا قَدْ صَلّٰى مِنَ اللَّيْلِ۔))
(مسند احمد: ٤٤٩٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں رات کو کیسے نماز پڑھنے کا حکم دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی دو دو رکعت کر کے نماز پڑھتا رہے، جب صبح طلوع ہونے سے ڈرے تو ایک رکعت پڑھ لے، یہ ایک رکعت اس کی رات کو پڑھی ہوئی نماز کو طاق کر دے گی۔''

(٢٢٠٢) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ) وَفِيْهِ: صَلَاةُ اللَّيْلِ (وَفِي رِوَايَةٍ وَالنَّهَارِ)

(دوسری سند) اس میں یہ تفصیل ہے: ''رات اور دن کی نماز دو دو رکعت ہے، تو ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتا رہے، لیکن

(٢٢٠٠) تخريج: حسن لغيره (انظر: ١٤٦١)

(٢٢٠١) تخريج: أخرجه البخاري: ٩٩٠، ومسلم: ٧٢٩، ٧٤٩ (انظر: ٤٤٩٢)

(٢٢٠٢) تخريج: حديث حسن، ولفظة: ((والنهار))، زاده علي الازدي، وهو حسن الحديث؛ وله شاهد عند البيهقي في السنن الكبرى موقوف على ابن عمر رضي الله عنه ـ أخرجه عبد الرزاق: ٤٦٧٤، وابونعيم في "الحلية": ٨/ ١٩٦، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٥١٠٣)

مَثْنٰى مَثْنٰى تُسَلِّمُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ ، فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَصَلِّ رَكْعَةً تُوْتِرُ لَكَ مَا قَبْلَهَا۔)) (مسند احمد: ۵۱۰۳)

جب تو صبح کے طلوع ہونے سے ڈرے تو ایک رکعت پڑھ لے، وہ تیرے لئے پہلے والی ساری نماز کو وتر یعنی طاق بنا دے گی۔''

فوائد: ......سنتوں اور نوافل کی بحثوں میں ان دو ابواب ''ظہر کی سننِ رواتب اور ان کی فضیلت کا بیان'' اور ''عصر کی سنتوں اور ان کی فضیلت کا بیان'' میں یہ بات گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ ظہر اور عصر سے پہلے والی چار سنتوں کو ایک سلام کے ساتھ ادا کرتے تھے، تو پھر اِس حدیث ''دن کی نماز دو دو رکعت ہے'' کا کیا معنی ہوگا، جمع و تطبیق کی صورتیں اسی مقام میں گزر چکی ہیں۔

(۲۲۰۳) عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ الْوِتْرِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ۔)) وَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ۔)) (مسند احمد: ۲۸۳۶)

ابومجلز کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے وتر کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''رات کے آخری حصے میں ایک رکعت ہے۔'' پھر میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کے آخری حصے میں ایک رکعت ہے۔''

(۲۲۰٤) عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((أَوْتِرْ بِخَمْسٍ فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَبِثَلَاثٍ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَبِوَاحِدَةٍ فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَأَوْمِئْ إِيْمَاءً۔)) (مسند احمد: ۲۳۹٤۱)

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو پانچ رکعت وتر پڑھ، اگر تجھے اتنی طاقت نہ ہو تو تین پڑھ لے، اگر تجھے یہ قدرت بھی نہ ہو تو ایک پڑھ لے اور اگر تجھے یہ استطاعت بھی حاصل نہ ہو تو اشارہ کرکے پڑھ لے۔''

(۲۲۰۵) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: لَأَرْمُقَنَّ اللَّيْلَةَ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ، فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ أَوْ فُسْطَاطَهُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ، ثُمَّ صَلّٰى

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: میں آج رات ضرور بالضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا، پس میں نے آپ کی دہلیز پر یا خیمے کو تکیہ بنا اور دیکھنے لگ گیا، آپ ﷺ نے ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھیں، پھر طویل دو

(۲۲۰۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۷۵۳ (انظر: ۲۸۳٦)

(۲۲۰٤) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۱٤۲۲، وابن ماجه: ۱۱۹۰، والنسائي: ۳/ ۲۳۸ (انظر: ۲۳۵٤۵)

(۲۲۰۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۷٦۵ (انظر: ۲۱٦۸۰)

رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ أَوْتَرَ فَذَالِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ۔ (مسند احمد: ٢٢٠٢٠)

رکعتیں ادا کیں، پھر دو رکعتیں ادا کیں، لیکن یہ پہلے والیوں سے کم تھیں، پھر دو رکعتیں ادا کیں، لیکن اپنے والی پہلے دو سے کم تھیں، پھر دو رکعتیں ادا کیں، یہ بھی اپنے سے پہلے والی دو سے کم تھیں، پھر وتر ادا کیے، اس طرح یہ کل تیرہ رکعتیں ہو گئیں۔

فوائد: ......حیدث کے لفظ ''ثم اوتر'' میں یہ تو واضح نہیں کہ وتر کتنے پڑھے گئے البتہ کل رکعات شمار کر کے تعداد تیرہ بتائی گئی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وتر تین ادا کیے گئے کیونکہ وتر کے علاوہ اس حدیث میں دس رکعات کا ذکر ہے۔

اس باب سے ثابت ہوا کہ ایک رکعت نماز وتر ادا کرنا بھی درست ہے، اس موضوع پر درج ذیل حدیث سب سے واضح ہے: ابومجلز کہتے ہیں: صَلّٰى أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ ؓ بِأَصْحَابِهِ وَهُوَ مُرْتَحِلٌ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ مِائَةَ آيَةٍ مِنْ سُوْرَةِ النِّسَاءِ فِي رَكْعَةٍ فَأَنْكَرُوْا ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا اَلَوْتُ أَنْ أَضَعَ قَدَمِي حَيْثُ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدَمَهُ، وَأَنْ أَصْنَعَ مِثْلَ مَاصَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ سیدنا ابوموسی اشعری ؓ نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی، جبکہ وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف سفر کر رہے تھے، انہوں نے دو رکعت نمازِ عشاء پڑھائی، پھر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت میں سورۂ نساء کی سو آیات پڑھ دیں۔ جب لوگوں نے اس چیز کا ان پر اعتراض کیا تو انھوں نے کہا: جہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنا قدم رکھا، میں نے اسی جگہ پر قدم رکھنے میں اور آپ ﷺ نے جو کچھ کیا، میں نے اسی طرح کرنے میں کوئی کمی نہیں کی۔ (نسائی: ٣/ ٢٤٣، مسند احمد: ١٩٩٩٨) آخری جملے میں سیدنا ابوموسی ؓ کی طرف سے آپ ﷺ کی اطاعت کی شدت کو مبالغہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، ان کا مقصد یہ ہے کہ یہ عمل ان کے ذاتی اجتہاد کا نتیجہ نہیں ہے، بلکہ اس سلسلے میں انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کی ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وتر سے پہلے کوئی نفل نماز پڑھے بغیر صرف ایک رکعت وتر ادا کرنا بھی درست ہے۔

اَلْوِتْرُ بِثَلَاثٍ
تین رکعت نمازِ وتر کا بیان

(٢٢٠٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو آٹھ رکعت نماز اور تین وتر پڑھتے، اس کے بعد فجر والی دو سنتیں پڑھتے، پھر جب آپ ﷺ عمر رسیدہ ہو گئے تو

(٢٢٠٦) تخريج: صحيح۔ أخرجه الترمذي: ٤٥٧، والنسائي: ٣/ ٢٣٧ عن ابن عباس عن ام سلمة، والنسائي عنه عن عائشة ايضا: ٣/ ٢٣٨، وأخرجه ابن ماجه عن ابن عباس وابن عمر: ١٣٦١ (انظر: ٢٧١٤)

(وَفِی رِوَایَةٍ وَیُصَلِّی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ) فَلَمَّا کَبِرَ صَارَ إِلٰی تِسْعٍ، سِتٍّ وَثَلَاثٍ۔ (مسند احمد: ٢٧١٤)

آپ ﷺ کی رات کی نماز نو رکعت ہو گئی، یعنی چھ رکعت اور تین وتر۔

(٢٢٠٧) عَنْ عَلِیٍّ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔ (مسند احمد: ٦٨٥)

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھا کرتے تھے۔

(٢٢٠٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی﴾ وَ﴿قُلْ یَا أَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾۔ (مسند احمد: ٢٧٢٠)

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین وتر ادا کیے اور ان میں سورۂ اعلی، سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کی۔

فوائد: ......ان احادیث کا ظاہری سا مفہوم تو یہی بنتا ہے کہ تین وتر اکٹھے ادا کیے گئے، بہرحال بعض صحابہ سے یہ ثابت ہے کہ وہ ایک درمیانے تشہد کے بغیر ایک سلام کے ساتھ تین رکعت نمازِ وتر ادا کرتے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ درج ذیل حدیث بھی قابل غور ہے: سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین وتر نہ پڑھو، پانچ یا سات وتر پڑھو (اور تین پڑھ کر) مغرب کی مشابہت نہ کرو۔ (دارقطنی: ٢/٢٤، بیهقی: ٣/٣١، شرح معانی الآثار: ١/٢٩٢) کون سا انداز اختیار کیا جائے کہ تین رکعت وتروں کی نمازِ مغرب کے ساتھ کوئی مشابہت نہ رہے؟ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے کہ جب تین وتروں کو درمیانے تشہد کے بغیر لگاتار ادا کیا جائے تو مغرب سے مشابہت ختم ہو جائے گی اور اگر آنے والے تیسرے باب میں بیان کردہ صورت اختیار کر لی جائے کہ تین وتر نماز کو دو سلاموں کے ساتھ ادا کیا جائے، تو مشابہت کا شبہ باقی نہیں رہتا۔

اَلْوِتْرُ بِخَمْسٍ
پانچ رکعت نمازِ وتر کا بیان

(٢٢٠٩) عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یُصَلِّی مِنَ اللَّیْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَکْعَةً یُوْتِرُ بِخَمْسٍ وَلَا یَجْلِسُ إِلَّا فِی الْخَامِسَةِ فَیُسَلِّمُ۔ (مسند احمد: ٢٤٧٤٣)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعت نماز پڑھتے تھے، ان میں پانچ رکعت نمازِ وتر ہوتی تھی، آپ ﷺ (یہ پانچ رکعتیں اکٹھی ادا کرتے) اور پانچویں کے بعد تشہد کے لیے بیٹھتے اور پھر سلام پھیرتے۔

(٢٢٠٧) تخریج: حسن لغیره، وهذا اسناد ضعیف لضعف الحارث الاعور۔ أخرجه الترمذی: ٤٦٠ (انظر: ٦٨٥)

(٢٢٠٨) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه الترمذی: ٤٦٢، وابن ماجه: ١١٧٢، والنسائی: ٣/ ٢٣٦ (انظر: ٢٧٢٠)

(٢٢٠٩) تخریج: أخرجه البخاری: ١١٧٠، ومسلم: ٧٣٧، ورواية البخاری دون ذکر صلاة الوتر (انظر: ٢٤٢٣٩، ٢٥٤٤٧)

(۲۲۱۰) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرَكْعَتَيْهِ بَعْدَ الْفَجْرِ قَبْلَ الصُّبْحِ، إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ اللَّيْلِ، سِتٌّ مِنْهَا مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُوْتِرُ بِخَمْسٍ لَا يَقْعُدُ فِيهِنَّ۔ (مسند احمد: ۲۶۸۹۰)

(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات نماز پڑھتے تھے، ان میں وہ دو سنتیں بھی شامل ہوتیں، جو آپ ﷺ طلوع فجر کے بعد اور نمازِ فجر سے پہلے پڑھتے تھے، اس طرح رات کی کل گیارہ رکعتیں رہ گئیں، ان میں سے چھ رکعتیں تو آپ ﷺ دو دو کرکے ادا کرتے اور پانچ وتر اس طرح ادا کرتے کہ (درمیانے تشہد کے لیے) بیٹھتے نہیں تھے۔

(۲۲۱۱) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتِرُ بِسَبْعٍ وَبِخَمْسٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ وَلَا بِكَلَامٍ۔ (مسند احمد: ۲۷۰۱۹)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سات اور پانچ وتر پڑھتے تھے اور ان میں سلام یا کلام کے ساتھ فاصلہ نہیں کرتے تھے۔

فوائد: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ پانچ رکعت وتر ادا کرنا مسنون عمل ہے، جبکہ ان رکعات کو ایک سلام کے ساتھ اور درمیانے تشہد کے بغیر ادا کیا جائے گا۔

اَلْوِتْرُ بِسَبْعٍ وَتِسْعٍ وَإِحْدٰى عَشَرَةَ وَثَلَاثَ عَشَرَةَ
سات، نو، گیارہ اور تیرہ رکعت نمازِ وتر کا بیان

(۲۲۱۲) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتِرُ بِتِسْعٍ حَتّٰى إِذَا بَدُنَ وَكَثُرَ لَحْمُهُ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَقَرَأَ بِـ﴿إِذَا زُلْزِلَتْ﴾ وَ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾۔ (مسند احمد: ۲۲۶۶۹)

سیدنا ابو امامہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نو(۹) وتر پڑھا کرتے تھے، لیکن جب آپ موٹے ہوگئے اور آپ کا گوشت زیادہ ہوگیا تو آپ ﷺ سات وتر پڑھتے تھے اور (وتروں کے بعد) بیٹھ کر دو رکعتیں ادا کرتے، ان میں سورۂ زلزال اور سورۂ کافرون کی تلاوت کرتے۔

(۲۲۱۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نو رکعت وتر ادا

(۲۲۱۰) تخريج: حديث صحيح- أخرجه ابوداود: ۱۳۵۹، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۲۶۳۵۸)

(۲۲۱۱) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، مِقسم لم يسمع من ام سلمة- أخرجه النسائى: ۳/ ۲۳۹ (انظر: ۲۶۴۸۶)

(۲۲۱۲) تخريج: صحيح لغيره، دون تعيين قراءة النبى ﷺ فى الركعتين بعد الوتر- أخرجه الطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ۱/ ۲۹۰، والبيهقى: ۳/ ۳۳، والطبرانى فى "الكبير": ۸۰۶۴ (انظر: ۲۲۳۱۳)

(۲۲۱۳) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين- أخرجه ابوداود: ۱۳۴۳، والنسائى: ۳/ ۲۴۲ (انظر: ۲۴۲۶۹، ۲۵۳۴۶)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتِرُ بِتِسْعِ رَكَعَاتٍ وَرَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَلَمَّا ضَعُفَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَرَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔ (مسند احمد: ٢٥٨٦٠)

کرتے اور دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے، جب آپ ضعیف ہو گئے تو سات وتر پڑھتے اور دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

(٢٢١٤) وَعَنْهَا أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ تِسْعَ رَكَعَاتٍ، لَا يَقْعُدُ فِيْهِنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ، فَيَحْمَدُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَيَذْكُرُهُ وَيَدْعُوْ، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ، ثُمَّ يَصَلِّي التَّاسِعَةَ فَيَقْعُدُ يَحْمَدُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَيَذْكُرُهُ وَيَدْعُوْ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا يُسْمِعُنَا، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ۔ (مسند احمد: ٢٥٨٦١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نو رکعت نماز پڑھتے، اور ان میں آٹھویں رکعت کے بعد بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرتے، اس کا ذکر کرتے اور دعا کرتے، پھر کھڑے ہو جاتے اور سلام نہ پھیرتے، اس طرح نوویں رکعت ادا کرتے اور پھر بیٹھ جاتے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف، اس کا ذکر اور اس سے دعا کرتے اور پھر اس طرح سلام پھیرتے کہ ہم سن رہے ہوتے، پھر آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعتیں ادا کرتے تھے۔

(٢٢١٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِكَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتِرُ؟ قَالَتْ: بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ، وَثَمَانٍ وَثَلَاثٍ، وَعَشْرَةٍ وَثَلَاثٍ، وَلَمْ يَكُنْ يُوْتِرُ بِأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَلَا أَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ وَكَانَ لَا يَدَعُ رَكْعَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٥٦٧٤)

عبداللہ بن ابی قیس کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کتنے وتر پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا: چار اور تین، چھ اور تین، دس اور تین اور آپ ﷺ تیرہ سے زیادہ اور سات سے کم وتر نہیں پڑھتے تھے اور آپ (فجر سے پہلے) دو رکعتیں نہیں چھوڑتے تھے۔

(٢٢١٦) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوِتْرِ وَهُوَ جَالِسٌ۔ (مسند احمد: ٢٧٠٨٨)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نمازِ وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔

فوائد: ......ایک سلام کے ساتھ زیادہ سے زیادہ نو وتر ثابت ہیں۔ جب کوئی نمازی ایک سلام کے ساتھ سات یا نو وتر ادا کرے گا تو وہ چھ اور آٹھ رکعات کے بعد درمیانہ تشہد بیٹھے گا، پھر ساتویں یا نویں رکعت ادا کرے گا۔ ہم نے ان

(٢٢١٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٧٤٦ (انظر: ٢٥٣٤٧)
(٢٢١٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابوداود: ١٣٦٢ (انظر: ٢٥١٥٩)
(٢٢١٦) تخريج: صحيح من حديث عائشة، وهذا اسناد ضعيف، ميمون بن موسى مدلس وقد عنعن، ثم انه اختلف على الحسن۔ أخرجه الترمذى: ٤٧١، وابن ماجه: ١١٩٥ (انظر: ٢٦٥٥٣)

ابواب کے شروع میں ان تمام امور کا دلائل کے ساتھ خلاصہ پیش کر دیا تھا۔

اَلْفَصْلُ بَيْنَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ بِتَسْلِيمَةٍ

وتر کی دو اور ایک رکعت کے درمیان سلام سے فاصلہ کرنے کا بیان

(۲۲۱۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَفْصِلُ بَيْنَ الْوِتْرِ وَالشَّفْعِ بِتَسْلِيمَةٍ وَيُسْمِعُنَاهَا۔ (مسند احمد: ٥٤٦١)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (تین) وتروں میں ایک اور دو رکعتوں کے درمیان ایک دفعہ سلام کے ساتھ فاصلہ کرتے اور آپ ﷺ ہمیں یہ سلام سناتے بھی تھے۔

(۲۲۱۸) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي الْحُجْرَةِ وَأَنَا فِي الْبَيْتِ فَيَفْصِلُ بَيْنَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ بِتَسْلِيمٍ يُسْمِعُنَاهُ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٤٦)۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حجرے میں نماز پڑھتے اور میں گھر میں ہوتی، جب آپ ﷺ وتر کی دو اور ایک رکعت میں فاصلہ کرنے کے لیے سلام پھیرتے تو آپ ہمیں وہ سلام سناتے تھے۔

فوائد: ...... یہ بھی تین رکعت نماز وتر کا ایک طریقہ ہے کہ دو رکعات کے بعد سلام پھیر کر تیسری رکعت علیحدہ پڑھی جائے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وتر کی دو اور ایک رکعت کے مابین سلام پھیرتے تھے اور اپنی کسی ضرورت کا حکم بھی دے دیا کرتے تھے۔ (بخاری: ۹۹۱) سیدنا ابو موسی اشعری، سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ دو رکعتوں اور ایک رکعت کے درمیان سلام پھیرا کرتے تھے۔ (مصنف عبد الرزاق: ۴۶۷۲)

مَا يُقْرَأُ بِهِ فِي الْوِتْرِ

نمازِ وتر میں قراءت کا بیان

(۲۲۱۹) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُوتِرُ بِتِسْعِ سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ، يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ وَ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ وَ ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ﴾ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (۹) مفصل سورتوں کے ساتھ وتر پڑھتے تھے، آپ پہلی رکعت میں ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ....﴾، ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ....﴾ اور ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ....﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿وَالْعَصْرِ....﴾، ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ

(۲۲۱۷) اسناده قوی۔ أخرجه ابن حبان: ۲۴۳۳، ۲۴۳۵، والطبرانی فی "الاوسط": ۷۵۷ (انظر: ٥٤٦١)

(۲۲۱۸) تخریج: حدیث صحیح، وهذا اسناد منقطع، عمر بن عبد العزیز لم یدرك عائشة (انظر: ٢٤٥٣٩)

(۲۲۱۹) تخریج: اسناده ضعیف لضعف الحارث الاعور۔ أخرجه عبد بن حمید: ٦٨، والبزار: ٨٥١، وابو یعلی: ٤٦٠، والطحاوی: ١/ ٢٩٠ (انظر: ٦٧٨)

﴿وَالْعَصْرِ﴾ وَ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ وَ ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ وَفِي الثَّالِثَةِ ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾۔ (مسند احمد: ٦٧٨)

وَالْفَتْحُ....﴾ اور ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ....﴾ اور تیسری رکعت میں ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ....﴾، ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ....﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ....﴾ پڑھتے تھے۔

(٢٢٢٠) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيْهِ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ‌صلی اللہ علیہ وسلم يُوْتِرُ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ مِنَ الْوِتْرِ قَالَ: ((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ۔)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فِي الثَّالِثَةِ۔ (مسند احمد: ١٥٤٢٩)

سیدنا عبد الرحمن بن ابزی سے روایت ہے کہ نبی کریم ‌صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ وتر میں سورۂ اعلی، سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے اور جب وتر سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ" کہتے اور تیسری مرتبہ آواز بلند کرتے۔

(٢٢٢١) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ‌صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِـ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَكَانَ إِذَا سَلَّمَ قَالَ: ((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ۔)) يُطَوِّلُهَا ثَلَاثًا۔ (مسند احمد: ١٥٤٣٠)

(دوسری سند) نبی کریم ‌صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر میں سورۂ اعلی، سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے، جب آپ ‌صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے تو تین دفعہ لمبا کر کے "سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ" کہتے۔

فوائد: ......سنن دارقطنی میں "رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ" کے الفاظ بھی ثابت ہیں، اس طرح وتروں کے بعد والی پوری دعا یہ بنتی ہے: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ، رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ۔

(٢٢٢٢) عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ

عبد العزیز بن جریج کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ ‌رضی اللہ عنہا سے

(٢٢٢٠) تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه النسائي: ٣/ ٢٤٤، ٢٥١ (انظر: ١٥٣٥٤، ١٥٣٥٥)

(٢٢٢١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٢٢٢٢) تخريج: صحيح لغيره، دون قوله: "والمعوذتين"، وهذا اسناد ضعيف، عبد العزيز بن جريج لايتابع في حديثه، ثم انه لم يسمع من عائشة، وتصريحه هنا بالسماع منها، فقد قال ابن حجر في "التقريب": أخطأ خصيف (وهو سيئ الحفظ)، فصرح بسماعه من عائشة۔ أخرجه ابوداود: ١٤٢٤، والترمذي: ٤٦٣، و ابن ماجه: ١١٧٣ (انظر: ٢٥٩٠٦)

سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضي الله عنها: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوْتِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلَى بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَفِي الثَّانِيَةِ بِـ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَفِي الثَّالِثَةِ بِـ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ٢٦٤٣١)

پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کس چیز کے ساتھ وتر پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ پہلی رکعت میں سورۂ اعلی، دوسری رکعت میں سورۂ کافرون اور تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھتے تھے۔

(٢٢٢٣) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾۔ (مسند احمد: ٢١٤٥٩)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ وتر میں سورۂ اعلی، سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

(٢٢٢٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اس کی قسم حدیث بیان کی ہے۔

(٥) بَابُ لَا وِتْرَ أَلَّا بِخَمْسٍ أَوْسَبْعٍ وَلَا وِتْرَيْنِ فِيْ لَيْلَةٍ

پانچ یا سات سے کم وتر نہ ہونے اور ایک رات میں دو وتر نہ ہونے کا بیان

(٢٢٢٥) عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: قُلْتُ لِمِقْسَمٍ: أُوْتِرُ بِثَلَاثٍ ثُمَّ أَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ مَخَافَةَ أَنْ تَفُوْتَنِيْ، قَالَ: لَا وِتْرَ إِلَّا بِخَمْسٍ أَوْ سَبْعٍ، قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِيَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ وَمُجَاهِدٍ، فَقَالَا لِيْ: سَلْهُ عَمَّنْ؟ فَقُلْتُ لَهُ؟ فَقَالَ: عَنِ الثِّقَةِ عَنْ عَائِشَةَ وَمَيْمُوْنَةَ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ٢٦١٣٤)

حکم کہتے ہیں: میں نے مقسم سے کہا: میں اس ڈر سے کہ نمازِ فجر فوت نہ ہو جائے، (جلدی جلدی) تین وتر پڑھ کر نماز کی طرف نکلتا ہوں، لیکن انھوں نے کہا: وتر تو کم از کم پانچ یا سات ہوتے ہیں۔ میں نے ان کی یہ بات یحییٰ بن جزار اور مجاہد کو بتلائی، انھوں نے کہا: ان سے پوچھو کہ یہ روایت کس سے بیان کرتے ہیں، جب میں نے ان سے یہ بات پوچھی تو انھوں نے کہا: مجھے ایک ثقہ راوی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور انھوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

(٢٢٢٣) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٤٢٣، وابن ماجه: ١١٧١، والنسائي: ٣/ ٢٤٤ (انظر: ٢١١٤١)

(٢٢٢٥) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الثقة الراوي عنه مقسم۔ أخرجه النسائي في "الكبرى": ٤٣١، ١٤٠٦، والبخاري في "التاريخ الصغير": ١/ ٢٩٣، و الطبراني في "الكبير": ٢٣/ ٩٥٤، وأخرجه النسائي: ٣/ ٢٣٩ موقوفا۔ (انظر: ٢٥٦١٦)

(۲۲۲۶) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عَفَّانَ ثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو السُّحَيْمِيُّ ثَنَا جَدِّي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بَدْرٍ قَالَ وَحَدَّثَنِي سِرَاجُ بْنُ عُقْبَةَ أَنَّ قَيْسَ بْنَ طَلْقٍ حَدَّثَهُمَا أَنَّ أَبَاهُ طَلْقَ بْنَ عَلِيٍّ أَتَانَا فِي رَمَضَانَ وَكَانَ عِنْدَنَا حَتّٰى أَمْسٰى فَصَلّٰى بِنَا الْقِيَامَ فِي رَمَضَانَ وَأَوْتَرَ بِنَا ثُمَّ انْحَدَرَ إِلٰى مَسْجِدِ رِيْمَانَ فَصَلّٰى بِهِمْ حَتّٰى بَقِيَ الْوِتْرُ فَقَدَّمَ رَجُلًا فَأَوْتَرَ بِهِمْ وَقَالَ سَمِعْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ)) (مسند احمد: ۱۶۴۰۵)

قیس بن طلق کہتے ہیں: میرے باپ طلق بن علی رمضان میں ہمارے پاس آئے اور یہیں ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ شام ہوگئی، پھر انہوں نے ہمیں رمضان میں قیام کروایا اور وتر بھی پڑھا دیئے، اس کے بعد وہ رَیمان مسجد کی طرف چلے گئے اور جا کر ان کو رات کی نماز پڑھائی، جب نمازِ وتر کی باری آئی تو انھوں نے ایک اور آدمی کو آگے کر دیا، پس اس نے وتر پڑھائے اور انھوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔''

فوائد: ...... ''ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ تم لوگ ایک رات میں دو دفعہ نمازِ وتر نہ پڑھا کرو، بلکہ صرف ایک دفعہ پڑھا کرو۔

خَتْمُ صَلَاةِ اللَّيْلِ بِالْوِتْرِ وَمَا جَاءَ فِيْ نَقْضِهِ
رات کی نماز کو وتر کے ساتھ ختم کرنے اور اسے توڑنے کا بیان

(۲۲۲۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنِ الْوِتْرِ، قَالَ: أَمَّا أَنَا فَلَوْ أَوْتَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ ثُمَّ أَرَدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ بِاللَّيْلِ شَفَعْتُ بِوَاحِدَةٍ مَا مَضٰى مِنْ وِتْرِيْ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا قَضَيْتُ صَلَاتِيْ أَوْتَرْتُ بِوَاحِدَةٍ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ أَنْ يُجْعَلَ آخِرَ صَلَاةِ اللَّيْلِ الْوِتْرُ۔ (مسند احمد: ۶۱۹۰)

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ جب ان سے وتر کے بارے میں سوال کیا جاتا تو وہ کہتے: جہاں تک میری بات کا تعلق ہے تو اگر میں سونے سے پہلے وتر پڑھ لوں، لیکن پھر رات کو نماز پڑھنے کا ارادہ کرلوں تو ایک رکعت ادا کر کے پہلے والے وتر کو جفت بنالیتا ہوں، پھر دو دو رکعت کر کے نماز پڑھتا رہتا ہوں، اور جب مطلوبہ نماز پوری کرلیتا ہوں تو آخر میں ایک وتر پڑھ لیتا ہوں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ وتر کو رات کی آخری نماز بنایا جائے۔

فوائد: ...... یہ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کا ذاتی عمل اور استدلال ہے، حالانکہ نبی کریم ﷺ نے ایک رات

(۲۲۲۶) تخریج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ۱۴۳۹، والترمذی: ۴۷۰، والنسائی: ۳/ ۲۲۹ (انظر: ۱۶۲۹۶)

(۲۲۲۷) تخریج: المرفوع منه صحیح وهذا اسناد حسن۔ أخرج البخاری: ۹۹۸، ومسلم: ۷۵۱ بلفظ: عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: ((اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وترا۔)) (انظر: ۴۷۱۰، ۶۱۹۰)

میں دو دفعہ وتر پڑھنے سے منع فرمایا، جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ اس طرح نیند وغیرہ کے بعد ایک رکعت کو دوسری رکعت کے ساتھ نہیں ملایا جا سکتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں دیئے گئے حکم کو استحباب پر محمول کیا جائے اور دوسرے دلائل کی روشنی میں نماز وتر کے بعد بھی نماز پڑھنے کی گنجائش نکالی جائے اور وتر کا اعادہ یا اسے جفت بنانے کا عمل نہ دوہرایا جائے۔

(۲۲۲۸) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ، فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ لِيْ: ((قُوْمِيْ فَأَوْتِرِيْ۔)) (مسند احمد: ۲۵۶۹۹)

سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے رہتے، جب آپ ﷺ فارغ ہوتے تو مجھے فرماتے: ''اٹھو اور وتر پڑھو۔''

فوائد: ......اس باب کی پہلی حدیث درج ذیل الفاظ کے ساتھ اس عنوان ''فصل: وتر کا مستحب وقت رات کا آخری حصہ ہے'' میں گزر چکی ہے: سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اِجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا۔)) ''وتر کو اپنی رات کی آخری نماز بناؤ۔''

جبکہ درج ذیل دو احادیث سے وتر کے بعد بھی نفلی نماز پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے:

(۲) سیدنا ثوبان ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ هٰذَا السَّفَرَ جَهْدٌ وَثِقْلٌ، فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ وَإِلَّا كَانَتَا لَهُ۔)) ''چونکہ یہ سفر باعثِ مشقت و زحمت ہے، اس لیے ہر کوئی وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لے، اگر (قیام کرنے کے لیے) جاگ آ گئی تو ٹھیک، وگرنہ یہی دو رکعتیں اسے کفایت کر جائیں گی۔'' (الدارمي: ۱/ ۳۷٤، ابن خزيمة: ۲/ ۱۵۹/ ۱۱۰۳، ابن حبان: ٦٨٣، الدار قطني: صـ ۱۷۷، صحيحه: ۱۹۹۳)

(۳) پچھلی رات کے قیام اور وتر کے ابواب میں کئی احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے نمازِ وتر کے بعد پھر دو نفل پڑھے تھے۔ ان احادیث میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ روٹین کے ساتھ نمازِ تہجد پڑھنے والے کو چاہیے کہ وہ آخر میں نمازِ وتر ادا کیا کرے، نیز وہ وتروں کے بعد مزید دو رکعات پڑھ سکتا ہے اور جو آدمی کسی عذر کی وجہ سے رات کے شروع میں ہی وتر سمیت نماز تہجد پڑھ لینا چاہتا ہو، تو وہ پڑھ لے، لیکن اگر وہ رات کے آخری حصے میں بیدار ہو جائے تو وتر توڑے بغیر مزید نفلی نماز پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح وہ آدمی جو نماز وتر پڑھ کر سو جاتا ہو، لیکن رات کو اتفاقی طور پر کھڑا ہو کر نفلی نماز ادا کرنا چاہتا ہو تو وہ پڑھ سکتا ہے، اسے وتر توڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ امام ابن خزیمہ نے سیدنا ثوبان ؓ کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا: جو چاہے، وتر کے بعد نفلی نماز پڑھ سکتا ہے اور نبی کریم ﷺ وتر کے بعد جو دو رکعات ادا کرتے تھے، وہ آپ ﷺ کا خاصہ نہیں تھا۔ امام عبید اللہ مبارکپوری ؒ نے کہا: ائمۂ اربعہ، امام ثوری اور امام ابن مبارک وغیرہ کا خیال ہے کہ نمازِ وتر کے بعد اس کو توڑے بغیر مزید نفلی نماز ادا کی جا سکتی ہے، کیونکہ آپ ﷺ

(۲۲۲۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۷٤٤ (انظر: ۲۵۱۸٤)

نے فرمایا کہ ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں، ان علمائے کرام نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دیے گئے حکم کو استحباب پر محمول کیا اور مزید نماز کی ادائیگی کو جائز سمجھا۔ جمع و تطبیق کی ایک اور صورت یہ بھی ہے کہ سیدنا عبداللہ کی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب تم رات کو قیام کرنا چاہو تو نمازِ وتر کو شروع میں یا درمیان میں ادا کرنے کی بجائے آخر میں ادا کرو۔ (مرعاة المصابيح: ٢/ ٤) اس دوسری تطبیق کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی روٹین کے ساتھ رات کو قیام کرتا ہے، اس کو آخر میں نمازِ وتر ادا کرنی چاہیے، مثلا ہر کوئی رمضان میں نماز تراویح با قاعدگی کے ساتھ ادا کرتا ہے، جو نمازِ تہجد ہی کی ایک صورت ہے، ایسی صورت میں اس حدیث کی روشنی میں یہ درست نہیں ہو گا کہ آٹھ رکعت تراویح سے پہلے یا چار رکعتوں کی ادائیگی کے بعد وتر پڑھ لیے جائیں اور باقی نماز بعد میں پوری کر لی جائے۔ لیکن اگر کوئی آدمی رات کو وتر کی نماز پڑھ لیتا ہے اور پھر اسے سابقہ روٹین کے بغیر قیام کرنے کا خیال آ جاتا ہے، یا اگر کوئی آدمی سفر یا کسی اور عذر کی وجہ سے رات کے آخری پہر کو بیدار نہ ہونے کا خطرہ محسوس کرتا ہے، تو اسے چاہیے کہ اس باب کی پہلی روایت یعنی سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کر لے۔ بہر حال دونوں صورتوں میں نمازِ وتر کے بعد دو رکعت ادا کرنا تو درست ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے قیام مکمل کرنے اور نماز وتر ادا کر چکنے کے بعد دو رکعتیں ادا کیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جَوَازُ صَلَاةِ الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ وَمَنْ نَزَلَ عَنْ رَّاحِلَةٍ فَصَلَّاهُ عَلَى الْأَرْضِ

سواری پر نمازِ وتر کو ادا کرنے اور سواری سے اتر کر زمین پر ادا کرنے والے شخص کا بیان

(٢٢٢٩) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهِ وَيُوْتِرُ عَلَيْهَا وَيَذْكُرُ ذَالِكَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔ (مسند احمد: ٤٦٢٠)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نفلی نماز پڑھتے تھے اور اس پر وتر بھی ادا کر لیتے تھے۔

(٢٢٣٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَوْتَرَ عَلَى الْبَعِيْرِ۔ (مسند احمد: ٤٥١٩)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ پر نمازِ وتر ادا کی۔

(٢٢٣١) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَمَالَكَ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أُسْوَةٌ؟ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُوْتِرُ عَلٰى بَعِيْرِهِ۔ (مسند احمد: ٥٢٠٨)

سعید بن یسار کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تیرے لئے رسول اللہ ﷺ میں نمونہ نہیں ہے؟ رسول اللہ ﷺ تو اپنے اونٹ پر وتر پڑھ لیتے تھے۔

(٢٢٢٩) تخريج: اسناده قوى على شرط مسلم- أخرجه النسائى: ٣/ ٢٣٢ (انظر: ٤٦٢٠)

(٢٢٣٠) تخريج: أخرجه البخارى: ٩٩٩، ١٠٠٠، ومسلم: ٧٠٠ (انظر: ٤٥١٩)

(٢٢٣١) تخريج: انظر الحديث السابق: ١١٠٢

(۲۲۳۲) عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ تَطَوُّعًا، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوْتِرَ نَزَلَ فَأَوْتَرَ عَلَى الْأَرْضِ۔ (مسند احمد: ٤٤٧٦)

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر نفلی نماز پڑھتے تھے، لیکن جب نمازِ وتر ادا کرنے کا ارادہ کرتے تو زمین پر اتر کر وتر ادا کرتے۔

فوائد: ......اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ سواری پر نمازِ وتر ادا کرنا درست ہے، سابق حدیث میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن یسار کو اس سنت پر عمل کرنے کی ترغیب دلائی، یہ علیحدہ بات ہے کہ اگر کوئی آدمی سواری سے اتر کر نمازِ وتر ادا کرنا چاہے تو یہ بھی بلاشبہ درست ہے۔

نماز وتر سے متعلقہ مزید کچھ احکام

(۱) قنوتِ وتر: اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا اَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، اِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، وَاِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ۔ (ابوداود: ۱۴۲۵) ترجمہ: اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں کے زمرہ میں شامل فرما جنہیں تو نے ہدایت دی اور مجھے عافیت دے کر ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے عافیت بخشی اور مجھے اپنا دوست بنا کر ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے اپنا دوست بنایا اور جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا اس میں برکت ڈال دے اور جس شر کا تو نے فیصلہ کیا ہے مجھے اس سے محفوظ رکھ۔ بیشک تو ہی فیصلہ صادر کرتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جاتا اور جس کا تو والی بنا وہ کبھی ذلیل وخوار نہیں ہوسکتا اور وہ شخص عزت نہیں پا سکتا جس سے تو دشمنی کرے۔ اے ہمارے ربّ! تو بے حد برکت والا اور بلند وبالا ہے۔

(۲) مروجہ دعا "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِينُكَ ......" کو قنوتِ وتر قرار دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، البتہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ وہ قنوتِ نازلہ میں یہ دعا کرتے تھے۔

(۳) وتر کی آخری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوتِ وتر پڑھی جائے۔

(نسائی: ۱۷۰۰، ابن ماجہ: ۱۱۸۲)

قنوتِ وتر رکوع کے بعد بھی جائز اور درست ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن بن علی کو رکوع کے بعد قنوتِ وتر پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ مستدرک حاکم، نیل الاوطار کے مولف رحمہ اللہ نے بھی مستدرک حاکم کی حدیث کو قابلِ حجت قرار دیا ہے۔

اس کی تفصیل کے لیے دیکھیں: احکام ومسائل، ج ۲، ص: ۲۸۸ از حافظ عبد المنان نور پوری رحمہ اللہ۔

(۲۲۳۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه الطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ۱/ ۴۲۹ (انظر: ٤٤٧٦)